آندھرا پردیش

۵۰ پیسے

ترتیب

ایڈیٹر انچیف

شریمتی راجم سنہا

ایڈیٹر

اختر حسن

★

نومبر ۱۹۷۵ ع

کارتک - اگراھاین شا کھا ۱۸۹۷

جلد ۱۹ - شمارہ ۱

★

سرورق :—

نئی امیدوں کی بہاریں

بہ شکریہ :— شری ڈی - بی - لویلکا

سرورق کا دوسرا صفحہ :—

دودھ کی نہر

اس شمارے میں اہل قلم نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان سے لازمی طور پر حکومت کا متفق ہونا ضروری نہیں -

آندھرا پردیش (اردو) ماہنامہ

زر سالانہ چھ روپیے

وی پی بھیجنے کا قاعدہ نہیں -

چندہ منی آرڈر کے ذریعے روانہ کیا جائے -

ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ

حکومت آندھرا پردیش نے شایع کیا -

مرکزی حکومت کے وزیر زراعت و آبپاشی شری جگ جیون رام نے ۔ ستمبر کو نہرو زوالوجیکل پارک ، حیدرآباد میں سفید افریقی گینڈے کو چھوڑا۔

خبریں تصویروں میں

گورنر آندھرا پردیش شری ایس ۔ اوبل ریڈی نے ۲۵ ۔ ستمبر کو کلابھون ، حیدرآباد میں "آثار قدیمہ کے ورثے" کا افتتاح کرنے کے بعد تصویری نمائش کا معائنہ کیا
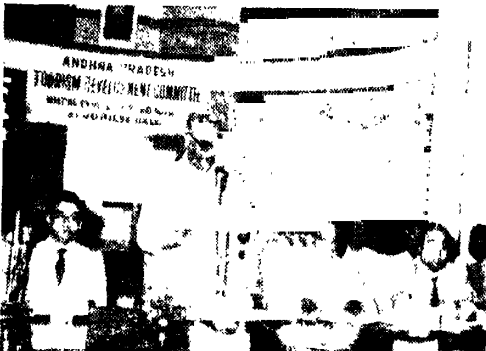
چیف منسٹر شری جے ۔ وینگل راؤ نے ۱۵ ۔ ستمبر کو جوبلی ہال ، حیدرآباد میں آندھرا پردیش ٹورزم ڈیولپمنٹ کمیٹی کے اجلاس کا افتتاح کیا۔

وزیر پنچایت راج شری ایل ۔ لکشمن داس ، ۲۵ ستمبر کو جوبلی ہال ، حیدرآباد میں ضلع پریشد کے صدور و معتمدین اور ضلع کے افسران مالگزاری کو مخاطب کر رہے ہیں۔
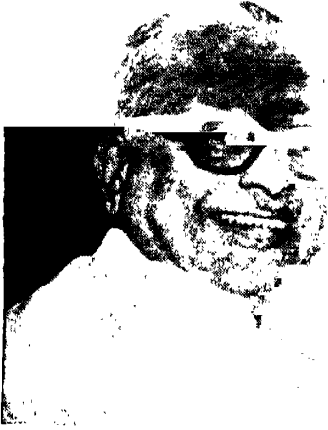
ترقی کے ساتھ ساتھ قدم سے قدم ملائے ہوئے

۔ جے ۔ وینگل راؤ

ہندوستان کی قومی آزادی کی تحریک کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ تلگو علاقوں کو مدراس پریسڈنسی سے الگ کیا جائے یہ تحریک اور جد و جہد آخر کار ۱۹۵۳ع میں ایک جدا گانہ آندھرا اسٹیٹ کے قیام کی شکل میں صورت پزیر ہوئی تاہم ریاست نظام میں ایک کروڑ تلگو بولنے والے عوام الگ رہ گئے ۔

تلگو بولنے والے عوام کی یہ خواہش تھی کہ وہ سب کے سب ایک بڑی ریاست میں اکھٹا ہو کر رہیں ۔ اور جب یکم نومبر ۱۹۵۶ع کو آندھرا پردیش کی تشکیل عمل میں آئی تو تلگو عوام کا یہ دیرینہ خواب ایک تاریخی حقیقت بن گیا ۔

یہ بات تسلیم کرنا پڑے گی کہ آندھرا پردیش کی تشکیل کے بعد سے ریاست نے کافی ترقی کی ہے ۔ تاہم آج بھی ہماری ریاست ایک پچھڑی ہوئی ریاست سمجھی جاتی ہے ۔ اگرچہ سنہ ۱۹۵۶ع کے مقابلے میں آج کے حالات بہت بہتر ہیں ۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ صنعتی شعبے میں ہم نے جو ترقی کی ہے وہ ابھی کچھ زیادہ اطمینان بخش اور خاطر خواہ نہیں ہے ۔ تاہم حیدر آباد ، گنٹور ، ورنگل ، وجئے واڑہ ، وشا کھاپٹنم اور کرنول کے شہروں اور قصبوں میں صنعتی سرگرمیاں بڑھتی جارہی ہیں ۔ اور متعدد صنعتی بستیاں عالم وجود میں آرہی ہیں ۔ اسی طرح زرعی محاذ پر غذائی پیداوار کو بڑھانے، عمدہ فصل دینے والے بیجوں سے فائدہ اٹھانے اور کسانوں کو قرضوں کی ضروری سہولتیں بہم پہنچانے کے سلسلہ میں بھی ہم نے کارھائے نمایاں انجام دئے ہیں ۔ ترقی کے سلسلہ میں اٹھائے جانے والے ہر قدم کے بارے میں تمام طبقات کے لوگوں کا اعتماد حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے ۔ یہ کہنا کوئی معنی نہیں رکھتا کہ پچھلے پچیس برس میں جب سے کہ ہم نے آزادی کے ماحول میں سانس لینا شروع کی ہے کسی قسم کی بھی ٹھوس ترقی اور کامیابی ہم نے حاصل نہیں کی ہے ۔ صورت حال یہ ہے کہ باھر کے دیشوں کے لوگ تو ہماری ترقیوں کو سراہ رہے ہیں ۔ دوسری طرف یہ بات بہت عجیب سی لگتی ہے کہ ہمارے دیش کے بعض خود غرض لوگ تشدد اور بے راہ روی پر اتر آئے ہم اس بات کی پوری کوشش کر رہے ہیں کہ موجودہ نازک صورت حال پر قابو پا کر جمہوری انداز سے اپنے دیش کو امن اور خوش حالی کے راستے پر آگے بڑھائیں ۔

دوایجی ٹیشنوں کی وجہ سے ہماری ریاست کو بھاری نقصانات اٹھانے پڑے لیکن حال ہی میں منعقدہ عالمی تلگو کانفرنس نے تمام تلگو بولنے والے لوگوں میں اتحاد اور بھائی چارگی کا احساس پیدا کردیا ہے ۔ تلگو عوام کا یہ جذبہ بہت گہرا اور مضبوط جذبہ ہے کہ وہ سب کے سب ایک ہی تلگو تہذیب اور روایت کے وارث ہیں ۔ اور ایک ہی ماں کی اولاد ہیں ۔ اتحاد اور ایکتا کے اس احساس نے ہماری تیز رفتار ترقی کیلئے مضبوط بنیاد فراہم کردی ہے ۔ ہماری ریاست کی معاشی صورت حال میں بہتری کے آثار نمودار ہورہے ہیں ۔ گو کہ ایک دشوار مالی موقف آج بھی موجود ہے ۔ ریزرو بینک میں ہمارے اوور ڈرافٹ کی مقدار بہت بڑھ گئی تھی لیکن رفتہ رفتہ ہم نے اس کی پابجائی کردی اور ہمارا اب کوئی اوور ڈرافٹ نہیں ہے ۔ لہذا اب ہم مستقبل میں ایک بہتر مالی موقف کے حامل بن سکتے ہیں ۔

سردست ہم اپنی تمام توانائیاں مرکزی اور ریاستی سطحوں پر سماج کے کمزور طبقات کی بہتری کیلئے صرف کررہے ہیں ۔ ان

طبقات کی فلاح و بہبود کو صدیوں سے نظر انداز کیا جاتا رہا تھا ۔ حکومت نے ہریجنوں قبائلیوں اور دوسرے پس ماندہ طبقات کی فلاح و بہبود کیلئے مختلف اسکیموں کے نفاذ کا قطعی فیصلہ کرلیا ہے ۔ وزیر اعظم کے ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام میں بھی اس پہلو کو سر فہرست رکھا گیا ہے ۔ حکومت نے حال ہی میں دیہی علاقوں کے غریب عوام کی فلاح و بہبود کیلئے چند آرڈیننس نافذ کئے ہیں ۔

زرعی اصلاحات کو تیزی کے ساتھ روبہ عمل لانے کے لئے حکومت نے اپنی مشنری کو متحرک کر دیا ہے ۔ بے زمین غریبوں میں تقسیم کرنے کے لئے کتنی فاضل اراضی حاصل ہوسکے گی اسکا پورا پورا اندازہ لگانے کے لئے ابھی کچھ اور وقت درکار ہوگا ۔

سماج کے کمزور طبقات ، چھوٹے کسانوں اور کھیت مزدوروں کے لئے مکانات کی اسکیم پر پوری تیزی کے ساتھ عمل ہورہا ہے ۔ عوام کے معاشی بوجھ کو گھٹانے کیلئے بھی ضروری اعلانات کئے گئے ہیں ۔ ملازمین سرکار کی تنخواہوں کی شرح پر نظر ثانی کے تعلق سے ریاستی حکومت نے یک رکنی کمیشن کی رپورٹ کو منظور کرلیا ہے ۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ مستقبل میں بھی سرکاری ملازمین کے تعلق سے حکومت غافل نہیں رہے گی ۔

ریاستی حکومت کا ایک اور اہم اقدام فلم ڈیولپمنٹ کارپوریشن کا قیام ہے ۔ شہر حیدر آباد اور ریاست کے دوسرے حصوں میں فلمی صنعت کو فروغ دینے کے لئے حکومت پوری دلچسپی کے ساتھ اقدامات کررہی ہے ۔ غرضیکہ ریاست کو مستحکم بنانے اور ہمہ گیر ترقی کے راستے پر گامزن کرنے کے لئے کوئی دقیقہ ہم نے اٹھا نہیں رکھا ہے ۔

ہم سب کا یہ فرض ہے کہ وزیر اعظم کے ۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کے پیش نظر پورے نظم و ضبط کے ساتھ ترقی کی منزلیں سر کریں ۔ ہمیں اپنی بعض پرانی عادتوں کو چھوڑنا ہوگا اور اپنے اندر یہ احساس پیدا کرنا ہوگا کہ یہ ملک ہمارا ہے ۔ تلگو عوام کے لئے اب وقت آگیا ہے کہ وہ پوری بے غرضی اور جذبہ خدمت گزاری کے ساتھ اس امر کا مظاہرہ کریں کہ وہ دوسروں سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں ۔ آندھرا پردیش کو بنے ہوئے ۱۹ برس گذر چکے ہیں ۔ ان دو دہوں کے درمیان ہم نے جو ترقی کی ہے بلا شبہ وہ قابل تحسین ہے ۔ تاہم ابھی ہمیں بہت کچھ کرنا ہے ۔ آئیے کہ ہم ترقی کے ساتھ ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلیں ۔ اس ریاست کے ہر فرد سے میری اپیل ہے کہ وہ اس عظیم کام میں دل و جان سے حکومت کا ہاتھ بٹائے ۔

* * *

ایک نئے نظام کی دہلیز پر

* * * * * * * * *

شری پی ۔ رنگا ریڈی وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ کے قلم سے —

کلیسا کی سریلی گھنٹیوں کی طرح " جن گن من " کے جذبات انگیز نغموں سے فضا معمور تھی اور پھر قومی ترانے کے ساتھ وہ تقریب بھی ختم ہو گئی ۔ کچھ ہی روز قبل میں نے اس تقریب میں شرکت کی تھی جو ضلع پرکاشم کے ایک خوش حال گاؤں کے نواح میں منعقد ہوئی تھی ۔ دو پہر کے سورج کی بے رحم تمازت میں ہمارا قافلہ ، اس گاؤں سے تھوڑی ہی دور منائی جانے والی ایک اور تقریب میں شریک ہونیکے لئے آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا ۔

ایک چھوٹے سے مدرسے کی دودھ جیسی سفید عمارت نے ہماری نگاہوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ۔ یہ ایک نئی عمارت تھی جس کا رنگ روغن تک ابھی خشک نہیں ہوا تھا ۔ آج کی تقریب کیلئے اسے بہت عمدگی کے ساتھ سجایا گیا تھا ۔ اس تقریب میں شریک ہونیوالوں کی بڑی تعداد ، تیرہ سے انیس برس تک کے نونہالوں کی تھی جو اپنے بہترین لباس میں ملبوس تھے ۔ ہر چہرے پر ، خوشی ، شادمانی اور ایک انتظار کی سی کیفیت طاری تھی اور جس وقت کچھوے کی سی چال چلتی ہوئی ہماری بیل گاڑی ، مدرسے کی اس کہان کے قریب پہنچی جو اسی تقریب کے لئے نئی نئی بنائی گئی تھی تو ساری فضا بے اختیار سیٹیوں اور تالیوں سے گونج اٹھی اور بچے خوشی سے ناچنے لگے ۔ اس نو تعمیر مدرسے کے استاد بھی آگئے تھے وہ اس گاؤں کے مدرسے کے تنہا استاد تھے جن کا حال ہی میں تقرر ہوا تھا ۔ چاروں طرف ایک جشن کا سا سماں تھا ۔ ہر چہرے پر خوشی کی لہریں ، تالیاں ، اور سیٹیاں ۔

کسی گاؤں کے لئے مدرسے میں استاد کی آمد ، ہم میں سے بہتوں کے لئے شاید کوئی غیر معمولی بات نہ ہو لیکن زندگی کے دھارے سے الگ تھلگ ایک دورافتادہ گاؤں کے لئے بلاشبہ یہ ایک اہم اور غیر معمولی واقعہ تھا ۔ جو ایک دیرینہ تقاضے کی تکمیل کے مترادف تھا ۔ اور ایسے دیرینہ تقاضوں کی تکمیل پنچایت راج کے اداروں کا ایک بنیادی مقصد ہے ۔ لہذا وسیع تر مفہوم میں ایک نئے مدرسے میں ایک نئے استاد کی آمد اس بات کی مظہر ہیکہ پنچایت راج سرگرم عمل ہے ۔

پچھلے ۲۰ برس کے دوران میں دیہی ہندوستان پر پنچایت راج کے اداروں کے جو اثرات پڑے ہیں ، اس پس منظر میں ہم ان کا اچھی طرح سے جائزہ لے سکتے ہیں ۔ اور ان کا تعین کرسکتے ہیں

گاؤں کا ایک اسکول یا ایک ابتدائی مرکز صحت یا ایک مہیلا منڈل یا پھر پینے کے پانی کا ایک کنواں یہ سب پنچایت راج اداروں اور ان کے عمدہ کارناموں کی چھوٹی چھوٹی حیات افروز نشانیاں ہیں ۔

آج آندھرا پردیش کے قیام کی سالگرہ کا دن ہے ۔ آزاد ہندوستان کے معمار جواہر لعل نہرو نے ۱۹۵۶ ع میں آندھرا پردیش کی وسیع تر ریاست کا افتتاح کیا تھا اور اس طرح تلگو لوگوں کے اس دیرینہ خواب نے اپنی تعبیر پالی تھی کہ جنوبی ہند میں وہ سب ایک جھنڈے تلے اکٹھا ہو کر اپنی ذہانت و صلاحیت کے بموجب از سرنو اپنا مستقبل بنائیں ۔ ۱۹۵۲ ع میں سابق ریاست آندھرا کی تشکیل ، اس سلسلے کی پہلی کڑی

تھی ۔ اس کے بعد سے تلگو لوگوں نے کبھی پلٹ کر نہیں دیکھا وہ آگے ہی بڑھتے رہے ۔ نئی منزلوں اور نئی سرحدوں کی طرف ان کا سفر ایک کٹھن اور لانبا سفر تھا ۔ بلاشبہ یہ سفر ان کے لئے ایک سخت آزمائش کا سفر تھا ، طرح طرح کے خطروں اور دشواریوں سے بھرا ہوا ۔ تاہم ، انجام کار وہ ایک انتہائی خوش آئند ، نتیجہ خیز اور جان پرور سفر ثابت ہوا ۔

پچھلے انیس سال سے ہم مسلسل اپنے شاندار نصب العین کی سمت میں بڑھ رہے ہیں ۔ ہم نے ایک ایسے ونشال آندھرا کا خواب دیکھا ہے جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہیں گی اور وجے نگر کی عظیم سلطنت کے شاندار دور کی تجدید ہو گی ۔ گزرے ہوئے ان تمام برسوں میں ہم نے اس نیک تصور کو ایک ٹھوس حقیقت کی شکل دینے کیلئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کی ہیں ۔ اور اس سلسلے میں بہت بڑی حد تک ہم کامیاب بھی رہے ہیں جس پر ہمیں فخر ہے ۔

ہندوستان کے '' غلہ گودام ،، کی حیثیت سے ریاست کی قابل رشک شہرت آج بھی برقرار ہے ۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ۱۹۷۴-۷۵ع میں اناج کی پیداوار ۸۷ لاکھ ٹن تک پہنچ گئی ۱۹۷۵-۷۶ع میں سال گزشتہ کے ریکارڈ میں اور بہتری پیدا ہو گئی ہے سرکاری اور نجی دونوں شعبوں میں تیز رفتار صنعتی ترقی کیلئے بھی ہم نے ایک ساز گار ماحول بنالیا ہے ریاست کے مقررہ پسماندہ علاقوں میں عام اور ترجیحی صنعتوں کی نشوو نما کے لئے طرح طرح کی جونرغیبات فراہم کی جارہی ہیں وہ صنعت کاروں کو آندھرا پردیش کی جانب کھینچ لانے میں بہت معاون ہوں گی ۔ مزید براں ، پانچویں منصوبے کے تحت برقی کی اسکیمات کے لئے بڑی بڑی رقمی گنجائشیں فراہم کی گئی ہیں تاکہ برقی کی پیداوار میں اضافے اور اسکی تقسیم کی بہتری کے باعث صنعتی سرگرمیوں میں شدت پیدا ہو اور ساتھ ہی زرعی پیداوار بھی بڑھے ۔ ریاست کی ہمہ گیر ترقی کے لئے یہ دونوں شعبے ایک دوسرے کے تابع بھی ہیں اور مددگار و معاون بھی ۔

اس وسیع تر پس منظر میں ۱۹۷۵-۷۶ع کیلئے ہمارا ۱۹۰ کروڑ روپیوں کا منصوبہ ایک ایسا قدم ہے جو اگلی سمت میں اٹھایا گیا ہے ۔ اس منصوبے کے اخراجات کے لئے پہلے ۱۵۳ کروڑ روپئے مقرر کئے گئے تھے بعد میں س رقم کو بڑھا کر (۱۹۰) کروڑ روپئے کردیا گیا ۔ ۱۹۷۳-۷۴ع کے منصوبے پر خرچ کی جانے والی رقم کے مقابلے میں سال رواں کے منصوبے کی رقم دوگنی ہے اور ۱۹۷۴-۷۵ع کے منصوبے سے ۲۸ فی صد زیادہ ہے ۔ میں یہاں اس امر کی وضاحت کردوں کہ منصوبے میں یہ توسیع آندھرا پردیش کے وسائل میں زبردست اضافے کی بدولت ممکن ہو سکی اور وسائل میں یہ اضافہ نتیجہ ہے گزشتہ چند برسوں میں اضافہ پیداوار کا اور ان انتھک کاوشوں اور کوششوں کا جو حکومت نے ریاستی منصوبے کے واسطے مالیہ فراہم کرنے کے سلسلے میں کی ہیں ۔ اب ہم ایسے موقف میں آگئے ہیں کہ بڑے پیمانے پر سوچ سکیں ، بڑے پیمانے پر منصوبے بناسکیں اور بڑے پیمانے پر فایدہ اٹھاسکیں ۔ ریاست کے یوم تاسیس کے موقع پر یہ خیال کہ ہم اس قابل ہو گئے ہیں ہمارے لئے بڑا راحت بخش اور حوصلہ افزا ہے ۔

حالیہ واقعات

پھر بھی ہم کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وقت بے فکر ہوجانے کا نہیں ہے ۔ ہمارے ملک میں رونما ہونے والے حالیہ واقعات اور نتیجتاً ایمر جنسی کا نفاذ ، وزیر اعظم کے بیس نکاتی پروگرام کا اعلان اور قوم کے وسیع تر مفاد کی خاطر ہماری زندگی کے تمام شعبوں میں موجودہ ڈسپلن کا قیام ، آزاد ہندوستان کی شاندار تاریخ کے اہم واقعات ہیں ۔ ایک طرح سے یہ حالات اس حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں کہ کسی قوم کی تاریخ میں ایسا وقت بھی آتا ہے جب کہ افراد اور جماعتوں کے مفاد کو قوم کے وسیع تر مفاد کا تابع کر دینا پڑتا ہے اور یہ کہ قوم کا مفاد دوسرے تمام مفادات سے بالاتر ہوتا ہے ۔ اس لئے ، جیسا کہ ہمارے بزرگوں نے واضح کیا ہے ، حال ہی میں جو واقعات پیش آئے ہیں ان کو صحیح انداز میں دیکھنا اور پرکھنا چاہئے ۔ پرانا نظام نئے نظام کے لئے جگہ چھوڑ دیتا ہے ۔ اب وہ دن دور نہیں ہیکہ راستے کی ساری رکاوٹیں اور دشواریاں ، آہستہ آہستہ لیکن یقینی طور پر دور کردی جائیں گی اور مستقبل قریب میں ہم ایک نئے اور درخشاں نظام سے ہم کنار ہوجائیں گے ۔ ہماری وزیر اعظم کا ۲۰ نکاتی پروگرام اس سمت میں پہلا قدم ہے ۔ پس یہ ضروری ہیکہ ہم اس کام کیلئے اپنی پوری توانائیاں صرف کریں تاکہ ہم ایک شاندار مستقبل کے مستحق بن سکیں ۔

* * * * *

ہماری فلمی صنعت

کیلئے

ایک نیک شگون

— چیف منسٹر شری جے ۔ وینگل راؤ

* * * *

آندھرا پردیش اسٹیٹ فلم ڈیولپمنٹ کارپوریشن کا افتتاح وندھیا چل کے جنوب میں صنعت فلم سازی کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

ہندوستانی فلمی صنعت کی تاریخ بالکل بادشا ہوں اور سپہ سالاروں کی تاریخ کے مانند ہے۔ ناکامیوں اور کامیابیوں سے معمور اس میں درد انگیز ساعتیں بھی ملتی ہیں اور ترقی کے خوش آئند لمحات بھی پائے جاتے ہیں۔ ہر چند کہ اپنے عہد آغاز سے آج تک ہماری فلمی صنعت نئے نئے میدانوں کی جانب سخت اور کٹھن راستوں سے گذرتی رہی ہے لیکن اس کا یہ سفر بے فیض نہیں رہا ہے ۔ دوسرے الفاظ میں ہماری فلمی صنعت نے اپنے بانی اور مجدد پھالکے کی فلم '' راجہ ہریش چندر ،، کے دور کے بعد سے کافی طویل مسافت طے کرلی ہے ۔

آج ہماری فلموں کا شمار دنیاکی بہترین فلموں میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم بخوبی واقف ہیں ، ہماری فلموں نے کینس ، سان فرانیسکو ، منیلا وینکوور ، سٹراڈفورڈ ، انٹاریو اور وینس میں منعقدہ بین الاقوامی فلمی میلوں میں شاندار اعزازات حاصل کئے ہیں ۔ واقعی یہ ایک قابل فخر ریکارڈ ہے ۔ اور ہندوستان کے بیش بہا ثقافتی ورثے کے عین مطابق ہے۔

۱۹۷۰ع کی ابتدا میں ہندوستان نے فیچر فلموں کی تیاری کے ۶۶ سال مکمل کرلئے ہیں ۔ ان طویل برسوں کے دوران میں ہندوستان کے شمال اور جنوب دونوں علاقوں میں ہندوستانی فلمی صنعت کے اولین معماروں کو فتح مندی کا پرچم بلند رکھنے اور عوام سے داد تحسین حاصل کرنے کے لئے طویل اور سخت محنت کرنی پڑی ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس موقع پر یہ ضروری ہے کہ آندھرا کے ان اولین فلمی معماروں کے نام گنواؤں جنھوں نے پردۂ سیمین پر یا اس سے ہٹ کر شہرت و ناموری حاصل کی ہے ۔ان سب نے اپنے زمانے کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی فلموں کے موضوعات کا انتخاب کیا ۔ جنگ آزادی کے ہنگامہ خیز دور میں ان کی فلموں کے موضوع ہندوستانی قومیت کی ابھرتی ہوئی لہر، گاندھیائی بغاوت اور ایک محکوم قوم کی کشمکش پر مرکوز ہوتے تھے ۔ لیکن انہوں نے اہم سماجی مسائل ان کے اثرات اور ان کے حل سے بھی بے اعتنائی نہیں برتی ۔ ان موضوعات کو لے کر انہوں نے فلموں کو ترسیل کا سب سے بڑا اور موثر ذریعہ بنایا اور ملک کے گوشہ گوشہ کے عوام تک بہت موثر اور کامیاب انداز میں اپنا پیام پہنچایا ۔ جس کے خاطر خواہ نتیجے سامنے آئے اور پائیدار اثرات مرتب ہوئے۔ آزادی کے حصول تک فلمی صنعت کم و بیش نجی شعبے کی اجارہ داری بنی رہی ۔ لیکن اس نجی شعبے پر جو چند اعلی دماغ چھائے ہوئے تھے ان کی محنت لگن اور تڑپ نے اس صنعت میں جان ڈالدی اور اسے بلندمرتبت بنادیا ۔ آج بھی ہماری فلمی صنعت ان عظیم معماروں کی رہین منت ہے ۔

سرکاری مشنری نے اس میدان میں ذرا دیر سے قدم رکھا اور اسکی سرگرمیاں اسٹیٹ ایوارڈس فلم فیناس اور فلم انسٹیٹیوٹ تک محدود رہیں ۔ مرکزی حکومت کی تقلید کرتے ہوے بیشتر ریاستی حکومتوں نے بشمول حکومت آندھرا پردیش علاقہ واری بنیادوں پر فلمی صنعت کی ترقی میں حقیقی طور پر دلچسپی لینا شروع کردی ہے تاکہ متعلقہ علاقائی زبانوں سے مربوط تہذیبوں کو منظر عام پر لایا جاسکے اور انہیں فروغ دیا جاسکے ۔ یہ رجحان مجھے یقین ہے کہ زندگی کے ان حالات سے ہم آہنگ ہے جو خصوصاً لسانی ریاستوں کے قیام کے بعد پیدا ہوے ہیں لیکن کسی عنوان بھی اسے لسانی عصبیت اور طبقاتی انداز فکر سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا ۔

مختلف اسباب کی بنا پر وندھیا چل کے جنوب میں شہر مدراس آج بھی فلمی صنعت کے ایک بڑے مرکز کی حیثیت سے روز افزوں ترقی کررہا ہے ۔ اس ترقی میں تلگو پروڈیوسروں ، فنکاروں اور ٹکنشینوں کا حصہ کچھ کم نہیں ہے ۔

سنہ ۱۹۵۶ ع میں آندھرا پردیش کے قیام اور نتیجتاً تلگو عوام کی یکجائی کے بعد سے یہ محسوس کیا جارہا تھا کہ مدراس میں فلمی صنعت سے تعلق رکھنے والے آندھراواسی بطور خاص اپنی ثقافت کو فروغ دینے کے پیش نظر آندھرا پردیش میں منتقل ہوجائینگے اور اس ریاست میں فلمی صنعت کو ترقی دینے میں نمایاں کردار ادا کرینگے ۔ یہ ماننا پڑیگا کہ ان لوگوں کے دلوں میں جو ملک کے اس حصہ میں فلمی صنعت کی ترقی سے دلچسپی رکھتے ہیں اسطرح کی خواہش یا تمنا کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے ۔ در اصل انہیں خیالات کے زیر اثر ریاستی حکومت نے فلمی صنعت کو فروغ دینے کیلئے متعدد اقدامات کا ایک سلسلہ شروع کردیا ۔ در اصل حکومت کا مطمح نظر یہ ہے کہ ایسی فلموں کی تیاری کی ہمت افزئی کی جائے جو اعلی جمالیاتی اور فنی معیار کی حامل ہوں اور تلگو والوں کی ذھانت اور فطانت سے ہم آہنگ ہو کر فن برائے فن کا مظہر بن جائیں ۔ ہم نے اس صنعت کی ترقی کو تجارتی نقطہ نگاہ اور نفع نقصان کی اصطلاحوں کا تابع نہیں کیا ہے ۔

اس وسیع اور نیک نیتی پر مبنی پس منظر میں حکومت آندھرا پردیش نے ریاست میں تیار کی جا نیوالی ہر فلم کیلئے ایک لاکھ روپیوں کی امداد اور بہترین فیچر فلموں اور دستاویزی فلموں اور بچوں کی فلموں کیلئے سالانہ'' نندی اوارڈز ،، دینے کی اسکیمیں شروع کی ہیں ۔ نیز ہم نے خصوصاً دیہی اور نیم قصباتی علاقوں میں سینما تھیٹروں کی تعمیر کیلئے بڑے بڑے فلمسازوں ، امداد باھمی کی انجمنوں ، پنچایتوں اور بلدیات کو فراخدلانہ قرضوں کی پیشکش کی ہے ۔

سب سے بڑا اقدام

اور ان سب باتوں سے بڑی بات یہ ہےکہ آج اس ریاست میں اسٹیٹ فلم ڈیولپمنٹ کارپوریشن کا افتتاح عمل میں آرہا ہے ، جو بہت بڑے پیمانے پر اس صنعت کی مدد کریگا ۔ یہ کارپوریشن نجی شعبے کو ختم نہیں کریگا ۔ بلکہ اس کی محنتوں اور کوششوں میں هاتھ بٹائیگا ۔ فلمی صنعت پر کارپوریشن کی سرگرمیوں کے اثرات بتدریج ظاهر ہونگے اس لئے قبل از قبل اس کے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کرلینی چاہئے ۔ یہ سچ ہے کہ بہت کچھ ان تعلقات پر منحصر ہے جو فلمی صنعت اور کارپوریشن کے درمیان پیدا ہونگے ۔

میں دعوی نہیں کرتا کہ کارپوریشن راتوں رات اس حصہ ملک کی فلمی صنعت کی تمام خامیوں اور کوتاهیوں کا ازالہ کردیگا ۔ لیکن میں یہ توقع ضرور کرتا ہوں کہ اس صنعت کی از سر نو ترقی کے لئے کارپوریشن کو ایک نیک فال سمجھا جائیگا ۔ میں بھی ستیہ جیت رے کے اس یقین محکم میں شریک ہوں کہ :-

'' صداقت پر مبنی فن آخر کار صلہ پاکر رہتا ہے ،،

* * * * *

فلمی صنعت آندھراپردیش میں

اعلی جمالیاتی قدروں کی حامل فلموں کی ہمت افزائی کیلئے حکومت آندھرا پردیش نے تلگو زبان کی بہترین " فیچر فلم "، " دستاویزی فلم "، " بچوں کی فلم "، اور " تعلیمی فلم " کے واسطے ۱۹۶۴ ع سے " اسٹیٹ ایوارڈ " کا سلسلہ شروع کیا - ۱۹۷۲ ع تک کے ایوارڈ تقسیم کئے جاچکے ہیں اور ۱۹۷۳ ع کے لئے پرو ڈیوسروں سے درخواستیں مانگی گئی ہیں - اب تک ۱۴ درخواستیں وصول ہوی ہیں -

اسٹیٹ فلم ایوارڈز کمیٹی کی تشکیل از سر نو عمل میں لائی گئی ہے - جس کے صدر نشین شری بی - گوپال ریڈی اور اراکین شری گورا شاستری (ایڈیٹر آندھرا بھومی) ٹی کنمبا راؤ (صحافی) اور ڈاکٹر شریمتی این - سری دیوی ہیں - شریمتی راجیم سنہا ، ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ کمیٹی کی کنوینر اور ایک رکن بھی ہیں -

حکومت نے ۲ - جنوری ۱۹۶۴ ع سے مالی امداد کی ایک اسکیم بھی شروع کی تھی - جس کے تحت اقل ترین معیار پر پوری اترنے والی ایک فیچر فلم کو ، جسکا انتخاب ایک خصوصی کمیٹی کرتی ہے ، ۵۰ ہزار روپے کی مالی امداد دی جاتی رہی ہے - سنہ ۲۹ - ۱۹۷۴ ع سے اس امداد کو بڑھا کر ایک لاکھ روپئے کردیا گیا ہے -

نقد ایوارڈ

بہترین فیچر فلم کو نقد ایوارڈ کے طور پر ۱۵-ہزار روپئے دئے جاتے تھے جو اب بڑھا کر (۲۵) ہزار روپئے کردئے گئے ہیں بہترین فیچر فلم کے ڈائرکٹر کو دئے جانے والے نقد ایوارڈ کی رقم ۴۰۰۰ روپیوں کو ۱۰ ہزار روپے کردیا گیا ہے -

دوسرے نمبر کی بہترین فیچر فلم کے پروڈیوسر کو اب ۳ ہزار روپیوں کے بجائے ۱۰ ہزار روپئے اور ڈائرکٹر کو ۱۰۰۰ کے بجائے ۵۰۰۰ روپئے دیئے جائیں گے - تیسرا درجہ پانے والی فیچر فلم کے پروڈیوسر کو ۱۰۰۰ کے بجائے ۲۰۰۰ روپئے اور ڈائرکٹر کو ۵۰۰ کے بجائے ۲۰۰۰ روپئے ملیں گے -

بہترین کہانی نویس کو ۱۰۰۰ کے بجائے ۵۰۰۰ روپئے دئے جائیں گے - اور دوسرا درجہ پانے والی کہانی کے مصنف کےلئے ۵۰۰ کے بجائے ۲۰۰۰ روپے کا انعام مقرر کیا گیا ہے -

اب بہترین دستاویزی فلم کے پروڈیوسر کو ۵۰۰۰ روپئے اور ڈائرکٹر کو ۲۰۰۰ روپے دئے جائیں گے جبکہ قبل ازیں ان کو بالترتب ۲۰۰۰ اور ۱۰۰۰ روپئے دئے جاتے تھے اسی طرح دوسرے نمبر کی بہترین دستاویزی فلم کے پروڈیوسر اور ڈائرکٹر کو ، جنہیں پہلے بالترتیب ۱۰۰۰ اور ۵۰۰ روپے دیئے جاتے تھے اب ۳۰۰۰ اور ۱۰۰۰ روپئے دیئے جائیں گے - پہلے تیسرا مقام حاصل کرنیوالی دستاویزی فلم کے پروڈیوسر اور ڈائرکٹر کے لئے کوئی نقد انعام مقرر نہیں تھا - لیکن اب انکو بھی بالترتیب ۱۰۰۰ اور ۵۰۰ روپئے دئے جائیں گے -

بچوں کی بہترین فلم کے پروڈیوسر اور ڈائرکٹر کو اب بالترتیب ۲۰۰۰۰ اور ۵۰۰۰ روپئے ملیں گے جبکہ پہلے ان کو بالترتیب ۱۰۰۰۰ اور ۲۰۰۰ روپے ملا کرتے تھے - بچوں کی دوسری بہترین فلم کے پروڈیوسر اور ڈائرکٹر کو پہلے بالترتیب ۳۰۰۰ اور ۱۰۰۰ روپئے دیئے جاتے تھے - اب انہیں بالترتیب ۱۰۰۰۰ اور ۲۰۰۰ ہزار روپئے ملا کرینگے - بچوں کی تیسری بہترین فلم کے پروڈیوسر اور ڈائرکٹر کو بھی اب باالترتیب ۳۰۰۰ اور ۵۰۰ روپئے دئے جائیں گے - پہلے ان کو کوئی انعام نہیں دیا جاتا تھا -

بہترین تعلیمی فلم کے پروڈیوسر کے لئے ۱۰۰۰۰ روپیوں کی رقم مقرر کی گئی ہے - جبکہ قبل ازیں یہ رقم ۲۰۰۰ روپئے تھی اسی طرح ڈائرکٹر کے لئے مقررہ گزشتہ رقم ۱۰۰۰ روپیوں کو بڑھا کر اب ۳۰۰۰ روپئے کردیا گیا ہے -

دوسرے اور تیسرے نمبر کی بہترین تعلیمی فلموں کے ڈائرکٹروں کے لئے اسکیم میں پہلے نقد ایوارڈ نہیں تھے - لیکن اب ان کے لئے پہلی دفعہ علی الترتیب ۵۰۰۰ اور ۱۰۰۰ روپے کے نقد انعامات کی گنجائش رکھی گئی ہے - ان فلموں کے ڈائرکٹروں کو بھی بالترتیب ۱۰۰۰ اور ۵۰۰ روپئے دئے جائیں -

ایوارڈز کی متذکرہ بالا رقومات ایسی فلموں کے لئے ہیں جن کا انتخاب سنہ ۱۹۷۳ع اور اسکے بعدکے برسوں میں عمل میں آئیگا ۔

اسٹوڈیوز کے لئے قرضے ۔

اس اسکیم کے تحت سنہ ۱۹۷۳ع کے دوران میں (۳۶) فلموں کو امداد ملی ہے ۔ حیدرآباد کے دو فلم اسٹوڈیوز ، میسرز سارتھی اسٹوڈیوز (پی) لمیٹیڈ اور میسرز سدرن مووی ٹون لمیٹیڈ کو ۲،۵ لاکھ روپیوں کی معقول رقم قرض کے طور پر دیگئی ۔

حکومت نے حیدرآباد ۔ وجئے واڑہ سڑک کے قریب آٹھ میل کے فاصلے پر واقع حیات نگر میں ۲۰۶،۸ ایکڑ رقبہ اراضی فلمی صنعت کو الاٹ کرنے کی غرض سے مختص کردی ہے جہاں اب تک میسرز '' راما کرشنا این اے ٹی کمبائن اسٹوڈیوز ''، میسرز پرشاد پروڈکشن پرائیوٹ لمیٹیڈ '' اور '' میسرز نواشکتی پروڈکشنز لمیٹیڈ '' کو زمینات فراہم کی گئی ہیں ۔

فلم اینڈ ٹیلیویژن انسٹی ٹیوٹ ، پونا ، میں تعلیم حاصل کرنے والے آندھرا پردیش کے طلبہ کے لئے مختلف تعلیمی وظائف مقرر کئے گئے ہیں ۔ توقع ہے کہ اس طرح ریاست میں فلمی صنعت کے فروغ کے لئے با صلاحیت اور تربیت یافتہ اشخاص ھمدست ھوسکیں گے ۔

پروڈیوسروں کو آندھرا پردیش میں فلم سازی کی ترغیب کی غرض سے ناگر جونا ساگر ، سری سیلم ، نظام ساگر اور کرشنا بیریج وغیرہ کے مقامات نیز نوبت پہاڑ ، نہرو زوالوجیکل پارک اور سرکاری باغات (بشمول باغ عامہ) میں فلم بندی کے معاوضوں میں کمی کردی گئی ہے ۔

چیف منسٹر نے اپنے حالیہ دورۂ مدراس کے دوران میں فلمی صنعت سے تعلق رکھنے والی ممتاز شخصیتوں سے بعض اہم موضوعات پر ابتدائی بات چیت کی تھی جسکا مقصد آندھراپردیش میں فلمی صنعت کو فروغ دینا تھا اور ان لوگوں کو تفصیلی گفتگوکیلئے حیدر آباد آنے کی دعوت بھی دی گئی تھی ۔ چیف منسٹر اور فلمی شخصیتوں کے درمیان یہ بات چیت نومبر ۱۹۷۳ع میں ہوئی تھی ۔ فلمی صنعت کے نمائندوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ '' برہماننداچترا پوری ''، بہت زیادہ فاصلے پر واقع ہے ۔ لیکن متبادل جگہ کو دیکھکر انہوں نے اسکو بہترین مقام قرار دیا ۔ انہوں نے یہ خیال بھی ظاہر کیا کہ قرض کی سہولتوں اور سرمایہ مشغول کرنے کیلئے ترغیبات کے سلسلے میں فلمی صنعت کی ھمت افزائی اسی طرح کی جانی چاہئے جس طرح کسی دوسری صنعت کی کی جاتی ہے ۔

دسمبر ۱۹۷۲ع میں منعقدہ ریاستی وزرائے اطلاعات کی کانفرنس نے سفارش کی تھی کہ زیادہ تعداد میں سینما گھر تعمیر کئیے جائیں اور تفریحی محصول کا ایک حصہ فلمی صنعت کے فروغ کے لئے مختص کیا جائے ۔ حکومت نے آندھرا پردیش میں فلمی صنعت کی ترقی کے لئے ایک کارپوریشن تشکیل دینے کا فیصلہ کیا اور محکمہ اطلاعات و تعلقات افسر کو ایک خصوصی رپورٹ کی پیشکشی کا کام سونپا گیا (وزیر اطلاعات و نشریات حکومت ھند شری پی ۔ سی ۔ شکلا نے ۱۳ ۔ اکتوبر ۱۹۷۵ع کو حیدر آبا میں اس کارپوریشن کا افتتاح کیا ۔)

یہ کارپوریشن سینماؤں کی قلت ، چھوٹے تھیٹروں کی تعمیر ، فلم پروڈیوسروں وغیرہ کو مالی امداد کی فراھمی اور فلمی صنعت کے فروغ کے سلسلے میں پیش آنے والے مختلف مسائل سے نمٹے گا ۔

فلمی صنعت کے نمائندوں سے تبادلہ خیال کے نتیجے میں اس امر کا انکشاف ہوا کہ اگر حکومت امدادی قرضے فراہم کرسکے تو خود حیدر آباد میں اور آندھرا پردیش کے دوسرے مقامات میں فلم اسٹوڈیوز کے قیام کی خاطر خواہ گنجائش ہے ۔ حکومت نے اس مسئلے کے مختلف پہلوؤں کا محتاط جائزہ لینے کے بعد آندھرا پردیش میں فلم اسٹوڈیوز کے قیام کے لئے بعض شرائط کے تحت قرض فراھم کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔

اس فیصلے کے نتیجے میں توقع ہے کہ ریاست میں اس طاقتور اور دور رس اثرات کے حامل ترسیلی ذریعے کی ترقی اور وسعت کی ھمت افزائی ھوگی اور اس کی رسائی عوام کی زیادہ سے زیادہ تعداد تک ھوجائےگی اور ان کو تفریحی اور تعلیمی اقدار رکھنے والی فلمیں دیکھنے کو ملیں گی ۔

* * * * *

زرعی محاذ پر ہماری پیش رفت

آندھرا پردیش بڑی حدتک ایک زرعی ریاست ہے جس کی آمدنی کا نصف سے زاید حصہ زراعت سے حاصل ہوتا ہے۔عمدگی کے ساتھ کاشتکاری کرنے کے لئے جن قدرتی وسائل کی ضرورت ہوتی ہے اس اعتبار سے بھی یہ ریاست نسبتاً ایک بہتر موقف کی حامل ہے۔

شعبہ زراعت میں منصوبہ بندی لازمی طور پر ان تین مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیجاتی ہے ، یعنی غذائی اجناس میں خود کفالتی کا حصول ، دن بدن بڑھتی ہوئی صنعتوں کو معقول مقدار میں سربراھی کے لئے خام مال کی پیداوار میں اضافہ اور ساتھ ھی ساتھ برآمد کے لئے زاید از ضرورت مال کے ذخائر کی فراھمی تاکہ شدید طور پر درکار بیرونی زرمبادلہ کمایا جاسکے۔ پیداواری سطح کو بلند کرنے کے لئے آج کل زراعت کو روایتی طریقوں کے مقابلے میں جدید سائنس اور ٹکنالوجی پر زیادہ سے زیادہ تکیہ کرنا پڑتا ہے۔

غذائی اجناس کی پیداوار

ریاست میں غذائی اجناس کی پیداوار سنہ ۱۹۷۲-۷۳ع میں ۶۷,۰۸ لاکھ ٹن تھی جو سنہ ۱۹۷۴-۷۵ع میں بڑھکر ۸۶,۸۴ لاکھ ٹن ہوگئی یعنی (۲۹) فی صد سے زاید کا اضافہ ہوا۔ جملہ اضافے میں سب سے بڑا حصہ چاول کی پیداوار کا ہے سنہ ۱۹۷۲-۷۳ع کی حاصل شدہ مقدار (۳۲,۵۶) لاکھ ٹن کے مقابلے میں چاول کی پیداوار بڑھکر ۱۹۷۴-۷۵ع میں ۵۰,۰۰ لاکھ ٹن ہوگئی جو ایک ریکارڈ پیداوار ہے۔ فصل ربیع کے چاول کے لئے اختیار کردہ ایک " کریش پروگرام " کے نتیجے میں ربیع کے چاول کی پیداوار سنہ ۱۹۷۴-۷۵ع میں (۱۸,۳۹) لاکھ ٹن کی ریکارڈ سطح تک پہنچ گئی یعنی سنہ ۱۹۷۳-۷۴ع میں ربیع کے چاول کی پیداوار میں ۱,۶۰۷ لاکھ ٹن کے مقابلے میں (۲۴) فیصد سے زاید کا اضافہ ہوا۔

اعلی پیداوار دینے والی اقسام

"پلانٹ ٹائپ "طرز کاشت کے جدید نظریئے کے فروغ کے بعد سے جو پودوں میں موجود غذائیت سے اور کثیر ترین پیداوار کے حصول کے لئے بہت موزوں ہے مختلف فصلوں کے تحت پودوں کی چھوٹی مگر زیادہ پیداوار دینے والی اقسام تیار کی گئیں۔ چاول جوار ، باجرہ ، مکئی اور گیہوں کی زیادہ پیداوار دینے والی قسموں کی کاشت کووسیع کرنے کے لئے محکمے کی خصوصی مساعی کے باعث ۱۹۷۴-۷۵ع میں زیر کاشت رقبہ ۲۹,۰۳ لاکھ هیکٹر ہوگیا جبکہ سنہ ۱۹۷۳-۷۴ میں اس طرح کی کاشت کے تحت کا رقبہ ۲۲,۰۳ لاکھ هیکٹر تھا یعنی زیرکاشت رقبے میں (۳۲) فی صد اضافہ ہوا۔

تجارتی فصلیں

محکمے کے جانب سے جو مختلف ترقیاتی اسکیمیں اختیار کی گئی ہیں ان کے نتیجے میں تجارتی فصلوں کی پیداوار میں بھی قابل لحاظ اضافہ ہوا ہے۔ ۱۹۷۲-۷۳ع میں کپاس کی پیداوار ۳,۱۶۱ لاکھ گانٹھیں تھی جو بڑھکر ۱۹۷۴-۷۵ع میں ۵,۶۰۷ لاکھ گانٹھیں ہوگئی۔ تیل کے بیجوں (مونگ پھلی ، ارنڈ اور تل) کی پیداوار ۱۹۷۴-۷۵ع میں ۱۵,۸۳ لاکھ ٹن ہوگئی جبکہ سنہ ۱۹۷۲-۷۳ میں ان کی پیداوار کی مقدار ۸,۰۱ لاکھ ٹن تھی۔ سنہ ۱۹۷۲-۷۳ میں گنے کی پیداوار ۱۱۰,۸ لاکھ ٹن تھی جو سنہ ۱۹۷۴-۷۵ع میں بڑھکر ۱۲,۵۲ لاکھ ٹن ہوگئی تمباکو کی پیداوار میں بھی اضافہ ہوا یعنی سنہ ۱۹۷۲-۷۳ع کی پیداوار کی مقدار ۱,۶۳ لاکھ ٹن تھی جو سنہ ۱۹۷۴-۷۵ع میں ۱,۸۲ لاکھ ٹن ہوگئی۔

جنوب مغربی مانسون کے بروقت آغاز کے باعث ۱۹۷۵ع میں موسم خریف کی شروعات اچھی ہوئی ہے۔ ۱۹۷۵-۷۶ع کے موسم ربیع کے دوران میں چاول کی کاشت کے لئے حکومت ایک

خصوصی '' کریشن پروگرام ،، شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے تحت (۱۰) لاکھ ہیکٹر رقبے کو زیر کاشت لایا جائے گا اور (۱۰) لاکھ ٹن پیداوار کی گنجائش نکالی لی جائیگی ۔

ریاست میں جوار ایک دوسری اہم غذائی فصل ہے موسم ربیع میں عموماً (۱۳) لاکھ ہیکٹر اراضی پر جوار کی کاشت کی جاتی ہے۔ ۷۵-۱۹۷۴ع میں ربیع جوار کی پیداوار تقریباً ۱۰ء۷ لاکھ ٹن تھی اور اس پروگرام کے نتیجے میں تقریباً مزید دو لاکھ ٹن پیداوار کا حصول ممکن ہوسکتا ہے۔

تشہیر کی اہمیت

زرعی پیداوار کے پروگرام کے سلسلے میں اختیار کردہ جدید حکمت عملی کی کامیاب اور موثر عمل آوری کے لئے معقول اور بھر پور تشہیر کی ضرورت ہے۔ چنانچہ محکمے کی جانب سے چلائی جانیوالی تشہیری سرگرمیوں کے لئے مختلف ذرائع استعمال کئے جارہے ہیں جیسے توسیعی لٹریچر ، رسالوں ، پوسٹروں اور دوسری مطبوعات کی اشاعت ، فلم شوز کا انعقاد اور سینما سلائیڈز ، ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ سے استفادہ ۔

مصنوعی سیاروں کے ذریعہ ٹیلی ویژن پروگرام

حالیہ برسوں میں ترسیل کی تکنیک اور ذرائع میں قابل لحاظ اضافہ ہوا ہے۔ زراعت سے متعلق نئی دریافتوں سے کسان اسی وقت استفادہ کرسکتے ہیں جبکہ ساتھ ہی ساتھ ترسیل کے ترقی یافتہ ذرائع سے انکی معلومات میں اضافہ کیا جائے ۔ ہماری ریاست میں دیہی عوام کے لئے تیار کئے ہوئے پروگراموں کی ترسیل کا جدیدترین ذریعہ مصنوعی سیارے کی مدد سے ٹیلی ویژن کا اہتمام ہے۔ حکومت ہند نے نیشنل ایروناٹک اینڈاسپیس ایڈمنسٹریشن، یو ایس اے ، کے اشتراک سے اس زبردست اور دنیا میں اپنی طرز کے پہلے تجربے سے استفادہ کرنے اور اس کو وسعت دینے کا انتظام کیا ہے۔ ہماری ریاست میں ماہ اگست ۱۹۷۵ع سے ''سیٹی لائٹ اے۔ ٹی ۔ایس - ٦،، کے ذریعہ چار اضلاع کرنول ، محبوب نگر ، حیدر آباد اور میدک کے (۳۱) بلاکوں میں واقع (۴۰۰) مواضعات کے لئے پروگرام ٹیلی کاسٹ کئے جارہے ہیں ۔

ریاست میں قدرتی وسائل کی فراوانی اور باہمت کاشتکار کمیونٹی کی موجودگی کی بدولت آندھرا پردیش پورے اعتماد کے ساتھ زرعی اشیاء کی پیداوار کے لئے ایک روشن مستقبل کی توقع کرسکتا ہے۔ اور ہندوستان کے زرعی نقشے میں اپنے امتیازی موقف کو برقرار رکھ سکتا ہے۔

✦ ✦ ✦

تاڑ کی چھتریوں کی چھاؤں میں

جی - وی - سنجیوی

جسمانی طور پر معذور ایک پندرہ سالہ کبڑا لڑکا اخبارنویسوں کی اس جماعت کا مرکز توجہ بن گیا جو حال ہی میں وشاکھاپٹنم سے (۴۰) کیلو میٹر کے فاصلے پر واقع موضع انندا پورم کا دورہ کررہی تھی - اخباروالوں کی دلچسپی کی وجہ اس لڑکے کی جسمانی ساخت یا اس کی ہڈیوں کا مرض نہیں تھا بلکہ اس کی چھوٹی سی خورو نوش کی دکان پر لگا ہوا وہ سائن بورڈ تھا جس پر ''بینک آف انڈیا ، شاخ سوریہ باغ وشاکھا پٹنم ،، مرقوم تھا جس سے اس بات کا انکشاف ہوتا تھا کہ وہ لڑکا بینک سے امداد حاصل کرنے والوں میں سے ہے-

ڈیفرنشیل انٹرسٹ ریٹ اسکیم

بھیمنی پٹنم ، بلاک کے موضع انندا پورم میں جس کی آبادی بمشکل (۴۰۰۰) ہے ایسے متعدد سائن بورڈ نظر آئیں گے جن پر بینک آف انڈیا کا نام درج ہے- دراصل قومیائے ہوئے بینکوں میں یہ پہلا بینک ہے جس نے یہاں اکتوبر ۱۹۷۳ع سے ڈیفرنشیل انٹرسٹ ریٹ کی اسکیم پر عمل شروع کیا اور بھیمنی سمیتی کے چھ مواضعات کو اس اسکیم کے تحت لے لیا -موضع انندا پورم بھی انہیں چھ مواضعات میں سے ایک ہے جہاں اس بینک نے ۱۹۷۴ع سے اپنا کاروبار شروع کیا- آج انندا پورم میں بینک آف انڈیا کی جانب سے روبہ عمل لائے جانے والے متعدد پروگراموں کے واضح اثرات دیکھے جاسکتے ہیں -

انندا پورم میں ہر جمعرات کو ایک مقامی بازار لگتا ہے جہاں تاڑ کے پتوں کی ان گنت چھتریوں کی چھاؤں میں تقریباً چھ گھنٹوں تک خرید و فروخت ہوتی ہے- یہی بازار ہمارے اس مضمون کا اہم موضوع ہے-

اس بازار میں چوڑیوں کے بیوپار سے لے کر کپڑوں کی سلائی تک ، جڑی بوٹی کی فروخت سے لے کر حجامت تک اور بکری کے

درزی کی دوکان

کپڑے کی دوکان

ہیر کٹنگ سیلون

چائے خانہ

کھانے پینے کی چیزوں کا ایک چھوٹا سا اسٹال۔

کرانہ کی دوکان

گوشت سے لے کر سوتی کپڑوں کی فروخت تک کے کاروبار انجام پاتے ہیں ۔ اور نہ صرف اننتا پورم بلکہ آس پاس کے گاؤں والوں کی بھی پوری ضروریات یہاں ہمدست ہوتی ہیں یہی وہ بازار ہے جس میں ان لوگوں کی ایک بڑی تعداد نظر آتی ہے جن کو بینک آف انڈیا سے امداد ملی ہے ۔ بینک کی امداد سے فائدہ اٹھانے والوں میں کمزور طبقات کے کمزور ترین افراد شامل ہیں مثلاً ایک بے سہارا عورت ، ایک معذور اور اپاہج لڑکا ، ایک اندھا خوانچے والا ، ایک حجام ، چھوٹے موٹے بیوپاری اور محنت کش رکشاران وغیرہ بینک کی جانب سے ڈی آئی آر اسکیم کے تحت (۴) فی صد سالانہ شرح سود پر کمزور طبقات کے مختلف زمروں سے تعلق رکھنے والے افراد کو (۳۰۰) روپیہ سے لے کر (۲۰۰۰) روپئے تک کی مالی امداد دی جاتی ہے اس امداد سے مستفید ہونے والوں میں ایسے مختلف گروہوں کے افراد ہوتے ہیں جو اقتصادی طور پر پسماندہ ہیں جیسے دھوبی ، حجام ، ترکاری بیچنے والے ، جانوروں کا چارہ بیچنے والے ، موچی ، درزی ، چائے بیچنے والے ، بڑھئی ، لوہار ، سیکل کی مرمت کرنے والے اور رکشا چلانے والے ۔ بینک کی امداد کی بدولت آج یہ لوگ آرام کی زندگی گذار رہے ہیں ۔

اقتصادی پروجکٹ

بینک کی جانب سے جو اقتصادی پروجکٹ شروع کئے گئے ہیں اور جن کے ذریعہ اب تک ۱۶۵۶ لاکھ روپیوں کی مالی امداد فراہم کی گئی ہے ان کی کامیاب عمل آوری میں بینک کے حکام کی پرخلوص خدمات اور بھیمنی پٹنم میں واقع بینک کی توسیعی ایجنسی کی منظم اور مربوط سرگرمیوں کا زبردست ہاتھ ہے ۔
قرضوں کی رقم کا بڑا حصہ یعنی (۸۰) فی صد رقم کی واپسی عمل میں آچکی ہے جو ایک ہمت افزا بات ہے ۔ مابقی (۱۰) فی صد رقم کے رک جانے کی وجوہات واجبی ہیں جن سے بینک مطمئن ہے ۔

مالی امداد پانے والے مختلف افراد سے بات چیت کے دوران پتہ چلا کہ وہ پر اعتماد اور مطمئن ہیں ۔ لوگوں کی خود اعتمادی اور تشفی ہی دراصل بینک کے کاروبار کو آگے بڑھانے میں ممدو معاون ثابت ہوئی ۔ مثال کے طور پر ایک بے سہارا بیوہ عورت نارائنی اماں نے بتایا کہ دن بھر میں ایک وقت کے کھانے کا انتظام بھی اس کے لئے مشکل تھا لیکن بینک کی جانب سے فراہم کی ہوئی سلائی مشین کے باعث اب اس کے دن سکون کے ساتھ گذر رہے ہیں وہ عورتوں اور بچوں کے لباس تیار کرتی ہے جس کی اجرت سے اسے پیٹ بھر روٹی میسر آجاتی ہے ۔ اسی طرح ایک نوجوان کشور کمار جو پہلے بے روزگاری کا شکار تھا اب اپنی چوڑیوں کی دوکان کو ترقی دینے میں لگا ہوا ہے ۔ اس دوکان کے لئے اس نے بینک سے جو رقم حاصل کی تھی اس کی ادائی بھی عمل میں آچکی ہے ۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر اس کو بینک سے امداد نہ ملتی تو اس کی پریشانیوں کا علاج ناممکن تھا ۔

ایک چھوٹے سے ہوٹل والے نے بینک سے دوہزار روپیوں کی امداد حاصل کرنے کے بعد نہ صرف اپنے کاروبار کو ترقی دے لی بلکہ بینک کی رقم بھی ادا کردی اور اب اس کے پاس چار لڑکے ملازم ہیں ۔ تاڑ کے پتوں کی چھتری کے نیچے ایک نابینا شخص جڑی بوٹی وغیرہ بیچتا ہوا دیکھا گیا ۔ ہر چیز کو چھو کر پہچاننے اور پڑیاں بنانے کا اس کا انداز کافی دلچسپ تھا ۔ بینک سے ملنے والی امداد سے اس نے اپنے کاروبار میں کچھ مسالوں وغیرہ کا بھی اضافہ کرلیا ہے اور اس کی بے مزہ زندگی پر لطف بن گئی ہے ۔

متعدد بیوپاری جنہوں نے بینک سے قرضے حاصل کئے ہیں تیار شدہ کپڑے فروخت کرتے ہیں اور ان کے مال کی خوبی میں اضافے کے باعث ان کا بیوپار خوب چمک گیا ہے راستے پر بیٹھنے والے ایک حجام نے ایک پختہ حجامت خانہ کھول لیا ہے ایک معذور لڑکا سینا سپاڑو ، جس نے بینک کی مدد سے چائے اور کھارے کی دوکان قائم کرلی ہے ، اب اپنی ایک بہن اور ماں کی پرورش کرنے کے قابل ہوگیا ہے ۔ اور جسمانی معذوری کے باوجود اپنی دوکان میں سکون کے ساتھ بیٹھا عزت کی روٹی کمارہا ہے ۔

محنتی اور باہمت رکشاران سوریا بابو نے ماہانہ (۶۰) روپئے کے حساب سے بینک کا قرض ادا کردیا ہے اور اب ، بینک کے عہدہ داروں کے کہنے کے مطابق ، ایک اور رکشا کا مستحق بن گیا ہے ۔

ہنڈیوں کے ذریعے وصولی

موضع اننتا پورم میں بینک آف انڈیا کی قابل ستائش خدمات کی یہ صرف چند مثالیں ہیں جن سے دیہی معیشت کی جڑوں کو تقویت پہنچ رہی ہے ۔ بینک آف انڈیا کی اس شاخ کو اس بات پر فخر حاصل ہے کہ اس نے سب سے پہلے ہنڈیوں کے ذریعہ قرضوں کے اقساط کی وصولی کے انوکھے طریقے کو یہاں رائج کیا ۔ ہنڈیوں کے صندوقوں میں دن بھر کی آمدنی کی بچتیں جمع کردی جاتی ہیں ۔ جن کو بینک کے عہدہ دار مقررہ وقفوں سے حاصل کر کے برسر موقع رسائد اجرا کردیتے ہیں اور اس طرح متعلقہ قرض دھندے بینک تک آکر ادائیاں کرنے کی مشقت سے بچ جاتے ہیں ۔

یہ امر باعث مسرت ہے کہ ہمارے بینک جو ماضی میں ہمیشہ مالدار طبقوں کے مالی ادارے سمجھے جاتے تھے اب دیہاتوں میں گھر گھر معروف و مقبول ہیں ۔

دائیں جانب ، اوپر :- صدر جمہوریہ ہند فخرالدین علی احمد نے ۹ - ستمبر کو حیدرآباد میں " انٹر نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف تلگو " کا افتتاح کیا -

تصویر میں بائیں سے دائیں :- کمیشن سرکاری زبان کے چیرمین شری واوبلا گوپال کرشنیا ، گورنر شری ایس - اوبل ریڈی ، وزیر تعلیم شری ایم - وی - کرشنا راؤ اور چیف منسٹر شری جے وینگل راؤ -

خبریں تصویروں میں

بائیں جانب ، بیچ میں :- مرکزی حکومت کے وزیر ریلوے شری کملا پتی ترپاٹھی نے ۳۰ - ستمبر کو حیدرآباد میں " گوداوری ایکسپریس " کو ڈیزل سے چلانے کی تقریب کا افتتاح کیا -

بائیں جانب ، نیچے :- چیف منسٹر شری جے - وینگل راؤ نے ۲۰ - ستمبر کو کمیشن سرکاری زبان کے چیرمین شری واویلالا گوپال کرشنیا سے عبوری رپورٹ وصول کی -

دائیں جانب اوپر :- مرکزی وزیر زراعت و آبپاشی شری جگجیون رام نے ۴ - ستمبر کو جوبلی ہال ، حیدرآباد میں " ربیع کی پیداوار کی کانفرنس بابت ۱۹۷۵ ع " کا افتتاح کیا - آندھراپردیش کے وزیر زراعت شری جے - چوکا راؤ نے اس تقریب کی صدارت کی -

دائیں جانب نیچے :- چیف منسٹر شری جے - وینگل راؤ نے بہار اور اڑیسہ کے فلڈ ریلیف فنڈ کے لئے شری سی - انا راؤ ٹی - ٹی - ڈی - چیرمین سے ایک ایک لاکھ روپئے کے چیک وصول کئے -

امداد باہمی کی انجمنوں سے ہماری معیشت کو تقویت

تیزی کے ساتھ ترقی پذیر شعبہ امداد باہمی جس میں خصوصی طور پر کسانوں ۔ مزدوروں اور صارفوں کی ضروریات کا خیال رکھا گیا ہو ، سماجی استحکام اور روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع کی فراہمی اور تیز رفتار معاشی ترقی کے لئے ایک ناگزیر عنصر ہے ۔ عوامی اور خانگی شعبوں کی پیش رفت کے ساتھ ساتھ امداد باہمی کی سرگرمیاں متعینہ مقاصد کے علاوہ بھی وسیع تر اثرات کی حامل ہوتی ہیں اور قومی معیشت کی سمت اور اقدار کا شعور پیدا کرتی ہیں ۔

آندھرا پردیش کا شمار ہندوستان کی ان ریاستوں میں ہوتا ہے جنھوں نے امداد باہمی کی جانب سب سے پہلے توجہ دی ہے ۔ مثال کے طور پر ریاست میں اور غالباً پورے ملک میں پہلا زمین گروی بینک بہت پہلے یعنے ۱۹۲۵ع میں " گڈلاولیم کوآپریٹیو لینڈ مارٹیگیج بینک " کے نام سے ضلع کرشنا میں قائم کیا گیا ۔ " اٹیکوپکا کوآپریٹیو شوگر فیکٹری " ، جو ضلع وشاکھا پٹنم میں ۱۹۳۳ع میں قایم کی گئی تھی ۔ ہمارے ملک میں امداد باہمی کی اساس پر قایم کی جانے والی پہلی فیکٹری ہے ۔ اسکے پانچ سال بعد الامورو ضلع مشرقی گوداوری میں پہلا امداد باہمی دیہی بینک قائم کیا گیا جسے زرعی قرضوں کی فراہمی کے لئے امداد باہمی کا پہلا بڑا اقدام کہا جاسکتا ہے ۔ موجودہ صدی کے دوسرے نصف سے منصوبہ بندی کے دور کا آغاز ہوا اور پانچسالہ منصوبوں نے تحریک امداد باہمی میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑادی ۔ ۱۹۵۱ع میں ہندوستان کا پہلا پارچہ بافی کا امداد باہمی کا کارخانہ " آندھرا پردیش کوآپریٹیو اسپننگ ملزلمیٹڈ " گنتکل ضلع اننت پور میں قائم ہوا ۔

تحریک امداد باہمی کے تحت اسکیمات کی تیاری میں سماج کے کمزور طبقات کی فلاح و بہبود کو بھی پیش نظر رکھا گیا قبائلیوں کی حالت کو سدھارنے کے لئے وشاکھا پٹنم میں ۱۹۵۶ع کے دوران میں آندھرا شیڈولڈ ٹرائبز کوآپریٹیو کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا گیا ۔ ۱۹۶۱ع میں اپنی قسم کی ایک جدید اسکیم پر عمل شروع کیا گیا جسکے تحت تلنگانہ کے موسی علاقے میں پروجکٹوں کی تکمیل کے لئے پورا مالیہ امداد باہمی اساس پر فراہم کرنے کے انتظامات کئے گئے ۔ غذائی اجناس کی پیداوار کے سلسلے میں بھی امداد باہمی تحریک نے نئے اور شاندار کارنامے انجام دئے ہیں ۔ ہائبرڈ بیجوں کو فروغ دینے کے لئے " تلنگانہ کوآپریٹیو ہائبرڈ سوسائٹی " کے نام سے پہلی امداد باہمی انجمن ۱۹۶۲ع میں ضلع ورنگل میں تشکیل دی گئی ۔

کم مدتی قرضے

ویسے تو امداد باہمی کی تحریک ہماری معیشت کے تمام شعبوں میں کار فرما ہے لیکن زرعی مقاصد کے لئے قرضوں کی فراہمی اس کی سرگرمیوں کا اہم ترین میدان ہے ۔ آندھرا پردیش اسٹیٹ کوآپریٹیو بنک کی وفاق اکائیوں " کوآپریٹیو سنٹرل بینکس " سے ملحق ابتدائی انجمنوں کے ذریعے زراعت پیشہ طبقے کو کم مدتی قرضے اجراء کئے جاتے ہیں ۔ یہ ابتدائی انجمنیں مواضعات کی سطح پر جال کی طرح پھیلی ہوئی ہیں اور زرعی پیداوار کے لئے کاشتکاروں کو لاحق ہونیوالی مالی ضروریات کی پابجائی کرتی ہیں ۔

۱۹۷۴-۷۵ع کے دوران میں کاشتکاروں کو کم مدتی قرضے فراہم کرنے کے سلسلے میں امداد باہمی کی انجمنوں نے زبردست پیش رفت کی ہے یعنی پوری مدت کے لئے مقررہ نشانے (۳۲) کروڑ روپیوں میں سے ۱۹۷۴ع کے خریف کے موسم کے لئے ۳۲٫۲۳ کروڑ روپیوں کے قرضے اجراء کئے گئے ۔ یہ کارنامہ چوتھے پنچسالہ منصوبے کے دوران اجراء کی جانیوالی سالانہ رقم (۲۳) کروڑ روپئے کے مقابلے میں ایک ریکارڈ کی حیثیت رکھتا ہے ۔ ۷۵-۷۶ع کے لئے (۴۰) کروڑ کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے لیکن ایک طرف زرعی پیداوار میں اضافہ کے لئے بڑھے چڑھے جوش و خروش اور دوسری طرف انجمن ہائے امداد باہمی کو فعال بنانے کی جدوجہد کے پیش نظر اس بات کا امکان ہے کہ قرضوں کی رقم مقررہ نشانے سے تجاوز کرجائے ۔ کاشتکاروں کو دئے جانیوالے قلیل مدتی اور اوسط مدتی قرضوں کی رقومات میں پانچویں پانچسالہ منصوبے کے دوران سال بہ سال اضافہ کیا جائیگا ۔ چنانچہ اس منصوبے کے آخری سال کے لئے (۷۵) کروڑ روپیے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے ۔

طویل مدتی قرض

زمین کی بہتری کی مختلف اسکیموں کی عمل آوری اور تیل سے چلنے والے انجنوں ۔ برقی موٹروں اور ٹریکٹروں کی خریدی نیز

باؤلیوں کی کھدائیوں کے سلسلے میں پیش آنیوالی مالی ضروریات کی پابجائی کے لئے ریاست کے اندر ۱۸۸ ابتدائی زمین گروی بینکوں کا جال پھیلا ہوا ہے یہ بینک کاشتکاروں کو طویل مدتی قرضے دیتے ہیں۔ یہ ابتدائی بینک آندھرا پردیش مرکزی امدادباہمی زمین گروی بینک سے ملحق ہیں ۔

۱۹۷۳-۷۴ع کے دوران میں ان زمین گروی بینکوں نے کسانوں کو ۱۰٫۷۴ کروڑ روپیوں کے قرضے دئے اور اس ضمن میں بینکوں کی جانب سے چھوٹے کاشتکاروں کا خصوصی طور پر خیال رکھا گیا ۔ چنانچہ بطور قرضہ دئے جانیوالے ۱۰٫۷۴ کروڑ روپیوں میں سے ۴٫۲۳ کروڑ روپئے چھوٹے کاشتکاروں کو دئے گئے جو کل رقم کے (۴۰) فیصد کے مساوی ہوتے ہیں-۱۹۷۵-۷۶ع کے دوران قرضوں کے پروگرام کے تحت جملہ (۲۰) کروڑ روپئے تقسیم کرنے کا ارادہ ہے۔ چنانچہ مرکزی زمین گروی بینک کی جانب سے روبہ عمل لائی جانیوالی مختلف ترقیاتی سرگرمیوں میں سرکاری سرمائے کی مصروفیت کے لئے ۱۹۷۵-۷۶ع کے موازنے میں (۱۳۰) لاکھ روپیوں کی گنجائش فراہم کی گئی ہے۔

سریکاکلم ۔ کڑپہ اور نلگنڈہ میں چھوٹے کاشتکاروں کو طویل مدتی قرضے فراہم کرنے کے خصوصی پروگرام روبہ عمل لائے جارہے ہیں جن پر (۲۵۶٫۶۰) لاکھ روپیوں کا خرچ آئیگا دسمبر ۱۹۷۴ع کے ختم تک مالیاتی ایجنسیوں کی جانب سے (۶۲۹۳، چھوٹے کاشتکاروں میں (۱۲۱) لاکھ روپیوں کے قرضے تقسیم کئے جاچکے ہیں۔

طویل مدتی قرضوں سے متعلق حکمت عملی میں ایک اہم اور مفید تبدیلی عمل میں لائی گئی ہے یعنی یہ کہ اب ان قرضوں کی اجرائی مختلف اور گونا گوں مقاصد کے لئے ہورہی ہے۔ چنانچہ آندھرا پردیش کواپریٹیو سنٹرل لینڈ مارٹگیج بینک نے ڈیری فارمنگ ۔ پولٹری ۔ سوروں کی پرورش ۔ مچھلیوں کی افزائش اور بھیڑیں پالنے کے لئے بھی خصوصی طور پر چھوٹے کاشتکاروں ، مارجنل کسانوں اور سماج کے دوسرے مجبور طبقوں کو طویل مدتی قرضے فراہم کئے ہیں۔ زمین گروی بینکوں سے قرضوں کی اجرائی کے طریق کار کو سہولت بخش بنادیا گیا ہے تاکہ قرضے غیر ضروری دقتوں اور تاخیر کے بغیر منظور کئے جاسکیں ۔

* * * *

خبریں تصویروں میں

بائیں جانب ، اوپر : وزیر چھوٹی آبپاشی شری انام وینکٹ ریڈی ، ۲۱ - ستمبر کو ، موضع سٹھ کور ضلع نبلور میں رعیت کانفرنس کو مخاطب کر رہے ھیں -

بائیں جانب ، بیچ میں :—وزیر تعلیم شری ایم - وی - کرشنا راؤ نے کا کیناڈا میں ۱۹ - ستمبر کو گورنمنٹ سوشیل ولفیر ھائی اسکول کے گرلز ھوسٹل کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد ایک جلسہ عام کو مخاطب کیا -

بائیں جانب ، نیچے : آندھرا پردیش لیجسلیٹیو اسمبلی کے اسپیکر ، شری ربالا دسرتھ رامی ریڈی نے ۹ - ستمبر کو بوچی ریڈی پلم سمیتی اندو پور ضلع نیلور میں تیورو وینکا ریڈی کے ابتدائی اسکول کی عمارت کا افتتاح کرنے کے بعد ، حاضرین کو مخاطب کیا -

دائیں جانب ، اوپر : وزیر بلدی نظم و نسق سری چلا سبا رائیڈو نے ۸ - ستمبر کو تاڑ پتری ، ضلع اننت پور میں یوم اساتذہ کی تقاریب کا افتتاح کیا -

نیچے : وزیر مالگزاری شری پی - نرسا ریڈی اور وزیر چھوٹی آبپاشی شری انام وینکٹ ریڈی ، ۷ - ستمبر کو نر کروو میں کمزور طبقات کو پٹہ جات کی تقسیم کے موقع پر اس تصویر میں دیکھے جاسکتے ھیں -
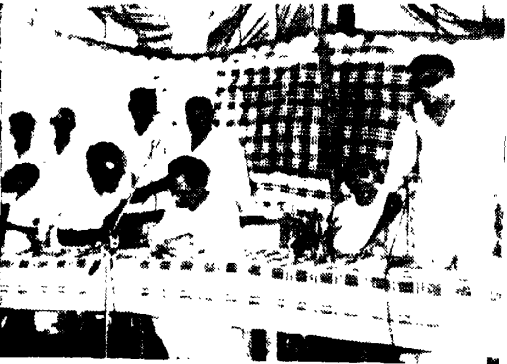
۱ - ریوینیو منسٹر شری پی - نرسا ریڈی نے ۱۷ - نومبر ۱۹۷۴ ع کو مہاویر جینتی کی ایک سالہ تقاریب کا افتتاح کیا -

۲ - ۱۷ - نومبر ۱۹۷۴ ع کو یوم مہاویر جینتی کا جلوس -

۳ - '' مہاویر کامپلکس ،، میں مہاویر جینتی تقاریب کے سلسلے میں ڈاکٹر بی - گوپال ریڈی نے کتاب مقدس '' سہانا سنہرہ ،، کی رسم اجرا انجام دی - تصویر میں شری بی - ایل کے بھنڈاری اور شری گوپال راؤ ایکبوٹے دیکھے جاسکتے ہیں .

۴ - افتتاحی تقریب کا ایک منظر -

۵ - شری جے - وینگل راؤ چیف منسٹر نے ۱۶ - نومبر ۱۹۷۴ ع کو اے - سی - گارڈز میں مہاویر ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا -

۶ - شری جے - وینگل راؤ چیف منسٹر اور بھگوان مہاویر کی ۲۵۰۰ ویں نروان سمیتی کے ارکان ، اے - سی - گارڈز میں ۱۹,۰۰۰ مربع گز کے اس قطعہ اراضی کا معائنہ کر رہے ہیں جہاں مہاویر کامپلکس قائم کیا جا رہا ہے .

۷ - ریوینیو منسٹر شری پی - نرسا ریڈی اور دوسرے لوگ سنگ بنیاد کو ایک جلوس کی شکل میں لے گئے - اور چیف منسٹر نے اے - سی گارڈز مہاویر کامپلکس کے ہسپتال میں سنگ بنیاد رکھنے کی رسم انجام دی -

مہا و یر جی

تقاریب

نظم و نسق

لفٹ اریگشن اسکیموں کے ذریعے آبپاشی کی گنجائش میں اضافہ

" آندھرا پردیش اسٹیٹ ایریگیشن ڈیولپمنٹ کارپوریشن لمیٹیڈ حیدرآباد،، ریاستی انڈر ٹیکنگ کے طور پر ۷ - ستمبر ۱۹۷۴ع کو عالم وجود میں آیا - یہ کارپوریشن ریاست کی آبپاشی کی صلاحیت میں اضافہ اور آبپاشی - صنعتی ترقی اور صحت عامہ کے مقاصد کے لئے آبی وسائل کو ترقی دینے کی سکیم کے اسکیمات کی تکمیل کریگا نیز آبپاشی کے موجودہ آبی وسائل کے بھر پور استعمال کیلئے تحقیق اور اسکیمات کو عملی جامہ پہنانے کا کام کریگا - فی الحال کارپوریشن کی سرگرمیاں لفٹ ایریگیشن اور ٹیوب ویل اسکیمات تک ہی محدود ہیں -

کارپوریشن کی جانب سے نومبر ۱۹۷۵ع سے شروع ہونیوالے کاشت کے موسم کیلئے ۱۲ لفٹ ایریگیشن اسکیمات تیار کیگئی ہیں جنکا تخمینہ ۲۸۱ لاکھ روپیہ ہے - ان اسکیمات کی تکمیل کے بعد ۲۳ ہزار ایکڑ تری اور ۳۰ ہزار ایکڑ خشکی اراضی کو سیراب کرنیکی گنجائش پیدا ہو جائیگی - دریائے گوداوری پر واقع پراگلا ہی لوارا دیوم ضلع محبوب نگر میں دریائے کرشنا کی معاون بھیماندی پر واقع تنگیڈی - پنیر ندی پر واقع کوڈ سولورو اور ولورو - ناگرجونا ساگر لفٹ کنال یلوو ندی پر واقع ماسی داداسدا وا کو نرسا پور ضلع عادل آباد، موتو پلی اور کرلا پالم ڈرین وغیرہ کارپوریشن کی بارہ اسکیموں میں شامل ہیں -

دریائے گوداوری پر واقع ویگیس ورا پورم ضلع مغربی گوداوری تخمیناً ۳۸ لاکھ روپیہ کی لاگت سے کارپوریشن نے مکمل کردی ہے جب یہ اسکیم پوری طرح پایہ تکمیل کو پہنچ جائیگی تو اسوقت اس سے ۳ ہزار ایکڑ تری اور ۳ ہزار ایکڑ خشکی زمینات سیراب ہونگی

اضلاع کھمم - نیلور - مشرقی گوداوری - مغربی گوداوری چتور میں ۲۱ لاکھ روپئے کی لاگت سے اسٹیٹ اور سنٹرل گراؤنڈ واٹر بورڈ کی جانب سے کھدوائی ہوئی ٹیوب ویلوں کو کارپوریشن کی جانب سے برقایا جا رہا ہے - کھمم میں تین ٹیوب ویلس نے کام کرنا شروع کردیا ہے - اور دوسرے اضلاع میں مزید ۱۰ ٹیوب ویل کھدوائے جارہے ہیں - نومبر سے شروع ہونے والے موسم کے دوران تین ٹیوب ویلوں کیلئے ۲۱ لاکھ روپئے خرچ کرنے کی تجویز کارپوریشن کے زیر غور ہے -

۶ - نکاتی فارمولے کے تحت رائلسیما کے علاقے کی تیز رفتار ترقی کیلئے بارہ لاکھ روپئے کی لاگت سے کارپوریشن پروڈکشن ٹیوب ویل پروگرام تیار کرچکا ہے -

موضع پاسیڈی ضلع اننت پور پنیر ندی کے پاس میں اسٹیٹ گراؤنڈ واٹر بورڈ کی جانب سے پانی کی تلاش کیلئے ڈرلنگ کا کام کیا جا رہا ہے تاکہ زیر زمین آبی وسائل کا پتہ چلایا جاسکے - اضلاع کڑپہ اور کرنول میں بھی زیر زمین آبی وسائل کا پتہ چلانے کے لئے اس قسم کے پروگرام پر عمل ہو رہا ہے - وشاکھا پٹنم اور سریکاکلم میں بھی ای - ڈی - سی کی جانب سے آبی وسائل کی تلاش کیلئے ڈرلنگ کا کام کیا جارہا ہے -

کارپوریشن کے مذکورہ تمام پروگرام مکمل ہوجانے سے تقریباً ۱۷۲ ہزار ایکڑ تری اور ۹۴ ہزار ایکڑ خشکی زمینات سیراب کرنیکی گنجائش فراہم ہوجائیگی جس پر تخمیناً ۳۴۰ لاکھ روپئے خرچ ہونگے -

ریاستی سطح پر ہینڈلوم کے لئے اسٹینڈنگ کونسل کی تشکیل -

حکومت آندھرا پردیش نے ریاستی سطح پر ہینڈلوم انڈسٹری میں کم سے کم شرح مزدوری کو موثر طور پر لاگو کرنیکی غرض سے ریاستی سطح پر اسٹینڈنگ کونسل تشکیل دی ہے - جسکے صدر نشین وزیر محنت ہیں - نائب صدرنشین سکریٹری محکمہ اسپلائمنٹ اور سوشیل ولفیر ہیں - دوسرے ارکان ڈائرکٹر ہینڈلوم ٹکسٹائیل اور کمشنر آف لیبر ہیں -

آجرین کے نمائندے یہ ہیں - شری کونڈہ شنکریہ سکریٹری وسنرااتیاتی پروڈکشن سنٹر سرسلہ دریم نگر ڈسٹرکٹ - شری منگلا سنگیا پریسیڈنٹ منگلا گیری ماسٹر ویورس اسوسیشن منگلا گیری ضلع گنٹور - اور شری کے - شیواراسیا رائل سیما ریجنل فیڈریشن آف ہینڈ لوم کلاتھ پروڈیوسرس ایسو سی ایشن پلم پیٹھ کڑپہ ڈسٹرکٹ - ملازمین کے نمائندے حسب ذیل ہیں -

شری ڈی وینکٹیشم پریسیڈنٹ ہینڈ لوم ورکرس فیڈریشن حیدرآباد - شری جی کوٹیا یم - یل - اے جنرل سکریٹری آندھرا ہینڈلوم جنتا کانگریس چرالا گنٹور ڈسٹرکٹ اور شری ویرپا یم - یل - اے اننت پور ڈسٹرکٹ -

منصوبہ بندی کمیٹیوں میں ماہرین کی نامزدگی

حکومت نے حسب ذیل ماہرین کو ریاست کے تینوں علاقوں کی علاقہ جاتی منصوبہ بندی و ترقیاتی کمیٹیوں میں جز وقتی اراکین کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کے لئے نامزد کیا ہے -

پروفیسر بی سرویشور راؤ صدر شعبہ معاشیات آندھرا یونیورسٹی - شری سوم پلی سمبیا ایگریکلچرسٹ موضع ٹاٹاپوڑی تعلقہ نرساراؤ پیٹھ ضلع گنٹور - سری ایم وینکٹ ریڈی صنعت کار کڈیم ضلع مشرقی گوداوری (ساحلی آندھرا) - شری سی - انا راؤ چیرمین تروملا تروپتی دیو استھانم - شری یم راما مینیجنگ ڈائرکٹرس گنور اسپننگ ملز ضلع کرنول شری بی - نبی صاحب وظیفہ یاب سوپرنٹنڈنگ انجینیر اننت پور (رائل سیما) - ڈاکٹر سی ایچ ہنمنتھا راؤ انسٹیٹیوٹ آف اکنامک گروتھ نئی دھلی - ڈاکٹر گوپال ریڈی مہاتما گاندھی لفٹ اریگیشن سو سائیٹی حضور نگر ضلع نلگنڈہ - اور شری جی سودرشنم وظیفہ یاب ڈپٹی سکریٹری حیدرآباد (تلنگانہ) -

یہ نامزدگیاں چھ نکاتی فارمولے کے تحت کمیٹیوں کے قیام کے متعلق آرڈر مورخہ یکم جنوری ۱۹۷۴ع کے اس دفعہ کے مطابق عمل میں لائی گئی ھیں جس میں کہا گیا ھے کہ ان منصوبہ بندی و ترقیاتی کمیٹیوں میں ماہر اراکین کوشامل کیا جانا چاھئے -

دوکانات و ادارہ جات کے لئے ریاستی سطح کی مشاورتی کونسل

آندھرا پردیش قانون دوکانات و ادارہ جات بابت ۱۹۶۶ع اور قانون اقل ترین اجرت بابت ۱۹۴۸ ع کو دوکانوں - فلمی صنعت اور ہوٹلوں وغیرہ میں واقع درج فہرست خدمات پر مناسب اور موثر طور پر لاگو کرنے کے لئے حکومت آندھرا پردیش نے ایک ریاستی سطح کی مشاورتی کونسل تشکیل دی ھے -

شری ٹی - انجیا وزیر محنت مشاورتی کونسل کے صدر نشین ھیں - کمشنر آف لیبر اور جائینٹ کمشنر آف لیبر علی الترتیب رکن اور کنوینر سکریٹری ھیں - مشاورتی کونسل تین سال کی مدت تک کار گزار رھے گی -

کونسل کے فرائض میں حسب ذیل امور شامل ھیں

آندھرا پردیش قانون دوکانات و ادارہ جات ۱۹۶۶ ع میں موزوں ترمیمات کے لئے مشورے دینا - اس قانون کے تحت استثنا' کی منظوری کے لئے مشورہ دینا قانون کے دائرہ عمل کو مزید وسیع کرنے کے بارے میں مشورے دینا اور دوکانوں - سیناؤں - ہوٹلوں اور فلمی صنعت میں واقع درج فہرست خدمات پر قانون اقل ترین اجرت ۱۹۴۸ ع کی موثر عمل آوری میں اعانت کرنا -

سروا شری سی - ایچ - ستیا نارائنا راؤ - ایم - ناگی ریڈی - ناگم کرشنا راؤ اور ایس - رامچندرا ریڈی ایم - ایل ایز کونسل کے دوسرے غیر سرکاری اراکین ھیں -

مختلف ادارہ جات کے حسب ذیل آجرین اور ملازمین کو بھی کونسل میں نمائندگی دی گئی ھے --

سروا شری کے - ایم - یس گپتا مل مالک گنٹور - گولی ایشوریا سکندر آباد اور بی - سبا رائیڈو کاکیناڈا (آجرین) - سروا شری ڈی - ونکٹیشم حیدر آباد - بی - واسو دیو پریسیڈنٹ آندھرا پردیش آل شاپس اسپلائیز فیڈریشن سکندر آباد - محمد ابراھیم حیدر آباد اور بی - جی اوم پرکاش حیدر آباد (ملازمین) -

ٹیلرنگ فرم --

شری ڈی - آئی - ورما چیر مین آندھرا پردیش ٹیلرس اور اوٹ فٹرس اسوسیشن سکندر آباد (آجر) - شری امرناتھ برما آرگنائزنگ سکریٹری آندھرا پردیش آل شاپس اسپلائیز فیڈریشن حیدر آباد (ملازم) -

تجارتی ادارے --

سروا شری کے - آر - وشنو جنرل مینیجر " آندھرا بھومی " سکندر آباد اور جیانت جے - پارکھ پربھات آٹو موبائلز سکندرآباد (آجرین) - سرواشری کنکرلا پنٹیا حیدر آباد اور اے - ہنمنت راؤ وائس پریسیڈنٹ آندھرا پردیش آل شاپس اسپلائیز فیڈریشن انکا پلی ضلع وشاکھا پٹنم - (ملازمین) -

سینما --

شری کے - راما راؤ آنریری سکریٹری آندھرا پردیش اسٹیٹ فلم چیمبر آف کامرس سکندرہ آباد (آجر) اور شری سلام شاھدی جنرل سکریٹری سینما اسپلائز یونین حیدر آباد (ملازم) -

ہوٹل --

سروا شری کے وینو گوپال راؤ " شری درگا بھون "

وجے واڑہ اور سندر راؤ آنریری سکریٹری آندھرا پردیش ہوٹلس اسوسی ایشن سکندرآباد (آجرین) شری سری نواس راؤ سکریٹری آندھرا پردیش ٹریڈ یونین کانگریس حیدرآباد اور شری امر ناتھ حیدرآباد (ملازمین) ۔

سلفا میتھکنری پیریڈازائن کی تیاری

حکومت ہند نے میسرز انڈین ڈرگس اینڈ فارما سیکلس لمیٹڈ ، نئی دھلی کے نام ایک اجازت نامہ جاری کیا ھے جس کے مطابق ان کو حیدرآباد میں واقع اپنے صنعتی ادارے میں سالانہ (۲۰) ٹن سلفا میتھکنری پیریڈازائن تیار کرنے کی اجازت دی گئی ھے ۔

خریف دھان کی وصولی کی نئی سرحیں

گزشتہ سال موسم خریف میں ۲۲۱ ایکڑ رقبہ اراضی پر کاشت کئے جانے والے دھان پر کوئی لیوی وصول نہیں کی گئی تھی ، لیکن اس سال صرف بڑے ذریعہ آبپاشی کے تحت ایک ایکڑ سے زاید اور ۲½ ایکڑ سے کم رقبے پر دھان کی کاشت پر لیوی کی نئی شرح عائد کی گئی ھے ۔ یعنی فی ایکڑ دو کنٹل ۔ اس کے علاوہ کوئی اور تبدیلی عمل میں نہیں لائی گئی ھے ۔

اس طرح جاریہ موسم خریف میں حکم لیوی برائے پیدا کنندگان کے تحت دھان کی وصولی کی شرحیں حسب ذیل ہوں گی ۔

نشان سلسلہ	دھان کی کاشت کا رقبہ	بڑے ذرائع آبپاشی سے کاشت شدہ زمین پر لیوی کی شرح بہ حساب فی ایکڑ ۔	دوسرے ذرائع آبپاشی سے کاشت شدہ زمین پر لیوی کی شرح بہ حساب فی ایکڑ
(۱)	(۲)	(۳)	(۴)
۱ ۔	ایک ایکڑ اور اس سے کم	صفر	صفر
۲ ۔	ایک ایکڑ سے زاید اور ۲½ سے کم	دو کنٹل	صفر
۳ ۔	۲½ ایکڑ سے ۵ ایکڑ تک	تین کنٹل	ایک کنٹل
۴ ۔	۵ ایکڑ سے زاید اور ۱۰ ایکڑ تک	۴ کنٹل	۳ کنٹل
۵ ۔	۱۰ ایکڑ سے اوپر	۵ کنٹل	۴ کنٹل

دھان اور چاول کی نقل و حرکت

دھان اور چاول کی نقل و حرکت کو باقاعدہ بنانے کے لئے فی الوقت آندھرا پردیش میں آٹھ بلاک قائم ھیں ۔ اضلاع کھمم اور نلگنڈہ ایک ھی بلاک میں واقع ھیں ۔ لیکن ۷۶-۱۹۷۵ع کے دوران اختیار کردہ تحصیل کی پالیسی کے تحت حکومت نے ضلع نلگنڈہ کو ایک علیحدہ بلاک بنانا طے کیا ھے اور ضلع کھمم کو تلنگانے کے دوسرے اضلاع میں ملادیا گیا ھے ۔

اس سلسلہ میں آندھرا پردیش رائس اینڈ پیاڈی (رجسٹریشن آن سومنٹ) آرڈر بابتہ ۱۹۷۰ع میں ترمیم کی گئی ھے ۔ جس کا نفاذ فوری طور پر عمل میں آئیگا ۔ جدید تشکیل شدہ بلاکس حسب ذیل ھیں ۔

بلاک نمبر	بلاک میں شامل اضلاع
(۱)	(۲)
۱ ۔	کرشنا اور مغربی گوداوری ۔
۲ ۔	گنٹور ۔
۳ ۔	پرکاشم اور نلور ۔
۴ ۔	مشرق گوداوری ۔
۵ ۔	نلگنڈہ ۔
۶ ۔	کرنول ، کڑپہ ، اننت پور اورچتور ۔
۷ ۔	ورنگل ، حیدرآباد ۔ نظام آباد ۔ عادل آباد ۔میدک ۔ محبوب نگر ۔ کریم نگر اور کھمم ۔
۸ ۔	وشاکھا پٹنم اور سریکا کلم ۔

ہر سال یکم فروری اور ۳۱ ۔ اگست کے درمیانی عرصے کے دوران میں اضلاع نلور اور پرکاشم کو علیحدہ علیحدہ بلاک شمار کیا جائے گا نہ کہ ایک بلاک ۔

پری میکوئن فاسفیٹ کی تیاری

حکومت ہند نے انڈین ڈرگس اینڈ فارماسیوٹیکلس لمیٹڈ نئی دھلی کے نام ایک اجازت نامہ جاری کیا ھے جس کی رو سے ان کو حیدرآباد میں واقع اپنے صنعتی ادارے میں سالانہ ۱۶۰۵ ٹن پری میکوئن فاسفیٹ تیار کرنے کی اجازت دی گئی ھے ۔

میلاتھیان ٹکنیکل کی تیاری

حکومت ہند نے ضلع گنٹور کے شری کے ۔ اے چودھری کوبا پٹلا ضلع گنٹور میں ایک نئے صنعتی ادارے کے قیام کا اجازت نامہ جاری کیا ھے ۔ اس صنعتی ادارے میں سالانہ ۶۰۰ ٹن کی مقدار میں میلا تھیان ٹکنیکل تیار کیا جائے گا ۔

آندھرا پردیش میں دیہاتوں کے لئے بجلی

ریاست آندھرا پردیش میں ۷۶-۱۹۷۵ع کے دوران میں ''رورل الکٹرک کارپوریشن،، سے مالی امداد لے کر جملہ ۳۸۱ مواضعات کو برقیانے کی تجویز ہے ۔ اب تک ۶۲ مواضعات کو برقایا جا جاچکا ہے ۔

وزیر اعظم کے ۲۰ - نکاتی پروگرام میں چونکہ برق پیداوار کی تیز رفتار ترقی کا پروگرام بھی شامل ہے اس لئے حکومت آندھرا پردیش نے ۷۶-۱۹۷۵ ع کے دوران میں ۸۴۷ ھریجن واڑوں کو برق سربراہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے جن میں سے اب تک ۴۷ ھریجن واڑوں کو اس پروگرام کے تحت برق کی سربراھی عمل میں آچکی ہے ۔

پس ماندہ علاقوں کی ترقی کے لئے مرکز کے ایک اور امدادی پروگرام کے تحت پچھڑے ہوے علاقوں کے مزید ۱۱۰ مواضعات کو برقایا جائیگا ۔ اس سلسلہ میں پہلے موضع کو حال ھی میں برقایا گیا ہے ۔

۱۹۷۳ع کے لئے ریاستی فلم ایوارڈ

شری - پی - رنگاریڈی ، وزیر فینانس اور اطلاعات و تعلقات عامہ نے بتایا کہ ڈاکٹر بی - گوپال ریڈی - (صدرنشین) اور شری گورا شاشتری ، شری ترلاپتی کٹمبا راؤ ، ڈاکٹر ایس - سری دیوی اور شریمتی راجیم سنہا ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ (اراکین) پر مشتمل ریاستی فلم ایوارڈ کمیٹی نے ۱۹۷۳ع کے ایوارڈ کے لئے وصول شدہ ۲۲ فلموں کو جانچنے کے بعد متفقہ طور پر فلم '' الوری سیتا راما راجو ،،کو سال مذکور کی بہترین فلم قرار دیا ۔ '' اوسیتا کتھا ،، اور ''تھرپیو ،، فلموں کو علی الترتیب دوسرے اور تیسرے انعام کے لئے منتخب کیا گیا ۔

کمیٹی نے فلم ''تاتما کلا ،، کی کہانی کو بہترین کہانی اور فلم '' مانشو - متی بوملا ،، کی کہانی کو دوسری سب سے اچھی کہانی قرار دیا ۔

کمیٹی نے دستاویزی فلموں کے زمرے سے کسی بھی فلم کو ایوارڈ کا مستحق قرار نہیں دیا ۔

تعلیمی فلموں اور بچوں کی فلموں کے زمروں میں کوئی فلم ایوارڈ کے لئے شریک مقابلہ نہیں ہوئی ۔

حکومت نے کمیٹی کی متذکرہ بالا سفارشات کو قبول کرلیا ہے ۔

۱۹۷۳ کے ایوارڈ جیتنے والی فلموں کی تفصیلات

بہترین فلم - الوری سیتا راما راجو	پروڈیو سر شری جی - بھوبنت راؤ	ڈائرکٹر آنجہانی وی - رام چندر راؤ
دوسری بہترین فلم - اوسیتا کتھا	پروڈیو سر شری اے - آر - ایس شرما	ڈائرکٹر شری کے - وشواناتھ
تیسری بہترین فلم - تھرپیو	پرڈیو سر شری یو وشویشور راؤ	ڈائرکٹر شری یو وشویشور راؤ (جو پروڈیوسر بھی ھیں -)
بہترین کہانی فلم تاتما کلا	کہانی نویس - شری ین - ٹی - راما راؤ	
دوسری بہترین کہانی فلم مانشلومتی بوملو	کہانی نویس - شری - بی - بھاسکر	

یاد ہوگا کہ حکومت نے حال ھی میں نقد ایوارڈ کی رقم میں اضافہ کردیا ہے ۔ اب بہترین فلم کے پروڈیوسر کو طلائی نندی اور ۲۰ ہزار روپیے اور ڈائرکٹر کو ۱۰ ہزار روپیئے ملیں گے

(دوسری بہترین فلم کے پروڈیو سر کو چاندی کا نندی او (۱۰) ہزار روپیئے اور ڈائرکٹر کو (۵) ہزار روپیئے دئے جائیں گے ۔

تیسری بہترین فلم کے پروڈیو سر کو کانسے کا نندی اور (۵) ہزار روپیئے اور ڈائرکٹر کو (۲) ہزار روپیئے ملیں گے ۔

بہترین کہانی نو یس کو (۵) ہزار روپیئے اور دوسری بہترین کہانی لکھنے والے کو (۲) ہزار روپیئے دئے جائیں گے

استحانوں کے لئے تربیتی مرکز

شری بی - سری راما مورتی وزیر هریجن ویلفیر و فنی تعلیم نے ۱۰ ستمبر ۷۵ء کو وجے واڑہ میں اخبار نویسوں کوبتایا نہ حکومت آندھرا پردیش نے ایک اسکیم تیار کی ھے جسکے تحت ایک تربیتی مرکز میں درج فہرست اقوام اور درج فہرست قبائل کے امیدواروں کو آئی - اے - ایس - اور دوسری کل هند خدمات کے لئے یونین پبلک سرویس کمشن کی جانب سے منعقد ہونے والے امتحانوں میں شرکت کے لئے کوچنگ دی جا ئیگی - تجویز ھے کہ یہ مرکز عثمانیہ یونیورسٹی اورسنٹرل انسٹی ٹیوٹ آف انگلش کے تعاون سے حیدر آباد میں قائم کیا جائے -

اس سال تربیتی مرکز میں داخل کئے جانے والے امیدواروں میں درج فہرست اقوام کے ۵۰ امیدوار اور درج فہرست قبائل کے ۵ امیدوار ہوں گے - امیدواروں کا پہلا بیاچ ۱۹۷۶ع میں منعقد ہونے والے آئی - اے- ایس - اور اسی طرح کی دوسری خدمات کے لئے منعقد ہونیوالے امتحانوں میں شریک ہوسکے گا - اس مرکز میں داخلے گریجویشن اور پوسٹ گریجویشن کی سطح پر حاصل کردہ نشانات کے لحاظ سے اور اسکے علاوہ تحریری بعدازاں تقریری امتحان کی اساس پر دئے جائیں گے - تمام مضامین میں درجہ دوم کے گریجوٹ اور پوسٹ گریجوٹ جن کی عمر اندرون ۲۹ سال ہو داخلے کے مستحق ہوں گے -

امیدواروں کو مفت قیام و طعام کے ساتھ اقامت خانے کی سہولت فراہم کی جائےگی - عثمانیہ یونیورسٹی اور سنٹرل انسٹیٹیوٹ آف انگلش کے تجربہ کار پروفیسروں کے ذریعہ کوچنگ کا انتظام کیا جائے گا -

اریگیشن ڈیولپمنٹ کارپوریشن

مینیجنگ ڈائرکٹر آندھرا پردیش اسٹیٹ اریگیشن ڈیولپمنٹ کارپوریشن لمیٹیڈ کے ایک پریس نوٹ میں کہا گیا ھے کہ کارپوریشن نے وزیر اعظم کے ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کے تحت اپنی سرگرمیوں کو تیز کردیا ھے - کارپوریشن کے زیر اهتمام ۱۳ - ستمبر کو ضلع مغربی گوداوری تعلقہ کوور میں ۲ هزار ایکڑ زمین کے لئےپانی چھوڑا گیا ھے- اس اسکیم کے تحت مابقی ۸ هزار ایکڑ زمین کو آینده موسم کے دوران میں پانی دیا جائیگا - پریس نوٹ میں مزید بتایا گیا ھے کہ کارپوریشن ریاست میں مختلف اسکیموں کے تحت هر سال ۲۰ هزارایکڑ زمین کو سیراب کریگا -

وشاکھا پٹنم میں پٹوں کی تقسیم :

مرکزی نائب وزیر رسد و باز آباد کاری شری جی- وینکٹ سوامی نے ۹ - ستمبر کو کنچرا پالم ، ڈونڈ پرتھی اور ڈبا پالم کے علاقوں کے هریجنوں میں رهایشی اغراض کے لئے زمینات کے ۳۰۷ پٹے تقسیم کئے - ان پٹوں کے ذریعے تقریباً (۲۰) ایکڑ سرکاری اراضی بے گھر افراد کے حوالے کی گئی- تخمیناً دو لاکھ روپیوں کے خرچ سے تعمیر ہونیوالی گورنمنٹ سوشیل ولفیر بوائز هاسٹل کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے وزیر موصوف نے هریجن لڑکوں کے لئے ایک ایسے تربیتی مرکز کے قیام کا مشورہ دیا جس میں ان لڑکوں کو مسابقتی امتحانات کے لئے کوچنگ دی جاسکے - انہوں نے کہا کہ اقتصادی عدم مساوات کے باعث هریجن لڑکوں کا تعلیمی معیار یکساں نہیں ھے اور اگر انکو ضروری تربیت دی جائے تو انکا معیار بلند ہوسکے گا اور وہ بہتر کارکردگی کا مظاهرہ کرسکیں گے اور اس طرح ان کو روزگار کے مواقع کا جو تحفظ دیا گیا ھے اس سے وہ پورا پورا فائدہ اٹھانے کے قابل ہوں گے -

ریاستی وزیر سماجی بھلائی شری بھیم سری راما مورتی نے تقریب کی صدارت کی- هاسٹل کے لڑکوں میں کپڑوں کے ایک سو جوڑے بھی تقسیم کئے گئے-

مہاویر کامپلکس

ریاستی حکومت نے اے - سی - گارڈز کے مقام پر واقع ۱۰۰۰۰ مربع گز زمین کو مہاویر کامپلکس کے لئے پٹے پر دینا منظور کیا ھے - یہ کامپلکس ایک مہاویر هاسپٹل ، ایک آڈیٹوریم اور ایک گیان دھیان کے مرکز پر مشتمل ہوگا - اس مقصدکے لئے ایک عمارت کی منتقلی بھی عمل میں لائی گئی ھے - بلدیہ حیدرآباد نے هاسپٹل کے لئے ایک آٹھ منزلہ عمارت کی منظوری بھی دی ھے - پورے پراجکٹ پر تقریباً (۱۰۰) لاکھ روپئے خرچ ہوں گے -

هاسپٹل کی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا ھے -

گوداوری پل کا نام

رکن معتمد نے متعلقہ محکموں سے گوداوری پل کا نام ’’ مہاویر پل ،، رکھنے کے لئےضروری ربط پیدا کیا ھےاور اس سلسلے میں کارروائی هو رهی ھے -

تصاویر کی نمائش

تمام اضلاع میں تصاویر کی نمائشوں کا اهتمام کرنے کے لئے تحریک شروع کی گئی ھے - دارالسلطنت میں نومبر سنہ ۱۹۷۵ ع کے پہلے هفتے میں پوراهفتہ ایک نمائش منعقد کی گئی -

جوہر ہاشمی

تاسیس آندھرا پردیش

یوم تاسیس آندھرا پردیش مسکراتی ہوئی حیات کا نام
اک حسین صبح کا حسین تحفہ اک شبِ راز دار کا انعام

ہم نے موڑا ہے تیز دھارے کو یہ جواں حوصلہ ہمارا ہے
روشنی کا وجود ہے جس سے جس سے قائم ہر اک نظارا ہے

وقت نے بڑھ کے خود سلام کیا سر جھکایا ہے ہاتھ جوڑا ہے
چونکہ اک شہسوار دانا نے اسپ سرکش کے رخ کو موڑا ہے

کیسے چھوٹے گا اپنے ہاتھوں سے دامن امن و آشتی جوہر
ہم کو کرنی ہے دیش کی تعمیر ہم دکھائیں گے اب کمال ہنر

آج کرتے ہیں ہم بہ بانگ دہل دردِ و غم سے نجات کا اعلان
اب ہمارے لئے ضروری ہے ارتقائے حیات کا اعلان

یوم تاسیس آندھرا پردیش زندگی کی نئی بہار کا نام

****

ظفر امام

بھارت میں مسلمان

ایک مطالعہ

اس بات سے سبھی واقف ہیں کہ بھارتی سماج کثرت میں وحدت کا جلوہ پیش کرتا ہے۔ یہاں بےشمار قومیتوں، سماجی طبقوں، فرقوں اور مختلف نسلوں کے لوگ آباد ہیں۔ ان ذیلی اکائیوں میں سے ہر ایک اپنی منفرد سماجی اور مذہبی روایات کی مالک ہے۔ ان کی الگ الگ زبانیں ہیں، مخصوص تہذیبیں ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی اپنی اپنی تاریخ ہے۔ بھارت میں عوام کا رہن سہن مختلف ثقافتوں کا مظہر ہے۔ پھر یہاں ایسا بھی نہیں ہے کہ اس گونا گونی کے مظہر عوام الناس الگ الگ بستے ہوں بلکہ ان کے مابین ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے کا ایک لامتناہی عمل جاری و ساری رہا ہے۔ اگرچہ یہ عمل کسی بھی مشینی عمل کے طرح یکساں نہیں تھا لیکن اس در ایک طویل زمانہ بیتا ہے۔ بھارتی سماج کا کردار جو کثرت میں وحدت کا آئینہ دار ہے۔ صدیوں میں بنا ہے اور اپنے اس کردار کی بدولت بھارت اقوام عالم کی فہرست میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے اور یہ عمل آج بھی بدستور جاری ہے۔

آج کے بھارت کی سماجی اور اقتصادی تشکیل بھارتی سماج کے اس اہم عنصر کی بنا پر ہی ہوی ہے۔ ان ذیلی اکائیوں میں سے ہر ایک اپنی عددی قوت اور سماجی و اقتصادی اہمیت کے تناسب سے بھارت کے سیاسی نظام کی کارکردگی پر اثر انداز ہوی ہے۔ گزشتہ ۲۸ برسوں میں ملک کے سماجی و اقتصادی شعبوں میں جو پیشرفت ہوی ہے اور سماجی اور ترقیاتی بلندیوں کے باعث جو تقاضے رونما ہوے ہیں انہوں نے ان اکائیوں کے منفرد کردار کو ایک زیادہ پیچیدہ مسئلے کا رنگ دیا ہے۔ ان ذیلی اکائیوں میں مسلمان ایک اہم اکائی کی حیثیت رکھتے ہیں - ۱۹۷۱ء کی مردم‌شماری کے مطابق بھارتی مسلمانوں کی کل آبادی ۶ کروڑ ۴۱ لاکھ تھی جو ملک کی آبادی کا تقریباً ۱۱,۲ فیصد تھی - بھارت میں مسلمانوں کی آبادی اپنی نمایاں خصوصیات رکھتی ہے۔ سب سے پہلے تو یہ کہ مسلمان بھارت کے تمام کے تمام ۳۵۶، اضلاع میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر ایک طرف مسلمانوں کی آبادی جموں و کشمیر میں مجموعی آبادی کا ۶۸,۳ فیصد ہے تو دوسری طرف یہ اڑیسہ میں صرف ۱,۲۳ فیصد ہے۔ دوسری خاص بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی کل آبادی کا ۲۷ فیصد حصہ شہری علاقوں میں آباد ہے یہ تناسب شہری علاقوں میں بسنے والی قومی آبادی کے ۱۸ فیصد کے تناسب سے بھی زیادہ ہے۔ ۱۹۷۱ء کی مردم شماری کے مطابق شہری علاقوں کی آبادی میں کچھ اور اضافہ ہوا ہے۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کی آبادی مقابلتاً ایسی ریاستوں کے شہری علاقوں میں گھنی ہے جو حصول آزادی کے بعد شہری علاقوں کی صورت میں ابھرے ہیں یا جو تیز رفتار اقتصادی ترقی کے اعتبار سے ترقی یافتہ شہری علاقے ہیں اور جہاں اقتصادی ترقی کی شرح زیادہ ہے، جب کہ حصول آزادی سے قبل صنعتی خطوں میں مسلمانوں کی آبادی دیہی علاقوں میں گھنی تھی - یہ دونوں طرز عمل ایک بات واضح کرتے ہیں کہ مسلمان ان خطوں میں جہاں شہری سہولتیں بہم پہونچانے کا عمل بعد میں شروع ہوا ہے اور تیزی کے ساتھ ترقی پا رہا ہے، شہری سہولتوں سے دیگر خطوں کے مقابلے میں زیادہ فائدہ اٹھا رہے ہیں - مثال کے طور پر مشرق اور شمال مشرقی خطوں کی بہ نسبت مغربی اور شمال مغربی اور جنوبی خطوں میں۔

۱۹۳۱ء تا ۱۹۶۱ء کے درمیان شہری علاقوں میں بسنے والے مسلمانوں کی آبادی کا گوشوارہ :-

	۱۹۳۱ء	۱۹۴۱ء	۱۹۵۱ء	۱۹۶۱ء
شہری علاقے میں بسنے والے مسلمان (تعداد لاکھوں میں)	۳,۲	۵,۴	۹,۳	۱۲,۷
مسلمانوں کی مجموعی آبادی کے لحاظ سے شہری مسلمانوں کا تناسب	۱۳,۵	۱۴,۶	۲۶,۲	۲۷,۰
قومی شہری آبادی کا تناسب	۱۱,۱	۱۲,۸	۱۷,۲۹	۱۷,۹۷

ان اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی دیہی اور شہری آبادی کے درمیان زبردست تفاوت پیدا ہوا ہے۔ محض تعداد کے لحاظ سے اس توازن میں دیہی علاقوں کا پلڑا بھاری نظر آتا ہے۔ جب کہ (ترقی وغیرہ) کے لحاظ سے مسلمانوں کی آبادی پہلے

کے مقابلے میں شہری آبادی کی طرف زیادہ مائل ہے۔

بالاخر شمالی بھارت کے مسلمانوں اور جنوبی بھارت کے مسلمانوں کے درمیان موٹے طور پر زمرہ بندی کو اس پس منظر میں بھی دیکھنا ہے کہ شمال کے شہری علاقوں میں مسلمانوں کی آبادی کا اجتماع مقابلتاً کم ہے جبکہ جنوب میں شہری علاقوں میں یہ اجتماع زیادہ ہے - جنوبی بھارت کے مسلمان روشن خیالی کی طرف زیادہ تیزی سے بڑھ رہے ہیں - اور کاروبار اور مختلف پیشوں میں کامیاب ہیں - وہ مسلم سیاسیات میں زیادہ نمایاں اور بااثر ہیں جبکہ شمالی بھارت کے مسلمان اپنی روایتی بالا دستی کو کھو رہے ہیں -

مسلمانوں کے سماجی ڈھانچے کی مکمل زمرہ بندی اس طرح کی جاسکتی ہے - شہری علاقوں میں مسلمانوں کی آبادی ۲۷ فیصد ہے جن میں سے ۵۰ فیصد وہ لوگ ہیں جن میں سے کچھ مزدور طبقے کے ہیں ، کچھ کہیں ملازم ہیں اور کچھ بے کار ہیں - ۴۰ فیصد سے زیادہ متوسط طبقے کے ہیں جن میں آفس میں کام کرنے والے لوگ اور تعلیم یافتہ برسرروزگار افراد شامل ہیں - ۵ فیصد سے بھی کم وہ لوگ ہیں جو شہری علاقوں کے امراء اور پیشہ ورانہ مہارت رکھنے والوں میں سے ہیں - اسکے برعکس دیہی علاقوں میں بسنے والے ۷۳ فیصد مسلمانوں میں سے ۹۰ فیصد افراد کے پاس کاشت کرنے کیلئے اپنی اراضی نہیں ہے -

مسلمانوں کی آبادی کا اسطرح کا سماجی ڈھانچہ ہندو آبادی کے سماجی ڈھانچے سے کسی قدر مماثل ہے جو کہ بھارت میں سب سے بڑی اکثریت ہے - اس ضمن میں کچھ حقائق قابل ذکر ہیں - پہلے یہ کہ ملک میں حصول آزادی کے بعد جو سماجی اور اقتصادی مواقع میسر آئے ان سے مسلمان بھی بھارت کے دیگر فرقوں کے لوگوں کی طرح مستفید ہوے ہیں - یہ حقیقت ہے کہ وہ آج شہری آبادی کی طرف جانے کا رجحان رکھتے ہیں اور شہری متوسط طبقے کی ایک نئی نسل ابھری ہے جس نے نئے رجحانات کی بنیاد ڈالی ہے - اور رہنمائی کے فرائض انجام دئے ہیں سماجی اعتبار سے بھارتی مسلمانوں کا مطالعہ آج جسقدر آسان ہے اتنا پہلے کبھی نہیں تھا - اسطرح بحیثیت مجموعی سماج میں اور خود اپنے فرقے میں انکے کردار کی اہمیت کا جس قدر آج اندازہ کیا جاسکتا ہے - وہ بات پہلے کبھی نہیں تھی - اسکے برعکس یہ حقیقت ہے کہ دیہات میں بسنے والی مسلم آبادی نے ترقیاتی پروگراموں سے کم فائدہ اٹھایا ہے لیکن یہ بات ملک کے عام سماجی اور اقتصادی ڈھانچے کا ھی ایک جزو ہے -

بھارت میں کچھ مسائل عام نوعیت کے ہیں اور بھارت ایسے ترقی پذیر ممالک کو بالعموم درپیش ہیں - وسائل کی کمی اور صدیوں تک نوآبادیاتی نظام کے تحت رہنے کے باعث بھارت کے عوام کی امیدیں بہت زیادہ نہیں پنپ سکیں - اس صورت میں ترجیحات کا تعین ضروری سمجھا گیا - بھارت کے معاملے میں اولین ترجیح صنعتی ترقی کو دی گئی ہے -

لہذا ان حقائق کی روشنی میں بجا طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ بھارتی مسلمانوں کو آج انہیں بنیادی مسائل اور چیلنجوں کا سامنا ہے جو کہ بھارت کے دیگر طبقوں کو درپیش ہیں - البتہ ان کی شدت اور سطح مختلف خطوں میں مختلف ہے اور سماج کے مختلف طبقات ان سے مختلف طور پر متاثر ہیں - کچھ خاص نوعیت کے مسائل ہیں مثلا یہ کہ فرقہ وارانہ تشدد ، اردو کے ساتھ امتیازی سلوک اور اس کا مستقبل - تاہم یہ مسائل اسقدر انوکھے نہیں ہیں جتنے کہ بظاہر نظر آتے ہیں - درحقیقت یہ مسائل مختلف سطحوں کے مسلمانوں پر مختلف طرح سے اثر انداز ہیں اورپھر خطہ وارانہ بنیادوں پر ان کی نوعیت جدا گانہ ہے - لہذا ان کو عمومی حیثیت نہیں دی جاسکتی - ان تمام مسائل کا حل اور ان کے چیلنجوں کے تئیں رد عمل مشترک ضرور ہوگا لیکن یکساں نہیں ہوگا - ان کا اطلاق مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں پر ہوگا - چنانچہ مختلف شدت کی حامل مشترکہ کوششوں کے ذریعہ ھی بھارتی سماج کی ترقیاتی ضرورتیں پوری کی جاسکتی ہیں جو کہ گونا گونی کا ایک مرقع ہے -

آج کے دور میں بھارتی مسلمانوں کا شعور مخصوص نوعیت کے اپنے مسائل اور ماضی کے تاریخی ورثے کے باوجود سماجی تقاضوں پر مبنی مقاصد اور مشترکہ مفادات کے تئیں بیدار ہورہا ہے - یہ خواہ کسی اور سبب سے نہ ہو لیکن اس کے پیچھے یہ اعتماد ضرور کارفرما ہے کہ انکے اس بیداری سے متاثر کردار سے بھارت کے اقتصادی اور سماجی نظام میں انکا مجموعی حصہ مستحکم ہوگا اور اس طرح مختلف سطحوں پر انکے مفادات کو تحفظ ملے گا - اسطرح کا عمل پرور پروگرام بھارت کے قومی مقاصد یعنی جمہوریت سکولرازم اور سوشلزم کا ھی ایک جزو لاینفک ہے -

نصرت صدیقی نصرت (عثمانیہ)

حضرت امیر خسرو کے چار مشہور اشعار پر تخمیس

*****

چہ می گویم چہ حاصل بود شب جائے کہ من بودم
فزوں بے تابی دل بود شب جائے کہ من بودم
بروں لیلی ز محمل بود شب جائے کہ من بودم

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم

ملک شیدائے حسن لایزل دیدہ چہ دلدارے
فدایش دین و ایماں جان و تن بادا چنیں یارے
دلم آوارہ کشتہ بر جمال آں طرحدارے

پری پیکر نگارے سرو قدے لالہ رخسارے
سراپا آفت دل بود شب جائے کہ من بودم

بہر آں جلوۂ رنگیں دلم شاداں نظر نازاں
همیں یک آرزو دارم کہ گویم اے شہ خوباں
نئی درماں من جز تو نہ دارم حال دل پرساں

رقیباں گوش بر آواز واو در ناز من ترساں
سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائے کہ من بودم

تو ہم نصرت ز جاں وارفتہ نظارۂ آں شو
بدہ دستے بدست دستگیرے ہمچناں خسرو
خوشا آں محفلے در وصف او رطب اللساں خسرو

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

* * * * *

اردو شاعری میں ہولی

کچھ لوگ زبان کو کسی خاص ذات کسی خاص فرقے یا کسی خاص مذہب سے جوڑتے ہیں جو نہایت حیرت انگیز ہے۔ در حقیقت دنیا کی کوئی بھی زبان کسی خاص ذات کسی خاص فرقے یا کسی خاص مذہب کی نہیں ہوتی بلکہ وہ دنیا کی ہر ایک مخلوق کی ہوتی ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ زبان جس ملک یا علاقے میں پیدا ہوتی ہے اسکی تہذیب وتمدن سے اپنے آپ کو الگ تھلگ نہیں رکھ سکتی دوسرے الفاظ میں جس ملک میں جو زبان جنم لیتی ہے وہ اس ملک یا علاقے کی تہذیب و تمدن کی آئینہ دار ہوتی ہے اگر ہم اردو ادب کے آغاز سے آج تک کے ادب کا مطالعہ کریں تو اسمیں ایک طرف اگر ہندوستان کی مذہبی ، سیاسی اور سماجی زندگی کا عکس ملتا ہے تو دوسری طرف اس دیس کے سنت منی بڑی بڑی ہستیوں اور رشیوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ہندوؤں کی مقدس کتابیں جیسے گیتا ، مہا بھارت اور رامائن کے ترجمے بھی اردو میں کئے گئے ہیں اور رام اور کرشن جی پر بھی بے شمار نظمیں لکھی گئی ہیں۔ ہندوستان کے تیوہاروں میں دسہرہ ، دیوالی اور ہولی پر اردو شعرا نے جی کھول کر داد سخن دی ہے۔ اس موقع پر مشہور و معروف شعرا نے " ہولی "، پر جو کچھ لکھا ہے اس کے کچھ نمونے پیش کئے جاتے ہیں

اردو کے مشہور و معروف شاعر شوق نے ۱۸۰۷ ع میں ہولی پر جو نظم لکھی تھی اس کے مطالعے سے اس وقت منائی جانے والی ہولی کی تصویر سامنے آتی ہے۔ آلو ، اروی ، جیسی سبزیوں کی مہنگائی اور پوری کھچڑی جیسے پکوانوں کی تیاری میں پیش آنیوالی تکلیفوں کا اس نظم سے پتہ چلتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف عوام پر ٹیکس لگ گئے تھے تو دوسری طرف مہنگائی نے گلا گھونٹ رکھا تھا ۔ زیورات گروگانٹ کرکے ہولی منائی گئی تھی ۔ چند اشعار ملاحظہ کیجئے ۔

گرانی میں اب کے جو آئی ہے ہولی
نیا سوانگ میں سوانگ لائی ہے ہولی
نہ پوری ،کچوری ، نہ آلو نہ اروی
دہا ہی ہے ہولی دہا ہی ہے ہولی

جلایا تھا جس طرح سو کھے نے ہم کو
اسی طرح ہم نے جلائی ہے ہولی
گرانی نے پہلے سے پھیری تھی جھاڑو
مگر پھانکنے خاک آئی ہے ہولی
یہ افلاس دیکھو یہ ٹکس اور گرانی
یہ کیوں آئی ہے بو کھلائی ہے ہولی
للاین کی ننھی تو بٹوا کی تڑیا
گرو گانٹ کرکے منائی ہے ہولی

میر تقی میر نے اپنی مثنوی " در بیان ہولی "، میں لکھنو کے آصفی دربار میں منائی جانے والی ہولی کی آنکھوں دیکھی تصویر بہت ہی خوبصورت اور دلکش ڈھنگ میں کھینچی ہے ۔ دیکھئے ۔

ہولی کھیلا آصف الدولہ وزیر
رنگ صحبت سے عجب ہے خورد و پیر
شیشہ شیشہ رنگ ، صرف دوستان
صحن دولت خانہ رشک بوستان
رستہ رستہ رنگ میں بھیگے جوان
جیسے گلدستے تھے دریا پر رواں
زعفرانی رنگ سے رنگی لباس
عطر پاشی سے تنوں میں گل کی باس
رنگ افشانی سے پڑتی ہے پھوار
رنگ بادل تھا مگر ابر بہار
قمقمے جو مارتے بھر کر گلال
جس کے لگتا آن کر پھر منہ بیں لال
نذر کو نواب کی اھل فرنگ
لیکے آتش بازی آئے رنگ رنگ
عرشی گاریزی سے گلشن ہوگیا
چرخ ان تاروں سے روشن ہوگیا

اردو شاعری کے اس دور میں نظیر اکبر آبادی نے سب سے زیادہ نظمیں ہندوستانی تہواروں خاص کر ہولی پر لکھی ہیں ۔ نظیر کی نظر میں ہولی ہی ایسا تہوار ہے جسے سب مناتے ہیں اور جو نہیں مناتے ہیں وہ دیکھنے جاتے ہیں عجب ہے ہولی جس میں کوئی رنگ چھڑکتا ہے تو کوئی گاتا ہے یہ عیش کا موسم ہے ملاحظہ فرمائیں ۔

نظیر ہولی کا موسم جو جگ میں آتا ہے
وہ ایسا کون ہے ہولی نہیں مناتا ہے
کوئی تو رنگ چھڑکتا ہے کوئی گاتا ہے
جو خالی رہتا ہے وہ دیکھنے کو جاتا ہے
جو عیش چاہو وہ ملتا ہے یار ہولی میں

نظیر کی ہولی پر نظمیں دیکھنے سے پتہ لگتا ہے کہ انہوں نے ہولی کو تماشائی کی طرح نہیں دیکھا تھا بلکہ ہولی منانے والوں میں شامل ہو کر ، ہولی کے ہیجانی عمل ، کے رنگ میں ڈوب گئے تھے انہوں نے ہولی کی رنگینی کو اپنی آنکھوں کے پردے پر صرف اتارا ہی نہیں بلکہ اسکے رنگوں کو اپنے خون میں بھی شامل کرلیا تھا اسلئے وہ ہولی منانے کے ڈھنگ سے بخوبی واقف تھے کچھ شعر دیکھئے ۔

ہر خاطر کو منبسط کیا
ہر دل کو لبھایا ہولی نے
دف رنگیں نقش سنہری کا
جس وقت بجا یا ہولی نے
بازار گلی اور کوچوں میں
غل شور مچایا ہولی نے
یا سوانگ کہوں یا رنگ کہوں
یا حسن بتاؤں ہولی کا
سب ابرق تن پر جھمک رہا
اور کیسر ماتھے پر ٹیکا
ہنس دینا ہر دم ناز بھرا
دکھلانا سج دھج شوخی کا
ہر گلی مصری کند بھری
ہر ایک قدم اٹھکھیلی کا
دل شاد کیا اور موہ لیا
یہ جوبن پایا ہولی نے
ہر آن خوشی میں آپس میں
سب ہنس ہنس رنگ چھڑکتے ہیں
رخسار گلال لون سے گلگوں ہیں
کپڑوں سے رنگ ٹپکتے ہیں
کچھ راگ اور رنگ جھمکتے ہیں
کچھ مے کے جام چھلکتے ہیں
ہر آن شراب ڈھلتی ہے
اور ٹھٹ ہے رنگ کے ڈوبوں کا
اس عیش مزے کے عالم میں
یک غول کھڑا محبوبوں کا
کپڑوں پر رنگ چھڑکتے ہوں
تب دیکھ بہاریں ہولی کا
ہر آن گھڑی گت بھرتے ہوں
کچھ گھمٹ گھمٹ کے کچھ بڑھ بڑھ کے
کچھ نار چلا ویں لڑ لڑ کے
کچھ ہولی گاویں اڑ اڑ کے
کچھ شوخ کمر پتلی لچکے
کچھ ہاتھ چلے کچھ تن پھڑکے
کچھ کافرین مٹکتے ہوں
تب دیکھ بہاریں ہولی کا

شمالی ہندوستان کے پہلے صاحب دیوان شاعر فیض دہلوی کے دیوان میں ہولی سے متعلق ایک چھوٹی سی نظم شامل ہے جس کے مطلع سے ہولی کا نظارہ آنکھوں میں گھومتا ہے رنگوں کی پھوار عید کی رنگینی ، پچکاریوں کی بارش ، عورتوں کی ٹھٹھول ، ہنڈولوں پر بیٹھنا ، گانا ، خوشی سے ناچنا ۔ ان سب کا تذکرہ فیض نے بہت ہی عمدگی سے کیا ہے ۔ دیکھیے ۔

چاند جیسا ہے شفق بیچ عیاں
چہرہ سب کا از گلال آتش فشاں
بیٹھ ہنڈولے جھولتی گاتی ہنڈول
لے گلال ہاتھ دل مل ، کرتی ٹھٹھول
ناچتی گاکے ہوری دم بہ دم
جوں سبھا اندر کی در باغ ارم
جوں جھڑی ہرسو ہے پچکاری کی دھار
ناچتی ہے ناریاں بجلی کے سار

عرش ملسیانی نے ھولی کی ایک خوبصورت تصویر کھینچی ھے اس سے پتہ چلتا ھے کہ آج کے شاعر بھی پرانے شاعروں کی طرح ھولی کی بہاروں سے مسرت حاصل کرنا چاھتے ھیں -

پھر سحر ھولی کی آئی، گونج اٹھے، گوکل کے بن
رقص فرمانے لگی پھر وادیٔ گنگ و جمن
پھر شباب مست نکلا مل کے چہرے پر گلال
پھر نکھر آیا بہار لالہ سے حسن چمن
پھر ھوائے تند لے کر آئی ھولی کی بہار
ھاتھ میں پچکاریاں لے کے چلے پھر مرد و زن
پھر جنون زندگی کو مل گیا نام سرور
پھر نظر آنے لگا ھر سادگی میں بانکپن
ڈھولکیں ، باجے ، مجیرے اور کھڑتالیں بجیں
پھر فضائیں ھو گئیں بنسی کی لے سے نغمہ زن
رنگ میں ڈوبی ھوئی ھیں گوپیاں سرتا قدم
" اودے اودے پیلے پیلے نیلے نیلے پیرہن "

* * *

برق یوسفی

خوشبو

ھائے وہ جسم کی خوشبو جو بسی تھی مجھ میں
اس کی مہکار سے میں مست رھا کرتا تھا

دل کی دنیا میں نئے چاند اتر آئے تھے
چاندنی حسن کی بکھری تھی مری نس نس میں

میرے جینے کے لئے اس کا سہارا تھا بہت
حسن کو عشق نے خوں دے کے نکھارا تھا بہت

ھائے کیا بات ھوی جسم کی خوشبو بکھری
کیسی آندھی ھے بگولے سے اڑے جاتے ھیں

سنگریزوں سے مرا جسم ھوا ھے زخمی
میری آنکھوں میں فقط پھیل گئی ریت ھی ریت

دل لہو رنگ ھوا چاک گریباں نہ سلا
میرے آنسو کے لئے کوئی بھی دامن نہ ملا

میرہاشم

آئینہ در آئینہ

(۱)

یہ اک شہروبیاباں ہے

یہاں تم سے بھی پہلے کوئی رہتا تھا

گلستانوں کا وہ پیکر

نفس کے ساتھ

گردش میں لہو کی

موجزن قطرہ بہ قطرہ ہے

(۲)

یہ آنکھیں ،

ہونٹ ،

یہ چہرہ ،

یہ سرتاپا

اسی کا ہے - تمہارا ہے

نہیں ، وہ ہے

نہیں ، تم ہو

یہ تم ، وہ ، ہے

حقیقت جھوٹ ہے

اور جھوٹ ہی سچ ہے

محمود خاور

اقبال اور تصوف

علامہ اقبال کے کلام کی گہرائی ، ہمہ گیری ،شش جہتی اور جامعیت کا کون ہے جو معترف نہیں تصورات کے تنوع اور افکار کی ثروت میں اقبال کا جواب نہیں ۔ فلسفہ و حکمت کے قدیم وجدید مکاتیب ، دنیا کی مختلف تہذیبوں کے نظام ہائے حیات ، اخلاقی اصول ، تمدنی قواعد و ضوابط ، انفرادی و اجتماعی سلوک کے طور طریق ، سماجی سیاسی اور تہذیبی رجحانات ، زبانوں اورمذاہب کے مسائل ، اسلامی و غیر اسلامی تصوف کے پہلو وغیرہ سیکڑوں ھی موضوعات کو علامہ اقبال نے نہ صرف شعری پیکر عطا کیا بلکہ ان میں ایک نئی روح پھونک دی ۔ اگر اقبال کے کلام کی فکری اور حسی ساخت کا بہ نظر غائر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کے ہاں بھی دنیا کے بڑے بڑے مفکرین کی طرح چند بنیادی تصورات ونظریات کی تکرار ہے لیکن یہ تکرار قطعاً گراں نہیں گزرتی ۔ اقبال کا پسندیدہ موضوع اور انکی شاعری کا سب سے اہم گوشہ تصوف ہے جس کے باعث انہیں صوفی شاعر کہنا زیادہ مناسب ہوگا ۔

کلام اقبال کے مطالعے سے یہ صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ اکابر صوفیا خصوصاً مولانا روم ، شیخ محمود شبستری ، عراقی اور سید علی ہمدانی کی تصنیفات اور اسلامی تصوف کا اقبال نے گہرا مطالعہ کیا ہے ۔ وہ دوسرے صوفیوں کی طرح اس بات کو قبول کرتے نظر آتے ہیں کہ خودی کے بعد بے خودی کا مقام ہے جسے صوفیا نے جدائی اور فنا کا نام دیا ہے ۔ اقبال کو اپنے مطالعے کے دوران میں فلسفہ تصوف میں بعض غیر اسلامی عناصر مثلاً جدید افلاطونی فلسفے (Neo Platonism) کے اثرات نظر آئے جنہیں اسلام سے دور کا بھی تعلق نہ تھا چنانچہ زمانہ طالب علمی میں اقبال نے اپنے تحریر کردہ مقالے (Development of metaphysics in Iran) میں اس پر سیر حاصل بحث کی تھی اور قیام یورپ کے زمانے میں اسلامی مذھب اوراسکے تمدن پر لکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا وہ صرف اس تصوف کے قایل تھے جو قرآن مجید اور آنحضرت کے ارشادات و تعلیمات سے ماخوذ ہے ۔ ملاؤں اور صوفیوں کی نظریاتی جنگ کی وجہ سے صوفیوں کی ایک بڑی تعداد بے عملی کا شکار ہوگئی تھی اور اقبال چونکہ اسلام کے متوازن نظریات کے حامی و پیامی تھے اس لئے انہوں نے ایسے صوفیوں اور ملاؤں پر سخت اعتراضات کئے ، صوفی فنا کے قایل تھے اور اقبال بقا کے ۔ کیونکہ فنا کا نظریہ بے عملی اور جمود کو جنم دیتا ہے جبکہ بقا جہد مسلسل اور سرگرمی کی ضمانت ہے ۔

صوفیا کے ایک گروہ کے نزدیک انسانی زندگی کی یہی معراج ہے کہ اسے فنافی اللہ کا مرتبہ حاصل ہوجائے انکے مطابق احساس خودی خدا کی راہ میں سب سے بڑا حجاب ہے اور انسان خودی کو گم کر کے ھی قرب الٰہی حاصل کرسکتا ہے ۔ لیکن اقبال اس نظریے کے کٹر مخالف تھے وہ خودی کو ہر صورت حیات انسانی کے لئے لازم قرار دیتے ھیں انکے نزدیک خودی کی حفاظت ھی وہ پہلا زینہ ہے جس سے خدا تک رسائی ممکن ہے وہ تصوف کو غیر اسلامی عناصر سے پاک کر کے اسے حقیقی اور سچے اسلامی تصوف کا رنگ روپ دینا چاہتے تھے ۔ مثنوی " اسرار خودی " میں جو ۱۹۱۵ء میں شائع ہوئی اقبال نے اپنے فلسفے کے مرکزی خیال یعنی " تخلیقی انا " یا نظریہ خودی " کو پیش کرتے ہوے افلاطون اور اسکے ہم مشرب صوفیوں کے علاوہ حافظ شیرازی پر بھی نکتہ چینی کی ہے ۔

"اسرار خودی " میں اقبال نے عمل پر زور دیا ہے اور کہا ہے کہ زندگی نام ھی عمل کا ہے ۔ علامہ کے اس چونکا دینے والے پیغام عمل نے نہ صرف مسلمانوں کو جھنجوڑا بلکہ غیر اقوام کو بھی اپنی جانب متوجہ کرلیا ۔ " اسرار خودی " پر صوفیا کا ایک خاص طبقہ اقبال سے برھم ہو گیا جسمیں خود اقبال کے ایک اچھے دوست خواجہ حسن نظامی پیش پیش تھے اقبال کے خلاف مضامین لکھے گئے یہاں تک کہ "اسرار خودی " کے جواب میں فارسی میں ایک مثنوی " راز بیخودی " بھی لکھی گئی ہے جسکے مصنف پیرزادہ مظفر احمد ھیں ۔ ان مخالفانہ تحریروں سے اکبرالہ آبادی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے ۔

اقبال کے حامیوں اور معتقدوں نے بھی ان مخالفانہ تحریروں کا ترکی بہ ترکی جواب دیا ۔ ان مخالفانہ تحریروں سے بجائے نقصان کے اقبال کو فایدہ ھی پہنچا اور لوگ اقبال کے کلام پر پہلے سے زیادہ توجہ دینے لگے عام طور سے اقبال کو تصوف کا مخالف سمجھا جاتا رہا ہے ۔ حالانکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ صرف اس تصوف کے خلاف تھے جسمیں یونانی ، رومی ، عجمی ، اور ھندی عناصر خلط ملط ہوگئے تھے ۔ تصوف پر اقبال کا نظریہ مزید تفصیل اور

وضاحت چاہتا ہے۔ خود اقبال نے فلسفہ عجم پر اپنی تصنیف " ایران میں ما بعد الطبیعات کا ارتقا "، کے دیباچے میں اس نظریئے پر یوں روشنی ڈالی ہے۔ " میں نے تصوف کے موضوع پر سائینٹی فک طریقے سے بحث کی ہے۔ اور ان ذہنی حالات و شرائط کو منظر عام پر لانے کی کوشش کی ہے جو اس قسم کے واقعے کو معرض ظہور میں لے آتے ہیں لہذا اس خیال کے بر خلاف جو عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے میں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ تصوف ان مختلف عقلی و اخلاقی قوتوں کے باہمی عمل و اثر کا لازمی نتیجہ ہے جو ایک خوابیدہ روح کو بیدار کر کے زندگی کے اعلی ترین نصب العین کی طرف اس کی رہنمائی کرتے ہیں۔"

اقبال کی شاعری میں مشرق و مغرب کے فلسفہ و حکمت کی اصطلاحات ، آیات قرآنی ، احادیث مشاہیر ، حکما اور علمائے سلف کے اقوال جابجا اسقدر استعمال ہوئے ہیں جن کا سمجھنا عام آدمی کے لئے دشوار تھا ۔ لہذا بعض حضرات نے کلام اقبال کی تشریح و توضیح کے خیال سے شرحیں لکھیں ۔ لیکن زیادہ تر شرحیں درسی اور عمومی نوعیت کی ہیں ۔ تاہم بعض ارباب فکر و نظر کی تشریحات اور تنقیدیں ، مطالعہ اقبال کے ضمن میں بہت مفید اور کارآمد ہیں ۔

سید نذیر نیازی کا رسالہ " اقبال کا مطالعہ "، اور ڈاکٹر سید عبد اللہ کا رسالہ " کلام اقبال کی دقتیں اور ان کی شرح کی ضرورت "، ذہنی وسیع اور فکر انگیز نگارشات ہیں۔ ان کے علاوہ پچھلے چار دہوں کے دوران میں جن اصحاب نقد و نظر نے اقبال پر قلم اٹھایا ہے ان میں خاص طور پر قابل ذکر ڈاکٹر عابد حسین ڈاکٹر یوسف حسین خان ، ڈاکٹر رضی الدین صدیقی ، خواجہ غلام السیدین ، خلیفہ عبد الحکیم ، مولانا اسلم ، نظام الدین احمد ، میاں محمد شریف ، فیاض محمود ، ڈاکٹر محمد عزیز احمد بشیر الدین احمد ، عبدالرحمن بجنوری اور مولانا عبد السلام ندوی وغیرہ ۔ ہیں اقبال کی تمام تحریروں ، مقالوں ، نظموں ، غزلوں ، مکاتیب ، مضامین اور خطبات میں اسلامی روح کارفرما ہے ۔ انکا مقصد ایک ترقی یافتہ ، مثالی انسانی معاشرے کا قیام تھا جو مادی و روحانی ترقی کے ذریعے صلاح دنیوی اور فلاح اخروی کو حاصل کرسکے اور اسی روشنی میں اقبال صرف مسلمانوں کے شاعر نہیں رہتے بلکہ ایک ایسی وسیع وعریض عالم انسانیت کے شاعر بن جاتے ہیں جو مشینوں کے دھویں سے سیہ پوش فضا میں اپنی انفرادیت کا اثبات ڈھونڈ رہی ہے ۔ اقبال نے اپنی شاعری میں ہر جگہ اسلام اور اسلامی فلسفے کی علامتوں اور اصطلاحوں کے توسط سے امن و سلامتی اور صالح ذوق جہد و عمل کی تلقین کی ہے

اقبال کی عمیق فکر اور شاعری کے تہہ در تہہ گوشوں نے انسانی قدروں ، تہذیبوں اور آنے والی نسلوں کو روشنی ، حرارت ، تازگی اور حرکت عطا کی ہے۔ بڑی شاعری تنگ و تاریک دائروں سے باہر آنے کا نام ہے اور اقبال نے اپنی شاعرانہ بصیرت اور خلاقانہ مہارت سے اپنی شاعری کو تنگ دائروں سے آزاد کرالیا ہے ۔

اقبال نے ایک نئے بشر ۔ ایک مرد کامل کی تخلیق کا ساز چھیڑا ، ملائیت اور سودودیت سے نوع انسان کو نجات دلانے کی کوشش کی اور اپنے تاریخی شعور سے کام لیتے ہوئے صحت مند فکر کی نئی بنیادوں کو استوار کیا ہے۔ ان کی فکر ایک متحرک وفعال قوت ہے جس نے زندگی میں حرکت کے تصور کو اہمیت دینے کے ساتھ ساتھ خود ایک متحرک کائنات کے مثبت نظریے سے روشنی پائی ہے ۔

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہہ کامل نہ بن جائے

بقول خلیفہ عبد الحکیم " وہ شاعری جو ایک قوم کے قلب کو متحرک کردے اگر بجائے خود ایک کردار ، جہد مسلسل اور عمل ہے تو اقبال کی زندگی پیہم عمل تھی ۔ "

* * * *

آندھرا پردیش بہ یک نظر

* آبادی	۴۳۵,۰۳ لاکھ
* اقوام درج فہرست کی آبادی	۵۷,۷۵ لاکھ
* رقبہ	۲,۷۶,۷۵۴ مربع کیلومیٹر
* اضلاع	۲۱
* تعلقہ جات	۱۹۵
* قصبات اور شہر	۲۲۴
* آباد گاؤں	۲۷,۲۲۱
* پنچائتیں	۱۵,۹۲۰
* پنچائت سمیتیاں	۳۲۴
* ارکان پارلیمنٹ	۵۹
* لیجسلیٹیو اسمبلی کے ارکان بشمول ایک نامزد کردہ رکن	۲۸۸
* لیجسلیٹیو کونسل کے ارکان	۹۰
* یونیورسٹیاں	۵
* پڑھے لکھے لوگ	۱,۰۶,۹۰ لاکھ

Regd. No. H./HD-76.

ترقی ڈسپلن کے ذریعے

ہمیں یہ جاننا چاہئے کہ کوئی ملک ، خصوصاً ہندوستان جیسا وسیع و عریض ملک ڈسپلن کے بغیر ترقی نہیں کرسکتا ۔ یہ ہمارا ایقان ہے کہ بہترین ڈسپلن وہی ہوتا ہے جسے اسٹیٹ نہیں بلکہ ہم خود اپنے اوپر لاگو کرتے ہیں ہماری قوم کی فطرت کچھ ایسی ہے کہ صحیح معنوں میں وہ ڈسپلن کی عادی نہیں ہے۔ ہم بہت زیادہ خود پرست واقع ہوئے ہیں لیکن ذاتی مفاد کے مقابلے میں ، قومی مفاد کو فوقیت دینے کی جان کاری بہرحال ضروری ہے اب کچھ نہ کچھ ڈسپلن ، اپنے آپ ہمارے اندر پیدا ہوچلا ہے ۔ اسے پائیدار بنانا ہوگا ۔ ہر گروہ کو اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ جمہوریت نے اور ہمارے دستور نے جو حقوق انہیں دئے ہیں تو کچھ فرائض بھی ان پر عاید ہوتے ہیں ۔ حقوق اور فرایض میں چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے ۔

شریمتی اندرا گاندھی

ڈسمبر سنہ ۱۹۷۵ع
۵۰ پیسے

آندھرا پردیش

پنچائتی راج
اسپیشل

19(2)

آندھرا پردیش

۵۰ پیسے

ترتیب

صفحہ

آندھرا پردیش (اردو) ماہنامہ

زر سالانہ چھ روپیے - فی پرچہ ۵۰ پیسے

وی پی بھیجنے کا قاعدہ نہیں ۔

چندہ منی آرڈر کے ذریعے روانہ کیا جائے ۔

ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ

حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا۔

ایڈیٹر انچیف

شریمتی راجیم سنہا

★

ایڈیٹر

اختر حسن

★

ڈسمبر ۱۹۷۵ع

کارتک - اگراھاین تا لھا ۱۸۹۷

جلد ۱۹ - شمارہ ۱

★

سرورق :—

پنچایت راج عوامی راج

★

سرورق کا تیسرا صفحہ :—

وجے واڑہ میں ڈیری کامپلکس

خبریں تصویروں میں

نیچے : گاندھی جینتی کے روز نمائش میدان میں تعمیر امکنہ کے لئے زمیناب کے دس ہزار نئے تقسیم کئے گئے اس تقریب کے مہمان خصوصی ، شری جے - وینگل راؤ چیف منسٹر تھے -

بائیں جانب اوپر : مرکزی حکومت کی وزیر مملکت برائے قانون و عدل اور کمپنی امور ڈاکٹر سروجنی مہیشی نے ۲۷ - اکتوبر" کو حیدرآباد میں ایک سیمنار کا افتتاح کیا جسکا عنوان تھا - تلگو ادب ۲۰ ویں صدی میں - اہل قلم خواتین کا حصہ "

بائیں جانب ، وسط میں : چیف منسٹر شری جے - وینگل راؤ نےیکم نومبر کو رویندرا بھارتی ، حیدرآباد میں پنچایت راج سلور جوبلی تقاریب کا افتتاح کیا - وزیر پنچایت راج شری ایل - لکشمن داس ، وزیر آبکاری شری وی - پرشوتم ریڈی اور چیمبر آف پنچایت راج کے چیرمین شری این - دنھی راج راؤ بھی تصویر میں دیکھے جاسکتے ہیں -

بائیں جانب ، نیچے : وزیر مال واطلاعات شری پی - رنگا ریڈی نے ۲۲ - اکتوبر کو نیو باغ حیدرآباد میں آروبندو بال کیندر کا سنگ بنیاد رکھا ، ہریجنوں بہبودی قبائل اور یوتھ ولفیر کے وزیر شری بی - سری رام مورتی ، وزیر محنت شری ٹی - انجیا اور وزیر بہبودی خواتین ایم - لکشمی دیوی بھی تصویر میں دیکھے جاسکتے ہیں -

اوپر : جمہوریہ انڈونیشیا کے قونصل ایم - باکس سوئجنو نے ۲۰ - اکتوبر کو چیف منسٹر شری جے - وینگل راؤ سے ملاقات کی

پنچایت راج سلور جوبلی کے موقع پر

جے - وینگل راؤ

پنچایت راج اداروں کی سلور جوبلی تقاریب کے موقع پر چیف منسٹر شری جے - وینگل راؤ نے اپنے پیام میں کہا ہے کہ :-

" آندھرا پردیش کے قیام کی سالگرہ کے مبارک موقع پر میں تمام تلگو لوگوں کو تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں - آج سے ۱۹ برس قبل اس ریاست (وشال آندھرا) کی تشکیل عمل میں آئی تھی ، جو ہمارے ایک دیرینہ خواب کی تعبیر تھی ، پچھلے ۱۹ برسوں سے ہم لگاتار اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ اپنی ریاست کو ایک انتہائی ترقی یافتہ ریاست بنائیں - مختلف ترقیاتی شعبوں میں ہم نے نئے نئے دسوں کی ابتدا کرتے ہوئے اپنے ملک کے دوسرے تمام حصوں کے آگے ایک شاندار مثال پیش کردی - ماضی قریب میں ہم نے جو کارنامے انجام دئے ہیں ان کے لئے ہم بجا طور پر نازاں ہیں -

اب ہم اپنے پنچایت راج اداروں کی سلور جوبلی تقاریب منارہے ہیں - چھٹے دہے کے ابتدائی برسوں میں ہم نے کمیونٹی ڈیولپمنٹ کے پروگرام شروع کئے تھے - اس کے بعد ، آندھرا پردیش میں ضلع پریشدوں اور پنچایت سمیتیوں کا آغاز ہوا - جنھوں نے قابل تعریف خدمات انجام دیں پنچایت راج کے سہ منزلہ نظام نے بہت ہی کم مدت میں حیرت انگیز طور پر اپنے آپ کو مستحکم بنا لیا - اور انتہائی جوش و خروش کے ساتھ قومی تعمیر کی سرگرمیوں کو اپنا لیا ، اس کا بہت زبردست اور بڑا اور شاندار نتیجے برآمد ہوئے - آج آندھرا پردیش کے دیہی علاقوں میں بسنے والے بہادر کسانوں کو اس کے متعدد فوائد حاصل ہورہے ہیں جیسے بہتر زرعی آلات ، عمدہ بیج کھاد ، تعلیمی سہولتیں ، امداد باہمی کی انجمنوں کے توسط سے قرضے ، صحت و تندرستی کی اسکیمیں وغیرہ وغیرہ اور اس طرح کسان کی بہت ساری ضرورتوں کو پورا کیا گیا ہے - لہذا ہم پنچایت راج کی سلور جوبلی تقاریب کو آج ، تکمیل فرض اور کامرانی کے احساس کے ساتھ منا سکتے ہیں -

ہندوستان ، آج تاریخ کے دو راہے پر کھڑا ہے - ہماری وزیر اعظم قوم کو صحیح راستوں سے صحیح سمت کی جانب لے جانے کا تہیہ کرچکی ہیں اور اس سلسلہ میں پورے عزم و استقلال کے ساتھ راہ کی تمام رکاوٹوں کو بڑی عمدگی اور باقاعدگی کے ساتھ ادا کررہی ہیں صدیوں سے جو خرابیاں ہمارے سماج میں چلی آرہی ہیں ، انہیں دور کرنے کے لئے ترقی پسندانہ تدابیر اختیار کرنا ضروری ہے - اس پس منظر میں ۲۰ - نکاتی اقتصادی کا پروگرام بنایا گیا ہے - اور اسے نافذ کیا گیا - آندھرا پردیش میں ہم نے قابل تعریف جوش و خروش کے ساتھ اس پروگرام پر عمل شروع کردیا ہے ، زرعی اصلاحات ، دیہی مصروفیت ، ضروری اشیا کی قیمتوں میں اضافے کی روک تھام اور ان کی منصفانہ اور مساویانہ تقسیم ، ان کمزور طبقات کی فلاح و بہبود وغیرہ کے تعلق سے جو اقدامات ہم نے کئے ہیں ، انہیں ۲۰ - نکاتی پروگرام کی وفادارانہ عمل آوری سے تعبیر کیا جاسکتا ہے - جس سے عام آدمی کو فائدہ پہنچا ہے - آنے والے مہینوں میں اس پروگرام کو ہم ہر سطح پر اور زیادہ جوش و خروش کے ساتھ عملی جامعہ پہنانے کا ارادہ رکھتے ہیں پوری قوم کو چاہیئے کہ ہمارے دور کے تمام چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں "

جئے - ہند

35—2

آندھرا پردیش میں

پنچایتی راج ادارے

شری ابل ۔ لکشمن داس وزیر پنچایت راج

آزادی کے حصول کے بعد ہم نے اپنا دستور تدوین کیا اور اپنے ملک کو دنیا میں سب سے بڑی جمہوریت بنادیا ۔ ہمارا مقصد منصوبہ بند ترقی ، سماجی و معاشی ، ارتقا اور سماجی انصاف کے ذریعہ ایک فلاحی مملکت کا قیام تھا ۔ ہم نے اپنے دستور میں حکمت عملی کے تعین کے لئے انتہائی کارآمد رہنما اصول شامل کئے ۔ ان رہنما اصولوں میں سے ایک اصول میں جو دستور کے آرٹیکل (۴۰) میں درج ہے ، مملکت سے خواہش کی گئی ہے کہ وہ دیہی پنچایتوں کی تنظیم کے لئے اقدامات کرے ، اور ان کو ایسی طاقت اور اختیارات دے کہ وہ حکومت کی اکائیوں کی حیثیت سے کام کرنے کے قابل بن سکیں ۔ ۲۶ ۔ جنوری ۱۹۵۰ ع کو دستور کی منظوری کے بعد اور مملکتی حکمت عملی کے لئے مدون رہنما اصولوں کے اتباع میں ایسی ریاستوں کی حکومتوں نے جہاں پہلے سے پنچایتیں نہیں تھیں مواضعات کی سطح پر پنچایتیں تشکیل دیں ۔

پچھلے تجربے کی روشنی میں ریاستوں نے وقتاً فوقتاً قانون میں ایسی ترمیمات کیں جن کی بدولت پنچایتیں حکومت مقامی کی بااثر اکائیوں کے طور پر کام کرسکیں ۔ یہ سال پورے ملک میں پنچایتوں کے قیام کا پچیسواں سال ہے ۔ اس لئے ہم ان کا جشن سیمین منارہے ہیں ۔ یکم نومبر کو اس جشن کی تقریبات کاافتتاح عمل میں آیا جو بجائے خودایک نیک شگون ہے کیونکہ وسیع تر آندھراپردیش کے قیام کا دن بھی یہی ہے ۔

ہندوستان جب آزاد ہوا تو یہاں کے حالات بہت مایوس کن تھے ۔ انتہائی غربت ، ناخواندگی ، خراب صحت ، ناکافی رسل ورسائل ، گری ہوئی زرعی پیداوار ، کمزور صنعتی بنیاد اور اشیائے ضروریہ تک کے لئے دوسرے ممالک پر تکیہ وغیرہ جیسے حالات نے ایک انتہائی المناک ماحول پیدا کردیا تھا ۔ اس وقت قومی حکومت کے سامنے بنیادی کام منصوبہ بند ترقی کے لئے ایک دور کا آغاز تھا، تا کہ قومی زندگی کے مختلف شعبوں میں تیز رفتار اور نمایاں ترقی کے لئے راہیں ہموار کی جاسکیں ۔ اور ملک میں ، خصوصاً ہندوستان کے دیہی علاقوں میں معیار زندگی کو بلند کیا جائے ۔ اس زبردست رضاکارانہ جد وجہد کے لئے بڑے پیمانے پر عوام کے اشتراک کو ضروری خیال کیا گیا اور یہ لازمی سمجھا گیا کہ عوام کے نمائندہ اداروں کے ذریعہ سماجی اور معاشی ارتقاء کے مختلف پروگراموں کو اور سماج کے کمزور طبقات کی فلاح کے کاموں کو سر انجام دیا جائے ۔ اس پس منظر میں کمیونٹی ڈیولپمنٹ کے پروگرام مرتب کئے گئے ۔

پنچایتی راج کا آغاز

ہمارے ملک میں ۲ ۔ اکتوبر ۱۹۵۲ ع کو کمیونٹی ڈیولپمنٹ پروگرام شروع کیا گیا جس کا اہم ترین مقصد یہ تھا کہ مختلف ترقیاتی پروگراموں کی عمل آوری میں اور عام آدمی کے معیار زندگی کو بلند کرنے میں عوام کا پورا پورا اشتراک و تعاون حاصل کیا جائے ۔ اس پروگرام کا مطمح نظر یہ بھی تھا کہ دیہی عوام کی سماجی اور معاشی زندگی میں ایک خاموش انقلاب لایاجائے ۔ ابتدائی برسوں میں اس پروگرام کی عمل آوری میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ۔ لیکن بعد میں ابتدائی جوش و خروش کو برقرار نہ رکھا جاسکا اور عوام کا اشتراک و تعاون ، جو اس پروگرام کا اہم مقصد تھا ، بتدریج کم سے کم تر ہوتا گیا تب یہ ضروری قرار پایا کہ اس پروگرام کا از سر نو جائزہ لیا جائے ۔ اور اس میں پھر سے جان ڈالی جائے ۔ چنانچہ دیہی مسائل کی اور دوسرے حالات کی تحقیقات کے بعد مناسب تجاویز پیش کرنے کے لئے ۱۹۵۷ ع میں بلونت رائے مہتا کمیٹی تشکیل دی گئی ۔ اس کمیٹی نے کافی غور و خوض کے بعد ضلع کی سطح سے نیچے قانونی طور پر منتخب عوامی اداروں کے قیام کی سفارش کی ۔ حکومت نے اس سفارش کو قبول کرلیا جس کا مقصد انتظامیہ کو غیر مرکوز اور تین سطحوں یعنی موضع کی سطح پر پنچایتوں میں ، بلاک کی سطح پر پنچایت سمیتیوں میں اور ضلع کی سطح پر ضلع پریشدوں میں تقسیم کر کے نظم و نسق کا ایک تین منزلہ نظام قائم کرنا

آندھرا پردیش

وزیر اعظم کی حیدر آباد میں آمد

ضمیمہ ڈسمبر سنہ ۱۹۷۵ ع

آندھرا پردیش

ترتیب

صفحہ

ایڈیٹر انچیف

شریمتی راجیم سنہا

★

ایڈیٹر

اختر حسن

حیدر آباد میں وزیر اعظم کی آمد کا خصوصی ضمیمہ

ڈسمبر ۱۹۷۵ ع

اگرا ہاین - پاش

شاکھا ۱۸۹۷

(نمبر ۲)

سرورق :-

محترمہ وزیر اعظم خوش آمدید

سرورق کا دوسرا صفحہ :-

وزیر بہبودی خواتین شریمتی ایم - لکشمی دیوی نے بتاریخ ۱۷- نومبر ۱۹۷۵ع جوبلی ہال کے سبزہ زار پر جب وزیر اعظم تشریف لائیں تو انہیں بیاج لگایا -

سر ورق کا تیسرا صفحہ :-

وزیر آبکاری شری وی - پرسوتم ریڈی نے وزیر اعظم کی خدمت میں گلدستہ پیش کیا -

سر ورق کا چوتھا صفحہ :-

محترمہ وزیر اعظم آپ کی تشریف آوری کا شکریہ ،

— وزیر مال و اطلاعات شری پی - رنگا ریڈی، وزیر اعظم کو گلدستہ پیش کیا۔

آندھرا پردیش (اردو) ماہنامہ

زر سالانہ چھ روپیے - فی پرچہ ۵۰ پیسے

وی پی بھیجنے کا قاعدہ نہیں -

چندہ منی آرڈر کے ذریعے روانہ کیا جائے -

ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ

حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا۔

حیدرآباد کی تاریخ کا ایک یادگار دن

چاروں طرف جشن کا سماں

دو شنبہ ۱۷ - نومبر ۱۹۷۵ ع کا دن " حیدرآباد بہشت بنیاد " کی تاریخ میں کبھی بھلایا نہ جائے گا - ۱۷ - نومبر کو ہندوستان کے ۶۰ کروڑ عوام کی محبوب وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی ملک میں ایمر جنسی کے نفاذ اور سپریم کورٹ میں اپنی شاندار کامیابی کے بعد پہلی مرتبہ حیدرآباد تشریف لائیں اور اپنے آٹھ گھنٹے کے مختصر سے قیام کے دوران میں چار اہم اجتماعات کو مخاطب فرمایا -

جس شاندار پیمانے پر اس مرتبہ حیدرآباد میں وزیر اعظم کا خیر مقدم کیا گیا اس کی دوسری نظیر نہیں ملتی -

۱۷ - نومبر کو حیدرآباد شہر کسی شاندار جشن کا سماں پیش کررہاتھا - لاکھوں عوام گجر دم سے ان کا سواگت کرنے کے لئے قطار در قطار ان راستوں پر دو رویہ کھڑے تھے جدھر سے وزیر اعظم گزرنے والی تھیں -

آندھرا پردیش روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی جانب سے چلائی جانے والی " وزیر اعظم خصوصی بسوں " نے ۱۶ - نومبر کو اور ۱۷ - نومبر کی صبح کو آندھرا پردیش کے دور دراز مقامات سے ہزاروں عوام کو حیدرآباد پہنچانے کی خواہش کو بہ حسن و خوبی پورا کیا -

حیدرآباد و سکندرآباد میں تقریباً ایک سو خیر مقدمی کمانیں بنائی گئیں اور جگہ جگہ سینکڑوں بینرس لگائے گئے اس کے علاوہ پرچموں ، بیرقوں اور جھنڈیوں کے ذریعے بھی شریمتی گاندھی کا شایان شان خیر مقدم کیا گیا سکندرآباد اور حیدرآباد کو ملانے والے حسین ساگر ٹینک بند پر ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کی مناسبت سے ۲۰ کمانیں بنائی گئیں اور ان پر ۲۰ - بڑی بڑی تختیاں نصب کی گئیں جن پر ۲۰ - نکاتی پروگرام کو سلسلہ وار رقم کیا گیا - لال بہادر اسٹیڈیم (فتح میدان) پر ایک عالیشان خیر مقدمی کمان کی ہر جانب وزیر اعظم کے لئے " مہیشا سورا ماروتی " (ہندوستانی ورثے کی علامت) کے الفاظ جلی حروف میں تحریر کئے گئے تھے وزیر اعظم کی گذرگاہ کے تمام ٹرافک آئی لینڈس کو رنگ برنگی جھنڈیوں سے مزین کیا گیا تھا - لال بہادر اسٹیڈیم کو جہاں وزیر اعظم نے ۱۷ - نومبر کی شام کو ایک زبردست جلسہ عام کو مخاطب کیا جس میں ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً پانچ لاکھ لوگوں نے شرکت کی - کانگریسی پرچموں اور جھنڈیوں سے بہت خوبصورتی کے ساتھ سجایا گیا تھا اور شہ نشین کے عقب میں وزیر اعظم کی ایک بڑی تصویر آویزاں کی گئی تھی جس کے حاشیوں پر ۲۰ - نکاتی پروگرام کی مناسبت سے ۲۰ چھوٹی تصویریں بنائی گئی تھیں ، اس کے بمقابل ہندوستان کی عظیم ہستیوں - گاندھی جی اور جواہر لعل نہرو کی بڑی بڑی تصویریں لگائی گئی تھیں ، ریاستی وزیر معدنیات و آبکاری شری وی - پرشوتم ریڈی نے جنہیں شہر میں وزیراعظم کے خیر مقدمی انتظامات کی نگرانی سونپی گئی تھی ، شہر کے تزئین و آرائش کے سلسلے میں بعض مشہور آرٹسٹوں اور مجسمہ سازوں کی خدمات حاصل کی تھیں -

وزیر اعظم ، انڈین ایر فورس کے ایک خصوصی طیارے " راج ھنس " کے ذریعے ٹھیک دس بجے ، طیران گاہ حیدر آباد پر اتریں - گورنر شری ایس - اوبل ریڈی ، چیف منسٹر شری جے - وینگل راؤ اور مرکزی حکومت کے نائب وزیر شری جی - وینکٹ سوامی نے سب سے پہلے وزیر اعظم کو خوش آمدید کہا اور رنگا رنگ پھولوں کے گلدستے انہیں پیش کئے - وزیر اعظم سیاہ بارڈر کی ریشمی فیروزہ رنگ ساڑی میں ملبوس اور انتہائی ہشاش بشاش اور چاق و چوبند نظر آرہی تھیں - طیران گاہ کو بہت خوبصورتی کے ساتھ سجایا گیا تھا - وزیر اعظم کی تصویروں کے بینرز ، پلے کارڈز اور ترنگے پرچم کے ساتھ ہزاروں کانگریسی کارکن ، قائدین اور دوسرے شہری بھی استقبال کرنے والوں میں شامل تھے -

وزیر اعظم کے فرزند مسٹر سنجے گاندھی بھی اپنی والدہ کے ہمراہ اسی طیارہ میں حیدرآباد آنے والوں میں شامل تھے - مسز گاندھی موٹروں کے ایک بڑے قافلے کی ہمراہی میں طیرانگاہ سے نیشنل پولیس اکیڈیمی شیو رام پلی کے لئے روانہ ہوئیں -

خوش آمدید وزیر اعظم

جے۔ وینگل راؤ

لال بہادر اسٹیڈیم کے عظیم الشان جلسہ عام میں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کا خیر مقدم کرتے ہوئے آندھرا پردیش کے چیف منسٹر شری جے۔ وینگل راؤ نے جو خطبہ استقبالیہ پڑھا اس کے کچھ اقتباسات یہاں پیش کئے جاتے ہیں :۔

''محترمہ وزیر اعظم ، شری سنجے گاندھی اور دوستو !

میں انتہائی مسرت کے ساتھ حکومت آندھرا پردیش کے عوام کی جانب سے اور خود اپنی جانب سے آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں ۔ آج ، اس اسٹیڈیم میں جو عظیم الشان اجتماع ہم دیکھ رہے ہیں وہ اس امر کا مظہر ہے کہ اس ریاست کے اور پورے ملک کے عوام اپنی محبوب وزیر اعظم سے کتنا خلوص اور پیار رکھتے ہیں ۔

کچھ عرصہ قبل ، قوم دشمن اور سماج دشمن طاقتوں نے ہماری قوم کی خود اعتمادی کو کمزور کرنے اور ملک میں انتشار اور افرا تفری پھیلانے کی جو کوشش کی تھی اس کے خلاف ہماری وزیر اعظم نے جو موثر اور بر وقت اقدامات کئے اس کے لئے پوری قوم ان کی ممنون کرم ہے۔ ایمرجنسی کے اعلان اور دوسری مختلف تدابیر نے پورے ملک میں محنت ، ڈسپلن اور با مقصد جد و جہد کا ایک نیا اور پر امن ماحول بیدا کردیا جس کی بدولت ملک کی ترقی اور خوشحالی کی راہیں ہموار ہوگئیں ۔

دو سال قبل تک ہماری ریاست کچھ ایسے غیرمعمولی حالات سے دو چار تھی جس نے تلگو بولنے والے عوام کے اتحاد میں خلل پیدا کردیا تھا ۔ ہماری وزیر اعظم ہی کی تدبیر و فراست کا کرشمہ تھا جس کی وجہ سے ریاست کے مختلف حصوں میں رہنے بسنے والے لوگوں کے خدشات دور ہوگئے اور آندھرا پردیش کی سالمیت محفوظ ہوگئی ۔

محترمہ ! آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ چھ نکاتی فارمولے والا حل ہماری ریاست میں کامیابی کے ساتھ روبہ‌عمل لایا جارہا ہے ، ایک سال سے زیادہ مدت سے ریاست کے پسماندہ علاقوں کی تیز رفتار ترقی کا پروگرام ، مقامی عوامی نمائندوں کے اشتراک اور پانچویں منصوبے کے لئے ہم کو ملنے والی ۹۰ کروڑ روپیوں کی فیاضانہ مرکزی امداد کی بدولت قابل عمل بن سکا ہے ۔ ایک '' اربن ڈیولپمنٹ اتھارٹی '' تشکیل دی گئی ہے، اور ریاست کی راجدھانی کو ترقی دینے کے لئے منصوبے تیار کئے جا چکے ہیں ۔ تعلیمی میدان میں بھی ہم نے ریاست کے مختلف حصوں سے تعلق رکھنے والے طلبہ کو حصول تعلیم کے معقول مواقع فراہم کرنے کی غرض سے مناسب انتظامات کئے ہیں ۔ حیدرآباد کی نئی یونیورسٹی وجود میں آچکی ہے ۔ اضلاع میں نئے ادارے قائم کئے گئے ہیں ، موجودہ اداروں کے درجوں میں اضافہ کیا گیا ہے ، عوامی خدمات کے تعلق سے بھی صدر جمہوریہ کے جاری کردہ حکم کی روشنی میں ریاست کے مختلف حصوں کے عوام کے جائز مطالبات کو پورا کیا جا رہا ہے ، اور بر سر ملازمت لوگوں کی منصفانہ ترقی کی بھی ضمانت حاصل ہوگئی ہے ۔

محترمہ ! آپ کو یہ سن کر بھی خوشی ہوگی کہ گذشتہ دو برسوں کے دوران میں ہم اپنے منصوبہ جاتی اخراجات کو دو چند کرنے کے قابل ہوگئے ہیں ۔ سالانہ منصوبے کے اخراجات کے لئے مختص رقم اب ۱۹۰ کروڑ روپیوں سے بھی زیادہ ہے۔ ہم نے اوور ڈرافٹ پر کوئی رقم وصول نہیں کی ہے ۔ ۱۹۷۴-۷۵ ہی میں ہم نے ۳۷ کروڑ روپئے کے زاید وسایل فراہم کرلئے تھے اور اب پانچویں منصوبے کا ہمارا ابتدائی ٹارگٹ ۵۰۲ کروڑ کے بجائے ۳۲۵ کروڑ روپیوں تک پہنچ گیا ہے، جس کی بدولت زرعی اور برقی شعبوں میں پیداواری صلاحیت کے حامل متعدد پرو جکٹوں میں ہم زیادہ سرمایہ لگا سکتے ہیں ۔ اوسط آبپاشی کی متعدد اسکیمیں بھی شروع کی گئی ہیں اور یہ امر بھی بہت خوش آیند اور اطمینان بخش ہے کہ بڑے دریاؤں کے پانی کے بارے میں جو قضیے چلے آرہے تھے ، کرناٹک ، مہاراشٹرا اور مدھیہ پردیش کی حکومتوں سے بات چیت کے ذریعے دریائے گوداوری کے سلسلے میں معاہدات طے پا گئے ہیں ۔ جن کی بدولت اب فریق ریاستیں اپنی متعدد اسکیمیں شروع کرسکیں گی ۔ (آگے صفحہ ۸ پر)

لال بہادر اسٹیڈیم میں عظیم الشان جلسہ عام

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی تاریخی تقریر

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۱۷ - نومبر ۱۹۷۰ع کی شام کو لال بہادر اسٹیڈیم (فتح میدان حیدر آباد) میں منعقدہ ایك عظیم الشان جلسۂ عام کو مخاطب کرتے ہوے ان بیرونی ملکوں پر شدید تنقید کی جو ہندوستان میں جمہوریت کے نام نہاد خاتمے کا ماتم کر رہے ہیں - انہوں نے کہا کہ ان کی غور کردہ رائے میں یہ وہی ممالك ہیں جو بر صغیر یا دوسرے ترقی پذیر ممالك میں جمہوریت کے خلاف آمریت کی پر زور حمایت کرتے رہے ہیں -

شریمتی گاندھی نے بلند آواز میں دریافت کیا کہ ۱۹۶۵ع اور ۱۹۷۱ع میں یہ ممالك کیا کر رہے تھے جب کہ ہندوستان کو جارحیت کا نشانہ بنایا گیا تھا - انہوں نے بعض بیرونی ملکوں کے بارے میں پوری قوت کے ساتھ اس رائے کا اظہار کیا کہ یہ ممالك دنیا بھر میں جمہوری طریق کار کے مطابق منتخب حکومتوں کا تختہ الٹنے اور اخلاقی، مادی اور فوجی تعاون کے ذریعے آمریت کے راج کی راہیں ہموار کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں -

شریمتی گاندھی نے کہا کہ ہم دنیا کے تمام ممالك کے ساتھ دوستی اور اچھے تعلقات کے خواہشمند ضرور ہیں لیکن جمہوریت اور عوامی طرز حکومت کے لئے ہمارے اپنے حل اور ماحول کے مطابق ہمارا اپنا ایك راستہ بھی ہے - ہم اس راستے پر چل رہے ہیں اور اس سفر میں ہمارے قدم متزلزل نہیں ہوے - اپنے طرز حکومت کے لئے ہم دوسرے ممالك کی نقل یا تقلید پسند نہیں کرتے لیکن سائنس، ٹکنالوجی اور عصری ترقیات سے ہم نے پہلے بھی اپنے ملك میں استفادہ کیا ہے اور آیندہ بھی کریں گے - ہم اپنے آدرشوں سے رشتہ توڑنا نہیں چاہتے - ہم اپنے پسندیدہ راستے پر پوری استقامت کے ساتھ گامزن رہیں -

وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں انتہائی واضح اور غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ قومی یک جہتی، اتحاد، ڈسپلن اور ملک کے استحکام کو چیلنج کرنے والے کسی بھی اقدام کو پورے عزم اور سختی کے ساتھ ناکام بنادیا جائے گا - ہم اپنی صفوں میں بدنظمی اور انتشار کے کھلے لائیسنس کے احیاء کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے بے شک ہم فرد کی آزادی پر یقین رکھتے ہیں میری رائے میں ہندوستانی عوام بڑے انفرادیت پسند ضرور ہیں لیکن افراد کی آزادی کو عوام کی اجتماعی آزادی کی راہ میں حائل ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی - اس پس منظر میں انہوں نے یہ بیان کیا کہ ہم غیر منظم اور غیر نمائندہ گروپس کو اپنی آواز اور سر اٹھانے کا موقع نہیں دیں گے - شریمتی گاندھی نے اس بات پر مسرت کا اظہار کیا کہ ہندوستانی عوام نے گزشتہ چند مہینوں میں اچھی طرح محسوس کرلیا ہے کہ بے معنی احتجاجی تحریکات، نظم و ضبط کے فقدان

اور جھوٹی باتوں کو پھیلانے کی عادت ملک کے اتحاد اور ترقی کے لئے انتہائی مضرت رساں ہے۔ اس مرحلہ پر ہم سب کو ایک بہتر اور ترقی یافتہ ہندوستان کی تعمیر کے لئے شانہ بشانہ اور مل جل کر کام کرنے کا فیصلہ کرنا ہوگا ۔ ایسی فضا میں ہی عوام اور افراد اپنے آپ کو محفوظ تصور کرسکتے ہیں ۔ اس صورت کا ناگزیر تقاضہ یہ بھی ہے کہ ہم زندگی کے ہر شعبے میں نظم و ضبط کے خوگر ہو جائیں ۔ انہوں نے کہا کہ سخت ترین نظم و ضبط اور اتحاد ہی ہمارے ملک کی مستقل ضرورت ہیں ۔ آزادی کے بعد ہم نے صرف ایک منزل طے کی ہے اور آخری منزل پر پہنچنے کے لئے ہمیں ابھی طویل سفر طے کرنا ہے ۔ ہماری یہ خواہش ہے کہ معاشی آزادی کا فیض ، گھر گھر پہنچے ۔ آج کے ہندوستان میں سرکار معاشی حالات کی بہتری پر توجہ دے رہی ہے ۔ انہوں نے کہا کہ سال گذشتہ نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے کئی ممالک بھی معاشی مشکلات سے دو چار ہوئے ۔ کئی دیگر ممالک ان مسائل کو سلجھا نہ سکے لیکن ہم نے مہنگائی پر بڑی حد تک قابو پالیا ہے اگر چہ سب اشیاء کے دام نہیں گھٹے ہیں لیکن حکومت کی یہ کوشش ہے کہ قیمتوں کے اضافے کے رجحان پر موثر کنٹرول کیا جائے ۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پروگراموں اور پالیسیوں کا بنیادی مقصد غریبوں ، پچھڑے ہوئے طبقات اور فرقوں اور خواتین کو ترقی دینا اور ہر حیثیت سے انہیں اونچا کرنا ہے۔ ہماری اس پالیسی کو امیر اور خوش حال طبقات پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھتے ۔ اس سلسلے میں انہوں نے چند مخالف ہندوستان ممالک کی سازشوں اور پروپگنڈے کا تذکرہ بھی کیا ۔ انہوں نے جمہوریت کی یہ توضیح کی کہ ایسا طرز حکومت جس میں ہر ایک فرد کو اپنی رائے کے اظہار کا موقع فراہم ہو ۔ جلسوں جلوسوں کا اہتمام یا اخبارات میں مضامین لکھ دینا ہی صحیح اور کامل جمہوریت نہیں ۔ عوامی جمہوریت کا دار و مدار عوام ہی ہوتے ہیں ایسے ڈھانچے میں ذاتی مفادات ، اجتماعی مفادات پر غلبہ حاصل نہیں کرسکتے انہوں نے نو جوانوں سے راست خطاب کرتے ہوئے یہ کہا کہ نئی نسل پر انہیں بے حد بھروسہ ہے ۔ چونکہ ہمارے مستقبل کی باگ ڈور ان ہی کے ہاتھوں میں جائے گی ۔ اگر وہ کل اچھے لیڈر ، وکیل ڈاکٹر یا سائنسداں بنیں گے تو ملک کو فائدہ حاصل ہوگا انہیں یہ فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ طاقتور ہندوستان کے تصور کو ممکن بنانے کے لئے نظم و ضبط اور ایثار و قربانی کس قدر اہمیت رکھتے ہیں انہوں نے کہا کہ وہ اس سے قبل یہاں اس لئے نہیں آسکی تھیں کہ ملک عظیم مشکلات سے گذر رہا تھا ۔ ایسی مشکلات صرف ہندوستان کے لئے نہیں بلکہ دیگر ممالک میں بھی کھڑی ہو گئی تھیں پوری دنیا کو توانائی کے بحران اور چند ممالک کو سیاسی بحران کا سامنا کرنا پڑا — ہندوستان کو جارحیت ، آفات سماوی ، قحط و خشک سالی ، سیلاب اور گرانی کے پیدا کردہ بھیانک مسائل کا بوجھ برداشت کرنا پڑا ۔ہم نے ان مشکلات کا پامردی کے ساتھ مقابلہ کیا ۔ افراط زر ، بیروزگاری میں اضافہ اور اشیائے مایحتاج کی کمی و قلت کے ایک مرحلے سے بھی ہم گذرے یہ ایسا وقت تھا جبکہ عوام کو متحد ہو کر ہر قسم کی پیداوار اور کارخانوں میں زیادہ کام کرنے کے ذریعہ اس عظیم چیالنج کا مقابلہ کرنا چاہئے تھا لیکن بد بختی سے ہندوستان میں ایسے عناصر بھی موجود تھے جنہوں نے اس وقت مرکزی حکومت کو کمزور بنانے مشکلات کا استحصال کرنے اور اپنے لئے سیاسی فائدے حاصل کرنے کے لئے موزوں سمجھا ان تمام مشکلات کی موجودگی میں ہمیں ملک بھر میں ایسی احتجاجی تحریکات کا سامنا کرنا پڑا جو نہ صرف غیر دستوری ہی تھیں بلکہ سراسر غیر جمہوری بھی ۔ اس سلسلے میں انہوں نے یہ دریافت کیا کہ وہ لوگ جو جمہوریت کے لئے اپنی تشویش کا اظہار کر رہے تھے خود کیا کر رہے تھے ؟ انہوں نے یہ بھی پوچھا کہ گجرات اور بہار میں جب جمہوریت کا قتل کیا جارہا تھا ارکان اسمبلی کو جبر و تخویف کے ذریعے مستعفی ہو جانے کی دھمکیاں دیجارہی تھیں ان کے بچوں کے اغوا اور گھروں کو نذر آتش کرنے کی باتیں کی جارہی تھیں تو جمہوریت کا ماتم کرنے والے ان داخلی عناصر کی زبانیں کیوں گنگ ہو گئی تھیں ۔ وزیر اعظم نے کانگریس کے لئے بے پناہ اور غیر متزلزل عوامی تائید و حمایت پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے یہ کہا کہ عوام کانگریس کی تائید اس لئے بھی کرتے ہیں کہ اس کا ایک تاریخی کردار ان کے سامنے ہے کانگریس نے ملک کو نہ صرف طوق غلامی سے نجات دلائی بلکہ وہ ہندوستانی عوام کو متحد و متفق اور ملک کی سالمیت کو مستحکم رکھنے کی کامل اہلیت و صلاحیت رکھتی ہے ۔ کانگریس کو غریبوں کسانوں اور محنت کشوں اور عورتوں کی ٹھوس پشت پناہی حاصل ہے چونکہ یہ تمام طبقات بڑی اچھی طرح جانتے ہیں کہ کانگریس نے نہ صرف آزادی دلائی بلکہ اس آزادی کو اس نے استحکام بھی عطا کیا اور یہی جماعت ساری دنیا کے دباؤ کے باوجود آزادی اور جمہوریت کا تحفظ کرسکتی ہے ۔ انہوں نے یہ کہا کہ ہندوستان میں بد نظمی غیرذمہ داری اور من مانی کرنے کی لعنتیں بری طرح سرایت کر گئی تھیں ۔ ڈسپلن ختم ہوتا جارہا تھا ۔ کار خانوں اور کھیتوں میں ہڑتالیں اور ہنگامہ آرائیاں کی جارہی تھیں ۔ سرکاری ملازمین اپنے فرائض مفوضہ کی انجام دہی سے گریز کر رہے تھے طلباء کی تعلیم کی طرف توجہ کم ہوگئی تھی ۔

محسوس ہو رہا تھا کہ ہر فرد اپنے مفادات کا غلام ہے کسی کو بھی یہ فکر نہیں تھی کہ اس ملک کا کیا ہوگا۔ شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد ملک کے گوشے گوشے سے تمام تعلیمی اداروں ، سرکاری اور خانگی شعبہ کے کارخانوں ، ادارہ جات اور دیگر شعبہ ہائے حیات کے اچھے اور حوصلہ افزا رد عمل کی خبریں مسلسل وصول ہورہی ہیں ۔ عوام میں ذمہ داری کا احساس اور عمل کا جوش و خروش پیدا ہوگیا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ اس قسم کا ماحول پیدا کرنے کے لئے ہمیں چند اقدامات کرنے پڑے جن میں سے چند مقبول یا پسندیدہ نہیں ہوسکتے کھیتوں اور کارخانوں کی پیداوار میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور اب منصفانہ تقسیم و سربراہی کے انتظام کو موثر بنانا ہے ۔ اس سلسلہ میں انہوں نے اپنے ۲۰ ۔ نکاتی پروگرام کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے لیکن آبادی کے بڑے حصوں کے مسائل سے متعلق بنیادی سوالات کو حل کرنے کی سمت میں ایک زبردست پیش قدمی ضرور ہے ۔ حکومت اور عوام کی صفوں میں مزید ڈسپلن کے ساتھ ہمیں یہ پورا یقین ہے کہ اس پروگرام پر کامیابی کے ساتھ عمل کیا جاسکے گا لیکن یہ پروگرام ہی سب کچھ یا کافی نہیں ہے بلکہ کئی اور اقدامات کا ایک چھوٹا حصہ ہے ۔ وزیر اعظم نے کہا کہ آندھرا پردیش اور دوسری ریاستوں میں سرمایہ دار اور خوش حال طبقات اس پروگرام کے مخالف ہیں اور اس پروگرام کو وہ اپنے لئے ایک سنگین خطرہ محسوس کرتے ہیں ہم کسی کو ڈرانا یا دھمکانا نہیں چاہتے ۔ انہوں نے اس معاشی پروگرام کو نا پسند کرنے والوں سے یہ کہا کہ وہ اس سلسلے میں گہرائی و گیرائی کے ساتھ اس کی افادیت پر غور و خوض کریں ۔ انہیں یہ بھی سوچنا ہوگا کہ معاشرہ میں معاشی عدم مساوات ہمیں کدھر لے جارہی ہے اور آیا اس کے بغیر ملک میں استحکام امن اور ہم آہنگی کو برقرار رکھا جاسکتا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ عدم مساوات ، بے چینی ، سماجی کشیدگی اور جھنجھلاہٹ کو جنم دیتی ہیں ۔ ہمارے پروگرام در اصل استحکام اور تمام لوگوں کے لئے ترقی کے مساوی مواقع فراہم کرتے ہیں ۔ صرف ملک کا استحکام ہی کافی نہیں ترقی کو ڈسپلن اور سخت محنت کے ذریعہ ہی حاصل کیا جاسکتا ہے ۔ ہر ایک فرد کو چاہئے کہ وہ کسی ذات فرقے یا زبان سے کیوں نہ تعلق رکھتا ہو یہ دیکھے کہ ملک کو ترقی کی سمت میں آگے بڑھانے کے لئے وہ اپنا حصہ کس طرح ادا کرسکتا ہے ۔ کمزور طبقات کی ترقی پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں آپ کو آرام اور سکون کا پیش کش نہیں کر رہی ہوں ۔ بلکہ ایک نئے اور متحدہ طاقتور ہندوستان کی تعمیر کی مہم میں شمولیت کی دعوت دے رہی ہوں ۔ جنگوں میں جرأت ، پامردی اور مہم پسندانہ اقدامات درکار ہوتے ہیں ۔ لیکن حالات امن میں بھی روز مرہ کے عام انسانی مسائل کی ہلکی لڑائی بھی کچھ کم اہمیت کی حامل نہیں ہوتی ۔ وزیر اعظم نے کہا کہ غیر سماجی عناصر کو پکڑنے اور سزا دینے کے لئے متعدد اقدامات کئے جارہے ہیں ۔ حکومت ناکردہ گناہ اور معصوم لوگوں کو پریشانی میں مبتلا کرنا نہیں چاہتی بے گناہ افراد کی ہراسانی سے متعلق شکایات کی وصولی پر ہم نے ان کا ازالہ بھی کردیا ۔ انہوں نے غیر سماجی عناصر کی سرگرمیوں پر عوام کی طرف سے مسلسل چوکسی قائم رکھنے کی ضرورت بھی ظاہر کی وزیر اعظم نے اپنی تقریر کے آخر میں عوام سے یہ کہا کہ وہ ہر قسم کی پیداوار میں اضافہ اور اپنے کام کے شعبوں میں بہتر کارکردگی کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیں۔

20 POINT PROGRAMME FOR

وزیر اعظم کا جنم دن

پورے آندھرا پردیش خصوصاً حیدرآباد میں ۱۹ ۔ نومبر کو وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کا جنم دن بہت دھوم دھام سے منایا گیا ۔ حسن اتفاق سے یہی تاریخ پوری ریاست میں منتخب راج کی سولہویں سالگرہ کی بھی اختتامی تاریخ ہے ۔

دونوں شہروں پر ہوائی جہاز کے ذریعے و گرائے گئے جن میں نوجوانوں سے کہا گیا تھا وہ اپنا صحیح رول ادا کریں ۔

اعادہ ھو ملک میں نئے دور اور ڈسپلن کو چیلنج کرنے والے کسی
بھی قول و عمل کو سختی سے مسترد کیا جائے گا۔ ہم ایسی
جمہوریت کو گوارا نہیں کرسکتے جس میں چند لوگوں کو ہونے
کی آزادی ھو اور باقی سب لوگ دم سادھے بیٹھے رہیں ..

شریمتی اندرا گاندھی نے ۱۹ نومبر کو لال بہادر شاستری میں
ایک عظیم انسانی جلسے کو مخاطب کیا

تھا نظم و نسق کے اس انتظام کو ہمارے محبوب قائد اور اور جدید ہندوستان کے معمار اعظم پنڈت جواھر لال نہرو نے پنچایتی راج کا نام دیا - انکا خیال تھا کہ جمہوریت کے معنی یہ ھیں کہ اقتدار عوام کے ھاتھوں میں ھو اس لئے اس جدید نظام کو ایسا ھونا چاھیئے کہ اس کے تحت قائم نظم ونسق عوام کی مرضی اور منشاء کے مطابق اور ان کے پورے اشتراک سے کام کرے- ان کا نقطه نظر یه تھا که ریاستی حکومتوں کوان اداروں کی مکمل طور پر مدد کرنی چاھیئے - چاھے ان سے غلطیاں کیوں نه سر زد ھوں لیکن عوام کو نظم و نسق چلانے کی عملی تربیت حاصل کرنے کا موقع ملنا چاھیئے -

قانون کی تدوین

ھمارے سابق وزیر اعظم آنجہانی شری جواھر لال نہرو کی زبردست حمایت اور حوصله افزائی کی بدولت ھماری ریاست نے جرأتمندانه فیصله کیا اور اضلاع کے نظم و نسق کی تنظیم جدید کے سلسله میں پورے ملک کی رھنمائی کا ایک اھم فریضه انجام دیا - ۱۹۵۸ع میں ھماری ریاست کے (۲۰) اضلاع میں سے ھر ضلع میں ایک بلاک کو اڈھاک پنچایت سمیتی بنادیا گیا بعد میں ان پنچایت سمیتیوں کی کارکردگی کو اساس بنا کر ۱۹۵۹ع میں آندھرا پردیش پنچایت سمیتی اور ضلع پریشد ایکٹ نافذ کیا گیا اور اس طرح قانونی طور پر تین منزله اداره جاتی نظام عالم وجود میں آیا -

۱۹۵۹ع سے ۱۹۶۴ع تک کے ابتدائی برسوں میں پنچایتی راج اداروں نے ایسی خوش اسلوبی کے ساتھ کام کیا که دیہی عوام کی تمنائیں اور امیدیں بہت بلند ھوگئیں - ان اداروں کو جو ترقیاتی پروگرام سونپے گئے تھے ان کو موثر طور پر روبه عمل لایا گیا اگر کسی گاؤں میں تحتانوی مدرسه یا طبی سہولتیں فراھم کرنے والا دواخانه یا پینے کے پانی کی کوئی باولی نظر آجائے تو یه سمجھ لینا چاھیئے که وه پنچایت راج کا طفیل ھے- خاص طور پر تعلیم، صحت اور رسل و رسائل کے میدانوں میں ان اداروں کی کارگزاری قابل ستایش رھی ھے- لیکن ۱۹۶۴ع کے بعد پنچایتی راج اداروں کے جوش اور ولولے میں کمی واقع ھوگئی اور مختلف عوامل کے باعث ان اداروں کو عوام کا تعاون نه مل سکا - چنانچه شری جئے- وینگل راؤ کی صدارت میں آندھرا پردیش کانگریس لیجسلیچر کی جانب سے مقرر کرده کمیٹی نے اور شری نرسمہم کی سرکردگی میں حکومت کی قائم کرده اعلی اختیاری کمیٹی نے ان اداروں کی کارگذاری کا گہرا مطالعه کرکے ان کو فعال بنانے کے لئے متعدد سفارشات پیش کیں ان سفارشات کو اور علاقائی کانفرنسوں کے دوران پیش کی جانے والی تجاویز کو ملحوظ رکھتے ھوئے حکومت نے قوانین میں ترمیم کا اراده کیا ھے - اور اس سلسله میں دو قانونی مسودے یعنی آندھرا پردیش گرام پنچایت (ترمیم) مسودۂ قانون بابت ۱۹۷۰ع اور آندھرا پردیش پنچایت سمیتی اور ضلع پریشد (ترمیم) مسودۂ قانون بابت ۱۹۷۰ع فی الوقت مقننه کی مشترکه منتخب کمیٹیوں کے زیر غور ھیں -

مجوزه ترمیمات

پنچایتی راج اداروں کے سلسلے میں قانون سازی کی جو نئی تجاویز – قوانین میں ترمیمات زیر غور ھیں ان کے بعض خاص خاص پہلوؤں کا تذکره یہاں نا مناسب نه ھوگا - توقع ھے که اس قانون سازی کے بعد پنچایت راج کے ادارے حکومت مقامی کے موثر اور کارگر یونٹ بن جائیں گے - اس ضمن میں سب سے اھم تبدیلی جو پیش نظر ھے وه یه ھے که پنچایت راج اداروں کے عہده داروں کا انتخاب عمل میں آیا کرے - سردست صورت حال یه ھے که گرام پنچایت کے ارکان گرام پنچایت کے سرپنچ کو منتخب کرتے ھیں موجوده قانون میں یه ترمیم کی جانے والی ھے که گرام پنچایت کا سرپنچ حلقه انتخاب کے پورے رائے دھندوں کا منتخب کرده ھوگا اس طرح اب تک یه طریقه چلا آرھا ھے که پنچایت سمیتیوں کے صدور کو پنچایت سمیتی کے ارکان اور ضلع پریشد کے چیر مین کو ضلع پریشد کے ارکان منتخب کرتے ھیں - مجوزه ترمیم یه ھے که پنچایت سمیتی کا انتخاب بلاك کی گرام پنچایتوں کے تمام ارکان کریں گے اور ضلع پریشد کا چیر مین ضلع کی تمام گرام پنچایتوں کے سرپنچوں کا منتخب کرده ھوگا - انتخابات کو ھر قسم کی بد عنوانیوں سے تابه امکان پاك صاف رکھنے کے لئے موجوده قانون میں ایسی ترمیم زیر غور ھے که پنچایتوں اور پنچایت سمیتیوں کے تمام صدور اور ضلع پریشد کے تمام صدر نشینوں کا انتخاب ایک ھی دن میں مکمل ھوجائے - چونکه رائے دھندوں کی ایک وسیع تر تعداد ان عہده داروں کا انتخاب کریگی اس لئے ان کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کی جو گنجائش موجوده قانون میں پائی جاتی ھے تجویز یه ھے که ترمیم کے ذریعے اس دفعه کو قانون سے نکال دیا جائے -

پنچایت راج اداروں کو اور زیاده موثر بنانے کے لئے مجالس قایمه کے ارکان کی تعداد کو سات سے گھٹا کر پانچ کردیا جائے گا - اس امر کے پیش نظر پنچایت راج کے ادارے سماجی اور معاشی حیثیت سے پچھڑے ھوئے طبقات کی جانب موثر توجهه کرسکیں مرسمه قانون میں یه دفعه شامل کی گئی ھے که پنچایت سمیتی اور ضلع پریشد کی ھر اسٹینڈنگ کمیٹی میں لازمی طور پر قبایل درج فہرست اقوام درج فہرست

35—3

اور عورتوں کو نمائندگی دی جائے ۔ پنچایت سمیتیوں اور ضلع پریشدوں کی سماجی بھلائی کی اسٹینڈنگ کمیٹی میں ارکان کی اکثریت سماج کے کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد پر مشتمل ہوگی اور اس کا چیرمین بھی کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والا شخص ہوگا ۔

اہم تبدیلیاں :

ضلع پریشد کے ڈھانچے میں ایک اور اہم تبدیلی یہ کی جائے گی کہ سکریٹری کی جگہ ایک سینئر آئی ۔ اے ۔ ایس افسر اس کا چیف اگزیکیٹیو افسر ہوگا جس کے عہدے کا نیا نام ڈپٹی چیف اگزیکیٹیو افسر رہے گا ۔ ضلع پریشد کا چیف اگزیکیٹیوافسر پنچایت راج اداروں کے نظم و نسق کا پورا پورا ذمہ دار ہوگا ترقیاتی شعبوں کے تمام ڈیولپمنٹ افسر جیسے ڈی اے ۔ او ۔ ڈی ۔ اوپی ۔ او ۔ وغیرہ اور بلاک کی سطح کے افسر بشمول بی ۔ ڈی ۔ او ، چیف ایگزیکٹیو افسر کے انتظامی کنٹرول کے تحت رہیں گے اس تبدیلی کی وجہ سے مختلف ترقیاتی محکموں میں زیادہ ربط و تعاون پیدا ہوسکے گا ۔ اسکے علاوہ ، اس وقت مختلف محکموں میں پنچایت راج ایجنسیوں کا جو دوہرا کنٹرول ہے وہ ختم ہو جائے گا جس کی بدولت مختلف پروگراموں پر نگرانی اور ان کی رہنمائی بے خلل اور موثر ہو جائے گی ۔ اس تبدیلی کے بعد کلکٹر ضلع ، جو اس وقت ضلع پریشد کا ممبر اور اس کی تمام مجالس قائمہ کا چیرمین ہوتا ہے پنچایت راج کے اداروں سے اس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا ہر ضلع پریشد اور پنچایت سمیتی کی اسٹینڈنگ کمیٹی کے منتخب کردہ اپنے الگ الگ چیرمین ہوں گے ۔

پنچایت راج کا موجودہ ڈھانچہ اس قسم کا ہے کہ اسکے مختلف درجوں سے تعلق رکھنے والے اسٹاف کی بہت بڑی تعداد مختلف محکموں سے لی جاتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پنچایت راج کے اداروں سے براہ راست انہیں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی اور وہ ان اداروں میں بے غرض خدمت انجام نہیں دیتے جو نظم و نسق کی بہتر کار کردگی کیلئے از بس ضروری ہے لہذا حکومت اس تجویز پر غور کر رہی ہے کہ پنچایت راج کے اداروں کیلئے ایک علحدہ سروس کیڈر بنایا جائے اور ان ملازمین کو تحفظ اور ترقی کے کافی مواقع بہم پہنچائے جائیں جسکی وجہ سے ان میں کام کرنے کا جوش و خروش بھی پیدا ہوگا اور وہ اس بات کے بھی پابند ہوں گے کہ ان اداروں کیلئے اپنی کار کردگی کا پورا ثبوت بہم پہنچائیں ۔ یہ تجویز بھی حکومت کے زیر غور ہے کہ پنچایت راج اداروں اور دوسری مالیاتی تنظیموں کے وسائل کو اکٹھا کرکے ایک پنچایت راج فینانس کارپوریشن تشکیل دیا جائے تا کہ خصوصی اور نتیجہ خیز پروگراموں کو شروع کرنے کے لئے ان اداروں کو قرضے کی مدد مل سکے ۔

قومی ایمرجنسی کے موجودہ پس منظر میں پنچایت راج اداروں کو بہت اہم کردار ادا کرنا ہے ۔

وزیر اعظم کے اعلان کردہ ۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام نے ایک نیا احساس مقصد پیدا کردیا ہے اور ہماری سماجی ۔ معاشی منزل کی سمت کی جانب بھی واضح اشارہ کردیا ہے ۔ یہ پروگرام ہمارے مقاصد اور طریقوں کی نئی تشریح کے علاوہ ہمارے ترقیاتی کاموں کو دل و جان سے پورا کرنے اور ان کے لئے اپنے آپ کو وقف کردینے کا ایک نیا شعور بھی عطا کرتا ہے ۔ اس معاشی پروگرام کا مقصد ایک تو یہ ہے کہ ملک کی ہمہ گیر معاشی ترقی ہو اور دوسری طرف اس پروگرام میں بطور خاص اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ سماج کے پس ماندہ طبقات کے مفادات کو بڑھاوا دیا جائے اور اس طرح پنچایت راج اداروں پر ایک بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے ۔ کیونکہ دیہی ترقیات کی کلید یہی ادارے ہیں اور دیہی علاقوں میں ہی سماج کے پس ماندہ طبقات کے مسائل بہت شدید اور گمبھیر ہیں ۔ پنچایت راج اداروں کو وقت کے ایک اہم چیلنج سے عہدہ براہ ہونا ہے جس کا سب سے خاص پہلو یہ ہے کہ یہ ادارے زرعی پیداوار اور سماجی مساوات کے ابھرتے انقلاب کی سمت میں آگے بڑھیں ۔

۲۰ ۔ نکاتی پروگرام اور پنچایت راج

۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کی عمل آوری میں بھی پنچایت راج اداروں پر بہت اہم ذمہ داری عاید ہوتی ہے ۔ انکی سب سے پہلی اور سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ ۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کے تمام پہلوؤں کی بہت بڑے پیمانے پر تشہیر کریں ۔ اور اس پروگرام کے سلسلے میں ریاستی حکومت کی جانب سے لئے جانے والے مختلف اور متعدد اقدامات کا بھر پور پرچار کریں ۔ ریاست کی تمام گرام پنچایتوں کو ہدایت دی گئی ہیکہ دیہی آبادی کو اس پروگرام کی جانکاری دینے کے لئے فوراً گرام سبھائیں منعقد کریں ۔ اس طرح ضلع پریشد اور پنچایت سمیتیاں بھی اپنے اجلاس عام بلائیں گی جن میں اس پروگرام کے تمام پہلوؤں پر تبادلہ خیال ہوگا اور ان کی وضاحت کی جائے گی ۔ حکومت نے پنچایت راج کے تمام اداروں کو مشورہ دیا ہیکہ ۲ ۔ نومبر سے ۱۰ ۔ نومبر ۱۹۷۵ ع تک اس قسم کے جلسے منعقد کریں ۔

۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کے مختلف اجزا کی عمل آوری کے لئے ریاستی حکومت نے بھی بیگار کے خاتمے ، ضروری اشیاء کی تقسیم ، فاضل زمینات کی تقسیم ، کمزور طبقات کے لئے مکانوں کی تعمیر کے واسطے زمینات کا الاٹمنٹ اور دیہی علاقوں میں

(آگے صفحہ ۱۵ پر)

مس پدمجا نائیڈو

ایک سربرآوردہ سماجی کارکن

دوسری مئی ۱۹۷۵ ع کو شریمتی سروجنی نائیڈو جیسی نامور ماں کی نامور بیٹی مس پدمجا نائیڈو کی موت واقع ہوجانے سے ہمارے ملک کا ایک عظیم نقصان ہوا ہے ۔ ان کے انتقال کرجانے سے جو خلا پیدا ہوگیا ہے اسکا پر ہونا واقعی ایک نہایت مشکل امر ہے ۔ اس لئے کہ ان کی جیسی ہمہ گیر شخصیت جو سیاسی ، سماجی ، اور ثقافتی ہر قسم کی سرگرمیوں پر اثر انداز ہوسکتی وہ اب نہیں مل سکتی ۔

ہمارے صدر جمہوریہ شری فخرالدین علی احمد نے انکو انتہائی پر خلوص خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ " وہ ایک قابل قدر " رفیق کار تھیں اور ان کی موت کے باعث ہندوستان ایک ایسی ممتاز قائد سے محروم ہوگیا جس میں تعمیری سیاست کی غیر معمولی صلاحیت تھی ۔

ہماری وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس میں شرکت کے لئے لنڈن گئی ہوئی تھیں ۔ جب انہوں نے مس نائیڈو کے انتقال کی خبر سنی تو اپنے قیام کی مدت پوری کئے بغیر وہ فوراً وطن واپس آگئیں تا کہ ان کے کریا کرم میں شریک ہوسکیں ۔ وزیر اعظم نے جب مس نائیڈو کے جسد فانی کو قومی پرچم میں لپٹا ہوا دیکھا تو فرط غم سے رو پڑیں ۔ شریمتی گاندھی نے بچھڑنے والی قائد پر عقیدت کے بے بہا پھول نچھاور کرتے ہوئے کہا کہ " ہمارا ملک ان کو ایک عظیم ماں کی ایک با کمال بیٹی کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھیگا ۔ ہندوستان کے سیاسی اور ثقافتی احیا کے لیے ان کی گرانقدر خدمات اور مغربی بنگال کی ایک محبوب گورنر کی حیثیت سے ان کے کارنامے نا قابل فراموش ہیں ۔ وہ ایک جادو اثر شخصیت کی حامل خاتون اور فہم و ادراک کا گنجینہ تھیں ۔ ان سے ہر ملنے والا یہ تاثر لے کر اٹھتا تھا کہ اسکے تجربات میں ایک نیا اضافہ ہوا ہے ۔ ان کی ہمدردیاں بے ساختہ اور بے پناہ ہوتی تھیں ۔ سماجی خدمت کا غیر معمولی جذبہ جانوروں سے محبت اور قدرتی مناظر سے دلچسپی جیسی خصوصیات ان کی فطرت ثانیہ بن گئی تھیں ، ۔

مس پدمجا نائیڈو ۷۵ سال قبل ۱۷ نومبر ۱۹۰۰ ع کو شہر حیدر آباد میں پیدا ہوئیں ان کی تعلیم با قاعدہ طور پر کسی اسکول یا کالج میں نہیں ہوئی تھی بلکہ گھر ہی میں ان کو سماجی علوم سکھائے گئے تھے ۔ جو آئندہ ان کی سماجی سرگرمیوں اور انسانوں کو مصائب سے نجات دلانے کیلئے انکی کوششوں میں کار آمد ثابت ہوئے ۔

شریمتی اندرا گاندھی کی طرح ان کی پرورش بھی بڑے ناز و نعم سے ہوئی تھی لیکن کم عمری میں ہی وہ گاندھی جی کی حب الوطنی سے متاثر ہوگئیں اور انگریزی حکومت کے خلاف جدو جہد اور ملک کو آزاد کرانے کے لئے گاندھی جی کی آواز پر بے تحاشا دوڑ پڑیں ۔ وہ ان لوگوں میں سے تھیں جو حیدر آباد میں انڈین نیشنل کانگریس کی شاخ کے بانی تھے ۔ کانگریس کی اس شاخ نے یہاں سنہ ۱۹۲۱ ع میں کھادی تحریک شروع کی ۔ مس نائیڈو ۱۹۴۲ ع کی " ہندوستان چھوڑ دو " تحریک میں آگے آگے رہیں اور اس سلسلے میں انہوں نے جیل کی صعوبتیں بھی برداشت کیں ۔

مس نائیڈو نے اپنی تمام تر توانائیاں جن بھلائی کے کاموں کے لئے وقف کردی تھیں ۔ انہوں نے ۱۹۲۹ ع میں حیدر آباد میں " پلگ ریلیف اسوسی ایشن " قائم کی اور پھر انڈین کانفرنس آف سوشل ورک کی شاخ یہاں تشکیل دی ۔

مس نائیڈو کو عثمانیہ یونیورسٹی سنیٹ کی رکنیت کا امتیاز بھی حاصل رہا ہے اور اس زمانے میں انہوں نے جو تجربہ حاصل کیا وہ ان کے لئے اس وقت بہت مفید اور کار آمد ثابت ہوا جب وہ مغربی بنگال کی گورنری کے دور میں کلکتہ یونیورسٹی کی چانسلر بنیں ۔ یہ ایک ایسا اعزاز ہے جو بہت کم کسی ایسی شخصیت کو ملا ہے جس نے کبھی یونیورسٹی کی تعلیم حاصل نہیں کی

آل انڈیا ہینڈی کرافٹ بورڈ کے رکن کی حیثیت سے انہوں نے

آندھرا پردیش کا ایک ضلع

ایک محب وطن کے نام سے موسوم

جنگ آزادی کے سور ما آندھرا کیسری ٹی - پرکاشم کی یاد ان قربانیوں کے باعث ہمیشہ باقی رھیگی جو انہوں نے ملک کے لئے دی ھیں - وہ قطعی حق بجانب تھے جب انہوں نے یہ کہا تھا کہ پرکاشم عوام کا ہے اور عوام پرکاشم کے ھیں -

یہ ایک لائق تحسین امر ہے کہ ضلع اونگول کو جسکی تشکیل ۲ - فروری ۱۹۷۰ ع کو عمل میں آئی مادر وطن کے اس مایہ ناز سپوت کے نام نامی سے موسوم کیا گیا -

یہ ضلع جن ڈیویژنوں پر مشتمل ہے وہ مختلف علاقوں سے لئے گئے ہیں - اونگول ڈیویژن پہلے علاقہ سرکار کا حصہ تھا اور مرکاپور راینلسیما علاقے میں واقع تھا جبکہ کندو کور کا تعلق دونوں علاقوں میں سے کسی سے بھی نہیں تھا - ان ڈیویژنوں کو یکجا کر کے ضلع اونگول تشکیل دیا گیا ہے جو قومی یکجہتی کی اپنی آپ مثال ہے -

اس ضلع کی ایک اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ساحل کی ایک پٹی چراله اور اونگول تعلقوں میں ہے اور اس کے جنگلاتی علاقے مرکاپور اور گدالور تعلقوں میں واقع ھیں -

ہر ڈیویژن کی تاریخی اہمیت ذیل میں درج کی جاتی ہے -

اونگول ڈیویژن

اونگول کا علاقہ ایک زمانے میں " پنگی ناڈو " کہلاتا تھا اور اونگول کا نام عہد قدیم میں " پنگی برولو " تھا ۱۷ ویں صدی میں یہ منڈایتی راجاؤں کا پائے تخت تھا - اونگول کے بیل بہت مشہور ھیں اور آج بھی بیرونی ممالک میں انکی مانگ ہے -

اونگول سے ۱۰ میل کے فاصلے پر واقع موضع " کنوپرتی " ایک اہم تاریخی مقام ہے - خیال ہے کہ یہ مقام قدیم زمانے کا " کند پوری " ہے جہاں سے اس زرین دور میں روم کے ساتھ تجارت ہوا کرتی تھی - اس موضع میں ۱۷ ویں صدی کے بہت سے " شیوا لنگم " اور " نندی " ملے ھیں جو فن سنگ تراشی کے خوبصورت اور نادر نمونے ھیں -

یہاں سے قریب ہی دیوراہ پاڑو میں ایک مقام ہے جو آزادی ہند کے لئے کی جانے والی اہم اور مشہور " ستیہ گرہ سنگرام " کے تعلق سے مشہور ہے - اس مقام پر عوام کی فتح کی ایک یادگار ستون تعمیر کیا گیا ہے جس کا افتتاح ۱۹۳۲ ع میں بابو راجندر پرشاد کے ہاتھوں عمل میں آیا تھا -

اونگول سے دس میل کی دوری پر " گنڈلا کما " ندی کے کنارے ایک موضع چڑلاواڑہ واقع ہے - اس موضع میں پرولا یا وما ریڈی کے بھائی ملا ریڈی نے رگوناداھا سوامی کا ایک خوبصورت مندر تعمیر کیا تھا - پرولایا وما ریڈی نے اپنے بھائی کے انتقال کے بعد پورا موضع اس مندر کو دیدیا اور اپنے چہیتے بھائی کے نام پر اس کا نام " ریڈی ملاورم " رکھا - " پرا پرا گڈا " ان بھائیوں کا درباری شاعر تھا - " کما کوی " نے تلگو میں علم عروض پر ایک کتاب لکھی اور اس کو چرلا واڑہ رگوناداھا سوامی سے منسوب کیا -

اڈنکی — ریڈی راجاؤں کا پہلا پائے تخت اڈنکی تھا - یہاں ایک کتبہ ملا ہے جس پر تلگو میں ایک نظم کندہ ہے - جس سے پتہ چلتا ہے کہ گیارھویں صدی میں ننیا کے " مہا بھارت " لکھنے سے بہت پہلے تلگو ادب موجود تھا - مپی کیسرم اور چھدا لورو مواضعات میں جو کتبے دستیاب ہوئے ھیں وہ تلگو ادب کے محققین کے لئے بہت کار آمد ھیں -

چرالا - ایک اہم تجارتی مرکز ہونے کے باعث اسکو " چنا (چھوٹا) بمبئی " کہتے ھیں - یہ ضلع کا سب سے مالدار تعلقہ ہے -

موٹو پلی — موٹو پلی جو اب ایک چھوٹا سا موضع ہے ایک زمانے میں ریڈی ، وجیا نگرم اور کاکیتا راجاؤں کی بندرگاہ تھا - یہاں کے قدیم مندر میں کاکتیا رانی رودر مما کا نصب کردہ ایک کتبہ موجود ہے - مارکو پولو سیاح اسی رانی کے دور میں آیا تھا - اس نے اس بندرگاہ سے دور اور نزدیک کے مقامات کے ساتھ ہونیوالی تجارت کا مفصل حال بیان کیا ہے -

اس تعلقے کے ایک اور موضع " پراکنجج " میں بنی نوع انسان کی ابتدائی نشانیاں دستیاب ہوئی ھیں - اس کے

فنی تعلیم کے میدان میں تیز رفتار پیش رفت

شری بھیشم سری رام مورتی

آج کی دنیا سائنس اور ٹکنالوجی کی دنیا ہے۔ اس لئے ہمارے مستقبل کی تشکیل میں فنی تعلیم بڑی حد تک ایک نمایاں اور فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہے پیداواری شعبوں میں اس کا مقام کلیدی ہے اور یہ مختلف پیشوں اور حرفتوں کے لئے خصوصی قابلیت کے حامل اور تربیت یافتہ اشخاص کی درکار تعداد فراہم کرتی ہے ۔ وسیع تر معنوں میں فنی تعلیم اپنے طالب علموں کو ضروری مہارت ۔ موزوں رجحانات اور ذاتی اوصاف سے سنوار کر ایسی فضا پیدا کرتی ہے جو ٹکنالوجی کی ترقی کے لئے زیادہ سازگار ہوتی ہے ۔

فنی تعلیم کے اس کلیدی کردار کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی توسیع کے لئے ہمارے ریاستی منصوبوں میں خاطر خواہ گنجائش رکھی گئی ہے ۔ پہلے پانچ سالہ منصوبے کے آغاز سے ۱۹۷۵-۷۶ ع کے ختم تک محکمہ فنی تعلیم کے تحت فنی تعلیم و تربیت سے متعلقہ اسکیموں پر (۹۲۰٫۰۹) لاکھ روپیے مختص کئے گئے ۔ پانچویں منصوبے میں اس مد کے لئے (۲۹۳) لاکھ روپیوں کی گنجائش فراہم کی گئی ہے ۔

ملحقہ کالج فنی تعلیم کے محکمے کے زیراہتمام فی الوقت (۴۸) فنی ادارے کام کررہے ہیں جن میں پالی ٹکنیکس ۔ ٹیکنیکل ہائی اسکول ۔ رقص و موسیقی کے کالج اور فن کاری کے ادارے وغیرہ شامل ہیں یہاں اس امر کی وضاحت مناسب ہیکہ ستمبر ۱۹۷۲ ع میں جواہر لعل نہرو ٹکنالوجیکل یونیورسٹی کے قیام کے بعد کاکیناڈا اور اننت پور کے سرکاری انجینیرنگ کالج ناگر جونا انجینیرنگ کالج اور گورنمنٹ کالج آف فائن آرٹس اینڈ آرکیٹکچر کے انتظامات اس نئی یونیورسٹی کے حوالے کردئیے گئے ہیں۔ تب سے یہ ادارے اس یونیورسٹی کے ملحقہ کالج بن گئے ہیں اور ورنگل ریجنل انجینیرنگ کالج ایک اسوسی ایٹ کالج ہوگیا ہے ۔

ریاست میں واقع پالی ٹیکنک اداروں میں متعدد نصابوں کی تعلیم کے انتظامات ہیں ۔ مثال کے طور پر وشاکھا پٹنم میں میکانیکل اور کیمیکل انجینیرنگ ۔ کاکیناڈا ۔ حیدرآباد اور اننت پور میں آٹو موبائیل انجینیرنگ اور حیدرآباد ۔ کاکیناڈا گنٹور اور تروپتی میں الکٹریکل کمیونیکیشن انجینیرنگ کی تعلیم کا انتظام ہے۔ دوسرے پسندیدہ نصاب جن کا پالی ٹکنیکس میں انتظام کیا گیا ہے یہ ہیں ۔

میٹلروجی ۔ ٹکسٹائیل ٹکنالوجی ۔ سیرامکس ۔ ڈریس میکنگ اور کاسٹیوم ڈیزائین اور الکٹرانکس وغیرہ ۔

ڈپلوما نصابات ان نصابوں کے علاوہ کارکن فن دانوں کے لئے حیدرآباد ۔ وجے واڑہ ۔ کاکیناڈا اور وشاکھا پٹنم کے پالی ٹیکنکس میں چار سالہ مدت کے جز وقتی ڈپلوما نصابوں کا انتظام ہے ۔ البتہ داخلوں کی گنجائش (۲۰) تک محدود رکھی گئی ہے ۔ اس انتظام کے تحت سیول الکٹریکل اور میکانیکل انجینیرنگ میں نیز الکٹریکل کمیونیکیشن انجینیرنگ میں تعلیم دیجاتی ہے ڈپلوما رکھنے والوں کے لئے انجینیرنگ میں ڈگری کی سطح تک تعلیم کے جز وقتی انتظامات ان کالجوں میں موجود ہیں ۔ حیدرآباد میں عثمانیہ یونیورسٹی انجینیرنگ کالج اور ناگر جونا انجینیرنگ کالج والٹیر میں آندھرا یونیورسٹی انجینیرنگ کالج میں اور تروپتی میں سری وینکٹیشورا انجینیرنگ کالج میں ۱۹۷۴-۷۵ ع سے اننت پور اور کاکیناڈا کے انجینیرنگ کالجوں میں اسی طرح کی تعلیم کے انتظامات شروع کئے گئے ہیں ۔

فائن آرٹس اسکول یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ انجینیرنگ میں پوسٹ گریجویٹ نصابوں کی تعلیم گورنمنٹ کے انجینیرنگ کالجوں واقع اننت پور اور کاکیناڈا میں،۔

35—6

عثمانیہ یونیورسٹی انجینیرنگ کالج حیدر آباد میں آندھرا یونیورسٹی انجینیرنگ کالج والٹیر میں، ریجنل انجینیرنگ کالج ورنگل میں اور سری وینکٹیشور یونیورسٹی انجینیرنگ کالج تروپتی میں دی جاتی ہے -

ان اداروں کے علاوہ ریاست میں کوئی (٦٥) صنعتی اور فنون لطیفہ کے اسکول قائم ہیں جو پارچہ بافی - رنگوائی - طباعت - زراعت - ملبوسات کی تیاری - کشیدہ‌کاری وغیرہ کی تعلیم دیتے ہیں - فنون لطیفہ کے اسکولوں میں رقص و موسیقی کے علاوہ مصوری اور مجسمہ سازی بھی سکھائی جاتی ہے - ان اداروں کو ہر سال (١،٨٠) لاکھ روپے مالی امداد کے طور پر دئے جاتے ہیں - محکمہ فنی تعلیم کی جانب سے ہر سال قابلیت اور آمدنی کی اساس پر اسکالرشپ اور فیس کی رعایتیں منظور کی جاتی ہیں علاوہ ازیں آندھرا پردیش گورنمنٹ تعلیمی قرضہ جات اسکیمات کے تحت بلا سودی واپس شدنی قرضے اجرا کئے جاتے ہیں - ان مدات پر سالانہ دس لاکھ روپیوں کا صرفہ ہوتا ہے -

اقامت خانے

زیر تعلیم طلباء کے لئے اقامت خانوں کی سہولت ایک اہم اور کرانقدر ترغیب ہے - سریکاکلم، کنٹور نلور اور نندیال کے پوائر پالی ٹیکنکس کے سوا دوسرے تمام اداروں کے لئے اقامت خانے قائم ہیں - حکومت نے گذشتہ سال متذکرہ بالا چار مقامات کے اداروں کے لئے بھی اقامت خانوں کی تعمیر کے واسطے ٣،٢٣ لاکھ روپیوں کی منظوری دی ہے - تعمیر کا کام جاری ہے - اور جلد ہی مکمل ہوجائیگا -

طلباء کو دئے جانیوالے تعلیمی وظائف کا تذکرہ یہاں بے محل نہ ہوگا سال رواں کے دوران میں تعلیمی وظائف کی اجرائی کے لئے ٠٥،٧ لاکھ روپیوں کی گنجائش فراہم کی گئی ہے حکومت نے وساکھا پٹنم گورنمنٹ پالی ٹیکنک میں زیر تعلیم ان طلباء کے لئے (١٥٠) روپئے ماہانہ کے تعلیمی وظائف منظور کئے ہیں جنہوں نے کیمیکل انجینیرنگ میں ''سینڈویچ'' کورس اور اسپیشل ڈپلوما کورس لئے ہیں -

سال رواں کے دوران میں فنی تعلیم کو نئی قوت اور طاقت ملی ہے آندھرا پالی ٹیکنک کاکیناڈا اور گورنمنٹ پالی ٹیکنک حیدرآباد میں سیول انجینیرنگ کے چار سالہ جز وقتی کورس کا آغاز - گورنمنٹ پالی ٹیکنک حیدرآباد میں الکٹریکل کمیونکیشن کے جز وقتی کورس کا انتظام سری وینکٹیشورا گورنمنٹ پالی ٹیکنک تروپتی میں الکٹریکل کمیونیکیشن انجینیرنگ کے تین سالہ ہمہ وقتی کورس کی فراہمی اور جواہر لعل نہرو پالی ٹیکنک حیدرآباد کا حصول ایسے واقعات ہیں جن کا یہاں پر خصوصی تذکرہ ضروری ہے کیونکہ یہ اقدامات ترقی کی ان نئی راہوں کی نشاندھی کرتے ہیں جن پر فنی تعلیم حالیہ دور میں گامزن ہے -

موسیقی کے کالج

یہاں اس امر کے اظہار سے مسرت ہوتی ہے کہ حکومت نے آرٹ اورکلچر کے فروغ سے بھی چشم پوشی نہیں کی ہے - رقص و موسیقی کے فنون میں تعلیمی سہولتوں کے اضافے کے لئے حکومت نے نظام‌آباد - ورنگل - اور گنٹور میں تین نئے کالجوں کی منظوری دی ہے جو وجیانگرم - حیدرآباد وجے واڑہ اور سکندرآباد میں قائم موجودہ کالجوں کے علاوہ ہیں کرنول کے ایک خانگی میوزک کالج کو بھی حاصل کر لیا گیا ہے اور اسطرح ریاست میں اب میوزک کالجوں کی جملہ تعداد آٹھ ہوگئی ہے -

پہلے پانچسالہ منصوبے کی باقی ماندہ مدت کے دوران میں آندھراپردیش میں فنی تعلیم کے فروغ اور ارتقاء کے لئے بر تر اور عظیم تر اقدامات کئے جائینگے کیونکہ تعلیم کا یہ شعبہ قومی خوشحالی کے لئے نئے نئے میدانوں کی دریافت کے سلسلے میں ایک کلیدی موقف کا حامل ہے -

* * *

خبریں تصویروں میں

بائیں جانب ، اوپر : نائب صدر جمہوریہ ہند شری بی ۔ ڈی ۔ جتی نے ۸ ۔ ۱ نومبر کو ۱۷ ۔ لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر ہونے والے شری وینکٹیشور آڈیٹوریم تروپتی کا افتتاح کیا ۔

بائیں جانب ، بیچ میں : چیف منسٹر شری جے ۔ وینگل راؤ نے ۱۷ ۔ ۱ نومبر کو ضلع انگول میں مراری پلی ریزروائر اسکیم کا افتتاح کیا ، وزیر مال و اطلاعات شری ۔ پی ۔ رنگا ریڈی اور چھوٹی آبپاشی کے وزیر شری اے وینکٹ ریڈی بھی تصویر میں دیکھے جاسکتے ہیں ۔

بائیں جانب ، نیچے : چیف منسٹر شری جے ۔ وینگل راؤ نے ۱۹ ۔ ۱ نومبر کو انگول میں بے روزگار لوگوں کو آٹو رکشائیں تقسیم کیں ۔

اوپر : گورنر آندھرا پردیش شری ایس ۔ اوبل ریڈی نے ۱۷ ۔ ۱ نومبر کو ارو گیاورم ڈیولپمنٹ سوسائٹی کا مدن پلی ضلع چتوڑ میں افتتاح کیا ۔

نیچے : چیف منسٹر شری جے ۔ وینگل راؤ نے ۲۶ ۔ ۱ نومبر کو وجے واڑہ میں پریا درشنی مہیلا سوپر بازار کا افتتاح کیا ۔ سوپر بازار کی چیرمین شریمتی آنند بائی بھی تصویر میں دیکھی جاسکتی ہیں ۔

ان کا یہاں ذکر کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت ضلع وشا کھاپٹنم میں واقع اپرسیلرو پاور ہاوس میں ۶۰ میگاواٹ کی دویونٹوں کا اضافہ کیا جائیگا ۔

ہوسکتا ہے کہ آندھرا پردیش کو نیو کلر طاقت کے دور میں داخل ہونے کے لئے زیادہ مدت نہ لگے ۔ ریاست میں ایک نیو کلر پاور اسٹیشن اور دو سوپر تھرمل اسٹیشنوں کے قیام کی شدید ضرورت کو ریاستی حکومت نے حکومت ہند پر واضح کردیا ہے۔ حکومت ہند کی جانب سے ان اسٹیشنوں کے محل وقوع کے انتخاب کے لئے تشکیل دی ہوئی کمیٹی نےریاست کا دورہ کر کے مختلف ممکنہ جگہوں کا معاینہ کرلیا ہے۔آخرالذکر دو اسٹیشنوں (۱۰۰۰ میگاواٹ کا ایک) کے بارے میں پروجکٹ رپورٹیں تیار کی جا کر عالمی بینک سے قرض کے حصول کے لئے حکومت ہند کو پیش کردی گئی ہیں ۔ ان میں سے ایک " بھدرا چلم تھرمل پاور اسٹیشن "، منگورو میں اور دوسرا "گوداوری تھرمل پاور اسٹیشن "، راما گنڈم میں قائم کرنے کی تجویز ہے۔

دریائے کرشنا پر بنایا جانیوالا " سری سیلم ہائیڈرو الکٹرک پروجکٹ "، ریاست کا سب سے زیادہ شاندار برقی پروجکٹ ہوگا سال بہ سال مہیا کئے جانے والے سالئے سے مطابقت رکھتے ہوئے اس دیوقامت اسکیم کی عمل آوری مستعدی کے ساتھ جاری ہے۔ بند کی بلندی بتدریج بڑھتی جارہی ہے۔ کام کا مشکل ترین مرحلہ سر کرلیا گیا ہے یعنی دریا کے عمیق ترین حصے میں زیرآب تعمیر کا کام مکمل ہوچکا ہے ۔ تعمیر میں مشغول انجینیروں کے اس کارنامے کو ایک عظیم فنی کامیابی تصور کیا جاتا ہے۔

برق کے نئے پروجکٹوں کے قیام کے سلسلے میں موزوں و مناسب جگہوں کے انتخاب اور تلاش کا کام برقی بورڈ کی جانب سے جاری ہے اور حسب ذیل اسکیموں کے تعلق سے یہ کام تقریباً مکمل ہوگیا ہے ۔

(الف) تنگبھدرا ہائی لیول کنال ہائیڈرو الکٹرک اسکیم ، ضلع اننت پور (ب) کنٹلا ہائیڈرو الکٹرک اسکیم ، ضلع عادل آباد (ج) پوچم پاڈ ہائیڈرو الکٹرک اسکیم ضلع نظام آباد (د) اپر کرشنا ہائیڈرو الکٹرک اسکیم ضلع محبوب نگر (ہ) پرانا ہتا ہائیڈرو الکٹرک اسکیم ضلع عادل آباد (و) سنگاریڈی ہائیڈرو الکٹرک اسکیم ضلع کھمم (ز) پلی چنتلا ہائیڈرو الکٹرک اسکیم ضلع کرشنا اور (ح) کے ۔ سی ۔ کنال ہائیڈرو الکٹرک اسکیم ضلع کرنول ۔

ہماری ریاست میں برق کی کمی کا مسئلہ ایک عرصے سے موجود ہے۔ پھر بھی توقع ہے کہ اگر ریاست مندرجہ بالا اسکیموں کو روبہ عمل لانے میں کامیاب ہوگئی تو آنے والے برسوں کے دوران میں یہ مسئلہ بڑی حدتک حل کرلیا جائیگا ۔ ۷۶-۱۹۷۵ میں موجود ۲۸۵ میگاواٹ کی کمی ۷۷-۱۹۷۶ء میں ۸ میگاواٹ اور ۷۸-۱۹۷۷ء میں ۳۲ میگاواٹ سے پوری ہوجائیگی ۔ماہرین کا خیال ہے کہ ۷۹-۱۹۷۸ء میں ہماری ریاست میں برق کاموقف اطمینان بخش ہوجائیگا ۔ اور تاریخ میں پہلی مرتبہ آندھرا پردیش کو اس مسئلے سے نجات مل جائیگی ۔

* * * *

آندھرا پردیش میں پنچایت راج

(صفحہ ۶ سے آگے)

خصوصاً کمزور طبقات سے قرضوں کی وصولی پر پابندی وغیرہ سے تعلق رکھنےوالے احکام بھی جاری کئے ہیں۔ ہر چند کہ حکومت کے متعلقہ محکمے جیسے مالگزاری ، محکمہ امداد باہمی ، محکمہ سماجی بھلائی اور محکمہ زراعت وغیرہ ان احکام کی تعمیل کریں گے لیکن عوامی تنظیموں کی حیثیت سے پنچایت راج کے ادارے مختلف سطحوں پر ان محکموں کے عہدہداروں سے قریبی ربط قایم رکھیں گے اور ان پروگراموں کی عمل آوری کے سلسلے میں مشورے دیں گے اور اشتراک و تعاون کریں گے۔ سرکاری پروگراموں کی دیانت دارانہ اور موثر عمل آوری کے لئے پنچایت راج کے اداروں کو نگران کار کی حیثیت سے کام کرنا ہوگا اور جہاں کہیں کوئی کمی یا خرابی نظر آئے متعلقہ ارباب مجاز کو اسکی اطلاع دینے کی ذمہ داری بھی ان پر عاید ہوگی۔

اس امر میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ موجودہ قومی ایمرجنسی کے حالات میں پنچایت راج کے ادارے ہماری قومی قیادت کی توقعات پر پورے اتریں گے ۔ اور تمام ترقیاتی پروگراموں کی کامیاب عمل آوری خصوصاً کمزور طبقات کی بہتری اور ترقی کے لئے عوام کی امیدوں کو پورا کریں گے تا کہ ہندوستان کے دیہات سماجی انقلاب اور معاشی خوش حالی سے ہم کنار ہوسکیں۔

یہ لوگ بھی کام کے ہیں

سڑکوں کے کنارے بیٹھے ہوئے بال تراشنے والوں ، جوتے ٹانکنے والوں ، قسمت کا حال بتانے والوں اور مٹی کے برتن بنانے والوں کو اگر اپنے اپنے پیشوں کا فنکار کہا جائے تو یہ ان کی سب سے زیادہ جامع اور موزوں تعریف ہوگی - جو کام وہ کرتے ہیں اس کے ذریعہ نہ صرف ان کو روزی میسر آتی ہے بلکہ اس طرح وہ ایک بھونڈی اور دکھی دنیا کے رہنے بسنے والوں کے لئے خوبصورتی اور شادمانی کا سامان بھی فراہم کرتے ہیں - یہی وہ جمالیاتی پہلو ہے جو ان کے پیشے کو فن کی بلندی تک پہنچادیتا ہے -

سڑک کے کنارے بیٹھے ہوئے ایک نائی ہی کو لیجئے اس کو نہ تو کسی دوکان کی ضرورت ہے ، نہ کسی گھومنے والی کرسی کی اور نہ بڑھیا قسم کے آئینے کی - اس کو تو بس بیٹھنے کے لئے جگہ چاہئیے - اس کی صندوقچی جس کو اس کی دوکان کہیے لیجئے بہ آسانی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہے - اس کو اپنا کاروبار چلانے کے لئے کسی درخت کا سایہ کافی ہے - لیکن اگر کوئی سایہ دار درخت نہ بھی ملے تو اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی - چلچلاتی دھوپ میں بھی وہ اپنا کاروبار خوشی خوشی انجام دے لیتا ہے - اس کو تو اصل میں اجرت سے سروکار ہے - وہ ہر شخص سے اجرت چاہتا ہے - اور امیر ، غریب میں کوئی فرق نہیں کرتا دونوں پر مساوی توجہ دیتا ہے - مگر سچ تو یہ ہے کہ زیادہ تر غریب ہی اس کے گاہک ہوتے ہیں - وہ خود بھی تو غریب ہے - خوشحال اور نہائے سنے لوگ اس کی سرپرستی نہیں کرتے - وہ بھی غریبوں کے ساتھ زندگی بسر کرتے اور ان کے درمیان کام کرنے میں مگن رہتا ہے -

وہ دن میں کئی لوگوں کو سیدھا کرتا ہے - اور گاہک کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو بھی مطمئن کرنا چاہتا ہے - گاہک جب آئینہ دیکھنے میں محو رہتا ہے - اس کی محنت [illegible] انسان بالوں کو تراشنے اور سنوارنے کی صرف رسمی [illegible] اور پسندیدہ طور پر انجام دیا ہوا [illegible] سب سے اہم معاوضہ ہے اور اکثر یہ معاوضہ اس کو [illegible] ملتا ہے اس کو دی جانے والی اجرت عام طور پر بہت تھوڑی ہوتی ہے - لیکن وہ زیادہ اجرت کی توقع بھی نہیں کرتا ہے - تاہم اس کی تلافی دوسری طرح سے ہوجاتی ہے - ایک تو یہ کہ اس نے اپنا کام تشفی بخش طورپر انجام دیا ہے - دوسرے یہ کہ اس کو اپنے گاہکوں کا اعتماد حاصل ہے - اس کے گاہک اپنے آپ کو بالکلیہ اس کے حوالے کردیتے ہیں - چاہے وہ بال تراش رہا ہو یا داڑھی کو خشخشی کررہا ہو یا کان کا میل نکال رہا ہو - اور یہ بات گویا اپنے فن میں اس کی مہارت کی خاموش داد ہے -

اس کا باپ بھی ایک نائی تھا اور شائد وہ بھی اسی کی طرح سڑک کے کنارے ہی بیٹھا کرتا تھا - اپنے پیشے کی تمام باریکیاں اس نے براہ راست اپنے باپ سے سیکھی ہیں اس کے لئے پیشے سے متعلق روایات و خصوصیات کسی نصابی کتاب کے سبق نہیں ہیں بلکہ ایک ایسا علم ہیں جس کا جاننا اس کے لئے ایک ناگزیر امر ہے - یہ روایات اور خصوصیات اس کی شخصیت کا ایک جز اور اس کے راسخ عقیدے کا ایک حصہ بن گئی ہیں -

سڑک کے کنارے کاروبار انجام دینے والوں میں موچی بھی ہوتا ہے - وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ جوتا کہاں پر کاٹتا ہے - وہ خود جوتا نہیں پہنتا لیکن پھر بھی وہ اس بات سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ لوگ اس کے پاس مجبوراً آتے ہیں - کیونکہ بڑی دوکانوں میں جانے کی وہ سکت نہیں رکھتے - اس کے کام کی اجرت معمولی ہوتی ہے - جیسا کہ وہ خود ہے لیکن اس کی فنی مہارت کسی سے کم نہیں ہوتی - جب وہ کسی ناقابل استعمال جوتے یا چپل کی درستگی اور اس کو دوبارہ قابل استعمال بنانے میں مصروف ہوتا ہے تو بوڑھے ہوں یا جوان انتہائی دلچسپی اور تعجب کے ساتھ اس پر نظر جمائے کھڑے رہتے ہیں - طویل تجربے نے گویا اس کو اس قابل بنادیا ہے کہ وہ ایک نظر میں یہ جان لیتا ہے کہ کیلیں ٹھونکی جائیں یا ٹانکے لگائے جائیں یا پورا تلا ہی بدل دیا جائے -

سڑک کے کنارے بیٹھے ہوئے ایک جیوتشی کو آپ کی قسمت کا حال بتانے کے لئے آپ کے زائچے کی ضرورت نہیں اور اگر آپ اس کو زائچہ پیش بھی کریں تو وہ اس کی سمجھ سے باہر ہوتا ہے - نہ ہی اس کو آپ کے ہاتھ کی لکیروں سے سروکار ہے - اس کے پاس ایک سدھایا ہوا طوطا رہتا ہے - اور کچھ الم غلم تحریر کے حامل موٹے کے ٹکڑے - بس یہی اس کے پیشے کی ضروری

چیزیں ہیں ۔ مقوے پر لکھی ہوئی الم غلم تحریر آپ کے اور میرے لئے عجوبہ ہوسکتی ہے ۔ لیکن اس کے لئے نہیں ۔ اس تحریر میں زیادہ تر خوش خبریاں ہوتی ہیں ۔ جیسے "آپ کو نوکری مل جائے گی "۔ " آپ کی شادی آپ کی محبوبہ سے ہوجائے گی ۔ " — " موجودہ بیماری سے آپ صحت یاب ہو جائیں گے ۔ " ۔ بری سے بری خبر آپ کو اگر وہ دے گا تو یہ کہ "آپ ایک عدالتی مقدمے میں ملوث ہو کر کامیاب رہیں گے ۔"

وہ نفسیات کا ماہر ہوتا ہے ۔ اگر آپ کے پیچھے کوئی پریشانی لگی ہوئی نہ ہو تو آپ اس کے پاس کیوں جاتے ۔ یہ بات وہ جانتا ہے ۔ اور اسی لئے وہ آپ کی ہمت بندھائے رکھنا چاہتا ہے ۔ آپ اس کو " مشورے کی فیس " دیجئے اور ایک سوال پوچھئے وہ مقوے کے ٹکڑوں کو پھیلا کر اپنے طوطے کا پنجرہ کھول دے گا طوطا مقوے کے ٹکڑوں میں سے ایک چن لے گا ۔ جس پر آپ کے سوال کا جواب لکھا ہوگا اور لازمی طور پر امید افزا ہوگا ۔ سخت دل لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ عوام کو دھوکہ دیکر مزے کررہا ہے ۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ بہر حال وہ بھی ایک خدمت انجام دے رہا ہے ۔ وہ حیرت و یاس کے مارے لوگوں کے دلوں میں امید کی شمع روشن رکھتا ہے ۔ اور امید باقی رہے تو معجزے رونما ہوسکتے ہیں ۔

چٹپٹی چیزیں اور ترکاری بیچنے والیاں ہماری شہری اور دیہاتی زندگی کا ایک جز بن گئی ہیں ۔ اپنے چھوٹے کاروبار سے جو تھوڑا بہت منافع انہیں مل جاتا ہے اس سے وہ بالکلیہ مطمئن ہیں لیکن وہ جانتی ہیں کہ اگر اصل قیمت سے کہیں زیادہ بڑھی چڑھی قیمت نہ بتائی جائے تو ان کی مفلسی اور زیادہ بڑھ جائیگی وہ اپنے گاہکوں کی سودے بازی سے بخوبی واقف ہوتی ہیں اس لئے ضروری تکرار کے بعد ایک درمیانی قیمت پر رضا مند ہوجاتی ہیں اور یہ قیمت ان کے واسطے کافی معقول ہوتی ہے ۔ وہ یہ جانتی ہیں کہ پھول مرجھا جائیں گے اور ترکاریاں سوکھ جائیں گی اور اگر ایسا ہونے دیا گیا تو یہ بات خود ان کی تباہی اور بربادی کا باعث ہوگی ۔

وہ کونسی باتیں ہیں جو ان چھوٹے کاروباریوں میں مشترک ہیں ۔ بہت سی باتیں — وہ سب غریب ہوتے ہیں ۔ وہ طبقاتی اور معاشی طور پر پسماندہ ہیں ۔ حال حال تک وہ سب اپنی حالت زار کو اپنی کم نصیبی پر محمول کرتے تھے اور بادل ناخواستہ اس پر قانع تھے ۔ وہ سوچتے تھے کہ انسان اپنی قسمت کے مقابلے میں مجبور محض ہے اور وہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کرسکتا کہ اچھے دنوں کی توقع میں زندگی کے دن کاٹتا رہے ۔ ان کو اپنی نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی ۔ لیکن وہ غلطی پر تھے ۔

آج وہ پر اعتماد ہیں ۔ شری جے ۔ وینگل راؤ چیف منسٹر کی سرکردگی میں حکومت آندھرا پردیش اپنی اس باخبری کے روز افزوں ثبوت فراہم کررہی ہے ، کہ ان لوگوں کو بھی آفتاب کی روشنی میں زندگی بسر کرنے کے لئے جگہ چاہیئے ان کے واسطے حکومت نہ صرف جگہ فراہم کررہی ہے بلکہ دھوپ کی تمازت سے بچانے کے لئے ان کے سروں کے اوپر چھتوں کی فراہمی کے انتظامات بھی کررہی ہے ۔ ان انتظامات پر ۲٫۳۶ کروڑ روپیوں کی بھاری رقم خرچ کی جائے گی ۔ ۷۳-۱۹۷۲ع کے دوران میں ان لوگوں کے لئے رہائشی زمین حاصل کرنے کے سلسلہ میں ۵۰٫۹۲ کروڑ روپیوں کا خرچہ ہوا ۔ ۷۴-۱۹۷۳ع کے دوران میں حکومت اور آندھرا پردیش اسٹیٹ شیڈولڈ کاسٹس ، شیڈولڈ ٹرائبز کوآپریٹیو ہاؤزنگ سوسائٹیز فیڈریشن کی جانب سے ۱٫۶۰۲۴ کروڑ روپیہ کی مالیت کی رہائشی اراضیات حاصل کی گئیں جہاں کہیں سرکاری زمینات موجود ہیں ۔ حکومت ان لوگوں کے حوالے کررہی ہے ۔ اور اس مقصد کے لئے خانگی زمینات بھی حاصل کی جارہی ہیں ۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ ہر ہریجنوں کو فی خاندان ایک سو روپیہ کے حساب سے مکانوں کی تعمیر کے لئے نقد امداد بھی دی جارہی ہے ۷۴-۱۹۷۳ع کے دوران میں ۸۷۲ مواضعات کے اندر ۱۱۱۸٫۷۳ ایکڑ اراضی حاصل کر کے ۴۷۲۳۱ ہریجنوں کے حوالہ کی گئی اس کے علاوہ ۴۰۰ مواضعات میں ۱۰۶۱ ایکڑ سرکاری زمین ۱۳۶۹۶ خاندانوں میں مفت تقسیم کی گئی ۔

آج آپ کو سڑک پر بیٹھے ہوئے ایک نائی کے چہرے پر مسرت و شادمانی نظر آئے گی ۔ کیوں ؟ ۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اس کے لڑکے کو یہ کام کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی ۔

بلکہ وہ کرے گا ہی نہیں ۔ اس کا لڑکا اپنے بھائی بہنوں کے ساتھ اسکول میں تعلیم حاصل کررہا ہے ۔ اس کے خیال و گمان میں بھی نہ تھا کہ ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ اس کے بچے اسکول جائیں گے ۔ وہ جانتا تھا کہ وہ کبھی بھی اپنے بچوں کو تعلیم دلانے کے قابل نہ ہوسکے گا ۔ وہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کے لئے تو روز بروز اپنی زندگی کو ہی برقرار رکھنا مشکل سے مشکل تر ہوتا جارہا تھا ۔

لیکن اس نے یہ سب اندازے حکومت کے تعلیمی وظیفوں کو پیش نظر رکھے بغیر قائم کرلئے تھے ۔ اب حکومت کی جانب سے درج فہرست ذاتوں اور پسماندہ طبقوں کے رہائشی اور غیر رہائشی دونوں قسم کے طالب علموں کو چھٹے درجے سے پوسٹ گریجویٹ سطح تک تعلیمی وظیفے دئے جارہے ہیں ۔ اس کے علاوہ میٹرک سے قبل اور بعد کی جماعتوں کے لئے کلکٹروں کی جانب سے مقرر کئے جانے والے وظیفے بھی ہیں ۔ اس کی لڑکی اس کے ساتھ گھر میں رہتے ہوئے مفت کتابیں اور بغیر فیس دئے تعلیم حاصل کرتی

(آگے صفحہ ۲۳ پر)

ایک اہم اقدام

آندھرا پردیش میں فلمی صنعت کو مزید ترقی دینے کیلئے ریاستی حکومت نے ۱۴ - اکتوبر ایک اور اہم قدم اٹھایا - مرکزی حکومت کے مملکتی وزیر اطلاعات و نشریات شری وی - سی - شکلا نے ۱۴ - اکتوبر کو رویندر بھارتی ، حیدر آباد میں منعقد ہونے والی ایک شاندار تقریب میں " آندھرا پردیش اسٹیٹ فلم ڈیولپمنٹ کارپوریشن " کا افتتاح کیا چیف منسٹر شری جے - وینگل راؤ ، وزیر مال و اطلاعات ، شری پی - رنگا ریڈی ، شری پی - گوپال ریڈی ، شری پی - این - ریڈی اور سری سی - آر - کرشنا سوامی راؤ صاحب (کارپوریشن کے چیر مین) نے کارپوریشن کے تعلق سے تقریریں کیں -
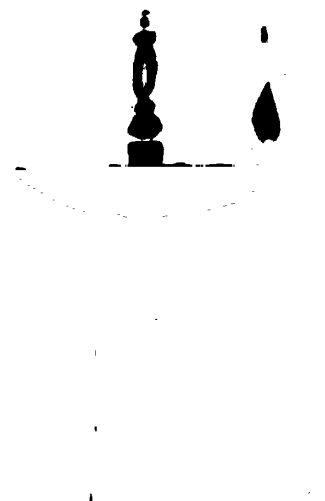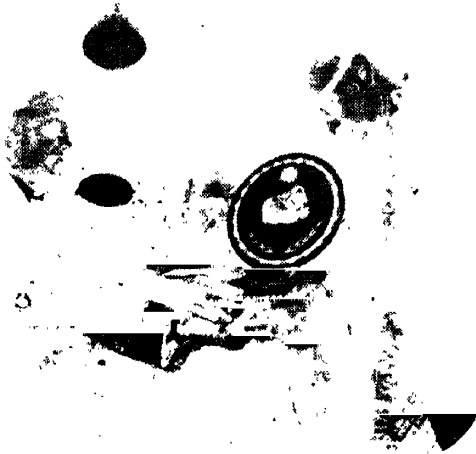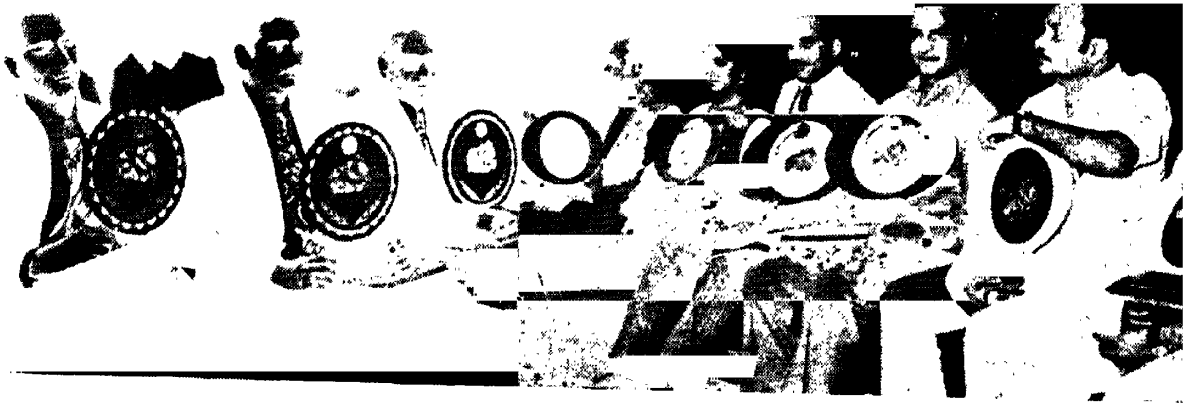
۱۹۷۴ء کے نندی ایوارڈ

گورنر آندھرا پردیش شری ایس ۔ اوبل ریڈی ، مرکزی حکومت کے مملکتی وزیر اطلاعات و نشریات شری وی ۔ سی ۔ شکلا اور جامعہ عثمانیہ کے وائس چانسلر شری پی ۔ جگن موہن ریڈی نے ۱۴ ۔ اکتوبر کو لیڈی حیدری کلب حیدرآباد میں منعقدہ ایک رنگا رنگ تقریب میں ۱۹۷۴ء کی بہترین فلموں کو ریاست آندھرا پردیش کے طلائی ، نقروی اور کانسے کے ایوارڈ تسیم کئے ۔ '' الوری سیتا رام راجو '' او ، سیتا کتھا ،، اور تھیر ہو ،، کو علی الترتیب پہلا ، دوسرا اور تیسرا انعام ملا ۔ مشہور فلم ڈائرکٹر شری بی ۔ این ۔ ریڈی ، کو اس موقع پر اعزاز عطا کیا گیا شری بی ۔ این ۔ ریڈی کو دادا صاحب پھالکے ایوارڈ پاچکے ہیں ۔

پنچایت راج مستحکم بن چکا ھے

یکے بعد دیگرے ھمارے تمام پانچسالہ منصوبوں میں اس امر پر زیادہ سے زیادہ زور دیا گیا ھے کہ منصوبہ بندی کی سرگرمیوں میں عوام کے تعاون اور اشتراک کو شامل کیا جائے - پہلے پانچسالہ منصوبے میں یہ بات تسلیم کی گئی تھی کہ کسی منصوبے کی تیاری اور اس کی عمل آوری کے سلسلے کام کرنے والی سب سے بڑی طاقت عوامی تعاون اور رائے عامہ کی طاقت ھوتی ھے - چنانچہ اس منصوبے میں علاقہ واری منصوبوں کی تشکیل اور عمل آوری میں متعلقہ علاقوں کی پنچایتوں ، میونسپلٹیوں اور مقامی مجالس وغیرہ کے نمائندوں کی شمولیت کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا -

دوسرے اور تیسرے منصوبوں کے دوران میں منصوبہ بندی کے لئے عوامی اشتراک کے تخیل کو عملی جامہ پہنایا گیا اور مختلف اقسام کے عوامی اداروں کی تشکیل و قیام کے انتظامات عمل میں لائے گئے - جیسے کمیونٹی ڈیولپمنٹ پروگرام کا آغاز ، مشاورتی کمیٹیوں کی تشکیل اور ضلع ، بلاک اور موضع کی سطح پر پنچایت راج اداروں کا قیام - ان اقدامات سے ھمارے جمہوری اداروں کی تاریخ میں ایک نئے باب کا آغاز ھوا -

یاد ھوگا کہ کمیونٹی ڈیولپمنٹ پروگرام جو اب آندھرا پردیش میں پنچایتی راج اداروں کے ذریعے روبہ عمل لائے جارہے ھیں ، ۲ - اکتوبر ۱۹۵۲ ع کو چار مقامات پر شروع کئے گئے - ایک " سرکار ،، اضلاع میں کا کناڈا (پیدا پورم پراجکٹ ایک رائلسیما اضلاع میں (کرنول - نڈیکوٹ کنال پراجکٹ علاقہ) اور دو تلنگانہ اضلاع میں (نظام ساگر اور ملگ پراجکٹ علاقے) -

آگے چلکر ان پراجکٹوں کو سنبھالنا انتہائی مشکل ھوگیا اس لئے چھوٹی یونٹوں کی تشکیل کی ضرورت محسوس کی گئی - اور نتیجتاً " بلاکس ،، عالم وجود میں آئے جن سے دیہی علاقوں میں ایک ھمہ جہتی کے دور کا آغاز ھوا - ھر بلاک (۱۰۰) مربع میل کے رقبے اور اس میں واقع (۱۰۰) مواضعات کی (۶۰) ھزار آبادی پر مشتمل ھوتا تھا ان کو قومی توسیعی خدمات کے بلاکس کا نام دیا گیا

یہ بلاکس پانچ سال کی مدت کے بعد " کمیونٹی ڈیولپمنٹ بلاکس ،، بن گئے اور ان کی اسکیموں کے لئے موازنے میں زیادہ رقمی گنجائش فراھم کی گئی تاکہ وہ اپنے علاقوں میں ترقی کی رفتار میں شدت پیدا کرسکیں - جیسا کہ ابتدا ھی میں واضح کردیا گیا ھے ، کمیونٹی ڈیولپمنٹ پروگرام کا فلسفہ یہ تھا کہ دیہی ھندوستان کے سماجی اور معاشی ارتقاء کے تمام شعبوں میں عوامی اشتراک حاصل کیا جائے - تاھم ایک مرحلے پر یہ محسوس کیا جانے لگا کہ عوامی اشتراک حاصل نہیں ھو رھا ھے - اس لئے " حکومت ھند نے حالات کا ازسرنو جائزہ لینے کے لئے ۱۹۵۷ع میں بلونت رائے مہتا کمیٹی قائم کی -

یاد ھوگا کہ اس کمیٹی نے دور رس تبدیلیوں کی سفارش کی تھی - اس کمیٹی کی ایک سفارش یہ تھی کہ موضعوں ، بلاکوں اور ضلعوں جیسی نچلی سطحوں پر عوام کے قانونی طور پر منتخبہ اداروں کا قیام عمل میں لایا جائے - حکومت ھند نے اس اھم سفارش کو اصولاً قبول کرلیا اور ریاستوں کو خلوص کے ساتھ اسے روبہ عمل لانے کی ھدایت کی -

آندھرا پردیش سب سے آگے - آج ھم فخر کے ساتھ یہ اعلان کرسکتے ھیں کہ ھندوستانی ریاستوں میں آندھرا پردیش نے سب سے پہلے اس سفارش کو قبول کیا اور اس کو عملی جامہ پہنایا - جولائی ۱۹۵۸ع میں ریاست میں اس وقت کے (۲۰) اضلاع میں سے ھر ضلع کے اندر ایک بلاک کو انتخاب کرکے پنچایت سمیتی بنادیا گیا اور ان (۲۰) پنچایت سمیتیوں کو ایک سال کی مدت تک کام کرنے دیا گیا ان سے جو تجربہ حاصل ھوا اس کی بنا پر یکم نومبر ۱۹۵۹ع کو ریاستی حکومت نے " آندھرا پردیش پنچایت سمیتی اور ضلع پریشد ایکٹ ،، نافذ کیا جو ھمارے پنچایتی راج اداروں کے ارتقا میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ھے -

تین منزلہ نظام

اضلاع کی سطح پر ضلع پریشدوں ، بلاکس کی سطح پر پنچایت سمیتیوں اور مواضعات کی سطح پر پنچایتوں پر مشتمل ایک تین منزلہ نظام تشکیل دیا گیا جو منصوبہ جاتی اسکیموں

کی تدوین اور عمل آوری کرتا ہے۔ اس طرح عوام اور ان کے نمائندوں کو بھی دفعہ منصوبہ جاتی سرگرمیوں سے صحیح معنوں میں مربوط ہونے کا موقع ملا۔

۱۹۷۵-۷۶ع کے موازنے میں کمیونٹی ڈیولپمنٹ کے لئے (۹ء۴۰) کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں جو پنچایت راج اداروں، تربیتی مراکز، اپلائیڈ نیوٹریشن پروگرام اور دیہی آبرسانی وغیرہ پر خرچ کئے جائیں گے۔ اس رقم کے علاوہ مختلف محکموں کی جانب سے، جن میں پنچایت راج ڈپارٹمنٹ بھی شامل ہے، (۸۳ء۰۰) کروڑ روپیوں کی گنجائش صحت عامہ، آبرسانی، چھوٹی آبپاشی، سڑکوں اور پلوں کی تعمیر اور کمیونٹی ڈیولپمنٹ وغیرہ کے ناموں میں پنچایت راج اداروں کی امداد کے لئے فراہم کی گئی ہے۔

آندھرا پردیش میں فی الوقت (۲۱) ضلع پریشد (۳۲۴) پنچایت سمیتیاں اور (۱۹۵۰۹) گرام پنچایتیں قائم ہیں۔

پنچایتی راج اداروں کی سرگرمیاں ایک وسیع دائرہ عمل پر محیط ہیں۔ مثال کے طور پر تعلیم کے میدان میں ان اداروں کے تحت (۳۲۲۳) ہائی اسکول اور (۳۵۵۷۴) تحتانوی اسکول کام کررہے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ادارے متعدد ابتدائی مراکز صحت، دیہی دواخانے اور لوکل فنڈ ہسپتال بھی چلاتے ہیں۔

کمیونٹی ڈیولپمنٹ فنڈ کی اجرائی سمیتیوں کے مختلف بلاکس کی حالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے عمل میں لائی جاتی ہے اور اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ کم ترقی یافتہ بلاکوں کو زیادہ ترقی یافتہ بلاکوں کے مقابلے میں زیادہ فنڈ فراہم کئے جائیں سمیتیوں کو جو امداد ملتی ہے اس کو وہ اپنے علاقوں کی ضروریات کے مطابق خرچ کرتی ہیں۔

اپلائیڈ نیوٹریشن پروگرام

اپلائیڈ نیوٹریشن پروگرام جو پنچایتی راج اداروں کی نگرانی میں روبہ عمل لایا جارہا ہے، مرکز کی جانب سے منصوبے کے تحت شروع کردہ ایک اسکیم ہے۔ بنیادی طور پر یہ ایک **تعلیمی** پروگرام ہے۔ جو دیہی آبادی میں محافظ صحت غذا کے **استعمال** کو مقبول بنانے کے لئے شروع کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں حاملہ عورتوں، دودھ پلانے والی ماؤں اور کمسن بچوں جیسے غیر محفوظ طبقات آبادی کی ضروریات کا خصوصی لحاظ رکھا جاتا ہے۔ پولٹری فارمنگ، اندرونی ماہی گیری اور اسکولوں کے **باغیچوں** میں ترکاری کی کاشت کے فروغ اور پیداوار میں اضافے کے کاموں کی انجام دہی اور ان ذرائع سے حاصل کردہ پیداوار کی مستحقین میں تقسیم بھی اس پروگرام کا ایک جز ہے۔ "یونیسیف" اور "کیر" کے ادارے اس اسکیم کی کامیاب عمل آوری میں زبردست کردار ادا کرتے ہیں۔

یہ اسکیم فی الوقت (۶۰۰۰) مواضعات پر مشتمل (۷۰) پنچایت سمیتیوں میں روبہ عمل لائی جارہی ہے۔ روبہ عمل لائی جانے والی دوسری قابل ذکر اسکیمیں یہ ہیں۔ پینے کے پانی کی سربراہی کا پروگرام، چھوٹی آبپاشی کے وسائل کی بحالی اور ذرائع رسل ورسائل کا فروغ۔

پنچایت راج اداروں کی کارکردگی اور ان سے متعلق دوسرے امور کا جائزہ لینے کے لئے گزشتہ برسوں کے دوران میں حکومت کی جانب سے حسب ذیل کمیٹیاں قائم کی گئیں۔

۱۹۶۴ع میں "[illegible]انی کمیٹی"، ۱۹۶۷ع میں "**راجو کمیٹی**" اور ۱۹۶۸ع میں "وینکل راؤ کمیٹی"۔ ان کمیٹیوں کی **سفارشات** اور ان پر عمل آوری نے ان اداروں کو بلاشبہ کافی مضبوط بنادیا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ عوام کے پنچایتی راج ادارے **عوام کے** لئے تشکیل دئے گئے ہیں۔ وہ ملک کے اس **حصے میں نہ** صرف برقرار رہیں گے بلکہ انسانی مسائل پر غالب **بھی رہیں** گے۔ ان اداروں کا جشن سیمیں اس کا مظہر ہے

گرام پنچایتیں

ہماری جمہوریت کی روح رواں

گرام پنچایت کو آج ہماری جمہوریت میں ایک محور کی حیثیت حاصل ہے۔ جس کے اردگرد پنچایتی راج ادارے قوم کی اجتماعی فلاح میں سرگرم عمل ہیں۔ اور اس لحاظ سے پنچایت راج کی سلور جوبلی اس کامیابی کی مظہر ہے، جو جنتا راج کو بنیادی سطح پر حاصل ہوئی ہے۔

ہمارے دستور نے گرام پنچایتوں کو کافی افتخار عطا کرکے گویا اس حقیقت کو پوری طرح سے مان لیا ہے کہ باپائے قوم نے جس رام راج کا تصور دیا تھا اس کو حاصل کرنے یا اس تک پہنچنے کے لئے صرف پنچایتوں کو ذریعہ بنایا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ پنچایتیں ہی عوام کی مرضی ومنشا کا پرتو ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہمارے دستور کے فقرہ (۴۰) میں مندرج رہنما اصولوں میں ہماری جمہوریت میں پنچایتوں کی اہمیت اور ان کے مرکزی کردار کو واضح کیا گیا ہے۔ فی الوقت آندھرا پردیش میں (۱۵۹۲۸) گرام پنچایتیں قائم ہیں۔ ان کی سرگرمیاں تمامتر دیہاتی برادری پر مرکوز ہیں۔ وہ زرعی پیداوار کے فروغ پر خصوصی توجہ دیتی ہیں۔ ان کی خاص خاص سرگرمیاں یہ ہیں۔ زرعی آلات کو خریدنا اور کرایہ پر حاصل کرنا، کیڑے مار اور مانع نباتاتی امراض دوائیں نہ منافع نہ نقصان کی اساس پر فراہم کرنا، کاشتکاری کے ترقی یافتہ طریقوں کی تشہیر کرنا اور کاشتکاری کے مقابلوں کے انعقاد میں حصہ لینا۔

گرام پنچایتیں یووکوں اور مستحق انجمنوں کو عطیے دیکر سماجی اور ثقافتی سرگرمیوں کی بھی ہمت افزائی کرتی ہیں۔ وہ مہیلا منڈلوں کے لئے سہولتوں کی فراہمی اور ان کی عمارتوں کے لئے اراضی کے حصول میں بھی مدد دیتی ہیں۔ وہ یوم آزادی، یوم جمہوریہ، کمیونٹی ڈیولپمنٹ ہفتہ اور مرجنوں کا ہفتہ وغیرہ جیسے موقعوں کو منانے کے لئے تقریبات کے انعقاد کا اہتمام کرتی ہیں۔

ان کی امداد میں اضافہ کرنے کی غرض سے ضرورتمند گرام پنچایتوں کو ہماری عمارت پنچایتوں، مرکزوں، اور مارکٹوں کی تعمیر کے لئے سرمایہ کی فراہمی اور ان کے اخراجات پورا کرنے کے لئے حکومت کی جانب سے جملہ مصارف کے (۵۰) فی صد کی حدتک مالی امداد منظور کی جاتی ہے۔ لیکن یہ امداد (۱۰۰۰۰) روپیوں سے تجاوز نہیں کرسکتی۔

گرام پنچایتیں محفوظ آبرسانی کی اسکیمات کو بھی روبہ عمل لاتی ہیں۔ یاد ہوگا کہ دیہاتوں میں پینے کے محفوظ پانی کی سربراہی کا پروگرام ۶۴-۱۹۶۳ء سے شروع کیا گیا ہے۔ آندھرا پردیش گرام پنچایت ایکٹ بابت ۱۹۶۴ء کی دفعات ۵۴ (۱) (۸) اور ۸۰ (۲) (۶) کے تحت ہر گرام پنچایت کا فرض ہے کہ وہ اپنے علاقے میں محفوظ پینے کا پانی فراہم کرنے کے لئے اپنے مالیے میں اخراجات کی گنجائش رکھے۔

یہاں یہ بتادینا مناسب ہوگا کہ محفوظ آب رسانی کی اسکیمات کو روبہ عمل لانے کے لئے مالی امداد فراہم کرنے کی غرض سے گرام پنچایتوں کو ان کی سالانہ آمدنی کے مطابق چھ درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں آبادی اور علاقے کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

حکومت نے مارچ ۱۹۷۲ء تک بشمول ہمہ جامع اسکیموں کے محفوظ آبرسانی کی جملہ ۲۷۶ اسکیمیں منظور کی ہیں۔ جن پر عاید ہونے والے اخراجات کا اندازہ معمولی حالات میں (۵۵,۳۰۴) لاکھ روپئے ہے۔ مالی سال ۷۳-۱۹۷۲ء کے لئے کوئی نئی اسکیم شروع نہیں کی گئی۔ منظور شدہ (۲۷۶) اسکیموں میں سے (۱۰۳) اسکیموں کو مکمل کرلیا گیا ہے۔

پنچایتوں کے اندر ترقیاتی سرگرمیوں میں تیزی پیدا کرنے کی غرض سے حکومت نے مسابقتی انعامات کی ایک اسکیم منظور کی ہے۔ جو پانچویں پنجسالہ منصوبے کی پوری مدت کے دوران جاری رہے گی۔ اس اسکیم کے تحت گرام پنچایتوں کو ضلع اور بلاک کی سطح پر بالترتیب (۵۰۰) اور (۲۰۰) روپئے کے انعامات دئے جائیں گے۔ انعامات کے لئے گرام پنچایتوں کا انتخاب پچھلے مالی سال کے دوران میں ان کی کارگذاری کے لحاظ سے کیا جائے گا۔

یاد ہوگا کہ ونگل راؤ کمیٹی اور اعلی اختیاری کمیٹی نے پنچایتوں کے طریقہ انتخاب اور ان کے تنظیمی ڈھانچے میں تبدیلیاں لانے کے لئے سفارشات پیش کی ہیں۔ اور ان کے مالیے کو مستحکم بنانے کے لئے تدابیر بھی بتائی تھیں۔ پنچایت راج

کے کارکنوں کی پانچ علاقہ واری کانفرنسیں اورسرپنچوں کی چارضلع کانفرنسیں منعقد کی گئیں تا کہ شرکا کے خیالات معلوم کئے جاسکیں ۔

تینوں علاقوں کی منصوبہ بندی اور ترقیاتی کمیٹیوں کے صدور ، مقننہ کے ارا کین ، ضلع پریشیدوں کے صدر نشینوں پنچایت سمیتیوں کے صدور ،ضلع پریشدوں کے نامزد ارا کین اور منتخب سرپنچ ان کانفرنسوں میں شریک رہے ۔کانفرنسوں میں اظہار کردہ تعمیری اور مفید خیالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکومت نے ابتدائی اور ضروری کارروائیاں شروع کردی ہیں ۔ پنچایتوں نے جو کامیابیاں حاصل کی ہیں ان کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہماری جمہوریت کی بنیادی سطح پر سرگرم عمل یہ ادارے ایک روشن اور تابناک مستقبل کی توقع کرسکتے ہیں ۔

* * *

یہ لوگ بھی کام کے ہیں

صفحہ ۱۷ سے آگے

ہے ۔ اور اقامت خانے میں مقیم اس لڑکے کو قیام اور طعام کے لئے کوئی اخراجات نہیں ادا کرنے پڑتے ہیں ۔

چونکہ حکومت نے اس کے بچوں کی تعلیمی دیکھ بھال کی ذمہ داری مکمل طور پر اپنے سر لے لی ہے ۔ اس لئے اس کو انکے لئے فکر مند ہونے کی ضرورت باقی نہیں رہی ۔ اسی طرح ایک موچی بھی اس احساس سے خوش ہیکہ اس کے لڑکے کو اس کے نقش قدم پر چل کر دوسروں کے جوتے سینے کی ضرورت نہیں پڑے گی ۔ اس کا لڑکا بھی اسکول میں ہے ۔ اور ایک دن ایسا آئے گا جبکہ خود اس کے لڑکے کے پیروں میں جوتے ہوں گے ۔ جو تشی بھی سمجھتا ہے کہ اس کا طوطا اس کے لڑکے کی خدمت کرنے کے لئے زندہ نہیں رہے گا ۔ لیکن وہ پریشان نہیں ہے کیونکہ اس کا لڑکا بھی تعلیم پا رہا ہے اور اس کو امید ہے کہ ایک دن وہ کسی چڑیا گھر کا منتظم بن جائے گا ۔ جہاں طوطے خوشی ومسرت کا ذریعہ ہیں نہ کہ کمائی کا ۔ چھوٹے بیوپاریوں کے لئے بھی اسی قسم کی پیشین گوئی کی جاسکتی ہے جس کے سچ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا ۔

بچھڑے ہوئے افراد ایک ایسی حکومت کی موجودگی میں اپنے مستقبل کی فکر سے آزاد ہیں جو روایتی طور پر پسماندہ طبقوں کو سماج کے دوسرے مستحکم طبقوں کی سطح تک ترقی دینے کا تہیہ کرچکی ہے ۔ اگر سماج نے خود اپنے آپ کو نہیں سدھارا تو یہ حکومت اس کو سدھار دے گی ۔

* * * * *

سماج کے کمزور طبقات بھی آج ترقی اور خوشحالی کی نئی منزلوں کی جانب گامزن ہیں۔ ان کو اوپر اٹھانے کے لئے حکومت آندھرا پردیش نے بہت سی اسکیمیں بنائی ہیں اور ان پر عمل بھی شروع کردیا ہے۔ یہ سہ رخی اسکیمیں ہیں جو ان طبقات کی اقتصادی ، سماجی اور سیاسی زندگی کی بہتری سے تعلق رکھتی ہیں۔ ۲۰ - نکاتی اقتصادی پروگرام کے تحت جو متعدد اقدامات کئے جارہے ہیں۔ ان کی بدولت سرکاری اسکیموں کی عمل آوری میں بہت جوش و خروش پیدا ہوگیا ہے اور انہیں کامیاب بنانے کے لئے عوام ، ارباب اقتدار سے بھر پور تعاون کررہے ہیں۔

ں پروڈرام
ے طبقات کے
ں کا سرچشمہ

ضلعوں کے آنچل سے
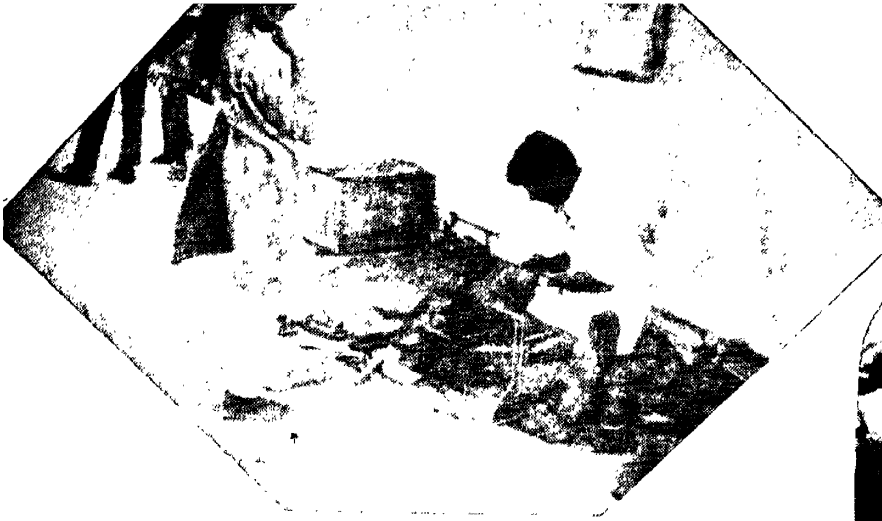
سرپور میں مخالف فسطائیت جلسہ

شری بی - رنگا ریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے تمام کانگریسیوں اور ترقی پسند طاقتوں سے اپیل کی کہ وہ وزیر اعظم کے ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کو روبہ عمل لانے کی سرگرمیوں سے متعلق جوش و خروش کو برقرار رکھیں - چونکہ غربت کو ختم کرنے اور امیر و غریب کی درمیان خلیج کو پاٹنے نیز سماجی و معاشی انصاف کے حصول کے لئے راہ ہموار کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے -

سرپور کاغذنگر میں ۲۵ - نومبر کو ایک زبردست مخالف فسطائیت ریلی کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بروقت ایمر جنسی کے نفاذ اور پھر وزیر اعظم کےمعاشی پروگرام کے اعلان ھی کی وجہ سے سیدھے بازو کے رجعت پسندوں اور بائیں بازو کے مہم پسندوں کی سازش کو کچلا جاسکا ورنہ ملک میں جمہوریت اور پارلیمانی نظام زندگی کو حقیقت میں خطرہ لاحق ہو چکا تھا -

بنگلہ دیش کے واقعات کا حوالہ دیتے ہوئے وزیر فینانس نے کہا کہ دنیا کی فسطائی قوتیں جمہوری ممالک میں غیر مستحکم حالات پیدا کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی ھیں - لھذا ھر محب وطن شہری کا یہ فرض ھے کہ وہ وزیر اعظم کی بھر پور حمایت کرے جنہوں نے نہ صرف جمہوریت کو بچایا ھے بلکہ جو سوشلزم کے راستے پر ملک کی رہنمائی کررھی ھیں -

انہوں نے خاص طور پر کانگریسیوں اور تمام ھم خیال جماعتوں کے کارکنوں سے اپیل کی کہ وہ دیہاتوں کا دورہ کریں اور کمرشیل اور کوآپریٹیو بنکوں سے ضروری،مالی امداد حاصل کرنے میں ان لوگوں کی مدد کریں جنہیں کاشت کی زمین اور مکانات بنوانے کے لئے اراضی دی جا چکی ھے -

شری بی - رنگاریڈی نے کہا کہ جب تک غریبوں اور کچلے ہوئے عوام کے معاشی حالات میں سخت محنت اور متفقہ کوشش کے ذریعے انقلابی تبدیلی نہیں لائی جاتی اس وقت تک فسطائی قوتوں کی جانب سے خطرہ باقی رھیگا -

صنعتی مزدوروں کے لئے مکانات :

مقامی صنعتی مزدوروں کی جانب سے کم لاگت پر مکانات تعمیر کرنے کی تجویز کا جواب دیتے ہوئے سری بی - رنگاریڈی نے یقین دلایا کہ کم لاگت کے مکانات تعمیر کرنا حکومت کی پالیسی ھے اور وہ صنعتی مزدوروں کے لئے مرحلہ وار پروگرام تیار کرنے کی کوشش کریں گے - چونکہ انتظامیہ بھی ایسے مکانات کی تعمیر پر خرچ ھونیوالی رقم کا ۲۰فیصد حصہ برداشت کرنے کے لئے تیار ھے- سرپور کاغذ کے کارخانے اور سر سلک کے کارخانے میں جملہ ۶ ھزار صنعتی مزدوروں میں سے صرف ۲ ھزار مزدوروں کو اب تک مکانات مہیا کئے گئے ھیں -

شری کے - وی کیشولو وزیر ھینڈلوم نے جنہوں نے جلسے کی صدارت کی کہا کہ باوجود تمام تر ترقی کے ابھی غربت ختم نہیں ھوئی اس لئے ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کی عمل آوری کے لئے عوامی تعاون اور انتظامی قوانین کے ذریعے بھر پور کوشش کرنے کی ضرورت ھے -

پرائمری اسکول کی عمارت کا افتتاح

شری بوٹم سری رام مورتی وزیر سوشیل ویلفیر نے ۸ - نومبر کو موضع کونڈوننڈو کوڈاڈ پنچائیت سمیتی ضلع نلگنڈہ میں ۵۶ ھزار روپیوں کی لاگت سے تعمیر کی ھوئی ایک پرائمری اسکول کی عمارت کا افتتاح کیا - ایک مخیر شخص نے اس تعمیر کے لئے عطیہ دیا تھا -

جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے وزیر موصوف نے موضع کے بزرگوں کو مبارکباد دی اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ موضع کی ترقی کے لئے اندرونی وسائل کو یکجا کرکے اسے ایک مثالی موضع میں تبدیل کریں - انہوں نے کہا کہ صرف قانونسازی ھی سے بنیادی سماجی تبدیلیاں نہیں لائی جاسکتیں بلکہ یہ سوسائیٹی کی ذمہ داری ھے کہ وقت کی ضرورت کے ساتھ سماج میں مناسب تبدیلیاں لائے -

شری واسودیو راؤ برسن انچارج اسٹیٹ کوآپریٹیو سنٹرل بینک نے جلسے کی صدارت کی ۔

وزیر موصوف نے هریجن چیری کا دورہ کیا اورگاؤں میں کچھ دن قبل چھوت چھات کی بنیاد پر هریجنوں کو هراساں کرنے کے واقعات سے متعلق بر سر موقع جانچ کی ۔

پل کی تعمیر کا سنگ بنیاد ۔

۵- نومبر کو پوڈلکور پنچایت سمیتی کے موضع کوٹی تیرتم میں (۲) لاکھ روپئے کی لاگت سے تعمیر کئے جانیوالے پل کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے شری ایم ۔ وینکٹ ریڈی وزیر چھوٹی آبپاشی نے کہا کہ یہ کام کم سے کم ضرورت کی تکمیل کی بنیاد پر اطراف کے پانچ مواضعات کی سہولت کیلئے روبہ عمل لایا جا رہا ہے ۔ وزیر موصوف نے موضع ایلدورتی کے قریب نلا واگو پر کازوے کا سنگ بنیاد بھی رکھا ۔ جسکی لاگت ۵۰ هزار روپئے ہے اور اس سے قریب کے ۴ مواضعات کو حمل و نقل میں سہولت ہوگی ۔ وزیر موصوف نے پدا گوباورم میں ۱۳۳۰۰ روپئے کی لاگت سے تعمیر شدہ ایک چھوٹے تالاب کا افتتاح کیا ۔ اس سے ۸۰ ایکڑ زمین سیراب ہوسکے گی ۔

قبل ازیں وزیر موصوف نے پوڈلکور میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے اشارتاً کہا کہ بدویل کی چھوٹی آبپاشی کی اسکیم پر اس سال کے دوران تعمیر کا کام شروع کیا جائیگا ۔ جس سے ۱۱۵۰ ایکڑ زمین سیراب ہوگی اور اس پر ۱۰ لاکھ روپے کی لاگت آئیگی ۔

پوڈلکور پنچایت سمیتی کے کمزور طبقات میں ۱۷۹ مکانات کی اراضی کے پٹے اور ۶۲ اراضیات کے پٹے تقسیم کرتے ہوئے انہوں نے ولیج افسروں کو متنبہ کیا کہ وہ اپنے رویہ کو تبدیل کریں اور کمزور طبقات کے لئے اراضیات اور مکانوں کی زمینات تقسیم کرنے میں بھر پور تعاون کریں ۔ انہوں نے زمین گروی بنک کی جانب سے دیئے ہوئے ۵ هزار روپئے کی زرعی ترقیاتی قرضے کمزور طبقات میں تقسیم کئے اور عوام کو مشورہ دیا کہ حکومت سے معاملات کی یکسوئی کروانے کے لئے درمیانی افراد کی حوصلہ افزائی نہ کریں ۔

سری اے ۔ سنجیواریڈی سابق وزیر نے جلسہ کی صدارت کی ۔

شری سی ۔ ارجن راؤ ڈسٹرکٹ کلکٹر نے ضلع میں ۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کی کامیاب عمل آوری کے لئے عوام کے تعاون پر زور دیا ۔

شری ڈی ۔ کرشنیا یم ۔ پی شری تلا بند ولا ناگیشور راؤ اور شری کے ۔ رمنا ریڈی پریسیڈنٹ سمیتی نے بھی تقریریں کیں ۔ شری بی ۔ بٹابھی رامیا بلاک ڈیولپمنٹ افسر نے شکریہ ادا کیا ۔

پنچائت راج بھون کا افتتاح :

شری بھیم سری رام سورتی وزیر سوشیل ولفیر نے ۶ نومبر کو مریال گوڑہ میں ۱۰ هزار روپے کی لاگت سے تعمیر کئے ہوئے پنچائت راج بھون کا افتتاح کیا ۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ امیر اور غریب کے درمیان بڑھتی ہوئی خلیج کو پاٹ دیا جانا چاهیئے تا کہ عوام کو سماجی انصاف حاصل ہوسکے اس کام میں پنچائت راج اداروں کو اهم کردار ادا کرنا ہے انہوں نے بتایا کہ سال رواں میں حکومت کی کوشش تھی کہ ۹لاکھ ایکڑ تقسیم کئے جائیں ۔ اس ضمن میں زمینات حاصل کرنے کے لئے ۱۰ کروڑ روپیے مختص کئے گئے تھے ۔ انہوں نے حکومت کی جانب سے هریجنوں کو دی جانے والی زمینات پر قبضہ کرنے پر زمینداروں کو خبر دار کیا کہ وہ ایسی زمینات کا قبضہ چھوڑ دیں ورنہ قانون شکنی کی جرأت کرنے پر ان کے خلاف کارروائی کی جائیگی انہوں نے هریجنوں سے اپیل کی کہ وہ اپنی حالت سدھارنے کے لئے مختلف ایجنسیوں کے توسط سے فراہم کئے جانیوالے مواقع کا استعمال کریں ۔

شری بی ۔ پی ۔ ولیم ڈسٹرکٹ کلکٹر نے جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے خواهش کی کہ غیر سرکاری ایجنسیاں کمزور طبقات کے لئے تیار کی ہوئی اسکیمات کی عمل آوری کے لئے تعاون کریں ۔

شری گنگا دھر سر پنچ مریال گوڑہ نے اجتماع کا خیر مقدم کیا ۔ اور شری رام کرشنا ریڈی یم ۔ پی ،شری پی ۔ راجہ رتنم یم ۔ یل ۔ اے ، شری ٹی ۔ کرشنا ریڈی ، یم ۔ یل ۔ اے ، شری کملما ۔ شری تمالا راملو ۔ یم ۔ یل ۔ اے،شری کے ۔ رنگا ریڈی چیر مین ضلع پریشد ۔ شری مادھو ریڈی صدر سمیتی نے اس موقع پر تقریریں کیں ۔

قبل ازیں وزیر موصوف نے ۱۰ هزار افراد کے جلوس کے همراہ قصبے کا گشت کیا جو وزیر اعظم کے ۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کی حمایت میں نکالا گیا تھا ۔

شری بھیم سری رام ۔ سورتی نے حضور نگر سمیتی کے موضع گدی بلی کا دورہ کیا جہاں انہوں نے پنچایت گھر کا سنگ بنیاد رکھا جو ۲۵ هزار روپئے کی لاگت سے تعمیر کیا جائیگا ۔

طلبہ کو نظم و ضبط کا پابند ہونے کی تلقین

شری بی ۔ رنگا ریڈی وزیر فینانس نے ایک میٹنگ

میں گورنمنٹ جونیر کالج سرپور کے طلباء اور اسٹاف کو مخاطب کیا۔ شری کے۔ وی۔ کیشولو وزیر هینڈ لوم نے میٹنگ کی صدارت کی۔

وزیر فینانس نے طلباء اور اسٹاف کی توجہ ڈسپلن اور فرض شناسی کی جانب مبذول کروائی جو ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد سے ان میں پیدا ہوئی ہے۔ انہوں نے طلباء سے اپیل کی کہ وہ اپنا تعلیمی دور ختم کرنے کے بعد نظم و ضبط کے پابند شہری کی حیثیت سے ابھریں اور انہیں چاہئیے کہ پچھلے دور کو بھول جائیں جسکی وجہ سے انکے تعلیمی معیار میں انحطاط پیدا ہوا تھا۔ اور جس سے طالب علم طبقہ بدنام ہو گیا تھا

شری رنگا ریڈی نے زور دیتے ہوئے کہا کہ تدریسی عملے کے ممبر بھی جو پچھلے سیاسی [illegible] میں ملوث ہوئے اور طلباء کو بدنظمی پر ابھارتے تھے انہیں چاہئیے کہ تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لئے کام کریں۔

قبل ازیں پرنسپل جونیر کالج نے وزراء کا خیر مقدم کرتے ہوئے بتایا کہ گنجائش کی کمی کی وجہ سے کالج کو "شفٹ سسٹم" پر چلایا جا رہا ہے۔ انہوں نے کالج کے لئے مناسب عمارت مہیا کرنے کی اپیل کی۔

سرسلک کارخانہ کا معائنہ

شری رنگا ریڈی اور سری کیسولو نے صبح میں سرپور کاغذ اور سرسلک کارخانے کا معائنہ کیا اور صنعتی مزدوروں کے لئے مکانات کے مسئلے پر انتظامیہ سے تبادلہ خیال کیا۔

شری بھنڈاری کارخانوں کے صدر نشین نے وزراء کا خیر مقدم کیا اور انہیں دونوں کارخانے دکھائے۔

اراضی کے پٹوں کی تقسیم

بعد ازاں شام کاغذ نگر میں وزیر فینانس نے ایک جلسے میں جسکی صدارت شری کے۔ وی۔ کیسولو وزیر هینڈلوم نے کی انہوں نے [illegible] گاؤں میں اسکوائرمین اور لوگوں میں مکانات کے پٹے تقسیم کئے۔

وزراء نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے سرکاری و غیر سرکاری افراد کو مشورہ دیا کہ تقسیم شدہ زمینات کو ترقی دینے کے لئے کمرشیل و کوآپریٹیو بنکوں کی مالی امداد کے حصول کا اقدام کریں۔

بعد ازاں انہوں نے ریونیو افسر اور صدر نشین کوآپریٹیو هاوزنگ سوسائیٹیز فیڈریشن کے همراہ کوآپریٹیو هاوزنگ سوسائٹی کاغذ نگر کی جانب سے تجویز کردہ مکانات کی اراضی کا معائنہ کیا۔

* * *

شاذ تمکنت

تہ خانے کی روشنی

۷ - ستمبر کی صبح عوض سعید نے اطلاع دی کہ اریب چل بسے -

اک عمر سے تھی تکلف جسے کل رات وہ قیدی چھوٹ گیا

سترہ برس کی دوستی اور جھگڑے ۷ - ستمبر سنہ ۷۰ ع کی صبح تین بجے ختم ہوگئے - کچھ ادھار اریب کی طرف رہ گیا اور کچھ قرض میری گردن پر - میزان عدالت ٹھیر گئی ہے -

کسے وکیل کریں کس سے منصفی چاہیں

رفاقت کی یہ مدت اپنے سینے میں واقعات کے طوفان چھپائے ہوئے ہے - گفتنی و ناگفتنی واقعات

رات تھوڑی ہے اور سوانگ بہت

یہ ان دنوں کا ذکر ہے جب میں فرسٹ ایر کا طالب علم تھا ، نظام کالج میں ایک یادگار مشاعرہ منعقد کیا گیا تھا - وھیں میں نے حضرت نجم آفندی کے والد حضرت بزم آفندی کو دیکھا تھا - نوے برس کی عمر ، جھریوں سے ہر چہرہ چھپی رنگت جامہ وار کی شیروانی میں ملبوس حضرت بزم تخت پر تشریف فرما تھے - فراق بھی اس مشاعرے میں شریک تھے - یہیں میں نے پہلی بار سلیمان اریب کو دیکھا تھا - کشیدہ قامت ، چوڑی چکلی ہڈی کے ہاتھ پاؤں گورا رنگ ، چہرہ پر چیچک کے داغ ، لمبے لمبے سنہری بال ، سراپا جسے پر کشش کہا جاسکتا تھا - مجھے یاد ہے اریب گہرے نیلے رنگ کے کوٹ میں ملبوس تھے - بال ان دنوں بھی پریشان رہا کرتے تھے - مائک پر آئے ، ایک نظم "سرمایہ داری ،، کے عنوان سے سنائی ، مجھے نظم بالکل پسند نہ آئی بلکہ طبیعت سخت بے مزہ ہوئی تھی - اس کے بعد میرا یہ معمول ہوگیا کہ جہاں اریب کا کلام نظر سے گزرتا میں سرسری نظر ڈالکر آگے بڑھ جاتا - ایک رسالے میں ان کی ایک نظم " موڑ ،، شائع ہوئی تھی میرے ایک دوست نے نظم کی تعریف کرتے ہوئے مجھ سے کہا تھا کہ میں یہ نظم ضرور پڑھوں میری نظر سے وہ رسالہ گذر چکا تھا - کاتب نے " موڑ ،، کو اس طرح لکھا تھا کہ وہ " موٹر ،، پڑھا جاتا تھا - چنانچہ میں نے دل ھی دل میں اریب کے انتخاب موضوع پر مسکراتے ہوئے صفحہ الٹ دیا تھا - اپنے دوست کی توجہ دلانے کے بعد نظم پڑھی - نظم مجھے پسند آئی گو کہ اس میں ترقی پسندوں کی فارمولہ ٹائپ باتیں بھی موجود تھیں لیکن بحیثیت مجموعی نظم کا لب ولہجہ دلکش اور تازگی لئے ہوئے تھا -

۵۳ ع تک میرے پاس دو ایک درجن نظمیں اور غزلیں جمع ہو گئی تھیں - لیکن ان کی اشاعت کی نوبت نہیں آئی تھی کہ مجھے اپنے قلمی نام کی جستجو تھی - جب یہ ھفت خوان طے ہوا تو میری نظمیں " پریت لڑی ،، (جالندھر) "تہذیب ،، (پٹنہ) " شاہراہ ،، (دہلی) اور "ادب لطیف ،، (لاھور) میں یکے بعد دیگرے دو چار مہینوں کے وقفے سے شایع ہوئیں - اسی دوران میں حیدرآباد کے ایک ھفتہ وار میں میری ایک نظم شایع ہوئی تھی جس پر بعض پرانے لکھنے والوں کو یقین نہ آتا تھا کہ یہ نظم کسی نئے شاعر کی ہو سکتی ہے - یہ تمام نظمیں اریب کی نظر سے بھی گذریں - پرانے لکھنے والوں میں اریب ھی ایسے تھے جنھوں نے میرے خلاف رائے نہیں دی تھی بلکہ مجھے ڈھونڈھ نکالنے کی کوشش کی تاکہ میں ان کے رسالے " سب رس ،، میں لکھہ سکوں - ادارۂ ادبیات اردو کے ترجمان اور ڈاکٹر زور مرحوم کے " سب رس ،، کی ادارت ان دنوں اریب کے ذمے تھی - ایک دن اریب سے ملاقات ہوئی - بہت بھلے انداز میں ملے ، نہ یہ رعب ڈالا کہ وہ ایک مشہور و معروف شاعر ہیں نہ یہ ظاہر ہونے دیا کہ میں ایک نو مشق و نو وارد شاعر ہوں ، اریب نے نظم مانگی میں نے نظم دے دی - انہوں نے " سب رس ،، میں چھاپ دی لیکن ایک لفظ بدل دیا اور اریب کی یہ عادت تھی کہ وہ نئے لکھنے والوں کی تخلیقات پر کبھی بے سبب ھی اصلاح دے دیتے تھے - لفظ کی تبدیلی پر مجھے بےحد غصہ آیا ، اس لئے بھی کہ انہوں نے خواہ مخواہ ھی لفظ تبدیل کردیا تھا - چنانچہ میں نے ان سے سخت شکایت کی جس پر انہوں نے اوزان وغیرہ سے زیر کرنا چاہا - میں نے فرفر مصرع کی تقطیع کردی - جس پر اریب مسکرا کر چپ ہو گئے اور دوسری نظم کا مطالبہ کیا میں نے وعدہ لیا کہ وہ اب کے نظم من و عن چھاپیں گے یا واپس کردیں گے - اریب میری باتوں پر برابر مسکراتے رہے اور وعدہ کیا کہ اگر سہواً " کا ،، " کی ،، " کے ،، بھی چھوٹ جائیں تو وہ نہیں بنائیں گے - اریب نے نہ صرف نظم شایع کی بلکہ میرا تعارف بھی لکھا جو بہت حوصلہ افزا تھا -

انجمن عوامی مصنفین حیدرآباد کے معتمد تھے ۔ کمرہ نمبر ۱۷ پر ہر ہفتہ اجلاس ہوا کرتے تھے ۔ اریب مجھے ان جلسوں میں آنے کی دعوت دیتے رہے لیکن میں مسلسل ٹالتا رہا ۔ بات یہ تھی کہ ان جلسوں میں مضامین نظم و نثر پڑھے جاتے اور فوری تنقید و تبصرہ شروع ہوجاتا ۔ ہر نقاد اور ہر مبصر ادیب کو مشورہ دیتا کہ وہ اپنی تخلیق کو یوں کرے اور یوں بدل دے تو بہتر رہے گا اور ادیب ایک دن سے سنتا اور دوسرے کان سے اڑادیتا تھا ۔ ادب و شعر پر یوں رواروی میں رائے دینا مجھے اکھرتا تھا مگر ان جلسوں میں شریک ہونا پڑا اور مسلسل ہونا پڑا ۔ بحث و مباحثہ میں اریب شاذ ہی حصہ لیتے تھے ان کی حیثیت خاموش تماشائی کی سی ہوتی تھی ۔

حیدرآباد کی ادبی تاریخ کا یہ دور نہایت شاندار تھا ایک طرف مخدوم ، شاہد صدیقی ، لطیف ساجد اور اریب تھے کہنہ مشق لکھنے والوں میں ڈاکٹر زور ، پروفیسر عبدالقادر سروری ، نصیر الدین ہاشمی اور تمکین کاظمی بقید حیات تھے ۔ ساتھ ساتھ نئی نسل کے شعراء کی ایک پوری فصل تیار کھڑی تھی ۔ جو عزیز قیسی ، وحید اختر ، بشر نواز ، راشد انور معظم ، اکبرحیدر آبادی ، مصر ، عمور انس اور مجھ سے عبارت تھی ۔ افسانہ نگاروں میں جیلانی بانو ، واجدہ تبسم ، اقبال متین عوض سعید ، آمنہ ابوالحسن ، عاتق شاہ ، سردار سلیم ، اکرام جاوید برابر لکھ رہے تھے خاص طور پر نئے شعراء کے سرخیل و میر کارواں اریب تھے ۔ ان میں سے اکثر اریب کے شعر سے زیادہ ان کی شخصیت سے متاثر تھے ۔ ایک تو اریب خود بھی نئے لکھنے والوں کو قریب کرنا چاہتے تھے ۔ دوسرے ان کی شخصیت میں بے جا اکڑ فوں نہ تھی ۔ وہ اپنے آپ کو غیر ضروری طور پر وارد کرنا جانتے ہی نہ تھے ۔ وہ پہلی ہی ملاقات میں ایسی دوستانہ فضا پیدا کردیتے تھے کہ ہم سب شاعر انہیں اپنا بزرگ سمجھنے کے بجائے دوست ہی سمجھتے تھے ۔ اریب نے مجھے ، وحید اور بشر کو اس قدر قریب کرلیا تھا کہ ہر صبح اور ہر شام دفتر " صبا ،، پر بسر ہوتی تھی ۔ ان دنوں ہم سب کے مالی حالات نہایت سقیم تھے ۔ اریب کو " سب رس ،، سے پچہتر روپے ماہوار ملتے تھے ۔ عزیز قیسی عدالت خفیفہ میں بینچ کلرک تھے ۔ وحید اختر شدید غربت و افلاس کے باوجود اپنی تعلیم جاری رکھے ہوئے تھے ۔ بشر نواز کسی لوہے کے کارخانے میں کام سیکھنے جایا کرتے تھے ۔ میں کالج سے بھاگ کر شاعری کے رنگ محل میں پناہ گزین تھا اور گھر کی روٹی کھا کر چین کی بنسی بجاتا تھا ۔ یہ " محمل آوارگان ،، ہر شام معظم جاہی مارکٹ کے چوراہے پر گنبہار کمپنی کے روبرو یا رسالوں کی دکان اسٹار اینڈ کمپنی پر جمتی ، اکثر و بیشتر ہمارے پاس چائے کے لئے بھی پیسے نہ ہوتے تھے ۔

اریب ، وحید ، بشر ، س ۔ ا ۔ عشرت ، سردار سلیم ، عزیز قیسی ، حمید الماس ، عوض سعید کبھی کبھی فائن آرٹس اکیڈیمی کے دو ایک موسیقار بھی ہماری " بزم استاد گان ،، میں آشریک ہوتے تھے ۔ شاہد صدیقی ، احمد مکی ، علام جیلانی ، صدیق عثمانی ، امان ارشد ، ہفتے میں دو ایک بار ضرور آتے اور ہماری گفتگو میں شریک رہتے تھے ۔ اکثر چائے کا سلسلہ اس وقت تک اٹھا رکھا جاتا جب تک عزیز قیسی نہ آجاتے ۔ یہ ضیافت اکثر قیسی ہی کے حصے میں آیا کرتی تھی ۔ دو ایک گھنٹے یہاں گپ شپ ہوتی اور اریب اپنی خستہ حال سیکل ہاتھ میں لئے میرے اور عوض سعید کے ہمراہ پیدل واپس ہوتے اور ہم لوگ نور خاں بلی ہائی اسکول کے چوراہے پر دس پندرہ منٹ کھڑے رک جاتے ، پھر باتوں کا سلسلہ جاری رہتا یہ مقام ہمارے لئے کرمینس کا حکم رکھتا تھا ۔ یہاں سے اریب اپنے گھر کی طرف (محلہ اسد ۔ سی ڈرڈ) سیکل پر چل پڑتے اور میں اور عوض سعید اپنے اپنے گھروں کا رخ کرتے ، یہ معمول برسوں جاری رہا ۔ اس میں ناغہ اسی وقت ہوتا جب کوئی مشاعرہ ہوتا یا اریب کے کوئی قدر داں انہیں توجہ بادہ و جام کی طرف لے جاتے ۔

شراب کے سلسلہ میں اریب نے عمر خیام کی نصیحت کبھی نہیں مانی ، " نہ کم خورو کہ کہ خورو پنہاں خور ،، والی بات انہوں نے کبھی نہیں سنی ۔ شراب یوں بھی کم رندوں پر مہربان ہوتی ہے ۔ جسے راس آجائے وہ جوش ملیح آبادی کہلاتا ہے جسے راس نہ آئے وہ منٹو ، اختر شیرانی ، مجاز ، کریس کمر شاد اور سلیمان اریب کہلاتا ہے ۔ اریب جب پینے پر آتے تو بے تحاشہ پیتے ۔ پی کر بہک جانا ان کا مشغلہ تھا ۔ کم پی ہو کہ زیادہ ، بہکی بہکی باتیں ضرور کرتے تھے ۔ پینے کے بعد اریب بالکل دوسرے ہی آدمی لگتے تھے ۔ وہ زرا سی بات پر برہم ہوکر ساری محفل کو برہم کردیتے تھے ۔ اس عالم میں ان کی انا سر چڑھ کر بولنے لگتی تھی ۔ وہ اپنی بات پر مصر رہتے تھے ۔ اختلاف رائے کی نوبت آنے کا یہ مطلب ہوتا تھا کہ مخالف یا تو ان کی سخت سست سنے گا یا پٹ جائیگا ۔ لیکن اریب نہایت خوش نصیب انسان تھے کہ انکی چاہے جانے کی خواہش ہر طرح سے پوری ہوتی رہی تھی ۔ احباب ان کے جا و بے جا ناز اٹھاتے تھے ۔ خاص طور پر اقبال متین ، عزیز قیسی اور سردار سلیم اریب کی راتوں کے عذاب کو مدتوں بڑی محبت کے ساتھ اٹھاتے رہے ۔ ان کی زیادتیاں برداشت کیں اور پھر انہیں دوسرے دن پیار کرنے کمرہ نمبر ۱۷ پر حاضری دی ہے ۔ دن طلوع ہوتا اور اریب پھر بدل جاتے خوش پوش ، نفاست پسند ، شائستہ اور حلم و انکسار کا نمونہ بن جاتے تھے ۔ اب ان کے ساتھ نا شائستہ سلوک کیجئے وہ نہایت تحمل کے ساتھ برداشت کرلیں گے ۔ غرض کہ دن کے

اریب کا رات کے اریب سے کوئی علاقہ نہ تھا ۔ شراب نے اریب کو دور دور تک رسوا کردیا تھا ۔ اور انہیں سخت نقصانات بھی پہنچائے تھے ۔ کمیونسٹ پارٹی نے منجملہ اور وجوہ کے ان کی سیہ مستی کو بھی جواز بنا کر انہیں پارٹی سے نکال دیا تھا ۔ اریب پارٹی سے نکالے جانے پر دل ہی دل میں بہت ملول اور دل گرفتہ تھے لیکن انہوں نے کمیونسٹ پارٹی کے خلاف کبھی ایک لفظ تک نہیں کہا ۔ بار ہا ان کے نکالے جانے کی بات چھڑی لیکن اس باب میں وہ چپ سے ہوجاتے تھے ۔ یہ ان کی شرافت تھی کہ وہ اپنے بدترین دشمنوں کی بھی غیبت نہیں کرتے تھے ۔ جہاں ہجوم شعرا ہو وہاں غیبت اکثر ضیافت ذہنی و روحانی کا باعث بن جاتی ہے لیکن اریب وہ شخص تھے جنہیں میں نے بار ہا آزمایا کہ چغلی کھانا ، کسی کے بھجوے مذاق اڑانا وہ جانتے ہی نہ تھے ۔ اکثر موقعوں پر میں نے انہیں خاموش اور لاتعلق ہی پایا ۔ یہ ایسا وصف ہے جو بہت کم انسانوں میں پایا جاتا ہے ۔ ان کے سینے میں دشمنوں کے راز بھی دفن تھے لیکن وہ دشمن کا راز بھی عزیز ترین دوست سے نہیں کہہ سکتے تھے ۔

غالب نے جو شرط آموں کے بارے میں رکھی تھی کچھ ایسی ہی شرط اریب عورت کے تعلق سے رکھتے تھے ۔ ایک نہایت ہی حسین عورت کو دیکھ کر اریب نے واقعی اس کے حسن کی داد کا حق یوں ادا کیا تھا ۔

جانے کب تک تجھے اللہ نے شاعر بن کر
شعر نازک کی طرح ذہن میں سوچا ہوگا !
تب کہیں دہر کے دیوان مصور میں تجھے
گنگناتے ہوئے ، گاتے ہوئے لکھا ہوگا !

اس بلا کی خوبصورت عورت تک اریب کی رسائی اس وجہ نہ ہوسکی تھی کہ وہ ، ایک شہزادی تھی جہاں اچھے اچھوں کے پر جلتے تھے ۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب اریب ' سب رس '' کے اڈیٹر تھے ۔ اریب کی ملاقات ایک نوبہار ناز سے ہوئی ، اچھی بھلی لڑکی تھی ، اس کے گال پر ایک ننھا سا تل تھا ۔ اریب نے اس کے بارے میں رائے پوچھی میں نے حافظ شیرازی کا یہ مصرع پڑھ دیا ۔

• '' بخال ہندوش بخشم سمر قند و بخارا را ''

اریب بہت محظوظ ہوئے اور کہا ، میں سمر قند و بخارا قربان کردوں گا ۔ اپنی پرانی سیکل اور بد رنگ چرمی بیگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہی سمر قند بخارا سر دست قربان کئے جاسکتے ہیں ۔ اریب نے اس لڑکی کو اتنا نہیں چاہا جتنا اس لڑکی نے اریب کو پیار دیا تھا ۔ اریب اس سے ملنے جون کی کڑی دھوپ میں سیکل پر سوار جامعہ عثمانیہ جایا کرتے تھے ۔ جہاں وہ ایم ۔ اے کی طالبہ تھی ۔ اریب کے اس رومان سے ڈاکٹر زور مرحوم بھی واقف تھے ۔ زور مرحوم نہایت زندہ دل اور جمال پرست انسان تھے ۔ وہ اکثر اریب سے کرید کرید کر پوچھتے تھے

کون سی منزل میں ہے کون سی وادی میں ہے
عشق بلا خیز کا قافلہ سخت جاں

اریب کا یہ رومان زیادہ طول نہیں کھینچ سکا ۔ وہ لڑکی ایک دولت مند گھرانے سے تعلق رکھتی تھی ، تھوڑی بہت رسوائی ہوئی تھی کہ ماں باپ نے ایک افسر قسم کے آدمی سے اس کی شادی کردی ۔ اریب جو برق سے شمع ماتم خانہ روشن کرنے کے عادی ہو گئے تھے ، دوچار دن میں سنبھل گئے ۔ ایک دن ہم لوگ دفتر صبا پر بیٹھے گپ ہانک رہے تھے کہ ایک صاحب بڑھیا سوٹ میں ملبوس تشریف لائے اور پوچھا ''سلیمان اریب کون ہیں ۔ ؟ '' اریب نے کہا '' فرمائیے ۔ '' انہوں نے اریب کو علحدہ لے جا کر کئی سوالات کر ڈالے ۔ بعد کو اریب نے مجھے یہ بتایا کہ یہ اس لڑکی کے شوہر ہیں ۔ انہیں اریب کے معاشقے کی اطلاع مل چکی تھی ۔ وہ صاحب جس تیزی سے آئے تھے اسی تیزی سے واپس ہو گئے ۔ اریب نے تفصیل بتائی کہ وہ اپنی بیوی پر شک کررہے تھے ۔ اور کس طرح دروغ مصلحت آمیز سے کام لینا پڑا تھا ۔ چند مہینوں بعد پتہ چلا کہ ان صاحب کا ہوائی جہاز کے حادثے میں انتقال ہوگیا جس پر اریب بے حد رنجیدہ ہوئے ۔ اریب کی حیات معاشقہ کچھ حفیظ ہوشیارپوری کے اس شعر سے مشابہ نظر آتی ہے ۔

تمام عمر ترا انتظار ہم نے کیا
اس انتظار میں کس کس سے پیار ہم نے کیا

یہ رومان جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے دراصل ایک بچولی چوٹ کا بھلاوا تھا ۔

منصور کے پردے میں خدا بول رہا تھا

اریب عشق و محبت کے تعلق سے جہاں سنجیدہ اور رنجیدہ نظر آتے تھے وہ ان کا ایک ایسا عشق تھا جو انہیں نہ ہوتا تو بہتر تھا ۔ وہ ایک ایسی شے پر للچا اٹھے تھے جہاں توفیق درکار نہ تھی بلکہ گناہ کا حوصلہ چاہئے تھا ۔ اریب یہ گناہ بھی کرلیتے لیکن زمانے نے جیتے جی انہیں اس طرح سنگسار کردیا تھا کہ وہ تلملا کر رہ گئے اور مرتے دم تک ان کے دل میں ایک ٹیس سی رہ گئی تھی ۔ اریب پینے کے بعد ہر بات بھول جاتے تھے ۔ لیکن کبھی یہ نہیں بھول سکے تھے کہ اس کا نام

زبان پر لانا شریعت وفا میں حرام ہے۔ ہم دو تین احباب کے سوا یہ عشق کسی پر نہیں کھل سکا تھا۔ اور ادیب اس راز کی حفاظت کسی تپکتے چھالے کی طرح کیا کرتے تھے۔ ایک دن ادیب نے عالم سرخوشی میں مجھ سے شعر سنانے کی فرمائش کی میں نے ایک غزل سنانی شروع کی، ایک شعر میں ایک لفظ ایسا آیا جو اس خاتون کا نام بھی تھا۔ وہ لفظ اس طرح استعمال ہوا تھا کہ ذو معنی بن گیا تھا۔ ادیب نے شعر کئی بار پڑھوایا، پھر رونے لگے، پھر اصرار شروع ہوا کہ وہیں لے چلو، مجھے یاد ہے بڑی مشکل سے انہیں سنبھالا گیا تھا۔ مگر ان کی تڑپ تھی کہ کم نہ ہوپاتی تھی۔ ادیب کا یہ شعر اسی حادثے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

لٹا بیٹھے جس کے لئے نام تک اس کا نہ لیا
کاش اس بات کی اس کو بھی خبر ہوجاتی

نظام کالج میں تحریری مقابلہ تھا، تمام کالجس کے طلباء اور طالبات اپنی اپنی ٹیم لیے موجود تھیں۔ بھرے بھرے جسم کی ایک لڑکی نے ایسی تقریر کی کہ مجمع جھوم اٹھا۔ میں اور ادیب برابر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس لڑکی کو ہم نے اکثر مشاعروں میں شاعروں کے آٹوگراف لیتے ہوئے دیکھا تھا۔ مجھ سے بھی اس لڑکی نے میری ایک نظم اپنی بیاض میں لکھوائی تھی۔ غرض کہ میں اور ادیب اس لڑکی سے اس حد تک واقف تھے کہ یہ شاعر پرست اور ادب دوست طالبہ ہے۔ ادیب نے جو مائک پر یہ اعلان سنا کہ جج صاحبان نے اس لڑکی کو انعام اول کا مستحق قرار دیا ہے تو انہیں دل لگی سوجھی۔ ادیب نے مجھ سے سرگوشی میں پوچھا " شرارت کریں" میں نے کہا " بسم اللہ" ادیب نے جھٹ اعلان کردیا کہ انعام اول پانے والی طالبہ کو ماہنامہ " صبا" ایک سال تک مفت ادیب کی طرف سے ملتا رہے گا۔ یہ لڑکی اس وقت صفیہ شریف کہلاتی تھی جو بعد کو ادیب کی بیوی بنی۔ ادیب نے محض دل لگی میں یہ اعلان کردیا تھا مگر یہی دل لگی آخر کو دل کی لگی ٹھہری۔ ایک دن ادیب نے چپکے سے ایک خط دیا کہ میں پڑھ کر تنہائی میں ان سے بات کروں۔ میں نے خط کھولا القاب تھا " ادیب کہ جناب کہ صاحب، کچھ بھی نہیں۔ خط عاشقانہ تو تھا لیکن بین السطور سے کلاوٹ کی مہک ضرور آرہی تھی۔ پھر تو صفیہ کے خط آتے رہے۔ جب معاملہ کمبھیر ہوتا گیا تو ادیب بے حد فکر مند نظر آنے لگے۔ اکثر کھوئے کھوئے نظر آتے تھے۔ انہیں دنوں ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ ادیب ایک تازہ غزل کہہ رہے تھے۔ جس کا ایک شعر یاد رہ گیا۔

سوچتا ہوں دنیا کو چھوڑ کر کہاں جاؤں
تیری بوئے پیرہن ہر نفس سے آتی ہے۔

"نفس سے آتی ہے،" "قفس سے آتی ہے" قافیہ اور ردیف تھے۔ ادیب نے اس غزل کے شعر سنانے۔ بار بار کہتے تھے زمین مشکل ہے مطلع نہیں ہورہا ہے۔ یہی بات انہوں نے ساجد صدیقی مرحوم سے بھی کہی۔ ساجد صاحب سے جنہیں ملاقات کا شرف حاصل رہا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ غضب کے باغ و بہار آدمی تھے۔ فقرہ بازی، حاضر جوابی، بذلہ گوئی، لطیفہ سنجی ان کے مزاج کا حصہ تھیں۔ بلا کے ذہین آدمی تھے شعر اتنی جلدی کہتے تھے کہ آپ ہم نثر بھی نہ لکھ سکیں۔ ساجد صاحب نے غزل کے اشعار سنے اور فوری مطلع کہہ دیا جس میں صفیہ کی طرف تلمیح ہے۔

میرے پاس اک لڑکی دو برس سے آتی ہے
اس کے پاس موٹر ہے پھر بھی بس سے آتی ہے

ادیب اکثر صفیہ کے بارے میں پوچھ لیا کرتے تھے کہ وہ سرتک حیات کے روپ میں کیسی رہے گی! یہ وہ زمانہ تھا کہ ادیب سنانے کی منزل میں آگئے تھے۔ اب محض عشق، رومان دل لگی ان کا مقصد نہ تھا بلکہ وہ ایک گھر بسانا چاہتے تھے۔ انہوں نے بہت پہلے ایک گھر بسایا ضرور تھا لیکن وہ نیک بخت سدھار گئی۔ اس بیوی کے بطن سے ایک بچی تھی وہ بھی چل بسی اس گھر کو بسانے کی دھن میں وہ مہاراشٹرا کے ایک شہر بھی ہو آئے تھے۔ وہاں ایک ہم مذاق خاتون رہتی تھیں جو کنواری بھی تھیں، ادیب چاہتے تھے کہ وہاں رشتہ طے ہوجائے۔ ادیب نے انہیں دیکھا لیکن وہ پسند نہ آئیں واپسی پر بتایا کہ وہ بالکل مغلی عورت لگتی ہے۔ اس دوران میں صفیہ سے ان کی ملاقات ہوئی اور آہستہ آہستہ ادیب نے یہ فیصلہ کرلیا کہ وہ صفیہ سے شادی کرلیں گے۔ بقول ادیب

غضب تو یہ ہے کہ خود تجھ کو بھی خبر نہ ہوئی
ہوس کا سلسلہ کب تیرے پیار تک پہنچا

ایک دن سویرے سویرے ادیب میرے گھر آئے۔ کچھ گھبرائے گھبرائے سے لگ رہے تھے۔ جب میں نے خیریت پوچھی تو بتایا کہ پانچ بجے شام اقبال متین کے گھر آجانا آج میری شادی ہے۔ عقد کرلوں گا۔ رخصتی بعد کو ہوگی۔ وغیرہ وغیرہ یہ بات راز رکھی جارہی تھی کیوں کہ صفیہ کے گھر والے اس رشتہ کو قطعی پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ لوگ چاہتے تھے کہ صفیہ کسی آئی۔ اے۔ ایس۔ کی بیوی بنے۔ لیکن صفیہ محلوں میں رہ کر جھونپڑوں کے خواب دیکھا کرتی تھی۔ اس کے نزدیک شاعر اور ادیب ہی سب کچھ تھے۔ یوٹوپیا کی یہ اپسرا معاشی فراغت اور مالی آسودگی کو ٹھوکر مار کر ادیب سے پیمان وفا باندھ چکی تھی۔ میں شام اقبال متین کے گھر جو مغل پورہ میں

تھا پہنچا - میرے پہنچنے میں قدرے تاخیر ہوگئی تھی - گھر کا دروازہ بند تھا - میں نے دروازہ کھٹ کھٹایا - اندر کچھ آہٹ ہوئی ، سرگوشیاں ہوئیں ، پھر کسی نے پوچھا کون ہے ؟ میں نے اپنا نام بتایا تب دروازہ کھلا - دالان میں اریب دولھا بنے بیٹھے تھے - جھم جھاتا شملہ ، جھم جھاتی شیروانی گلے میں پھولوں کے موٹے موٹے ہار سہرا ہٹا کر اریب نے مجھے دیکھا - سبھی لوگ دروازہ کھٹ کھٹانے پر بد حواس ہوگئے تھے کہ کہیں صفیہ کے گھر والے نہ آگئے ہوں - خدا خدا کر کے سب کے حواس درست ہوے ، قاضی صاحب نے خطبہ نکاح پڑھا ، چھوارے اڑائے گئے - مبارک سلامت کا شور ہوا - اقبال متین اور منیر نے مہمانوں کی تواضع شروع کی - اس طرح اریب کی شادی بخیرخوبی انجام پائی - اب اریب ایک شریر ، کھلنڈرے بچے کی طرح اڑ گئے کہ رخصتی بھی ابھی ہوجائے - چاہے جوہو سو ہو ہرچہ باد اباد ، کچھ سمجھانے کی کوشش کی گئی لیکن وہ ہٹیلا کہاں ماننے والا تھا - صفیہ نے ایک خط کے ذریعہ اپنے والد کواطلاع دےدی کہ اس نے اریب سے شادی کرلی ہے- اس کے بعد صفیہ کے گھر میں جو بھی طوفان اٹھا ہوگا اس کا اندازہ کرنا سب کے لئے قرین قیاس ہے - اریب نے ایک طرح سے بے سر و سامانی کے عالم میں شادی کی تھی - آمدنی کا کوئی مستقل ذریعہ نہ تھا ، صفیہ نے بھی تعلیم مکمل نہیں کی تھی - چنانچہ قریبی دوستوں نے مشورہ دیا کہ کم از کم دو چار سال تک اولاد نہیں ہونی چاہیئے - اریب نے اس تجویز پر سب سے زیادہ حامی بھری تھی - دو ایک ماہ بعد اریب نے میرے کان میں یہ مژدہ سنایا -

وہ آرہے ہیں دعوت ایماں لئے ہوے

ایک برس کے اندر حسین کی ولادت ہوئی - جس میں صفیہ کی جان کے لالے پڑ گئے تھے - اس متاھل زندگی نے اریب کے شب و روز میں بڑی حدتک اعتدال پیدا کردیا تھا -

" صبا "، کے سلسلے میں اریب نے ہمیشہ اپنے آپ کو سنجیدہ ظاھر کرنے کی کوشش کی ، لیکن وہ اپنے مزاج کے لاواہالی پن سے مجبور تھے کچھہ تو اپنے ملک میں ھی اردو رسالوں کی قسمت پھوٹی ہوئی ہےاس پر زرا سی عدم توجہی بیڑہ غرق کرنے کا سبب بن جاتی ہے - " صبا "، کے لئے اریب نے اپنے سب رسوخ استعمال کئے ، یار دوستوں نے بقدر امکان مدد کی ، رسالہ کے لئے ایک مشاعرہ بھی کیا گیا لیکن "صبا"، نے ادبی حیثیت سے تو اپنا مزاج و مقام بنالیا لیکن اسکی مالی حیثیت مستحکم نہ ہو سکی - ۵۵ ع میں اریب نے " سب رس "، چھوڑ کر صبا نکالا میں سردار سلیم اور وحید اختر گویا " صبا "، کے لئے وقف تھے - کاغذ کاٹنا ، پرچہ تہہ کرنا ، پتے لکھنا یہ سب کام باری باری ہم لوگ کیا کرتے تھے - پھر اس کے بعد اریب کے ہمراہ یہ قافلہ پوسٹ آفس روانہ ہوتا اور رسالے پوسٹ کئے جاتے تھے - اریب سے ان دنوں مراسم نہایت گہرے ہو گے تھے - ایک دن بھی ایک دوسرے سے نہ ملتے تو بڑی کمی کا احساس ہوتا تھا میں انہی دنوں کے دو خطوط درج ذیل کرتا ہوں - جن سے اریب کی شیفتگی و موانست کا اندازہ ممکن ہے -

۱۱ - مئی ۵۵ ع

عزیزم چنو

تم پرسوں بھی نہیں آئے اور کل بھی غائب رہے
اور ہم ہیں کہ چشم بر راہ ہیں اور بے کل سے کل
کسی چیز کی عادت پڑنا اچھی بات نہیں ہےلیکن
کیا کیا جائے کہ ہم ہوس والوں کو بعض چیزوں کی عادت پڑ ھی جاتی ہے- لہذا تمہاری دو روز کی غیر حاضری نے یہ ثابت کردیا کہ ھمیں تمہاری بھی عادت پڑگئی ہے یا پڑ رھی ہے - ھمیں ایسی عادتوں سے بچاؤ -

اب تو یہی ہے کہ آج شام میں تم ضرور آؤگے چاہے میرا خط تمہیں ملے یا نہ ملے ورنہ یہ خط ملنے کےبعد تو آؤ گے ھی -

بی جلن نے افسانہ دیا یا نہیں ؟

تمہارا بھائی

اریب

یہ چنو اریب کی عطا کردہ عرفیت تھی اور " بی جلن "، سے مراد جیلانی بانو ہیں - ایک اور خط ملاحظہ ہو -

۱۴ - اکتوبر ۵۵ ع

ش ت

کون سی رات آن ملئے گا
دن بہت انتظار میں گذرے

س - ا

" ش ، ت "، کی بات سنئے ، میں اپنے نام کے سر حروف سے " صبا "، میں کتابوں پر تبصرہ لکھا کرتا تھا - جرمن اور فرانسیسی زبان کے پروفیسر ڈاکٹر طاہر علی خان مسلم جو ان دنوں نظام کالج پر مامور تھے ، اس ش ، ت کی رعایت سے مجھ شمس تبریزی کہ کر پکارتے تھے - اریب کے القاب کے پیچھ یہی تلمیح کار فر ما ہے -

اریب کو یہ شکایت تھی کہ اکثر اچھے اور مشہور لکھنے والے ”صبا،، کا تعاون نہیں کرتے ھیں ۔ مجھے اریب سے یہ شکایت تھی کہ وہ ادیبوں کو خط لکھ کر چیزیں کیوں نہیں مانگتے ۔ اس بات پر ان سے بحث ہوتی تھی ۔ ان کی منطق میری سمجھ سے بالاتر تھی ، وہ کہتے تھے کہ اگر اچھے اور معتبر لکھنے والے ”صبا،، کو اپنا پرچہ سمجھتے ھیں تو پھر یاد دھانی کیا معنی رکھتی ھے ؟ یہاں یہ بات خالی از دلچسپی نہ ہوگی کہ اریب تمام تر نئے لکھنے والوں کو خطوط لکھا کرتے تھے اور ان میں تازہ تخلیق کی فرمائش ہوتی تھی ۔ لیکن مشہور لکھنے والوں کو دو سطری خط بھی لکھنا اپنی شان کے خلاف سمجھتے تھے ۔ یہ ان کی عجیب ادا تھی جسے انا کہہ لیجئے لیکن میری ان سے یہ بحث تھی کہ ادیبری اور شاعری کو گڈ مڈ نہیں کرنا چاھئے ۔ ھر ماہ اریب جب ”صبا،، کا اداریہ لکھتے تھے تو ان کی حالت دیدنی ہوتی تھی ۔ ھر دو سطر کے بعد رک جاتے ، بات چیت کا سلسلہ چھیڑ دیتے پھر لکھنے ، ان کا خط عجیب تھا ۔ باریک اتنا کہ جب تک آپ تحریر سے مانوس نہ ہوجائیں پڑھنے میں دشواری محسوس ہوتی تھی ۔ نثر ان کیلئے وبال جان بن جاتی تھی ۔ وہ اپنی نثر کی آپ بڑی تعریف کرتے تھے ۔ اپنے شعر پر خود ھی جھوم اٹھتے تھے یا کبھی کبھی اپنا کوئی شعر یا مصرع دوران گفتگو میں اس طرح سناتے جیسے ضرب المثل ہو ، ایسی ھی کیفیت ان پر اس وقت طاری ہوتی تھی جب وہ غالب کے اشعار سناتے ، در اصل اریب غالب کے عاشق تو تھے ھی لیکن مرعوب بھی تھے ۔ میں نے ایک بار محض چھیڑنے کیلئے غالب کے کلام سے دو چار مصرعے سنائے جن میں عیب تنا فر پایا جاتا ھے ، اریب یک لخت بھڑک اٹھے اور دیر تک مجھ سے روٹھے رھے ۔ یوں جہاں تک تعریف و توصیف کا سوال ھے وہ بے شمار اچھے شعراء کے قائل تھے ۔ لیکن جہاں عظمت کا سوال آجاتا وہ غالب کے خاص مربر تھے ۔ اریب شعر ہو کہ نثر زبان و بیان کے معاملے میں خاصے محتاط تھے ۔ اور اس پر کچھ اس طرح نازاں تھے کہ کبھی کبھی ان کی غلطی پکڑنے ، انھیں ٹوک دینے میں مجھے کم از کم مزہ ملتا تھا ۔ پروفیسر سروری کے گھر شعری نشستیں ہوا کرتی تھیں ، ایک نشست میں اریب نے ایک غزل پڑھی تھی جس پر میں نے انھیں تنہائی میں ٹوکا تھا ۔

مصرع تھا — پھر مجھ پہ ملتفت ھے اک آھوے رمیدہ ۔ میں نے اریب سے کہا ”حضرت کو زبان پر بڑا ناز ھے مصرع یوں کہئے ع پھر مجھ سے ملتفت ھے اک آھوے رمیدہ اریب انکار کرتے رھے اور میرا رویہ کچھ ایسا تھا کہ وہ برھم ہو اٹھے، میں اسی لمحے کا منتظر تھا کہ تیر نشانے پر بیٹھا ھے چنانچہ انھیں نرم کرنے کے لئے کہا ”آپ ناراض نہوں جس شخص کو بھی سند سمجھتے ہوں اس سے مصرع رجوع کیجئے تاکہ میری اصلاح ہوجائے ،، اریب بضد تھے کہ وہ خود سند ھیں ، میں نے نیاز فتح پوری اور جعفر علیخاں اثر لکھنوی کے نام لئے تو وہ چپ ہو گئے اور اپنے بیگ سے دو پوسٹ کارڈ نکال کر مجھے دیئے تاکہ میں خط لکھوں ۔ پھر میرے سامنے اریب نے بھی ان بزرگوں کو خط لکھے کہ وہ فیصلہ جاری کریں ۔ چند دن گذر چکے ایک صبح جب میں ”صبا،، کے دفتر پہنچا اریب نے میز کی دراز سے ایک کارڈ نکالکر مجھے دیتے ہوئے کہا ”اثر صاحب کا خط آیا ھے ، تمھارا کہنا ٹھیک تھا ، میں نے مصرع بدل ڈالا ھے،، میں نے دیکھا کہ ان کی پیشانی پر کوئی بل نہ تھا ۔ ایسی فراخ دلی سے انھوں نے اپنی غلطی تسلیم کرلی تھی کہ مجھے ان کے پچھلے رویئے اور انانیت پر تعجب ہوتا رھا ۔ اسی طرح ایک دفعہ اریب کی ایک غیر معروف غزل کے بارے میں بحث ہوئی تھی ۔ میر والی لٹک دار بحر میں جس میں زحافات کی لچک ہوتی ھے اریب نے ایک مصرع ایسا کہا تھا جس میں ایک رکن کی کمی کھٹکتی تھی ۔ میں نے اور وحید اختر نے اس مصرع کی گرفت کی تھی کہ وہ چھوٹا ہوگیا ھے ۔ بات پھر سند وغیرہ تک بڑھی ، اریب حیدر آباد میں اگر کسی کی زبان دانی کے قائل تھے یا ماھر عروض کسی کو سمجھتے تھے تو وہ شاھد صدیقی تھے ۔ چنانچہ انھوں نے شاھد صاحب کا نام لیا ، دن کے گیارہ بجے تھے اس وقت شاھد صدیقی اخبار ”سیاست،، کے دفتر پر مل جاتے تھے ۔ چنانچہ میں نے اور وحید اختر نے انھیں جالیا ۔ اور مصرع سنایا ، مصرع اب یاد نہیں رھا لیکن آخری ٹکڑا یوں تھا ۔ ”چبھتا ھے بوٹا بوٹا،، شاھد صاحب نے فوری ایک رکن کی کمی محسوس کی اور اپنے مخصوص پر مزاح انداز میں کہا ”اریب سے کہو کہ مصرع یوں کرلیں ۔ ع چبھتا ھے بوٹا بوٹا بوٹا ،، ھم دونوں نے ھنستے ہوئے اریب کو شاھد صاحب کی اصلاح سنادی ، اریب بھی بڑی دیر تک ھنستے رھے ، یہ مجھے معلوم نہیں کہ بعد کو اریب نے مصرع تبدیل کیا کہ نہیں ۔

”صبا،، کے دفتر پر طرح طرح کے ادیبوں اور شاعروں سے واسطہ پڑتا تھا ۔ اریب ان تمام ادیبوں سے چاھے وہ نو ساختہ ہوں کہ خود ساختہ اخلاق سے پیش آتے اور کبھی کبھی معیار کو تعلقات پر قربان کرکے ایسی ویسی چیزیں شائع کردیا کرتے تھے ۔ جامعہ عثمانیہ کے ایک پروفیسر نے جو اپنے مضمون میں ماھر سمجھے جاتے از راہ ادب نوازی اردو میں بھی ایک مضمون لکھا تھا ۔ ظاھر ھے کہ ادیب بننے پر کوئی تحدید نہیں لگائی جاسکتی ۔ چنانچہ موصوف مضمون لکھکر اریب

اریب کے اس حربے سے میں دل ہی دل میں شرمندہ تھا، پھر ایک وقت آیا کہ میری ندامت اس طرح دور ہوئی اور میں یوں مطمئن ہوا کہ رسالہ "آندھرا پردیش" کے لئے ایک ایڈیٹر کی ضرورت تھی۔ اخبارات میں اشتہار نکلے شرائط یہ تھیں کہ امیدوار گریجویٹ ہو اور عمر کا بھی کچھ تعین کیا گیا تھا۔ شہر میں یہ بات چل نکلی تھی کہ یہ پوسٹ میرے لئے نکالی گئی ہے کیوں کہ میں اس رسالے کے لئے دو برس سے کام کر رہا تھا اور مستقل علمی معاون کی حیثیت رکھتا تھا۔ ساتھ ساتھ ارباب حل و عقد سے میری رسم و راہ بھی تھی۔ بہر حال جو شرطیں تھیں میں ان پر پورا اترتا تھا، عین ممکن تھا کہ میرا تقرر ہو جاتا لیکن اریب نے "صبا" میں دھڑلے سے اس پوسٹ کی شرائط کے خلاف اداریہ لکھ مارا جس میں صاف اور واضح انداز میں میری مخالفت تھی کہ صحافت کی زمام کسی نو عمر کے ہاتھ میں نہیں ہونی چاہئے۔ اریب کا کہنا تھا کہ کوئی نوجوان تازہ تازہ فارغ التحصیل ہو کر کس طرح ایک اہم جریدے کی ادارت کے فرائض سے عہدہ برآ ہوسکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ انہوں نے ڈگری اور عمر کی تخصیص و تحدید پر بھی ضرب لگائی تھی کہ یہ غیر ضروری ہے وہ اداریہ میرے سامنے نہیں ہے ورنہ درج کرتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ارباب متعلقہ نے اس عہدے ہی کو ختم کردیا تا کہ مزید خرخشے پیدا نہ ہوں۔ اس طرح اریب نے انتقام لیکر میرے دل کی گرہ کھول دی اور میں ممنون و برہم ہونے کے بجائے آسودہ خاطر ہو گیا کہ چلو حساب بے باق ۔

اریب سے اب بھی ملاقاتیں ہو جایا کرتی تھیں لیکن دلوں میں فرق آگیا تھا، مروت میں اضافہ اور محبت میں کمی آچلی تھی۔ میں ان کے خلاف کچھ کہتا تھا مگر وہ میرے خلاف شاید ہی کہتے تھے۔ جہاں بھی میرا ذکر آتا غیبت سے گریز کرتے تھے۔ "صبا" کے توسط سے کوئی خط میرے نام آتا تو وہ ضرور "ری ڈائرکٹ" کردیتے۔ کوئی رسالہ میرے نام ان کے پتے پر پہنچتا تو وہ کسی نہ کسی کے ذریعے مجھ تک بھیج دیتے تھے مگر اپنا رسالہ "صبا" میرے نام بند کردیا تھا۔ اس کشیدگی کے عرصے میں صفیہ کا کردار نہایت متاثر کن رہا، وہ مجھ سے اسی طرح ملتی رہیں کہ میں محسوس نہ کرسکا کہ ان کے میاں سے میری رنجش ہے میرے بیوی بچوں کی خیریت سے لیکر اپنے گھر نہ آنے کی شکایت تک سب صفیہ کا معمول رہا ہے مجھے تعجب ہوتا تھا کہ اس لڑکی نے کیا مزاج پایا ہے۔

۱۹۶۶ء میں میرا مجموعہ کلام "تراشیدہ" شائع ہوا۔ میں نے بطور خاص ایک کاپی اریب کے دفتر جا کر دست بدست دی، اریب بہت خوش ہوئے۔ جب میں نے اخبار سیاست کے شریک مدیر محبوب حسین جگر کو "تراشیدہ" دیا تو انہوں نے کتاب کی رسم اجرا کے بارے میں پوچھا۔ میں رسم اجرا کا قائل نہ تھا اور اب بھی اس قسم کی تقریب مجھے غیر ضروری لگتی ہے۔ جگر صاحب نے میرا عندیہ لیا اور خود انہوں نے یہ طے کیا کہ وہ اپنے صرفے سے یہ تقریب منائیں گے۔ انہوں نے فون اٹھایا اور اریب کا نمبر ڈائل کیا، کہا "شاذ کی کتاب چھپی ہے۔ "صبا" کی طرف سے اس کی رسم اجرا انجام دی جائے گی، کہو کیا خیال ہے!" میں سوچ رہا تھا کہ شاید اریب کچھ حجر حجر کریں لیکن وہ بخوشی تیار ہوگئے۔ اس تقریب کو انہوں نے ہی کنڈکٹ کیا۔ میں یہ بھی سوچتا تھا کہ اب اریب کی باری ہے کہ وہ میری کتاب پر تبصرہ کریں اور میرے پرزے اڑا دیں لیکن انہوں نے کتاب پر تبصرہ شائع نہیں کیا حالانکہ نقد و انتقاد کی آڑ لیکر وہ بہت کچھ لکھ سکتے تھے یا لکھوا سکتے تھے۔

"پاس گریباں" کے تبصرے اور "صبا" کے اداریئے والے واقعات نے رفتہ رفتہ ہم دونوں کو متوازن ضرور کردیا تھا لیکن کچھ ہی عرصے بعد ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس کے بعد اریب سے سلام دعا کے مراسم بھی ختم ہوگئے جسکا مجھ سے زیادہ اریب کو ملال تھا۔ جامعہ عثمانیہ کی گولڈن جوبلی کے مشاعرے کے سلسلے میں خلیل الرحمن اعظمی، شہر یار، قاضی سلیم، وحید اختر، عزیز قیسی وغیرہ حیدر آباد آئے ہوئے تھے۔ دوستوں کی بے تکلف محفل تھی جس میں ان احباب کے علاوہ عوض سعید اور اقبال متین بھی شامل تھے۔ اریب نے پی رکھی تھی۔ وہ آئے اور کچھ ہی دیر میں طنزیہ گفتگو شروع کردی۔ اعظمی سے الجھ پڑے، پھر شہر یار سے تیز و تند بحث شروع کردی۔ میں کچھ فاصلے پر بیٹھا ان کی نشیلی باتیں سن رہا تھا کہ وہ مجھ پر برس پڑے کہ "تم نے میری کتاب پر مہمل تبصرہ لکھا ہے جب کہ میں نے تمہیں نوکری دلوائی ہے۔" میں ہکا بکا رہ گیا۔ احباب گواہ ہیں کہ میں نے ایک لفظ بھی اپنی مدافعت میں نہیں کہا تھا۔ وہ کہتے رہے میں سنتا رہا اور خلاف عادت بت بنا بیٹھا رہا۔ اریب کو متین اور قیسی وہاں سے زبردستی اٹھالے گئے۔ ساری محفل کا مزہ کرکرا ہو گیا تھا۔ نوکری دلوانے کی بات یہ تھی کہ اس واقعہ سے چند ماہ پہلے میری ایک عزیزہ کی ملازمت کیلئے میں نے اریب سے سفارشی خط کے لئے کہا تھا۔ متعلقہ عہدہ دار اریب کے دوست تھے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ کام نہ بن سکا لیکن اریب نے اس باب میں کلمہ خیر ضرور کہا تھا۔ اس

موقع پر اریب سب بھول بھال گئے اور من گھڑت بات کہ دی جو میری شدید دل آزاری کا باعث بنی۔ جب کہ میری ملازمت کے سلسلے میں اریب کا دور دور تک کوئی تعلق نہ تھا۔ بھری محفل میں اریب نے میری اس طرح توہین کردی تھی کہ میں اب ان جگھوں پر بھی جانے سے گریز کرنے لگا تھا جہاں اریب سے مڈ بھیڑ کا اندیشہ ہوتا، جب کبھی اریب نظر آجاتے تو میرے اندر جنگ شروع ہوجاتی تھی۔ غصہ بھی آجاتا، افسوس بھی ہوتا اور دل دکھ سا جاتا تھا۔ میرے بعض احباب نے بتایا کہ اریب اس رات کے واقعے سے بہت متاثر ہیں، شرمندہ ہیں اور دوستوں کی یہ خواہش تھی کہ میں بھی اس واقعہ کو بھلادوں وغیرہ وغیرہ انتقام کا دونوں سے کوئی سرو کار نہ تھا۔ میں چاہتا تھا کہ اریب نہ میرا ذکر کریں اور نہ میں انکا نام لوں۔

۱۹۶۹ء میں جشن غالب کے سلسلہ میں حیدر آباد میں کل ہند مشاعرہ تھا، میں نے بحیثیت معتمد مشاعرہ دوسرے مقامی شعرا کے ساتھ اریب کے نام بھی دعوت نامہ بھجوایا تھا، اریب نے معاوضے کی رقم پر اعتراض کرتے ہوئے مجھے خط لکھا لیکن مخاطب یوں کیا تھا کہ بے تکلیف ہو، نام کے بجائے ''کنوینر صاحب،، لکھا خط میں معاوضہ کی رقم کے حقیر ہونے کا سخت لفظوں میں اظہار تھا۔ میں نے نہایت شائستگی کے ساتھ ان کے خط کا جواب دے دیا لیکن میں نے بھی یہ چھوٹی حرکت کی کہ ان کے نام کے بجائے ''اڈیٹر صبا،، سے مخاطب کیا نتیجہ یہ ہوا کہ اریب مشاعرے میں نہیں آئے۔ انہی دنوں آل انڈیا ریڈیو بنگلور نے ایک مشاعرہ کیا تھا۔ جس میں اریب، سعید شہیدی شمس الدین تاباں کے علاوہ میں بھی مدعو تھا، اریب محمود ایاز کے گھر ٹھیرے تھے میں محمود ایاز سے ملنا چاہتا تھا لیکن پھروہی سامنا، وہی مڈبھیڑ، وہی اندر کی جنگ کا مرحلہ درپیش تھا چنانچہ میں نے ایاز کو فون ہی کرنا مناسب سمجھا، بات ہوتی انہوں نے آنے کا وعدہ کیا لیکن نہیں آئے۔ میری بدگمانی نے ورغلایا کہ ہو نہ ہو اریب ہی نے عناں گیری کی ہوگی ورنہ ایاز ضرور آجاتے۔ اس کشیدگی کو ہوا دینے میں بعض کرمفرماؤں کا بھی ہاتھ رہا ہے۔ اریب ایک ریڈیو کے مشاعرے کے سلسلہ میں دلی گئے تھے۔، یہ کوئی ان کے انتقال سے برس دو برس پہلے کی بات ہوگی وہاں کسی نے انہیں باور کرا دیا کہ میں نے ان کے انتخاب پر احتجاجی خط ریڈیو والوں کو لکھا ہے۔ غالبا جن صاحب نے یہ خبر تصنیف کی تھی، انہیں علم رہا ہوگا کہ میرے اور اریب کے درمیان صفائی نہیں ہے۔ اس مشاعرے کے چند دن بعد میں کسی مشاعرہ کے ضمن میں دلی پہنچا، وہاں زبیر رضوی نے مجھ سے اس بات کا ذکر کیا۔ زبیر خود ریڈیو میں ملازم ہیں۔ میں نے ان سے بہ تاکید کہا کہ میرا وہ خط جو بقول تمہارے احتجاجی نوعیت کا ہے اگر اپنا وجود رکھتا ہے توضرور فائیل میں محفوظ ہوگا۔ تم اپنے طور پر یا افسران اعلی کے ذریعہ اس بات کی تصدیق کرلو اگر یہ سچ ہے تو مجھ پر اور ایک عالم پر میری کمینگی اور سفلہ پن کھل جائے۔ زبیر نے کہا کہ ہمارے پاس دفتر میں کوئی اس قسم کی تحریر نہیں ہے۔ جس پر تمہارا نام درج ہو البتہ فلاں فلاں اصحاب نے جو شاعر بھی ہیں اس مشاعرے کے خلاف لکھا تھا۔ اور ان کی تحریریں ریڈیو میں محفوظ ہیں۔ تمہارے تعلق سے چند لوگوں نے یہ بات اڑادی ہے کہ تم بھی اس میں شامل ہو۔ میں نے حیدرآباد پہنچ کر اس تہمت کا ذکر عوض سعید سے کیا کہ وہ اریب سے کہدیں کہ مجھ سے اس قسم کی گھٹیا حرکتوں کی توقع نہ رکھیں۔ بہتر یہی ہے کہ وہ سلام مچھلی شہری یا عمیق حنفی سے اس بارے میں پوچھیں تاکہ ان کی غلط فہمی دور ہو۔ عوض نے ساری باتیں اریب کو فون پر سنادیں۔ اریب نے جواب دیا کہ بس شاذ کا کہنا ہی میرے لئے بہت کافی ہے۔ اب کسی سے پوچھ تا چھ کی ضرورت نہیں،،

ایک صبح اخبار کے ذریعہ یہ اطلاع ملی کہ اریب کے گلے کا آپریشن ہوا ہے۔ یہ بھی درج تھا کہ آپریشن کی نوعیت معمولی ہے اور اریب کو گھر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے، گلے کی گلٹی کو نشتر کے ذریعہ نکال پھینکا گیا ہے، خبر رساں نے غالباً اریب کی تسلی کے لئے اس خبر کو معمولی اور بے ضرر دکھایا تھا حالانکہ بیاپسی (Biopsy) کے بعد یہ تشخیص کی گئی تھی کہ اریب کینسر میں مبتلا ہیں۔ اس تشخیص کو بہت راز میں رکھا گیا تھا۔ مغنی تبسم اور انور معظم روز ہی عیادت کے لئے جاتے تھے ان دونوں کے ذریعہ اریب کی کیفیت ملتی رہتی تھی۔ اریب کے گھر اب بھی رمی اور شراب کی پارٹیاں ہوتی جاتی تھیں۔، جن میں اریب برابر شریک رہتے تھے۔ مغنی نے دو ایک بار مجھ سے کہا کہ میں اریب کے گھر جا کر ان کی مزاج پرسی کروں، میرا دل پگھلتا جارہا تھا۔ لیکن ابھی تک شر، خیر کو زیر کئے ہوئے تھا۔ میں اریب سے ملنے پر آمادہ نہیں تھا۔ عوض سعید نے دبی زبان میں کہا کہ اریب کو دیکھ لو، وہ خوش ہو جائیں گے سعید بن محمد نے بڑے پیار سے سمجھایا کہ اریب اپنے کئے پر نادم ہیں تم پہل کر ڈالو مجھ سے انکار بن نہ پڑتا تھا۔ اور میں یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ ان کے گھر جاؤں۔ عزیز قیسی اپنے کسی کام سے حیدر آباد آئے۔ تب انہوں نے بھی یہی کہا کہ میں اریب سے ملوں۔ میرے اندر خیر اور شر کی جنگ جاری تھی۔ پھر شر نے خیر کی گردن دبادی مگر میں آہستہ آہستہ اندر سے پگھلتا جارہا تھا۔ ایک شام عوض سعید کے ہمراہ اریب کے گھر کی طرف قدم

اٹھ گئے قدم منوں بھاری پڑتے تھے ۔ سوچتا تھا کہ اریب سے نہ جانے کس طرح ملیں اگر بات نہ کریں یا بد اخلاقی سے پیش آئیں تو کیا ہوگا ۔ ؟ پھر اندر سے خیر کی آواز آتی کہ بھلے کام کی خوشی آپ اپنا انعام ہے ۔ ضمیر کی روشنی اور آسودگی نصیب ہو تو خوف کیا ؟ کشاں کشاں میں اور عوض اریب کے گھر وجئے نگر کالونی پہنچے ۔ شام گہری ہوچکی تھی ، بلب جل اٹھے تھے ، اریب کے گھر پر اندھیرا مسلط تھا ۔ میں نے دھڑکتے دل سے گھر پر دستک دی کوئی آواز تھی نہ آہٹ ، دوبارہ سہ بارہ دستک دی ، کچھ بھی نہیں ، پڑوس سے ایک صاحب نے نکل کر بتایا کہ وہ اپنی بیگم کے ساتھ بنگلور گئے ہوئے ہیں ، میں نے اطمینان کا سانس لیا کہ چلو پل صراط سے گزرنے سے تو نجات مل گئی ۔ دو چار دن بعد اریب اور صفیہ واپس آ گئے ، ان دونوں کو معلوم ہوا کہ میں ان کے گھر آیا تھا ۔ ان دنوں اریب کو بالٹ شعاعیں دی جارہی تھیں ، اس علاج سے ان کو نمایاں طور پر فائدہ ہورہا تھا ۔ پھر اخبارات کے ذریعہ اور احباب کی زبانی علم ہوتا رہا کہ اب تقریباً صحت یاب ہو گئے ہیں ۔ میں نے اطمینان کا سانس لیا کہ چلو اب مڈبھیڑ اور سامنا دانستہ نہیں ہوگا ۔ مجھے ان کی صحت یابی کی مسرت یوں تھی کہ مجھے اریب کے گھر نہیں جانا پڑے گا ۔ اریب کے رو بہ صحت ہونے کی تصدیق یوں ہوتی رہی کہ وہ اب اکثر جگہوں پر نظر آجاتے تھے ۔ کبھی سیکل پر کبھی رکشا پر ، ہر بار انہیں میرے گھر کے آگے سے گزرنا پڑتا تھا ۔ مجھے یہ اس نہ جانے کیوں رہتی لگی کہ وہ میرے گھر بس آنے ہی ہوں گے اس لئے کہ انہیں معلوم تھا کہ میں نے ان سے ملنے میں پہل کی تھی ۔ ، عیادت اور مزاج پرسی کے لئے ان کے گھر حاضری بھی دی تھی ، یہ اور بات کہ وہ گھر پر نہیں تھے ۔ مگر (Courtesy Call) کے ناطے سے ان کی آمد کی توقع بے جا نہ تھی ، ایک فاتح کی حیثیت سے ایک مفتوح کے پاس جس نے سپر ڈال دی تھی ۔ اریب نہیں آئے ۔ میں روز انتظار کرتا ہی رہ گیا ۔ پھر میرے اندر جنگ شروع ہوگئی شر نے پھر خیر کا مذاق اڑانا شروع کردیا ۔ خیر کھسیانا ہو گیا آخر شر نے اعلان کردیا کہ بس اب اگلی پچھلی صحبتیں ختم ، یادیں ختم ۔ کچھ عرصہ بعد کسی نے بتایا کہ اریب پھر بیمار پڑ گئے ہیں ۔ میں نے سنی ان سنی کردی ۔ میں تو ان کی صحت کا طالب تھا کہ مجھے ان سے ملنے کی نوبت نہ آئے ۔ روز بہ روز اریب کی حالت بگڑتی گئی ، روز بہ روز میرے قدم ڈگمگاتے گئے مگر صبح میں اپنے آپ کو بہلاتا کہ اریب اچھے ہوجائیں گے لیکن ایسی کوئی اطلاع اب نہیں ملتی تھی ، کسی نے کہا اریب بہت دبلے ہوگئے ہیں ، کسی نے بتایا کہ کھانسی بہت ہے ۔ آواز بیٹھ گئی ہے ۔ رات رات بھر کراہتے ہیں ، پھر سنا کہ اریب کو دواخانہ میں شریک کردیا گیا ہے ۔ میرے اندر کی جنگ سرد پڑنے لگی

خیر نے شر کا گلا دبوچ لیا ایک دن اس شام میں عوض کے ہمراہ کینسر ہسپتال پہنچ گیا ۔ دواخانہ معمول سے زیادہ ویران لگا اکا دکا مریض بستروں پر خاموش پڑے تھے ۔ میں ایک کمرے کے سامنے رکا پھر اندر داخل ہوگیا ۔ یہ اریب کا کمرہ تھا ۔ اریب پلنگ پر چپ چاپ لیٹے چھت کو ٹکٹکی باندھے تک رہے تھے ۔ صفیہ ایک کونے میں کھڑی کچھ کام میں مصروف تھیں ، پلنگ کے برابر کی کرسیوں پر مغنی تبسم اور انور معظم بیٹھے تھے ۔ میری آمد پر اریب اٹھ بیٹھے ۔ میرے سلام کا جواب دیتے ہوئے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھادیا اور دیر تک میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے رہے ۔ اس طویل مصافحہ کے پیچھے جیسے صد سالہ دور چرخ تھا ۔ اریب نے گفتگو شروع کی ، باتیں ، بے تکان باتیں ، میں بھی بولتا رہا ، برسوں کی کسر جو نکالنی تھی ۔ وہ بھی رکتے نہ تھے ، صفیہ ، مغنی ، انور اور عوض سامعین میں سے تھے اریب مجھی سے مخاطب تھے ۔ اپنی بیماری اور تکلیف کی روداد اس طرح سنارہے تھے ۔ جیسے اپنے کسی تازہ عشق کا کارنامہ سنارہے ہوں ۔ گفتگو میں مایوسی کا شائبہ تک نہ تھا جیسے انہیں کینسر نہ تھا بلکہ زکام تھا ۔ صفیہ اریب کے بازو اور شانے دبانے لگیں اریب نے بتایا کہ جوڑ جوڑ ٹوٹتا ہے ، پیتھیڈین لینے سے نیند آتی ہے ۔ پھر ہنس کر کہا " بڑے مزے کی چیز ہے ۔ ، تم بھی پیتھیڈین لے کر دیکھو " ۔ پھر اسی سپاٹ لہجے میں جس میں آس تھی نہ یاس کہا " میں پانی نہیں پی سکتا ، کئی دنوں سے پانی نہیں پیا ہے ، پانی مجھے بہت پسند ہے ، تمہیں معلوم ہے میں پانی بہت پیتا تھا ، پانی مجھے بہت پسند ہے ۔ " اریب یوں بھی مزاجاً بڑے صابر ، متحمل اور بے جگر آدمی تھے ۔ ان کے سامنے لطیف ساجد مر گئے ، شاہد صدیقی سدھار گئے ۔ ، نظر حیدرآبادی کی موت کی خبر کراچی سے آئی ، مخدوم چل بسے ، جامی گذر گئے اریب کا دل رویا ہوگا مگر آنکھ اشک افشاں نہ ہوسکی ۔ وہ یوں ہر جنازے میں شریک رہے ۔ جیسے ان پر کوئی اثر ہی نہیں تھا ۔ وہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے ایسی سخت اذیت اٹھائی کہ خدا دشمن کو نہ دے مگر اف تک نہ کی ۔ ان کے ہاتھ سے دنیا نکلی جارہی تھی مگر وہ دوڑ کر پکڑنا نہیں چاہتے تھے ، وہی تحمل ، ضبط اور سلامت روی کے قدم اٹھاتے ہوئے موت کی وادیوں میں گم ہوگئے ۔

اریب کے حلق کی نالی بند ہوچکی تھی ڈاکٹر ناک کے راستے سے غذا پہنچانا چاہتے تھے ۔ لیکن وہ نفاست پسند انسان کہاں راضی ہو پاتا تھا ۔ پھر طے کیا گیا کہ پیٹ کا آپریشن کر کے نالی کے ذریعہ معدے میں غذا پہنچائی جائے ۔ میں بہت دیر تک بیٹھا رہا ۔ پھر نرس نے آکر بتایا کہ ڈاکٹر آنے والا ہے میں نے اجازت چاہی کہ پھر آؤں گا ، ہسپتال کی سیڑھیاں اترتے

ہوئے سوچتا رہا کہ کیا اریب سے میرا کوئی جھگڑا تھا ! کیا وہ مجھ سے ناراض تھے ! وہ اسی طرح ملے جیسے مجھ سے خفا ہی نہ تھے۔۔۔۔

دواخانے سے نکل کر جہاں جہاں بھی گیا یہی آواز تعاقب کرتی رہی کہ " میں نے کئی دنوں سے پانی نہیں پیا ہے ، پانی مجھے بہت پسند ہے۔ میں پانی نہیں پی سکتا ،، میں کھانے کے بعد پانی کا گلاس اٹھاتا ہوں پھر وہی آواز آتی ہے " پانی مجھے بہت پسند ہے۔ میں پانی نہیں پی سکتا ، تمہیں معلوم ہے میں پانی بہت پیتا تھا ۔ ،، حضرت امام حسین سے لے کر خاک پائے حسین تک یعنی اریب تک پانی تشنگی کا دوسرا نام ہے ۔ اس ملک کے ہر شہر میں ایک فرات ہے۔ جو پیاسوں پر بند ہے ۔ اریب کو معلوم تھا کہ دکن ایک کربلا بھی ہے ۔

آخر وہ ساعت آن پہنچی جس کو سننے کے لئے احباب نے کلیجے پر پتھر رکھ کر اپنے آپ کو آمادہ کرھی لیا تھا ۔ اریب مر گئے ۔ خون کی قے کی ، حیرت سے بستر کی خون آلود چادر پر نظر ڈالی ، پھر لیٹ گئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کرلیں ۔ بتھیڈین دھری رہ گئی پانی پیاسے کو تکتا رہ گیا ۔

میں نے اریب کے موت کی خبر سنی تو ایک لمحہ کو میری سانس رک سی گئی اور اپنی بیوی کو یہ خبر سناتے ہوئے ہچکیاں لینے لگا ۔ عوض کے ہمراہ فوری وجئے نگر کالونی پہنچا ۔ وہاں ڈاکٹر سنان ، مغنی اور انور موجود تھے۔ سب صفیہ کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ اسے اطلاع دی جائے یا نہ دی جائے ۔ صفیہ قلب کے دورے سے بے حال سکندر آباد کے دواخانے میں زیرعلاج تھیں ۔ اریب اور صفیہ کے اکلوتے بیٹے حسین کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی ۔ دکھ کی باڑھ اتنی اونچی ہوگئی تھی کہ خانہ اریب کے ساتھ ساتھ ہم سب بھی ڈوبتے نظر آتے تھے ۔

شام دھواں دھواں تھی ،عصر اور مغرب کے درمیان اریب کے آخری دیدار کی گھڑی آپہنچی ، میں دیکھتا رہا ، کفن ہٹایا گیا ، سرکبھی دبا گیا ، میت کو قبر میں اتار دیا گیا ، آخری کڑی رکھ دی گئی ۔ قبر مٹی سے ڈھک دی گئی مگر میرے دیکھنے کا سلسلہ ٹوٹتا ہی نہ تھا ۔ ٹوٹتا بھی کیسے مجھے تو برسوں کی کسر نکالنی تھی ۔

میں قبر ستان سے نکل کر سوچتا رہا کہ میں اب ہر محفل میں جاسکتا ہوں ، ہر شعری نشست میں شریک ہوسکتا ہوں کیونکہ وہاں وہ شخص نہیں ہوگا جس کا نام سلیمان اریب تھا ، جسے دیکھ کر میرے اندر جنگ شروع ہوجاتی تھی ۔

*****

نصرت صدیقی نصرت (عثمانیہ)

غزل

نہ آرزو ہے کوئی اور نہ مدعا معلوم — جفا سے مجھکو غرض ہے نہ ہے وفا معلوم
نگاہ یار نے کیا کر دیا ہے کیا معلوم — کسی کی یاد میں گم ہوں کہاں خدا معلوم
جو چاہا آپ کو اس میں خطا نہیں میری — یہ سب تھی دل کی شرارت کسی کو کیا معلوم
فسانہ شب الفت وہ کیا کہے کہ جسے — نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم
دل حزیں کا ہوا خون آنکھ بھر آئی — دیا ہے عشق نے کیا کیا ؟ کسی کو کیا معلوم
خودی مٹا کے مٹا جو ، خدا ملا اس کو — فنا یہی ہے فنا اور یہی بقا معلوم

حریم ناز وہ ان کی تری جبیں نصرت
جھکی تو اٹھ نہ سکی کیا ہوا خدا معلوم

****

رضا وصفی

غزل

جب تک خیال و خواب کے خانوں میں کچھ نہ تھا
میرا مقام میرے بیانوں میں کچھ نہ تھا!

تاریکیوں سے جھانکتی رہتی تھی روشنی
لیکن مری نظر کے خزانوں میں کچھ نہ تھا

درِ بھی آفتاب تھے آنکھیں تھیں بند جب
آنکھیں کھلیں تو دونوں جہانوں میں کچھ نہ تھا

ہر سمت ایک دھند سی تھی رسم و راہ کی
میرا وجود میرے زمانوں میں کچھ نہ تھا

مکھڑے کے موہ جسم کے جادو، نظر کی آنچ
اس کے سوا ہوس کی دکانوں میں کچھ نہ تھا

تشنہ سمندروں کی تشفی کے واسطے
سوچوں کی بے قرار اٹھانوں میں کچھ نہ تھا

دیوار و در حریف مہ و مہر تھے، مگر
دیکھا تو خواہشوں کے مکانوں میں کچھ نہ تھا

پنہاں تھیں گھن گرج میں مکمل خموشیاں
میری ساعتوں کے خزانوں میں کچھ نہ تھا

بے چہرہ اک خیال تھا، بے سمت اک سفر
اور اپنی جستجو کے ٹھکانوں میں کچھ نہ تھا

معیار میرے اپنے تھے، اپنے مرے اصول
دم، ورنہ، بیش و کم کے فسانوں میں کچھ نہ تھا

وصفی حیات و موت کی تکرار کے لئے
سوچوں کی لازوال اٹھانوں میں کچھ نہ تھا

* * * *

ہماری
محبوب وزیر اعظم
حیدرآباد میں
ہمارے ساتھ
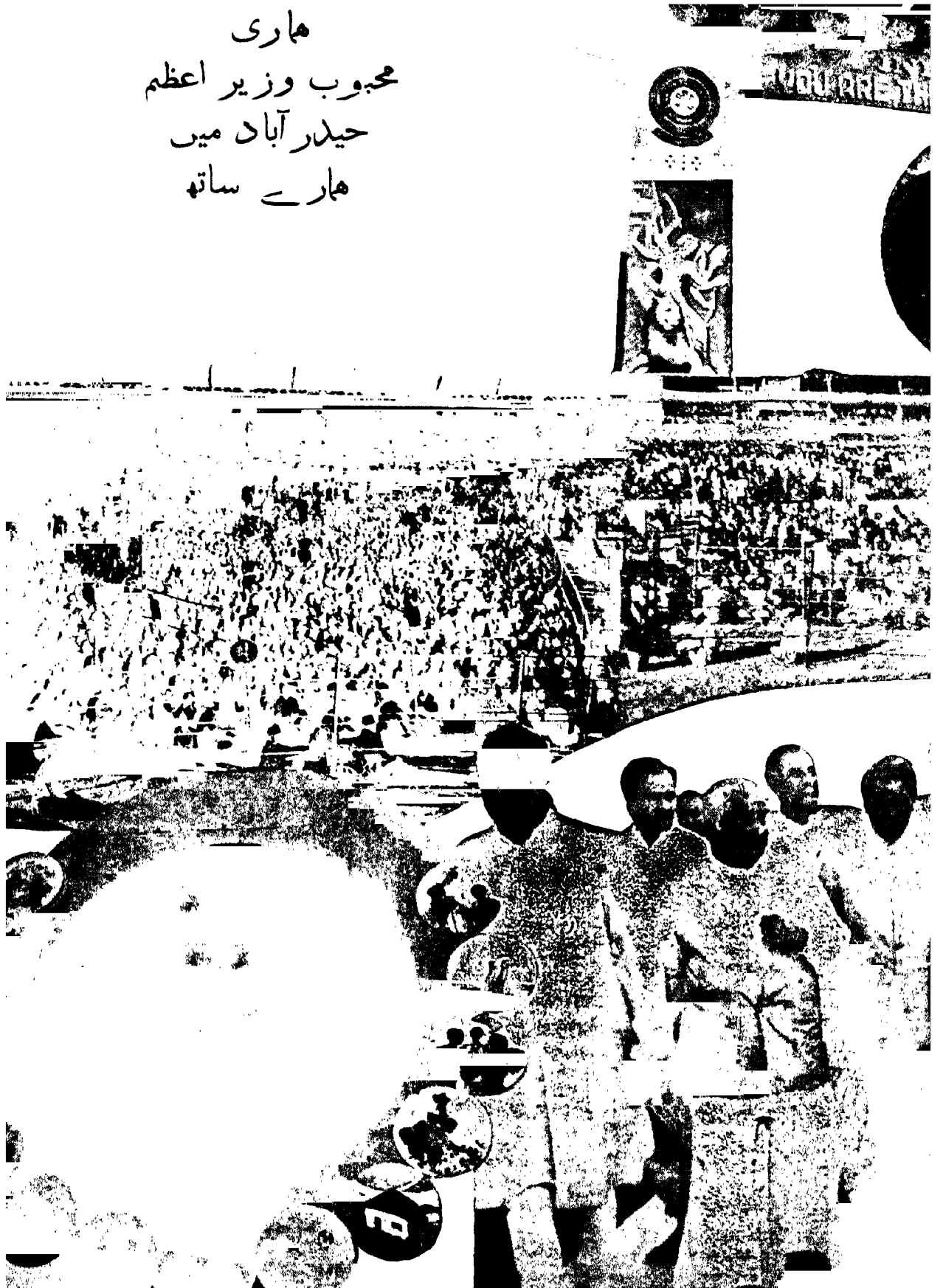
۲۰ ۔ کا جادو

"۲۰ کے عہد سے اور اس سے متعلقہ اقتصادی پروگرام نے غریبوں اور کچلے ہوئے لوگوں میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑادی ہے۔ ۲۰ کے جادو نے عورتوں کی دنیا میں بھی ایک ہلچل پیدا کردی ہے"
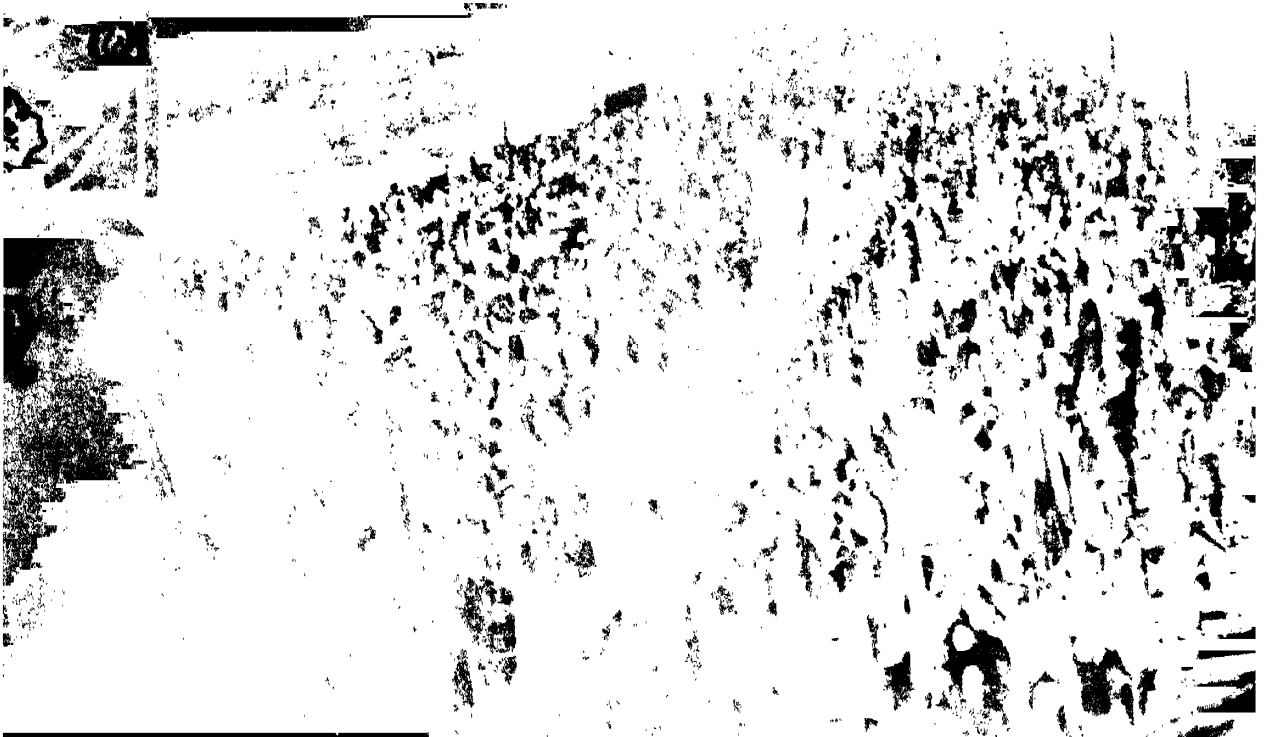
پولیس کا کام
غریبوں کی اعانت و حفاظت

سردار ولبھ بھائی پٹیل نیشنل پولیس اکیڈمی کی ایک رنگا رنگ تقریب میں وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے [illegible] نومبر کو حیدرآباد میں آئی پی ایس پروبیشنرز کے [illegible] ویں بیچ کو مخاطب کرتے ہوئے پولیس عہدہ داروں کو مشورہ دیا کہ وہ غریبوں کی اعانت اور حفاظت اپنا مقصود بنائیں۔

گولڈن تھریشولڈ

وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے [illegible] نومبر کو حیدرآباد میں شریمتی سروجنی نائیڈو کی آبائی مکان "گولڈن تھریشولڈ" حیدرآباد یونیورسٹی کے حوالے کیا۔

ہندوستانی خواتین

قدیم ورثے اور جدید اقدار میں ہم آہنگی کی علمبردار

خواتین کے جلسۂ عام میں وزیر اعظم کی تقریر کے اقتباسات

بین الاقوامی سال نسوان کے سلسلے میں ۱۷ - نومبر کی سہ پہر کو جوبلی ہال ، باغ عامہ کے سبزہ زار پر خواتین کی ایک زبردست ریلی کو مخاطب کرتے ہوئے وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ :-

ہندوستان کی خواتین شاندار ہندوستانی ورثے اور جدید ہندوستان کے فوائد کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

شریمتی گاندھی نے کہا کہ ہندوستانی خواتین زبردست سمجھ بوجھ اور ذہانت رکھتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستانی دیہات کی عورتوں میں جو بنیادی فہم و فراست واضح طور پر نظر آتی ہے اس سے ہندوستانی عورتیں اس کا اندازہ لگا سکتی ہیں کہ ماضی میں کیا چیزیں ٹھیک اور مناسب تھیں اور اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ موجودہ دور کی اچھی چیزیں اخذ کرسکتی ہیں اس طرح وہ ایک پل کی حیثیت سے حال کو ماضی سے جوڑ سکتی ہیں - وزیر اعظم نے کہا کہ اب ہمارا ملک دوسروں پر تکیہ نہیں کرسکتا - ملک کی ترقی اور ہمارے پروگراموں کی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ خواتین حکومت کے ہاتھ مضبوط کریں - شریمتی اندرا گاندھی نے یاد دلایا کہ جنگ آزادی میں بہت سی خواتین نے سر فروشانہ اور مجاہدانہ طریقہ سے حصہ لیا اور ایثار و قربانی کے راستے پر مردوں کے دوش بدوش رہیں - انہوں نے کہا کہ آزادی کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ ملک کو ہر قسم کی سماجی لعنتوں ، نا مساوات اور ان جاہلانہ اور وحشیانہ رسوم سے نجات دلائی جائے جو صدیاں گزر جانے کے بعد بھی ہمارے ملک میں رائج ہیں - شریمتی گاندھی نے کہا کہ خواتین خود اپنے گھروں میں رہ کر بھی بہت سی سماجی خدمات انجام دے سکتی ہیں - بہت سی بیماریاں ، گندگی اور کوڑے کرکٹ ہی سے پھیلتی ہیں - سب سے زیادہ ضرورت خاندانی منصوبہ بندی کی ہے تاکہ آبادی میں اضافے پر قابو پایا جاسکے - خواتین مختلف ترقیاتی پروگراموں کی عمل آوری میں بھی حصہ لے سکتی ہیں۔ انہیں اپنی ریاست کے وزیر اعلی کے مشوروں سے اپنا ایک پروگرام مرتب کرنا چاہئے - جو ترقیاتی پروگرام چلائے جارہے ہیں ان کی ٹھیک عمل آوری نیز ان کی خامیوں اور کوتاہیوں پر بھی خواتین کو نگرانی رکھنی چاہئے - وزیر اعظم نے تلقین کی کہ تعلیم یافتہ اور باشعور خواتین کو دوسری عورتوں کو ترقی کے راستہ پر اپنے ساتھ لیکر چلنا چاہئے - مثال کے طور پر جو عورتیں ڈاکٹر یا نرس ہیں وہ دوسری عورتوں کو اور خصوصیت کے ساتھ اپنی پڑوسنوں کو حفظان صحت کے طریقوں سے آگاہ کریں اسی طرح وکالت کرنے والی خواتین غریب عورتوں کی مفت قانونی خدمت کریں - ایک تعلیم یافتہ بچہ بھی دوسرے بچوں کو تعلیم دینے میں مدد کرسکتا ہے سائنس اور ٹکنالوجی کو لیباریٹری میں بند نہ رکھا جانا چاہئے بلکہ دستکاریوں قوت بخش غذاؤں اور روز مرہ زندگی کی دیگر چیزوں میں جن سے خواتین کا واسطہ ہو سائنس سے استفادہ کیا جانا چاہئے - اگر مسائل حاضرہ کا شعور خواتین میں جاگ اٹھے تو بہت سے تنازعات اور جنگ و جدل کے راستے ہی بند ہوجائینگے - شریمتی گاندھی نے کہا کہ میں حیدرآباد کچھ دینے کے لئے نہیں آئی ہوں بلکہ ملک کی ترقی کے مقاصد کی تکمیل کے سلسلے میں آپ لوگوں کا تعاون حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوئی ہوں - اگر خواتین حکومت کا ہاتھ مضبوط نہ کریں تو کامیابی میں یقیناً دشواریاں ہوں گی - ہندوستانی خواتین اپنے عزم و جرأت اور صبر و تحمل کے لئے مشہور ہیں - ان ہی خوبیوں کے سہارے ہم دنیا کی بڑی سے بڑی کامیابیاں حاصل کرسکتے ہیں - وزیر اعظم نے قوی توقع کا اظہار کیا کہ تمام سرکاری محکموں اور رضاکارانہ تنظیموں کے درمیان ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کی بھرپور عمل آوری کے لئے مکمل تعاون اور تال میل قائم رہے گا - دوسرے کام بھی جو خواتین کی ترقی کے لئے ضروری ہوں اور اس پروگرام میں شامل نہ ہوں اسی جوش و خروش کے ساتھ کئے جانے چاہئیں اس ریلی میں تقریباً ۳۰ ہزار خواتین نے حصہ لیا -

«آپ کی قیادت میں ہم کامرانی کی منزل تک پہنچ جائیں گے»

خواتین کے جلسہ عام منعقدہ باغ عامہ میں وزیر بہبودی خواتین

شریمتی لکشمی دیوی کی خیر مقدمی تقریر کے اقتباسات

ابتدامیں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کا خیرمقدم کرتے ہوئے شریمتی ایم ۔ لکشمی دیوی ، وزیر بہبودی خواتین نے باغ عامہ میں خواتین کے اجتماع میں جو تقریر فرمائی اس کے چند اقتباسات یہاں پیش کئے جاتے ہیں :-

شریمتی ایم ۔ لکشمی دیوی نے کہا کہ :- ” بین الاقوامی سال خواتین کی بدولت سماج میں عورتوں کے مرتبہ و مقام کے متعلق لوگوں میں ایک نئی بیداری پیدا ہوگئی ہے اور انکو ترقی کے مواقع فراہم کرنے اور ملک کی خوشحالی اور امن عالم کے حصول کے لئے ان کی افادیت کی ضرورت کا احساس اجاگر ہوگیا ہے ۔ رائے عامہ کو اس حد تک ہموار کرلیا گیا ہے کہ مرد اور عورتیں دونوں زبردست جوش و خروش کے ساتھ فلاحی پرو گراموں میں شانہ بشانہ کام کر رہے ہیں ۔ آندھرا پردیش کی عورتیں ، ۲۰ ۔ نکاتی پروگرام کی عمل آوری میں بہت بڑا اور موثر کردار ادا کر رہی ہیں ۔ آندھرا پردیش شاید انڈین یونین کی ان چند ریاستوں میں سے ہے جہاں پنچایت سمیتیوں اور ضلع پریشدوں کی عام آمدنی میں سے (۵) فی صد رقم عورتوں کی بھلائی کے پروگراموں کی عمل آوری کے لئے مختص کی گئی ہے ۔ اس طرح عورت کے مقام کو بلند کرنے کے سلسلے میں ایک اہم قدم اٹھایا جا چکا ہے “ ۔

” مجھے یہاں اس بات کو دھرانے کی ضرورت نہیں کہ تاریخ کے ہر دور میں عورتوں نے اہم خدمات انجام دی ہیں خصوصاً دور حاضر میں انسانیت اتنے زبردست چیلنجوں سے دو چار ہے کہ دنیا کی آدھی آبادی کو نظر انداز کرتے ہوئے اکیلئے مرد ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے “ ۔

انہوں نے کہا کہ ”بین الاقوامی سال خواتین ۱۹۷۵ ع ایک نئے دور کا سر آغاز ہے آپ کی مبارک سرپرستی میں تحریک خواتین اتنی تیزی اور طاقت کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے کہ بدلے ہوئے حالات میں یہ تحریک عورتوں کے لئے ایک فال نیک بن گئی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ آپ کی قیادت اور رہنمائی میں ہم فتح مند و کامران رہیں گے ۔“

صفحہ ۳ کا سلسلہ

خوش آمدید وزیرآعظم

سماجی انصاف انسانی اور خصوصاً کمزور طبقات کی بہتری کے لئے ، وزیر اعظم کے ۲۰ ۔ نکاتی پروگرام نے عوامی سرگرمیوں کو ایک نئی قوت اور ایک نئی سمت کا شعور فراہم کردیا ہے ۔ غذائی اجناس اور دوسری ضروری اشیاء کی قیمتیں اچھی طرح قابو میں ہیں ۔ ایک سال قبل اسی زمانے میں چاول کی جو قیمت تھی اسکے مقابلے میں آج کی قیمت کافی گری ہوئی ہے ۔ ۱۹۷۴-۷۵ ع میں ہم نے ۸،۷ لاکھ ٹن چاول وصول کر کے ایک ریکارڈ قائم کردیا ہے ۔ اس کی وجہ سے کئی ریاستوں کی ضرورتوں کی تکمیل کے ساتھ ساتھ ہم نے مرکزی ذخیرے میں ۲۰ لاکھ ٹن چاول دئے ہیں ۔ قانون تحدید اراضی پر پوری شدت سے عمل ہورہا ہے ۔ توقع ہے کہ جنوری ۱۹۷۶ ع سے فاضل اراضی کی تقسیم کا کام شروع ہوجائے گا ۔ قبائلیوں ، ہریجنوں اور دیہی علاقوں کے دوسرے بے گھر افراد کو مکانات بنوانے کے لئے زمینات دینے کا ایک زبردست پروگرام شروع کیا گیا ہے جس سے سال رواں میں تین لاکھ سے زاید اشخاص کو فایدہ پہنچے گا اس سلسلے میں دس کروڑ روپیوں کا خرچ آئے گا ۔ اب تک مکانات کے لئے تقریباً ایک لاکھ پٹے پوری ریاست میں تقسیم بھی کئے جاچکے ہیں ۔ پابند محنت کا خاتمہ ، دیہی قرضداری کا التوا اور زرعی اجرتوں میں اضافہ بھی ہمارے اقدامات میں شامل ہیں ۔ فن کاروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے بھی ہم نے متعدد اقدامات کئے ہیں ۔ صنعتی تعلقات کی بہتری اور صنعتی مزدوروں کی بھلائی کی جانب بھی پہلے سے زیادہ توجہ دی گئی ہے ۔ کار آموزی اسکیم کے تحت صنعتی اداروں میں زیر تربیت امیدواروں کی کھپت میں ہم اپنے مقررہ نشانے سے آگے نکل گئے ہیں ۔ ان تمام اقدامات کی بدولت ہماری ریاست میں عظیم تر خوش حالی اور کمزور طبقات کے ساتھ بہتر سلوک کا ایک نیا دور شروع ہو رہا ہے مجھے امید ہے کہ اپنی ان کوششوں میں ہمیشہ کی طرح ہمیں اپنی محبوب وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی بھر پور حمایت و اعانت حاصل رہے گی “

جے ہند

« عوام کا اعتماد حاصل کیجئے - »

وزیر اعظم

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۱۷ - نومبر کو دن کے گیارہ بجے اپنے دورۂ حیدرآباد کے موقع پر سردار پٹیل نیشنل پولیس اکیڈیمی حیدرآباد میں ۹۹ آئی - پی - ایس - امیدواروں کی پاسنگ آؤٹ پریڈ کی سلامی قبول کرنے کے بعد خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پولیس یا کسی بھی تنظیم کی کامیابی کا دار و مدار عوام کے تعاون و اعتماد پر منحصر رہتا ہے - پولیس صرف ایک جمیعت ہی نہیں بلکہ یہ ایک عوامی خدمت کا دوسرا نام ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ پولیس عہدہ دار عوام کی ہمدردانہ خدمات انجام دیں اور انہیں اپنے بھر پور اعتماد میں لیں - ورنہ وہ سب کچھ رائیگاں چلا جائے گا جو کہ انہیں بہترین تعلیم و تربیت کے ذریعے سکھلایا گیا ہے - اس موقع پر شری جے - وینگل راؤ کے علاوہ شری سنجے گاندھی ، ریاستی وزرا٫ پولیس کے اعلی ترین عہدہ دار اور خصوصی مدعوئین موجود تھے - شریمتی گاندھی نے کہا کہ آزادی سے پہلے پولیس کا رول علحدہ نوعیت کا تھا - پولیس سے عوام کو دبانے اور کچلنے کا کام لیا جاتا تھا اس کے علاوہ امن و ضبط کو برقرار رکھنے میں بھی تنگ نظری سے کام لیا جاتا تھا لیکن آزادی کے بعد پولیس کے کام اور مقصد میں بڑی تبدیلیاں آگئیں - آج پولیس کو ایک ایسے سماج کی تشکیل میں مدد گار بن جانا چاہیئے جو ہر طبقے اور فرقے کی فلاح و بہبود اور خوشحالی کی ضمانت فراہم کر سکے - شریمتی گاندھی نے پولیس والوں کو یاد دلایا کہ آج ان کا کام عوام اور پولیس کے درمیان پائی جانے والی خلیج کو پاٹ دینا ہے ، باوجود تمام تر مشکلات کے اس دیش کے ہر فرد کو ترقی کی جانب بڑھنا ہے اور ہمارے نوجوان عہدہ داروں کا فرض ہے کہ وہ اس مقصد کی تکمیل کا عہد کریں اور اس کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیں -- شریمتی گاندھی نے کہا کہ آج قدریں بدل رہی ہیں دیش میں سماجی اور معاشی تبدیلیاں آرہی ہیں - ایسے میں پولیس کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں -

انہوں نے کہا کہ تناؤ اور تشدد نہ صرف ہند بلکہ ساری دنیا میں بڑھتا جارہا ہے - ہم نے دیش کے پسماندہ اور کمزور طبقات کو ہر شعبے میں ترقی دینے کا جتن کیا ہے - لیکن ہمارے ان اقدامات کی وجہ سے ان طبقوں میں جو برسہابرس سے روایتی طور پر معاشی اعتبار سے مستحکم تھے خفگی اور برھمی کی لہر دوڑ گئی ہے ہماری بنیادی پالیسی یہ ہے کہ ہم اس دیش کو حقیقی معنوں میں آزادی کی مسرتوں سے ہمکنار کردیں - ہم ہندوستان کو خالص ہندوستانی طرز کا ہندوستان ہی دیکھنا اور رکھنا چاہتے ہیں - ہماری اس جائز خواہش اور کوشش سے بعض بیرونی طاقتیں بڑی ناراض ہیں انہوں نے کہا کہ معاشی - آئینی - سماجی اور دیگر تبدیلیوں کی وجہ سے پولیس پر نہ صرف نفسیاتی بلکہ جسمانی بوجھ بھی پڑیگا پولیس عہدہ داروں کی اصل تربیت کا آغاز در اصل کیمپس سے نکل کر عملی زندگی میں جانے کے بعد ہی ہوگا تب ہی یہ پتہ چل سکے گا کہ بدلتے ہوئے حالات میں پولس کے رول میں کس قدر تبدیلی آئی ہے انہوں نے پولیس والوں پر زور دیا کہ وہ وسیع النظری - فراخدلی اور سیکولر انداز فکر اپنائیں اور ہر قسم کے تعصب کوتاہ بینی اور تنگ خیالی سے پاك رہیں ان کا عمل ایسا ہو کہ راھگیر - غریب پسماندہ طبقات اور سلمز میں رہنے والے لوگ بھی پولس کو اپنا ہمدرد سمجھیں - اور ان میں سلامتی و تحفظ کا احساس بر قرار رہے پولیس کو چاہیئے کہ وہ ایمانداری اور اعلی کردار کا نمونہ پیش کرے ، ابتدا میں نیشنل پولیس اکیڈمی کے ڈائرکٹر شری ایس ۔ یم ویاس نے بتایا کہ اکیڈمی کا قیام (۲۷) برس پہلے ماؤنٹ آبو میں عمل میں آیا تھا لیکن اس سال یہ اکڈمی حیدرآباد منتقل کردی گئی ہے - ۱۹۵۸ ع سے سورگیہ پنڈت جواھر لال نہرو نے اس اکیڈمی میں پاسنگ آؤٹ پریڈ کی سلامی لی تھی - موجودہ آئی پی ایس امیدواروں کی تربیت پچھلے سال ۲۸ - نومبر کو شروع ہوئی تھی اس گروپ کے (۹۹) امیدواروں میں ایک خاتون نے بھی آئی پی ایس کی تکمیل کی ہے شری ویاس نے وزیر اعظم کو یقین دلایا کہ نئے پولس عہدہ دار عوام اور خصوصاً سماج کے پسماندہ طبقات کے حقیقی دوست کی حیثیت سے خدمات انجام دیں گے - قبل ازیں جب وزیر اعظم نیشنل پولیس اکیڈیمی پہنچیں تو وہاں پولس عہدہ داروں اور آئی - پی - ایس پروبیشنرس نے انکا پرجوش استقبال کیا - بعد ازاں انہوں نے اس تختے کی نقاب کشائی کی جس پر نئے کیمپس کی رسم افتتاح کی تاریخ کندہ کی گئی ہے شریمتی اندرا گاندھی نے پروبیشنرس کی پاسنگ آؤٹ پریڈ کی سلامی لی اسوقت پولیس بینڈ سامعہ نوازی کر رہا تھا -

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کا مرمریں مجسمہ

نیشنل پولیس اکیڈمی میں مجسمے کی رسم نقاب کشائی

چیف منسٹر شری جے وینگل راؤ نے ۱۶ - نومبر ۷۵ع کی صبح کو سردار ولبھ بھائی پٹیل نیشنل پولیس اکیڈمی، شیورام پلی میں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے سنگ مرمر کے مجسمے کی نقاب کشائی کی رسم انجام دی ۔ یہ مجسمہ وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے ایک روسی مداح آرٹسٹ کا تیار کیا ہوا ہے جنہوں نے چند سال قبل ہندوستان کا دورہ کیا تھا اور وزیر اعظم کے چند اسکیچس لئے تھے، اس کے بعد انہوں نے یہ مجسمہ بنایا تھا اور دوبارہ ہندوستان آکر اسے شریمتی اندرا گاندھی کی خدمت میں پیش کیا تھا ۔ یہ مجسمہ کچھ دنوں قبل تک وزیر اعظم کی قیام گاہ (دہلی) میں تھا جسے نیشنل پولس اکیڈمی کے ایک سابق ڈائرکٹر شری جے ۔ کے ۔ ہنڈو کی گزارش پر وزیر اعظم نے پولیس اکیڈمی کو تحفتاً عطا کردیا ۔ نیشنل پولیس اکیڈمی، اسی سال جنوری میں ماؤنٹ آبو سے حیدرآباد ۔ بنگلور قومی شاہراہ پر شیو رام پلی میں منتقل کی گئی ہے جہاں وزیر اعظم کے اس مرمریں مجسمے کو نصب کیا گیا ہے ۔ چیف منسٹر شری جے ۔ وینگل راؤ نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ نیشنل پولیس اکیڈمی میں وزیر اعظم شریمتی اندراگاندھی کے مجسمے کی تنصیب انتہائی موزوں اور مناسب ہے کیونکہ یہ مجسمہ اکیڈمی میں زیر تربیت عہدہ داران پولیس کو بہتر خدمات انجام دینے، مشکل حالات کا پامردی سے مقابلہ کرنے اور قیادت کی شاندار صفات پیدا کرنے کے جذبات کو ابھارنے میں ممد و معاون ثابت ہوگا، سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے چیف منسٹر نے کہا کہ گذشتہ دہے کے دوران میں ہماری محترم وزیر اعظم نے جس اولوالعزمی، تدبر، فراست، دور بینی اور وسیع النظری کے ساتھ ملک کی قیادت انجام دی ہے اور جنگ، امن، معاشی بحران اور سیاسی بےچینی کے ہر دور میں جس خوبی سے ملک و قوم کے سفینہ حیات کو سلامتی اور استحکام کے ساحل تک پہنچایا ہے نیز تمام نامساعد حالات پر قابو پاتے ہوئے جس سیاسی تدبر و فراست کے ساتھ ملک میں اعتدال اور استحکام کے حالات پیدا کئے ہیں ہندوستان کی تاریخ میں ایک سنہرے باب کی حیثیت سے ناقابل فراموش رہینگے چیف منسٹر نے کہا کہ

— چیف منسٹر شری جے ۔ وینگل راؤ کی تقریر

" ۱۹۷۱ کی ہند ۔ پاک جنگ کا شریمتی اندرا گاندھی نے نہایت ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کیا ۔ اس جنگ کے سلسلے میں شریمتی اندرا گاندھی نے جو درخشاں کارنامہ انجام دیا ہے اس سے فرانس کی قومی ہیرو جون آف آرک، ورنگل کی رانی رودرمادیوی اور پالاناڈو کی رانی ناگما کی یاد تازہ ہوجاتی ہے جنہوں نے نہایت شجاعت اور دلیری کے ساتھ بڑی بڑی فوجوں کی کمان کی تھی ۔

چیف منسٹر نے پولیس کی کار کردگی سے اپنے قریبی ربط ضبط کا تذکرہ کرتے ہوئے آندھرا پردیش پولیس کو خراج تحسین ادا کیا اور کہا کہ ریاستی پولیس ہمیشہ حکومت کا ہاتھ بٹاتی رہی ہے ۔ اس نے ریاست میں بالخصوص دو زبردست ایجی ٹیشنوں کے دوران جب کہ عملاً سارے نظام کی بنیادیں ہل گئی تھیں کئی ماہ تک شبانہ روز کام کیا اور پوری مستعدی اور مستقل مزاجی کے ساتھ حالات کو معمول پر لانے میں نمایاں رول انجام دیا ۔ علاوہ ازیں ریاست کے چند علاقوں جیسے اضلاع سریکاکلم، کھمم اور ورنگل میں نکسلائیٹس اور انتہا پسند کمیونسٹوں کی سرکوبی میں شاندار خدمات انجام دیں ۔

ابتدا میں ڈائرکٹر اکیڈمی شری یس ۔ یس ویاس نے چیف منسٹر کا خیر مقدم کرتے ہوئے کانفرنس ہال کے لئے ریاستی حکومت کے عطیئے پر اظہار تشکر کیا اور امید ظاہر کی کہ دیگر ریاستی حکومتوں کے عطیوں سے ایک گیسٹ ہاؤس اور پرائمری اسکول کی عمارت کی تعمیر کا کام بھی انجام پا جائے گا انسپکٹر جنرل آف ریلوے پروٹیکشن فورس مسٹر آر ۔ ڈی سنگھ نے اکیڈمی کو ایک ٹروفی پیش کی ۔ ڈپٹی ڈائرکٹر مسٹر محمود بن محمد نے شکریہ کیا ۔

اس تقریب میں چیف منسٹر شری جے ۔ وینگل راؤ نے پولیس اکیڈمی کیمپس میں ایک کانفرنس ہال کا بھی سنگ بنیاد رکھا جسے "آندھرا پردیش ہال" کے نام سے موسوم کیا جائے گا ۔ اس کی تعمیر اور ضروری آلات سے مزین کرنے کے لئے ریاستی حکومت نے ڈھائی لاکھ روپیے کا عطیہ دیا ہے ۔

«گولڈن تھریشولڈ»

وزیر اعظم کے ہاتھوں حیدرآباد یونیورسٹی کے حوالے

مشترکہ ہندوستانی تہذیب کی دلدادہ ، ممتاز مجاہدۂ آزادی بلبل ہند شریمتی سروجنی نائیڈو کی رہایش گاہ ''گولڈن تھریشولڈ '' کو کماری پدمجانائیڈو کی وصیت کے بموجب ۱۷ - نومبر کی صبح کو ایک سادہ لیکن پر اثر تقریب میں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے حیدرآباد کی نئی مرکزی یونیورسٹی (یونیورسٹی آف حیدرآباد) کے حوالے کردیا - ''گولڈن تھریشولڈ کے عقب کی عمارت '' گوپال کلینک '' کو بھی مذکورۂ صدر یونیورسٹی کے لئے وقف کردیا گیا ہے - ۱۷ - نومبر کی تاریخ اس اعتبار سے بھی بہت اہم ہے کہ یہی تاریخ پدمجا نائیڈو کی پیدائش کی تاریخ بھی ہے اور پچھلے سال اسی روز کماری پدمجا نائیڈو نے (انتقال سے کچھ دنوں قبل) اس عمارت کو مرکزی یونیورسٹی کے حوالے کرنے کی وصیت کی تھی - وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے اس یادگار تقریب کے موقع پر اپنی تقریر میں کہا کہ ''یہ تاریخی عمارت جس سے مختلف قومی اور شخصی یادیں وابستہ ہیں یونیورسٹی کے لئے نہایت موزوں اور مناسب ہے '' انہوں نے کہا کہ '' میں اس دعا اور تمنا میں سب کے ساتھ شریک ہوں کہ یہ ادارہ اور عمارت ہمیشہ ان نیکیوں اور آدرشوں کی حفاظت اور حوصلہ افزائی کرتی رہے جن کی سر بلندی کیلئے ہمرا ملک اپنی طویل تاریخ میں مسلسل جد و جہد کرتا رہا ہے - '' انہوں نے کہا کہ '' یہ نیکیاں اور آدرش ، رواداری ، برد باری ، بھائی چارگی ، محبت ، پیار اور سب سے بڑھ کر عوام میں ایکتا اور ہم آہنگی پر مشتمل ہیں '' شریمتی گاندھی نے توقع ظاہر کی کہ یہ ادارہ (حیدرآباد یونیورسٹی) نہ صرف پورے ملک میں بلکہ ہندوستان کے باہر بھی ایک امتیازی حیثیت حاصل کرلے گا - نائیڈو خاندان اور اپنے خاندان کے قریبی تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے شریمتی گاندھی نے کہا کہ '' یہ تعلقات بہت پرانے اور خود ان کی پیدائش سے پہلے سے قائم ہیں - ان کی پیدائش پر شریمتی سروجنی نائیڈو نے ایک نظم بھی لکھی تھی - اس کے بعد سے ہر سال اس موقع پر جو '' ہفتہ پیدائش '' سے موسوم ہے اور جس میں ان کے مرحوم والد پنڈت جواہر لعل نہرو کی سالگرہ بھی پڑتی ہے ، ان دونوں خاندانوں کے مراسم بڑھتے ہی گئے - (پنڈت نہرو ، کماری پدمجا اور شریمتی گاندھی کے ایام پیدائش ترتیب وار ۱۴ - ۱۷ اور ۱۹ - نومبر ہیں) اس ہفتہ کے دوران میں شریمتی نائیڈو چاہے کہیں بھی ہوتیں ، آنندبھون (الہ آباد) ضرور جایا کرتیں - شریمتی گاندھی نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ '' جب میرے والد یہاں قیام کے لئے آئے تھے میں بہت چھوٹی تھی مگر اس وقت کی کئی باتیں مجھے آج بھی یاد ہیں '' شریمتی گاندھی نے اپنی تقریر میں شریمتی سروجنی نائیڈو اور انکی دختر کماری پدمجانائیڈو کی متعدد خوبیوں پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی اور کہا کہ ''سروجنی نائیڈ صرف کسی ایک خاندان ، مقام یا ملک کی ملکیت نہیں تھیں بلکہ جن جن ملکوں کا انہوں نے دورہ کیا لاکھوں عوام کو اپنا گرویدہ بنالیا اور ان کی یہ خصوصیت کماری پدمجانائیڈو میں بھی موجود تھی - وہ اپنی والدہ کی طرح ملک کے عوام کے مسایل سے گہری دلچسپی اور ہمدردی رکھتی تھیں '' - شریمتی گاندھی نے یہ بھی کہا کہ '' جب مسز سروجنی نائیڈو اتر پردیش کی گورنر مقرر ہوئیں تو انہوں نے اور انکے ساتھ کماری پدمجا نائیڈو نے اتر پردیش کو فرقہ وارانہ کشیدگی سے محفوظ رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا یہ وہ زمانہ تھا جب کہ شمالی ہند میں فرقہ وارانہ صورت حال کچھ ٹھیک نہیں تھی اور جب کماری پدمجانائیڈو مغربی بنگال کی گورنر مقرر ہوئیں تو بعض لوگوں نے یہ خیال کیا کہ انہیں یہ منصب ان کی والدہ کی وجہ سے عطا ہوا ہے لیکن جلد ہی لوگوں کو اپنی اس غلطی کا احساس ہوگیا اور پدمجانائیڈو نے مغربی بنگال کے لوگوں کے دل جیت لئے - بنگلہ دیش کے پناہ گزینوں کی آمد کے موقع پر انہوں نے بہ نفس نفیس ریاست کے ہر ضلع کا دورہ کیا اور ریلیف کے کاموں میں پیش پیش رہیں - کماری پدمجا نائیڈو کو فرقہ پرستی سے شدید نفرت تھی اور وہ چاہتی تھیں کہ ملک کا ہر فرد ، چاہے وہ کسی نسل ، کسی ذات یا کسی مذہب کا ہو بھائی چارگی ، محبت ، میل ملاپ اور امن و عافیت کے ساتھ رہے اور ملک کے لئے کام کرے اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی عظیم و قدیم روایت کو سینے سے لگائے ملک کے حال اور مستقبل کو درخشاں بنائے - ''

جھلکیاں

* حیدرآباد یونیورسٹی کے ہوسٹل کا نام '' پدمجا نائیڈو ہوسٹل ،، ہوگا۔

* حیدر آباد یونیورسٹی کا شعبہ معاشیات '' سروجنی نائیڈو اسکول آف اکنامکس ،، کہلائے گا ۔

* گوپال کلینک میں ، '' ڈاکٹر رگوناتھ چٹوپادھیائے سنٹر ، فار نان رزیڈنٹ اسٹوڈنٹس ،، کام کرے گا ۔

* دار جلنگ (مغربی بنگال) میں جو زو قائم ہے اسے '' پدمجا نائیڈو زو ،، سے موسوم کیا جائے گا ۔ پدمجا نائیڈو نے اپنے گورنر ی کے زمانہ میں اس پارک کو تعمیر کروایا تھا۔

* حیدرآباد یونیورسٹی میں یکم دسمبر ۷۵ ع سے ایم ۔ اے اور ایم فل کورس کی تعلیم کا آغاز ہوجائے گا ۔

* جناب فیاض الدین صاحب نظامی نے '' گولڈن تھریشولڈ ،، میں منعقدہ تقریب کے موقع پر وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی ایک تقریر کا یہ جملہ اس طرح خوش خط لکھوا کر وزیر اعظم کی خدمت میں پیش کیا '' آپ کی کڑوی گولی نے قوم کا مزاج درست کردیا ،، حیدرآباد کے ایک ممتاز خوش نویس جناب غوث محمدخاں نے اس کی تحریر میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا ہے۔

* ' گولڈن تھریشولڈ ، کی تقریب کے اختتام کے فوری بعد شریمتی اندرا گاندھی ، پراٹو کول کو نظر انداز کرتی ہوئی شہ نشین سے حاضرین محفل کی طرف بڑھ گئیں اور سروجنی نائیڈو کے بھائی ھربندر ناتھ چٹوپادھیائے اور ھمشیر زادی ڈاکٹر رینوکا چٹوپادھیائے سے مل کر ان کی خیر و عافیت دریافت کی ۔

* گولڈن تھریشولڈ کی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے شریمتی اندرا گاندھی نے یہ واقعہ سنایا کہ گاندھی جی نے کماری پدمجا نائیڈو کی ایک سالگرہ کے موقعہ پر ایک دستی کا تحفہ دیا تھا جس پر گاندھی جی نے اپنے ہاتھ سے گل بوٹے بنائے تھے ۔ تحفہ دیتے ہوئے گاندھی جی نے کہا تھا کہ '' میں جانتا ہوں تم خوبصورتی کو پسند کرتی ہو ۔ ،،

* سردار پٹیل نیشنل پولیس اکیڈمی میں پاسنگ آؤٹ پریڈ سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ '' مجھے غریبوں کی طرف سے کبھی کوئی خطرہ نہیں رہا ہے۔ اگر میری زندگی کو کبھی کوئی خطرہ پیدا بھی ہوجائے تو وہ غریبوں کی طرف سے نہیں ہوگا ۔ پولیس کو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ غریب لوگ ہماری سلامتی کے لئے خطرہ ہیں ۔ ،،

PRINTED BY THE DIRECTOR OF PRINTING. GOVT. OF ANDHRA PRADESH. AT GOVT. CENTRAL PRESS. HYDERABAD
PUBLISH BY THE DIRECTOR OF INFORMATION & PUBLIC RELATIONS ANDHRA PRADESH. HYDERABAD

Regd. No. H./HD-76.

انیس قیوم فیاض

الطاف حسین حالی

ایک مطالعہ

حالی محض کسی مشہور شخصیت کا نام نہیں ہے ۔ حالی ن عہد کا نام ہے اس مزاج کا نام ہے اس عقیدے کا نام ہے و ایک صدی قبل ہندوستان میں جاری و ساری تھ ۔ حالی سی دیس ، کسی دیار ، کسی زمانے کے شاعر نہیں ہر ملک ر ہر عہد کے شاعر ہیں ۔ ساودے نے ورڈس ورتھ کے تعلق ے کہا تھا ۔

" نہ ایسا شاعر ہوا ہے نہ ایسا شاعر ہوسکتا ہے "
ہر جمیل لکھتے ہیں ۔

" انگریزی زبان میں ورڈس ورتھ کے مقدمات کا جو مقام ہے ، وہی حالی کے " مقدمہ شعر و شاعری کا "

خواجہ الطاف حسین نام ، پہلے خستہ ، بعد کو حالی خلص اختیار کیا ، ۱۸۳۷ ع مطابق ۱۲۵۳ھ پانی پت ں پیدا ہوئے ۔ والد کا نام خواجہ ایزد بخش انصاری تھا ، و انگریزی سرکار میں سرشتہ پرمٹ میں قلیل تنخواہ پر ملازم ے ۔ حالی خواجہ ایزد بخش کی تیسری اولاد تھے ان کا خاندان ایت بزرگ و محترم ہے ۔ پدر بزرگوار کا سلسلہ بیالیس واسطوں ے صحابی و میزبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ابو ایوب انصاری ے ملتا ہے ۔ اور والدہ محترمہ سید الانبیا حضرت محمد مصطفے لی اللہ علیہ و سلم کی چھتیسویں پشت میں تھیں ۔ حالی کی لادت کے بعد ہی ان کی والدہ کا دماغ مختل ہوگیا تھا جس کی جہ سے ماں کی آغوش تربیت سے حالی محروم ہوگئے ۱۸۴۰ ع ں جب ان کی عمر ۹ سال تھی ایزد بخش نے بھی انتقال کیا ۔ ے بھائی نے باپ سے زیادہ پیار اور محبت کے ساتھ چھوٹے بھائی ، پرورش کی چنانچہ ایک جگہ حالی خود لکھتے ہیں ۔

جس بھائی نے بیٹوں کی طرح بھائی کو پالا
سوکھی ہوی کھیتی میں دیا باپ کی پانی
جس بھائی کی آغوش میں ہوش اس نے سنبھالا
جس بھائی کے سائے میں کٹی اسکی جوانی

تعلیم کا فطری شوق تھا ۔ سب سے پہلے نہایت کم عمری میں حافظ قرآن ہوے اور پھر قصبے کے مدرسوں خانقاہوں کے مدرس بزرگوں اور اساتذہ سے درس نظامیہ حاصل کیا ۔ قرأت و تجوید اس خوش الحانی سے پڑھتے تھے کہ اکثر بزرگ ان سے قرآن شریف سنا کرتے تھے ۔ حضرت غوث علی شاہ رح اور حضرت شاہ بو علی قلندر سے بے پناہ عقیدت تھی ۔ با قاعدہ تعلیم کا موقع نہ مل سکا تو انہوں نے نئی راہیں تلاش کرنا شروع کردیں ۔ ابھی سترہ برس کے تھے کہ ۱۸۵۳ ع میں رشتہ ازدواج سے وابستہ کردیے گئے عموماً یہ رکاوٹ خدمت خلق کے پر خلوص جذبات اور امنگوں کے لئے سنگ گراں ثابت ہوتی ہے ۔ لیکن اس کے بر عکس حالی کے عزائم میں بے پناہ رفعت و عظمت آگئی چپ چاپ گھر سے نکل پڑے اور پا پیادہ دلی کی طرف روانہ ہوگئے ۔ چنانچہ خود ہی کہتے ہیں ۔

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

حالانکہ اس سے پہلے حالی نے گھر سے باہر قدم تک نہیں نکالا تھا لیکن شمع علم کے اس پروانے کا عشق ، اس قدر شدت اختیار کرچکا تھا کہ وہ بے تابانہ اور بے باکانہ نثار ہونے کے لئے تیار ہوگیا ۔ ممکن تھا کہ وہ کج رائی اور بے راہ روی کا شکار ہوجاتے لیکن دنیا کے مکروہات نے دم لینے کی بھی فرصت نہ دی وہ خود معترف ہیں ۔

" ہائے جوانی کی بہار اگر چہ قابل دید تھی مگر دنیا کے مکروہات نے دم لینے کی فرصت نہ دی نہ خودآرائی کا خیال آیا نہ عشق و جوانی کی ہوا لگی ، نہ وصل کی لذت اٹھائی نہ فراق کا مزہ چکھا " راستے کی تمام تر صعوبتوں سے بے نیاز دلی پہنچے جامع مسجد کے قریب حسین بخش کے مدرسے میں قیام کیا ۔ اور اپنے دور کے مشہور عالم مولوی نوازش علی کے حضور میں زانوئے ادب تہہ کیا ۔

ملتے ہی ان کے بھول گئیں کلفتیں تمام
گویا ہمارے سر پہ کبھی آسماں نہ تھا

نوازش علی کے علاوہ فیض الحسن سہارنپوری ، مولوی امیر احمد ، شمس العلماء مولانا سید نذیر حسین سے پابندی کے ساتھ تعلیم حاصل کی اور یہ انہی اساتذہ کی توجہ کا اثر تھا کہ حالی ذرے سے آفتاب بن گئے -

ایک دن چاندنی چوک سے گزر رہے تھے کہ بالا خانے سے کسی کی غزل سنی ، بہت متاثر ہوئے ، پتہ چلا کہ وہ غزل نجم الدولہ اسداللہ خاں غالب کی ہے تو شاعر کی زیارت کا اشتیاق ہوا۔ اس زمانے میں غالب کا طوطی بول رہا تھا - ایک روز موقع پا کر غالب کے آستانے پر حاضری دی - اور خادمانہ حیثیت سے ان کے حضور میں زانوئے تلمذ تہہ کیا -

ڈیڑھ برس کے بعد حالی کے بڑے بھائی کو خبر ملی کہ یوسف گم گشتہ دہلی میں ہے ، وہ دلی پہنچے ، واپس چلنے کی صلاح دی - حالی نے جو ایک عرصہ علم کیلئے سب کچھ چھوڑ کر پیر مغاں کے آستانے پر بیٹھے تھے حسرت بھری نگاہ سے التجا کی

الہ جو عہد شباب نے سب کچھ بھلا دیا

ہم ہیں اور آستانہ پیر مغاں ہے اب

عذر ناقص قبول نہیں ہوا - دل پر برچھیاں چل رہی تھیں - انتہائی رنج و الم میں بھائی کے ساتھ ہو لئے - تعلیمی اور علمی اور ادبی صحبتیں چھوٹ جانے کا غم کھائے جاتا تھا پانی پت پہنچ کر کتابیں طاق پر رکھیں اور فکر معاش میں الجھ گئے تاہم سوق علم برابر " ھل من مزید " کا نعرہ لگا رہا تھا -

ادھر ایک ہم اور زمانہ ادھر

یہ بازی تو سو بسوے ہر جائے گی

پانی پت سے نکل کر حصار پہنچے ، ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں ایک جگہ خالی تھی ، درخواست دی ، خوش قسمتی سے برسر روزگار ہو گئے - ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ ۱۸۵۷ ع کا انقلاب آفریں ہنگامہ برپا ہو گیا - حکومت کا رعب اب ختم ہوچکا تھا۔ عزت و آبرو کو کہیں پناہ نہیں تھی - سراسیمگی کے عالم میں واپس پانی پت پہنچے - ان کا مکان اکثر مہاجرین کا مسکن بنا - حالات زمانہ نے حالی کی فطری شگفتگی کو قبل از وقت سرد کردیا تھا - اسی زمانے میں انہوں نے حالی تخلص اختیار کیا - یہ تبدیلی حالات کی تبدیلی کا اثر ہو سکتی ہے - ۱۸۶۱ ع میں پھر تلاش معاش میں دلی روانہ ہوئے - نواب مصطفے خاں شیفتہ سے ملاقات ہوئی - انہوں نے اپنے بچوں کی اتالیقی کے لئے مقرر کیا - شیفتہ خود بھی شاعر تھے - ان کی صحبت میں فکر و نظر نے جلا پائی ۱۸۶۹ ع میں شیفتہ کا انتقال ہو گیا اور حالی ایک بار پھر فکر معاش میں گھر گئے - ۱۸۷۰ ع میں لاہور گئے حکومت پنجاب کے سرکاری مکتبے میں جگہ مل گئی - یہاں انگریزی سے ترجمہ کی ہوئی کتابوں پر نظر ثانی کیا کرتے - یہیں انہیں انگریزی تعلیم کی ضرورت محسوس ہوئی - ۱۸۷۴ ع میں مولانا محمد حسین آزاد سے تعارف ہوا اور کرنل ھالرائیڈ کی ایماپر ایک نئی طرز کے مشاعرے کی بنیاد رکھی - جس میں طبع آزمائی کے لئے موضوع دئے جاتے - لاہور کی ملازمت پسند نہ آئی لکھتے ہیں -

نہ واں درسس نہ یاں تاب سخن ہے ،

محب ہے نہ دل میں موجزن ہے ،

مجھے تنہا نہ سمجھیں اہل لاہور

تصور میں مرے اک انجمن ہے ،

اسی دور میں واپس دلی چلے آئے مصلح اعظم سر سید سے ملاقات ہوئی - ان کی تحریک نے جادو کا اثر کیا ۱۸۷۴ ع ہی میں اینگلو عربک اسکول دلی میں عربی کے مدرس اول کی حیثیت سے تقرر ہو گیا - بارہ سال تک یہیں رہے - ۱۸۸۹ ع میں نظام حیدرآباد کی جانب سے پچھتر روپے وظیفہ مقرر ہوا تو انہوں نے ملازمت سے استعفا دے دیا - یہ ان کی قناعت اور استغنا کی بہترین مثال ہے رفتہ رفتہ ان کے سارے ہم عصر ایک ایک کرکے رخصت ہو گئے -

غالب ہے نہ ہے شیفتہ نیر باقی

وحشت ہے نہ سالک ہے نہ انور باقی

حالی اب اسی کو بزم یاراں سمجھو

یاروں کے جو داغ ہیں دل پر باقی

۳۰ - اگست ۱۸۸۹ ع کو پانی پت چلے آئے اور خلوت نشین ہو گئے -

کی ہے خلوت پسند حالی نے

اب نہ دیکھو گے اس کو مجلس میں

۲۳ - اگست ۱۸۹۱ ع کو " محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس " میں شرکت کے لئے سر سید کے ساتھ حیدر آباد تشریف لائے اور ۱۶۵ اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ لکھا - سر آسمان جاہ نے خوش ہو کر پچیس روپیوں کا وظیفے میں مزید اضافہ کیا -

عمر کے آخری حصے میں وہ ہر سانس کو جاودانی سمجھنے لگے تھے اور اپنے فرائض نہایت مستعدی سے انجام دینے لگے تھے - ۱۸۹۴ ع ہی سے " حیات جاوید " پر کام کرنا شروع کردیا تھا - لکھتے تھے

دم لینے کی فرصت جو کوئی پاتا ہے
آتا ہے اگر آج تو کل جاتا ہے
جو کرنے ہیں کام ان کو جلدی نپٹالو
طلبی کا پیام وہ چلا آتا ہے

۱۹۰۱ ع سے پہلے ہی حیات جاوید ، مکمل ہوگئی جون ۱۹۰۴ ع میں حکومت ہند نے تعلیمی خدمات کے صلے میں شمس العلما کا خطاب مرحمت فرمایا - ۱۹۰۷ ع میں راجندر اسپتال پٹیالہ میں آنکھ کا آپریشن ہوا جو زیادہ کامیاب نہیں رہا ۱۹۱۱ ع میں ریاست حیدر آباد کے فرمانروا میر عثمان علی خاں کی مسند نشینی پر قطعہ لکھا - ۱۹۱۴ ع میں انتقال کیا -

ابتدائی تصانیف زیادہ تر مذھبی تھیں - سب سے پہلی کتاب " عربی کا رسالہ " ۱۸۵۳ ع میں عربی میں لکھا تھا جسے بعد میں چاک کردیا - اسکے بعد مولود شریف ، تریاق مسموم تاریخ محمدی پر منصفانہ رائے ، شواهد الاسلام ، تذکرۂ رحمانیہ، طبقات الارض ، اصول فارسی ، مجالس النسا وغیرہ لکھیں ادبی تصانیف یہ ہیں سوانح عمری حکیم ناصر خسرو ، حیات سعدی ، مقدمہ شعر و شاعری ، یادگار غالب ، حیات جاوید ، مضامین حالی ، مقالات حالی ، مکتوبات حالی ، مکاتیب حالی ، مسدس حالی ، مجموعہ نظم حالی ، دیوان حالی وغیرہ -

حالی نے تین مشہور سوانح عمریاں لکھیں - حیات سعدی، حیات جاوید اوریادگار غالب - مسدس حالی کوجو شہرت نصیب ہوی اردو کی کسی دوسری کتاب کو نصیب نہ ہوسکی -

مسدس ، حالی نے سر سید کی تحریک پر لکھا تھا - اس زمانے میں مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی مسدس نے انہیں خواب غفلت سے چونکایا بلا شبہ مسدس حالی ایک ایسا شعری کار نامہ ہے جسے دنیا کی تمام زندہ زبانوں کے بڑے سے بڑے ادب کے مقابلے میں پیش کیا جاسکتا ہے -

مسدس حالی نے صور اسرافیل کا کام کیا ، سوئی ہوئی قوم جاگ گئی - حرکت و عمل کا جذبہ بیدار ہوا - سر سید کہتے تھے" اگر خدا مجھ سے قیامت کے دن سوال کرے گا کہ تو دنیا سے کیا لایا ہے تو میں کہوں گا کہ حالی سے مسدس لکھوا کے لایا ہوں "

حالی کے شاگردوں کی تعداد کا شمار مشکل سے کیا جاسکتا ہے کیونکہ حالی سے کلام میں اصلاح لینے والے بہت کم نظر آتے ہیں - ایسا معلوم ہوتا ہے وہ شاگرد بنانے میں بہت محتاط تھے -

حکیم آزاد انصاری لکھتے ہیں -

" مجھے مولانا حالی مرحوم سے تلمذ حاصل ہے "

مولوی انصار حسین زلالی ، بیخود بدایونی ، بہاری لال مشتاق ، چودھری خوش محمد خاں ناظر ، ملیم پانی پتی ، سید شاداں ، عاشق ، عبدالرحیم خان بیدل ، کیفی دهلوی ، حسن رضا زبیری، سعیدالدین احمد خاں طالب، حالی کے شاگردوں میں سے تھے،

خواجہ سجاد حسین حالی کے دوسرے صاحبزادے علمی و ادبی خدمات میں حالی کے سچے جانشین تھے اپنے والد بزرگوار سے ان کو بے پناہ محبت تھی - ان کی یادگار قائم کرنے کی دھن میں آپ نے اپنی ملازمت - دولت ، صحت سب کچھ قربان کردیا - آپ ہی کی وجہ سے مولانا کے بہت سے قیمتی مسودات محفوظ رہ سکے اور زیور طبع سے آراستہ ہوسکے -

مضطر مجاز

دوغزلیں

کیا دیکھتے ہی دیکھتے دن سارا ڈھل گیا
اور آنکھ ابھی لگی تھی کہ سورج نکل گیا

یہ بھی کبھی ہوا ہے کہ اک کذب دل فریب
ہر سچ کو روندتا ہوا آگے نکل گیا

اچھی تو تھی کتاب مگر نیند آگئی
پکچر تو تھی خراب مگر دل بہل گیا

لڑکی جو روز ادھر سے گزرتی تھی شام کو
کل شام اس کے واسطے چاقو بھی چل گیا

مضطر ازل سے ہوتی یہی آئی ہے یہاں
بویا کسی نے بیج کوئی لے کے پھل گیا

* * *

کالی ، پیلی ، نیلی ریکھاؤں کے بیچ
جان دے دی دل نے آشاؤں کے بیچ

کچھ کناروں پر بھی ہوتے ہیں بھنور
کچھ بھنور ہوتے ہیں دریاؤں کے بیچ

وقت لپکا مجھ پہ جب خنجر بکف
سو رہا تھا میں تمناؤں کے بیچ

جہل ننگا ناچتا تھا رات دن
ہم نے دیکھا پاٹھ شالاؤں کے بیچ

سورجوں کے کٹ گئے سر بیچ کھیت
چاندنی لٹتی رہی گاؤں کے بیچ

اک پرکھشا اور بھی مضطر سہی
زندگانی کی پرکھشاؤں کے بیچ

* * *

PRINTED BY THE DIRECTOR OF PRINTING, GOVT. OF ANDHRA PRADESH, AT GOVT. CENTRAL PRESS, HYDERABAD
PUBLISH BY THE DIRECTOR OF INFORMATION & PUBLIC RELATIONS ANDHRA PRADESH, HYDERABAD

آندھرا پردیش بہ یک نظر

* آبادی	۴۳۵,۰۳ لاکھ
* اقوام درج فہرست کی آبادی	۵۷,۴۵ لاکھ
* رقبہ	۲,۷۶,۷۵۴ مربع کیلومیٹر
* اضلاع	۲۱
* تعلقہ جات	۱۹۵
* قصبات اور شہر	۲۲۴
* آباد گاؤں	۲۷,۲۲۱
* پنچائتیں	۱۵,۹۲۰
* پنچائت سمیتیاں	۳۲۴
* ارکان پارلیمنٹ	۵۹
* لیجسلیٹیو اسمبلی کے ارکان بشمول ایک نامزد کردہ رکن	۲۸۸
* لیجسلیٹیو کونسل کے ارکان	۹۰
* یونیورسٹیاں	۵
* پڑھے لکھے لوگ	۱۰۶,۹۰ لاکھ

آندھرا پردیش

جنوری
سنہ ۱۹۷۶ ع

۵۰ پیسے

آندھرا پردیش بہ یک نظر

* آبادی	۴۳۵،۰۳ لاکھ
* اقوام درج فہرست کی آبادی	۵۷،۴۵ لاکھ
* رقبہ	۲،۷۶،۷۵۴ مربع کیلو میٹر
* اضلاع	۲۱
* تعلقہ جات	۱۹۵
* قصبات اور شہر	۲۲۳
* آباد گاؤں	۲۷،۲۲۱
* پنچائتیں	۱۵،۹۲۰
* پنچائت سمیتیاں	۳۲۳
* ارکان پارلیمنٹ	۵۹
* لیجسلیٹیو اسمبلی کے ارکان بشمول ایک نامزد کردہ رکن	۲۸۸
* لیجسلیٹیو کونسل کے ارکان	۹۰
* یونیورسٹیاں	۵
* پڑھے لکھے لوگ	۱۰۶،۹۰ لاکھ

آندھرا پردیش

ترتیب

ایڈیٹر انچیف

شریمتی راجیم سنہا

★

ایڈیٹر

اختر حسن

★

جنوری ۱۹۷۶ع

پوش ۔ ماگھ—شاکھا ۱۸۹۷

جلد ۱۹ شمارہ ۳

★

سرورق :—

قارئین کو تلسنکرات اور سال نو کی مبارک باد پیش ہے۔

★

سرورق کا تیسرا صفحہ :—

۲۰ نکاتی معاشی پروگرام پرٹیبلو

آندھرا پردیش (اردو) ماہنامہ

زر سالانہ چھ روپیے—فی پرچہ ۵۰ پیسے

وی پی بھیجنے کا قاعدہ نہیں ۔

چندہ منی آرڈر کے ذریعے روانہ کیا جائے۔

ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ

حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا۔

42-1
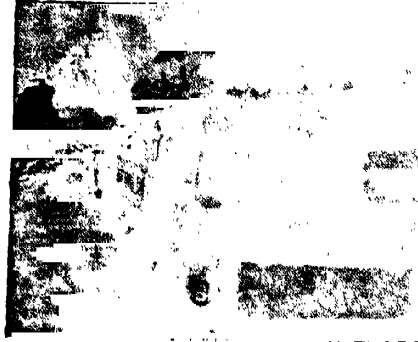
بائیں جانب ، اوپر :- وزیر صحت شری کے - راجملو نے ۳۰ - نومبر کو رویندرابھارتی تھیٹر میں لینن گراڈ اینسمبل کے ارکان کو جنہوں نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا تھا سوینئر دئے - وزیر سیاحت ڈاکٹر سی - ایچ - دیوآنندراؤ نے ۲ - نومبر کو رویندرا بھارتی میں ۲۱ - ار ٹی ٹیم کے فنی مظاہروں کا افتتاح کیا -

بائیں جانب ، نیچے :- وزیر آبپاشی شری وی - نرسنا مورتی نائیڈو نے ۸ - نومبر کو رویندرا بھارتی میں آندھرا پردیش کے انجینیروں کی نومبر ۱۹۷۵ ع تقاریب کا افتتاح کیا اور ایک سوینیر کی رسم اجرا بھی انجام دی - چیف سکریٹری شری بھگوان داس اور فلمی فن کار شری اے - ناگیشور راؤ بھی تصویر میں نظر آرہے ہیں -

دائیں جانب ، اوپر :- ٹریٹوریل آرمی ڈے کے موقع پر سکندرآباد میں جلوس -

دائیں جانب ، نیچے :- رویندرا بھارتی میں لینن گراڈ کے فن کاروں کے مظاہرے کی ایک تصویر -

خبریں تصویروں میں

عوامی وزارت کے دو سال

چیف منسٹر شری جے۔ وینگل راؤ سے شری گورا شاستری
۔ '' آندھرا بھومی '' شری سی۔ راگھوا چاری ایڈیٹر
ال آندھرا '' اور شری وی۔ آر۔ شرما۔ '' آندھرا پتریکا''
۔ ویو۔

ے ہوئے دو برس :

شری گورا شاستری۔ سوال :— جناب والا : ہمیں خوشی ہے
ندھرا پردیش کے چیف منسٹر کی حیثیت سے آپ نے دو
ورے کرلئے ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس ناز ت
میں کون سے خاص خاص کام انجام دئے گئے ہیں ؟

چیف منسٹر — جواب :— گذرے ہوئے دو برسوں کا
، جد و جہد ، محنت اور امید کا زمانہ تھا۔ جن غیر معمولی
، سے ہم گذر چکے تھے اور جن سے تلگو بولنے والے عوام کا
خطرے میں پڑ گیا تھا ، اس کے پیش نظر سب سے پہلے
است کے استحکام کو بحال کیا گیا۔ ریاست کے مختلف
، سے تعلق رکھنے والے عوام کے اندیشوں کو دور کرنے
دھرا پردیش کے بنیادی اتحاد کو برقرار رکھنے کے لئے
اعظم کی ایما پر ایک حل دریافت کیا گیا تھا جو
، نکاتی فارمولے'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ پچھلے دو سال
کامیابی کے ساتھ اس حل کو عملی جامہ پہنایا گیا
کی وجہ سے ہمارے سیاسی استحکام میں وسعت اور قوت
ہوئی اور یہی چیز ترقی کے لئے شرط اول کا حکم رکھتی ہے۔

وزیر اعظم کی جانب سے کچھ عرصہ قبل ایمر جنسی
اذ اور پھر ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کے آغاز نے نہ صرف
۔ نسق کے تمام شعبوں میں بلکہ عوامی زندگی میں بھی
سرگرمی پیدا کردی ہے۔ اب جو ہر طرف ڈسپلن کا
وہ نظر آرہا ہے ' واقعی حیرت انگیز ہے ، جس کی وجہ
س پروگرام کی تیز رفتار صورت گری کا راستہ ہموار ہو
ہے۔ اس خصوص میں ہم نے اپنی ریاست میں ترقی
۔ منزلیں طے کی ہیں بجا طور پر وہ ہمارے لئے باعث فخر
۔

اس سلسلے میں خاص طور پر میں اس معاہدے کا ذکر
چاہتا ہوں جو حال ہی میں گوداوری کے پانی کی تقسیم
ے پڑوسی ریاستوں کرناٹک ، مہاراشٹرا اور مدھیہ پردیش

سے طے پا یا ہے اسکی وجہ سے متعلقہ ریاستیں اپنی ان متعدد
اسکیموں کو عمل میں لاسکتی ہیں جو اب تک اس آبی
تنازعے کی وجہ سے معرض التوا میں پڑی ہوئی تھیں۔ پورے
ملک کے عوام نے اس معاہدے کے طے پانے پر جس مسرت و
اطمینان کا اظہار کیا ہے وہ بلا شبہ اس کیفیت کی نشان دہی
کرتا ہے جو آج ہر طرف پائی جاتی ہے۔ آندھرا پردیش نے
اس ضمن میں ایک قابل تحسین مثال پیش کی ہے۔

ایمر جنسی اور نظم و نسق :—

شری پی۔ وی۔ آر۔ شرما —سوال :— جناب والا : آپ نے
بجا فرمایا کہ ایمر جنسی نے ڈسپلن کا ایک دور پیدا کردیا ہے۔
بیشک ہم آپکے اس خیال سے متفق ہیں۔ کیا آپ نظم و
نسق اور پیداوار پر اسکے اثرات محسوس کرتے ہیں ؟

چیف منسٹر۔ جواب :— مجھے۔ خوشی ہے کہ آپ نے
یہ سوال پوچھا۔ نظم و نسق پر ایمر جنسی قطعی طور پر
اثرانداز ہوئی ہے۔ ہر طرف ڈسپلن کا گہرا شعور ، کاموں کو
بہ عجلت انجام دینے کا شدید احساس اور عوامی مسائل کو

تیزی سے حل کرنے کی ضرورت کی بصیرت پیدا ہوگئی ہے نیز نظم و نسق کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے تعمیری تجاویز مرتب کی جارہی ہیں ۔

صنعتی یونٹوں میں بھی صنعت کار اور محنت کش دونوں زیادہ ذمہ داری اور ڈسپلن کے ساتھ کام کر رہے ہیں ۔ بعض صنعتی یونٹوں میں جہاں مینجمنٹ اور مزدوروں کے مابین سمجھوتوں کی مدت ختم ہوگئی ہے یا ختم ہونے کے قریب ہے وہاں اب ایسے آثار پائے جاتے ہیں کہ جھگڑوں کو بڑھانے کی جگہ بات چیت کے ذریعے نئے سمجھوتے کرلئے جائیں ۔ اس کی وجہ سے پیداوار کا قیمتی وقت ضائع ہونے سے بچ گیا۔ پیداوار میں عام طور سے اضافہ ہوا ہے ۔ ایسے کچھ مسائل کو ایک خصوصی انداز میں حل کرنے کے لئے کابینہ کی ایک اسپیشل کمیٹی بنائی گئی ہے جسکی کاوش و کوشش کی بدولت تالہ بندی ، لے آوٹ ، اور ہڑتالوں کی روک تھام ہوسکی ہے۔ اگر بحیثیت مجموعی اس پر نظر ڈالی جائے تو صنعتی ترقی کے لئے یہ ایک فال نیک ہے ۔

چھ نکاتی فارمولا :

شری سی ۔ راگھوا چاری ۔ سوال :—ابھی آپ نے چھ نکاتی فارمولے کا ذکر فرمایا ۔ کیا آپ زحمت فرما کر اس کے تعلق سے کچھ تفصیل کے ساتھ بتاسکیں گے اور اس کی عمل آوری پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں گے ۔

چیف منسٹر ۔ جواب :— چھ نکاتی فارمولے کا منشا یہ تھا کہ آندھرا پردیش کے بچھڑے ہوئے علاقوں کو تیزی کے ساتھ ترقی دی جائے ۔ چنانچہ عوام کے مقامی نمائندوں کے بھر پور اشتراك و تعاون اور مرکزی سرکار کی جانب سے پانچویں منصوبے کے دوران میں ۹۰ کروڑ روپیے کی فراخدلانہ امداد کے ذریعے اسے عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے ۔ حال ہی میں ہم نے دونوں شہروں حیدرآباد و سکندرآباد کے لئے ایک اربن ڈیولپمنٹ اتھارٹی قائم کی ہے اور ریاست کی راجدھانی کی منظم ترقی کے لئے منصوبے مرتب کئے ہیں ۔ تعلیم کے میدان میں ریاست کے مختلف حصوں سے تعلق رکھنے والے طلبہ کے لئے معقول اور وافر مواقع فراہم کرنے کی غرض سے ہم نے مناسب انتظامات کئے ہیں ۔ حیدرآباد کی نئی یونیورسٹی قائم ہوچکی ہے ۔ اضلاع میں نئے تعلیمی ادارے قائم کئے گئے ہیں اور سابقہ اداروں کے درجے بڑھا دئے گئے ہیں ۔ سرکاری ملازمتوں کے تعلق سے بھی صدر نے حال ہی میں ایک آرڈیننس نافذ کیا ہے جو سرکاری ملازمتوں کے ضمن میں نہ صرف یہ کہ ریاست کے مختلف حصوں سے تعلق رکھنے والے عوام کی جائز خواہشات کو پورا کرتا ہے بلکہ ان سرکاری ملازمین کے لئے جو پہلے سے بر سر خدمت ہیں ترقی کے مواقع کی پوری ضمانت دیتا ہے ۔

چھ نکاتی فارمولے کی کامیاب عمل آوری نے سیاسی استحکام پیدا کردیا ہے جس کی شدید ضرورت تھی اور اس طرح ریاست میں تیز رفتار اقتصادی ترقی اور بڑے پیمانے پر سماجی انصاف کو روبہ عمل لانے کے لئے زمین ہموار کردی گئی ہے ۔ مزید براں پچھلے دو سال میں منصوبے کے مصارف میں ہم دو چند سے بھی زیادہ اضافہ کرنے کے قابل ہوگئے ہیں اب ہمارا سالانہ منصوبہ ۱۹۰ کروڑ روپیہ کا ہوگیا ہے ۔ مجھے یہ کہتے ہوئے فخر ہوتا ہے کہ زاید وسایل کو اکٹھا کرنے ، پرانے بقایا جات کو وصول کرنے اور دوسرے متعدد اقتصادی اقدامات کی بدولت اب ہمارے ذمے کوئی ’’ اوور ڈرافٹ ،، باقی نہیں رہا ہے ۔ صرف ۷۵-۱۹۷۴ ع میں ہم نے ۳۷ کروڑ روپیے کے زاید وسائل اکٹھا کرلئے ہیں ۔ ہم نے جو تدابیر اختیار کی ہیں ان کی وجہ سے پانچویں منصوبے کے دوران میں ہم ۳۲۵ کروڑ روپیے کا نشانہ حاصل کرلینگے جبکہ پانچویں منصوبے کا ابتدائی ٹارگٹ صرف ۲۰۰ کروڑ روپیے کا تھا ۔

زیر زمین پانی :

شری گورا شاستری — سوال :— ۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کا ایک منشا یہ بھی ہے کہ آبپاشی اور برق کے پروجکٹوں کو تیزی سے پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے مجھے امید ہے کہ اس پہلو پر بھی خاص توجہ دی گئی ہوگی ۔

چیف منسٹر — جواب :— جیسا کہ آپ جانتے ہیں وزیر اعظم نے ۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام میں یہ تجویز رکھی ہے کہ مزید ۵۰ لاکھ ہیکٹر رقبہ اراضی سیراب کیا جائے اور زیر زمین پانی کے استعمال کے لئے ایک قومی پروگرام کو روبعمل لایا جائے اس پروگرام میں آندھراپردیش بہت بڑے پیمانے پر اپنا حصہ ادا کرنے کے موقف میں ہے ۔ جن پروجکٹوں پر اس وقت کام ہورہا ہے یعنی ناگر جونا ساگر ، پوچم پاڈ ، تنگبھدراھائی لیول کنال اور وسادھرا نیز متعدد اوسط درجے کے پروجکٹ ان کے ذریعے ۲ لاکھ ہیکٹر زمین آبپاشی کے تحت آجائے گی سال رواں کے دوران میں ناگر جوناساگر اور پوچم پاڈ پروجکٹوں پر خرچ کی جانے والی رقم بڑھا کر ۳۷ کروڑ روپیے کردی گئی ہے ۔ اوسط درجے کے چودہ نئے پروجکٹ بھی شروع کئے گئے ہیں ۔ آندھرا پردیش کے کمانڈ ایریا کی ترقی کے تمام کاموں سے عہدہ برا ہونے

کے لئے ایک علحدہ کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ ڈپارٹمنٹ قائم کیا گیا ہے - زیر زمین پانی کی گنجائشوں سے استفادے کے کافی امکانات ہماری ریاست میں موجود ہیں - زیر زمین پانی کے وسائل کا سروے کرنے کے پروگراموں میں ریاست کا گراؤنڈ واٹر بورڈ اشتراک عمل کرتا ہے اس کے علاوہ زیر زمین پانی سے استفادے کے لئے ریاست نے ایک اریگیشن ڈیولپمنٹ بورڈ بھی قایم کیا ہے - اوپر میں کہہ چکا ہوں کہ گوداوری کے پانی کے استعمال کے تعلق سے مہاراشٹر ، کرناٹک ، اور مدھیہ پردیش کی حکومتوں سے ہمارا ایک معاہدہ ہوگیا ہے جسکی وجہ سے ہم ایسی متعدد ، اسکیموں کو روبہ عمل لاسکیں گے جو آبی تنازعے کی وجہ سے اب تک معرض التوا میں پڑی ہوئی تھیں -

ضروری اشیا کی قیمتوں میں استحکام :

شری - پی - وی - آر - شرما - سوال :— ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام میں ضروری اشیا کی قیمتوں کے استحکام کا طویل المیعاد اقدام بھی شامل ہے جسکا منشا عوام کو حقیقی معنوں میں راحت پہنچانا ہے - براہ کرم اس پر روشنی ڈالئے کہ اس ضمن میں آندھرا پردیش میں کیا کیا گیا ؟

چیف منسٹر — جواب :— ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد سے ریاست میں ضروری اشیا کی تمام چیزوں کے داموں پر اچھی طرح قابو پالیا گیا ہے - پچھلے سال اسی زمانے میں جو قیمتیں تھیں آج ان سے کافی کم ہیں - مثال کے طور پر گزشتہ سال اسی زمانے میں دوسرے درجے کے چاول کی جو قیمتیں تھیں آج وہ مقابلتاً ۲۰ فی صد کم ہیں قیمتوں پر کنٹرول کے لئے مختلف احکام سختی کے ساتھ نافذالعمل ہیں - قیمتوں کی فہرست آویزاں کرنے کے حکم پر بھی سختی کے ساتھ عمل ہورہا ہے - اس کے علاوہ کار و بار کو ایک ڈھرے پر رکھنے کے لئے متعدد نئے سوپر بازار قایم کئے گئے ہیں - بعض سوپر بازار صرف عورتیں چلارہی ہیں - ریاست میں سرکاری تقسیم کا نظام چاول ، گیہوں ، اور گیہوں سے تیار ہونے والی چیزوں اور شکر کی تقسیم پر مشتمل ہے - اسٹیٹ سول سپلائیز کارپوریشن کی امداد و اعانت سے دالوں اور خوردنی تیلوں کی تقسیم کا کام بھی حال ہی میں شروع کردیا گیا ہے - اس وقت ریاست میں سستے اناج کی دوکانوں کی تعداد ۱۲۰۰۰ ہے -

زرعی اصلاحات :

شری سی - راگھوا چاری — سوال :— آندھرا پردیش میں زرعی اصلاحات کو ہم بہت اہمیت دیتے ہیں - کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ زرعی اراضی کی حد بندی اور فاضل زمینات کی تقسیم کے سلسلے میں اب تک اس ریاست میں کیا ہوا ہے - ؟

چیف منسٹر — جواب :— جیسا کہ آپ جانتے ہیں قانون تحدید اراضی جو یکم جنوری ۱۹۷۵ ع کو نافذ کیا گیا تھا اب اسے پوری سرگرمی کے ساتھ عملی جامہ پہنایا جارہا ہے - ریاست میں ٹریبیونل قایم کئے گئے تھے ان کی جانب سے اب تک ۳,۴ لاکھ اعلان نامے وصول ہوچکے ہیں تحدید اراضی کے کاموں کی انجام دھی کے لئے سب اضلاع میں خصوصی مشنری قایم کر دی گئی ہے - ایک لاکھ سے زائد اعلان ناموں کی جانچ پڑتال کی جاچکی ہے اور ٹریبیونلوں نے ۳۰۰۰۰ سے زیادہ مقدمات کی یکسوئی کردی ہے - اب تک ۲۴۰۰۰ ایکڑ فاضل اراضی کا اعلان ہو چکا ہے - فاضل اراضی کی تقسیم کا کام توقع ہے کہ یکم جنوری ۱۹۷۶ ع سے شروع ہو جائے گا - یہاں میں یہ بات بھی بتادوں کہ کابینہ کی ایک خصوصی ذیلی کمیٹی مقرر کی گئی ہے جو اس کام کی رفتار ترقی کا جایزہ لیتی رہتی ہے -

کچھ عرصے سے سرکاری زمینات کے اسائنمینٹ کے ایک " کریش ،، پروگرام پر بھی عمل ہو رہا ہے - اس پروگرام کے تحت تقریباً ۱۸ لاکھ ایکڑ اراضی کا اسائنمنٹ ہو چکا ہے - ۸۰۰۰۰ سے زیادہ ایسے افراد کو جو ان زمینات پر نا جائز قبضہ کئے ہوئے تھے بے دخل کر دیا گیا ہے -

دستی پارچہ بافی کی صنعت :

شری گورا شاستری - سوال :— آندھراپردیش میں کپڑے کی دستی صنعت کا بہت بڑا شعبہ ہے - اس کا اب تک جو کچھ حشر ہوتا رہا ہے اسے یہاں دھرانے کی ضرورت نہیں مجھے یقین ہے کہ آپ نے اپنی اسکیموں میں اس شعبے کو " فراموش ،، نہیں کیا ہوگا ؟

چیف منسٹر — جواب :— نہیں - نہیں - بالکل نہیں - واقعہ تو یہ ہیکہ زرعی شعبے کے بعد اسی کا درجہ آتا ہے اور بن کاروں کا گروپ ہماری ریاست کا سب سے بڑا پیشہ ورانہ گروپ ہے - پارچہ بافی کی دستی صنعت کو مضبوط بنانے اور کواپریٹیو سے وابستہ اور کواپریٹیو سے باہر کے بن کاروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے مرکزی حکومت کے صلاح مشورے سے ہم نے متعدد اقدامات کئے ہیں -

دستی پارچہ بافی کی صنعت کو فروغ دینے کے لئے ریاست میں امداد باہمی کے تحت اور اسکے علاوہ بھی جو اقدامات کئے گئے ہیں انکا خلاصہ یہ ہے کہ تین اپکس

ویورس کواپریٹیو سوسائٹیوں کو ۵۰ لاکھ روپیے دئے گئے هیں تا که ابتدائی سوسائٹیوں میں جمع شده اسٹاک کو وه حاصل کرسکیں ۔ ایک ٹکسٹائل ڈیولپمنٹ کارپوریشن قایم کیا گیا هے جو ایسے بن کاروں سے جو امداد باهمی کی انجمنوں سے وابسته نهیں هیں اسٹاک حاصل کرے گا ۔ کمزور ویورس کواپریٹیو سوسائٹیوں کو نئے سرے سے جاندار اور طاقتور بنانے کے لئے ایک بڑا پروگرام تشکیل دیا گیا هے ۔ ٹکسٹائل ڈیولپمنٹ کارپوریشن نے ریاست کے مختلف حصوں میں متعدد پیداواری مراکز کے قیام کا پروگرام بنایا هے ۔ یه کارپوریشن ایسے دستی پارچه جات کی تیاری پر خاص توجه دے گا جو برآمد کئے جاسکتے هیں ۔ ریاست میں تجربے کے طورپر هینڈلومس کے ایک لاکھ میٹر کنٹرولڈ قیمت کے کپڑے تیار کرنے کا نشانه مقرر کیا هے ۔

کمزور طبقات کی فلاح و بهبود :-

شری پی ۔ وی ۔ آر ۔ شرما ۔ سوال :- سبھی محاذ پر آج سب سے زیاده زور کمزور طبقات کی فلاح و ترقی پر دیا جارها هے ۔ بلاشبه یه ٹھیک بھی هے ۔ هماری ریاست میں ان کے لئے کیا کام کیا گیا هے کیا آپ اس پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کی زحمت گوارا فرمائینگے ۔؟

چیف منسٹر ۔ جواب :- کمزور طبقات کو اوپر اٹھانے کے لئے آندھرا پردیش میں هم نے متعدد اقدامات کئے هیں ۔ جهاں تک تعلیمی سهولتوں کا تعلق هے تا که غریب ماں باپ اپنے بچوں کو زیور تعلیم سے آراسته کرسکیں حکومت نے متعدد ترغیبات فراهم کی هیں جیسے مفت تعلیم ۔ قیام کی مفت سهولتیں وظائف نصابی کتابیں اور کپڑے وغیره ۔ اقوام و قبائل درج فهرست اور دوسرے پس مانده طبقات کے طلبه کو وظائف دینے پر سالانه تین کروڑ روپے خرچ کئے جاتے هیں اسکےعلاوه اقامت خانوں کی دیکھ ریکھ پر ۴٫۸۳ کروڑ روپیه سالانه کے مصارف عائد هوتے هیں ۔ ایسے افراد کے لئے جو مختلف پیشوں سے دلچسپی رکھتے هیں اور ان میں کام کرتے هیں جیسے بن کاری چمڑے کا کام بڑھئی کا کام وغیره حکومت نے تربیت اور پیداوار کے ملے جلے مراکز قائم کئے هیں تا که کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے لوگ ان اسکیموں کے تحت ضروری ٹریننگ حاصل کرسکیں پوری ریاست میں اس وقت ایسے ۲۸ ٹریننگ کم پروڈکشن سنٹر قائم هیں جن میں ۹۰۰ افراد کو تربیت دی جاسکتی هے ۔

کمزور طبقات اور سرکاری ملازمتیں

شری سی ۔ راگھوا چاری ۔ سوال :- جناب والا مجھے یقین هے که سرکاری ملازمتوں کے سلسله میں بھی ان سے اچھا سلوک کیا جارها هوگا ۔ ؟

چیف منسٹر ۔ جواب :- جی هاں مختلف قسم کی جائدادوں پر تقرر کے لئے قواعد کے تحت درج فهرست اقوام ، درج فهرست قبائل اور کمزور طبقات کے لئے علی الترتیب ۱۴ فیصد ، ۴ فیصد اور ۲۵ فیصد جائدادیں محفوظ هوتی هیں ۔ اقوام و قبائل درج فهرست کے امیدواروں کو زیاده سے زیاده نوکریاں دینے اور کل ریاستی بنیاد پر ان کے لئے مواقع فراهم کرنے کی غرض سے ریاست کی راجدهانی میں ایک سنٹرل ایمپلائیمنٹ اکسچینج بھی قائم کیا گیا هے ۔ ریاستی حکومت نے حال هی میں دو ریاستی سطح کے انسپکٹنگ اسسٹنٹ کمشنروں پر مشتمل جو براه راست چیف سکریٹری کے تحت کام کرتے هیں ایک انفورسمنٹ مشنری بھی قائم کی هے ۔ جو تقرر کرنے کے مجاز تمام اداروں کا وقتاًفوقتاً معائنه کرتے رهتے هیں ، اس بات پر نظر رکھنے کے لئے که حکومت کی پالیسی کو سختی کے ساتھ روبه عمل لانے کی ضمانت حاصل هوسکے ۔

کمزور طبقات کے لئے مکانات :-

شری گورا شاستری ۔ سوال :- جناب والا : کچھ دنوں سے کمزور طبقات کے لئے مکانات کے ایک پروگرام کے بارے میں بهت کچھ کها جارها هے اس پر کچھ روشنی ڈالئے ؟

چیف منسٹر ۔ جواب :- ۱۹۷۱-۷۲ء میں لائف انشورنس کارپوریشن کے دس کروڑ روپیه کے قرضے کی امداد سے کمزور طبقات کے لئے ۶۳۰۰۰ مکانوں کی تعمیر کا ایک زبردست پروگرام شروع کیا گیا تھا ۔ اب تک ۴۹۸۰۱ مکان بن چکے هیں اورباقی تعمیر کے مختلف مرحلوں پر هیں ۔ اس کے علاوه گندے پیشوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لئے حکومت هند کی دی هوئی ۳۶ لاکھ روپیه کی امداد سے منتخب کرده ''جینتی ،، دیهاتوں میں ۱۸۰۰ مکان تعمیر کروائے جارهے هیں ۔ جن میں سے ۱۰۳۰ مکان بن چکے هیں اور باقی عنقریب تیار هوجائیں گے ۔

اقتصادی امداد کے پروگرام :-

شری پی ۔ وی ۔ آر ۔ شرما ۔ سوال :- انکی اقتصادی امداد بھی بهت ضروری هے میرا خیال هے که اس خصوص میں بھی هماری ریاست میں نئے اقدامات کئے گئے هیں ؟

چیف منسٹر ۔ جواب :- جی هاں ۔ کمزور طبقات کی اقتصادی فلاح کے لئے دو فینانس کارپوریشن قائم کئے گئے هیں ۔ ایک پچھڑے هوئے طبقات کے لئے اور ایک اقوام درج فهرست کے لئے ان کارپوریشنوں نے پچھڑے هوئے طبقات اور اقوام درج فهرست کی اقتصادی امداد کے متعدد پروگرام شروع کئے هیں ، اس کے علاوه انهیں زراعت ، انیمل هسبینڈری ، چھوٹے پیمانے کی صنعت اور دوسرے پیشوں اور دهندوں میں فنی ''جانکاری ،، اور مالی

مداد بھی دی جاتی ہے۔ ان کارپوریشنوں نے ایک کروڑ روپیہ کی اسکیمیں شروع کردی ہیں۔ جن سے ۷۰۰۰ افراد مستفید ہورہے ہیں۔ ہم نے قبائلیوں کو بھی فراموش نہیں کیا ہے۔ قبائل درج فہرست کے مسائل کے تعلق سے ہمارا جو قومی روبہ ہے اس کے بموجب ریاستی حکومت نے قبائلیوں کے لئے ایک ذیلی منصوبہ بنایا ہے۔ جس پر پانچویں منصوبے کے دوران میں ۴۰٫۵ کروڑ روپیہ کا خرچہ آئے گا۔ ریاست میں ایک گریجن کواپریٹیو کارپوریشن بھی کام کررہا ہے۔ اس کا اصل کام یہ ہے کہ قبائلیوں کی مصنوعات کے لئے تیار منڈی فراہم کی جائے انہیں کو درکار مال سستے داموں پر دیا جائے اور قلیل المیعاد قرضوں کی سہولتیں بھی بہم پہنچائی جائیں۔ یہ کارپوریشن جس کا سالانہ ٹرن اوور ۳ کروڑ روپیہ کا ہے، ۳۰ ابتدائی سوسائٹیوں اور گھریلو ضرورتوں کے ۳۰۰ ڈپوز کے ذریعہ کاروبار انجام دیتا ہے۔ قبائلی ترقی کے تعلق سے یہ کارپوریشن ریاستی پالیسی کو روبہ عمل لانے میں ایک اہم ایجنسی کا کردار ادا کرتا ہے۔

برق پیداوار :-

شری سی۔ راگھواچاری۔ سوال :- ہمارے منصوبہ سازوں کے لئے ریاست میں برق پیداوار کا موقف باعث تشویش بنا ہوا تھا۔ ایک وقت تو ایسا تھا کہ ان پر بالکل ناامیدی چھا گئی تھی۔ اب کیا حال ہے۔ ؟

چیف منسٹر۔ جواب :- ریاست میں برق کی پیداوار کو بڑھانے کے کام کو ریاستی حکومت بہت زیادہ فوقیت دے رہی ہے پانچویں منصوبے کے دوران میں ۱۳۷۰ میگاواٹ زاید برق قوت پیدا کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ سال رواں کے دوران میں سالانہ منصوبے میں برق کی پیداوار کے لئے مصارف کو بڑھا کر ۶۷ کروڑ روپیہ کردیا گیا ہے۔ جو پروجکٹ اس وقت زیرتعمیر ہیں ان سے جلد از جلد برق قوت چالو کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جارہا ہے۔ ریاستی حکومت نے مرکزی حکومت سے خواہش کی ہے کہ آندھرا پردیش میں یا تو رام گنڈم میں یا کتہ گوڑم میں ایک سوپر تھرمل اسٹیشن قائم کیا جائے اس طرح مستقبل کافی روشن ہے۔ دیہاتوں میں بجلی پہنچانے کے کام کو بھی زبردست اہمیت اور فوقیت دی گئی ہے۔ سال رواں کے دوران میں اب تک ۱۳۶ دیہاتوں ،اور ۱۵۴ ہریجن واڑوں کو برقایا جاچکا ہے۔ پچھلے سال تقریباً ۱۳۰۰۰ زرعی سیٹس کے لئے بجلی فراہم کی گئی تھی۔ ان میں سے ۱۱۰۰۰ پم سیٹ پس ماندہ ، علاقوں میں تھے۔ سال رواں کے دوران مزید ۱۰۰۰۰ پم سٹوں کو بجلی سے چلانے کا پروگرام ہے۔

صنعتی ترقی :

شری گورا شاستری۔ سوال :- متعدد مبصرین کی رائے میں ریاست کی صنعتی ترقی کی رفتار بہت زیادہ اطمینان بخش رہی ہے لیکن اس معاملے میں ہم مایوس و نا امید ہیں ؟

چیف منسٹر۔ جواب :- مایوس و ناامید ہونے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ حالیہ برسوں میں صنعتوں کے فروغ پانے کی جو رفتار رہی ہے ریاست کی صنعتی ترقی کے ہر شعبے پر اس کا اثر پڑا ہے۔ ساز گار اقتصادی ماحول ، [illegible] امداد لگانے کی مرکزی اسکیم کا آغاز اور ریاستی حکومت کی جانب سے صنعت کاروں کے لئے بعض ترغیبات کی پیشکش کے باعث واقعہ یہ ہے کہ آندھرا پردیش میں بڑے اور اوسط پیمانے کی صنعتوں کے قیام کے لئے وصول ہونے والی درخواستوں میں اضافہ ہوگیا ہے۔ مقامی صنعت کاروں کی صنعتوں کو فروغ دینے پر خاص توجہ دی جاتی ہے تاہم ریاستی حکومت نے ایسے اقدامات بھی کئے ہیں کہ دوسری ریاستوں کے صنعت کار بھی آندھرا پردیش میں صنعتوں کے قیام پر روپیہ لگاسکیں مثال کے طور پر ۳۱۔ مارچ ۱۹۷۵ء کو ختم ہونےوالے سال کے دوران میں تقریباً ۲۰۰ کروڑ روپیہ کا سرمایہ لگا کر آندھرا پردیش میں بڑی اور اوسط صنعتوں کے قیام کے لئے ۹۱ لائسینس اور اجازت نامے دئے گئے۔ ان صنعتوں کے قیام کی بدولت ۳۰۰۰۰ لوگوں کو روزگار مل سکے گا۔ کرنول میں ۳۶ کروڑ روپیہ کے سرمایہ سے لکھنے اور چھاپنے کے کاغذ کا ایک کارخانہ قائم کرنے کا لائسنس دیا گیا۔ بھدراچلم میں ۵۰ کروڑ روپیہ کا سرمایہ لگاکر کاغذ اور بورڈس بنانے کے ایک کارخانے کے لئے انڈین ٹوبیکو کمپنی (آئی۔ ٹی۔ سی) کو لائسنس اجرا کیا گیا اسی طرح اوسط اور چھوٹی صنعتوں کے میدان میں بھی ادھر کچھ عرصے سے کافی پیش رفت ہوئی ہے۔

اضلاع میں صنعتوں کے قیام کی مہم :-

شری پی۔ وی۔ آر۔ شرما۔ سوال :- اضلاع میں صنعتی فروغ کی جو وسیع مہم چلائی جارہی ہے اسکے بارےمیں بہت اچھی خبریں میری نظر سے گزری ہیں میرا خیال ہے کہ اس سے بہت فائدہ ہوا ہوگا ؟

چیف منسٹر۔ جواب :- جی ہاں ! اضلاع میں صنعتی ترقی کی وسیع مہم چلانے کے بہت اچھے نتیجے برآمد ہوئے ہیں۔ یہ مہم ، جو مئی ۱۹۷۴ میں شروع کی گئی تھی اب ریاست کے تمام اضلاع پر حاوی ہوچکی ہے۔ چھوٹی صنعتوں کے شعبے نیز خود روزگار اسکیموں کے صنعتی یونٹوں کو ملاکر ۳۸۰۲ نئے صنعتی یونٹ قائم ہوچکے ہیں جن کا سرمایہ مشغول ۳۰ کروڑ روپیہ ہے اور ۳۳۰۰۰ لوگ ان میں روزگار سے لگ گئے ہیں

اسکے علاوہ ۹۳ کروڑ روپیہ کے سرمایہ سے اوسط قسم کی ۳۴ صنعتیں قائم ہوچکی ہیں جن میں ۷۲۶۰ لوگوں کے لئے روزگار کی گنجائش ہے۔ ان مہموں کی وجہ سے نہ صرف سرمایہ مشغول کرنے کا ایک صحت مند ماحول پیدا ہو گیا ہے بلکہ دیہی علاقوں کے متعدد افراد اس جانب متوجہ ہورہے ہیں۔

اس طرح یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے کہ آج آندھرا پردیش افراط اور خوشحالی کی دہلیز پر پہنچ گیا ہے۔ ہمیں پوری امید ہے کہ آنے والے برسوں میں بھی یہی نمو برقرار رہے گا۔ مستقبل شاندار ہے۔ آئیے کہ ہم سب مل کر کام میں جٹ جائیں۔

گرام پنچایتوں کی سلور جوبلی :-

شری سی۔ راگھواچاری۔ سوال :- جناب والا آندھرا پردیش میں حال ہی میں گرام پنچایتوں کی جو سلور جوبلی تقاریب منائی گئیں وہ آندھرا پردیش کے لئے ایک اہم واقعے کا حکم رکھتی ہیں کیونکہ ہماری ریاست ہندوستان کی ان چند ریاستوں میں سے ایک ہے جہاں بلونت رائے مہتا کمیٹی کی رپورٹ کی سفارشات کے بموجب اقتدار کو غیر مرکوز بنانے کا اقدام کیا گیا۔ ہمیں خوشی ہے کہ یہ تقاریب گزشتہ ماہ نومبر میں پوری ریاست میں شایان شان طور پر منائی گئیں۔

چیف منسٹر۔ جواب :- آپ نے بہت صحیح کہا کہ اقتدار کو غیر مرکوز کرنے کی اسکیم کو روبہ عمل لانے میں آندھرا پردیش کا اقدام ہر آئینہ قابل تحسین ہے کہ گرام پنچایتیں ٹھوس بنیاد فراہم کرتی ہیں جن پر ہمارا پارلیمانی نظام نیز پنچایت راج ادارے قائم ہیں۔ سلور جوبلی تقاریب کے دوران میں ہم نے مکانوں کے لئے زمین کے پلاٹوں کی تقسیم، کمزور طبقات کے لئے مالی امداد، آبپاشی کے لئے کنوؤں کی تعمیر، اسکولوں کے لئے مکانات اور شرمدان کی تنظیم وغیرہ میں شدت پیدا کی۔ ہماری جمہوریت کے ارتقاء میں بلا شبہ یہ سلور جوبلی تقاریب ایک نشان راہ کا حکم رکھتی ہیں۔

وزیر اعظم کی تشریف آوری :

شری گورا شاستری۔ سوال :- جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ حال ہی میں ایک دن کے لئے وزیر اعظم کی حیدر آباد میں تشریف آوری ہر اعتبار سے بے حد کامیاب رہی۔ ؟

چیف منسٹر۔ جواب :- ہم سب اس واقعے پر بے حد مسرور ہیں۔ جس قسم کا بے اختیار اور گرم جوشانہ خیرمقدم وزیر اعظم کا یہاں کیا گیا، اس پر آندھرا پردیش جتنا فخر کرے کم ہے۔ لال بہادر اسٹیڈیم میں ان کا سواگت کرنے اور انہیں سننے کے لئے، جتنی بھاری تعداد میں لوگ جمع ہوئے تھے۔ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ پورا منظر بے انتہا ولولہ انگیز تھا۔ ہم میں سے اکثر کے لئے یہ تجربہ ایک یادگار تجربہ رہے گا۔ اس موقع پر انہوں نے بہت کھل کر تقریر فرمائی اور ان حالات پر روشنی ڈالی جن کی وجہ سے موجودہ ایمرجنسی کو نافذ کرنا پڑا۔ "گولڈن تھریشولڈ" کی تقریب میں بلبل ہند سروجنی نائیڈو سے اپنے خاندان کے طویل اور قریبی تعلقات کی پرانی اور سوھنی یادیں ان کے ذہن میں جاگ اٹھیں۔ یہاں انہوں نے جو تقریر فرمائی اس کے لہجے میں پرانی یادیں بسی ہوئی تھیں۔ عورتوں کی ریلی بھی کچھ کم اثر انگیز نہیں تھی۔

غرضکہ آندھرا پردیش کے عوام نے جس گرم جوشی کے ساتھ وزیر اعظم کا بے مثال خیرمقدم کیا وہ گویا ان کی فعال قیادت پر اپنے بھرپور اعتماد و ایقان کی توثیق کا اعلان تھا۔ نہرو کی عظیم روایت کے نقش قدم پر وہ ملک و قوم کو خوش حالی کی منزل کی جانب لے جارہی ہیں۔ لہذا آج وقت کا تقاضا یہ ہے کہ سخت محنت کی جائے ڈسپلن پیدا کیا جائے۔ اور فکر وبصیرت سے کام لیا جائے۔ وزیر اعظم نے بار بار ان باتوں پر زور دیا ہے۔ آئیے کہ ہم سب ان کے پرچم تلے اکھٹا ہو جائیں اور مستقبل کے ہندوستان کی تعمیر میں لگ جائیں۔

* * * * *

خبریں تصویروں میں

بائیں جانب ، اوپر : چیف منسٹر شری جے - وینگل راؤ نے ۴ - نومبر کو گھٹکیسر ، ضلع حیدرآباد میں دس بستروں کے ہسپتال کی بلڈنگ کا افتتاح کیا ۔

بائیں جانب ، بیچ میں : وزیر فینانس و اطلاعات شری پی- رنگاریڈی نے یوم اطفال اور پنچائت راج سلور جوبلی تقاریب کے سلسلے میں ٹاؤن ہال نیلور میں ۱۴ - نومبر کو کمزور طبقات کو مکانات بنانے کے لئے زمین کے پٹے تقسیم کئے -

بائیں جانب ، نیچے : وزیر بلدی نظم و نسق شری چلاسبارائیڈو نے پنچائت راج سلور جوبلی تقاریب کے سلسلے میں ، تاڑی پتری ضلع اننتا پور میں رکشائیں تقسیم کیں ۔

دائیں جانب ، اوپر : وزیر فینانس و اطلاعات شری پی رنگاریڈی نے ۷ - نومبر کو محبوب نگر میں سبزی منڈی کا سنگ بنیاد رکھا۔

دائیں جانب ، نیچے : وزیر فینانس و اطلاعات شری پی رنگاریڈی نے یوم اطفال کی تقاریب کے سلسلے میں ۱۴ - نومبر کو وی - آر - ھائی اسکول نیلور کے احاطے میں منعقدہ بچوں کی ریلی میں سلامی لی -

لیپا کشی کا مندر

* * * * *

ڈاکٹر وی۔ کامیشور راؤ کے قلم سے

وجیا نگر کی سلطنت فنون لطیفہ کی شاہانہ سرپرستی اور ہمت افزائی کے لئے مشہور ہے اس کا کچھ حصہ اندازہ ہمیں اس زمانے کی عمارتوں کے باقیات کو دیکھنے سے ہوسکتا ہے وجیانگر کے راجاؤں کے دور میں تعمیر کردہ مندر لیپا کشی ، تاڑ پتری ، پنوگنڈہ ، نگلاپورم ، اور سوسپالم میں ملتے ۔ یہ سب مقامات رائل سیما میں واقع ہیں ۔ ان میں سے لیپا کشی کا مندر وجیانگرم کی میورل پنٹنگ کا ایک لا جواب نمونہ ہے۔

لیپا کشی ایک چھوٹا سا موضع ہے جو ضلع اننت پور میں ھندوپور سے جو اسی نام کے تعلقہ کا صدر مقام ہے، نو میل مشرق میں واقع ہے۔ شہر حیدر آباد سے اس کا فاصلہ ۳۰۰ میل اور شہر بنگلور سے ۶۰ میل ہے اور جو ان دونوں شہروں سے سڑک اور ریل کے ذریعہ اس مقام تک پہنچاجاسکتا ہے۔

اس مندر کے بارےمیں عام طور پر یہ روایت مشہور ہے کہ وجیانگر کے راجہ اچیوتا را یا (۱۵۳۰-۱۵۴۲ع) کے دور حکومت میں " ویروپنا "، نامی ایک شخص مقامی تاجروں کی انجمن کا صدر اور سرکاری خازن تھا۔اس کو لیپا کشی میں ویربھدرا کی ایک مورتی دستیاب ہوئی جس کی وجہ سے اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہاں ایک مندر تعمیر کیا جائے ۔ اس نے راجہ کے خزانے میں داخل کی جانے والی لگان کی رقم کو اس مقصد کے لئے خرچ کرلیا عمارت کی تعمیر تقریباً مکمل ہوچکی تھی اور صرف " کلیان منٹپا "، کو مکمل کرنا باقی تھا کہ راجہ کو اپنے خزانے کے خالی ہونے کا اور اس کی اس حرکت کا علم ہوا ۔ راجہ نے طیش میں آ کر ویروپنا کی آنکھیں پھوڑ دینے کا حکم دیا ۔ ویروپنا چونکہ ایک فرمانبردار ملازم تھا اسلئے اس نے راجہ کے حکم کی تعمیل میں خود اپنے ھاتھوں سے اپنی آنکھیں پھوڑ لیں آج بھی مندر کے اندرونی احاطے میں جانے کے لئے جنوبی احاطے کی مغربی دیوار پر دو کالے دھبے نظر آتے ھیں۔ جو کہا جاتا ہے کہ ویروپنا کی آنکھوں کے نشانات ھیں جو اس نے اسی دیوار سے ٹکرا کر پھوڑوائی تھیں۔ اس واقعے کے بعد ویروپنا زیادہ دنوں تک زندہ نہ رہ سکا اور اسی لئے کلیان منٹپا نا مکمل رہ گیا۔

اس مندر میں ۱۵۳۰ اور اس کے بعد کے کتبے موجود ھیں ان کتبوں میں مندر کو دئے جانے والے عطیوں کا ذکر کیا گیا

ہے جن میں خود اچیوتارایا کی جانب سے ایک ''کنچن میرو'' بھی شامل ہے ۔

اس زمانے کے مندروں کی طرز تعمیر کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ ان کے اطراف فصیل کے طور پر زبردست دیواریں تعمیر کی جاتی تھیں ۔ گویا کہ مندر ایک قلعہ ہے ۔ مندروں کی تعمیر کے لئے لازمی طور پر پہاڑیوں وغیرہ کا انتخاب کیا جاتا تھا اور بعض اوقات ان کے اطراف ایک سے زیادہ دیواریں تعمیر کی جاتی تھیں اور ان کے درمیان کی جگہ میں گاؤں والے اپنے مکان تعمیر کرتے تھے ۔ لیپاکشی مندر بھی اسی نوعیت کا ہے ۔

یہ مندر نچلے علاقے میں واقع ایک ''کرما سائیلد'' نامی پہاڑی پر تعمیر کیا ہوا ہے اور اصل عمارت کا رخ جس میں ''ویربھدرا'' ہے ، شمال کی جانب ہے ۔ مندر کے اطراف میں دیو قامت دیواروں کے دو احاطے ہیں ۔ بیرونی احاطے میں داخل ہونے کے لئے شمال مشرق اور مغربی جانب تین دروازے ہیں جن میں سے دو کو بند کردیا گیا ہے ۔ شمالی داخلے کے اوپر ایک ''گوپورا'' بنا ہوا ہے ۔ اس ''گوپورا'' کی کرسی اچھی خاصی بلند ہے اور اس پر ایک حاشئے میں عورتوں کو ناچ کی مختلف حالتوں میں بتایا گیا ہے ۔ عمودی دیوار کی سپاٹ سطح کو پیوستہ ستونوں ''پنجاروں'' ، ''کمبھ پنجاروں'' اور ''سلا کوشٹوں'' وغیرہ سے ابھارا گیا ہے ۔ بالائی عمارت کی تعمیر اینٹوں سے کی گئی ہے ۔ جس کی اب صرف ایک منزل صحیح و سالم ہے ۔ دروازے کے کواڑوں پر خوبصورت عورتیں بنی ہوئی ہیں جن کے سروں پر ایک بیل ہے اور نیچے سے اوپر تک دائرے بنے ہوئے ہیں جن میں ناچنے والیوں اور سازندوں کو دیکھایا گیا ہے ۔ اندرونی حصے میں چاروں طرف ایک کاریڈور ہے جس کی چھت ستونوں پر ٹکی ہوئی ہے ۔ یہ ستون فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہیں ۔

اصل عبادت گاہ اندرونی حصے کے مرکزی مقام پر تعمیر کی گئی ہے ۔ اس کا رخ شمال کی جانب ہے جس میں ایک ''گربھ گرہا انترالا'' ہے جو ایک ''پراد کشناپاتا'' ، ایک ''مکھمنٹپا'' اور بیرونی جانب ایک متوفی دالان ، ''منٹپا'' ، اور ''ناٹیہ منٹپا'' سے گھرا ہوا ہے ۔ ''مکھ منٹپا'' کے روبرو وشنو کی عبادت گاہ بنی ہوئی ہے ۔ جس کا رخ مشرق جانب ہے ۔ اس کے مقابل ایک اور عبادت گاہ ہے جو ''پاپاناسا ایشور'' کہلاتی ہے ۔ اس مندر کے جنوب میں ایک چھوٹا حجرہ ہے جو ''سیافا گرہسپا'' یا ''سایانگرا'' کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اس کے جنوب میں شیو کی رفیقۂ حیات پاروتی کا مندر ہے ۔''پراد کشناپاڈھا'' کی بیرونی دیوار کے ساتھ ساتھ ''راما لنگیشورا'' ، ''کالی'' اور ''ہنومالنگا'' وغیرہ کے متعدد مندر ہیں ۔

اس مندر کا سب سے زیادہ دلکش حصہ اس کی چھت گیری ہے جس پر فن مصوری کے انمول نمونے پیش کئے گئے ہیں ۔ گو چھت کی اندرونی سطح مکمل طور پر مصوری کے شہ پاروں سے مزین ہے ۔ چھت کی پتھریلی سطح کو پلاسٹر سے ڈھانک کر اس پر آہک پاشی کی گئی ہے اور پھر اس پر ترکاریوں سے تیار کئے ہوئے رنگوں اور چراغوں کی کالک سے تصور ین کھینچی گئی ہیں ۔ سرخ ، نیلگوں ، زرد ، سبز اور کالے اور سفید رنگوں کے امتزاج سے جو نقش بنائے گئے ہیں ۔ وہ بے حد دلفریب اور نظر کو خیرہ کرنے والے ہیں ''ناٹیا منٹپا'' میں راما ئنا ، مہابھارتا اور پرانوں کے بڑے بڑے مناظر اتارے گئے ۔ ایک مقام پر کرشن کو ''واتاپتراسائی'' کی حیثیت سے پیپل کے ایک درخت پر بیٹھے ہوئے اور دونوں ہاتھوں سے اپنا پیر اٹھائے پیرکا ''انگوٹھا چوستے بتایا گیا ہے ۔ پاروتی کی شادی ، دکھشناسورتی ، رام کی تاجپوشی اور ''متحرک مچھلی کو ارجن کا تیر سے نشانہ بنانے کے منظر کو انتہائی مہارت کے ساتھ کھینچا گیا ہے ۔ ان تصاویر میں ارجن کو آسمانی ہتھیار'' پاسوپتا'' کے لئے ارجن کو ریاضت کرتے اور شیو اور پاروتی کو شطرنج کھیلتے بتایا گیا ہے ۔ اور ''مانوچولا کے قصے کو بھی پیش کیا گیا ہے ۔ ایک تصویر میں ویرپنا اور ویرنا کو مصاحبوں کے ساتھ اپنے محافظ دیوتا '' ویربھدرا'' کے پجاری سے مقدس راکھ لیتے ہوئے ظاہر کیا گیا ہے ۔

مکھ منٹپا کے بیرونی دالان کی چھت گیری پر شیو کو '' اندھا کا سورا سہارا سورتی ، '' دکشنا مورتی'' ، ''ہری ید'' ''کلیان سندرا سورتی ، '' تری پرانتکا مورتی'' اور '' نٹراج'' جیسی مختلف شکلوں میں اتارا گیا ہے ۔

جس مندر میں ویر بھدرا کی مورتی ہے اس کے مکھ منٹپا کی چھت گیری پر کھینچا ہوا ویر بھدرا کا دیو ہیکل نقش سب سے زیادہ عظیم الشان ہے ۔ یہ نقش نہ صرف اپنے قد و قامت کے لحاظ سے با رعب ہے بلکہ دیکھنے میں دوسرے دیوتاؤں کے نقوش کے مقابلے میں اپنی ایک علحدہ شان و شوکت رکھتا ہے ۔ اس نقش کے نچلے حصے میں ویروپنا کو ہاتھ جوڑ کر کورنش ہوگے بجالاتے ہوئے بتایا گیا ہے ۔

وشنو کے مندر کے مکھ منٹپا کی چھت گیری پر وشنو کے دس اوتاری روپ اتارے گئے ہیں ۔ منٹپوں کے ستون بہت موٹے اور مختلف اقسام کے ہیں ۔ ناٹیا منٹپا اور کلیانا منٹپا کے ستون خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں ۔ ان ستونوں میں کچھ تو ایک تا چار چھوٹے کھمبوں کو ملا کر بنائے گئے ہیں ، کچھ '' چترا کھنڈا'' طرز کے ہیں جن میں چھوٹے چھوٹے مندر بنے ہوئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن پر مورتیاں کندہ کی ہوئی

(باقی صفحہ ۱۰۶ پر)

ین - پی - کے

شیر اور انسان آمنے سامنے

صبح کے نو بجے منی بس میں بیٹھ کر میں سفری پارک گیا - منی بس میں شیشے اور لوہے کی مضبوط سلاخیں لگی ہوئی تھیں اس کی گدے دار نشستیں بہت آرام دہ تھیں سفری پارک میں منی بس ، چند ہی فرلانگ اندر گئی ہو گی کہ ایک دبنگ شیرنی ہماری بس کی طرف جھپٹی - کچھ دیر تک تو وہ بس کا پیچھا کرتی رہی لیکن پھر ایک کپھا کے اندر چلی گئی - اس پارک میں جو شیرنیاں اور شیر آزادی کے ساتھ رہتے ہیں ان کی عمریں تین سال سے لے کر پانچ سال تک کی ہیں - صبح کی تیز دھوپ میں انکے طاقتور اور پر شباب جسم خوب چمک رہے تھے - اس پارک کا پورا ماحول بالکل قدرتی ہے - پیچ و خم کھاتے ہوئے راستے ، سایہ دار درخت ہرطرف جھاڑیں چاروں جانب تالاب - بہت ہی پرفضا منظر ہے یہاں کا -

اس پارک کا رقبہ کوئی ۳۰ ایکڑ ہے جس کی کھلی فضا میں شیروں اور شیرنیوں کو آزاد چھوڑدیا گیا ہے- جب ہم ، منی بس میں بند ہو کر ان جانوروں کو آزادی سے گھومتا ہوا دیکھتے ہیں تو بڑا عجیب سا احساس ہوتا ہے - ایسا لگتا ہے کہ یہاں ہم تماشہ ہیں اور جنگل کے یہ بادشاہ ہمارے تماشائی -

اپنی جوانی کے زمانے میں برسوں تک مجھے شکار کا بےحد شوق رہا لیکن رفتہ رفتہ میرا یہ شوق تصویر کشی کے شوق میں بدل گیا اور اس کے بعد سے میں ان جانوروں کو آزاد اور قدرتی ماحول میں کیمرے کی آنکھ سے دیکھنے لگا - اور ان کی اصلی زندگی کی ساکت اور متحرک تصویریں لینے لگا

جب میری نظر اس پارک میں شیروں پر ،پڑی تو بے اختیار ان کی تصویریں کھینچنے کی خواہش میرے دل میں جاگ اٹھی - ایسے کھلے ماحول میں شیروں کا نظارہ بے حد لطف انگیز اور سنسنی خیز ہوتا ہے خصوصاً جب وہ سایہ دار درختوں کے نیچے کھیلتے اور چشموں اور تالابوں میں نہاتے اور پانی اچھالتے ہیں - یہ نوجوان شیر اتنے طاقتور ہیں کہ بارہ پندرہ فٹ کی ایک جست لگاسکتے ہیں خصوصاً جب وہ جنگل میں ایک دوسرے کا تعاقب کرتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ وہ چھلاوہ ہیں کہ ادھر نظر آئے ادھر غائب ہوگئے -

صدیوں پہلے کی بات ہے کہ ہندوستان میں جنگلی جانوروں کی بہتات تھی اور یہاں کے جنگلوں اور میدانوں اور پہاڑوں میں قسم قسم کے ہزاروں جانور پائے جاتے تھے لیکن ادھر کچھ عرصے سے آہستہ آہستہ انسان ان کے ختم کرنے کے درپے ہوگیا ہے خصوصاً آزادی کے بعد سے تو بہت تیزی اور بے رحمی کے ساتھ ان کو نیست و نابود کیا گیا انسان انہیں کبھی چین سے نہیں رہنے دیتا اور ان معصوم اور خوش رنگ جانوروں کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنا تا ہے اور آج ہمارے سامنے یہ نازک مسئلہ آگیا ہے کہ اگر ہم جنگلی جانوروں کو بچانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے جنگلوں کو محفوظ بنانا ہوگا - قدرتی جنگلوں میں سے سڑکیں نکالنے اور درختوں کو کاٹنے کا سلسلہ بھی بند کرنا ہوگا ہمارے جنگل اور جنگلی جانور دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم ملزوم ہیں حکومت ہند اور ریاستی حکومتیں اب اس بات کو انتہائی اہمیت دے رہی ہیں کہ پورے ملک میں پرندوں اور جانوروں کی دولت کو محفوظ رکھنے کے لئے ، بڑے بڑے رقبوں پر مشتمل قومی پارک اور محفوظ علاقے بنائے جائیں جہاں وہ زیادہ سے زیادہ آزادی کے ساتھ رہ سکیں - تجربہ کار قدرت پرستوں نے یہ تجاویز پیش کی ہیں کہ جانوروں کے محفوظ علاقوں میں ہی ان کی تولید کے انتظامات بھی کئے جائیں اور یہ کہ چند اہم جانوروں کو ایسے محفوظ حلقوں کے اندر رکھا جائے جہاں وہ اپنی نسل کو بڑھاسکیں اور پھر ان کی تعداد بڑھ جائے تو کچھ جانوروں کو ان پارکس میں چھوڑا جائے - لیکن یہ کام ہمیں بہت احتیاط کے ساتھ انجام دینا ہوگا اس لئے کہ ایسی کار روائیاں خطرے سے خالی نہیں ہوتیں اگر یہ جانور مصنوعی ماحول کے عادی ہوجائیں تو پھر جنگلوں میں ان کا گزر بسر مشکل ہوجاتا ہے - جنگلی جانوروں کی یہ جبلت ہوتی ہے کہ وہ اپنے علاقے میں کسی اور کی مداخلت کو برداشت نہیں کرتے وہ دستوں کی شکل میں اپنی مادہ کے ساتھ رہنے کے لئے اپنا خود ایک علاقہ بنا لیتے ہیں اور پھر اس علاقے میں اپنی ہی ذات برادری کے جانوروں کو بھی داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے

گر (گجرات) کے محفوظ جنگل میں ، جنگل کی سڑک سے کچھ فاصلے پر شیروں کو اپنا شکار کرتے ہوئے دیکھنے کا بہت عمدہ انتظام ہے - اس علاقے کا انچارج ، جنگل کا رینجر ، ان شیروں کے مزاج سے خوب واقف ہوتا ہے جب وہ سگنل دیتا ہے تبھی فوٹو اور مووی لئے جاسکتے ہیں - صرف بارہ فٹ کے فاصلے سے بھی - جنگل کے رینجر کا کہنا ہے کہ وہ انسانوں سے زیادہ ان شیروں پر اعتماد کرسکتا ہے - اپنے شکار پر شیر کا پہلا حملہ بے حد شدید ہوتا ہے ، وہ سب سے پہلے اپنے شکار کی ریڑھ کی ہڈی پر حملہ آور ہوتا ہے اگر اس کا شکار لانبے سینگوں والا جانور ہو تو شیر عموماً پہلے اس کی گردن دبوچ لیتا ہے اور اس کے اندر اپنے پنجے گاڑ کر اسکا خون پینا شروع کردیتا ہے تا آنکہ وہ مرجائے - اسکے بعد پندرہ بیس منٹ کے وقفے سے ، شیر پھر اس کے پاس جاتا ہے اس کا پیٹ پھاڑتا ہے اور سب سے اچھا اور لذیذ گوشت چٹ کر جاتا ہے

جب تک شیر دوبارہ اپنے شکار سے شکم سیر نہیں ہوجاتا اس وقت تک شیرنی بھی اسکے قریب جاتے ہوئے ڈرتی ہے اور اپنے بچوں کے ساتھ دور ہی دور رہتی ہے اس خوف سے کہ کہیں بھوک اور غصے کی حالت میں وہ اسے اور اسکے بچوں کو پھاڑ نہ کھائے - جب شیر پیٹ بھر کر اپنا شکار کھالیتا ہے تب شیرنی بہت احتیاط کے ساتھ مع اپنے بچوں کے اس مردہ شکار کی طرف جاتی ہے اور پھر پورا خاندان یعنے شیر ، شیرنی اور بچے ڈنر اڑاتے ہیں - حیدر آباد کے سفری پارک میں ایسا انتظام نہیں ہے کہ شیر کے شکار کو کسی جگہ باندھ دیا جائے اور تماشائی ، دیکھ سکیں کہ شیر کس طرح اپنے شکار پر جھپٹتا ہے اور کس طرح اسے کھاتا ہے - شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ایسا انتظام اس قیمتی جانور کی صحت کو نقصان پہنچانے کا باعث بن سکتا ہے کیونکہ اس بات کا ہمیشہ خطرہ رہتا ہے کہ جنگل کے بھنگی یعنے کوے اور گیدڑ مردہ شکار کو زہر آلود نہ کردیں - تاہم ، اگر ارباب مجاز صرف ان اوقات میں جب کہ لوگ اس سفری پارک میں جاسکتے ہیں ، ان کے دیکھنے کے لئے ایسا انتظام کرسکیں کہ شیر آزادی کے ساتھ اپنے شکار پر حملہ کر رہا ہے تو یہ منظر بہت ہی دلچسپ اور سنسنی خیز ہوگا - فی الوقت یہ انتظام ہے کہ شیروں کی غذا ایک کچھار میں پہنچادی جاتی ہے -

آزاد رہنے والے شیروں کی خاص مصروفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے لئے ایک علاقے کے متلاشی رہتے ہیں - ایسا علاقہ جہاں اچھی ڈھکی ہوئی مقامات ، سایہ اور پانی ہو -

جب بالکل ٹھیری ہوئی سی بس سے کیمرے کا بٹن دبایا گیا تو بھی شیرنی کو اس کا پتہ چل گیا اور وہ سر اٹھا

42—7

کرسنی بس کی سمت میں چل پڑی ۔ میرا مشاہدہ ہے کہ یہ جانور جنگلی کتوں کی طرح حساس نہیں ہوتے ۔

بھر پور شباب پر آئے ہوئے شیر کے ڈکارنے کی آواز سے زیادہ تیز آواز کسی اور جانور کی نہیں ہوتی لیکن بہ حیثیت مجموعی شیر ایک خاموش جانور ہے ۔ راتوں میں شیر کئی کئی میل کا سفر کرتا ہے ۔ گویا اس طرح وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ جنگل کا سب سے بڑا جانور جنگل میں موجود ہے۔ اپنے شکار کی تلاش میں ، جنگل میں شیر بہ یک وقت دس دس میل تک نکل جاتا ہے دن میں وہ آرام لیتا ہے ۔ عموماً رات میں شکار کرتا ہے ۔ شیر پانی میں یا پانی کے کنارے ٹھنڈی جگہ پر سونا پسند کرتا ہے ۔ شیر ، بعض اوقات چاردن بعد اور کبھی کبھی دس دن بعد ، غذا کھاتا ہے۔ اس کا انحصار شکار کے ملنے پر ہے ۔

حیدر آباد کے سفری پارک میں شیروں کو بہت عمدہ اور کافی غذا دی جاتی ہے اسی لئے وہ اتنے ترو تازہ اور بھاری بھر کم ہیں اور ان کے رگ پٹھے خوب چمکتے ہیں ۔

جنگلی جانوروں کو سفری پارکس میں قید کرکے آزاد رکھنے کا تصور ایک نیا تصور ہے جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے کہ زو میں ، انسان قیدی جانوروں کی شکل اختیار کرلیتے ہیں اور جانور پوری آزادی کے ساتھ ادھر ادھر گھومتے پھرتے ہیں اور منی بس میں مقید انسانوں کا تماشہ دیکھتے ہیں ۔ سب سے پہلے یہ سفری پارک ۱۹۶۶ ع میں برطانیہ اور جاپان میں قائم کئے گئے ۔ اب مغربی جرمنی اور امریکہ میں بھی سفری پارک بن چکے ہیں۔ حیدر آباد کے نہرو زوالوجیکل پارک میں شیر کا سفری پارک ، پورے جنوب مشرق ایشیا میں اپنی نوعیت کا پہلا پارک ہے یہ سفری پارک شیروں کے رہنے کے لئے ایک کھلا اور آزادانہ ماحول فراہم کرتے ہیں حیدر آباد کے سفری پارک کا مقصد و منشا بھی یہی ہے ۔ یہاں گر کے جنگل کے ایشیائی شیر بھی رکھے جائیں گے ۔گر کے جنگل میں اس وقت شیروں اور شیرنیوں کی تعداد ۱۷۰ ہے پروگرام یہ ہے کہ ان میں سے بارہ شیر ۳۰ ایکڑ کے رقبے میں یہاں چھوڑے جائیں اور منصوبہ یہ ہے کہ ان کے جو بچے پیدا ہوں انہیں محفوظ جنگلوں میں بانٹ دیا جائے تا کہ اس طرح ان کی نسل بڑھتی

ہیں ۔ ناٹیا منٹپا انتہائی مہارت سے تراشے ہوئے ہے ۔ ستونوں
رہے لیکن یہ بات ہمیں ماننا پڑے گی کہ گر (گجرات) کے
شیروں اور اتر پردیش کے چندرا پربھا کے شیروں کو ملانے
کا تجربہ بری طرح نا کام ہوچکا ہے ۔ اس قسم کی کارروائی کے
دوران میں بہت ضروری ہے کہ کچھ مدت تک ان جانوروں پر
گہری نظر رکھی جائے ۔ یہ جاننے کے لئے کہ نئے ماحول کا
ان پر کیا رد عمل ہوتا ہے ، وہ کس قسم کی غذا کھانا پسند
کرتے ہیں آیا وہ مقامی ہم جنسوں سے مسابقت کرسکتے ہیں
یا نہیں ۔ اتر پردیش کی چندرا پربھا کی پہاڑیوں میں جن شیروں
کو چھوڑا گیا تھا جیسے ہی وہ سرحد پار کرکے بہار میں داخل
ہوئے تو انہیں مار ڈالا گیا ۔ بہر حال ، اب جبکہ شیر کو ایک
قومی جانور تسلیم کرلیا گیا ہے تو ضروری ہو جاتا ہے کہ محفوظ
جنگلات کے قدرتی ماحول پر پوری نظر رکھی جائے اور یہ
دیکھا جائے کہ کہاں کون سے خاندان کے شیر اچھی طرح
رہ سکتے ہیں اور جہاں تک ممکن ہوسکے انسانوں کی دست
برد سے انہیں بچایا جائے ۔ ہندوستانی شیر کے لئے اسٹڈ بک
(STUD BOOK) شروع کرنے کی تجویز
بہت خوش آئند ہے اور شیروں کو قید میں رکھ کر ان کی نسل
کو بڑھانا بھی ضروری ہے تا کہ اگر بیماری کے پھوٹ پڑنے یا
کسی اور وجہ سے گر کے جنگلات میں اس وقت جو ۱۷۰
شیروں کی قلیل تعداد رہ گئی ہے وہ ضائع ہوجائے تو ان کی
جگہ لینے کے لئے شیروں کی نئی نسل تیار ہوسکے ۔

لیپا کشتی کا مندر

(صفحہ ۱۱ سے آگے)

پر قایم ہے ۔ درمیان میں بارہ ستون اس طرح لگائے گئے ہیں
کہ ان سے ایک مرکزی حال بن گیا ہے ۔ ان درمیانی ستونوں
پر رقاصاؤں اور سازندوں کے مجسمے تراشے گئے ہیں۔ ڈھول بجاتا
ہوا برہما وینا کے تاروں کو چھیڑتی ہوئی تمبورو ، ہروکا بجانے
میں مصروف نندیکیشور ، رقص کرتی ہوئی رمبھا اور نمراج
کی ایک بہت ہی نمایاں مورت فن سنگ تراشی کے نایاب نمونے
ہیں جو ان ستونوں پر کندہ ہیں ۔

کلیانا منٹپا ایک سچ مچ کی اندر سبھا ہےمعلوم ہوتا ہے۔
جس میں شیو اور پاروتی کی شادی میں شرکت کے لئے تمام
آسمانی شخصیتیں موجود ہیں ۔

لیپا کشی کا نندی ہندوستان کے جسیم ترین نندیوں میں
شمار کیا جاتا ہے ۔ اس بیل کو نندی کے مخصوص ترین انداز میں
پیش کیا گیا ہے لیکن اس کا سر عام نندیوں کے مقابلے میں زرا
زیادہ اٹھاہوا ہے ۔ چنانچہ عام طور پر شیو کے سامنے بیٹھے ہوئے
نندی میں مسکینیت کی جو صفت پائی جاتی ہے وہ اس نندی میں
نہیں ہے ۔ مختلف اعضا کے باہمی تناسب اور ان کی ساخت کے
اعتبار سے اور ماہرانہ کاریگری کے لحاظ سے لیپا کشی کا نندی
عہد وجیا نگر کے فن کا ایک بہترین نمونہ ہے ۔ قد آور ناگالنگم
کی طرح یک سنگی تراش کا یہ نادر شہ پارہ بھی کاریگروں کی
ایک جماعت نے اپنے فاضل وقت میں جبکہ وہ کھانے کا
انتظار کرتے تھے یونہی تراش لیا تھا جو تقریباً پندرہ فٹ اونچا
اور کوئی بیس فٹ لانبا ہے ۔

لیپا کشی کا مندر جنوبی ہند میں عہد وجیا نگر کے
دوسرے مندروں کی طرح مختلف موضوعات کی مجسمہ سازی کا
ایک انمول گنجینہ ہے ۔ کاریگروں نے زیادہ تر دیوی دیوتاؤں
کی مورتیاں تراشی ہیں ۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ دوسرے موضوعات
پر بھی اپنی فنی مہارت کو استعمال کیا ہے انہوں نے سنگ تراشی
میں اپنی مہارت کے اظہار کے لئے نقش و نگار ، قدرتی مناظر ،
جانوروں ، پرندوں ، انسانوں ، دیوتاؤں ، دیویوں اوردوسرے
مذھبی اجسام کو منتخب کیا ہے ۔ لیپا کشی کے مندر میں سنگ
تراشی اور مصوری کا جو قیمتی اور نادر زخیرہ موجود ہے وہ
دراصل عہد وجیا نگر اور ہندوستان کے فن کو پیش کیا ہوا
ایک شاندار خراج تحسین ہے۔

* * * *

اراوا پلی کا تاریخی قلعہ

ایس - آر - کٹیشور شرما کے قلم سے

اراوا پلی کا موضع آندھرا پردیش ، ضلع نلگنڈہ میں ، سریا پیٹھ جنگاؤں کی سڑک پر ، سریا پیٹھ سے ۲۳ کیلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے - یہاں ، آج بھی قدیم معبدوں ، مقدس مقامات ، تالابوں ، قلعوں اور خندقوں کے کتنے ہی آثار کھنڈروں کی شکل میں پائے جاتے ہیں جو زبان حال سے آج سے کوئی دو ہزار برس قبل کی تہذیب و تاریخ کی داستان سناتے ہیں - آج ، اگرچہ اراواپلی ایک اجاڑ سا مقام نظر آتا ہے لیکن قیاس کہتا ہے کہ کبھی یہ مقام آندھرا کا بہت اہم مرکز رہا ہوگا - غالباً اس کا شمار ستوھانہ مملکت کے ان ۳۰ شہروں میں ہوتا ہوگا جن کا ذکر رومن اہل قلم نے کیا ہے - اگر یہاں کھدائی کاکام کیا جائے اور بڑے پیانے پر ریسرچ شروع کی جائے تو نہ صرف اراوا پلی اور ستوھانہ کی قدیم تاریخ بلکہ بعد کے ادوار پر بھی اہم اور نئی معلومات حاصل ہوسکتی ہیں - وجے واڑہ کی وشنو کنڈی سلطنت (۴۲۰ تا ۶۲۰) کے تعلق سے کانا کا درگا اور ملیشورلایم کے مندروں میں جو کندہ تحریریں ملتی ہیں ان سے اراوا پلی کے بارے میں بہت سی اہم تفصیلات کا پتہ چلتا ہے اس موضوع پر تحقیق کرنے والے طلبہ کے لئے یہ تحریریں بہت مفید اور کار آمد ہوسکتی ہیں -

یوگنند شوری مندر :

اراوا پلی کے بس اسٹاپ سے دائیں جانب کوئی ۱۰۰ میٹر کے فاصلے پر ، یوگنند لکشمی نرسمھا شاستری کے نام سے منسوب ایک قدیم مندر ہے - اس کا رقبہ بہت بڑا ہے - استھال پرانوں میں ذکر آیا ہے کہ اس مندر کا موجودہ دیوتا دراصل پہلے اراوا پلی کی پہاڑی کے ایک مندر میں تھا جسے ۱۳۸۰ ع میں یہاں منتقل کیا گیا تا کہ اس کے پجاری اور عقیدتمند پہاڑی تک پہنچنے کے دشوار گذار راستوں سے بچ جائیں - اس تعلق سے یہ داستان بھی مشہور ہے کہ یہ دیوتا ایک مقامی حکمران اناپرویا کے خواب میں آیا اور اس نے ہدایت دی کہ یہ مندر بنایا جائے چنانچہ اناپرویا نے بڑی عقیدت اور لگن کے ساتھ یہ مندر تعمیر کروایا -

اس مندر کا رخ مشرق کی جانب ہے - دواجاس تھمبھم اور مندر کے بڑے پھاٹک کی تعمیر بعد کے زمانے کی ہے - اس مندر میں مختلف قسم کی سواریاں موجود ہیں جیسے رتھ ، گاجا ، ھمسا ، اسوا ، گاروڈا ، سیشا ، ھنونتھ وغیرہ یہ سب مختلف اوقات میں اس کے متعدد عقیدتمندوں نے نذر کی تھیں پوناورکشم ، فن تعمیر کا ایک دلکش نمونہ ہے جو دیکھنے والوں کی نظروں کو بے اختیار اپنی طرف کھینچتا ہے -

دیوتا کے درشن پا کر عقیدتمند بھکتی ساگر میں ڈوب جاتے گربھلا یا کے باب الداخلے کے اوپر وگھنیشور کا بت بنا ہوا ہے جسکے دونوں جانب اس کے محافظ جیا اور وجیا کے بت ہیں ، یہ بت سنگ تراشی کے بہت عمدہ نمونے ہیں ہر سال اس مندر میں متعدد تقاریب بہت اہتمام کے ساتھ منائی جاتی ہیں جن میں حسب ذیل بہت اہم ہیں :-

کلیان مہوتسوم (میگھ سدھادسمی بنام پورنمی) کار فیسٹول ، (میگھ بھولاوریا) اور پوناتسوم (چتروریھی سے شیوراتری تک) ان دنوں میں اراوا پلی کا موضع ایک مذہبی شہر میں بدل جاتا ہے اور یہاں مختلف گوشوں سے ہزاروں کی تعداد میں یاتری آتے ہیں -

تاریخی آثار :—

اراوا پلی سے دوکلو میٹر جانب جنوب عہد وسطے کا ایک تاریخی قلعہ ہے اور اسی سمت میں قلعے سے ایک کلومیٹر پر اور ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس پر اما سہیشور کا غاری مندر ہے ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان اور مشرقی جانب ہزاروں ایکڑ پر پھیلی ہوئی تری کی زمین ہے ،اسی مقام پر ستوھانہ دور کا قدیم شہر آباد تھا ۔ یہاں ، کھیتوں میں ہمیں ، الکاڈی ویرما کا ایک قد آدم بت ملتا ہے جو سنگ سیاہ میں تراشا ہوا ہے ۔ اس بت کو دیکھکر پتہ چلتا ہے کہ یہ چالوکیہ طرز کا ایک مکمل نمونہ ہے ۔ انہیں کھیتوں میں متعدد قدیم مندروں اور تالابوں کے بکھرے ہوئے کھنڈر بھی ملتے ہیں ۔ اصل پہاڑی کے دامن میں ونایک کا ایک بت بھی پایا جاتا ہے جس پر کنڑا ۔ تلگو رسم الخط میں ایک عبارت کندہ ہے ۔ یہ بت کاکتیہ دور کا ہے (۱۱۱۰ تا ۱۳۲۳ ع) انہیں کھیتوں میں دو مسجدیں بھی ہیں جو دریائے موسی کے کناروں پربنی ہوئی ہیں ، اس علاقے میں زیر زمین تعمیر کردہ تالابوں کے آثار بھی ملتے ہیں ۔ کچھ ھی مدت قبل جب کسانوں نے اپنے کھیت جوتے تو قدیم شہر کے متعدد آثار برآمد ہوئے آس پاس کے بہت سارے دیہاتیوں کے قبضے میں ، متعدد قدیم آثار کی نشانیاں موجود ہیں جیسے ، منقش مٹی کے برتن ، چندن ھار ، ستوھانہ دور کے قدیم سکے ، چوڑیوں کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے اور کانچ اور مختلف دھاتوں کی بنی ہوئی اشیا' ۔ یہ سب آثار ستوھانہ اور اس سے قبل کے بدھسٹ ادوار کی تہذیب و ثقافت کی داستان سناتے ہیں ۔ عہد ستوھانہ کے سکے اور بدھا کی مورتیاں ، آندھرا کے عہد قدیم کی تہذیبی شان و شوکت کی نشانیاں ہیں یہ مورتیاں جو سبز ، زرد اور سرخ رنگ کی ہیں مختلف نمونوں پر مشتمل ہیں جیسے یکشا ، ایک عورت گود میں بچے کو لئے ہوئے اور بدھ استوا وغیرہ ۔ مٹی کے ظروف پر شری رتن ، کنول اور دھرم چکر کی تصویریں بنی ہوئی ہیں ۔

یہاں کے کسانوں کو اکثر اپنے کھیتوں میں رومن اور ہندوستانی انداز کے مٹی کے برتن بھی ملتے رہتے ہیں ۔ جن کے اندرونی حصوں میں بھی نقش و نگار ہوتے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ عیسائی دور کے اوایل میں مملکت روما اور ہندوستانی سلطنتوں کے درمیان تجارتی وفود کا اکثر تبادلہ عمل میں آتا رہتا تھا ۔ کہتے ہیں کہ اراوا پلی کے علاوہ رومن ظروف کے یہ نمونے چندراوتی ، برہم گیری امراوتی ارکوبدو اور کونڈاپور میں بھی دستیاب ہوئے ہیں ۔

عہد وسطی کا پہاڑی قلعہ :

ان کھیتوں سے چند میٹر کے فاصلے پر ایک پہاڑی قلعہ ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ راجہ پرتاب رودرادیو نے ۱۲۹۳ ع میں تعم کروایا تھا یہ پہاڑی قلعہ ، زمین کی سطح سے ۸۰۰ فٹ بلند پر واقع ہے اور (۵۱۶) ایکڑ پر پھیلا ہوا ہے ۔ یہ پہاڑی ا شکل کی ہے جو نا قابل تسخیر سمجھی جاتی تھی ۔

پہاڑی قلعے کے چاروں طرف ، بھاری پتھروں کی فص تھی جس کا بڑا حصہ آج کھنڈر بن گیا ہے ۔ باب الداخلہ قریب کی صرف تین دیواریں آج بھی اصلی حالت میں موج ہیں ۔ قلعے کے اندرونی علاقے میں متعدد کنویں ،تالاب پرانے مکانوں کے کھنڈر پائے جاتے ہیں ۔ قلعے کی عمارتوں انداز تعمیر ، زمانہ قدیم کے فن تعمیر کے اونچے معیار کی نش دھی کرتا ہے ۔ قلعے کا منظر بہت پر وقار اور شاندار ہے قلعے کی چوٹی پر سے اطراف کے جنگلوں اور موسی ندی کے قد مناظر ، دیکھنے والوں کو مسحور کردیتے ہیں ۔

کاکتیہ سلطنت کے زوال کے بعد ، آندھرا پردیش کی ش و شوکت ، کچھ عرصے کے لئے ایک بھولا بسرا خواب بن گ اراوا پلی بھی اسی زوال کی ایک نشانی ہے لیکن آند کے دوسرے حصوں کے ساتھ ساتھ اس کی اہمیت بھی اجا گر ہوگئی ہے ۔ ایک ویلما ہیرو ، انا پرویا نے پندرھ صدی عیسویں کے اواخر میں اس قلعے پر قبضہ کیا اور اس مرمت کروائی لیکن ۱۵۳۱ ع میں ، گولکنڈہ کے بادشاہ انا پرویا ، پر حملہ کردیا ۔ اگر چہ انا پرویا ایک اعلی درجہ جنگ جو تھا لیکن ، گولکنڈہ کی زبردست فوج کے مقابلے تاب نہ لاسکا وجئے نگر کے راجہ سے اس نے مدد کی اپیل آ یہ اپیل بھی کار گر ثابت نہ ہوئی کیونکہ کرشنا دیورایا کی و کے بعد وجئے نگر کی سلطنت افرا تفری کا شکار بنی ہوئی تھ بالاخر اسے تنہا مقابلہ کرنا پڑا اور آخر کار اس جنگ میں وہ آگیا ۔

لہذا ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اراوا پلی کی ا ایک نمایاں تاریخ ہے اور ایسے اہم مقام کو اب تک نظر ا کیا گیا ہے ۔ ضرورت ہے کہ اس تعلق سے بڑے پیمانے پ تحقیقاتی کام انجام دیا جائے ۔ اگر فوراً س جانب توجہ کیج تو مجھے یقین ہے کہ بہت سی پوشیدہ حقیقتیں بر ملا ہوسکیں گ

رشی ویلی

صبح کے سورج کی کرنوں میں ، اطراف کے سبزہ زار پر ، شبنم کے قطرے موتیوں کی طرح چمکتے ھیں درختوں کی شاخوں میں طرح طرح کے پرند چہچہاتے ھیں جن کی آوازیں دور دور تک پہاڑیوں میں گونجتی ھیں ، قرینے سے لگائے ہوئے گھنے پیڑوں اور جھاڑیوں پر کھلے ہوئے رنگ برنگ کے پھول ہوا کے نرم جھونکوں سے رقص کرتے نظر آتے ھیں ۔ ان گنت شہد کی مکھیاں ، شہد کی تلاش میں پھولوں پر منڈلاتی رہتی ھیں ۔ یہ پورا منظر ایسا لگتا ھے جیسے کسی فن کار نے ایک وسیع کینوس پر نہایت ھی خوبصورت تصویر بنادی ھو ۔ قدرت کے اس حسین ماحول میں ، متعدد ، عصری قسم کی عمارتیں دکھائی پڑتی ھیں ۔ اور ان عمارتوں میں ، لڑکے اور لڑکیاں اور ان کے استاد علم کی تحصیل و تدریس میں مصروف نظر آتے ھیں ۔

رشی ویلی اسکول ، آندھرا پردیش کے ضلع چتور میں مدن پلی سے ۱۰ کیلو میٹر جانب شمال واقع ھے ۔ پوری وادی کے اطراف میں سبز پہاڑیاں ھیں ۔ انہیں میں سے ایک پہاڑی کا نام ھے " رشی کونڈا "، اور رشی ویلی اسکول ، کا نام اسی پہاڑی کے نام پر رکھا گیا ھے ۔ یہ وادی سطح سمندر سے ۲،۳۰۰ فیٹ بلند ھے جس کی وجہ سے یہاں کا موسم بہت ھی خوشگوار اور خنک رہتا ھے ۔

رشی ویلی اسکول کے بانی

شہرۂ آفاق مفکر اور خادم خلق جڈو کرشنا مورتی ، اس اسکول کے بانی ھیں ۔ وہ ۱۸۹۵ ع میں مدن پلی میں پیدا ہوے ان کے والد جڈو نارائینا (وظیفہ یاب تحصیلدار) اپنے کنبے کے ساتھ مدراس منتقل ھوگئے تھے ۔ نوجوان کرشنا مورتی ۱۹۰۹ ع میں سی ۔ ڈبلیو ۔ لیڈ بیٹر اور ڈاکٹر اینی بیسنٹ کی خاص توجہ کا مرکز بن گئے ۔ ان دونوں نے اس نوجوان میں ایک عظیم " عالمی استاد "، بننے کی صلاحیت کا اندازہ لگا لیا تھا ۔ ۱۹۱۱ ع میں کرشنا مورتی کی صدارت میں" آرڈر آف دی اسٹار ان دی ایسٹ "، کا قیام عمل میں آیا ۔ ڈاکٹر اینی بیسنٹ نے کرشنا مورتی اور ان کے بھائی نتیانند کو خانگی طور پر تعلیم حاصل کرنے کے لئے انگلستان بھیج دیا ۔ " آرڈر "، کے ارکان کی تعداد اس کے مالئے اور اس کی جائداد و املاک میں تیزی سے اضافہ ھونے لگا ۔ اور کرشنا مورتی جیسے جیسے اپنی تعلیمی منازل طے کرتے گئے ان کی عوامی شہرت و مقبولیت بھی بڑھتی گئی ۔

۱۹۲۵ ع میں ان کے بھائی نیتا نند کا انتقال ھوگیا ۔ اس سانحے کا ان پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ ان کی روحانی زندگی میں ایک انقلاب پیدا ھوگیا ۔ " آرڈر "، کے محدود حلقے سے پیام آزادی کی تبلیغ اب انہیں ایک غلط بات محسوس ھونے لگی اور بالآخر ۱۹۲۹ ع میں انہوں نے " آرڈر آف دی اسٹار "، کو تحلیل کردیا ۔ اس کے بعد سے " نئے کرشنا جی "، نے کسی پیرو کو بھی قبول نہیں کیا البتہ پوری دنیا میں تقاریر ، مباحث اور انٹرویوز کے پروگرام کو جاری رکھنے کے لئے اقل ترین ضروری مادی امداد کو برقرار رکھا ۔

مدن پلی میں ایک عالمی تھیوسوفیکل سوسائیٹی کے قیام کے ارادے سے وہ ۱۹۲۷ ع میں مدن پلی آئے اور یہاں انہوں نے موجودہ رشی ویلی میں ۲۰۰ ایکڑ اراضی حاصل کی اور اسی سال انہوں نے " رشی ویلی ٹرسٹ "، قایم کیا جس میں ڈاکٹر اینی بیسنٹ اور کچھ دیگر اصحاب کو شامل کیا ۔ خود کرشنا جی اس ٹرسٹ کے صدر تھے ۔ ۱۹۳۰ ع میں وہ اسکول جسے جے ۔ تھیاسوفیکل سوسائیٹی گنڈی (مدراس) میں چلاتی تھی رشی ویلی میں منتقل کردیا گیا ۔ یہ تجویز بھی تھی کہ مدن پلی سے تھیوسوفیکل کالج بھی یہیں منتقل کردیا جائے لیکن اسی دوران میں کرشنا مورتی نے تھیو سو فی سے رشتہ توڑلیا اور ۱۹۳۳ ع میں اس سوسائیٹی سے اپنے تمام سرکاری تعلقات منقطع کرلئے ۔ رشی ویلی میں اسکول تو باقی رہا لیکن یہاں ایک عالمی تھیوسوفیکل یونیورسٹی کے قیام کی تجویز روبعمل نہ آسکی ۔

۱۹۰۳ ع میں " رشی ویلی ٹرسٹ "، کا نام بدل کر اس کا نیا نام " فاؤنڈیشن فار نیو ایجوکیشن "، رکھا گیا - کرشناجی کے مداحوں نے ۱۹۶۸ ع میں انگلستان میں " کرشنا فاؤنڈیشن "، قایم کیا اور ۱۹۶۹ ع میں امریکہ میں بھی " کرشنا فاؤنڈیشن "، کا قیام عمل میں آیا - کرشنا جی جب ۱۹۶۹ ع میں ہندوستان آئے تو انہوں نے یہ تجویز رکھی کہ " فاؤنڈیشن فار نیو ایجوکیشن "، کا نام بدل دیا جائے تاکہ اسکی سرگرمیوں میں وسعت پیدا کی جاسکے - چنانچہ ۱۹۷۰ ع میں اس کا نیا نام " کرشنا مورتی فاؤنڈیشن انڈیا "، رکھا گیا - رشی ویلی اسکول کے علاوہ بنارس میں راج گھاٹ بیسنٹ اسکول، وسنتھا کالج اور ایگریکلچرل اسکول بھی آج " کرشنا مورتی فاؤنڈیشن انڈیا "، کے تحت چل رہے ہیں -

رشی ویلی اسکول کا نصب العین

" کرشنا مورتی فاؤنڈیشن انڈیا "، کے ارکان کرشنا مورتی کی ان تعلیمات پر سختی سے عمل پیرا ہیں کہ تعلیم کو ایک نئی طرز دی جائے۔ تعلیمی نصاب میں سائنس اور ٹکنالوجی کو عصر حاضر میں زبر دست اہمیت حاصل ہوگئی ہے لیکن " انسانی اقدار "، کو اس کے برابر کی اہمیت نہیں دی گئی ہے جس کی بنا پر طالب علم مختلف عوامل کے اثرات سے گراں بار ہو جاتا ہے - عام سطح پر تعلیم کی غرض و غایت یہ ہوتی ہے کہ چھپی ہوئی کتابوں کا علم نو عمر طالب علموں کے ذہنوں میں منتقل کردیا جائے لیکن کرشنا جی کا کہنا یہ ہیکہ اس قسم کی روایتی تعلیم، فرد کے ذہن میں، محض ایک آویزش پیدا کرنے کا باعث بن جاتی ہے اگر ہم فرد کا احیاء چاہتے ہیں تو ایک نئے قسم کے طرز تعلیم کو اختیار کرنا ہوگا - طالب علم کے لئے صرف یہی کافی نہیں ہے کہ وہ باہر کی دنیا سے آگاہ ہوجائے بلکہ اسے اپنے اندر کی دنیا سے بھی واقف ہونا چاہئے رشی ویلی کا اسکول، طالب علموں کو اپنے اندر کی دنیا کی بصیرت پیدا کرنے پر زور دیتا ہے اور فرد کی اپنی ذہانت و فطانت کو بیدار کرنے کی کوشش کرتا ہے -

رشی ویلی اسکول ہر فرقہ و مذہب کے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ایک اقامتی اسکول ہے جس کا ذریعہ تعلیم انگریزی ہے - اس اسکول میں ثانوی زبان کی حیثیت سے ہندی تلگو اور سنسکرت بھی سکھائی جاتی ہے - یہ اسکول، پبلک اسکولس کانفرنس کا ممبر ہے اور انڈین اسکول سرٹیفکٹ امتحان کے لئے یہاں طلبہ کو تیار کیا جاتا ہے جسے حکومت ہند نے یونیورسٹی یا ہائر سکنڈری امتحان کے مماثل قرار دیا ہے -

رشی ویلی اسکول، انٹر نیشنل اسکولس اسوسی ایشنز (جنیوا) کا بھی ممبر ہے -

تعلیم و تربیت

اس اسکول میں ایک بہت عمدہ لائبریری ہے، فزکس، کیمسٹری اور بیالوجی کے عصری تجربے خانے ہیں، ایک آڈیٹوریم ہے اور ایک سوئمنگ پول ہے - طالب علموں کو کرناٹک موسیقی، وینا اور مردنگ کی تعلیم بھی دی جاتی ہے - اس اسکول کے طلبہ کی بھاری تعداد، بھارت ناٹیم (رقص) بھی سیکھتی ہے اور ہفتے میں ایک بار بین الاقوامی لوک ناچ کی تربیت بھی یہاں دی جاتی ہے - اسکول کے شعبہ ہنر کاری میں، نجاری، بن کاری، مٹی کے ماڈل بنانے، کاغذ اور بورڈ کے کام، باٹک پرنٹنگ اور چمڑے کی مصنوعات تیار کرنے کی تعلیم و تربیت کا بھی انتظام ہے - لڑکیوں کو، ننٹگ، کشیدہ کاری اور سینا پرونا سکھایا جاتا ہے - پینٹنگ کا بھی ایک شعبہ ہے جس کے لئے ایک علحدہ استاد ہوتا ہے - بچوں کو ہر روز صبح میں ایک فزیکل ڈائرکٹر کے زیر نگرانی فزیکل ٹریننگ دی جاتی ہے - شام کے اوقات میں مختلف کھیل کھلائے جاتے ہیں جیسے کرکٹ، فٹ بال، باسکٹ بال، والی بال، بڈ منٹن اور ٹیبل ٹینس وغیرہ -

اسکول کے احاطے میں دو ٹینس کورٹ ہیں۔ طالب علموں کو تیراکی کا فن بھی سکھایا جاتا ہے -

عصری سہولتیں :

اسکول کے احاطہ میں، سینیر اور جونیر اسکولس، تجربہ خانوں اور لڑکوں اور لڑکیوں کے اقامت خانوں کی شاندار

(باقی صفحہ ۴۶ پر)

ضلعوں کے آنچل سے

چھوٹی بچتوں کی اہمیت

وزیر مال و اطلاعات شری ۔ پی رنگا ریڈی نے یکم نومبر کو انگول میں بچت کے پندرھواڑے، کا افتتاح کیا ۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ دیہی عوام میں چھوٹی بچتوں کی تشہیر جیسی ہونی چاہئیے نہیں ہورہی ہے ۔ اور اس بات پر زور دیا کہ اس کا بھر پور پرچار ہونا چاہئیے ۔ سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے کہا کہ ریاستی حکومت نے مرکزی حکومت سے درخواست کی ہے کہ چھوٹی بچتوں اور خاندانی منصوبہ بندی کی تشہیر کے لئے زیادہ رقم الاٹ کی جائے ۔ آپ نے یہ کہا کہ دیہی علاقوں میں چھوٹی بچتوں کے تعلق سے جو گنجائش پائی جاتی ہے اس سے پوری طرح استفادہ کی غرض سے ، حکومت اس امر پر غور کررہی ہے کہ برانچ پوسٹ ماسٹروں کی خدمات حاصل کی جائیں ۔

ضلع پریشد کے عہدہ داروں سے وزیر موصوف نے اپیل کی کہ مدرسوں کے بچوں میں سنچاییک پروگرام رائج کئے جائیں ۔ آپ نے کہا کہ اگر ہمارے ملک کا ہر طالب علم ماہانہ ایک روپیہ بچائے تو سالانہ ۸۰ کروڑ روپیہ کی خالص بچت ہوسکتی ہے آپ نے کہا کہ ضلع کے ۷۰ لاکھ روپئے کے نشانے کو بڑھا کر ایک کروڑ روپیہ کیا جاسکتا ہے ۔ آپ نے اپیل کی کہ فصل کٹنے کے زمانے میں بچت کی مہم کو زور و شور سے چلایا جائے ۔

ضلع پریشد کے چیرمن شری بوتھلاچنچیا ۵ لاکھ ۱۰ ہزار روپیہ کے قومی بچت کے سرٹیفکٹ پیش کئے ۔ یہ رقم اساتذہ کے پراویڈنٹ فنڈ سے قومی بچتوں میں مشغول کی گئی ہے ۔ ڈسٹرکٹ آرگنائزر شری پی ۔ بھجنگ راؤ نے شکریہ ادا کیا ۔

اس تقریب سے قبل انگول سمیتی کے دفتر میں ضلع پریشد کے چیرمن شری پوتھلاچنچیا نے پنچایت راج سلور جوبلی تقاریب کا افتتاح کیا ۔ اس موقع پر ایک کوی سمیلن بھی منعقد کیا گیا جس کی صدارت سمیتی کے صدر شری کے ۔ رام لنگا ریڈی نے کی اور شریمتی پامیڈی سوبھا گیہ واتما نے شعرا کو شالیں پیش کیں بلاک ڈیولپمنٹ افسر شری ایم ۔ راجندر ریڈی نے شکریہ ادا کیا

شہر کے تعلیمی اداروں میں طلبہ اور عوام نے بہت جوش و خروش کے ساتھ یوم تاسیس آندھرا پردیش بھی منایا ۔

ضلع میدک میں ۴۶ لاکھ روپیہ جمع ہوئے

ضلع میدک کے ڈسٹرکٹ کلکٹر شری وی ۔ چنگسن آئی ۔ اے ۔ ایس ۔ نے بچتوں کے پندرھواڑے کی تقاریب کا افتتاح کرتے ہوئے عوام کو یہ مشورہ دیا کہ وہ اپنی آمدنی کا کچھ حصہ باقاعدگی کے ساتھ بچائیں ، جس کے آگے چل کر انہیں کافی فائدہ ملے گا ۔ کلکٹر صاحب نے بچتوں میں پیسہ لگانے والوں کا خصوصاً بھارت ہیوی الکٹریکلس لمیٹڈ رامچندرا پورم کا شکریہ ادا کیا جس نے ۷۶-۱۹۷۵ع کے ۵۵ لاکھ روپیہ کے نشانے کے ضمن میں ستمبر ۱۹۷۵ع تک ۴۶٫۵۰ لاکھ روپیہ جمع کرائے ۔

ابتداً میں ڈسٹرکٹ سیونگس افسر شری ڈی ۔ وی ۔ راجہ راؤ نے حاضرین کا خیرمقدم کرتے ہوئے نیشنل سیونگس کی جانب سے دی جانے والی ضمانتوں اورسہولتوں پر روشنی ڈالی ۔

ابتدائی اسکول کے لئے عطیہ

گروبہ پنچایت سمیتی کے موضع چنور سے تعلق رکھنے والے شری راجہ ملک ارجن راؤ ستی نے ۲ ۔ نومبر کو ایک خصوصی تقریب میں جو ریاست آندھرا پردیش کے یوم تاسیس کے سلسلہ میں منعقد کی گئی تھی پنچایت سمیتی کے ابتدائی اسکول کے لئے ایک لاکھ روپئے مالیت کی زمین اور عمارت کا عطیہ دیا وزیر صنعت شری پی ۔ باسی ریڈی اور وزیر بہبودی خواتین شریمتی لکشمی دیوی نے اس فیاضانہ عطیئے کو قبول کرتے ہوئے عطیہ دھندے کی اس پیشکش کوسراہا ۔ سمیتی کے چیف شری رام ریڈی نے کہا کہ سمیتی اپنا ابتدائی مدرسہ اسی بلڈنگ میں قائم کریگی اور کھلی زمین کو آئندہ اسکول کی توسیع اور اسکول کا باغیچہ لگانے کے لئے استعمال کرے گی ۔

گورنر اپنی فاضل زمینات سے دستبردار

گورنر آندھرا پردیش شری اوبل ریڈی نے ۱۹ ۔ نومبر کو کڑپہ میں عوام کے ایک کثیر اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے

پنی فاضل زمینات سے بغیر کسی معاوضے کے دستبردار ہونے کا علان کیا - انہوں نے تمام لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اپنی فاضل زمینات بغیر کسی معاوضے کے رضاکارانہ طور پرحکومت کےحوالہ کردیں تاکہ اس طرح سے بچنے والی رقم کو حکومت دیہی عوام کو سہولتیں پہنچانے میں صرف کرسکے - گورنر شری اوبل ریڈی پوروسا ملا ضلع کڑپہ کے رہنے والے ہیں -

ڈسٹرکٹ پنچایت راج سلور جوبلی کمیٹی کی جانب سے پبلک ریلی کا ۹ ۱ - یومی ریاستی تقاریب کے وداعی جلسے کے طور پر انتظام کیا گیا تھا - جس میں شری باسی ریڈی - وزیر صنعت اور ڈاکٹر شکنتلا اوبل ریڈی گورنر کی اہلیہ نے بھی شرکت کی -

پرائمری اسکول کی عمارت کا افتتاح

شری بھیم سری رام مورتی وزیر سوشیل ویلفیر نے ۸ - نومبر کو موضع دونڈو پنڈو کوڈاڈ پنچایت سمیتی میں ۵۶ ہزار روپیہ کی لاگت سے تعمیر کی ہوئی ایک پرائمری اسکول کی عمارت کاافتتاح کیا - ایک مخیر شخص نے اس تعمیر کے لئے عطیہ دیا -

جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے وزیر موصوف نے موضع کے بزرگوں کو مبارکباد دی اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ موضع کی ترقی کے لئے اندرونی وسائل کو یکجا کر کے اسے ایک مثالی موضع میں تبدیلی کریں - انہوں نے کہا کہ صرف قانون سازی کے ذریعہ بنیادی سماجی تبدیلیاں نہیں لائی جاسکتیں بلکہ یہ سوسائٹی کی ذمہ داری ہے کہ وقت کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ سماج میں مناسب تبدیلیاں لائے -

شری واسودیو راؤ پرسن انچارج اسٹیٹ کواپریٹیو سنٹرل بینک نے میٹنگ کی صدارت کی -

وزیر موصوف نے ہریجن چیری کا دورہ کیا اور گاؤں میں کچھ دن قبل چھوت چھات کی بنیاد پرہریجنوں کو ہراساں کرنیکے واقعات سے متعلق برسر موقع جانچ کی -

بعد ازاں انہوں نے ۳ ہزار افراد پر مشتمل ایک جلوس کی جن میں ہریجن اور دوسرے افراد شامل تھے مندر تک قیادت کی اور پوجا پاٹ کیا -

ڈسٹرکٹ کواپریٹیو سنٹرل بینک کا افتتاح

شری ٹی - لکشما ریڈی رجسٹرار کواپریٹیو سوسائٹیز نے ۱۶ - نومبر کو انگول میں پرکاشم ڈسٹرکٹ کواپریٹیو سنٹرل بینک اور ڈسٹرکٹ مارکیٹنگ سوسائٹی کا افتتاح کیا - ۶۴۷ کواپریٹیو سوسائٹیاں جو اب تک تین کواپریٹیو سنٹرل بینکوں یعنی گنٹور، نیلور اور کرنول کے ممبر تھے اب اس نئے قائم شدہ کواپریٹیو سنٹرل بینک کی ممبر بن جائیں گی جسکا ادا شدہ سرمایہ ۲۳,۰۰ لاکھ روپیہ ہے- اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے رجسٹرار صاحب نے بینک کے ارباب سے اپیل کی کہ ربیع کے موسم میں وہ قرضوں کے ایصال کے لئے ایک آزادانہ پروگرام پر عمل کریں - اور بتایا کہ حکومت کی جانب سے اس ضمن میں ۶۰ لاکھ روپیہ کا سالیہ فراہم کیا جائیگا - انہوں نے کہاکہ ۷۳-۱۹۷۲ء کے دوران میں قلیل مدتی قرضوں کی رقم ۲۶ کروڑ روپیہ تھی جو ۷۶-۱۹۷۵ء میں بڑھکر ۸۰ کروڑ روپیہ تک پہنچ گئی ہے- آندھرا پردیش کی ریاست کسانوں کو قرض کی سہولتیں پہنچانے کے لئے ملک میں سب سے آگے ہے -

جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے شری سوامی ناتھن کلکٹر و پریسیڈنٹ کواپریٹیو بینک نے کہا کہ گزشتہ ۵۰ سال میں پورے جنوبی ہند میں یہی ایک سنٹرل بینک ہےجس کا قیام عمل میں آیا ہے -

شری - یس - لکشمی نارائن ڈسٹرکٹ ریونیو افسراورپریسیڈنٹ ڈسٹرکٹ کواپریٹیو مارکیٹنگ سوسائٹی نے کہا کہ سوسائٹی کسانوں کی پیداوار کےلئے بہتر قیمت حاصل کرنے میں اہم کردار ادا کرے گی -

شری - پی سری راملو پریسیڈنٹ گنٹور ڈسٹرکٹ کواپریٹیو سنٹرل بینک نے کہا کہ جملہ اثاثہ جات و واجبات کا ⅓ حصہ اونگول میں قائم شدہ نئے بینک کےحوالے کردیا گیا ہے-

شری بھکتا وتسلا ریڈی پریسیڈنٹ نلور ڈسٹرکٹ کواپریٹیو سنٹرل بینک نے کہا کہ مارکٹنگ سوسائٹیوں کو چاہئے کہ وہ بڑے پیمانے پر اشیا کی خریدی کے ذریعہ قیمتوں کو برقرار رکھنے کے اقدامات کریں -

'' اپنی مدد آپ کرو '' کے پروگرام کے تحت اسٹیٹ بینک آف انڈیا کی جانب سے دیئے گئے ۳۰ لاکھ روپیہ کی منظوری کے کاغذات کو رجسٹرار کواپریٹیو سوسائٹیز نے مستفید ہونے والوں میں تقسیم کیا -

چھوٹے کسانوں کے لئے فنڈس کی اجرائی

چیف منسٹر شری جے - وینگل راؤ نے ۲۸ - نومبر کو سریکا کلم کے باپو جی کلا مندر میں بینکرس کلب کو مخاطب کرتے ہوئے کمزور طبقات اور قلیل آمدنی رکھنے والوں کو بینکروں کی جانب سے قرضے فراہم کئے جانے پر پسندیدگی کا اظہار کیا - انہوں نے کہا کہ حکومت اپنے تمام ڈپازٹ ایسے بینکوں میں جمع کروانے پر غور کر رہی ہےجو ضرورت مندوں کو قرضے فراہم کرتے ہوں - مرکزی زمین گروی بینک

اور دوسرے کمرشیل بینکوں کی جانب سے اسپال فارمرس ڈیولپمنٹ ایجنسی کو دی جانیوالی رقومات کے چیک کلکٹر کے حوالے کئے -

شری ٹی - منی وینکٹپا کلکٹر نے کہا کہ چھوٹے کسانوں اور کمزور طبقات کی بہبودی کے لئے مالیہ فراہم کرنے والی مختلف ایجنسیوں نے ۱٫۳ کروڑ روپئے بطور قرض دئے ہیں -
شری ٹی - کرشنا مورتی نائیڈو وزیر اوسط آبپاشی نے

صدارتی تقریر کرتے ہوئے بینکوں کو مشورہ دیا کہ وہ ہر بلاک کے دیہاتوں کو کچھ بینکوں کے تفویض کریں اور اندرونی علاقوں پر اپنی توجہ مرکوز کریں -

شری یس - لوکنادھم نائیڈو ، ایم - یل - اے اور پریسیڈنٹ زمین گروی بینک ٹیکلی نے ۱٫۱۰ لاکھ روپیے کا چیک چیف منسٹر کے حوالے کیا - پریسیڈنٹ زمین گروی بینک چیپور پلی نے ۳٫۱۲ لاکھ کا چیک چیف منسٹر کے توسط سے اسپال فار مرس ڈیولپمنٹ ایجنسی کے حوالے کیا -

قبل ازیں چیف منسٹر نے چکرورتی بلڈ بینک کا سنگ بنیاد رکھا اور مینی سوپر بازار سریکاکلم میں میڈیکل اسٹور کا افتتاح کیا - چیف منسٹر نے ایک ۲۰ کمروں والے چولٹری کا بھی افتتاح کیا جو ایک مقامی مخیرشری ویسیا راجو اپالا راجو نے ایک لاکھ روپیے کی لاگت سے تعمیر کیا ہے -

گورنمنٹ کالج ، سریکاکلم کے طلبا اور اساتذہ کو مخاطب کرتے ہوئے چیف منسٹر نے اعلان کیا کہ آئندہ سال سے سریکاکلم میں پوسٹ گرائجویٹ سنٹر کام کرنا شروع کردیگا - انہوں نے مزید کہا کہ درج فہرست اقوام سے تعلق رکھنے والے طلبا کا تمام خرچ حکومت برداشت کریگی اور یہ ملک میں اپنے قسم کا ایک منفرد عمل ہے -

وزیر فینانس نے آر - ٹی - سی بس اسٹینڈ کا سنگ بنیاد رکھا

گدالور میں ۷ - ڈسمبر کو تخمیناً ۶٫۵ لاکھ روپیے کی لاگت سے تعمیر کئے جانیوالے آر - ٹی سی بس اسٹینڈ کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے شری پی - رنگا ریڈی وزیر فینانس نے کہا کہ یہ بس اسٹینڈ ریلوے اسٹیشن کے مقابلے میں بڑا ہے یہاں مسافروں کو آرام کرنے کے لئے کمرے اور شاپنگ کامپلکس کی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں - انہوں نے اس ضرورت پر زور دیا کہ عام دنوں میں استعمال کے قابل راستوں پر دیہاتوں کے لئے منی بسیں چلائی جائیں - انہوں نے ارباب آر - ٹی - سی کو مشورہ دیا کہ مستقبل میں بس روٹس کو قومیانے کے لئے ایک منصوبہ تیار کریں - اس منصوبے کو خانگی بسوں کے مالکین اور عوام کے علم میں لائیں - وزیر موصوف نے تجویز پیش کی کہ سمیتی اور ضلع پریشد کی سڑکوں کو کارپوریشن حاصل کرلے اور مناسب درستگی کا انتظام کرے - انہوں نے زور دیا کہ آر - ٹی - سی عملے کو چاہئیے کہ نظم و ضبط ، دیانتداری اور عوام سے انکساری اور نرمی سے پیش آئے - وزیر فینانس نے مشورہ دیا کہ حادثات کی روک تھام کی جانی چاہئیے -

مسٹر بی - نرسنگ راؤ صدر نشین آر - ٹی - سی نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ بس روٹس کو قومیانے کا کام ۱۹۷۷-۷۹ ع تک مکمل کردیا جائیگا - بس اسٹینڈ کے علاوہ گدالور میں انہوں نے بس ڈپو کے تعمیر کے لئے زمین حاصل کرنے کا وعدہ کیا اور کہا کہ ٹورسٹ ڈیولپمنٹ کارپوریشن بھی بہت جلد قائم کیا جائے گا صدر نشین آر - ٹی - سی نے یہ بھی بتایا کہ اس سال ایک ہزار نئی بسیں خریدی جارہی ہیں -

مسٹر اننتا ڈپٹی جنرل مینیجر نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور مسٹر وینو گوپال راؤ چیف انجینیر نے شکریہ ادا کیا -

* * * *

نظم و نسق

درج فہرست اقوام و قبائل کی جائدادوں کو مزید دو سال تک محفوظ رکھنے کے احکام

گذشتہ سال ماہ اگسٹ میں ریاستی حکومت نے جو احکام جاری کئے تھے ان میں، منجملہ اور امور کے یہ بھی کہا گیا تھا کہ درج فہرست اقوام و قبائل کے لئے جن محفوظ جائدادوں کو درج فہرست اقوام و قبائل کے اہل امیدواروں کے نہ ملنے کی وجہ سے پر نہ کیا جاسکا ہو ان جائدادوں کو مزید ایک سال کیلئے درج فہرست اقوام و قبائل کے امیدواروں کے واسطے محفوظ رکھا جائے۔

اس مسئلے پر مزید غور کرنے کے بعد یہ تیقن حاصل کرنے کیلئے کہ درج فہرست اقوام و قبائل کیلئے محفوظ جائدادوں کا معقول تحفظ ہوسکے، حکومت نے ان جائدادوں کو جو مذکورہ بالا طبقات کے لئے محفوظ رکھی گئی ہوں اور امیدوار نہ ملنے کی وجہ سے پر نہ ہوسکی ہوں، مزید دو سال تک محفوظ رکھنے کے احکام جاری کئے ہیں تاکہ ان پر درج فہرست اقوام و قبائل کے امیدواروں کو آنے والے برسوں میں تقرر کے دو مواقع دئے جاسکیں۔

تاڑ کے درخت تاسنے کی اجرتوں کی شرحوں پر نظر ثانی

حکومت آندھرا پردیش نے آندھرا پردیش میں تاڑی کے کاروبار میں لگے ہوئے مزدوروں کی کم سے کم اجرتوں کی شرحوں پر نظر ثانی کی ہے جس میں فروختگی اور حمل و نقل کی شرح بھی شامل ہے۔ چنانچہ نظر ثانی شدہ اجرتوں کی شرح حسب ذیل ہے۔

نظر ثانی کردہ کم سے کم شرح کا اس اعلان کی تاریخ اشاعت سے نفاذ ہوگا۔

(۱) تاسنے والے (کھجور کے ۳۰ درخت فی یوم جہاں خدمتی مہیا کئے گئے ہوں)

فنی	نیم فنی
۲۳۲-۵۰ فی ماہ	۲۰۹-۲۵ فی ماہ

(۲) تاسنے والے (ناریل کے ۱۰ درخت فی یوم)

فنی	نیم فنی
۲۷۴-۰۰ فی ماہ	۲۵۵-۷۵ فی ماہ

نوٹ :- فنی ایسا فرد ہوتا ہے جو درختوں کا انتخاب کر کے انہیں تاسنے کے قابل بناتا ہو۔

(۲) نیم فنی وہ شخص ہے جو درخت کو تاسنے کے قابل بنانے کے بعد تاسنے کا کام کرتا ہو۔

	زون - ۱	زون - ۲	زون - ۳
	پیسے — روپیے	پیسے — روپیے	پیسے — روپیے
(۳) فروخت کرنیوالے	۹-۳۰ فی یوم	۷-۷۵ فی یوم	۶-۲۰ فی یوم
(۴) سربراہ کرنیوالے اور ڈپو میں کام کرنیوالے ..	۷-۷۵ "	۶-۲۰ "	۴-۶۵ "
(۵) بوتلیں صاف کرنے اور بھرنیوالے			
(۶) چوکیدار	۱۸۶-۵۰ فی ماہ	۱۷۰-۵۰ فی ماہ	۱۵۵-۰۰ فی ماہ
(۷) (الف منیجر)	۴۵۵-۰۰ "	۴۲۰-۰۰ "	۳۵۰-۰۰ "
(ب) اکاونٹنٹ اور کیشیر	۳۵۰-۰۰ "	۲۸۰-۰۰ "	۲۱۰-۰۰ "

	زون - ۱	زون - ۲	زون - ۳
(۸) (الف) کلرکس	۲۳۵-۰۰ فی ماہ	۲۱۰-۰۰ فی ماہ	۱۷۵-۰۰ فی ماہ
(ب) سوپروائزرس	۲۳۵-۰۰ "	۲۱۰-۰۰ "	۱۷۵-۰۰ "
(۹) صرف ۶۰ درختوں کی حد تک کے خدمت گار ..	۱۶۸-۰۰ "	۱۳۰-۰۰ "	۱۲۶-۰۰ "
(۱۰) لاری ڈرائیورس	۲۸۰-۰۰ "	۲۳۵-۰۰ "	۲۳۵-۰۰ "
(۱۱) کلینرس	۱۷۵-۰۰ "	۱۳۰-۰۰ "	۱۳۰-۰۰ "
(۱۲) جیپ ڈرائیورس	۲۳۵-۰۰ "	۲۱۰-۰۰ "	۲۱۰-۰۰ "
(۱۳) بنڈی رانوں و دوسرے ذرائع حمل و نقل رکھنے والے ..	۱۸۶-۰۰ "	۱۷۰-۵۰ "	۱۵۵-۰۰ "
(۱۴) مختلف ورکرس	۱۶۸-۰۰ "	۱۳۰-۰۰ "	۱۲۶-۰۰ "

زون نمبر (۱) میں وہ مقامات شامل ہیں جنکی آبادی ایک لاکھ سے زیادہ ہو۔

زون نمبر (۲) میں ۱۰ ہزار سے ایک لاکھ تک آبادی والے مقامات شامل ہیں ۔

زون نمبر (۳) میں دوسرے تمام علاقے ۔

مفاد عامہ کی خدمت

حکومت آندھرا پردیش نے آکسیجن اینڈ اسٹیلین انڈسٹری کو ۲۲ - اکتوبر ۱۹۷۵ ع سے مزید ۶ ماہ کے لئے مفاد عامہ کی خدمت قرار دیا ہے۔

اے۔ پی - سینما ریگولیشن

اپیل کے لئے فیس میں اضافہ

آندھرا پردیش سیناز (ریگولیشن) ایکٹ بابت ۱۹۵۵ ع کے تحت حکومت کے پاس مرافعہ دائر کرنے کے لئے حکومت آندھرا پردیش نے آندھرا پردیش سیناز (ریگولیشن) رولز بابت ۱۹۷۰ ع کے قاعدہ ۱۶ (۸) میں مقررہ فیس (۵۰) روپیے کو بڑھا کر (۱۰۰) روپیے کردیا ہے ۔

* * * * *

پنچایت راج تقاریب

۱ وزیر آبپاشی شری انام وینکٹ ریڈی نے ضلع نیلور میں گنڈاولو گرام پنچایت بلڈنگ کا افتتاح کیا —

۲ سری کالاھستی، ضلع چتور کی پنادی کالونی کے عوام نے سماجی بھلائی کا پروگرام منایا —

۳ وزیر امداد باھمی سری بی - سبا راؤ نے ڈپی لیشورا پورم سمیتی، ضلع مشرقی گوداوری کی عورتوں میں سینے کی مشینیں تقسیم کیں ——

۴ موضع مناماارو، ضلع مغربی گوداوری کے عوام نے تعمیری سرگرمیوں کے لئے سرمداں کی پیشکش کی —

۵ وزیر سماجی بھلائی سری بھیم سری رام مورتی نے نلگنڈہ میں ایک جلسہ عام کو مخاطب کیا —

۶ وزیر تعلیم سری ایم - وی - کرسنا راؤ نے نوییم ضلع مغربی گوداوری میں ۲۰ ہزار روپے کی لاگت سے تعمیر شدہ پنچایت بلڈنگ کا افتتاح کیا —

۷ ضلع مشرقی گوداوری میں بہ مقام ڈملیسورا پورم بڑی تعداد میں عورتوں نے "ملگو" میں شرکت کی —

۸ چیف منسٹر سری جے - وینگل راؤ نے حیدر آباد میں پنچایت راج سلور جوبلی نمائش کا افتتاح کیا -

۹ وزیر اعظم کے ۲۰ - نکاتی پروگرام کی تائید میں نلگنڈہ میں ایک زبردست جلوس نکالا گیا -

۱۰ ضلع مغربی گوداوری کے موضع وینکٹا پورم کے عوام کی عطا کردہ مہیلا منڈلی بلڈنگ کا ایک منظر -

۱۱ وزیر بلدی نظم و نسق چلا سبا رائیڈو نے موضع سجا را ورنیلا ضلع اننت پور میں پینے کے پانی کی اسکیم کا افتتاح کیا -

۱۲ وزیر فینانس و اطلاعات سری پی - رنگا ریڈی نے نیلور کے ٹاؤن ہال میں منعقدہ ایک جلسے کو مخاطب کیا -

خبریں تصویروں میں

بائیں جانب ، اوپر : چیف منسٹر شری جے - وینگل راؤ ہائی اسکول کی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے عوامی چندے پر مشتمل ، ۴۲,۲۰۰ روپئے کا چیک ، شری سی - نارائن ریڈی مقامی ایم ایل اے سے لیکر ٹلوپولا ، تعلقہ کدیری ضلع اننتاپور میں ، ضلع پریشد کے چیر مین شری جی - نرسی ریڈی کے حوالے کیا -

بائیں جانب ، بیچ میں : چھوٹی آبپاشی کے وزیر شری انام وینکٹ ریڈی نے ۶ - نومبر کو پنچائت راج کی سلور جوبلی تقاریب کے سلسلے میں راپور میں کمزور طبقات کو مکانات کے لئے زمین کے پٹے تقسیم کئے -

بائیں جانب نیچے : شریمتی بھوانم جیا پردھا نے ہفتہ کتب خانہ جات عورتوں اور طلبہ کے یوم کی تقاریب کے سلسلے میں ۱۹ - نومبر کو نیلور میں ڈوڈلا پدماوتہما سہیلا گرانڈھالیم کا افتتاح کیا -

دائیں جانب ، اوپر : وزیرفینانس و اطلاعات شری پی - رنگاریڈی نے ۱۹ - نومبر کو وزیر اعظم کے جنم دن کی تقاریب کے سلسلے میں پرکاشم گورنمنٹ جونیر کالج اسٹوڈنٹس یونین کے کوآپریٹو اسٹورز کا افتتاح کیا -

دائیں جانب ، نیچے : ساجی بھلائی کے وزیر شری بوہٹم سری رام مورتی ، ۱۹ - نومبر کو پنچائت راج سلور جوبلی تقاریب کے آخری دن منعقدہ ٹگ آف وار میچ میں مصروف دکھائی دے رہے ہیں - چیر مین شری کے - رنگاریڈی بھی تصویر میں نظر آرہے ہیں -

غزل

صحن* چمن میں سا یہ دیوار تو ملے
پھر دیکھتے ہیں چھیڑ کے قصے بہار کے

ماحول ہے سپاٹ سا، جذبات کھوکھلے
کیوں زندگی کے سارے نشاں ہیں بجھے بجھے

سمجھارہے تھے دل کو بہت بے دلی سے ہم
اک رات زندگی نے پکارا قریب سے

وہ اک کرن تھی یا تری یادوں کا روپ رس
کس درجہ دلفریب و حسیں خواب زار تھے

اپنی جگہ اٹل ہیں، بلاتی ہیں منزلیں
ہم چل پڑیں تو ساتھ ہی چلتے ہیں راستے

کی اس طرح کسی کے تصور نے تاک جھانک
آئینہ دیکھکر وہ بری طرح ڈر گئے

اب آؤ چل کے فرحت کیفی کو ڈھونڈ لیں
ملتے ہیں جس سے درد کے ماروں کے سلسلے

* * *

اسلم عمادی

بسنت ـ دو تصویرین

پہلا رخ

پاؤں
سنہرے تھرکتے اور بے قرار — :
زمین کا
جسم
کومل ، چنچل اور بے تاب
زمین کی
گود میں ندیاں
ہنستی، کھیلتی کھلکھلاتی ہوئی — :

دوسرا چہرہ

ہوا
اٹھالائی ہے قطرے جو موتی بن کر
موتی ہی رہ جائے ۔
یہ
بے بہا قطرے
اس کے مہکتے بدن پر
یوں رینگتے ہیں
جیسے
کوئی ناؤ لہریں اٹھاتے
سمندر پہ گذرے
ہوا مہرباں ہے
کہ قطروں کو بادل پہ چلتے ہوئے چاند کی
ہم سری مل سکی

* * * * *

امیر حسن

دوغزلیں

لہو سے مست ہر اک راستے کا پتھر تھا
گزرنے والا ادھر سے کوئی پیمبر تھا

چلا فنا کی طرف پھر نجات کی خاطر
میں اس وجود سے پہلے بھی ایک منظر تھا

یہ کائنات تھی آدم کی ذات میں مضمر
سوال ، گردش عالم ، جواب محور تھا

نگاہ جو کسی تنکے پہ جا کے پتھرائی
کہاں کہاں تھا خیال اور میں یہیں پر تھا

نجات کے جو بھنور میں اتر گیا چپ چاپ
وہ اپنے وقت کا سب سے بڑا شناور تھا

ادھر ادھر کی مجھے کیا خبر امیرحسن
میں آسماں کے نیچے زمیں کے او پر تھا

* * * * *

اصلیت ساری چھپالی جائے گی
بات باتوں سے بنالی جائے گی

بس وھی رہ جائے گا جو کچھ نہیں
ورنہ ہر شے آنے والی جائے گی

ہے سر مژگاں ہماری کائنات
ایک دن یہ بھی اٹھالی جائے گی

سارے منظر یوں ہوا ہوجائینگے
جب ترے ہونٹوں کی لالی جائے گی

ایک لمحہ ہے یہاں صدیوں کا جز
کب تری کہنہ خیالی جائے گی

پھر کرید ے جائینگے کہنہ بدن
بات پتھر سے نکالی جائے گی

پھر فضا میں زھر کی بو ہے امیر
لاش پھر کوئی اچھالی جائے گی

— مرزا جعفر حسین

انیس اور ہماری معاشرت

ایک سرسری مطالعہ

انیس کے تمام مراثی واقعات کربلا سے متعلق ہیں۔ ان کے تمام موضوعات انہیں کرداروں سے وابستہ ہیں جنہوں نے کسی نہ کسی حیثیت سے اس اہم ترین تاریخی المیے میں حصہ لیا تھا۔ کربلا کی جنگ حق و باطل کی لڑائی تھی جس میں امام حسین حق و صداقت کے نمائندے اور یزید کفر و استبداد کا علمبردار تھا۔ امام کے ساتھ بہتر (۷۲) رفقا تھے جن میں کچھ بوڑھے، کچھ بچے اور چند نوجوان مجاہد تھے۔
یزید کی فوج ہزاروں آزمودہ کار و جنگ آزما سپاہیوں، سرداروں اور لشکر کشوں پر مشتمل تھی۔ اس غیر متوازن لڑائی میں امام اور ان کے سب ساتھی شہید ہوگئے اور بظاہر یزیدی فوج کو کامیابی ہوئی مگر حقیقتاً امام حسین کے مقصد کو کامیابی ہوئی

اس مقام پر کربلا کی اس خونی داستان کے تفصیلات اسکے اسباب و علل یا عواقب و نتائج پیش کرنا مقصود نہیں ہے البتہ یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ اس المیے کے سب ہیرو عربی النسل اور عرب نژاد تھے۔ ان کے عادات و خصائل طور طریقے سب کچھ وہی تھے جو عرب والوں کے ہوتے ہیں ان کی زبان عربی تھی، نسب و لہجہ عربی تھا اور سارا ماحول انہیں کے ملک کے مطابق تھا۔ یہ جنگ صرف ایک روز میں شروع ہوکر چند گھنٹوں کے عرصے میں بہتر (۷۲) افراد کی شہادت پر ختم ہوگئی تھی۔ اس المیے پر کسی قدر تفصیل سے اگر غور کیا جائے اور حالات کا اس وقت سے جائزہ لیا جائے جب یزید نے امام سے بیعت طلب کی تھی اور انہوں نے انکار بیعت کرکے وطن چھوڑا، مکہ گئے، حج کو ناکمل چھوڑ کر سفر اختیار کیا، کربلا پہنچے اور وہاں درجہ شہادت پر فائز ہوئے تب بھی یہ تمام واقعات پانچ مہینے اور چند دن کی مدت میں ظہور پذیر ہوئے تھے۔ انیس نے ان واقعات کو اپنے مختلف مراثی میں اسی تسلسل سے بیان کیا ہے لیکن ابتدا ہی سے ہر واقعے کو ہندوستانی سانچے میں اس طرح ڈھال دیا ہے کہ ہم یہی محسوس کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں گویا کہ یہ کارزار ہماری ہی سرزمین پر واقع ہوئی تھی اور جن جن لوگوں نے اس خونیں ڈرامے میں اپنے اپنے کام انجام دئے ہیں وہ سب کے سب عورتیں ہوں یا مرد، بوڑھے ہوں یا بچے، ہماری ہی قومیت کا ایک جزو تھے۔ انیس کے ہر ہیرو کا نام ضرور عربی ہے مگر اس کا پیکر شرافت، انسانیت اور ان تمام خوبیوں کا ایک ایسا حسین مجسمہ ہے جو ہمارے ہندوستانی معیار پر ہر اعتبار سے مکمل نظر آتا ہے۔

امام حسین کے ساتھ کربلا میں بہترین کردار کے اصحاب تھے۔ ان کے اہل حرم تھے جن کو رسول اسلام سے قرابت کا شرف حاصل تھا، مردوں میں بھی کم سے کم اٹھارہ ایسے افراد تھے جو رسول کے عزیز تھے، رفقا میں قبیلوں کے سردار اور غلام بھی تھے۔ ظاہر ہے کہ اس مختصر مجمع میں مراتب و اعزاز کے لحاظ سے بڑا تنوع تھا۔ انیس نے سب کے مراتب اور مدارج علیحدہ علیحدہ ملحوظ رکھے ہیں اور اس مرتبہ شناسی میں بھی ہندستانیت کی تمام خصوصیات برقرار رکھی ہیں۔ ان کے اس طرز فکر اور حسن ادا کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ اردو شاعری خیال و بیان سے مالا مال ہے اور ان کا کلام پڑھنے اور سننے والوں کو افادیت فراہم کرتا ہے تہذیب، اخلاق، متانت، سنجیدگی، شرافت، انسانیت، ایثار و قربانی، صداقت و حق پرستی، خدا پرستی و خدا ترسی، غرضکہ تمام محاسن اخلاق اور بلندی کردار کے قابل تقلید نمونے پیش کرکے ہم کو ایک ایسا عملی درس دیتا ہے جو ہماری معاشرت کے لئے بے حد کارآمد ہے۔ زندگی میں جس جس طرح کے واقعے پیش آتے ہیں ان میں قریب قریب ہر منزل کے لئے ہم کو ان مرثیوں سے ہدایت ملتی ہے۔ انیس نے ایک ایک مرثیہ کسی ایک مخصوص ہیرو کے حال میں کہا ہے اس لئے کسی مرثیہ میں بھائی کا بھائی، کسی میں دوست کا دوست کے ساتھ، کسی میں باپ بیٹے کے تعلقات کا تذکرہ ملتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ، عرفان و ایمان کی بھی تلقین ہے۔

آئیے اب ان امور کا سرسری جایزہ بھی لیا جائے تا کہ کچھ مثالیں پیش کی جاسکیں ۔

یزید کے بیعت طلب کرنے پر امام حسین کا انکار ایک زبردست اور دور رس اقدام تھا ۔ اگر وہ بیعت کرلیتے تو یزید کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے نتیجے میں اسلام ختم ہوجاتا اور ان کے نا نا کا دین صفحہ ہستی سے مٹ جاتا ۔ انکار بیعت کے عواقب ظاہر تھے ۔ یزید ان کو آزاد چھوڑ نہیں سکتا تھا ، ان کا قتل کردیا جانا یقینی تھا ، مگر انہوں نے خاموشی کے ساتھ شہید ہوجانا گوارا نہیں کیا بلکہ ایک ایسا منضبط اور اچھی طرح سوچا سمجھا پروگرام بنایا جس پر عمل کرکے وہ اسلام کے اصولوں اور یزید کے مسلک کے درمیان ایک ایسی حدفاصل قائم کردیں کہ ابدالاباد تک یہ دونوں متضاد دھارے ایک دوسرے میں مدغم نہ ہو سکیں ۔ ایسا کرنے کی اس لئے ضرورت تھی کہ یزید اپنے مسلک کو بھی " اسلام " سے تعبیر کرتا تھا ۔ امام حسین کے لئے اس نام نہاد اسلام سے حقیقی اسلام کو پاک و صاف رکھنا بیحد ضروری تھا اسلئے انہوں نے ان دونوں کے درمیان اپنے اور اپنے رفیقوں اور عزیزوں کے خون ناحق کی ایک ایسی مضبوط دیوار کھڑی کردی جس کو کوئی طاقت ہلا نہیں سکی اور اس سیسہ پلائی ہوی دیوار پر ان مظالم کا پلاسٹر کرادیا جو ان کے اہل حرم پر ڈھائے گئے تھے تا کہ استحکام میں صدگونہ استقامت برقرار رہے ۔ اس سوچے سمجھے پروگرام کی پہلی کڑی خانہ بدوشی تھی ۔ انہوں نے اپنا وطن چھوڑا تا کہ ان کا خاموش قتل نہ ہو سکے ، اہل حرم کو ساتھ لے لیا کیونکہ مقصد کی کامیابی میں ان کے اشتراک کی بھی ضرورت تھی ۔ ظاہر ہے کہ یہ روانگی عرب کی سر زمین پر بیحد خاموشی اور سادگی کے ساتھ ہوی ہوگی لیکن انیس ان واقعات کو اسطرح نظم کرتے ہیں گویا کوئی ایسا اشرف ترین صاحب جاہ و اقتدار جو ہماری تہذیب و ثقافت میں ڈوبا ہوا ہے ، اپنا وطن چھوڑ رہا ہے اور اس روانگی سے پورا شہر متاثر ہے ۔ در و دیوار رو رہے ہیں :—

ہے جب سے کھلا حال سفر بند ہیں بازار
یہ جنس غم ارزاں ہے کہ روتے ہیں دکاں دار

عزیزوں کی سفر پر تیاری کا نقشہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

گلر و صفت غنچہ ، کمر بستہ کھڑے ہیں
سب ایک جگہ صورت گلدستہ کھڑے ہیں

شرافت و انسانیت کے ساتھ تہذیب ، شایستگی اور متانت کا پورا پورا لحاظ ہر مقام پر موجود ہے ۔ اہل حرم کی سواری کے بند و بست میں وہ تمام لوازمات برقرار ہیں جو شرفا کے گھرانوں میں پردے کے سلسلے میں بیحد ضروری تھے ۔

ہر محمل و ہودج پہ گھٹا ٹوپ پڑے ہیں
پردے کی قناتیں لئے فراش کھڑے ہیں

امام حسین مدینہ سے روانہ ہوے تو ایک بیمار بیٹی کو وطن ہی میں چھوڑ دیا تھا ، ظاہر ہے کہ ماں کو اس جدائی کا قلق تھا اور یہ صاحبزادی بھی والدین کی مفارقت برداشت نہیں کر سکتی تھیں ۔ اپنے والد سے اسطرح کہتی ہیں :

میں یہ نہیں کہتی کہ عماری میں بٹھادو
با با مجھے فضہ کی سواری میں بٹھا دو
بیزار ہیں سب ایک بھی شفقت نہیں کرتا
سچ ہے کوئی مردے سے محبت نہیں کرتا

فضہ اس خاندان کی کنیز تھیں ۔ یہ بیمار بیٹی اپنی علالت کو اس علحدگی کا سبب قرار دیتے ہوئے صرف اسطرح ساتھ چلنے کا طریقہ نکال سکتی تھی جو اوپر بیان ہوا ۔ اس مقام پر انیس نے تفصیل کے ساتھ رخصت کا حال نظم کیا ہے ۔ ذیل میں صرف وہ بیان پیش کیا جاتا ہے جب یہی بیمار بیٹی فاطمہ صغرا اپنے پیارے بھائی علی اکبر کو جو بھرپور جوان ہیں رخصت کررہی ہے ۔ بہن کی بھائی کے ساتھ محبت اور شرفا کا طرز تکلم ان دونوں کا تصور کرتے ہوئے حسب ذیل مصرعوں کو پڑھئے ۔

محبوب برادر ترے قربان یہ ہمشیر
صدقے ترے سر پر سے اتارے مجھے کوئی
بل کھائی ہوئی زلفوں پہ وارے مجھے کوئی
لکھنا مجھے نسبت کا اگر ہو کہیں سامان
حق دار ہوں میں ، نیگ کا میرے بھی رہے دھیان
اور مر گئی پیچھے تو رہے دل میں سب ارمان
لے آنا دلہن کو مری تربت پہ میں قربان
خوشنود مری روح کو کر دیجو بھائی
حق نیگ کا تم قبر پہ دھر دیجیو بھائی

اہل حرم امام حسین کی بیمار بیٹی سے رخصت ہوچکے ، روانگی کا وقت ہے ، حضرت عباس جو کربلا میں علمدار لشکر تھے اس روانگی کے اہتمام میں مصروف ہیں :-

فراشوں کو عباس پکارے یہ بہ تکرار
پردے کی قناتوں سے خبردار خبردار
باہر حرم آتے ہیں رسول دو سرا کے
شقہ کوئی جھک جائے نہ جھونکے سے ہوا کے
لڑکا بھی جو کوٹھے پہ چڑھا ہو وہ اتر جائے
آتا ہو ادھر جو وہ اسی جا پہ ٹھہر جائے

ناقے یہ بھی کوئی نہ برابر سے گزر جائے
دیتے رہو آواز جہاں تک کہ نظر جائے
مریم سے سوا حق نے شرف ان کو دئے ہیں
افلاک یہ آنکھوں کو ملک بند کئے ہیں

پہلے چار مصرعوں میں جہاں شان ریاست و اقتدار کی تصویر پیش کی ہے وہاں یہ خیال بھی ملحوظ رکھا ہے کہ یہ مخدرات عصمت و طہارت بنی زادیاں ہیں لہذا بیت میں ان کے اس رتبے کو بھی نظم کردیا ۔ سب سواریوں کے آخر میں امام حسین کی مقدس ہمشیر جناب زینب کی سواری کا اسطرح بیان ہوتا ہے ۔

آپہونچی جو ناقے کے قرین دختر حیدر
خود ہاتھ پکڑنے کو بڑھے سبط پیمبر
فضہ نو سنبھالے ہوئے تھی گوشہ چادر
تھے پردۂ محمل کو اٹھائے علی اکبر
فرزند کمر بستہ چپ اداس کھڑے تھے
نعلین اٹھا لینے کو عباس کھڑے تھے

احترام ، تقدس ، عظمت ، جلالت قدر ، حفظ مراتب ، کوئی فضیلت ایسی نہیں جو صرف ان چھہ مصرعوں میں ملحوظ نہ رکھی گئی ہو ۔ یہ بند اپنی آپ مثال ہے ۔

یہ قافلہ مدینہ سے روانہ ہو کر مکہ پہونچتا ہے کچھ مدت تک قیام کر کے یہ لوگ کوفے کا رخ کرتے ہیں ۔ راستے میں کچھ منازل پر قیام بھی ہوتا جاتا ہے ۔ آخری منزل پر ماہ محرم کا چاند نمودار ہوتا ہے ۔ طریق اسلام میں چاند دیکھنے کے بعد ہر ماہ میں قرآن کا کوئی مخصوص سورہ ، کوئی خاص چیز یا کسی عزیز کا چہرہ دیکھنے کا دستور تھا ۔ امام اپنی قیامگاہ جارہے ہیں اور زندگی میں یہ آخری چاند دیکھا ہے ان حالات کو پیش نظر رکھنے اور انیس کی یہ بیت پڑھئے ۔

سب نے مہ نو لشکر شبیر میں دیکھا
مہ شاہ نے آئینہ شمشیر میں دیکھا

امام کے علاوہ سب ہی نے چاند دیکھا تھا ۔ حسین کے بعد ان کی ہمشیرہ جناب زینب اس قافلے کی سردار کہی جاسکتی تھیں ۔ انہوں نے کسی طرح چاند دیکھا تھا اس کا حال انیس بیان کرتے ہیں :-

اتنے میں یہ فضہ علی اکبر کو پکاری
لو دیکھ چکیں چاند ید اللہ کی پیاری
عادت ہے کہ وہ دیکھتی ہیں شکل تمہاری
آنکھوں پہ دھرے ہاتھ یہ فرمانی ہیں کہ واری
آئے تو رخ اکبرذی قدر تو دیکھوں
شکل مہ نو دیکھ چکی بدر کو دیکھوں

یہ چاند راستے میں دیکھا گیا تھا ۔ دو روز کے بعد یعنی ۲ محرم کو یہ قافلہ میدان کربلا میں پہونچ گیا ۔ کربلا کا چٹیل میدان ، لق و دق صحرا ایک پہلو میں دریائے فرات بہ رہا تھا ۔ انیس نے ان بزرگوں کے ورود کا جو نقشہ پیش کیا ہے ۔ اس کا بیان اس مرثیہ میں ہے جس کا مطلع ہے "جب کربلا میں داخلہ شاہ دیں ہوا "، امام کے ساتھیوں پر جو تاثرات تھے ان میں علی اکبر اور جناب عباس کے بارے میں کہتے ہیں ۔

اکبر شگفتہ ہوگئے صحرا کو دیکھ کر
عباس جھومنے لگے دریا کو دیکھ کر

اس بیت کے مقابل میں ایک دوسری بیت امام حسین کے تاثرات سے متعلق ہے ۔ جناب عباس کی شہادت دریا کے کنارے واقع ہوی تھی اور ان کے دونوں ہاتھ بازووں سے قطع ہوئے تھے ۔ آنے والے واقعے کو پیش نظر رکھ کر بیت پڑھئے اور انیس کے کمال کا اندازہ کرلیجئے ۔

کھینچی اک آہ سرد ترائی کو دیکھ کر
ہاتھوں سے دل پکڑ لیا بھائی کو دیکھ کر

متذکرہ بالا دونوں بیتوں میں ہم ہندوستانیوں کے جذبات اور ہمارا کردار پوری تابانی کے ساتھ جھلک رہا ہے ۔ جن لوگوں نے عربی شاعری کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ اس قسم کے جذبات کو کوئی علاقہ عربی ذہنیت سے نہیں ہے

کربلا میں پہونچنے کے پانچ روز بعد تک یزید کے سپہ سالار فوج عمر ابن سعد سے برابر گفتگو ہوتی رہی تا کہ کوئی صورت صلح کی نکل آئے لیکن ادھر سے بیعت پر اصرار اور ادھر سے انکار میں شدت کے علاوہ اور کوئی نتیجہ نہیں نکلا ۔ کوفے کے گورنر عبید اللہ ابن زیاد نے جو اس فوجی کارروائی کا یزید کی طرف سے انچارج تھا ، گھبرا کر ساتوین محرم کی شام کو جنگ کے احکام جاری کردئے اور بالآخر ۱۰ ۔ محرم کی صبح کو میدان جدال و قتال گرم ہوگیا ۔ اس روز عاشورہ کی صبح کے مناظر انیس نے جس جس طرح پیش کئے ہیں وہ ہمارے بہترین باغات کی خوشگوار موسم میں مصوری ہے ۔ ایسے مقامات متعدد مراثی میں نظم کئے گئے ہیں اور ہر جگہ خوب خوب کہے ہیں مثلاً ایک بند پیش کیا جاتا ہے :-

چلنا وہ باد صبح کے جھونکوں کا دم بدم
مرغان باغ کی وہ خوش الحانیاں بہم
وہ آب و تاب نہر وہ موجوں کا پیچ و خم
سردی ہوا میں پر نہ زیادہ بہت نہ کم
کھا کھا کے اوس اور بھی سبزہ ہرا ہوا
تھا موتیوں سے دامن صحرا بھرا ہوا

صبح کے منظر کی بدر جہا بہتر اور مکمل مصوری انیس کے یہاں دوسرے مقامات پر موجود ہے۔ مثال کے طور پر اس مرثیے کو پیش کیا جاسکتا ہے جس کا مطلع ہے "جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے"، یہی عالم دوسرے مناظر فطرت کا بھی ہے جیسے بزمی، رات کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ لیکن ہر جگہ اور ہر مقام گو ان کے پیش نظر ہمارے لہلہاتے ہوئے باغات، ہمارے جنگل اور چٹیل میدان اور ہمارے ہی درو دیوار رہا کرتے تھے — مناظر صبح مرثیوں کے چہروں میں نظم کئے گئے ہیں۔

مرثیے کے دوسرے عناصر ترکیبی کا مطالعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ یہ عناصر ترکیبی ہیں۔ چہرہ، رخصت، سراپا، رجز، جنگ ورزم اور شہادت۔ چہرہ میں عموماً مناظر کے علاوہ اپنی توصیف و تعریف یا اپنے ہیرو کی منقبت ہوتی ہے۔ رخصت اس مقام کو کہتے ہیں جہاں ہیرو اہل حرم سے یا امام سے اذن جہاد حاصل کرتا ہے۔ رزم کی داستان بیان کرنے میں ہیرو کا سراپا پیش کیا جاتا اور اس کی میدان میں رجز خوانی نظم کی جاتی ہے۔ پھر لڑائی کی منزل آتی ہے اس مقام پر گھوڑے اور تلوار کی تعریف بھی ہوتی ہے۔ کبھی کبھی یہ لڑائی کسی مخصوص پہلوان کے مقابل بیان کی جاتی ہے۔ بالآخر ہیرو کی شہادت ہوتی ہے۔ لاش خیمہ میں جاتی ہے اور اہل حرم بین کرتے ہیں۔ انیس نے اپنے مرثیوں کی خاطر شہدائے کربلا میں چند ہیرو منتخب کرلئے تھے۔ انھیں میں ہر ایک کے حال میں کئی کئی مرثیے کہے ہیں۔ اور قریب قریب تمام عناصر ترکیبی ہر مرثیہ میں مل جاتے ہیں۔ ایک مختصر مضمون میں تمام عناصر ترکیبی پر تبصرہ کرنا ناممکن ہے۔ چہرہ میں مناظر صبح کا تذکرہ ضروری تھا جو بالا جمال پیش کردیا۔ اب صرف رخصت اور بیان پر اکتفا کرنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے

انیس نے ہر شہید کی رخصت نظم کرنے میں ہماری پرانی روایات پیش کی ہیں۔ اس مقام پر ایک ایسے مرثیے کے کچھ بند مثال میں پیش کئے جاتے ہیں جو ایسے شہید کے حال میں ہے جن کے حالات مخصوص تھے۔ اور رخصت بھی مخصوص طرز کی تھی۔ امام کے حقیقی بھتیجے یعنی امام حسن کے صاحبزادے جناب قاسم کے بارے میں یہ روایت ہے کہ اپنے بڑے بھائی کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے امام حسین نے شب عاشور ان کا عقد اپنی ایک صاحبزادی کے ساتھ کردیا تھا۔ یعنی یہ کہ قاسم بن حسن رات کو بیاہے گئے اور صبح کو شہید ہوئے ظاہر ہے کہ ایک رات کے دولھا کا نئی دلہن سے مرنے کی اجازت حاصل کرنا بیحد دشوار گزار منزل ہے جس سے انیس انتہائی کامیابی کے ساتھ گزرے ہیں اور ہماری تہذیب اور ہمارے معاشرے کے تمام آداب و خصوصیات کو پوری طرح پیش کردیا ہے۔ حضرت قاسم اپنی دلہن سے فرماتے ہیں :-

گھونگھٹ ہٹا کے ہم کو دکھاؤ تو رخ کا نور
پاس اب نہ آسکیں گے کہ ہوتے ہیں تم سے دور
آنکھوں پہ ہیں ہتھیلیاں رقت کا ہر وفور
نرگس کے پھول ہاتھوں سے ملنا، یہ کیا ضرور
جینے کی اس چمن میں خوشی دل سے فوت ہے
بلبل جو گل کی شکل نہ دیکھے تو موت ہے

اک دم کی بھی ہمیں تو جدائی ہے تم سے شاق
کیا کیجئے نصیب میں تھا صدمہ فراق
لائی اجل پکڑ کے گریباں سوئے عراق
بولو زباں سے کچھ تو، نہ رہ جائے اشتیاق
چپکی یوں ہی رہوگی تن پاش پاش پر
کیا بین بھی کروگی نہ تم میری لاش پر

اس اصرار پر کہ " بولو زباں سے کچھ تو "، اور اس مایوسی کے اصرار پر کہ " کیا بین بھی کروگی نہ تم میری لاش پر "، دلہن جواب دینے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ نئی دلہن اور رنڈاپے کا احساس اور اس احساس میں یقین، یہ وہ جذبہ ہے جس کی کیفیت الفاظ میں بیان کرنا بیحد دشوار تھا مگر دلہن جواب دیتی ہے :-

جب یہ سنا کلام تو جی سنسنا گیا
دل پر چھری چلی کہ جگر تھر تھرا گیا
منہ پر دلہن کے صاف رنڈاپا سا چھا گیا
جوش بکا میں کچھ نہ زباں سے کہا گیا
دولھا کو اتنی بات سنا کر الٹ آہ کی
صورت بتاتے جاؤ ہمارے نباہ کی

میں کون ہوں بھلا جو کہوں گی کہ رن میں جاؤ
راضی ہوں ماں تمہاری تو جاؤ گلا کٹاؤ
گھر تو اجاڑ ہو چکا جنگل کو اب بساؤ
نبھ جائےگا ہمارے رنڈاپے کا غم نہ کھاؤ
رویا کرینگے رن میں تن پاش پاش پر
ہم بھی فقیر ہوئیں گے صاحب کی لاش پر

دولھا دلہن کے اس مکالے میں ساری وہی شان ہے جو ہندوستانی عورت کے کردار کا خاص جوہر ہے جسکی تعریف میں شیخ علی حزین کہ گئے ہیں کہ " ہمچو ہند و زن کسے در عاشقی مردانہ نیست "، دلہن دولھا کو مرنے کی اجازت دیتی ہے لیکن اسطرح کہ "راضی ہوں ماں تمہاری تو جاؤ گلا کٹاؤ "۔ یہ بھی یقین ہے کہ ماں راضی ہو جائینگی اسلئے بیت میں اپنے ارادوں کا اظہار کردیا کہ میں تمہارے تن پاش پاش پر نثار

ہو جائیگی - یہ دن ہر مرد کی شہادت کا تھا - مائیں جانتی تھیں کہ ان کے بیٹوں کو میدان جدل میں جانا اور شہید ہو جانا ہے اسلئے جناب قاسم کا اپنی ماں سے اذن جہاد حاصل کرلینا بڑا مرحلہ نہیں تھا - میدان میں جانے کی اجازت ملتی ہے لیکن ماں کا کلیجہ بھر آتا ہے اور مادر قاسم اپنے مہ لقا فرزند کو اسطرح رخصت کرتی ہیں :-

فرما کے الوداع اٹھا دلبر حسن
برھم ہوئی وہ بزم وہ صحبت وہ انجمن
غل پڑ گیا کہ لٹتی ہے اك رات کی دلہن
اسوقت سب سے دولہا کی ماں کا تھا یہ سخن
جاتی ہے اب برات مرے نو نہال کی
رخصت ہے بیوہ زن بیوہ کے لال کی

انیس کے بیشمار کمالات میں ایک بیحد دشوار گذار مقام ایسا بھی ملتا ہے اور ایسے مقامات کی انکے یہاں بہتات ہے کہ وہ نازك موقعوں پر خود ھی دشواریاں پیدا کرتے ہیں اور انکو انتہائی سادگی کے ساتھ آسان بنادیتے ہیں چنانچہ اس مرثیہ میں انہوں نے حضرت قاسم کی جدال نظم کرتے ہوے ارزق شامی کی لڑائی کہی ہے اور اس نام آور پہلوان کی آمد کی خبر کو اھل حرم تک پہنچادیا - ارزق ایک تن آور اور نبرد آزما یل تھا جسکے نام کی ہیبت چھائی ہوئی تھی اسکے مقابلے میں قاسم نو دس برس کے لڑکے اور نا تجربہ کار مجاھد تھے جن کی طاقت کا کوئی موازنہ ارزق سے نہیں ہوسکتا تھا - اس کے ہاتھوں اس نو عمر دولھا کا قتل یقینی تھا - ظاھر ہے کہ اس مقابلے کی اطلاع جب خیمہ اھل حرم میں پہنچی ہوگی تو سب کا کیا عالم ھوا ہوگا بالخصوص ایک رات کی بیاھی کے دل پر کیا گزری ہوگی - ایک غیرت‌دار اور وفاشعار عورت کے کردار کو سامنے رکھئے اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ زوجہ قاسم امام زادی ہیں پھر انیس کے اس بیان کو پڑھئے - :

یارب دلہن بنے مجھے گذری ہے ایک شب
دولھا جو مر گیا تو مجھے کیا کہیں گے سب
اب تک تو شرم سے نہ ھلائے تھے میں نے لب
پر کیا کروں کہ اب ہے مری روح پر تعب
شبر کے آفتاب کا وقت غروب ہے
شوھر سے پہلے مجھکو اٹھا لے تو خوب ہے
سہرے کے پھول بھی ابھی سوکھے نہیں ہیں آہ
جو آگیا پیام رنڈاپے کا یا الٰہ
یہ عقد تھا کہ موت تھی ، ماتم تھا یہ کہ بیاہ
بعد ان کے ہوگا خلق میں کیونکر مرا نباہ
اٹھوں جہاں سے دلبر شبر کے سامنے
عورت کی موت خوب ہے شوھر کے سامنے

امام زادی اور غیرت مند شریف لڑکی صرف درگاہ خدا میں اپنے دل کا حال بیان کرسکتی تھی - انیس نے وھی پہلو ملحوظ رکھا اور اس دشوار مرحلے کو یوں طے کیا کہ ارزق قتل ھوا اور ان صاحبزادی کی یہ دعا قبول ہوئی لیکن اسکے فوراً بعد ھی سارا لشکر قاسم پر ٹوٹ پڑا - ظاھرھیکہ وہ یکہ وتنہا مقابلہ نہ کرسکے اور شہید ہو گئے - اسکے بعد والے حالات جسطرح نظم ہوے ہیں وہ صرف انیس کا حصہ تھا - شہادت کی خبر خیمے میں پہنچتی ہے امام مقتل سے لاشہ اٹھا کر لارہے ہیں فضہ دوڑ کر اھل حرم کو سنانی سناتی ہے -: —

لاشہ ادھر سے لے کے چلا شاہ کربلا
دوڑے ادھر سے پیٹتے ناموس مصطفا
فضہ تھی آگے آگے کھلے سر برھنہ پا
پہنچی جو صحن میں تو یہ رانڈوں کو دی صدا
چھپ جائے جس کی دور کا ناتا ہے صاحبو
دولھا دلہن کے لینے کو آتا ہے صاحبو
بہین کدھر ہیں ڈالنے آنچل بنے پہ آئیں
اب دیر کیا ہے حجلے سے باھر دلہن کو لائیں
رخصت ہو جلد اب کہ براتی بھی چین پائیں
جاگیں ہیں ساری رات کے اپنے گھروں کو جائیں
دل پر سہے فراق کی شمشیر تیز کو
کہہ دو دلہن کی ماں سے نکالے جہیز کو

ان دو بندوں کی سلاست روانی ، لطافت ، گداز اور شادی بیاہ کے موقع پررسم و رواج کی ترجمانی اس سے بہتر نا ممکن ہے -

نوٹ :- شبر یعنی امام حسین کے بڑے بھائی امام حسن جن کے صاحبزادے قاسم تھے -

انیس کی پرواز فکر پھر بھی اپنے کمال پر نہیں پہنچی اسلئے دلہن کے لاش پر آنے اور اپنی بیوگی پر بین کرنے کے منازل باقی ہیں جو آگے آتے ہیں -

ناگاہ لاش صحن تک آئی لہو میں تر
پیٹے جو سب عروس کو بھی ہوگئی خبر
تھا سامنا کہ لاش پہ بھی جا پڑی نظر
گھبرا کے تب سکینہ سے بولی وہ نوحہ گر
دولھا کی لاش آتی ہے سہرے کو توڑ دو
مسند الٹ دو حجرے کے پردے کو چھوڑ دو
یہ کہہ کے نوچنے لگی سہرا وہ سوگوار
افشاں چھڑا کے خاك ملی منہ پہ چند بار

کہنے لگی لپٹ کے سکینہ جگر فگار
ہے ہے بہن بڑھاؤ نہ سہرے کو میں نثار
وہ کہتی تھی کہ جاگ کے تقدیر سوگئی
بی بی نہ پکڑو ہاتھ کہ میں رانڈ ہوگئی

ہمارے رسم و رواج کے مطابق شادی کے بعد کئی دن تک حجلہ عروسی میں دلہن بند رہا کرتی ہے اور اسکے پاس اسکی سہیلیاں یا چھوٹے بھائی اور بہن موجود رہتے ہیں تا کہ اس کا دل بہلے یہاں بھی دلہن کی چھوٹی بہن سکینہ کی موجودگی نظم کی گئی ہے اور دونوں بہنوں کا مکالمہ ہماری روایات کے عین مطابق ہے دلہن کی اس فرمائش میں کہ " مسند الٹ دو حجرے کے پردے کو چھوڑ دو "، جتنی معنویت اور سوز و گداز ہے اس کی تعریف الفاظ میں نا ممکن ہے ۔ دل مزے لیتا ہے۔

قاسم کی لاش خیمے میں آگئی دلہن کے لئے میت پر آنا ضروری ہے لیکن اس کا حجاب کس طرح دور ہو اور کون اس کو سہارا دے ۔ اس مرحلے کو خاندان کی آن بان اور موقع کی نزاکت کا پورا پورا لحاظ رکھتے ہوئے اس طرح سر کیا جاتا ہے

رو کر بہن سے کہنے لگے شاہ بحر و بر
اس بے نصیب رانڈ کو لے آؤ لاش پر
بیٹی لٹے گی یوں ہمیں اس کی نہ تھی خبر
اب شرم کیا ہے دیکھ لے دولہا کو اک نظر
بیکس بھی ہے غریب بھی ہے ، بے پدر بھی ہے
دولہا تو نام کو ہے چچا کا پسر بھی ہے

دلہن بے حجابانہ حجرے کے باہر قدم نہیں نکال سکتی لہذا امام اس کو لانے کا حکم اپنی بہن کو دیتے ہیں اور دولہا کو چچا کا پسر کہہ کر شرم و حیا دور کراتے ہیں ۔ حکم امام کی تعمیل میں بہن جا کر دلہن کو لاتی ہیں مگر کسطرح ؟

حضرت یہ کہ کے ہٹ گئے با چشم اشکبار
پیٹا یہ سر کو غش ہوئی بانوے دل فگار
چادر سفید اڑھا کے دلہن کو بحال زار
گودی میں لائیں زینب غمگین و سوگوار
چلائی ماں یہ گر کے تن پاش پاش پر
قاسم بنے اٹھو دلہن آئی ہے لاش پر

شرم و حیا کو دور کرنے کا موقع فراہم کرنے کی غرض سے امام ہٹ گئے ، دلہن کی ماں سر کو پیٹ کر غش ہوگئیں ، امام کی بہن دلہن کو سفید چادر اڑھا کر ، جو رنڈاپے کا لباس ہے ، اپنی گود میں اٹھا کر لائیں ، دلہن اسی طرح لائی جاتی ہے اب قاسم کی ماں اپنے بیٹے کو دلہن کے آنے کی خبر سناتی ہیں دلہن لاش کے ٹکڑوں کو دیکھتی اور بیساختہ بین کرتی ہے :-

جس دم دلہن نے لاش کے ٹکڑوں پہ کی نگاہ
نکلی لہو میں ڈوبی ہوئی اک جگر سے آہ
قدموں پہ سر جھکا کے پکاری وہ رشک ماہ
میرا قصور عفو ہو ، اے میرے بادشاہ
بولی نہ تھی حجاب سے تقصیر وار ہوں
اب حکم ہو تو لاش پہ اٹھ کر نثار ہوں

صاحب بتاؤ تم کو میں رونے میں کیا کہوں
بیکس کہوں کہ فدیہ راہ خدا کہوں
پیاسا کہوں ، شہید کہوں یا بنا کہوں
دولہا کہوں کہ قاسم گلگوں قبا کہوں

ماتم بھی یوں تو ہوتا ہے، شادی بھی ہوتی ہے
اک شب کی رانڈ دولہا کو کیا کہ کے روتی ہے

ان دو بندوں میں تہذیب ، آداب ، شرافت ، شایستگی ، سوز گداز ، مرثیہ اور بین تمام خوبیاں اس حسن کے ساتھ جمع کردی گئی ہیں جنکا جواب اردو ادب میں کہیں دوسری جگہ نہیں ملتا ۔ معنویت کے ساتھ ساتھ زبان و بیان میں وہ لذت و چاشنی ہے کہ ایک ایک مصرع جادو کا کام کرتا ہے اور سخت سے سخت دل کو بھی متاثر کردیتا ہے ۔

متذکرہ بالا اقتباسات ہی کا مطالعہ ، جو صرف دو مرثیوں سے اخذ کئے گئے ہیں ، یہ ثابت کرتا ہے کہ انیس نے عرب کرداروں کو اسطرح ہندوستانی جامہ پہنایا ہے کہ انکے تمام حرکات و سکنات ، اقوال و افعال اور ان کے تمام جذبات و احساسات ہمارے ثقافتی ماحول میں ڈوبے نظر آتے ہیں ۔ ان کے کار ناموں میں ہم کو اپنی اخلاقی قدروں ، اپنی تہذیب و معاشرت اور اپنے یہاں کے رسم و رواج کی جیتی جاگتی تصویریں ملتی ہیں ۔ انیس کی سحر بیانی نے ہماری اصطلاحات کو بر محل استعمال کر کے زبان و بیان کی خوبیوں سے بھی اپنے مرثیوں کو مالا مال کردیا ہے ۔ اس ہنر شعاری کا یہ نتیجہ ہے کہ ان کا کلام پڑھنے اور سننے والوں کے دلوں کو مسحور کر لیتا ہے اور یہ تاثرات بھر پور افادیت کا وسیلہ بن جاتے ہیں ۔ واقعہ کربلا بہر حال مذہب اسلام سے متعلق سمجھا جاتا تھا لیکن انیس کے مرثیے مذہب و ملت کی تفریق سے ہمیشہ بالا تر رہے ہر فنکار اور ہر اہل زبان کے لئے ان کا مطالعہ وجد آفرین رہا ہے میرا خود یہ مشاہدہ تھا کہ الہ آباد کے ممتاز ادیب اور مقتدر بیرسٹر مرحوم سر تیج بہادر سپرو اور لکھنو کے مشہور و معروف بیر سٹر پنڈت کیرتی پرکاش مصرا انیس کے مراثی کو بڑے احترام کے ساتھ سامنے رکھکر گھنٹوں تک ان کا مطالعہ کرتے تھے اور اس وقت ہر آنے والے کو مرثیہ سناتے اور معنی و مطالب سمجھایا کرتے تھے ۔

ایم - بی - ڈی سکسینہ قمر پیلی بھیتی

گنا

کہتے ھیں کہ زمانہ قدیم میں ایک بہت بڑا راجہ راج کرتا تھا - جسکا نام " ترشنکو،، تھا یہ راجہ بڑا گیانی دھیانی اور نیائے کاری تھا - ایک دن اس کے گروجی نے اسے ایک کتھا سنائی اس میں سورگ کا ذکر تھا - راجہ خود بھی سورگ کے بارے میں سب کچھ جانتا تھا - مگر گروجی کے کتھا سنانے میں سورگ کا ذکر آیا تو وقت کی بات کہ راجہ کو فوراً سورگ جانے کی خواھش پیدا ھوئی -

راجہ یہ اچھی طرح جانتا تھا کہ مرنے کے بعد لوگ سورگ میں جاتے ھیں بشرطیکہ ان کے اعمال اچھے ھوں یا انھیں کسی کا آشیرواد ھو - مگر یہ راجہ اپنی زندگی ھی میں اپنے اسی شریر (جسم) کے ساتھ سورگ جانا چاھتا تھا ، اس نے بہت سے مہرشیوں ، رشیوں ، منیوں ، دیویوں ، دیوتاؤں ، مہاتماؤں ، تیاگیوں ، جتیوں ، جوگیوں ، سنیاسیوں اور پہنچے ھوؤں سے پرارتھنا کی مگر کوئی بھی راجہ کو اس کے جسم کے ساتھ سورگ پہنچانے کے لئے راضی نہیں ھوا - البتہ ان میں سے بہت سوں نے راجہ سے یہ کہا - " راجن ! تم مرنے کے بعد تو سورگ میں جاؤ گے ھی،، - راجہ نے جواب دیا " یہ تو مجھے معلوم ھی ھے لیکن میں تو اس جسم کے ساتھ سورگ میں جانا چاھتا ھوں ،، -

شری گنگا جی کے کنارے مہرشی انل تپسیا کررھے تھے- صبح کا وقت تھا یہ راجہ وھاں پہنچا اور ان سے بھی اپنی اس خواھش کا اظہار کیا - انھوں نے اشارہ کرکے کہا کہ " راجن ! دیکھو وہ سامنے مہرشی وشوا متر جی اشنان کرکے جارھے ھیں ان سے پرارتھنا کرو ،، راجہ مہرشی وشوامتر جی کے پاس پہنچا اور ان کے چرنوں میں گر کے اپنی خواھش ظاھر کی - یہ سنکر مہرشی وشوا متر جی ھنسے اور بولے " راجن تم تو سورگ ھی میں جاؤ گے اتنی جلدی کیوں ،، - راجہ نے کہا کہ " میں جب جاؤں گا تب جاؤں گا اب تو مجھے اس جسم کے ساتھ ھی بھجوا دیجئے ،، -

مہرشی وشوامتر جی نے منتر پڑھا اور راجہ کو اپنے منتر کے بل پر آسمان میں چڑھانے لگے - جب راجہ سورگ کے بالکل ھی پاس پہنچا تو وھاں کے دیوتاؤں کو یہ بات گراں گزری انھوں نے راجہ کو نیچے ڈھکیل دیا - مہرشی وشوامتر جی نے سورگ کے دیوتاؤں کو دیکھا اور مسکرا کر کہا " - میں اپنے منتر کے بل سے آپ سب کو نیچے ڈھکیل سکتا ھوں چونکہ آپ لوگ برسوں تپسیا کرکے وھاں گئے ھیں اسلئے میں ایسا نہیں کروں گا البتہ آپ کے سورگ کے سامنے ھی میں اب ایک دوسرا سورگ تیار کردیتا ھوں ،، -

مہرشی وشوامتر جی نے پلک مارتے ھی اس سورگ کے سامنے ھی اس سے بہتر ایک دوسرا سورگ بنادیا - اور راجہ سے کہا کہ آپ اس کے بھیتر جائیے - راجہ انتہائی ھنسی خوشی کے ساتھ سورگ میں چلا گیا -

جدید سورگ قدیم سورگ سے کروڑھا درجہ بہتر تھا اتنا ھی نہیں بلکہ اس جدید سورگ میں مہرشی وشوامتر جی نے گنے کا پودا اگادیا جو قدیم سورگ میں نہیں تھا - قدیم سورگ کے دیوتاؤں وغیرہ نے مہرشی وشوا متر جی سے کہا " مہاراج یہ آپ نے کیا کیا ؟ ،، مہرشی وشوا مترجی نے کہا " اچھا ! میں گنے کے پودے کو بھارت بھیج دیتاھوں اور دونوں سورگوں کوملا کر ایک کردیتا ھوں آپ اس راجہ کو ان کے جسم کے ساتھ سورگ میں گھومنے دیجئے،، - چنانچہ راجہ نے سورگ بہت ھی اچھی طرح گھوم کر دیکھا اور مہرشی وشوامتر جی کی آگیا سے راجہ گنے کا وہ پودا لے کر بھارت آئے اور یہاں اسکی کھیتی کرانے لگے دیوتاؤں کی ونتی پر مہرشی وشوامتر جی نے سورگ میں گنے کا ایک دوسرا پودا پیدا کردیا

اس طرح دنیا میں سب سے پہلے گنا بھارت میں پیدا ھوا - گنے کو دانتوں سے چھیل کر چوستے اور اس کا رس پیتے ھیں - گنے کے چھلکے کو "کھوئی ،، کہتے ھیں اس طرح جو کھوئی نکلتی ھے بچے اس سے چٹائی پٹاری اور ٹوکریاں وغیرہ بنا کر کھیلتے ھیں - عام طور پر کولھوؤں سے گنے کا رس نکالا جاتا ھے اس رس کو لوگ پیتے بھی ھیں رساور بھی تیار کرتے ھیں اور اس کو سڑا کر سرکہ (چھرکا) بھی بناتے ھیں - گنے کے رس سے گڑ ، شکر ، کھانڈ ، بورا ، چینی ، راب ، کتکی ، مسکی ، مسری ، (مصری) وغیرہ بناتے ھیں - تمام قسم کی مٹھائیاں اور میٹھے کھانے شکر ھی سے بنتے ھیں -

گنے کا رس ہاضمے کے لئے بیحد مفید ہے ۔ آنکھوں کے مشہور مرض یرقان (جسے پیلا کہتے ہیں) کے لئے گنے کے رس کے استعمال سے بہتر آج تک اور کوئی دوا ایجاد نہیں ہوئی ۔ مقدار اور وقت مقرر کرکے اکتالیس دن رس پی لیا جائے تو عمر بھر یرقان نہیں ہوتا ۔ اور اگر پہلے ہوبھی گیا ہے تو اس کے استعمال سے بالکل غائب ہوجاتا ہے ۔

بھارت سے ہی تمام دنیا میں گنے کی کاشت شروع ہوئی بھارت کے اتری بھاگ اور خاص طور سے یو ۔ پی (اتر پردیش) کے اضلاع پیلی بھیت ، بریلی ، بجنور ، مرادآباد ، بدایوں ، شاہجہانپور میں گنا بہت ہی زیادہ پیدا ہوتا ہے اور پیلی بھیت تو گویا گنے کی کھان ہی ہے ۔

گنے کی اب تک دو سو ساٹھ قسمیں دریافت ہوی ہیں چینا ، سفرا ، پونڈا ، ستلی ، گریڑی ، رمبھو ، اور رس کھان وغیرہ قسم کے گنے عام طور پر پائے جاتے ہیں ۔ کولھو اور مشین کے ذریعے رس نکالنے میں جو کھوئی حاصل ہوتی ہے اسے ایندھن کے طور پر جلاتے ہیں ۔ گنے کو دانتوں سے چھیل کر اس کا رس پینے سے دانتوں کے جملہ امراض دور ہوکر دانت مضبوط صاف اور چمکدار ہوجاتے ہیں ۔

پیلی بھیت وغیرہ میں چونکہ گنا (اسے ایکھ ، اوکھ ؛ اکھاڑی ، نیشکر بھی کہتے ہیں) بہت ہی زیادہ پیدا ہوتا ہے اس لئے گڑ بھی بہت زیادہ بنایا جاتا ہے یہ گڑ رکھے رکھے گرمی اور برسات وغیرہ کی وجہ سے دوسرے سال کالا پڑ جاتا ہے اور بہنے لگتا ہے ۔ اس بہے ہوئے کو " شیرہ " کہتے ہیں ، جسے غریب آدمی روٹی وغیرہ سے کھاتے ہیں شربت بنا کر پیتے ہیں جانوروں کو بھی کھلاتے پلاتے ہیں اور چلم اور حقے میں بھر کر جو تمباکو پیا جاتا ہے اس میں بھی ملاتے ہیں اور اس طرح کی تمباکو کو بعض جگہ "گڑاکو" بھی کہتے ہیں ۔

آجکل ہمارے ملک میں اس طرح کے گڑ سے ایک قسم کی شراب بھی تیار کی جانے لگی ہے جسے " گڑمبہ " کہتے ہیں ۔ اس "گڑمبہ" میں نہ معلوم اور کیا کیا ملادیا جاتا ہے جس کے پینے سے آئے دن لوگ مرتے ہی رہتے ہیں ۔

پوجیہ گوسوامی شری تلسی داس جی نے محبت کے سلسلے میں گنے کی کیا ہی بہتر مثال دی ہے ۔

پریت سیکھئے اوکھ سوں پور پور رس کھان
جہاں گانٹھ ہے تہاں رس نہیں یہی پریت کی بان

(گنے سے محبت سیکھئے کہ پور پور میں رس بھرا ہوا ہے مگر جہاں گانٹھ آگئی وہاں رس نہیں ہے ۔)

مہر شی وشوا متر جی نے گنا سورگ میں پیدا کیا اور پھر اسے بھارت بھیج دیا ۔ اس سے پہلے شہد ، آم ، پھول ، گلاب ، کشمش ، سندولے ، کٹھل ، لپوس ، گیندے کے پھول کھجور ، برگدی ، کھوپرا اور تاڑ وغیرہ سے گڑ اور شکر بنائی جاتی تھی اور پوربی بھارت میں انگور ، انجیر ، ٹماٹر اور ان چقندروں سے بھی شکر بنائی جاتی تھی جو نیم گرم خطے میں پیدا ہوتے ہیں ۔

گنے کی لمبائی چار چار گز تک ہوتی ہے اور موٹائی ساڑھے نو انچ تک ۔ اس کا رنگ کالا ، سفید ، لال سفید اور لال ملا ہوا، بھورا اور مٹیلا ہوتا ہے ۔

گنے کی کھیتی اس طرح کرتے ہیں کہ گنے کی ہر پور پر ایک چھوٹا سا " کھوا " ہوتا ہے یہی گنے کا بیج ہے اس کھوے کو پور کے ساتھ کاٹ لیتے ہیں اور زمین میں گڑھا کرکے اس گڑھے میں پہلے اگولے (یعنی گنے کے اوپری حصے کے پتے) بچھا دیتے ہیں ۔ ان پر ان پودوں کو ڈال دیتے ہیں یہ عمل اکتوبر سے شروع ہوکر فروری تک جاری رہتا ہے۔ کھیتوں میں ہل چلا کر ویسا کھ (اپریل) میں ان پوروں کو جن میں آنکر نکل آتے ہیں زمین کے گڑھوں سے نکال کر کھیتوں میں بو دیتے ہیں ۔ کارتک (اکتوبر) میں گنے کی فصل پک کر تیار ہو کر کٹنا شروع ہوجاتی ہے ۔ گنوں کو جڑ سے ذرا اوپر سے کاٹتے ہیں ان جڑوں میں سے تین سال تک برابر گنے پیدا ہوتے رہتے ہیں یعنی یہ کہ ایک دفعہ گنا بونے سے تین سال تک فصل آتی رہتی ہے آج کل عموماً اترپردیش اور خصوصاً پیلی بھیت میں جو گنے پیدا کئے جا رہے ہیں ان کی لمبائی چھ چھ گز سے بھی تجاوز کرگئی ہے ۔ اس کی کاشت کے لئے کم از کم ایک سو سنٹی میٹر بارش اور کم سے کم ۸۰ فارن ہیٹ سے زیادہ گرمی کی ضرورت ہے ۔

گنے کے اوپری سرے پر بڑے بڑے لمبے لمبے پتے ہوتے ہیں اوپر کے پتوں سے تھوڑے نیچے تک گنوں کو کاٹ لیتے ہیں ان کٹے ہوئے حصوں کو " اگولا " کہتے ہیں یہ پتے جانور بڑے شوق سے کھاتے ہیں گنے کا اوپری حصہ کسی قدر پھیکا ہوتا ہے ۔ جڑ کی طرف اور بیچ کا حصہ کافی میٹھا ہوتا ہے ۔ یو ۔ پی ۔ (اتر پردیش) کی کمشنری روھیلکھنڈ میں بہت سے مالدار کسان اپنی پیدا کردہ ایکھ سے خود ہی گڑ بنا لیتے ہیں وہ اپنے کھیتوں سے گنے ھنسیوں کے ذریعہ کٹواتے ہیں ۔ گنوں کے اوپر کے اگولے ھنسیوں سے کاٹ کر اور گنوں کے اوپر کے پتے ھنسیوں سے صاف کرکے الگ رکھ لئے جاتے ہیں اور پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ گنوں کو اسی اگولے سے باندھ دیتے ہیں ان بندھے ہوئے گنوں کو " پھاندی " کہتے ہیں ۔

بس یہ پھاندیاں بیل گاڑیوں میں بھر کر کسان کے گھر پر لائی جاتی ہیں ۔ کسان اپنے کسی باغ یا مکان کے آس پاس یا کسی اور کشادہ کھلی جگہ میں کولہو گاڑ لیتے ہیں اور ان پھاندیوں کو کھول کر ان گنوں کا رس نکلواتے ہیں ۔ بازو میں ایک بھٹی کھدی رہتی ہے اس پر ایک بہت ہی بڑی کڑھائی (جسے کڑھاؤ کہتے ہیں) رکھدی جاتی ہے گنے کا رس کڑھاؤ میں بھردیا جاتا ہے اور بھٹی میں اسی گنے کی نکلی ہوئی کھوئی سکھا کر جلائی جاتی ہے ۔ رس پک کر جب کافی گاڑھا ہوجاتا ہے تو اسے مٹی کی بڑی بڑی پراتوں میں جنہیں '' کھونڈ ،، کہتے ہیں انڈیل دیا جاتا ہے جب یہ کسی قدر ٹھنڈا ہوجاتا ہے تو اس سے ڈھائی ڈھائی سیر وزن کے گول گول اوپر سے چپٹے ڈھیلے سے بنا لئے جاتے ہیں اور سدھے ہاتھ کی مٹھی سے انگلیاں نیچے کی طرف کرکے اس پر ایک ذرا سا گڑھا سا بنادیتے ہیں ۔ چلئے یہ '' بھیلی ،، تیار ہوگئی اس کا رنگ سنہری انتہائی خوشنما اور ذائقہ بیحد میٹھا ہوتا ہے کیونکہ یہ خالص گڑ ہے ۔

مٹی کی بڑی بڑی پراتوں میں جب گاڑھا رس کڑھاؤ میں سے انڈیلا جاتا ہے تو کسی قدر ٹھنڈا اور منجمد ہونے کے بعد کسان اس میں سے بانٹ بھی دیتے ہیں اور کولہو کے بیل اور دوسرے بیلوں وغیرہ کو بھی کھلا دیتے ہیں ۔

بعض بعض کسان مٹی کی بڑی بڑی پراتوں میں انڈیلے ہوئے گاڑھے رس سے بھیلی نہیں بناتے بلکہ لکڑی کی کرچھلی (ہتے) وغیرہ سے اسی رس کو اس طرح گھوٹتے ہیں کہ وہ دانے دانے اور دانے دار لال بورا بن جاتا ہے جسے بطور شکر استعمال کیا جاتا ہے ۔

اگولوں اور گنے کے اوپر کے پتوں کو جانوروں کو کھلا دیتے ہیں اور ان کے گٹھے باندھ کر بازار میں بیچ دئے جاتے ہیں ۔

جو کسان غریب ہیں وہ گنے تو پیدا کرلیتے ہیں مگر ان میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ کولہو وغیرہ فراہم کرکے بھیلی ، لال بورا ، گڑ بنائیں وہ اپنے کھیت کے گنوں کی فصل زمیندار یا مالدار لوگوں کو بیچ دیتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ زمیندار اعلان کردیتے ہیں کہ ہم ایکھ مول لینا چاہتے ہیں ۔ وقت مقررہ پر کسان اپنے اپنے کھیتوں پر کھڑے رہتے ہیں اور زمیندار صاحب اپنے آدمیوں کو لیکر آتے ہیں ہر کھیت کی گنجائش کے حساب سے علی الحساب کچھ رقم مالک کھیت کو دے دی جاتی ہے اور ایک تختی پر زمیندار کا نام لکھکر اس کھیت میں لگا دیا جاتا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کھیت کے گنے کی یہ فصل زمیندار کی ہوچکی تاہم کھیت کے مالک کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ جب اور جتنے گنے چاہے کھالے مگر کھیت کے گنے توڑ کر وہ بیچ نہیں سکتا اور گھر نہیں لے جاسکتا ۔ یہ اور بات ہے کہ کبھی کبھار دو چار گنے گھر لے جائے

زمیندار ایک بڑے میدان میں بہت سے کولہو گڑوادیتا ہے اور عارضی طور پر ایک بڑا اور کچا مکان بنوا کر اس میں اونچائی پر ایک ہی بہت بڑا کولہو اور اس سے ذرا نیچے اس کڑھاؤ سے چھوٹا کڑھاؤ ۔ اور پھر اس سے ذرا نیچے اس سے چھوٹا کڑھاؤ ۔ بہر حال اس طریقے سے سات کڑھاؤ جموا دیتا ہے اور ان سب کے نیچے ایک بڑی بھٹی ہوتی ہے سب سے چھوٹا کڑھاؤ جو سب سے نیچے یعنی آخر میں ہوتا ہے اسی کے نیچے سے بھٹی جلائی جاتی ہے جس میں گنے کی سوکھی ہوئی کھوئیاں جلائی جاتی ہیں یہ بھٹی دس بجے صبح جلائی جاتی ہے ۔

گنوں کا نکلا ہوا رس سب سے پہلے بڑے کڑھاؤ میں ڈالتے ہیں پھر تھوڑی دیر پکنے یعنی ابلنے کے بعد اس کڑھاؤ سے نیچے والے چھوٹے کڑھاؤ میں ڈال دیتے ہیں پھر یہاں تھوڑی دیر پکنے کے بعد اس سے نیچے اس سے چھوٹے کڑھاؤ میں ڈالتے ہیں بہر حال اسی طرح پک پکا کر یہ رس آٹھ بجے رات سب سے آخری کڑھاؤ میں آجاتا ہے یہاں تقریباً ایک گھنٹہ پکنے کے بعد یہ رس کلسیوں (مٹی کے بڑے بڑے گھڑوں) میں بھر دیا جاتا ہے ۔ اب یہ بھٹی بجھا دی جاتی ہے صبح کو کلسیوں میں یہ رس جم جاتا ہے جسے '' راب ،، کہتے ہیں ۔

اس طرح روزانہ بیسیوں کلسیاں بھردی جاتی ہیں جس بڑے اور کچے مکان میں یہ عمل ہوتا ہے اسے '' بیل ،، کہتے ہیں یہاں ایک بالکل ہی معمولی پڑھا لکھا آدمی '' منشی ،، رکھا جاتا ہے کہ کس کسان کے کتنے '' مٹے ،، (مٹکے) رس آیا ۔ اور جملہ کتنی کلسیاں تیار ہوئیں ایک مٹے میں جتنا رس آتا ہے اس کا وزن پہلے ہی دیکھ لیا جاتا ہے اور اسی حساب سے کھیت کے مالک کو اس کی قیمت دی جاتی ہے۔

ان منشی جی کا زیادہ پڑھا لکھا ہونا کچھ ضروری نہیں جس طرح کہ محکمہ ریلوے میں پہلے پہل شد بد انگریزی جاننے والے بھی نوکر ہوجاتے تھے اس لئے یہ کہاوت مشہور ہے کہ

اردو کے ٹوٹے پھوٹے بیل میں
انگریزی کے ٹوٹے پھوٹے ریل میں

یہاں سے صبح کو یہ کلسیاں بیل گاڑیوں میں رکھکر زمیندار کے گھر پہنچادی جاتی ہیں زمیندار کا ایک بڑا ، پختہ اور شاندار مکان ہوتا ہے اس میں بڑے بڑے پختہ چولھے لگاتار بنے ہوتے ہیں ان چولھوں کے سامنے ایک پختہ نالی بنی ہوتی

ہے اور نالی کے آخر میں ایک بڑا اور پختہ حوض ہوتا ہے ایک ایک چولھے پر ایک ایک کلسی رکھ دی جاتی ہے اور کلسی کے نیچے لوہے کی ایک موٹی کیل (جسے ککولا کہتے ہیں) سے سوراخ کردیا جاتا ہے دن کے اس وقت سے جبکہ کلسی چولھے پر رکھی جاتی ہے رات بھر میں اس سوراخ سے کلسی کے اندر کا شیرہ اس نالی سے ہو کر حوض میں جمع ہوجاتا ہے اس شیرے کو بھی مختلف کاموں میں لایا جاتا ہے - غریب لوگ اس شیرے سے روٹی کھاتے ہیں - اس کا شربت بنا کر پیتے ہیں - یہ شیرہ جانوروں کو بھی پلایا جاتا ہے اور اس شیرے سے گڑ بھی بناتے ہیں اور اس شیرے سے مختلف قسم کی مٹھائیاں بنائی جاتی ہیں بچوں کے کھانے کی پیسے پیسے دو دو پیسے کی چیزیں مثلاً پپڑی ، مٹھا ، سنگولہ وغیرہ بھی بنائے جاتے ہیں

کلسیوں میں بالکل سوکھی ہوئی سنہری رنگ کی بھر بھری راب رہ جاتی ہے۔ ایک بڑے پختہ فرش پر کلسی توڑ کر اس راب کو ہوا کھلانے کے لئے پھیلا دیتے ہیں کلسی کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے پھینک دیتے ہیں - اب تازہ بھنڈیوں کو لیکر کوٹ کر ان کا رس نکال کر چھان لیتے ہیں اسے " سجی " کہتے ہیں اس پھیلی ہوئی راب پر اس سجی سے زور سے چھینٹے مارتے ہیں ہوا لگتے ہی وہ راب بالکل سفید ہوجاتی ہے - لیجئے شکر تیار ہوگئی - یہ خالص شکر ہوتی ہے جو انتہائی میٹھی لذیذ ذائقہ دار اور بہت سی بیماریوں کے دور کرنے کے لئے بیحد مفید ہوتی ہے - جہاں یہ عمل ہوتا ہے اسے کھنڈ سال (کھنڈ سار) کہتے ہیں -

یہاں یہ شکر بڑے بڑے تھیلوں اور بوروں میں بھر کر بازار میں بکنے کے لئے بھیج دی جاتی ہے - بعض اوقات بازار میں بکنے کو آتے آتے ہی اور عام طور پر بعد میں ملک و قوم کے دشمن ، منافع خور بیوپاری ، لالچی تاجر اور ناعاقبت اندیش دکاندار وغیرہ اس شکر میں نہ معلوم کیا کیا ملادیتے ہیں اور وزن بڑھا کر کافی منافع پیدا کرلیتے ہیں -

اگست ۱۹۱۸ ع میں بسولی (اتر پردیش کے ضلع بدایوں کی ایک تحصیل ہے) میں ایک کارخانہ پکڑا گیا جہاں جانوروں کی ہڈیاں پیس کر اصلی شکر میں ملادیتے تھے بعد میں اس ہڈیوں کی بھکنی ملی ہوئی شکر کا نام " لوسر " ہوگیا - یہ شکر زیادہ وزنی ہوتی ہے اس میں مٹھاس کم ہوتی ہے اور اس کے استعمال سے بہت سی بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں -

بھارت کی طرح آجکل انڈو نیشیا ، کیوبا ، فلپائن کے ٹاپوؤں ، فارموسا ، برٹش گیانا ، آسٹریلیا ، پورٹوریکو اور ہوائی موریشش میں بھی شکر بنائی جارہی ہے - ممالک متحدہ امریکہ روس ، جرمنی ، چیکوسلوکیا ، فرانس اور پولینڈ میں چقندروں اور گاجروں سے شکر تیار کی جارہی ہے -

، ، - فروری ۱۹۷۵ ع سوموار کو کئی ممالک اور حکومتوں نے یہ تصفیہ کیا کہ دنیا میں شکر تیار کرنے کا سب سے بڑا کارخانہ قائم کیا جائے مگر اس کے لئے ابھی کسی جگہ کا انتخاب اور تعین نہیں کیا گیا ہے -

ہمارے بھارت میں کاشی پھل (گنگا پھل) شریفہ (سیتا پھل) سے بھی شکر بنانے کا تجربہ کیا جارہا ہے -

کہیں کہیں ثابت گنے بیچے جاتے ہیں - کہیں پر اس کے بڑے بڑے ٹکڑے اور کہیں کہیں اس کے ایک بالشت یا اس سے بھی کم لمبائی کے ٹکڑے بیچے جاتے ہیں ان ٹکڑوں کو گنڈیریاں کہتے ہیں کہیں کہیں گنے کو چھیل کر اس کی بہت ہی چھوٹی چھوٹی کتلیاں بنا کر بیچتے ہیں اور گنے کا رس تو آجکل ہر جگہ بک ہی رہا ہے - گنے کا رس خالص بھی پیا جاتا ہے اور مٹھا (چھاچھ) یا دودھ ملا کر بھی - گنے کا رس پینا تو تندرستی کے لئے مفید ہے ہی مگر اس سے زیادہ بہتر یہ ہے گنا دانتوں سے چھیل کر اور چوس کر کھایا جائے یعنی اس طرح اس کا رس پیا جائے -

* * * *

اظہر افسر

نارنگی کی خوشبو

ڈرامہ

کردار :- راۓ جگن ناتھ
بھاٹیہ
نینا
سری دھر
خدیجہ
ہراجی
نمبر ۱ نمبر ۲

منظر ۱ — آکشن ہال کا ایک گوشہ طرح طرح کا قدیم سامان رکھا ہےہراجی اس سامان کو باری باری سے ہراج کررہا ہے

ہراجی ہاں صاحب اب یہ ایک پیانو ، بڑا چھوٹا ساپیانو ہےمگر اس کے چھوٹے پن پر مت جایئے یہ دیکھنے میں چھوٹا ہے مگر آواز میں بڑے بڑوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ ہاں ہاں دیکھئے بجائیے بجائیے آیئے راۓ صاحب ، بھاٹیہ صاحب آپ بھی آیئے ،آپ بھی دیکھئے جناب آہستہ آہستہ ، اب دیجئے صاحب اس کے لئے بولی ۔ سو روپیے ،

ایک آدمی ڈیڑھ سو روپیہ

ہراجی ڈیڑھ سو روپیے صاحب اس لاجواب چیز کے ڈیڑھ سو روپیے ، بھاٹیہ صاحب تحفہ میں دینے کی خاص چیزہے ، دیجئے ۔ بولی دیجئے ۔

۲ ۔ دو سو روپیہ

بھاٹیہ ڈھائی سو روپیہ

۱ ۔ تین سو روپیہ

ہراجی تین سو روپیہ ۔ تین سو روپیہ ایک ، تین سوروپیہ دو ، جارہاہےصاحب یہ انمول تحفہ بڑا سستاجارہا ہے ۔ موقع کی چیز ہے ۔ وقت چلا جاۓ گا تو پچتیاۓ گا تین سو روپیہ

۲ ۔ ساڑھے تین سو روپیہ

ہراجی ساڑھے تین سو روپیہ ساڑھے تین سو روپیہ ، ایک ساڑھے تین سو روپیہ دو ، ساڑھے تین سو روپیہ تین

بھاٹیہ (نشہ میں ہے) راۓ

راۓ ہاں

بھاٹیہ راۓ

راۓ ہوں

بھاٹیہ اس لڑکی کو دیکھا جو پیر پر پیر رکھے بیٹھی ہے کیا رانین ہیں ۔

راۓ شٹ اپ

بھاٹیہ ارے مجھے کیوں چپ کروارہے ہو ۔

ہراجی ہاں صاحب یہ ایک سنہری بچھو ،نوادرات کانگینہ اس قدر بڑا بچھو یقیناً آپ نے زندگی میں نہیں دیکھا ہوگا مگر ، یہاں آپ دیکھ رہے ہیں اسکے لئے بولی دیجئے صاحب یہ صرف بچھو نہیں جواہرات کا صندوقچہ ہے جواہرات کا ۔ اس کے لئے بولی دیجئے ہاں سو روپیہ

بھاٹیہ راۓ

راۓ ہاں

بھاٹیہ یار سچ مچ مجھے چڑھ گئی ہے ، سارا ہال اوپرنیچے ہورہا ہے ۔ اور یہ ہراجی کیوں ادھر ادھر لچک رہا ہے ۔

راۓ ہش

بھاٹیہ راۓ ا کیس ۲۱ روپیہ میں تو خوب چڑھی

راۓ کیا بک رہے ہو ،

بھاٹیہ ہاں اور کیا ۴۲ روپیہ ہی تو بل ہوا تھا ۔ سو سو روپیہ کی پی ہے تو اس طرح نہیں چڑھی ہے اب سے نہیں جائینگے اور یہی چلائینگے ۔ (راۓ پاس سے اٹھ کر جانے لگتا ہے) راۓ کہاں جارہے ہو ؟

راۓ میں ادھر بیٹھتا ہوں ، تم بیٹھو یہاں

بھاٹیہ (پکارتا ہے) رائے رائے کوئی بات نہیں اچھی بات ہے مگر وہ نارنجی ساری ،

ہراجی اب آیئے صاحب ایک اور نادر تحفہ ،

بھاٹیہ نادر تحفہ ، کیسانادر تحفہ ،

ہراجی صاحبان ایک اور انمول شے ۔ یہ کوئی ایسی ویسی چیز نہیں ہے ، راجاؤں مہاراجاؤں رئیسوں کے ڈرائینگ روم میں نہیں دل میں رہنے والی چیز ہے ، دیکھنے کو ایک بہت بڑی نارنگی ہے مگر آپ اس سرخ بٹن کو دبائینگے تو اس طرح یہ قاشوں میں کھل جائے گی ۔ یہ دیکھئیے آٹھ قاشیں ، ہر قاش میں آپ سینٹ کی ایک شیشی پائینگے ۔ ہاں ہاں ملاحظہ فرمایئے ، جیسے ہی آپ سرخ بٹن دبا کر نارنگی کھولینگے آپ ایک خاص قسم کی خوشبو سے مہک اٹھینگے ۔ یہ دیکھئے اس طرح

۱ (سانس کھینچتا ہے) روز ہے

۲ - (لمبا سانس لے کر) لیونڈر ہے ، چنبیلی ہے

بھاٹیہ (سونگھ کر) جیسمین ہے ،

ہراجی نہیں صاحبان بالکل نہیں یہ نہ روز ہے نہ چنبیلی نہ جیسمین ہے یہ اس پھل کی خوشبو ہے جو آپ کے سامنے ہے ، یعنی نارنگی کی خوشبو ، غور فرمایئے ۔ رائے صاحب یہ آپ کے لئے خاص تحفہ ہے اور اس طرح یہ ساری قاشیں بند ہوگئیں ،

۲ - واہ ۔

۱ - خوب

ہراجی صاحبان اس کے لئے بولی دیجئے ،

۱ - سو روپیہ ،

۲ - دو سو روپیہ ،

ہراجی رائے صاحب

رائے ڈھائی سو روپیہ

ہراجی رائے صاحب کے ڈھائی سو روپیے ، اس انمول خزانے کے لئے اس نارنگی کی خوشبو کے ڈھائی سو روپیہ ،

بھاٹیہ تین سو روپیے

ہراجی تین سو روپیہ ، رائے صاحب آپ فرمایئے

بھاٹیہ رائے صاحب کیا بولی دینگے

رائے چارسو روپیہ

بھاٹیہ چار سو روپیہ ؟ پانچ سو روپیہ

رائے چھ سو روپیہ

بھاٹیہ سات سو روپیہ بلکہ آٹھ سو روپیہ ، نو سو روپیہ یہ لو نو سو روپیہ ایسے ادھر لاؤ یہ لو روپیہ ادھر لاؤ نارنگی کی خوشبو کو ، میری پیاری خوشبو ، میری پیاری خوشبو ، میری پیاری پیاری خوشبو ،
(سانس کھینچتا جاتا ہے چھوڑتا جاتا ہے)

منظر ۲ تالاب کا کنارہ ۔ ایک بنچ پر نینا عمر ۱۸ سال اور گردھر جسکی عمر ۲۳ سال ہے کسی قدر دور دور بیٹھے ہیں

گردھر (نینا کی طرف دیکھ کر ایک لمبی سانس لیتا ہے)

نینا کیوں یہ لمبی لمبی سانس کیوں لے رہے ہو ،

گردھر کچھ نہیں

نینا بولو کیا بات ہے

گردھر کیا بولوں

نینا یہی کہ ایسی ٹھنڈی ٹھنڈی اور لمبی لمبی سانس کیوں لے رہے ہو

گردھر اپنی تقدیر بھی خوب ہے

نینا کیوں کیا ہوا تقدیر کو

گردھر سلمی نے ضیا سے شادی کرلی ، گوپال نے یشودھرا کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے بندھن میں باندھ لیا سورتی اور رمنی جنم جنم کے لئے ایک ہوچکے ہیں ،

نینا ہوں

گردھر ایک ہم ہیں کہ

نینا کیا ہوا ہمیں

گردھر وہاں سلمی راضی نہیں ہوتی تھی تو ادھر گوپال اور یشودھرا سلمی میں ان بن تھی ، سورتی رمنی سے الگ پیچھا چھڑانے کی فکر میں تھا

نینا پھر بھی سب کے سب ایک ہوگئے یا نہیں

گردھر ہاں ہوگئے وہی تو کہتا ہوں سب نے اپنے من مندر میں مورتیاں بٹھا لیں مگر

نینا مگر :۔

گردھر نینا اور گردھر ایک ہونے کے بس سپنے ہی دیکھتے رہینگے ، یہاں نینا بھی راضی ہے گردھر بھی لیکن

نینا درمیان میں ایک بہت ہی چھوٹی مگر ہر آفت سے بڑی آفت آ کھڑی ہوئی ہے

گردھر میں نے کسی طرح اپنے بھیا کو راضی کرلیا ہے مگر

نینا پتاجی راضی ہونے والے نہیں

گردھر تم نے بات کی ؟

نینا ایک بار - کئی بار

گردھر کیا کہا انہوں نے

نینا وہ سب کچھ سننا چاہتے ہیں ہر بات بڑے اطمینان سے سن لیتے ہیں مگر نہیں سن سکتے تو تمہارا نام

گردھر (اٹھ کھڑا ہوتا ہے)

هم کو معلوم نہ تھا شور میں تنہائی کے
اپنی آواز بھی سننے کو ترس جائینگے -

نینا خیر یہ بتاؤ مجھے آنے میں دیر تو نہیں ہوئی زیادہ انتظار تو نہیں کرنا پڑا - بولونا

گردھر جو اپنی ساری زندگی انتظار میں بتا سکتا ہے اس کے لئے یہ انتظار کیا چیز ہے ایک بات بتاؤ -

نینا کیا ؟

گردھر وہ کون تھا ؟

نینا وہ - وہ کون ؟

گردھر جس کے ساتھ تم کل باہر گئی تھیں جس نے تمھیں اپنی کار میں کالج تک لفٹ دی تھی -

نینا وہ !

گردھر اور جس کے ساتھ تم کل شام ہنس ہنس کر باتیں کررهی تھیں -

نینا (ہنستی ہے)

گردھر کون تھا وہ - میں نے کل سے پہلے تو اسے کبھی نہیں دیکھا -

نینا (ہنستی ہے)

گردھر کون تھا وہ ؟

نینا صرف ہنس کر بات کرلینے سے اتنا تلملا گئے

گردھر تم میرے دل کی حالت نہیں جانتیں نینا

نینا میں جانتی ہوں ، اور نہیں جانتی تھی تو اب جان گئی ہوں

گردھر کون تھا وہ ۔

نینا موسی کا لڑکا - تم بڑے وہ ہو ، کیا سبھی مرد اتنے شکی ہوتے ہیں یا تم ہی اتنے شکی ہو ،

گردھر یہ شک نہیں ہے ،

نینا شک نہیں تو اور کیا ہے ، تمھیں عورت کے دل کا پتہ ہی نہیں اور ہے بھی تو نینا کے دل کا نہیں

گردھر تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے کوئی بات ہی نہیں ہوئی پل بھر کے لئے تو میری دنیا اندھیری ہوگئی تھی

نینا سچ سچ ۔

گردھر سر نت غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری
غیر کی ہو کے رہے یا شب فرقت میری

نینا بس بس بس شاعر صاحب رہنے دیجئے ایک مسکراہٹ پر یہ حال ہو گیا تو شب فرقت آپ کہاں برداشت کرینگے - یہ نہیں کیسے کوئی یقین دلائے

گردھر کوئی کسی کے یقین دلانے کی کیا ضرورت ہے

نینا تو فرمایئے حضور یہ نا چیز آپ کو کس طرح یقین دلائے کہ جس کو جس کا ہونا تھا ہوچکا اب اور کسی کے لئے یہاں راہ نہیں ،

گردھر لیکن رائے جگن ناتھ پرشاد کی ضد کے آگے بھی میرے لئے کوئی راہ نہیں

نینا ہوگی ہوگی کوئی نہ کوئی تو راستہ ضرور ہوگا -

گردھر (لمبا سانس لیتا ہے) مجھے تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا -

نینا میں چلتی ہوں

گردھر ہاں نینا جاؤ

نینا کب ملو گے ؟

گردھر اب نہیں ملوں گا -

نینا کیا کہہ رہے ہو

گردھر ہاں نینا اب میں نے طے کرلیا ہے کہ تم سے اب کبھی نہ ملوں ، اور ملوں تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے - اب میں اسی وقت تم سے ملوں گا جب رائے صاحب اور میرے درمیان کی دیوار گرجائے گی ، تب تک کے لئے (ہاتھ ہلاتا ہوا دور چلا جاتا ہے) -

منظر ۳ خوشحال گھرانے کا ایک کمرہ خدیجہ تخت پر بیٹھی سلائی کی مشین چلا رہی ہے ایک طرف دو تین کرسیاں رکھی ہیں - ایک طرف ٹیبل پر ٹیلیفون بھی ہے ، ادھر ادھر کچھ رنگین کپڑے بکھرے ہوئے ہیں ، داہنی جانب دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے تو مشین روک کر خدیجہ داہنی جانب جاتی ہے جب لوٹتی ہے تو ۳۵ سال کا ایک آدمی بش شرٹ پینٹ پہنے اس کے ساتھ ہے -

سری دھر کہیں میں بے وقت تو نہیں آگیا بھابی

خدیجہ: نہیں نہیں بیٹھو کیسے راستہ بھول گئے آج سری دھر مظفر تو ابھی آفس سے آئے نہیں

سری دھر: (کلائی پر اپنی گھڑی دیکھتا ہے) چھ بج رہے ہیں میرا خیال تھا وہ آچکے ہونگے

خدیجہ: ساڑھے چھ بجے تک آجائینگے ۔ آج کل کام زیادہ ہے وہ دیر تک آفس میں رہتے ہیں بیٹھو (سری دھر پاس کی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے ، خدیجہ تخت پر بیٹھ جاتی ہے)

سری دھر: میں کچھ چاھتا بھی یہی تھا کہ علحدگی میں آپ سے بات کروں لیکن آپ بڑی مصروف نظرآرھی ہیں یہ رنگ برنگے کپڑے یہ سلائی کی مشین

خدیجہ: یہ تو سب چلتا ھی رہتا ہے۔ بتاؤ بات کیا ہے ،

سری دھر: (ھنستا ہے) چلتے وقت سوچا تھا کہ آپ سے یہ کہوں گا مگر اب یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ بات کس طرح شروع کروں ، آپ میرے چھوٹے بھائی گردھر کو جانتی ہیں نا

خدیجہ: ھاں ھاں کیا ہوا گردھر کو

سری دھر: ہوا تو کچھ نہیں ھاں اگر آپ مدد کریں تو اس بات کی امید بندھتی ہے کہ شاید کچھ ہوجائے

خدیجہ: بھئی اب پہیلیاں تو رہنے دو ، سیدھے سیدھے بتاؤ بات کیا ہے ۔

سری دھر: جی سیدھی سی بات یہ ہے کہ اس کے رشتے کے سلسلہ میں آپ سے مدد لینی ہے مگر بات بڑی ٹیڑھی آپڑی ہے ۔

خدیجہ: گردھر کی شادی کررہے ہو

سری دھر: میں کیا کررھا ہوں وہ خود کرنے پر تلا ہوا ہے

خدیجہ: کس کی لڑکی ہے ۔

سری دھر: رائے بہادر جگن ناتھ کی ، جن کی گلاس فیاکٹری ہے لڑکی نہایت اچھی ہے ۔ خوبصورت ہے سلیقہ مند ہے ۔

خدیجہ: میں جانتی ہوں نینا کو — یہ نینا اور گردھر کی کیسے ملاقات ہوگئی

سری دھر: (ھنستا ہے) پتہ نہیں کیسے ہوگئی مگر اب یہی ملاقات بھوت بن کر چمٹ گئی ہے ۔

خدیجہ: شاید اس بھوت کا اتارنا مشکل ہو رہا ہے ۔

سری دھر: بھابی بات اس سے بھی زیادہ مشکل ہے ۔

خدیجہ: تمھارے کچھ رشتے دار اس رشتے کے خلاف ہیں

سری دھر: لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو بے حد پسند کرتے ہیں رشتے دار بھی خوش ہیں

خدیجہ: پھر تم خود ناراض ہو بات کیا ہے ؟

سری دھر: جی نہیں مجھے بھی اس رشتے سے کوئی انکار نہیں

خدیجہ: پھر کیا لڑکی والے ناراض ہیں

سری دھر: جی ھاں خود لڑکی کے پتا رائے بہادر جگن ناتھ

خدیجہ: کیوں وہ لوگ ناراض ہیں گردھر کو کیوں برا سمجھتے ہیں ؟

سری دھر: گردھر کے بارے میں تو کچھ نہیں کہتے

خدیجہ: پھر ؟

سری دھر: بات تو بڑی چھوٹی سی ہے مگر بن گئی ہے بہت بڑی بے حد اہم اتنی اہم کہ نینا اور گردھر کی محبت بھی گلاس فیاکٹری میں جل کر ختم ہو جائے گی ۔ ھمارے پتا اور رائے جگن ناتھ جی بڑے گہرے دوست تھے ۔

خدیجہ: جیسے جیسے مجھے حالات معلوم ہورہے ہیں بات سلجھنے کے بجائے اور الجھتی جارھی ہے ، رائے صاحب تمھارے پتا کے دوست تھے تو پھر وہ گردھر اور نینا کی شادی پر آمادہ کیوں نہیں ہوتے ۔

سری دھر: رائے صاحب اور پتاجی کی دوستی کی ابتدا بدقسمتی سے آکشن ھال سے شروع ہوئی اور وہیں ختم بھی ہوگئی

خدیجہ: ھراج خانے میں ؟

خدیجہ: جی ھاں پتاجی کو ھراج خانوں سے پرانا سامان خریدنے کا بڑا شوق تھا ، رائے جگن ناتھ کو بھی ھراج خانوں سے پرانا اور قیمتی سامان خریدنے کی لت تھی ،

خدیجہ: تھی نہیں کہو اب بھی ہے ،

سری دھر: جی ھاں ماڈرن آکشن ھال میں ایک چیز کی خریداری کے وقت دونوں میں کچھ تکرار ہوگئی اور یہ تکرار اس قدر بڑھی کہ دونوں ایک دوسرے کو اپنا جانی دشمن سمجھنے لگے حد یہ ہے کہ پتا جی کی موت پر بھی رائے صاحب نہیں آئے ۔

خدیجہ: آخر کس چیز پر اتنی تکرار ہوئی

سری دھر: نارنگی کی خوشبو پر

خدیجہ: نارنگی کی خوشبو پر ؟

سری دھر: جی ھاں

خدیجہ ٹھہرو میں تمھارے لئے کافی بنواتی ہوں

سری دھر جی نہیں کسی تکلیف کی ضرورت نہیں

خدیجہ اس میں تکلیف کی کیا بات ہے (اٹھ کھڑی ہوتی ہے)

سری دھر آپ بیٹھئے ایسا ہی ہے تو کافی مظفر صاحب کے آنے کے بعد پی لی جائیگی -

خدیجہ ہاں تم کہہ رہے تھے نارنگی کی خوشبو پرتکرار ہوگئی

سری دھر در اصل وہ ایک عطر دان ہے -

خدیجہ عطر دان ؟

سری دھر جی ہاں مارن کا بنا ہوا ایک خوبصورت عطر دان ہے جب وہ کھلتا ہے تو نارنگی کی قاشوں کی طرح الگ الگ ہوجاتا ہے - اور نارنگی کی خوشبو مہک اٹھتی ہے یہ عطردان رائے جگن ناتھ خریدنا چاہتے تھے اور اصلی قیمت سے کہیں بڑھ چڑھ کر بولی دیکر پنا جی نے خرید لیا ،

خدیجہ اوہ

سری دھر کاش یہ عطر دان پنا جی نہ خریدتے ، اس نارنگی کی خوشبو نے نہ صرف ایک دوست کو دوسرے دوست سے جدا کردیا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جانی دشمن بنا دیا - یہی نارنگی کی خوشبو اب ہمارے اور رائے جگن ناتھ پرشاد کے درمیان ایک ایسی دیوار بن چکی ہے جس سے ہمارے اور ان کے سارے رشتے ختم ہوچکے ہیں -

خدیجہ میرا خیال ہے تم سب کچھ بھول کر رائے صاحب سے مل لیتے تو بہتر تھا ،

سری دھر میں ان سے مل چکا ہوں اور سمجھانے کی کوشش بھی کرچکا ہوں

خدیجہ کیا کہتے ہیں وہ

سری دھر وہ کہتے ہیں میں ایک ضدی باپ کے لڑکے کو اپنی لڑکی کبھی نہیں دے سکتا

خدیجہ یہ کیا ضروری ہے کہ ضدی باپ کا لڑکا بھی ضدی ہی ہو اور اس طرح وہ خود بھی تو ضدی ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں اور پھر نینا کی پسند -

سری دھر وہ اسے کوئی اہمیت نہیں دیتے بالکل نکموں جیسی باتیں کرتے ہیں - لڑکی چھوڑ کر چلی جاتی ہے چلی جائے - اگر وہ گردھر کو مجھ سے اور میری عزت سے زیادہ پیار کرتی ہے تو یہ گھر جائیداد اور میری محبت کو تج کر کہیں بھی جاسکتی ہے

خدیجہ نینا کیا کہتی ہے

سری دھر نینا مجھ سے مل چکی ہے - بڑی اچھی لڑکی ہے - وہ اپنے باپ کی اس ضد کو بالکل پسند نہیں کرتی - کہتی تھی آپ حکم دیجئے میں آج ہی آپ کے گھر چلی آؤنگی پتاجی جس جائیداد اور دولت کو مجھ سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں وہ مجھے ایک پل کے لئے نہیں چاہئے یہ سب کچھ انہیں کو مبارک ہو -

خدیجہ تم نے کیا کہا -؟

سری دھر میں نے اسے سمجھایا نینا میری عین خواہش ہے کہ گردھر کی شادی تم سے ہو جائے لیکن میں یہ بھی ہرگز نہیں چاہتا کہ تم اس شادی کے بدلے اپنے باپ کو ناراض کرو -

خدیجہ ہاں یہ تو ہے ماں باپ کی محبت کی قربانی دے کر کسی ناطے کو بند کرنا کچھ اچھی بات نہیں

سری دھر میں نے نینا سے کہا نینا تم فکر نہ کرو میں رائے صاحب کو راضی کرنے کی ہر طرح کوشش کروں گا - یہ شادی ہوگی اور ضرور ہوگی اور اس وقت ہوگی جب رائے صاحب بھی اس شادی میں شرکت کرینگے - بھابی اگر آپ . . .

خدیجہ میں نہیں سمجھتی رائے صاحب اس سلسلہ میں میری کوئی رائے قبول کرینگے

سری دھر میں ابھی مظفر صاحب سے مل کر آرہا ہوں -

خدیجہ ارے مظفر صاحب کے دفتر بھی گئے تھے تم ، کیا کہا انہوں نے

سری دھر کہتے ہیں بھئی مجھے اس معاملے میں نہ گھسیٹو تو اچھا ہے - رائے صاحب اپنے سوا ہر آدمی کو ضدی کہتے ہیں مگر خود ان سے بڑھ کر ضدی شاید اس سارے شہر میں کوئی اور نہ ہو

خدیجہ میں سمجھتی ہوں رائے صاحب اس وقت فیکٹری پر ہی ہونگے -

سری دھر جی ہاں فیکٹری میں ہی ہونگے

خدیجہ میں فون کرتی ہوں - (آگے بڑھ کر ریسیور اٹھاتی اور ملاتی ہے)

خدیجہ ہیلو رائے صاحب ہیں -

رائے: (دوسری طرف سے بھرائی ہوئی آواز آتی ہے) میں رائے جگن ناتھ پرشاد بول رہا ہوں

خدیجہ: آداب عرض ہے رائے صاحب میں خدیجہ بول رہی ہوں ۔

رائے: اوہ خدیجہ کہو بیٹی اچھی تو ہو ۔

خدیجہ: جی ہاں رائے صاحب اچھی ہوں دعا ہے آپکی ۔

رائے: اور ۔

خدیجہ: رائے صاحب کچھ دن ہوئے میں نے ایک عطر دان خریدا ہے ۔

رائے: عطر دان

خدیجہ: جی ہاں بڑا خوبصورت عطردان ہے آپ چونکہ پرانی قیمتی چیزوں کے قدر دان ہیں میں چاہتی ہوں یہ عطردان آپ کو دیدوں ۔ رائے صاحب ؟

رائے: ہوں ۔

خدیجہ: کیا سوچ رہے ہیں آپ

رائے: وہ وہ کچھ نہیں یہ عطردان تم نے کس سے خریدا ہے ۔

خدیجہ: جی سری دھر سے میجر بھاٹیہ کے لڑکے سے

سری دھر: یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ

رائے: کیا کہا

خدیجہ: جی کچھ نہیں میں نے کہا یہ عطر دان جس سے نارنگی کی خوشبو آتی ہے ۔ چھ سو روپیے میں لیا ہے میں نے آپ مجھ سے اسے سات سو روپیہ میں لے لیجئے ۔

رائے: (قہقہہ لگاتا ہے) مجھ سے سودا کرتی ہو

خدیجہ: جی ہاں وہ تو کرنا ہی ہوگا کیونکہ

رائے: کیونکہ ؟

خدیجہ: مجھے روپیوں کی ضرورت ہے

رائے: تو ویسے ہی منگوالو نا کتنے روپیے چاہئیں میں بھجوادوں گا ۔

خدیجہ: نہیں نہیں قرض نہیں چاہیئے رائے صاحب میں آپ کو نارنگی کی خوشبو بھجوائے دیتی ہوں مگر ایک شرط پر وہ شرط آپ کو ماننی پڑیگی

رائے: شرط — کیسی شرط ؟

خدیجہ: پہلے آپ کہیئے کہ آپ مان لینگے

رائے: تم بتاؤ تو

خدیجہ: نہیں ایسے نہیں آپ وعدہ کیجئے میں رائے بہادر جگن ناتھ کا وعدہ چاہتی ہوں کسی معمولی آدمی کا نہیں ۔ کہیئے ؟

رائے: اچھا بھئی وعدہ رہا ۔ بولو کیا بات ہے ۔ کیسی شرط ہے ؟

خدیجہ: کہہ دوں ؟

رائے: بولونا ۔

خدیجہ: آپ کو نینا اور گردھر کی شادی کی منظوری دینی ہوگی

رائے: کیا کہہ رہی ہو ۔

خدیجہ: بس مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ میں نے کہہ دیا

رائے: خدیجہ ۔ سنو تو ۔ بات یہ ہے

خدیجہ: میں سب سن چکی ہوں رائے صاحب اب اور انکار مت کیجئے ۔ مان جائیے ۔ جو ہوگیا سو ہوگیا گردھر اور سری دھر کے پتا آپ کے بڑے پیارے دوست تھے اور جس چیز کے لئے اس محبت اور رفاقت میں فرق آیا تھا وہ چیز بھی تو لوٹ کر آپ پاس آرہی ہے ۔

رائے: بات یہ نہیں خدیجہ

خدیجہ: رائے صاحب یہ نینا کی زندگی کا سوال ہے کہیئے آپ مجھ سے " نا " تو نہیں کہہ رہے ہیں نا ۔ مجھے انکار میں جواب نہیں چاہیئے جی ۔ رائے صاحب

رائے: ہاں ۔ ہاں

خدیجہ: آپ کی اس ہاں ہاں سے میں کیا سمجھوں میں ابھی سری دھر اور مظفر صاحب کو لے کر آپ پاس آرہی ہوں ، آپ فیکٹری ہی میں رہینگے نا ۔

رائے: ہاں ہاں

خدیجہ: سمجھئے نارنگی کی خوشبو اس بار دو بچھڑے ہوئے خاندانوں میں پھر سے ملاپ اور محبت کا تحفہ لارہی ہے ۔ رائے صاحب ۔

رائے: آجاؤ بیٹی آجاؤ میں تمہارا انتظار کروں گا

خدیجہ: اوہ رائے صاحب بہت بہت شکریہ ، الفاظ نہیں ملتے کہ میں آپ سے کیا کہوں (سری دھر سے) سری دھر مبارک ہو رائے صاحب نے نینا اور گردھر کی بات منظور کرلی

رائے: ہلو کس سے باتین کررہی ہو

خدیجہ — جی کسی سے نہیں ، سمجھنے اپنے آپ سے

رائے — سنو آرہی ہو تو وہ عطردان لیتی آؤ جو تمہارے پاس ہے -

خدیجہ — جی ، نہیں اب میں نے کچھ اور فیصلہ کیا ہے -

رائے — فیصلہ ؟ کیسا فیصلہ - ؟

خدیجہ — میں یہ عطردان نینا کی شادی پر آپ کو تحفہ دوں گی

رائے — تم بہت چالاک ہو

خدیجہ — آداب عرض ہے (ریسیور رکھدیتی ہے)

سری دھر — بھائی آپ کی آنکھوں میں آنسو

خدیجہ — سری دھر یہ وہ آنسو ہیں جو کبھی کبھی انتظار اضطراب اور مسرت کے ملاپ سے نکل آتے ہیں

سری دھر — میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا بھائی کہ آپ برسوں کی الجھن یوں منٹ بھر میں سلجھا دینگی - میں ابھی وہ عطردان آپ کو لائے دیتا ہوں -

خدیجہ — چلو پہلے مظفرصاحب کے پاس چلیں - پھر وہاں سے رائے صاحب کے ہاں جائیں گے

سری دھر — مگر میری سمجھ میں نہیں آتا میں - میں - میں

خدیجہ — اب ان تکلفات کو رہنے دو ، مظفر صاحب کے دفتر چلنے کی تیاری کرو کہیں وہ وہاں سے فرار نہ ہوجائیں

(سری دھر اور خدیجہ قہقہے لگاتے ہیں)

(پردہ گرتا ہے)

(صفحہ ۱۹ سے آگے)

عمارتوں کے علاوہ اسٹاف کوارٹرس اور مہمان والدین اور دوسرے مہمانوں کے لئے مہمان خانے بھی ہیں نیز ایک پوسٹ آفس اور ایک ہسپتال بھی ہے - اسکول کی اپنی ڈیری ہے اسکول کے اطراف کی تقریباً ۱۵۰ ایکڑ اراضی پر دھان اور جانوروں کے چارے وغیرہ کی کاشت ہوتی ہے - اور سنترے ، آم ، امرود ، سپوٹے ، پپیتا اور ناریل کے باغیچے بھی ہیں - طرح طرح کی ترکاریاں بھی اگائی جاتی ہیں - دو کیلو میٹر لانبی ایک پختہ سڑک اس اسکول سے مدن پلی - اننتا پور سڑک کو ملاتی ہے -

پاکال - دھرما ورم لائن کا کوراپل کونڈہ ریلوے اسٹیشن یہاں سے (۹) کیلو میٹر کے فاصلے پر ہے - مدن پلی سے موٹر کے ذریعے رشی ویلی کا راستہ دس منٹ کا ہے -

رشی ویلی اسکول میں عام طور سے ۸ تا ۱۱ برس کے طالب علم (چوتھی جماعت سے ساتویں جماعت تک) شریک کئے جاتے ہیں تقریباً سولہ برس کی عمر میں طالب علم آئی - ایس - سی کا آخری امتحان دے سکتا ہے -

ملک کے ہر گوشے سے رشی ویلی اسکول میں شرکت کے لئے لڑکے اور لڑکیاں آتی ہیں ، ان کا تعلق مختلف مذاہب اور مختلف لسانی گروہوں سے ہوتا ہے - سردست اس اسکول میں ۲۰۰ طالب علم زیر تعلیم ہیں -

کلاسوں میں طلبہ کی تعداد کو بہت کم رکھا جاتا ہے تاکہ اساتذہ اپنے شاگردوں پر خاص توجہ مرکوز کرسکیں - رشی ویلی اسکول ، کا معائنہ ہر شخص پر ، یقیناً یہ اثر ڈالتا ہے کہ واقعی یہ ایک ہمہ رنگ اور ہمہ گیر اسکول ہے -

✦ ✦ ✦ ✦ ✦

نغمہ زندہ ہے

(بیگم اختر کی یاد میں)

وہ نغمہ زندگی نے جس کو چاہا
اب بھی زندہ ہے —
صدا کی روشنی کا اک تسلسل ہے
اسے احساس کے زینے پہ اب بھی جاوداں دیکھو—
ترنم ، نغمگی ، لہجہ ، گھلاوٹ
صنوبر کی سنہری شام
جھرنوں کا تبسم
بہاروں کی سبک گامی
اسے تنہا سلگتی شام میں دل کے قریں پاؤ !!
وہ نغمہ مر نہیں سکتا وہ نغمہ اب بھی زندہ ہے
وہ نغمہ زندگی نے جس کو چاہا اب بھی زندہ ہے

* * *

غزل

نغمہ بھی الزام بنا ہے — بزم میں اب دستور نیا ہے
سوچتی آنکھیں سب پڑھتی ہیں — اس نے خط میں کیا لکھا ہے

ہونٹوں پر مسکان سجا کر — ہم نے تیرا نام کیا ہے
گرنا ہوگا چلنا ہوگا ! — منزل کا عرفان ہوا ہے

رستہ رستہ آنکھ کھڑی ہے — چہرہ چہرہ بول اٹھا ہے
میرے زمانے کی تحریکیں — کچا دھاگا ٹوٹ گیا ہے

اب تو سخن اسحاق ملک کا — صحرا میں خوشبو کی صدا ہے

* * * * *

١٩٧٦

جنوری

یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
*	*	*	*	١	٢	٣
۴	۵	٦	۷	٨	٩	١٠
١١	١٢	١٣	١۴	١۵	١٦	١۷
١٨	١٩	٢٠	٢١	٢٢	٢٣	٢۴
٢۵	٢٦	٢۷	٢٨	٢٩	٣٠	٣١

فروری

یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
١	٢	٣	۴	۵	٦	۷
٨	٩	١٠	١١	١٢	١٣	١۴
١۵	١٦	١۷	١٨	١٩	٢٠	٢١
٢٢	٢٣	٢۴	٢۵	٢٦	٢۷	٢٨
٢٩	*	*	*	*	*	*

مارچ

یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
*	١	٢	٣	۴	۵	٦
۷	٨	٩	١٠	١١	١٢	١٣
١۴	١۵	١٦	١۷	١٨	١٩	٢٠
٢١	٢٢	٢٣	٢۴	٢۵	٢٦	٢۷
٢٨	٢٩	٣٠	٣١	*	*	*

اپریل

یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
*	*	*	*	١	٢	٣
۴	۵	٦	۷	٨	٩	١٠
١١	١٢	١٣	١۴	١۵	١٦	١۷
١٨	١٩	٢٠	٢١	٢٢	٢٣	٢۴
٢۵	٢٦	٢۷	٢٨	٢٩	٣٠	*

مئی

یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
٣٠	٣١	*	*	*	*	١
٢	٣	۴	۵	٦	۷	٨
٩	١٠	١١	١٢	١٣	١۴	١۵
١٦	١۷	١٨	١٩	٢٠	٢١	٢٢
٢٣	٢۴	٢۵	٢٦	٢۷	٢٨	٢٩

جون

یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
*	*	١	٢	٣	۴	۵
٦	۷	٨	٩	١٠	١١	١٢
١٣	١۴	١۵	١٦	١۷	١٨	١٩
٢٠	٢١	٢٢	٢٣	٢۴	٢۵	٢٦
٢۷	٢٨	٢٩	٣٠	*	*	*

جولائی

یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
*	*	*	*	١	٢	٣
۴	۵	٦	۷	٨	٩	١٠
١١	١٢	١٣	١۴	١۵	١٦	١۷
١٨	١٩	٢٠	٢١	٢٢	٢٣	٢۴
٢۵	٢٦	٢۷	٢٨	٢٩	٣٠	٣١

اگست

یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
١	٢	٣	۴	۵	٦	۷
٨	٩	١٠	١١	١٢	١٣	١۴
١۵	١٦	١۷	١٨	١٩	٢٠	٢١
٢٢	٢٣	٢۴	٢۵	٢٦	٢۷	٢٨
٢٩	٣٠	٣١	*	*	*	*

ستمبر

یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
*	*	*	١	٢	٣	۴
۵	٦	۷	٨	٩	١٠	١١
١٢	١٣	١۴	١۵	١٦	١۷	١٨
١٩	٢٠	٢١	٢٢	٢٣	٢۴	٢۵
٢٦	٢۷	٢٨	٢٩	٣٠	*	*

اکتوبر

یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
٣١	*	*	*	*	١	٢
٣	۴	۵	٦	۷	٨	٩
١٠	١١	١٢	١٣	١۴	١۵	١٦
١۷	١٨	١٩	٢٠	٢١	٢٢	٢٣
٢۴	٢۵	٢٦	٢۷	٢٨	٢٩	٣٠

نومبر

یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
*	١	٢	٣	۴	۵	٦
۷	٨	٩	١٠	١١	١٢	١٣
١۴	١۵	١٦	١۷	١٨	١٩	٢٠
٢١	٢٢	٢٣	٢۴	٢۵	٢٦	٢۷
٢٨	٢٩	٣٠	*	*	*	*

ڈسمبر

یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
*	*	*	١	٢	٣	۴
۵	٦	۷	٨	٩	١٠	١١
١٢	١٣	١۴	١۵	١٦	١۷	١٨
١٩	٢٠	٢١	٢٢	٢٣	٢۴	٢۵
٢٦	٢۷	٢٨	٢٩	٣٠	٣١	*

عام تعطیلات

دو شنبہ ۱۲ - جنوری	..	محرم (یوم شہادت)
چہار شنبہ ۱۴ - جنوری	..	بھوگی
پنجشنبہ ۱۵ - جنوری	..	سنکرانتی
دو شنبہ ۲۶ - جنوری	..	یوم جمہوریہ ہند
شنبہ ۲۸ - فروری	..	مہا شیو راتری
یکشنبہ ۱۴ - مارچ	..	میلادالنبی
سہ شنبہ ۱۶ - مارچ	..	ہولی
چہار شنبہ ۳۱ - مارچ	..	اگادی
جمعہ ۹ - اپریل	..	سری رام نومی
جمعہ ۱۶ - اپریل	..	گڈ فرائی ڈے
یکشنبہ ۱۵ - اگست	..	یوم آزادی ہند
چہار شنبہ ۱۸ - اگست	..	جنم اشٹمی
شنبہ ۲۸ - اگست	..	ونائیکا چتورتھی
یکشنبہ ۲۶ - ستمبر	..	رمضان (عیدالفطر)
پنجشنبہ ۳۰ - ستمبر	..	درگا اشٹمی
جمعہ یکم اکتوبر	..	مہار نوامی
شنبہ ۲ - اکتوبر	..	وجے دشمی : یوم پیدائش مہاتما گاندھی
جمعہ ۲۲ - اکتوبر	..	نار کا چتردا سی : دیپاولی
دو شنبہ یکم نومبر	..	یوم تاسیس آندھرا پردیش
پنجشنبہ ۲ - دسمبر	..	بقر عید (عید الضحی)
شنبہ ۲۵ - دسمبر	..	کرسمس

اختیاری تعطیلات

پنجشنبہ یکم جنوری	..	یوم نیا سال
یکشنبہ ۱۱ - جنوری	..	نویں محرم
سہ شنبہ ۱۳ - جنوری	..	ویکنتھا ایکا دشی
جمعہ ۱۶ - جنوری	..	کنمو
جمعہ ۲۰ - فروری	..	اربعین
سہ شنبہ ۱۶ - مارچ	..	وسنتو تھسوم
دو شنبہ ۱۲ - اپریل	..	مہاویر یوم پیدائش ربیع الثانی (یازدھم)
سہ شنبہ ۱۳ - اپریل	..	یوم نیا سال ٹامل
یکشنبہ ۲ - مئی	..	بشیشورا جنتی
جمعہ ۱۴ - مئی	..	یوم پیدائش حضرت سید محمد جونپوری رح
دو شنبہ ۱۲ - جولائی	..	یوم پیدائش حضرت علی رضہ
دو شنبہ ۲۶ - جولائی	..	شب معراج
دو شنبہ ۹ اگست	..	اوانی اویتم : سرونا پورنیا
پنجشنبہ ۱۲ - اگست	..	شب برات
جمعہ ۲۷ - اگست	..	سال نو پارسی
چہار شنبہ یکم ستمبر	..	سال خور داد
دو شنبہ ۶ - ستمبر	..	اونم
سہ شنبہ ۲۳ - ستمبر	..	شب قدر، مہالایا اماوس
جمعہ ۲۴ - ستمبر	..	جمعتہ الوداع
جمعہ ۸ - اکتوبر	..	یوم پیدائش مہارشی والمیکی
شنبہ ۶ - نومبر	..	یوم پیدائش گرو نانک
جمعہ ۲۴ - دسمبر	..	کرسمس
یکشنبہ ۲۶ - دسمبر	..	باکسنگ ڈے

رشید عبدالسمیع جلیل

سورج کی تلاش

نمود شب سے ماورا
فغاں سرشت روح کا سلگ رہا ہے آستاں
وجود اپنی آنکھ کے حصار میں
سیاہیوں کے لمس کا ہے پاسباں
زمیں کی وسعتوں پہ کب سےشبستاں کی دھوپ ہے
جمود کائنات کا عجیب رنگ روپ ہے
سر فلک جو ٹمٹماتے داغ ھیں
سہک اٹھیں تو زیست کی حدود میں
اندھیرا بے سحر نہیں
سکوت بے صدا نہیں
دھواں جو پھیلتا رہا
عمود ہر امید کا
گرا تو ٹوٹ کر گر
فسانے خواب زار کی تہوں میں رینگتے رہے
غنودگی کی دستکوں میں
فاصلوں کے درد کی تھکن ملی
وہ لذتیں جو کرب کا بہاؤ ھیں
فصیل شب کی آڑ سے
صدا نہ دیں
کہ آس پاس کل کے نور کا نقیب
خود کو ڈھونڈتا پھرے

* * * * *

PRINTED BY THE DIRECTOR OF PRINTING, GOVT. OF ANDHRA PRADESH, AT GOVT. CENTRAL PRESS, HYDERABAD
PUBLISH BY THE DIRECTOR OF INFORMATION & PUBLIC RELATIONS ANDHRA PRADESH, HYDERABAD.

ہمارے سیاسی نظام کو مستحکم بنائیے

ہم نے ایک ایسا سیاسی نظام اختیار کیا ہے جو عمل میں سیکولر اور جمہوری ہے اور جس کی روح سوشلسٹ ہے۔ یہی ایک ایسا امتزاج ہے جو ہماری سیاسی روایت کا محافظ بن سکتا ہے اور ہمارے اقتصادی اور سماجی مسائل کے دیر پا حل فراہم کرسکتا ہے۔ کسی نظام کے لئے یہی کافی نہیں ہے کہ وہ ایک درست نظام ہو بلکہ اس کے اندر اتنی طاقت و توانائی بھی ہونی چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو مخالفین کی ریشہ دوانیوں سے بھی محفوظ رکھ سکے جو بعض اوقات خفیہ اور چھپی تلی اور اکثر صورتوں میں علانیہ ہوتی ہیں ۔

— شریمتی اندرا گاندھی

PLAN FOR A

آندھرا پردیش

فروری
سنہ
۱۹۷۶ع

۵۰ پیسے

Regd. No. H./HD-76.

آندھرا پردیش بہ یک نظر

* آبادی	..	..	..	۴۳۵,۰۳ لاکھ
* اقوام درج فہرست کی آبادی	..	..	..	۷۵,۷۵ لاکھ
* رقبہ	..	..		۲,۷۶,۷۵۴ مربع کیلو میٹر
* اضلاع	..	..	..	۲۱
* تعلقہ جات	..	..	..	۱۹۵
* قصبات اور شہر	..	..	..	۲۲۳
* آباد گاؤں	.	..	..	۲۷,۲۲۱
* پنچائتیں	..	..	..	۱۵,۹۲۰
* پنچائت سمیتیاں	..	..	..	۳۲۴
* ارکان پارلیمنٹ	..	..	..	۵۹
* لیجسلیٹیو اسمبلی کے ارکان بشمول ایک نامزد کردہ رکن		..	..	۲۸۸
* لیجسلیٹیو کونسل کے ارکان	..	..	..	۹۰
* یونیورسٹیاں	..	..	..	۵
* پڑھے لکھے لوگ	..	..	..	۱۰۶,۹۰ لاکھ

آندھراپردیش

ترتیب

صفحہ

ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ
حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا۔

ایڈیٹر انچیف

شریمتی راجیم سنہا

★

ایڈیٹر انچارج

جی۔ کرشنامورتی

★

فبروری ۱۹۷۶ ع
ماگھ — پھالگن
شاکھا ۱۸۹۷
جلد نمبر ۱۹ شمارہ ۴

★

سرورق :—

ترقی کا روپ

★

سرورق کا تیسرا صفحہ :—

خوبصورت دنول جوبیل میں

سرورق کا چوتھا صفحہ

ایک قبائلی لوک ناچ

آندھرا پردیش (اردو) ماہنامہ
زر سالانہ چھ روپیے۔ فی پرچہ ۵۰ پیسے
وی پی بھیجنے کا قاعدہ نہیں۔
چندہ منی آرڈر کے ذریعے روانہ کیا جائے۔

48-1

خبریں تصویروں میں

۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کے تعلق سے ریاستی سطح کی جائزہ کمیٹی کا مسٹر جے۔ وینگل راؤ چیف منسٹر کی زیر صدارت کمیٹی ہال سکریٹریٹ میں ۲ ۔ ڈسمبر کو اجلاس منعقد ہوا۔

مسٹر پی ۔ ین هکسرنائب صدر نشین منصوبہ بندی کمیشن یکم ڈسمبر کو اپنے دورۂ حیدر آباد کے دوران چیف منسٹر جے۔ وینگل راؤ سے تبادلہ خیال کرتے ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں۔

بائیں جانب درمیان میں :— '' ترقی کے جدید دور،، کے موضوع پر منعقدہ ایک نمائش کا ۱۶ ۔ ڈسمبر کو صدر جمہوریہ نے نئی دهلی میں افتتاح کیا جس میں ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کے تحت حاصل کردہ ترقیوں کو نمایاں کیا گیا ہے ۔

مسٹر ین ۔ بھگوان داس چیف سکریٹری حکومت آندھرا پردیش نے نمائش میں قائم کردہ آندھرا پردیش پویلین کا معائنہ کیا ۔

کرناٹک لیجسلیٹیو اسمبلی اور لیجسلیٹیو کونسل کی سرکاری کیفیاتی کمیٹی اور آندھرا پردیش لیجسلیچر کمیٹیوں کا لیجسلیٹیو اسمبلی حیدر آباد میں مشترکہ اجلاس ہوا۔

مسٹر بی ۔ رنگا ریڈی وزیر فینانس نے ۲۷ ۔ ڈسمبر کو اسمبلی کے کمیٹی هال میں پنشن کاروائیوں کا جائزہ لینے کے لئے صدور محکمہ جات کی ایک میٹنگ کو مخاطب کر رہے ہیں ۔
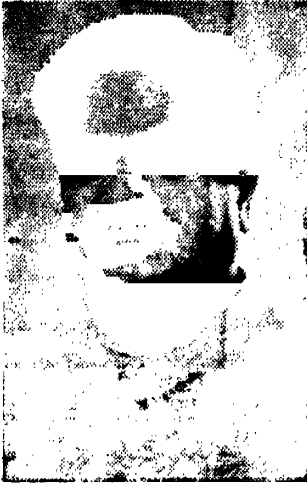
ہمارے گورنر

شری سوھن لال سکھاڈیا راجستھان کے مقام جھلوار میں ۳۱ - جولائی ۱۹۱۶ ع کو پیدا ھوئے - ان کی ابتدائی تعلیم دوارا اور اودے پور میں ھوئی اور بمبئی یونیور سٹی سے انہوں نے ایل ای ای کامیاب کیا - سابقہ دیسی ریاست میواڑ میں پرجا منڈل کے تحت وہ مزدور اور طلباء تحریکوں سے سرگرمی کے ساتھ وابستہ رہے - انہوں نے ھندوستان چھوڑ دو تحریک میں سرگرم حصہ لیا اور جیل کو گئے -

آزادی کے بعد شری سکھاڈیا سابقہ ریاست میواڑ میں سیول سپلائز ، تعمیرات عامہ اور امداد و باز آباد کاری کے وزیر رہے - ریاست راجستھان کی تشکیل کے بعد بنائی جانیوالی کابینہ میں انکو وزیر ترقیات کی حیثیت سے شریک کیا گیا - وہ راجستھان اسمبلی کے لئے شہر اودے پور کے حلقے سے منتخب ھوئے اور ۱۹۵۲ ع سے ۱۹۷۱ ع تک مسلسل رکن اسمبلی رہے - ۵۲ - ۱۹۵۱ ع کے دوران میں وہ وزیر شہری رسدات و زراعت رہے اور ۱۹۵۲ ع سے ۱۹۵۴ ع تک انہوں نے وزیر مال و امداد برائے قحط سالی کے فرائض انجام دئیے - ۱۹۵۴ ع سے ۱۹۷۱ ع تک کے طویل عرصے کے دوران میں وہ ریاست راجستھان کے چیف منسٹر رہے - جہاں اصلاحات اراضی کی عمل آوری اور پنچایتی راج کے آغاز میں ان کا زبردست ھاتھ رھا ہے -

یکم فبروری ۱۹۷۲ ع کو سری سکھاڈیا ریاست کرناٹک کی گورنری پر فائز کئے گئے -

ان کی تصانیف میں " ھمارے انتظامی مسائل ،، کے عنوان کی ایک کتاب اور سیاسی ، اقتصادی اور سماجی موضوعات پر متعدد مضامین شامل ھیں -

جنگلات پر مبنی صنعتوں کی ترقی ۔ ایک اہم چیلنج

۔ شری جے ۔ وینگل راؤ چیف منسٹر

آندھرا پردیش جسکی آبادی ۴۳٫۵ ملین ہے ملک کی پانچویں سب سے بڑی ریاست ہے ۔ اس کی آبادی ملک کی جملہ آبادی کا ۷٫۹ فیصد اور اس کا رقبہ ملک کے کل رقبے کا (۸) فیصد ہے ۔ ریاست کے جغرافیائی رقبے کے تقریباً ۲۴ فیصد رقبے پر جنگلات واقع ہیں جو تخمینی ۶۰ لاکھ ہیکٹر اراضی پر پھیلے ہوئے ہیں ۔ آندھرا پردیش کے جنگلات ہندوستان کے جملہ رقبے کا فیصد ہیں جنگلات کے اعتبار سے ہماری ریاست کا ملک میں چوتھا درجہ ہے ۔ اور صرف مدھیا پردیش اڑیسہ اور مہاراشٹرا کی ریاستوں کے جنگلات کے رقبہ اس سے زیادہ ہیں ۔ لہذا ہم پر لازم ہوجاتا ہے کہ اپنی جنگلاتی پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنے کے لئے مناسب و موزوں پروگرام بنائیں اور اپنی معیشت کو فروغ دینے میں جنگلات سے پورا پورا استفادہ کریں ۔

پوری دنیا میں قدرتی جنگلات کے تحفظ اور نئے جنگلات لگانے کا ایک نیا رجحان نشونما پارہا ہے ۔ جنگلات کے منتظمین میں موجودہ جنگلات کی پیداوار میں اضافہ کرنے کی ضرورت کا احساس پیدا ہوگیا ہے تاکہ جلانے کی لکڑی اور صنعتی اغراض کے لئے استعمال کی جانے والی جنگلاتی لکڑی کی مانگ کی تکمیل کی جاسکے ۔ جنگلات کو بڑے پیمانے پر وسعت دینے کی ضرورت کا بھی انہیں پورا احساس ہے تاکہ قوم کے مستقبل کی ضرورتوں کو پورا کیا جاسکے ۔ در اصل اب وہ اس حقیقت کو جان گئے ہیں کہ جنگلات صرف جنگلات کے لئے نہیں رہے ہیں بلکہ ان کی نشونما میں عوام کی بھلائی بھی مضمر ہے ۔ یہ احساس اور تخیل آج کل ہمارے ملک کے مفاد کے عین مطابق ہے ۔

آج ہمارا ملک معاشی ترقی کی ایسی منزل پر پہنچ گیا ہے جہاں روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کرنا ہمارا اولین مطمع نظر ہونا چاہیئے ۔ اس ضمن میں جنگلات اہم کردار ادا کرسکتے ہیں اور عملاً اس بات کو ثابت کرسکتے ہیں کہ مواقع روزگار درختوں پر اگ سکتے ہیں ۔ جنگلوں کے اندر لکڑی کی کٹائی میں روزگار ہے ۔ کارخانوں کے اندر درختوں کی لکڑی سے مصنوعات تیار کرنے میں روزگار ہے ۔ اور درختوں کے لگانے میں بھی روزگار ہے ۔ ایسے جنگلات جو کارخانوں کے کام آسکیں وقت کی اہم ضرورت ہیں ۔ جنگلات چونکہ قومی شعبے میں ہیں اس لئے منظم پیمانے پر لکڑی کی پیداوار کا یہ واحد ذریعہ ہیں لہذا جنگلات کے منتظمین کو چاہیئے کہ وہ مقبول اور موزوں قیمت پر لکڑی کی باقاعدہ سربراہی کا انتظام کریں ۔ اگر وہ اس مقصد میں کامیاب ہوجائیں تو جنگلات پر مبنی صنعتوں کے فروغ کے راستے سے سب سے بڑی اور شائد واحد رکاوٹ دور ہوجائے گی ۔

ہم نے اپنی ریاست میں حال ہی میں پانچ بڑی چوبی صنعتیں قائم کرنے کا ایک حوصلہ افزا پروگرام بنایا ہے ۔ ہم ضلع کھمم میں روزآنہ ۱۵۰ ٹن ” پلپ “ اور کاغذ تیار کرنے والے ایک کارخانہ کی صورت گری کررہے ہیں جس میں اسی علاقہ کے جنگلات سے حاصل کردہ بانس اور ۷۴ ہزار ٹن سلوان لکڑی کو کام میں لایا جاسکے گا ۔ اس کارخانہ پر ۶۰ کروڑ روپئے کی لاگت آئیگی اور اس کی بدولت بالواسط یا بلاواسطہ روزگار کے ۱۸ ہزار مواقع پیدا ہوں گے جن سے ایک پسماندہ قبائلی علاقے کو فائدہ پہنچیگا ۔

رائلسیما کے کم ترقی یافتہ علاقے میں کرنول کے قریب ہم ایک اور بڑا کارخانہ قائم کررہے ہیں جہاں روزآنہ ۱۰۰ ٹن پلپ اور کاغذ تیار کیا جائے گا ۔ اس پراجکٹ پر ۳۶ کروڑ روپیوں کا خرچ آئیگا اور ۴۰ ہزار ٹن بانس اور اتنے ہی وزن کی سلوان لکڑی کام میں لائی جاسکے گی ۔ اندازہ ہے کہ اس کارخانے کی بدولت بالراست اور بالواسطہ روزگار کے ۱۲ ہزار مواقع پیدا ہوں گے

سالانہ ۲۵ ہزار ٹن پیداوار دینے والا ریان گریڈ پلپ مل ایک اور پراجکٹ ہے جو اٹوناگرم ضلع ورنگل میں قائم کیا جارہا ہے ۔ اس پراجکٹ پر لگ بھگ ۲۰ کروڑ روپیہ کی لاگت

آئے گی - اور اس میں تقریبا ۸۰ ہزار ٹن لکڑی کی کھپت ہوگی یہ پراجکٹ انتہائی اھمیت کا پراجکٹ ھے - کیونکہ ھندوستان ہر سال ۱۰ کروڑ روپیہ مالیت کا ریان گریڈ پلپ درآمد کرتا ھے - اور اس پراجکٹ کا مقصد درآمدات کو کم کرنا ھے - لہذا اس پراجکٹ سے نہ صرف ایک قبائلی آبادی والے علاقے میں روزگار کے مواقع پیدا ھوں گے بلکہ قیمتی زر مبادلہ کی بچت بھی ہوگی -

مشرق گوداوری ایجنسی کے قبائلی علاقے کے عین وسط میں ”گوداوری پلائی‌ووڈ لمیٹیڈ“ کے نام سے ایک شراکتی پراجکٹ تیزی کے ساتھ تکمیل پارھا ھے جس میں اس علاقے میں دستیاب ہونے والی لکڑی کو استعمال میں لا کر تقریباً ۲۰ لاکھ مربع میٹر پلائی‌ووڈ، بلیک بورڈ اور نکاسی دروازے تیار کئے جاسکیں گے - جن کی ضرورت تعمیرات کے شعبے میں پڑتی ھے - توقع ھے کہ یہ کارخانہ جنوری یا فروری ۱۹۷۶ء تک تجارتی اغراض کے لئے پلائی‌ووڈ تیار کرنا شروع کردے گا - جنگلاتی پیداوار پر مبنی نئی صنعتوں کے قیام کے پروگرام میں ایک اور کارخانہ بھی شامل ھے جو ضلع میدک کے مسلمہ پسماندہ علاقے پٹنچرو میں قائم کیا جائیگا -

ان صنعتوں کے فروغ سے ریاست کو بہت سے سماجی اور اقتصادی فایدے پہنچیں گے - ان فائدوں کو گن کرنہیں بتایا جاسکتا کیونکہ ان میں سے متعدد بالواسطہ فائدے ھیں - البتہ یہ بات بغیر کسی پس و پیش کے کہی جاسکتی ھے کہ جنگلات پرمبنی ہر صنعت کی بدولت اب تک نظر انداز کئے ہوئے علاقوں میں صنعتی فروغ کے لئے ضروری سہولتیں فراہم ہوجائیں گی - عوام کے کمزور طبقات کو روزگار کے مواقع میسر آئیں گے - نئی نئی صنعتیں قائم ھوں گی اور جنگلات کے علاقے کو وسعت دینے کی ترغیب ہوگی - اعداد و شمار کے اعتبار سے ریاست کی معیشت پر متذکرۂ بالا جنگلات پر مبنی صنعتوں کی بدولت جو مفید اثرات مرتب ھوں گے وہ حسب ذیل ھیں - (۱) ریاستی اور مرکزی حکومت کو سالانہ تقریباً ۱.۷ کروڑ روپیہ محصول کی آمدنی ہوگی، (۲) تخمیناً سالانہ ۲ کروڑ روپیہ کا زرمبادلہ ملے گا - اور (۳) تقریباً ۷ ہزار افراد کو براہ راست اور تقریباً ۳۰ ہزار افراد کو بالواسطہ روزگار میسر آئیگا - امید کی جاتی ھے کہ براہ راست روزگار کے تحت ۵۰۰ پیشہ ور انجنیروں کو نوکریاں ملیں گی اور تقریباً ۶۰۰ ایسے اشخاص کو ان صنعتوں میں کام مل سکیگا جو فنی تربیت یافتہ ھوں گے - تاھم روزگار کے زیادہ تر مواقع ھنر مند اور غیر ھنر مند مزدوروں کو ملیں گے -

* * *

ہماری جمہوریہ ترقی و کامرانی کے ایک نئے دور میں

شری بی - رنگا ریڈی وزیر فینانس و اطلاعات)

ہماری جمہوریہ کی سالگرہ کے موقع پر یہ انتہائی مناسب معلوم ہوتا ہیکہ قوم نے موجودہ نسل کے رہنماؤں کی حوصلہ افزا اور فعال قیادت میں اس پوری ربع صدی کے دوران میں جو ترقی کی منزلیں طے کی ہیں ان کا از سرنو جائزہ لیا جائے - ۱۹۴۷ ع میں ایک ایسے دور پر پردہ پڑگیا جو ایک بدیسی راج کی عملداری اور استحصال کا دور تھا -

آزادی کے حصول کے بعد قوم نے اپنے مستقبل کو تعمیر جدید کے طویل المدت اور کٹھن مسئلے کی جانب خود کو رجوع کیا - نصف صدی کے آغاز پر وفاق ساخت لیکن وحدت پسندی کی خصوصیات رکھنے والے ہمارے دستور کا نفاذ اور ملک کی ضروریات کا لحاظ کرتے ہوئے ملک کے وسائل سے استفادہ کرنے کے واسطے ایک منصوبہ بندی کمیشن کا قیام آزاد ہندوستان کی تاریخ کا ایک نیا موڑ ہے -

ہمارا دستور جیسا کہ سب واقف ہیں ہماری جمہوریہ کے لئے ایک مضبوط بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے ، اور اس جمہوریہ کے شہریوں کے لئے سماجی اور معاشی انصاف ، آزادی خیال و اظہار رائے اور مواقعات کی یکسانیت کا ضامن ہے - اس دستور نے انتہائی واضح اور پر اثر انداز میں ملک کی حکمت عملی کے لئے رہنما اصول متعین کئے ہیں - یہ اصول مملکت کو ایک ایسے سماجی نظام کوفروغ دینے کی ہدایت کرتے ہیں جسکے تحت قومی زندگی کے تمام اداروں میں سماجی - معاشی اور سیاسی انصاف کاربند ہو -

نصف صدی کے پہلے دہے کا اہم ترین اور تابناک کارنامہ یہ تھا کہ اس زمانے میں آزاد ہندوستان کے معمار جواہرلال نہرو کے تصورات کے مطابق منصوبہ بندی کمیشن کا قیام عمل میں آیا - کسی دوسرے قومی لیڈر کے مقابلہ میں نہرو جی کو ہندوستان کی تعمیر جدید کے لئے منصوبہ بندی کی اہمیت کا احساس پہلے ہوگیا تھا - یاد ہوگا کہ نہرو جی نے اس زمانے میں جبکہ وہ کانگریس کے صدر تھے ہندوستان کے وسائل کا اندازہ لگانے اور ان سے امکانی استفادہ کرنے کے لئے ایک منصوبہ تیار کرنے کے واسطے متعدد ذیلی کمیٹیوں پر مشتمل ایک پلاننگ کمیٹی تشکیل دی تھی - اس طرح نہرو جی کو'' بابائے منصوبہ بندی '' کہا جا سکتا ہے اور ہندوستان اپنے اس عظیم سپوت کا بیحد احسان مند ہے -

ہمارے منصوبوں پر ، اور انکی عمل آوری کے ذریعہ ملک میں جو ترقی ہوئی ہے اس پر یہاں اگر ایک نظر ڈال لی جائے تو بے جا نہ ہوگا ، کیونکہ ہماری جمہوریت ایک فیصلہ کن دور میں داخل ہورہی ہے - پہلے پانچ سالہ منصوبے (۱۹۵۱ - ۱۹۵۶) کے اہم مقاصد دو تھے — ایک تو یہ کہ دوسری عالمی جنگ اور ملک کی تقسیم کے باعث پیدا شدہ عدم توازن کی اصلاح کی جائے اور دوسرا یہ کہ ہمہ جہتی ترقی کے لئے ایک ایسا طریقہ عمل اختیار کیا جائے جس سے قومی آمدنی میں اضافے اور ایک معینہ مدت کے اندر ہمارے معیار زندگی کے بتدریج بلند ہونے کی طمانیت حاصل ہو سکے -

دوسرے پانچسالہ منصوبے (۱۹۵۶ - ۱۹۶۱) کے ذریعہ ایک ایسے ترقیاتی نظام کو فروغ دینے کی کوشش کی گئی جس کی مدد سے بالآخر ہندوستان میں ایک سوشلسٹ طرز کے سماج کا قیام ممکن ہوسکے - اس منصوبے میں خصوصیت کے ساتھ اس بات پر زور دیا گیاتھا کہ معاشی ترقی کے زیادہ تر فوائد سماج کے ایسے طبقات کو حاصل ہوں جن کو مقابلتاً کم مراعات حاصل رہی ہیں نیز یہ کہ دولت اور معاشی اقتدار کے ایک خاص طبقہ آبادی میں جمع ہونے کے رجحان کو بتدریج کم کیا جائے -

تیسرے پانچ سالہ منصوبے (۱۹۶۱ - ۱۹۶۶) کا مقصد خود کفالتی کی حامل ترقی کی جانب پیش رفت تھا - غیر معمولی سیاسی حالات کے باعث چوتھے منصوبے سے قبل ۳ سالانہ

منصوبے بنائے اور روبہ عمل لائے گئے ۔ چنانچہ چوتھے منصوبے کی مدت ۱۹۶۹ ع سے ۱۹۷۴ ع تک تھی ۔ اور اس منصوبے کا مقصد تھا — مستحکم ماحول میں ترقی کی رفتار کو تیز ترکرنا اور زرعی پیداوار میں کمی و زیادتی کی کیفیت نیز غیر یقینی اثرات سے نجات حاصل کرنا ۔

غربت سے چھٹکارا اور خود کفالت کا حصول پانچویں منصوبے (۷۹ - ۱۹۷۴)کے دو اہم مقاصد ہیں ۔ میں یہاں پر اس امر کا تذکرہ کردوں تو مناسب ہوگا کہ پسماندہ علاقوں کی ترقی ۔ سماج کے کمزور طبقات کی بہبود اور اقل ترین ضروریات کی سربراہی کے پروگراموں پر پانچویں منصوبے میں نئے سرے سے زور دیا گیا ہے ۔

تھوڑی بہت تنقید کے باوجود اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہیکہ ہمارے منصوبوں نے ہندوستان کی شکل و صورت بدل دی ہے ۔ آج ملک میں جگہ جگہ برق کے عظیم الشان پراجکٹ نظر آتے ہیں ۔ آبپاشی پراجکٹوں کا جال بچھا ہوا ہے اور بڑے بڑے صنعتی کارخانے چل رہے ہیں ۔ ہندوستانی اشیا؛ خصوصاً بھاری مشینوں کی ساکھ بیرونی مارکٹوں میں کافی بڑھی چڑھی ہوئی ہے اور یہ کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے ۔

خود ہمارے ملک میں آندھرا پردیش کے اندر منصوبوں کے اثرات کافی نمایاں اور شاندار ہوئے ہیں ۔ ہمارے منصوبہ جاتی اخراجات میں روز بہ روز اضافے کی گنجائش پر اگر ایک نظر ثانی ڈالی جائے تو ہم کو ان اثرات کی اہمیت کا اندازہ ہو جائیگا ۔ پہلے منصوبے میں اخراجات کی گنجائش ۹۰ کروڑ روپئے رکھی گئی تھی جسکو بتدریج اضافہ کرکے چوتھے منصوبے میں ۴۳۷ کروڑ روپئے کردیا گیا ۔ تمام منصوبوں میں زراعت ، آبپاشی اور برق کے شعبوں کو اولین فوقیت دی گئی ۔ آندھرا پردیش میں ۵۲ - ۱۹۵۱ (پہلے منصوبے کے پہلے سال) سے ۷۲ - ۱۹۷۱ (چوتھے منصوبے کے تیسرے سال) تک منصوبوں کے تحت کی جانیوالی مساعی میں زراعت کی ترقی اور سماجی اور معاشی ماحول کی بہتری کے لئے ذرائع آبپاشی و برق کے فروغ کی حکمت عملی کارفرما رہی ہے اور اس سلسلے میں بھاری رقمیں خرچ کی گئی ہیں ۔

مجھے آج یہ ظاہر کرتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ آندھرا پردیش میں منصوبہ بندی ایک نئے اور شاندار مرحلہ میں پہنچ گئی ہے ۔ ۷۶ - ۱۹۷۵ ع کے سالانہ منصوبے کے لئے مقررہ گنجائش ۱۵۴ کروڑ سے بڑھاکر ۱۹۰ کروڑ روپئے کر دی گئی ہے ۔ جو ۷۴-۱۹۷۳ ع کی گنجائش سے دو گنی اور ۷۵ - ۱۹۷۴ ع کے لئے مقرر کردہ گنجائش سے ۲۸ فیصدزیادہ ہے ۔ گذشتہ دو برسوں کے دوران میں منصوبوں کے اخراجات میں جو اضافہ کیا گیا شائد وہ ریاست کی تاریخ میں سب سے زیادہ ہے ۔ اضافہ شدہ اخراجات کی پابجائی ریاستی وسائل سے کی جائیگی ۔ اس لئے کہ مرکزی امداد ۴۷،۷۵ کروڑ روپئے کی حد تک مقرر کی گئی ہے ، جو ریاست کو چوتھے پانچسالہ منصوبے کے آخری سال کے لئے ملنے والی مرکزی امداد کے برابر ہے ۔

ریاستی منصوبے میں وسعت ریاست کی آمدنی میں زبردست اضافے کی بدولت ممکن ہوسکی جو نتیجہ ہے ریاست کی پیداواری صلاحیت میں بہتری اور ان کوششوں کا جو ریاستی حکومت نے اپنے منصوبے کے لئے مالیہ فراہم کرنے کے واسطے اپنے وسائل میں اضافے کے لئے کی ہیں ۔ جزوی طور پر یہ صورتحال بہتر نظم و نسق کے نتیجے میں محصولوں کی اچھی وصولی اور غیر پیداواری اخراجات میں کڑی کفائت شعاری نیز فضول خرچی سے مکمل احتراز کی بدولت بھی پیدا ہوسکی ہے ۔ بلا شبہ ہماری ریاست ایک نئے دور کی چوکھٹ پر پہنچ گئی ہے ۔

* * *

جنگلات کی سماجی اہمیت

۔ شری ابراہیم علی انصاری وزیر جنگلات

آندھرا پردیش بڑی حد تک ایک زرعی ریاست ہے ۔ اس ریاست کی تقریباً ۸۰ فیصد آبادی کا گزر بسر زراعت پر ہوتا ہے ۔ اچھی حالت میں محفوظ کئے ہوئے جنگلات سے زرعی خوشحالی کا بہت گہرا تعلق ہوتا ہے ۔ یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ جنگلات زراعت کی ماں کا حکم رکھتے ہیں ۔ بارش جو زراعت کے لئے ناگزیر ہوتی ہے زمین اور نمی کی حفاظت جنہیں کھیتی باڑی کی نس رگ کہنا چاہئے ہمارے زبردست خزانہ ہائے آب کی روک تھام اور کوششوں کے لئے چراگاہیں نیز بہت سارے فوائد کا دارو مدار جنگلات کی دولت پر ہے ۔

ہماری ریاست میں ۲۳ فیصد رقبہ اراضی جنگلات کے تحت ہے جب کہ نیشنل فارسٹ پالیسی نے سفارش کی ہے کہ $33\frac{1}{3}$ فیصد رقبہ اراضی جنگلات پر مشتمل ہونا چاہئے اور جو بھی جنگلات ہماری ریاست میں ہیں نہ تو ان کی تقسیم ہموار ہے اور نہ ان کی پیداوار میں یکسانیت ہے ۔ عادل آباد ۔ کھمم ورنگل ۔ مشرقی گوداوری ۔ وساکھاپٹنم اور کرنول ۔ میں جنگلات کے بڑے بڑے علاقے ہیں لیکن اننت پور نیلور پرکاشم ۔ گنٹور ۔ محبوب نگر ۔ نلگنڈہ اور حیدر آباد کے اضلاع میں ایک بھی قابل ذکر جنگل نہیں ہے ۔ جیسے جیسے ملک کی آبادی تیزی سے بڑھتی جارہی ہے جنگلات بھی اسی طرح کم ہوتے جارہے ہیں ۔ ''جنگلات،، کے ذکر سے میرا مقصد صرف محفوظ جنگلات سے نہیں ہے جو ریاست کی ملکیت ہیں ۔ بلکہ وہ سب جنگل ان میں شامل ہیں جہاں درخت پائے جاتے ہوں ۔ چاہے وہ ریاست کی ملک ہو یا خانگی افراد کا ان پر قبضہ ہو ۔ آج ہمارے ملک میں فی کس جنگل کا تناسب پوری دنیا میں سب سے کم ہے

بڑھتی ہوئی آبادی ، جنگل کی پیداوار کی روز افزوں مانگ اور کیفیت و کمیت دونوں اعتبار سے جنگل کی دولت میں کمی ۔ ان سب چیزوں نے مل کر اس مسئلے کو گمبھیر مسئلہ بنادیا ہے ۔ دریائی وادیوں کے بڑے بڑے پروجکٹوں باز آباد کاری کے پروگراموں اور زیادہ اناج اگاؤ مہموں نے ہمارے ملک کے جنگلات کو بھاری نقصان پہنچایا ہے ۔ ہماری محبوب وزیر اعظم کئی بار اس ناخوشگوار صورتحال کا ذکر فرما چکی ہیں کہ اس تباہی کے سلسلے کو روکا جائے ورنہ یہ سلسلہ اقتصادی تباہی کا باعث بن جائے گا ۔ زیادہ اناج اگاؤ مہم بڑے بڑے خزانہ ہائے آب کی تعمیر ۔ خزانہ ہائے آب کی تعمیر کی وجہ سے زیر آب آنے والے علاقوں کے عوام کی باز آباد کاری اور پناہ گزینوں کو بسانے کے سلسلے میں ہم اپنے جنگلات کو نیست و نابود کئے جارہے ہیں ۔ اب تک ہم اپنے جنگلات کے ایک معقول حصے کی قربانی دے چکے ہیں اور اپنی ریاست کے مختلف حصوں میں ملک کے حالات پیدا کرچکے ہیں ۔

افسوس کی بات ہے ہمارے پاس تعمیر اور جلانے کی لکڑی کی کوئی کمی نہیں تھی اور آج حال یہ ہے کہ ہماری چراگاہیں بھی نابود ہوگئی ہیں ۔ پہاڑوں کے ڈھلوانوں کی ساری مٹی بہہ کر ہمارے خزانے ہائے آب میں بھر گئی ہے ۔ نظام ساگر اسکی ایک کھلی مثال ہے یہاں ۵۰ سال کے اندر خزانہ آب کی گنجائش صفر کے برابر آگئی ہے ۔ اسے ایک وارننگ سمجھنا چاہئے کہ ناگر جونا ساگر پروجکٹ ۔ پوچم پاڈ پروجکٹ ۔ سری سیلم پروجکٹ اور دوسرے متعدد اوسط اور چھوٹے درجوں کے آبپاشی اور برقی پروجکٹ بھی ایسی ہی صورت حال سے دو چار ہوسکتے ہیں ۔

ریاست کی اقتصادی سرگرمیوں میں عدم توازن کو دور کرنے کے لئے ہم بہت ساری صنعتیں قائم کر رہے ہیں تاکہ لوگوں کو روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع مل سکیں اور ہم اپنی آبادی کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرسکیں ۔ اس کام میں بھی جنگلات بہت اہم رول ادا کر رہے ہیں ۔ سرپور کاغذ نگر اور راجمندری کی پیپر ملز نے اپنی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کرلیا ہے اور کھمم اور کرنول میں دو اور پیپر ملز

زیر تعمیر ہیں ۔ ریان پلپ ، پلائی وڈ اور پارٹیکل بورڈ کی صنعتوں کے قیام کے لئے اجازت نامے دئے جاچکے ہیں سنگارینی کالریز کو سالانہ بہت بڑی مقدار میں پٹ پراپ ٹمبر در کار ہوتی ہے ۔ ان سب چیزوں کے لئے بہت بھاری مقدار میں لکڑی کی ضرورت ہوتی ہے ۔ ایسی صورت میں ہم جنگلات کو جو قدرت کا دیا ہوا عطیہ ہیں ایک کبھی ختم نہ ہونے والے ذخیرے کے طور پر نہیں برت سکتے اب یہ توقع بھی کی جارہی ہے کہ ہمارے جنگلات ۔ بمبو ، پلائی وڈ اور ٹمبر وغیرہ کی صنعتی ضرورتوں کے بھی کفیل ہوں گے ۔ لہذا بہت جلد جنگلات کی پیداوار کے مقابلے میں اس کے صرفے کی شرح زیادہ ہوجائیگی ۔

یہ صحیح ہیکہ ہم کئی سال سے مسلسل اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ ٹمبر اور پلائی وڈ کی کاشت میں اضافہ کیا جائے اور اس ضمن میں ہم نے شاندار کامیابیاں حاصل کی ہیں ۔ مختلف اقسام کی کاشت کے لئے اب تک ہم نے ایک لا کھ ہیکٹر رقبے کا اضافہ کیا ہے اور جو دولت اس طرح اکٹھا ہورہی ہے وہ عوام کی بہتری کے لئے استعمال کی جائیگی ۔ حال ہی میں ہم نے ایک ’’ فارسٹ ڈیولپمنٹ کارپوریشن ،، قائم کیا ہے تا کہ ریاست کی ان صنعتوں کو فروغ دینے کے لئے جن کا انحصار لکڑی پر ہوتا ہے ہم اپنی کوششوں میں دن دونی رات چوگنی ترقی حاصل کرسکیں لیکن اس ضمن میں صرف سرکاری مساعی کافی نہیں ہوں گے ۔ ہر گاؤں کو یہ کوشش کرنا ہوگی کہ کم از کم وہ گھر میں جلانے کی لکڑی اور چراگاہوں کی حد تک خود مکتفی ہوجائے ۔ گاؤں کے مضافات کی چٹانی پہاڑیوں اور چھوٹے سوئے جنگل چراگاہوں کا کام دے سکتے ہیں ۔ لیکن خود کفالی کے حصول کے لئے تھوڑی بہت جلانے کی لکڑی اور ٹمبر پیدا کرنا بہر حال ضروری ہے ۔ جنگلاتی وسائل کی کمی اور جنگلات میں کیفیت اور کمیت دونوں حیثیتوں سے اضافے کی راہ میں حائل مشکلات کے پیش نظر مسٹر کے ۔ یم ۔ منشی (آنجہانی) نے ۱۹۵۰ ع میں ’’ ون مہا اتسو ،، کا آغاز کیا تھا اور لوگوں پر زور دیا تھا کہ اپنے دیش کی روایت کے بموجب درخت اگائیں ۔ اسکے بعدسے ہر سال ہم ’’ ون مہااتسو ،، مناتے چلے آرہے ہیں لیکن مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہیکہ اس تلقین و نصیحت کا عام لوگوں پر بہت کم اثر ہوا ۔ میری ناقص رائے میں درخت لگانے کی تلقین و تاکید کے پیچھے ایک موثر تنظیمی کام بھی از بس ضروری ہے ۔ جنگلوں کے علاقوں کو بڑھانا ، اب ممکن نہیں ہے اور جنگلات کی کیفیت کو بھی ہم ایک حد تک بہتر بنا سکتے ہیں لہذا متبادل صورت صرف یہ رہ جاتی ہیکہ سوشیل فارسٹری اور فارم فارسٹری کا طریقہ اختیار کیا جائے ۔

اس خصوص میں قول سے زیادہ عمل کی ضرورت ہے ۔ جہاں اور جتنی جگہ بھی مل جائے لوگ وہاں درخت اگائیں اس مہم کو بار آور بنانے کے لئے ضرورت ہیکہ ہم ایک ’’ جنگلاتی تنظیم ،، بنائیں تا کہ نرسریز کو فروغ دیا جائے ۔ بیج تقسیم کئے جائیں ۔ درخت اگانے کے سلسلے میں دیہاتیوں کو مشورے دئے جائیں ۔اور وقتاً فوقتاً گھروں اور کھیتوں میں درخت اگانے کے کام کا معائنہ کیا جائے ۔ یہہ تنظیم آگے چلکر دیہاتیوں کی پیدا کی ہوئی لکڑی کی فروخت میں بھی مدد دے سکتی ہے ۔

ہماری ریاست کے دیہی علاقوں میں کھیتوں کے اندر جنگل اگانے کی زبردست گنجائش موجود ہے اس ضمن میں ہم پنجاب اور ہریانہ سے سبق لے سکتے ہیں ۔ ان دونوں ریاستوں نے ان خطوط پر کار ہائے نمایاں انجام دئے ہیں ۔ ہر کوئیت کے کنٹے پر کچھ درخت اگائے جاسکتے ہیں جو زرعی پیداوار میں خلل ڈالے بغیر تھوڑی بہت جلانے کی لکڑی اور چارہ فراہم کرسکتے ہیں ۔ خصوصاً مشرقی گوداوری ، مغربی گوداوری ، کرشنا ، گنٹور اور دوسرے اضلاع کے ان بڑے بڑے قطعات اراضی میں جنہیں آبپاشی کی سہولتیں حاصل ہیں یہ کام بہت عمدگی سے انجام پاسکتا ہے ۔ اننت پور ، کڑپہ ۔ کرنول ۔ محبوب نگر ۔ نلگنڈہ ۔ حیدر آباد اور میدک وغیرہ کے خشک اضلاع میں بھی کھیتوں میں درخت اگانے کی مہم ایک نمایاں رول ادا کرسکتی ہے اور اسطرح نہ صرف تھوڑا بہت ٹمبر اور جلانے کی لکڑی میسر آسکتی ہے بلکہ گرم ہواؤں کے مضر اثرات سے کھیتوں کو یہ درخت محفوظ بھی رکھ سکتے ہیں اور مٹی کو ٹوٹنے سے بچاسکتے ہیں ۔

ناگر جونا ساگر اور پوچم پاڈ پروجکٹ کے تحت آبپاشی کی نہروں کا ایک جال سا پھیلادیا گیا ہے ۔ ان نہروں کے کنارے بڑے پیمانے پر درخت اگائے جاسکتے ہیں اور ان سے جلانے کی لکڑی ، ٹمبر اور چارہ حاصل کیا جاسکتا ہے ۔ شمالی ہندوستان کی ریاستوں میں ایسا کیا جارہا ہے اور اس میں بہت زیادہ کامیابی بھی حاصل ہوئی ہے ۔ ہماری ریاست میں قیمتی اور جنگلات میں ریاستی شاہر ون کا ایک جال سا پھیلا ہوا ہے جن کے دونوں طرف کافی کشادہ زمینات ہیں اور یہ حکومت کی ملکیت میں ہیں ۔ ان زمینات میں نشو و نما کی صلاحیت بھی موجود ہے یہ زمینیں درخت اگانے کے لئے بہت موزوں ہیں ان درختوں سے ایک فائدہ تو یہ ملیگا کہ ٹمبر اور جلانے کی لکڑی حاصل ہوسکے گی اور دوسرے یہ کہ مسافروں کے لئے راستے سایہ دار ہو جائیں گے اور پھر پورا منظر بھی نہایت خوبصورت اور دلکش بن جائے گا ۔ ریلوے لائنز کے دونوں جانب بھی کافی چوڑی زمین کی پٹیاں چلی گئی ہیں ۔ ان پر بھی

درختوں کی کئی کئی قطاریں لگائی جاسکتی ہیں اور مفید قسم کے درختوں میں اضافہ کیا جاسکتا ہے ۔

ریاست کے تقریباً ہر ضلع میں مختلف سائز کے آبپاشی کے متعدد تالاب موجود ہیں ۔ ان میں سے اکثر تالاب صرف بارش کے موسم میں دو ایک مہینے پانی سے لبریز رہتے ہیں باقی مہینوں میں ۵۰ فیصد تالاب تقریباً خشک ہوجاتے ہیں تالابوں کی ان زمینوں پر فائدہ بخش قسم کے درخت جیسے ببول کے درخت لگائے جاسکتے ہیں جیسا کہ ٹاملناڈو میں عمل ہو رہا ہے ۔ ٹمبر اور جلانے کی لکڑی کی شدید قلت کو دور کرنے کے لئے یہ سب اقدامات دوررس نتائج پیدا کر سکتے ہیں یہی نہیں بلکہ ان کی بدولت ان صنعتوں کی ضرورتوں کو بھی ہم پورا کرسکتے ہیں جن کا دارو مدار لکڑی پر ہے اور جو ریاست کے مختلف حصوں میں فروغ پذیر ہیں ۔

ملک کی اقتصادی ترقی اور روز افزوں آبادی کے ساتھ ساتھ جنگلات کی ہر قسم کی پیداوار کی مانگ بھی سال بہ سال تیزی سے بڑھتی جارہی ہے ۔ مختلف ایجنسیوں نے حالیہ برسوں میں جو تجزیاتی مطالعہ کیا ہے اس کا لب لباب یہ ہیکہ اگلے دہے کے دوران میں جنگلات کی ہر قسم کی پیداوار خصوصاً ایندھن اور صنعتی لکڑی کی شدید قلت پیدا ہوجائے گی ۔ ریاست کے موجودہ جنگلاتی وسائل محدود ہیں اور جنگلات کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے حکومت کی تمامتر مساعی کے باوجود اور موجودہ جنگلات کے بہترین استعمال اور انسانوں کے اگائے ہوئے جنگلات میں بڑے پیمانے پر درخت اگانے کی مہم کے باوجود مستقبل قریب میں طلب اور رسد کے درمیان جو وسیع خلیج پیدا ہوجائے گی ہم اسے پاٹنے کے قابل نہیں رہیں گے ۔ یہ مسئلہ اس طرح حل ہوسکتا ہے کہ ہر دیہات ٹم از ٹم ٹمبر اور ایندھن کی لکڑی کی حد تک خود مکتفی ہوجائے ۔

" زیادہ درخت اگاؤ " والی شری کے ۔ ایم ۔ منشی (آنجہانی) کی مہم نے بد قسمتی سے عوام کو اپنی طرف متوجہ نہیں کیا اوپر جس پروگرام کا ذکر کیا گیا ہے اس پر خصوصاً دیہی علاقوں میں عمل کرکے ہم یہ امید رکھ سکتے ہیں کہ ٹمبر اور جلانے کی لکڑی کی حد تک ہم خود کفیل ہوسکیں گے ۔

ہمارے اکثر شہری علاقوں میں تیزی سے ترقی اور اضافہ ہورہا ہے ۔ اپنے شہری علاقوں کو خوبصورت اور خوش نظر بنانے کے لئے ہم نے درخت اگانے کی طرف توجہ نہیں کی ہے ۔ وقت آگیا ہیکہ شہری ترقیات سے تعلق رکھنے والے ارباب مجاز سڑکوں کے کنارے اور دوسرے موزوں مقامات پر درخت اگانے کو اپنی منصوبہ بندی کا ایک لازمی جز بنالیں ۔ ہر صنعت اور ہر ادارے پر یہ لازم گردانا جائے کہ آب و ہوا کو بہتر اور ماحول کو خوبصورت بنانے کے لئے وہ اپنے احاطوں میں درخت اگائے ۔

ہر چند کہ درخت اگانا بجائے خود ہر شہری کا ایک مقدس فریضہ ہے لیکن محض نعروں اور بے جوڑ اخلاق اور روحانی تلقین کے ذریعے لوگوں میں اس کی ترغیب نہیں پیدا کی جاسکتی درخت اگانے کے مادی فائدے بھی انہیں نظر آنے چاھئیں اور اپنی زمین اور ماحول کے اعتبار سے انہیں مسلسل مفید اور مناسب مشورے بھی ملنے چاہئیں ۔

ہر دیہاتی باشندے سے میری یہ التماس ہیکہ سال میں ایک درخت اگائے ۔ تین دہوں کے اندر ہم دیکھیں گے کہ یہ عمل کیسا معجزہ دکھاتا ہے سماجی سطح پر درخت اگانے کی مہم ہی دیہی آبادی کی مقامی ضرورتوں کو پورا کرسکتی اور انہیں خود مکتفی بنا سکتی ہے ۔ جب بڑے پیمانے پر ہماری سوسائٹی اس طرح کے منتشر جنگلات اگانے کے کام میں لگ جائیگی تبھی ہمارے دیہات " سسا سیا ملم " بن سکیں گے

● ✱ ●

غیر رسمی تعلیم

ایک عام الزام جو موجودہ تعلیمی نظام پر لگایا جاتا ہے وہ یہ ہیکہ یہ نظام طالب علم سے سماج کے تقاضوں سے اور خود تعلیم کے حقیقی مقصد سے بے تعلق ہے - اس نظام کا یہ دعوی کہ وہ نوجوان کو " زندگی " کے لئے تیار کرتا ہے دور حاضر کے تیزی سے بدلتے ہوئے سماجی اور تکنیکی حالات میں پوری طرح حق بجانب نہیں ہے - زندگی سے ہم آہنگ نہ ہونے کے باعث آج کل کے تعلیمی نظام نے غیر حقیقی قسم کے قدروں کو جنم دیا ہے اور نوجوانوں کو زندگی کے حقیقی مسائل سے الگ تھلگ کردیا ہے - اس نظام نے سماج میں ایک ایسا اشرافی طبقہ پیدا کردیا ہے جس نے عام آدمی سے اپنے آپ کو الگ کر لیا ہے - گذشتہ تین دھوں کے دوران میں ان دونوں طبقوں کے درمیان کی خلیج کو پاٹنے کی متعدد کوششیں کارگر نہیں ہوئیں - بلکہ اس کے برعکس ان کی نا برابری اور زیادہ ہوگئی-

رسمی نظام تعلیم سے انہیں لوگوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے جو ہمہ وقتی طور پر اور متواتر تعلیم حاصل کرنے کے موقف میں ہوتے ہیں - ایسے لوگ جو نظری تعلیم کے ساتھ ساتھ عملی مہارت بھی پیدا کرنا چاہتے ہیں ، ایسے نظام تعلیم سے مستفید نہیں ہو سکتے اسلئے حصول تعلیم کے مواقع میں زبردست اضافے کے باوجود سماج کے متوسط اور نچلے طبقات کے بچے ، نوجوان اور بالغ حضرات پوری طرح فائدہ حاصل نہ کر سکے -

رسمی تعلیم کی کوتاہیوں اور خامیوں کو غیر رسمی تعلیم کو رائج کر کے دور کیا جاسکتا ہے - ضرورت اس بات کی ہے کہ تعلیم کو جمہوری مزاج دیا جائے اور ایک ایسا تعلیمی نظام مرتب کیا جائے جس کی نظر مستقبل پر ہو اور جو زندگی اور اس کے تجربوں سے مطابق اور ہم آہنگ ہو -

غیر رسمی تعلیم تا حیات جاری رہتی ہے - ایسا نظام تعلیم زندگی اور تعلیم میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے ، اور اپنے دوران عمل میں زندگی کے معیار کو بڑھاتا ہے اور مالدار بناتا ہے - ایسے نظام تعلیم کے تحت کوئی فرد بھی اپنی مرضی کے مطابق اپنی زندگی میں کسی مرحلے پر بھی تعلیم شروع کرسکتا ہے اور چھوڑ سکتا ہے اور پھر شروع کر سکتا ہے - غیر رسمی تعلیم کے پروگراموں میں فرد کی ضرورتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے اور ماحول کے مطابق اسے ترقی کی منزلیں طے کرنے کے قابل بنایا جاتا ہے - نصاب تعلیم لچکدار اور متنوع ہوتا ہے اور طالبعلموں کی ضروریات سے مطابقت رکھتا ہے - ان میں جستجو اور تحقیق کا رجحان پیدا کرتا ہے اور علم کے ساتھ ساتھ خود اعتمادی کا جذبہ ابھارتا ہے - انجانے مستقبل کے بارے میں اندازے قائم کرنے اور ہمہ گیر کامیابیوں کے اصولوں کو اپنانے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے - غیر رسمی نظام تعلیم کو رسمی نظام تعلیم کی ضد نہ سمجھنا چاہئے - سچ تو یہ ہیکہ تعلیم کے ایک مثالی نظام میں یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم ملزوم ہیں اور دونوں مل کر ایک معیاری اور کلی نظام تشکیل دیتے ہیں -

غیر رسمی تعلیم کے پروگراموں کا اہم مقصد ۶ تا ۱۴ سال کی عمر والے ایسے بچوں کے لئے موزوں اور مناسب تعلیم کا اہتمام کرنا ہے جو اسکولوں میں شریک نہیں ہیں - اس سلسلے میں پیش نظر حکمت عملی یہ ہے کہ ان کے لئے ایسی جز وقتی تعلیم کا انتظام کیا جائے جس سے وہ متعدد مرتبہ استفادہ کر سکیں اور تعلیم کا تسلسل ٹوٹ جانے سے جو نقصان ہوتا ہے اس کی تلافی ہو سکے مناسب ردوبدل کے بعد تعلیمی نصاب ایسا مرتب کیا جائے جس سے ان کو عملی تجربہ حاصل کرنے کا موقع ملے - تعلیمی پروگرام اور طریقہ تعلیم کو ایسے طلبا کی ضروریات اور مفادات کے مطابق بنایا جائے جو اسکولوں میں باقاعدہ طور پر شریک نہیں ہو سکتے ہیں- اس کا یہ مطلب نہیں لینا چاہئے کہ رسمی تعلیم یکسر ختم کر کے اسکے بجائے تنہا غیر رسمی نظام کو رواج دے دیا جائے -

ایسے نو جوانوں کے لئے جن کی عمریں ۱۵ اور ۲۵ سال کے درمیان ہیں اور جو نا مناسب حالات کے باعث ابتدائی عمروں میں تعلیم کے حصول سے محروم رہ گئے ہیں غیر رسمی تعلیم کے پروگراموں میں انہیں اپنی توانائیوں کو کام میں لانے کے مواقع فراہم کرنے چاہئیں تا کہ وہ اپنی تمناؤں اور مقاصد کی تکمیل کر سکیں - یہ لوگ پہلے ہی سے کمیونٹی کے کاموں میں شریک ہیں اور اپنے خاندانوں کی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں ان کے واسطے ایسے تعلیمی پروگرام تشکیل دئے جائیں جن سے انہیں اپنے ماحول کی سماجی ، ثقافتی اور اقتصادی

ضروریات کے بارے میں بہتر آگاہی میسر ہو۔ ان کے لئے بنائے جانے والے پروگرام ایسے ہونے چاہئیں کہ جو کچھ ان کو میسر ہے اس میں استحکام پیدا ہو اور جو ان کو میسر نہیں ہے وہ انہیں مل جائے۔ چنانچہ ان کے واسطے جو تعلیمی نصاب تجویز کیا گیا ہے وہ عام معلومات، خواندگی، پیشہ ورانہ مہارت، رجحانی تبدیلیوں اور سماجی۔ معاشی نیز سائنٹفک وضاحتوں پر مشتمل ہوگا۔ عمر کے اس حصے سے تعلق رکھنے والے افراد کے واسطے پروگراموں کی ترتیب کے لئے برادری کے تمام انسانی اور مادی وسائل کی یکجائی خصوصی اہمیت کی حامل ہے اس لئے کہ کوئی واحد ادارہ اس حد تک مقتدر نہیں ہو سکتا جو اسطرح کے ہمہ۔ مقصد پروگرام تنہا روبہ عمل لا سکے۔ اسی طرح ان عمروں کی عورتوں کے لئے بنائے جانے والے پروگراموں میں ان پہلوؤں پر زور دیا جانا چاہئے۔ جو ان کی گھریلو اور کاجی زندگیوں پر اور سماجی و ثقافتی عناصر پر اثر انداز ہوتے ہوں اور ساتھ ہی ان میں اپنے بل اور بوتے پر اعتماد پیدا کرتے ہوں۔

دیہاتوں کے نوجوانوں کے لئے غیر رسمی تعلیم کے ایسے پروگرام بنائے جائیں جن سے انکو کام چلانے کے لائق پڑھنا لکھنا آجائے انکی ادبی صلاحیتوں کو ابھرنے کا موقع ملے۔ ان میں سماجی اور اقتصادی شعور پیدا ہو۔ پیشہ ورانہ جانکاری میسر ہو اور عملی تجربہ حاصل ہو۔ زیادہ بڑے قصبوں کے مزدوروں کے لئے غیر رسمی تعلیم کے ایسے ہمہ جہتی پروگرام تیار کئے جائیں جو ان کی شخصی، پیشہ ورانہ اور بلدی ضروریات کے لئے موزوں ہوں۔ یہ پروگرام ایسے ہوں کہ لوگوں کو جامع اور مسلسل تعلیم فراہم کریں۔ ان کی مہارت کا معیار بلند کریں۔ ان کی معلومات کو وسیع کریں اور انکی خوشحالی میں اضافے کا باعث بنیں۔

صنعتی اور کاروباری فرمس، بینکس، امداد باہمی کی انجمنیں، کمیونٹی سنٹرس، دواخانے، خاندانی منصوبہ بندی کے مراکز اور مزدوروں کی تعلیم کے بورڈس وغیرہ جیسی ایجنسیاں غیر رسمی تعلیم و تربیت کی اسکیموں سے وابستہ ہیں لیکن مستقبل قریب میں چونکہ غیر رسمی تعلیم کی ضروریات بلا شبہ بڑھ جائیںگی اس لئے توقع ہیکہ پیشہ ورانہ تعلیمی مراکز، انسٹیٹیوٹس، نظامت برائے غیر رسمی تعلیم وغیرہ جیسے خصوصی ادارے عالم وجود میں آجائیں گے اور مذکورہ بالا ایجنسیوں کی جانب سے جو مختلف اقسام کے پروگرام منظم کئے جاچکے ہیں یا آئندہ منظم کئے جانیوالے ہیں ان کی افادیت اور خصوصیت کو دو بالا کردیں گے۔

غیر رسمی تعلیم کا نظریہ، فلسفہ اور تجربہ یونیورسٹی کے مکمل ڈھانچے میں سرائیت کر جانا چاہئے اسطرح کہ طلباء، اساتذہ اور پورے شعبہ جات اس سے وابستہ ہوجائیں تاکہ رسمی ڈسپلن اورغیررسمی پھیلاو، طالب علموں اور غیر طالب علموں شعبے اور کمیونٹی میں ایک مسلسل اندرونی رد عمل کا سلسلہ جاری رہے۔ غیر رسمی تعلیمی پروگراموں کے سلسلے میں ایک فکر انگیز ریڈنگ سرویس کتاب خانوں اور بک بینکس وغیرہ کی شکل میں فراہم کی جانی چاہئے تاکہ حصول علم سے وابستگی اور دلچسپی کے نئے نئے واسطے پیدا ہوں۔

پانچویں پنچسالہ منصوبے کی مدت ۱۹۷۴-۷۹ ع کے دوران میں تعلیم کے تعلق سے اپنے پیپر میں سنٹرل ایڈوائیزری بورڈ آف ایجوکیشن نے مستقبل کی تعلیمی ترقی میں بڑے پیمانے پر تعلیم کو غیر رسمی شکل دینے پر بہت زور دیا ہے۔ حکومت آندھرا پردیش نے حکومت ہند کے اسکول سے باہر کی تعلیم کے خصوصی سیل کے اشتراک میں ۴۔ فروری ۱۹۷۴ ع سے ۶۔ فروری ۱۹۷۴ ع تک آندھرا پردیش سیکریٹریٹ کے کمیٹی هال میں مختلف فیلڈ کارکنوں کا ایک سہ روزہ سمینار منعقد کیا تھا جسکے لئے ریاست کے تمام تعلیمی اضلاع کی نمائندگی کو نظر میں رکھتے ہوئے ۵۰ شرکاء کو منتخب کیا گیا تھا۔ اس سمینار کے مباحث اور اس کی کارروائیاں یونیسکو کے ایک ماہر اور حکومت ہند کی وزارت تعلیم سے وابستہ مسٹر اشیر ڈیلو کی هدایت و نگرانی میں چلائی گئی تھیں۔ اس سمینار میں غیر رسمی تعلیم کے مقاصد، اس کی نوعیت، گنجائش، ضرورت اور تیکنک وغیرہ پر جامع بحث و گفتگو ہوئی تھی ان کے علاوہ اس سمینار میں جن دوسرے امور پر تبادلہ خیال کیا گیا وہ یہ تھے، غیر رسمی تعلیم میں مختلف ایجنسیوں کا رول۔ کمیونٹی وسائل کا استعمال۔ فیلڈ کے مسائل وغیرہ۔

غیر رسمی تعلیم کا پروگرام ۱۵ تا ۲۵ سال کی عمر والے نوجوانوں اور ۶ تا ۱۴ سال کی عمر والے بچوں کے لئے آندھرا پردیش کے دو اضلاع کرشنا اور کھمم میں ۱۹۷۵-۷۶ کے دوران آغاز کیا گیا اور اس سلسلے میں حکومت آندھرا پردیش نے ۳,۲۵ لاکھ روپیے کی منظوری دی۔ پھر بھی ضلع کرشنا میں اس پروگرام کے لئے مالیہ حکومت ہند فراہم کریگی جبکہ ضلع کھمم میں عائد آنیوالے اخراجات ریاستی حکومت برداشت کریگی۔ ان دونوں ضلعوں میں سے ہر ضلع میں غیر رسمی تعلیم کے ۱۵۰ مراکز قائم کئے جارہے ہیں جن میں ۱۳۰ مراکز ۱۵ تا ۲۵ سال کے نوجوانوں کے لئے اور ۲۰ مراکز ۶ تا ۱۴ سال کے بچوں کے لئے ہیں۔ یہ مراکز ضلع کرشنا میں کولور اور مدھیرا پنچایت سمیتیوں کے تحت مواضعات میں

اور ضلع کرشنا میں اوا گدہ ۔ بنتو ملی ۔ موو ا اور بندر پنچایت سمیتیوں کے تحت کے مواضعات میں قائم ھیں ۔ ھر ضلع میں کم سے کم دو مراکز ھیں جن میں ایک عورتوں اور بچیوں کیلئے ھے ۔ فی مرکز ۲۰ طالب علموں کے حساب سے ضلع کے ۱۵۰ مراکز میں طالب علموں کی جملہ تعداد ۳ ھزار رکھی گئی ھے ۔ طالب علموں کا انتخاب ایسے لوگوں میں سے کیا گیا ھے جن کی تعلیم چھوٹ چکی تھی یا جنھوں نے اسکولوں میں باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی تھی ۔

۴ ۔ ان مراکز کے لئے اساتذہ کا انتخاب پرائمری اسکولوں کے ٹیچروں اور تعلیمیافتہ بیروز گاروں میں سے کیا گیا ھے ۔ تعلیم یافتہ بیروزگار نوجوانوں کو اس سلسلے میں ترجیح دیگئی ھے اور انتخاب کے وقت گاؤں میں ان کے چال چلن اور انکے تعلیمی پس منظر کا خیال رکھا گیا ھے ۔ دس مراکز کیلئے ایک کے حساب سے سوپروائزروں کا تقرر کیا گیا ھے جو اسکولوں کے ڈپٹی انسپکٹرس ۔ ایکسٹنشن آفیسرز اور سکنڈری اور اپر پرائمری اسکولوں کے ھیڈ ماسٹروں میں سے منتخب کئے گئے ھیں ۔

نومبر ۱۹۷۵ ع میں ان مراکز کے لئے کلیدی اھمیت رکھنے والے ۴۰ سوپر وائزروں اور ٹرینروں (ھر ضلع سے ۱۰ سوپروائزر اور ۵ ٹرینرس) کو حیدر آباد میں ایک ۵ روزہ پروگرام کے تحت تربیت دی گئی تاکہ انکو غیر رسمی تعلیم کے مقاصد ۔ فوائد اور اسکے مختلف پہلوؤں سے واقف کرایا جائے ۔ اس تربیتی پروگرام کے تحت مختلف موضوعات جیسے پنچایت راج ۔ امدا دباھمی ۔ دیہی معیشت ۔ زراعت ۔ افزائش مویشیان ۔ چھوٹی صنعتیں ۔ صحت عامہ ۔ صفائی ۔ ماں اور بچے کی دیکھ بھال ۔ دیہی دستکاریاں ۔ گھریلو کام کاج ۔ ثقافتی سرگرمیاں ۔ خاندانی منصوبہ بندی اور گاؤں میں عوامی خدمت کے کاموں وغیرہ پر درسوں کا اھتمام کیا گیا ۔ ان مواضعات پر درس دینے کیلئے مختلف ریاستی محکموں کے ماھرین کی خدمات حاصل کی گئیں ۔ حیدر آباد میں تربیتی پروگرام میں شریک ھونیوالے ان ۴۰ سوپر وائزروں اور ٹرینروں نے نومبر ۱۹۷۵ ع کے تیسرے اور چوتھے ھفتے کے دوران اضلاع کرشنا اور کھمم میں ضلع کی سطح پر انسٹرکٹروں کی تربیت کے لئے پروگراموں کا اھتمام کیا ۔

* * *

سری سیلم پراجکٹ کی پہلی یونٹ ۱۹۷۸ع تک مکمل ہو جائیگی

سری سیلم ہائیڈرو الکٹرک پراجکٹ دریائے کرشنا کے پتھالو گنگا اشنان گھاٹ کے جنوب میں تقریباً ۸ کلو میٹر کے فاصلے پر ضلع کرنول کے مشہور مندر سری سیلم کے قریب زیر تعمیر ہے۔ یہ پراجکٹ حیدرآباد سے ۲۲۰ کلو میٹر اور کرنول سے ۱۸۰ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔

اس پراجکٹ کے تحت پہلے مرحلے میں حسب ذیل تعمیر کے کام انجام دئے جائیں گے۔ (۱) ۵۱۲۶۰۶ میٹر میسنری ڈیم کی تعمیر جو عمیق ترین بنیادی سطح سے ۱۳۳۶۲۵ میٹر بلند ہوگا۔ (۲) ۸۳۶۳۸۷ لانبی اور ۱۵ میٹر قطر والی برق سرنگ کی کھدوائی جسکی نکاسی کی صلاحیت ۱۰۲ کیوبک میٹر ہوگی۔ (۳) ۶۶۰۱۶ میٹر قطر والی سات عدد سرنگوں کی کھدائی اور لائننگ کا کام اور (۴) ۱۱۰ میگاواٹ فی یونٹ کے حساب سے برق پیدا کرنے والی سات یونٹوں کے لئے پاور ہاؤز کی کھدائی اور تعمیر۔

یاد ہوگا کہ اس پراجکٹ کا افتتاح ۱۹۶۳ع میں سری جواہرلال نہرو نے کیا تھا۔ پراجکٹ پر خرچ ہونے والی رقم کا اندازہ ۳۸۴۷۶۴ لاکھ روپئے تھا۔ اس وقت کے پروگرام کے مطابق اس کی تکمیل ۷۳ - ۱۹۷۲ع میں ہوجانی چاہیئے تھی۔ لیکن ناکافی مالیہ کے باعث تعمیری کام میں خاطرخواہ پیش رفت نہیں ہوسکی۔ اس دوران میں مزدوروں کی اجرت اور ضروری سامان۔ پٹرول اور مشینوں کے روغنوں کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے پراجکٹ کی لاگت میں اضافہ ہوگیا۔ اب اس پراجکٹ پر ۱۶۵ کروڑ روپیے لاگت آنیکا اندازہ ہے۔ پھربھی جس قدر بھی مالیہ فراہم ہوسکا اس سے ابتدائی کاموں جیسے دریا کا رخ موڑنے کے انتظامات، ندی کے اندر اور اسکے بازوؤں پر بنیاد کی کھدائی۔ کیمپوں اور عمارات کی تعمیر۔ اندرونی سڑکوں کی تعمیر وغیرہ کو مکمل کرلیا گیا۔ اس کے علاوہ بند اور برق سرنگ کی تعمیر کا تقریباً ۲۵۰فیصد کام ۴ کروڑ روپیے کی لاگت سے انجام دیا جا چکا ہے۔ ریاست میں برق کی شدید قلت کے پیش نظر سری سیلم پراجکٹ کی بہ عجلت تکمیل زبردست اہمیت کی حامل بن گئی ہے۔

حالیہ تعمیری پروگرام کے مطابق برق پیدا کرنیوالی پہلی یونٹ اگست ۱۹۷۸ع میں کام کرنا شروع کردے گی اور اسکے بعد باقی ۳ یونٹیں چھ چھ ماہ کے وقفے سے کام کرنے لگیں گی۔ اس تعمیری پروگرام کو مقررہ نشانے کے مطابق مکمل کرنے کے لئے حکومت ہند سے مالی امداد کے حصول کے لئے ریاستی حکومت حتی‌المقدور کوشش کر رہی ہے۔ حال ہی میں حکومت سعودی عرب نے پراجکٹ کے لئے مالی امداد دینے کا وعدہ کیا ہے اور مغربی جرمنی کے ماہرین کی ایک جماعت نے بھی پراجکٹ کا دورہ کیا ہے۔

پراجکٹ کی تکمیل کے لئے حکومت ہند سے درکار مالی امداد ملنے کے امکانات پیدا ہو جانے کے پیش نظر پاور ہاؤز کامپلکس کے بڑے بڑے کاموں کو کنٹرا کٹروں کے حوالے کرنے کی کاروائی شروع کردی گئی ہے اور متعددکاموں کے لئے منظوری کے مراحل میں ہیں۔ بند کی تعمیر کو تیز رفتار بنانے اور مارچ ۱۹۷۹ع تک کام کو مکمل کرلینے کی نیت سے بند سے متعلق تمام تعمیری کاموں کو کسی ایک ایجنسی کے تفویض کرنے کا ارادہ ہے۔ چنانچہ اس چیز کو سامنے رکھتے ہوئے ٹنڈر طلب کئے گئے تھے اور توقع ہے کہ مارچ ۱۹۷۶ع تک ان ٹنڈروں کو طے کردیا جائیگا۔ اس پراجکٹ کو تیز رفتاری کے ساتھ مکمل کرلینے سے نہ صرف ریاست اور جنوبی منطقے میں برق کی قلت دور ہوجائیگی بلکہ اس علاقے کے اندر سماجی اور معاشی فوائد میں بھی معقول اضافہ ہوگا۔

* * * *

آندھرا پردیش میں شکر کی صنعت

آندھرا پردیش کی آب و ہوا اور زرعی حالات نیشکر کی کاشت کے لئے بہت ساز گار ہیں جس کی وجہ سے یہاں شکر کی صنعت کو فروغ دینے کے لئے بھی موافق ماحول موجود ہے یہ ایسی صنعت ہے جو کاشتکاروں کی بڑی تعداد کو فائدہ پہنچا سکتی ہے ۔ عالمی بازار میں شکر کی قلت کے باعث خاص طور پر گزشتہ دو برسوں میں یہ ملک کے لئے زر مبادلہ کمانے والی ایک اہم جنس بن گئی ہے ۔

شکر کے ذریعے زیادہ سے زیادہ زر مبادلہ کمانے کی خاطر ملک بھر میں اس کی پیداوار بڑھانے کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں ۔ ۱۹۷۳ ع تک آندھرا پردیش کے اندر اس سلسلے میں کچھ زیادہ جدو جہد نہیں کی گئی ۔ لیکن اب ایسے اقدامات روبہ عمل لائے گئے ہیں جن سے گزشتہ دور میں بڑتی ہوئی لاپروائی کا ازالہ ہوجائیگا ۔ ۱۹۷۳ ع تک ہمارے یہاں شکر کے شعبہ امداد باھمی میں (۸) نجی شعبے میں (۹) اور عوامی شعبے میں (۳) کار خانے تھے ۔ ۱۹۷۳-۷۵ ع کے موسم میں بھیا دول ضلع مغربی گوداوری میں ایک جدید کار خانے نے شعبہ امداد باھمی کے تحت شکر بنانا شروع کیا ۔ اسکے علاوہ شعبہ امداد باھمی میں ھی بھیا سنگھی اور کڑپہ کے مقامات پر دو اور کار خانے قائم کئے گئے ہیں جو توقع ہیکہ جلد ھی شکر سازی کا کام شروع کردیں گے ۔ شعبہ امداد باھمی میں رینی گنٹہ ضلع چتور میں بھی ایک کارخانے کے قیام کا پروگرام ہے جو امید کی جاتی ہے کہ ۱۹۷٦-۷۷ میں شکر تیار کرنے لگے گا ۔ تنی کی کوآپریٹیو شوگر فیکٹری میں ۵۰۰ ٹی-سی-ڈی جیسی بہت ھی کم مقدار میں گنے سے رس نکالنے کی گنجائش تھی ۔ اس فیکٹری کی مشنری کو تبدیل کر کے بڑا پلانٹ نصب کرنے کے اقدامات کئے جارہے ہیں جن کے باعث اس فیکٹری میں ۱۲۵۰ ٹی ۔ سی ۔ ڈی کی گنجائش پیدا ہوجائیگی ۔ اور یہ فیکٹری ۱۹۷۷-۷۸ ع میں پیداوار دینا شروع کردے گی ۔ عوامی شعبے کے تحت چوتھی فیکٹری مریال گوڑہ میں قائم کی جارھی ہے جو ۱۹۷٦-۷۷ ع میں شکر تیار کرنے لگیگی ۔

۱۹۷۳-۷۵ ع کے موسم میں آندھرا پردیش میں ۳۹۷۰۰۰ ٹن شکر تیار کی گئی تھی توقع ہیکہ جاریہ موسم میں ہماری ریاست ۰۰۰۰۰۴ ٹن شکر تیار کرلیگی ۔ سرگرمی کے ساتھ روبہ عمل لائے جانیوالے پروگرام اور نجی شعبے میں متوقع توسیع کی بدولت امید ہیکہ مستقبل قریب میں ہماری ریاست میں تیار ہونے والی شکر کی مقدار ۵ لاکھ ٹن ہوجائیگی ۔

صنعت شکر سازی کی روز افزوں اہمیت کے مد نظر حکومت آندھرا پردیش نے ڈائرکٹریٹ آف شوگر کے نام سے ایک علحدہ محکمہ قائم کیا ہے اور اس محکمہ کے ڈائرکٹر کو بحیثیت عہدہ رجسٹرار کوآپریٹیو سوسائٹیز مقرر کیا ہے ۔ حکومت کا یہ بھی ارادہ ہیکہ بعد میں اس محکمے کے ڈائرکٹر کو " کین کمشنر اینڈ سولیسس کنٹرولر ،، بھی بنالیا جائے ۔

* * * *

نوجوانوں کی بھلائی کے کاموں میں زبردست اضافہ

قومی مشاورتی بورڈ برائے نوجوانان نے ریاست اور ضلع کی سطح پر نوجوانوں کی فلاح و بہبود کے لئے تنظیموں کی تشکیل کی سفارش کی تھی تا کہ نوجوانوں کی توانائیوں کو تعمیری اور پیداواری سرگرمیوں میں متحدہ طور پرمصروف کیا جائے ۔ قومی ترقیاتی کاموں میں ان کو موثر طور پر اپنا حصہ ادا کرنے کا موقعہ فراہم کیا جائے ۔ تیز رفتار سماجی تبدیلیوں کے سلسلہ مین جو بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کی عہدہ برائی کے قابل بنایا جائے ۔ اور ان میں کامریڈ شپ اور حب الوطنی کا جذبہ پیدا کیا جائے ۔ اور ان کو برادری اور سماج کی خدمت کے لائق بنایا جائے ۔

مشاورتی بورڈ کے سفارشات کی اساس پرحکومت آندھرا پردیش نے ا کتوبر ۱۹۷۲ع مین یوتھ سرویسز ڈپارٹمنٹ کے نام سے ایک علحدہ محکمہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ، جسکا مقصد پیداواری اورتعمیری سرگرمیوں میں طالب علموں ، اور دوسرے نوجوانوں کا عملی اشتراک حاصل کرنے کے لئے پروگرام مدون کرنا تھا ۔ یوتھ سرویسز ڈپارٹمنٹ نے جو پروگرام شروع کئے وہ مختلف وجوہات کے باعث خاطر خواہ طور پرکامیاب نہیں ہوسکے ان وجوہات مین سب سے بڑی اور اہم وجہ مالیہ کی کمی تھی۔ پھر بھی نوجوانوں کے لئے اسپورٹس ۔ گیمس اور فزیکل ایجو کیشن جیسی سرگرمیون مین حصہ لینے اور رقص و موسیقی اور اداکاری جیسے فنون لطیفہ مین ان کی عملی دلچسپی کے لئے مواقع فراہم کرنے کی حتی المقدور کوششیں کی گئیں تا کہ ان میں اپنے فاضل اوقات کو سماجی خدمت اور کمیونٹی ڈیولپمنٹ کے پروگراموں میں مصروف کرنیکا رجحان پیدا ہو ۔

نہرو یووک کیندرائین

نوجوانوں سے متعلق ترقیاتی سرگرمیوں میں تیزی پیدا کرنے کی نیت سے حکومت ہند نے ہندوستان کے ۲۵ویں یوم آزادی کی تقاریب کے جز کے طور پر پورے ملک مین نہرو یووک کیندرائین قائم کیں ۔ چنانچہ آندھرا پردیش میں بھی نومبر ۱۹۷۲ع میں نہرو یووک کیندرائین قائم کی گئین ۔ ان کیندراوں کے قیام کامقصد تعلیم کو برادری کی ضروریات سے ہم آہنگ کرنا ۔ فرد کی توقعات کی موثر تکمیل کے لئے تعمیری ذرائع فراہم کرنا اور ترقیاتی کاموں میں نوجوانوں کے لئے اشتراک کے مواقع فراہم کرنا تھا ۔

مارچ ۱۹۷۵ع مین حکومت ہند نے ایک اور نہرو یووک کیندرا کی منظوری دی جو وسا کھاپٹنم مین قائم کی گئی ۔ سال ۷۶-۱۹۷۵ع کے دوران مین حکومت ہند نے مزید ۵ کیندرائین منظور کیں ۔ جو وجے واڑہ ۔ گنٹور ۔ کرنول ۔ کھمم اور حیدرآباد مین قائم کی گئیں ۔ اسطرح نہرو یووک کیندراوں کی ریاست مین کل تعداد ۱۳ ہوگئی ہے ۔ ان کیندراوں کے قیام کا اہم مقصد اس بات کاخیال رکھنا ہے کہ اضلاع مین نوجوانوں کی فلاحی اسکیمات سے وہاں کے نوجوانوں کو مستفید ہونے کا موقع ملے ۔ سال ۷۶-۱۹۷۵ع مین ان کیندراون کے لئے اضافہ مالیہ فراہم کیا گیا ہے تا کہ یہ کیندرائین اپنے عام اور معمول کے مطابق پروگراموں کے علاوہ غیر رسمی تعلیم ۔ پیشہ ورانہ ۔ تربیت ۔ اسپورٹس ۔یوتھ کیمپوں کا اہتمام ۔ثقافتی کاموں ۔ لائبریریوں اور اسی طرح کے دوسرے پروگراموں کو روبہ عمل لاسکیں ۔

یوتھ سرویسز ڈپارٹمنٹ

یوتھ سرویسز ڈپارٹمنٹ کی جانب سے مختلف پروگرام روبہ عمل لائے جارہے ہیں ۔ جیسے مالی امداد کے ذریعہ نوجوانوں کے کلبوں کو زیادہ کارکرد بنانا ۔ کلبوں کے واسطے عمارتین تعمیر کرنے کے لئے مالی امداد دینا ۔ یوتھ کیمپوں اور یوتھ ریالیز کا اہتمام کرنا ۔ نوجوانوں کے قائدین کو تربیت دینا اور ڈسٹر کٹ یوتھ ۔ سنٹرس ۔ کم ۔ ہاسٹل اور دیہی کاموں کے مراکز وغیرہ قائم کرنا ۔ ۷۵-۱۹۷۳ع کے دوران مین نوجوانوں نے اضلاع ورنگل اور کھمم کے قبائیلی علاقوں میں اور ناگر جونا ساگر کے قریب ضلع گنٹور کے پسماندہ علاقے مین مفاد عامہ کے کام انجام دیئے جن سے سماج کے کمزور طبقات کوراست طور پرفائدہ پہنچا ہے ۔

ایک مرکزی اسکیم کے تحت جسکے لئے مالیہ بھی حکومت ہند نے فراہم کیا ہے ۔ جدید باکارم اندرانگر کالونی مین حیدرآباد کے محلہ مشیر آباد کے قریب ایک اروبندو بال کیندرا قائم کیا جارہا ہے ۔ جسکی بدولت دونوں شہروں کے ایک پسماندہ علاقے مین جھونپڑیوں میں رہنے بسنے والوں کو فائدہ ہوگا ۔ اس پورے

پراجکٹ پر عائد ہونےوالی تخمینی لاگت ۹۰۸۰۰ روپیہ ہے جس میں سے عمارت پر ۶۸,۸۰۰ روپیہ خرچ ہوں گے - اس عمارت کے نقشے اور اخراجات کے تخمینے کو حکومت نے منظور کرلئے ہیں اور محکمہ تعمیرات عمارت کی تعمیر کا کام انجام دے رہا ہے- اس اروبندو بال کیندرا کے لئے فرنیچر اور دوسرا ساز و سامان حکومت ہند کی جانب سے فراہم کردہ ۲۲,۰۰۰ روپیہ کی رقمی گنجائش سے خریدا جائیگا -

حکومت نے سکندر آباد میں تقریباً ۴ لاکھ روپیوں کی لاگت سے ایک یوتھ ہاسٹل کے لئے عمارت تعمیر کی ہے- جسکو ریاست کے یوتھ سرویسز ڈپارٹمنٹ نے اپنی نگرانی میں لے لیا ہے- اس عمارت سے عارضی قیام کے متلاشی نوجوانوں کو فائدہ پہنچیگا - کیونکہ یہاں کم خرچ پر تمام رہائشی ضروریات فراہم کی جائیں گی-

ریاست کے مختلف حصوں اور بیرون ریاست کے بلکہ بیرون ملک سے بھی آنیوالے نوجوان ہاسٹل کی اس عمارت سے استفادہ کرسکیں گے - اس ہاسٹل کے انتظامات یوتھ سرویسز ڈپارٹمنٹ ریاستی فنڈز سے روبہ عمل لارہا ہے- ہاسٹل کے لئے فرنیچر اور دوسرے ضروری اشیاء جیسے پلنگ اور بستر وغیرہ ۷۰ ہزارروپیہ کی اس رقم سے مقامی طور پر دینے کا وعدہ کیا ہے- توقع ہے کہ یہ رقم جلد ہی مل جائیگی اور یوتھ ہاسٹل میں قیام وغیرہ کی سہولتیں زیادہ سے زیادہ جنوری یا فروری ۱۹۷۶ء سے فراہم کی جاسکیں گی -

حیدر آباد میں ایک یوتھ سنٹر کا قیام

یوتھ سرویسز ڈپارٹمنٹ حیدر آباد میں بھی ایک یوتھ سنٹر کے قیام کی تجویز رکھتا ہے- اور شہر کے کسی مرکزی محلے میں ایک سنٹر کے لئے موزوں جگہ کی تلاش کے لئے کوششیں کی جارہی ہیں - ریاست کے صدر مقام پر قائم کیا جانیوالا یہ یوتھ سنٹر اضلاع کے مراکز - ہاسٹلوں - نہرو یووک کیندراوں اور نوجوانوں سے متعلق ریاست کی دوسری رضاکارانہ تنظیموں کی فلاحی سرگرمیوں کے لئے ایک رابطے کے ادارے کا کردار ادا کرے گا -

امید کی جاتی ہے کہ ریاست آندھرا پردیش کے نوجوان یوتھ سرویسز ڈپارٹمنٹ اور ریاست کے ۲۱ ضلعوں میں قائم نہرو یووک کیندراوں کی جانب سے روبہ عمل لائی جانیوالی مختلف فلاحی اسکیموں سے فائدہ اٹھائیں گے اور خود کو تمام ترقیاتی سرگرمیوں سے بالراست وابستہ کر کے اپنے اندر کامریڈ شپ کا جذبہ پیدا کریں گے اور سماج کی خدمت کے لئے جدوجہد کریں گے -

* * * *

ناگر جونا ساگر کے لیے عالمی بینک کی امداد

مقدس کرشنا جزیرہ نمائے ہند کا دوسرا بڑا دریا ہے جو مہاراشٹرا ۔ کرناٹک اور آندھرا پردیش کی ریاستوں میں سے گزرتا ہوا اپنے ۷۷۵ میل طویل راستے میں جملہ ۹۷۰۵۰ مربع میل رقبے کا پانی اپنے ساتھ لیکر بہتا ہے ۔ اسی دریا پر موضع نندی کنڈہ تعلقے مریال گوڑہ ضلع نلگنڈہ میں دنیا کا سب سے بلند سمنٹ ۔ کانکریٹ کا بند تعمیر کرکے ناگر جونا ساگر کثیر مقصدی پراجکٹ تیار کیا گیا ہے ۔ اس بند کی تعمیر سے انسانی ہاتھوں کا بنایا ہوا سب سے بڑا آبی ذخیرہ عالم وجود میں آیا ہے جس سے نکالی ہوئی نہروں کے ہر دو جانب واقع تقریباً ۳۰ لاکھ ایکڑ رقبہ اراضی کو سیراب کیا جاسکے گا ۔

ناگر جوناساگر پراجکٹ کا مرکزی بند سمنٹ اور کانکریٹ کا ہے اور ۴۰۹ فٹ بلند ہے ۔ اسکے دونوں جانب مٹی کے بند تعمیر کئے گئے ہیں اور اسطرح ۱۱۰ مربع میل وسیع ذخیرہ آب بنالیا گیا ہے جس میں ۴۰۸ ٹی یم سی فٹ پانی کے جمع رہنے کی گنجائش ہے ۔ اس ذخیرہ آب سے نکالی ہوئی دائیں جانب کی بڑی نہر کا نام " جواہر کنال " ہے جو پہلے مرحلے میں ۱۲۶ میل اور آخری مرحلے میں ۲۴۰ میل طویل ہے ۔ اس نہر سے پہلے مرحلے میں ۱۱٫۷۴ لاکھ ایکڑ رقبہ اور آخری مرحلے میں ۱۸٫۸۷ لاکھ ایکڑ رقبہ سیراب ہونے کی گنجائش ہے جو اضلاع گنٹور پرکاشم اور نیلور میں واقع ہے ۔ بائیں جانب کی بڑی نہر کا نام " لال بہادر کنال " ہے جو ۱۱۱ میل طویل ہے ۔ اس نہر سے پہلے مرحلے میں ۹٫۸۰ لاکھ ایکڑ رقبہ اور آخری مرحلے میں ۱۱ لاکھ ایکڑ رقبہ سیراب ہونے کی گنجائش ہے جو ضلاع نلگنڈہ ۔ کھمم اور کرشنا میں واقع ہے ۔ ناگرجوناساگر پراجکٹ کا افتتاح ۱۰ ۔ ڈسمبر ۱۹۵۵ع کو سری جواہرلال نہرو نے کیا تھا ۔ اور شریمتی اندرا گاندھی نے ۴۔ اگسٹ ۱۹۶۷ کو اس کی نہروں میں پہلی مرتبہ پانی چھوڑا تھا ۔

جواہر کنال یعنی دائیں جانب کی بڑی کنال ۔ ناگرجونا ساگر بند کے دائیں بازو میں واقع ۱۰۵ فیٹ کے ۹ راستوں پر مشتمل ہیڈ ریگولیٹر سے جاری ہوتی ہے ۔ پھر ایک گھوڑے کے نعل کی شکل کی ۲۷ فٹ قطر والی ۱۳۰۴ فٹ لانبی سرنگ (پاسو ویمولا سرنگ) کے ذریعے پہاڑیوں کے سلسلے کو پار کرتی ہے ۔ پہاڑیوں کے سلسلے کو اس طرح پار کرنے کے بعد یہ نہر متعدد نالوں سے گذرتی ہوئی ۱۷ ویں میل پر "بگاواگو" ذخیرہ آب میں داخل ہوتی ہے ۔ " بگا واگو " ذخیرء آب سے ۲۱ ویں میل پر نکل کر ۴۳ویں میل پر ایک پختہ نالے کے ذریعہ ناگولیرو کو پار کرتی ہے ۔ اس کے بعد ۵۲ویں میل پر نکریکل کے قریب یہ نہر پچھلی جانب مڑ جاتی ہے اور متعدد گہری کھائیوں کو پار کرتی ہوئی اپنے بہاؤ کے راستے میں پختہ نالوں کے ذریعہ " پدا کھنڈالیرو " ۔ " چنا کھنڈالیرو " " دوالیرو " " تیگا لیرو " اور " کنڈلا کما " جیسی اہم ندیوں کو ملالیتی ہے ۔ اس نہر کی ساخت ایک بل کھائی ہوئی نہر کی سی ہے جس میں پہلے مرحلے میں ۱۲۶ ویں میل تک ۱۱۰۰۰ کیوسکس پانی کے بہاؤ کی گنجائش ہے اور اس کے تاس کا رقبہ ۱۱٫۷۴ لاکھ ایکڑ ہے ۔ دوسرے مرحلے میں یہ نہر ۲۴۵ میل تک ۱۷۰۰۰ کیوسکس پانی لے جائیگی اور مشرقی گھاٹ کے مشرقی سرے کے ساتھ ساتھ بہتی ہوئی "سوم سلا" سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر پنار ندی میں گر جائیگی ۔ اب تک ناگر جوناساگر رائٹ مین کنال ۳۔ ۶۶ میل تک مکمل کر لی گئی ہے اس سلسلے میں ۳۳٫۸۵۴ لاکھ کیوبک فیٹ چٹانوں کو کاٹ کر سرنگیں بنائی گئیں اور ۱۷۰۰۰ لاکھ کیوبک فیٹ زمین کی کھدائی کی گئی ۔

ناگر جونا ساگر کی دائیں بڑی نہر ۷۵ ویں میل تک ۱ تا ۹ بلاکوں میں پانی کی تقسیم کے پورے نظام کے ساتھ

۱۰ اور ۱۱ بلاکوں میں بڑی حد تک پانی فراہم کرنے کے انتظامات کے ساتھ سال ۱۹۶۶ ع کے ختم تک تعمیر کرلی گئی تھی اور وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۴ - اگست ۱۹۶۷ ع کو اس میں پانی چھوڑنے کی رسم انجام دی تھی - بعد کے سالوں میں ۱۰ اور ۱۱ بلاکوں کے اندر پانی کی تقسیم کے کاموں کو مکمل کرلیا گیا اور آبپاشی کے آغاز کے پہلے سال یعنی ۶۸ - ۱۹۶۷ میں سیراب کیا جانے والا رقبہ ۵,۶۰ لاکھ ایکڑ سے بڑھ کر ۷۵ - ۱۹۷۴ ع میں ۷,۴۷ لاکھ ایکڑ ہوگیا -

ناگر جونا ساگر کی دائیں نہر کی تعمیر کے سلسلے میں جو سالانہ اخراجات ہوئے ہیں اور آب پاشی کی جو گنجائش پیدا ہوئی ہے اسکو ذیل کے جدول میں ظاہر کیا گیا ہے -

سال	آبپاشی کی گنجائش سال کے دوران (لاکھ ایکڑوں مین)	آبپاشی کی مجموعی گنجائش(سال ایکڑوں میں)	مجموعی خرچ (کروڑ روپیوں میں)
۱۹۶۷-۶۸	۰۰	۵,۶۰	۳۵,۲۹
۱۹۶۸-۶۹	۰,۵۰	۶,۱۵	۳۹,۷۹
۱۹۶۹-۷۰	۰,۵۵	۶,۶۵	۴۳,۲۹
۱۹۷۰-۷۱	۰,۳۸	۷,۱۳	۴۷,۷۵
۱۹۷۱-۷۲	۰,۲۳	۷,۲۶	۵۲,۴۳
۱۹۷۲-۷۳	۰۰,۰۷	۷,۳۳	۵۵,۱۹
۷۳-۷۴	۰۰,۰۶	۷,۳۹	۵۷,۴۲
۱۹۷۴-۷۵	۰۰,۰۸	۷,۴۷	۶۰,۴۶

لال بہادر کنال

بائیں جانب کی بڑی نہر جسکا نام " لال بہادر کنال " ہے ناگر جونا ساگر ذخیرہ آب کے اگلے کنارے پر واقع ۲۰-۵۰۰ فٹ کے ۳ دروازوں والے ہیڈریگولیٹر سے نکلتی ہے - پہلے مرحلے میں یہ نہر ۱۱۰۰۰ کیوسکس پانی اور آخری مرحلے میں ۱۲۰۰۰ کیوسکس پانی لے جائیگی - اس نہر سے پہلے مرحلے میں اضلاع نلگنڈہ کھمم اور کرشنا K ۹,۸۰ لاکھ ایکڑ رقبہ سیراب کرنے کی تجویز ہے -

ہیڈریگولیٹر سے نکلنے کے بعد یہ نہر اپنے بہاؤ کے پہلے سات میلوں میں ۳۲ فٹ کے قطر والی اور ۷۵۰ فٹ لانبی ایک گھوڑے کے نعل کی شکل کی سرنگ کے ذریعہ د شوار گزار چٹانی سلسلہ سے گزاری گئی ہے - ساتویں میل کے بعد اس نہر کو متعدد کھائیاں اور وادیاں ملتی ہیں اور یہ پختہ نالوں کے ذریعہ " ھدا " موسی چناپلیر - ایسواربنی مدھاورم - منیرو اور ویرا وغیرہ ندیوں کو پار کرتی ہے - دیول پلی اور پالیر پر سے یہ نہر لیول کراسنگ کی مدد سے گذرتی ہے - اس نہر کی شاخوں اور اس سے نکالی ہوئی تقسیم کار نالیوں کی جملہ لانبائی پہلے مرحلے میں ۳۸۰ میل ہے -

بائیں نہر کی ۴۴ ویں میل تک تعمیر کا کام اور ۱ تا ۶ بلاکوں میں پانی کی تقسیم سے متعلق نظام کو سال ۶۷-۱۹۶۶ تک مکمل کرلیا گیا تھا - بعد کے سالوں میں اصل نہر کو ۴۴ ویں میل سے ۷۲ ویں میل تک اور ۷ تا ۱۲ بلاکوں میں تقسیم کے نظام کو مکمل کرلیا گیا اور پہلے سال یعنی ۶۸-۱۹۶۷ ع مین سیراب کئیے جانے والے رقبے ۹۰,۰ لاکھ ایکڑ کو بتدریج بڑھا کر مارچ ۱۹۷۴ ع تک ۲,۸۱ لاکھ ایکڑ کردیا گیا - سال رواں کےدوران میں کئے جانے والے اضافوں کی بدولت آبپاشی کی گنجائش پانی کے بہاؤ کی مدد سے ۳,۰۸ لاکھ ایکڑ ہوگئی ہے جبکہ کھینچائی کے ذریعہ ۰,۱۷ لاکھ ایکڑ رقبے کو سیراب کیا جاسکتا ہے - ناگرجونا ساگر کی بائیں نہر سے ہر سال پیدا کردہ آبپاشی کی کھینچائی کے ذریعہ ۰,۱۷ لاکھ ایکڑ رقبے کو سیراب کیا جاسکتا ہے - ناگر جونا ساگر کی دائیں نہر سے ہر سال پیدا کردہ آب پاشی کی گنجائش اور اس سلسلے میں عائد ہونیوالے اخراجات کی تفصیلات ذیل میں درج کی جاتی ہیں -

سال	سال کے دوران آبپاشی کی گنجائش (لاکھ ایکڑوں مین)	آبپاشی کی مجموعی گنجائش (لاکھ ایکڑوں مین)	مجموعی خرچ (کروڑ روپیوں میں)
۱۹۶۷-۶۸	۰,۹۰	۰,۹۰	۲۴,۹۶
۱۹۶۸-۶۹	۰,۵۰	۱,۴۰	۲۹,۴۶
۱۹۶۹-۷۰	۰,۸۸	۲,۲۸	۳۵,۹۶
۱۹۷۰-۷۱	۰,۲۱	۲,۴۹	۴۱,۳۱
۱۹۷۱-۷۲	۰,۳۲	۲,۸۱	۴۶,۶۵
۱۹۷۲-۷۳	۰۰	۲,۸۱	۴۹,۸۸
۱۹۷۳-۷۴	۰۰	۲,۸۱	۵۲,۲۷
۱۹۷۴-۷۵	۰,۲۷	۳,۰۸	۵۶,۴۲

اس پراجکٹ کے تحت آنیوالے تمام رقبے کا سروے کیا گیا کہ اراضیات کی اقسام - ان کی گہرائی - ان کی زرخیزی ان میں موجود کھار اور فصلیں اگانے کے لئے ان کی موزونیت کے متعلق معلومات یکجا کی جائیں - رقبے کی وسعت کا لحاظ کرتے ہوئے

۳ سال کی مدت میں ماہرین کی نگرانی میں ۱۶۷۳ مواضعات کا تیم تفصیلاتی سروے انجام دیا گیا ۔

پراجکٹ کو مکمل کرنے کی مدت مین چونکہ توسیع ہوگئی اس لئے گذشتہ چند برسوں کے دوران میں قیمتیں بڑھ جانے کے باعث پراجکٹ کی لاگت میں اضافہ ہوگیا ۔ مارچ ۱۹۷۵ع کے ختم تک نہروں پر تقریباً ۱۱۷ کروڑ روپیہ اور بند پر ۲۲ء۸۱ کروڑ روپیوں کا خرچ آیا ہے ۔ نہروں کے سلسلہ میں باقیماندہ کام کی تکمیل کے لئے ۱۹۷۴ کی قیمتوں کے مطابق تقریباً ۱۲۰ کروڑ روپیہ درکار ہونگے ۔ یہاں یہ واضح کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ہند اور حکومت آندھرا پردیش دونوں کو باقیماندہ کام کی بہ عجلت تکمیل کی اہمیت کا احساس ہے ۔ چنانچہ ۱۹۸۰-۸۱ع تک اس کام کے لئے ضروری مالیہ فراہم کر کے مکمل کرلینے کا پروگرام ہے ۔

پراجکٹ کے واسطے مالی امداد کے حصول کے لئے عالمی بینک سے رجوع کیا گیا ہے ۔ عالمی بینک کے وفد نے نہ صرف باقی ماندہ کام کی تکمیل کے لئے مالی امداد دینے سے اتفاق کرلیا ہے بلکہ سائینٹفکٹ اور ترقی یافتہ طریقوں سے پراجکٹ کے تحت آنیوالے رقبے کے ارتقاء کے لئے سڑکوں ۔ مارکٹنگ کی سہولتوں ۔ توسیعی خدمتوں اور دوسری ضرورتوں کے واسطے بھی امداد فراہم کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے ۔ عالمی بینک سے اس سلسلہ میں جاری بات چیت میں کافی پیش رفت ہوچکی ہے ۔ اور توقع ہے کہ جون ۱۹۷۶ع سے مالی امداد ملنا شروع ہوجائیگی ۔ اسطرح اس پراجکٹ کے پہلے مرحلے کو ۱۹۸۰-۸۱ع تک مکمل کرلینے کے لئے میدان ہموار کرلیا گیا ہے ۔

* * * *

سخت پتھریلے علاقوں میں زیر زمین پانی کی تلاش

آندھرا پردیش کے گراؤنڈ واٹر ڈپارٹمنٹ نے ریاست کے پتھریلے علاقوں میں گذشتہ ایک سال سے زیر زمین پانی کے کھوج کا ایک زبردست پروگرام شروع کر رکھا ہے۔ خشک سالی سے متاثر ہونیوالے علاقے رائل سیما اور تعلقہ ملک ضلع ورنگل کے پسماندہ علاقے میں ڈرل کے ذریعہ پانی کی تلاش کی گئی ہے۔

پنار وادی میں ڈرل کے بعد سروے سے اس بات کے امکانات کا پتہ چلا ہے کہ وہاں اعلی صلاحیت کے ٹیوب ویلز تعمیر کئے جاسکتے ہیں اور بیس میٹر سے کم گہرائی کے حامل ٹیوب ویلز کے ذریعے ۲۵ تا ۵۰ ہیکٹر اراضی کو سیراب کیا جاسکتا ہے۔ ایک ٹیوب ول پر دس ہزار روپئے سے کم لاگت آئے گی اور چونکہ کھینچائی کم فاصلے سے کی جائے گی اسلئے ٹیوب‌ویلز میں " سنٹریفوگل " پمپوں کا نصب کرنا کافی ہوگا۔ اس علاقے میں زیر زمین پانی زیادہ سے زیادہ سطح زمین سے ۲۰ تا ۳۰ میٹر نیچے دستیاب ہو سکتا ہے۔ محکمے کی جانب سے چار مقامات یعنی الورو۔ کلومدی (ضلع اننت پور) رنگم پلی اور پراچیپلی (ضلع کڑپہ) میں پروڈکشن ٹیوب ویلز تعمیر کئے گئے ہیں۔

پانی کی تلاش کے لئے کی جانیوالی ڈرلنگ کے بعد جو ہائیڈرو جیولا جیکل اور جیوفزیکل سروے کئے گئے ان کی اساس پر اندازہ لگایا گیا ہے کہ پامیدی، تاڑی پتری، کونڈا پورم اور کملاپورم کے بلاکوں میں پہلے مرحلے میں اعلی استطاعت والی تقریباً ۱۰۰ ٹیوب ویلز تعمیر کی جاسکتی ہیں، جن سے ۲۰۰ مربع میل کے علاقے میں ۲۵۰۰ ہیکٹر رقبہ اراضی کو سیراب کرنے کی گنجائش فراہم ہو جائے گی۔

ایگریکلچرل ریفینانس کارپوریشن کی اسکیمات کے تحت محکمے نے چھوٹی آبپاشی کے پروگرام کو روبہ عمل لانے کے لئے ۱۳۳۴ فلٹر پوائنٹ کی تعمیر کی اجازت بھی دیدی ہے جن کی تکمیل پر ۵۰۰۰ ہیکٹر اراضی کو سیراب کیا جاسکے گا۔ پنار ندی کے معاون ندیوں کے قریبی علاقوں میں بھی باؤلیوں کی کھدائی کے لئے سروے روبہ عمل لانے کی تجویز زیرغور ہے۔

پانی کا سراغ لگانے کی مہیم اگر کامیاب رہی تو آبپاشی کے فروغ کے لئے کارپوریشن کی جانب سے ٹیوب ویلز کے ذریعے زیر زمین پانی سے استفادہ کرنے کا ایک پروگرام شروع کیا جائیگا۔ محکمے نے تحقیقات کے بعد پنار ندی کے علاقے میں لنگم پلی کے قریب روزانہ ۱۳۵ لاکھ لیٹر پانی حاصل کرنے کی سفارش کی ہے تاکہ کڑپہ کے صنعتی علاقے کی ضروریات کی تکمیل ہوسکے۔ جبکہ دوسرے بلاکوں میں تحقیقات جاری ہیں۔

پنار ندی کے علاقے میں زیر زمین پانی سے پورا پورا استفادہ کرنے کے قابل ہو جانے کے بعد یہ علاقہ نہ صرف ایک سبزہ زار اور رائلسیما کا غلہ گودام بن جائے گا بلکہ ان وسائل سے بھاری صنعتوں کے لئے درکار پانی بھی دستیاب ہوسکے گا۔ کڑپہ اور کرنول میں واقع چونے کی چٹانوں کے علاقے میں ضروری سروے کے بعد زیر زمین پانی کے لئے تحقیقاتی ڈرلنگ روبہ‌عمل لائی گئی ہے۔ اور کم سے کم ۷۷ میٹر کی گہرائی والے سات کنویں ڈرل کئے گئے ہیں، جن میں سے اکثر کنوؤں میں فی گھنٹہ ۴۰ ہزار لیٹر سے زائد پانی سربراہ کرنے کی صلاحیت پائی گئی ہے اور جن سے ۲۰ ہیکٹر اراضی پر آئی۔ ڈی فصلوں کو سیراب کیا جاسکتا ہے متذکرہ بالا کنووں میں چار کنوئیں تعلقہ نندیال میں۔ دو عالم پور میں اور ایک ملک میں ڈرل کئے گئے ہیں۔ ابتدائی اندازوں کے مطابق چونے کی چٹانوں کے علاقے سے زیر زمین پانی اتنی ہی مقدار میں دستیاب ہوسکتا ہے جتنا کہ آندھرا پردیش کے گونڈوانہ پتھروں کے بعض علاقوں میں حاصل کیا گیا ہے۔ یہ اندازے اسی اساس پر قائم کئے گئے ہیں۔ زیر زمین چونے کی چٹانوں کے درمیان جو خلا موجود ہوتے ہیں ان میں پانی کے جمع رہنے کی گنجائش موجود رہتی ہے۔

حالیہ تحقیقات سے ضلع کڑپہ میں کنیلاوا گوتالاب کے قریب چونے کے پتھروں میں عمل تحلیل کے باعث زیر زمین " اراضیاتی خلا " تشکیل پا جانے کا پتہ چلا ہے وشاکھاپٹنم میں برا غاروں اور ضلع کرنول میں بیٹم چرلہ غاروں میں بڑے پیمانے پرچونے کی چٹانوں میں تحلیل کا عمل واقع ہوا ہے۔ تحقیقات سے جو ابتدائی نتیجے ہمدست ہوئے ہیں ان کی بناء پر وسیع پیمانے پر سروے اور زیر زمین پانی کی تلاش کے لئے ڈرلنگ کا کام آغاز کرنے کا ارادہ ہے۔ فوری طور پر ڈرلنگ کا کام ضلع کرنول میں ارناپاڑو۔ اراواکل اور سنگالی نندایلی کے مقامات

پر اور ضلع اننت پور میں رایلاچروو میں شروع کیا جائیگا - ان مقامات پر زیر زمین پانی کی دریافت سے یہاں کے چھوٹے کسانوں مارجینل کاشتکاروں اور قبائلیوں کو فائدہ پہنچے گا - جواہر نگر تعلقہ ملک میں ایک ۰۷ میٹر گہری " بورویل " میں فی گھنٹہ ۲۰۰ لیٹر کے حساب سے پانی جمع ہوتا ہے - اس بورویل میں پمپ کی تنصیب کے بعد ایک گھنٹے میں ۰ ہزار لیٹر پانی حاصل کیا جاسکے گا جس سے خشکی کی فصل کی ۲۰ ہیکٹر اراضی سیراب کی جاسکے گی - یہ بورویل ایسے علاقے میں واقع ہے جہاں مارجینل کسانوں اور درج فہرست ذاتوں کو اراضیات الاٹ کی گئی ہیں -

زیر زمین چونے کی چٹانیں ریاست کے اندر کافی بڑے رقبے میں پائی جاتی ہیں - اضلاع کڑپہ - کرنول - اننت پور پرکاشم - گنٹور - کرشنا - نلگنڈہ - محبوب نگر - کھمم - ورنگل کریم نگر اور عادل آباد میں چونے کی چٹانوں کی چھوٹی چھوٹی پٹیاں موجود ہیں - چونکہ ان میں سے بعض اضلاع اکثر خشک سالی کا شکار ہوتے رہتے ہیں - اس لئے ان چٹانوں میں زیر زمین پانی کی تلاش کا کام زبردست اہمیت کا حامل ہے -

* * * *

خبریں تصویروں میں

بائیں جانب اوپر :—مسٹر سا گی سوریہ نارائن راجو وزیر ہندو اوقاف نے حال ہی میں بھدرا چلم میں بھدرا چلم گرام پنچایت کی جانب سے ایک لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر کی جانے والی "نہرو مارکیٹ" کا سنگ بنیاد رکھا ۔

بائیں جانب درمیان :—شریمتی لکشمی دیوی نے اپنے حالیہ دورہ کڑپہ کے دوران میں کماری سی ۔ راجیشوری ہری کتھا آرٹسٹ کو اعزاز عطا کیا ۔

بائیں جانب نیچے :—مسٹر نوارتی ۔ وینکٹ سبیا صدر نشین آندھرا پردیش قانون ساز کونسل نے نندیال ضلع کرنول میں ین ۔ سی ۔ سی ۔ ڈے کے موقع پر حال ہی میں ین ۔ سی ۔ سی پریڈ کا معائنہ کیا ۔

دائیں جانب اوپر :—مسٹر آر ۔ دسرتھ رامی ریڈی اسپیکر آندھرا پردیش لیجسلیٹیو اسمبلی ۲ ۔ دسمبر کو ضلع پریشد ہال نیلور میں چیف منسٹر مسٹر جے ۔ وینگل راؤ کی تصویر کی نقاب کشائی کے بعد حاضرین کو مخاطب کر رہے ہیں ۔

دائیں جانب نیچے :—مسٹر کے ۔ رامچندرا ریڈی انسپکٹر جنرل پولیس کڑپہ پولیس کالونی میں حال ہی میں پولیس والوں کے لئے قائم کی ہوئی ایک فلور مل کا افتتاح کر رہے ہیں ۔
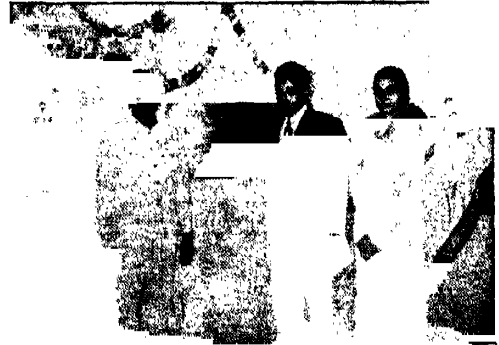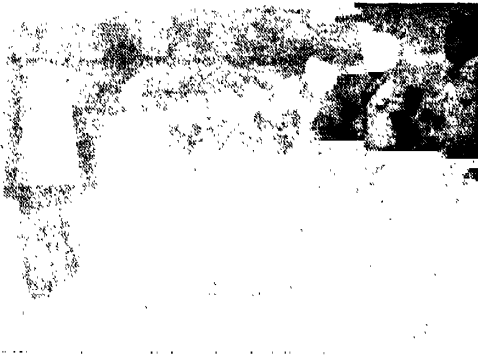
ہماری وزیر اعظم

(۱) وزیر اعظم شر
نو ایک روزہ دورے پر
نے هزاروں کی تعداد میں از
لیا - چیف منسٹر شری
شخصیتیں وهاں وزیر اعظم

(۲) شریمتی اندرا گاندھی نے اسی روز
پھر میں ایک عظیم الشان جلسہ عام دوخاطب
رتے ہوئے بڑے خوبصورت انداز میں آندھرا
دیش کے محنت پسند کسانوں کو فاضل غلہ
دا کرنے پر خراج تحسین پیش کیا - انھوں
نے کہا کہ '' اس ریاست نے ۲۰ - نکاتی
روگرام کی عمل آوری میں پہل کرکے ایک
ر بھر سبقت حاصل کی ہے - میں اس ریاست
کو مبارک باد پیش کرتی ہوں '' -
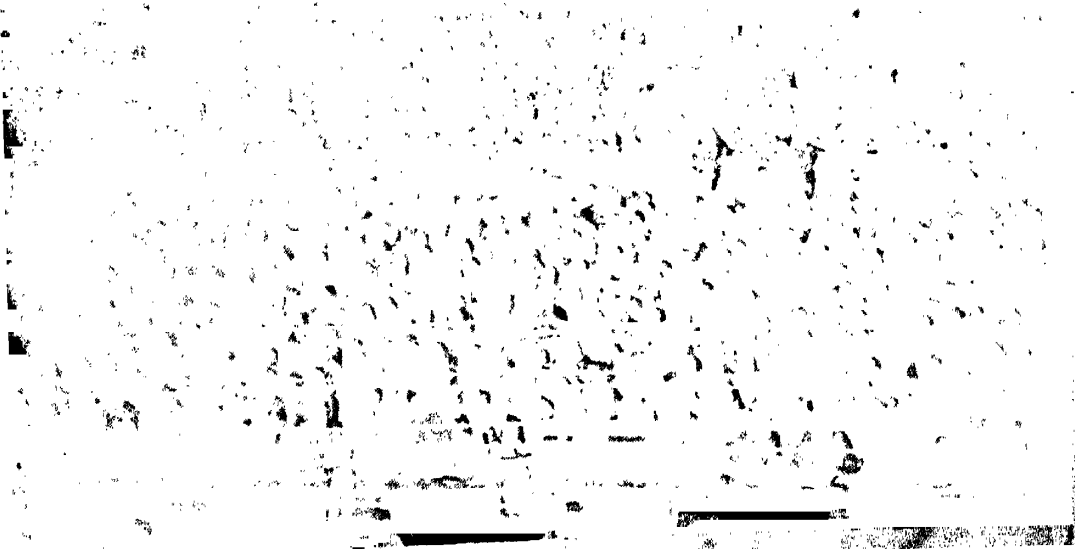
وش خیر مقدم

ھی جب ۳ - جنوری
تشریف لائیں تو عوام
ت سے بھر پور خیر مقدم
راؤ اور دوسری معزز
لئے موجود تھیں -

(۳) '' ھمارے سائنسدانوں کو دیہاتوں کی جانب توجہ دین
چاھئے اس لئے کہ عوام کی زبردست اکثریت دیہاتوں میں بستی ہے ا
آئندہ بھی برسوں تک بستی رہے گی - '' یہ معنی خیز الفاظ شریم
اندرا گاندھی نے اسی روز آندھرا یونیور سٹی کیمپس میں انڈین
سائنس کانگریس کے ۶۳ ویں اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے کہے
وزیر اعظم نے سائنسی نمائش کا معائنہ کیا اور اس موقع پر جوان سا
سائنسدانوں کو اعزاز عطا کئے - اس تقریب سے قبل وزیر اعظم تھوڑ
سے وقت کے لئے بحریہ کے ڈاک یارڈ کو بھی تشریف لے گئی تھیں -

نظم و نسق

فریڈم فائٹرس کے لئے مفت طبی امداد

فریڈم فائٹرس اور ان کے لواحقین جو علاج معالجہ کا خرچ برداشت نہ کرسکتے ہوں ان کے لئے مفت طبی امداد پہنچانے کی غرض سے حکومت ہند کی سفارش پر و نیز کنوینر فریڈم فائٹرس سیل آندھرا پردیش کانگریس کمیٹی کی نمائندگی پر صرف فریڈم فائٹرس کو جنکی سالانہ ۳۶۰۰ روپیہ سے زاید نہیں ہے یعنی ۳۰۰ روپیے ماہانہ ۔ ارکان اسمبلی کے برابر سرکاری دواخانوں میں مفت طبی اور رہائش کی سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے حکومت نے احکام جاری کئے ہیں (اس سے انکے ارکان خاندان مستفید نہیں ہوسکیں گے ۔) انہیں کسی قسم کے علاج کے اخراجات حکومت ادا نہیں کریں گی ۔

درج فہرست اقوام و قبائل کی جائیدادوں کو مزید دو سال تک محفوظ رکھنے کے احکام

گزشتہ سال ماہ اگسٹ میں ریاستی حکومت نے جو احکام جاری کئے تھے ۔ ان میں ، منجملہ اور امور کے یہ بھی کہا گیا تھا کہ درج فہرست اقوام و قبائل کے لئے محفوظ جائیدادوں کو درج فہرست اقوام و قبائل کے اہل امیدواروں کے نہ ملنے کی وجہ سے پر نہ کیا جاسکا ہو ان جائیدادوں کو مزید ایک سال کے لئے درج فہرست اقوام و قبائل کے امیدواروں کے واسطے محفوظ رکھا جائے ۔

اس مسئلے پر مزید غور کرنے کے بعد اور یہہ تیقن حاصل کرنے کے لئے کہ درج فہرست اقوام و قبائل کے لئے محفوظ جائیدادوں کا معقول تحفظ ہوسکے ۔ حکومت نے ان جائیدادوں کو جو مذکورہ بالا طبقات کے لئے رکھی گئی ہوں اور امیدوار نہ ملنے کی وجہ سے پر نہ ہوسکی ہوں ، مزید دوسال تک محفوظ رکھنے کے احکام جاری کئے ہیں تا کہ ان پر درج فہرست اقوام و قبائل کے امیدواروں کو آنے والے برسوں میں تقرر کے دو مواقع دیئے جاسکیں ۔

۲۰ سب رجسٹری آفسوں کا قیام

انسپکٹر جنرل رجسٹریشن اور اسٹامپس نے اپنی ایک اطلاع میں بتایا ہے کہ ۶ ۔ ڈسمبر ۱۹۷۵ع سے تلنگانہ علاقہ میں بیس نئے سب رجسٹری آفسوں کے قیام سے رجسٹری کی سہولتوں میں اضافہ ہوگیا ہے ۔

مذکورہ تاریخ سے تلنگانہ کے حسب ذیل تعلقہ ۔ مستقروں پر سب رجسٹری آفسوں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے ۔

رجسٹریشن ڈسٹرکٹ حیدرآباد پرگی ۔ شادنگر ۔ اچم پیٹھ ۔ کولاپور ۔ اور آتماکور ۔

رجسٹریشن ڈسٹرکٹ ورنگل پرکال ۔ ملک ۔ یلندو ۔ بورگم پاڈو ۔ اور راما پیٹھ ۔

رجسٹریشن ڈسٹرکٹ نظام آباد بانسواڑہ ۔ یلا ریڈی ۔ بچکنڈہ ۔ جوگی پیٹھ ۔ نارائن کھیڑ ۔ گجویل ۔ نرسا پور ۔ بوتھ ۔ آصف آباد اور منتھنی ۔

ان ۲۰ آفسوں کے قیام سے تلنگانہ علاقے کے تقریبا تمام تعلقوں میں رجسٹریشن آفس قائم ہوچکے ہیں ۔

اس علاقہ میں جملہ ۳۷ رجسٹریشن آفس ہیں ۔ عوام سے درخواست کی جاتی ہے کہ حکومت کی جانب سے فراہم کردہ رجسٹریشن کی ان سہولتوں سے استفادہ کریں

آھنی پائپوں اور ٹیوبوں کی تیاری

حکومت ہند نے مسرز اسٹیل کریٹ پرائیوٹ لمیٹیڈ بمبی کو وساکھا پٹنم آندھرا پردیش میں اسٹیل پائپوں اور ٹیوبوں کی تیاری کے لئے ایک نیا صنعتی کارخانہ قائم کرنے کی اجازت دی ہے ۔ اس کی سالانہ پیداواری صلاحیت ۱۰ ہزار ٹن ہوگی ۔

رھائشی اراضی کے ۵۳۰ پٹوں کی تقسیم

شری بھم سری راما مورتی وزیر بہبودی ھریجن وقبائل نے ۵ ۔ ڈسمبر سنہ ۱۹۷۵ع کو ڈی ۔ آر ۔ ڈی ۔ ایل حیدرآباد کے قریب کنچن باغ میں درج فہرست ذاتوں اور پسماندہ طبقات میں رھائشی اراضی کے ۵۳۰ پٹے تقسیم کئے جن کی مالیت لگ بھگ ۳۶۷۵۰ روپیہ تھی ۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے وزیر موصوف نے اپنی اس توقع کا اظہار کیا کہ بلدیات اور کارپور یشنز اپنے موازنوں کا ۱۵ فی صد حصہ درج فہرست ذاتوں کے لئے شہری سہولتوں کی فراھمی پر خرچ کریں گے ۔ پنچایت سمیتیاں اورضلع پریشد اپنے عام موازنوں کا ۱۵ فی صد درج فہرست ذاتوں کی بھلائی کے کاموں کے لئے مختص کررھی ھیں ۔

اکتوبر ۱۹۷۵ سے اب تک ضلع حیدر آباد میں رھائشی اراضیات کے ۲۶۰۰۰ پٹے تقسیم کئےجاچکے ھیں ۔ دس ھزارقطعات آراضی کے حصول کے لئے ۱۰ لاکھ روپیہ خرچ کئے گئےاور سرکاری زمینات میں سے ۱۶۰۰۰ خاندانوں کو رھائشی اراضیات فراھم کی گئیں ۔

سری جی راجہ نرسمہا صدرنشین لیدر انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن اورشری یو ۔ بی ۔ راگھوندرا راؤ کلکٹر حیدرآباد اس تقریب میں شریک تھے ۔ تقریب کی صدارت شری کے ۔ یم ۔ خان مزدور قائد نے کی ۔

ترکاریوں کی کاشت کےلئے ھریجنوں اور گریجنوں کو قرضے

شری سی ۔ ارجنا راؤ کلکٹر نیلور نے موضع پوٹے پالم ضلع نیلور میں ۶ ۔ ڈسمبر ۱۹۷۵ کو پنار ندی کے پیٹھے میں ترکاریوں کی کاشت کیلئے ۶۶ ھریجنوں اورگریجنوں میں ۱۰,۰۰۰ روپئے کے قرضے تقسیم کئےجو سنڈیکٹ بینک کی جانب سے منظور کئے گئے تھے ۔

شری اے۔ بھکتاوتسلا ریڈی صدر اندو کور سمیتی نےاس تقریب کی صدارت کی ۔

قاسم کوٹہ سمیتی میں مہیلامنڈل اور پنچایت کی عمارتوں کاافتتاح

قاسم کوٹہ سمیتی کے موضع کنوروپالم میں ۵ ۔ ڈسمبر کو شری کے ستیا راجو ڈسٹرکٹ ریونیو آفیسر ، وسا کھا پٹنم ، اور شری سا گی سیتاراما راجو ، صدرنشین ضلع پریشد نے علی الترتیب ۵۰۰۰ روپیہ لاگت والی ایک مہیلا منڈل کی عمارت اور ۸۰۰۰ روپیہ لاگت والی ایک پنچایت عمارت کا افتتاح کیا ۔

اس موقع پر وزیر اعظم کے ۲۰ نکاتی پروگرام کی تائید میں ایک بہت بڑا جلوس نکالا گیا ۔ سمیتی کے صدرنشین شری جی۔وی ۔ سبا راجو نے صدارت کی اور شری دھرونم راجو ستیا نارائینا سکریٹری اسٹیٹ ولیج آفیسرز اسوسی ایشن نے حاضرین کو مخاطب کیا ۔

اینوملا ڈوڈیمیں پٹوں کی تقسیم

شریمتی ایم لکشمی دیوی وزیر بہبودی خواتین واطفال نے ۷ ۔ ڈسمبر کو اینوملاڈوڈی ضلع اننت پور میں زمینات کے پٹے تقسیم کئے ۔ موصوفہ نے کمبادور میں خواتین کی ایک انجمن امدادباھمی کا افتتاح بھی کیا ۔ تھاپورم میں انہوں نے ھاسٹل کے لڑکوں میں ملبوسات تقسیم کئے اور اینوملاڈوڈی اور کمبادور کی مہیلا منڈلوں کو سلائی کی مشین دیں ۔

ھندوپور میں ۱۵ سیکل رکشاؤں کی تقسیم

شری کے چکرورتی کلکٹر نے ۷ ۔ ڈسمبر کو ھندوپور ضلع اننت پور میں خود روز گار اسکیم کے تحت ۱۵۰۰۰ روپیہ مالیت کی ۱۵ سیکل رکشائیں کمزور طبقات میں تقسیم کیں ۔ یہ پہلی مرتبہ ہےجو ھندوپور میں سیکل رکشاؤں کا چلن شروع کیا گیا۔

کلکٹر نے پچاس آھنی صندوق اور ظروف مالیتی ۸,۰۰۰ روپیہ بھی ھندوپور کے دھوبیوں کی انجمن امدادباھمی کے ارا کین میں تقسیم کئے ۔ شری جی نرسا ریڈی صدرنشین ضلع پریشد اس تقریب میں شریک تھے ۔

ستانہ گورتی میں برق کی سربراہی کی اسکیم کا افتتاح

شری پی - وی - آر - کے - پرساد کلکٹر کھمم نے تعلقہ مدھیرا ضلع کھمم کے موضع استانہ گورتی میں ۴۳،۰۰۰ روپیہ لاگت والی سربراہی برق کی ایک اسکیم کا افتتاح کیا - اس اسکیم کے تحت ۳۱ اسٹریٹ لائٹس منظور کی گئی ہیں جن میں سے ۴ ہریجن والے کے لئے ہیں شری جے - ایس-این مورتی سپرنٹینڈنگ انجینیر کھمم نے اس تقریب کی صدارت کی -

تھنگلڈی لفٹ آبپاشی اسکیم کا افتتاح

آندھرا پردیش اسٹیٹ اریگیشن ڈیولپمنٹ کارپوریشن نے تعلقہ مکھتل ضلع محبوب نگر میں بھیما ندی پر تھنگلڈی لفٹ آبپاشی اسکیم کی عمل آوری کا کام شروع کردیا ہے - ایک تقریب میں کار پوریشن کے مینجنگ ڈائرکٹر شری محمود حسین نے ۳ - ڈسمبر کو کام کے آغاز کا افتتاح کیا -

یہ اسکیم جس پر ۲۳،۳۲ لاکھ روپئے خرچ ہونگے مواضعات گجراں ، تھنگلڈی ، کسو مورتی آتمہ پور اور کلا پلی پر محیط ہوگی اور اس سے خریف اور ربیع دونوں موسموں میں ۲۰۰۰ ایکڑ اراضی کو فائدہ پہنچے گا -

شری ڈی - راجیندرا راؤ صدر پنچایت سمیتی مکتھل نے صدارت کی اور کار پوریشن کے سپرنٹنڈنگ انجینیر شری بھکتا و تسلم نے حاضرین کو مخاطب کیا -

آر - ٹی - سی - بس اسٹیشن کے لئے سنگ بنیاد کی تنصیب

شری پی - رنگا ریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے ۷ - ڈسمبر کو ضلع پرکاشم میں کدلور کے مقام پر آر - ٹی - سی کے ایک بس اسٹیشن کا سنگ بنیاد رکھا - اس اسکیم پر ۶،۵ لاکھ روپیہ خرچ ہونگے -

شری پی - نرسنگ راؤ چیرمین آر - ٹی - سی نے صدارت کی - شری اننتا ڈپٹی جنرل مینجر نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور شری وینو گوپال راؤ چیف انجینیر نے شکریہ ادا کیا -

پلیوں اور کانچ سے متعلق صنعتی انجمن امداد باہمی کا افتتاح

شری پی - رنگا ریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے یاقوت پورہ حیدر آباد میں ۹ - ڈسمبر کو حیدر آباد بینڈیج اینڈ کلاتھ مینو فیکچرنگ کوآپریٹیو سوسائٹی کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ محکمہ صنعت نے ریاست کے لئے متعدد اسکیمیں تیار کی ہیں جن پر ۳ کروڑ روپئے خرچ ہونگے - انہوں نے مزید کہا کہ اتنک ریاست میں ۸۰۰۰ صنعتی یونٹوں نے کام کرنا شروع کردیا ہے اور ان میں ۲۰ ہزار سے زائد افراد کو کام ملا ہے -

شری پی - باسی ریڈی وزیر صنعت اور شری آر - کرشنن ناظم صنعت نے تقاریر کیں اور شری حسن علی ایم - ایل - اے نے تقریب کی صدارت کی -

ماہی گیر عورتوں میں قرضوں کی تقسیم

شری جے - وینگل راؤ چیف منسٹر نے شہر حیدر آباد کے علاقہ خیریت آباد میں تھا بستی کی رہنے والی ۶۷ ماہی گیر عورتوں میں ۹ - ڈسمبر کو گنگا پترم سنگھم کی جانب سے منعقدہ ایک تقریب میں قرضے تقسیم کئے - یہ قرضے فی ماہی گیر ۸۰۰ روپئے کے حساب سے آندھرا بینک کی منظورہ ایک اسکیم کے تحت دئے گئے - شہر حیدر آباد میں ماہی گیری کے پیشے سے تعلق رکھنے والے جملہ ۲۷۰ افراد کو اس اسکیم کے تحت مالی امداد فراہم کی گئی ہے ، اور اس سلسلے میں مجموعی طور پر (۲،۱۸،۰۰۰) روپئے تقسیم کئے گئے ہیں -

شری ڈی - منو سوامی وزیر سمکیات نے تقریب کی صدارت کی - سروا شری ٹی - انجیا ، وزیر محنت اے - ایل ملیا صدر آندھرا پردیش گنگا پترا سنگھم اور ایم - ستیا نارائنا صدر مقامی سنگھم نے حاضرین کو مخاطب کیا -

نرساراؤ پیٹھ میں کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ میٹنگ

شری چنو سولو وینکٹا راؤ وزیر عمارات و شوارع نے ۱۱ - ڈسمبر کو نرسا راؤ پیٹھ میں ناگر جونا ساگر پراجکٹ رائٹ کنال کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ سے متعلق پہلے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے اس امر کا انکشاف کیا کہ ناگر جونا ساگر پراجکٹ کے تحت آنیوالی اراضی کی ترقی کے لئے حکومت قانون سازی کے ذریعہ ایک کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹی کی تشکیل پر غور کر رہی ہے - انہوں نے یہ توقع بھی ظاہر کی کہ عالمی بینک سے ملنے والی امداد کو جلد ہی قطعیت حاصل ہو جائیگی اور ۱۰ کروڑ روپئے کی لاگت سے سڑکوں کی ترقی سے متعلق ماسٹر پلان کی عمل آوری شروع کردی جائیگی -

ورنگل ضلع کمیٹی کی جانب سے ۲۰ - نکاتی پروگرام کا جائزہ

شری ایس - رے کلکٹر کی صدارت میں ۱۳ - ڈسمبر کو ورنگل ضلع جائزہ کمیٹی برائے ۲۰ - نکاتی پروگرام کا اجلاس منعقد ہوا -

کمیٹی کو مطلع کیا گیا کہ فصل ربیع کے پہلے ۱۱۰ لاکھ روپیوں کی رقم کی حد تک کسانوں کو امداد باہمی کے ذریعے قرضوں کی سہولتوں کا انتظام کیا گیا - قانون تحدید اراضی کے تحت وصول ہونے والے ۱۹۷۵۴ اعلان ناموں میں سے ۳۰۸۳ کی تنقیح کی گئی ، ۵۸۲۲ ایکڑ اراضی پر محیط ۱۵۲۱۶ محفوظ تولداروں کو مالکانہ صداقت نامے اجرا کئے گئے اور ۱۸۳۹ مقدمات کی یکسوئی کی گئی -

شری کے - وائی - راجہ راؤ ایم - ایل - اے ، شری ایس - بی - گیری ایم - پی ، شری کاسانی نارائنا ایم - ایل - اے، شری آر - نرسمہا رامیا ایم - ایل - اے اور ضلع کے عہدہ داروں نے اس اجلاس میں شرکت کی -

گنٹور میں سائنسی میلے کا افتتاح

شری ایم - وی - کرشنا راؤ وزیر تعلیم نے ۳۱ - ڈسمبر کو گنٹور میں پانچ روزہ سائنسی میلے کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے ایسے طلباء کو آئندہ سال تعلیمی وظائف دینے کا فیصلہ کیا ہے جو ریاستی سطح کے سائنسی میلے میں اول درجہ حاصل کریں گے - شری سرادا ایچ راؤ ڈسٹرکٹ ایجوکیشنل آفیسر نے بتایا کہ پوری ریاست سے ۸۰۰ نمائشی اشیاء میلے میں نمائش کے لئے رکھی گئیں ہیں - شری پی - آدی نارائنا ، ڈائرکٹر اسکول ایجوکیشن نے بھی اس موقع پر تقریر کی -

گروتیغ بہادر جی کے ٹکٹوں کی اجرائی

شری جی چوکا راؤ وزیر زراعت اور حمل و نقل نے اشوک بازار حیدر آباد میں ۱۶ - ڈسمبر کو گروتیغ بہادر کی شہادت کی تین سو سالہ تقریب کے موقع پر پوسٹ اینڈٹیلگراف ڈپارٹمنٹ کے خصوصی ٹکٹوں کی رسم اجراء انجام دی - شری پی - ایس - راگھوا چاری پوسٹ ماسٹر جنرل نے اس تقریب کی صدارت کی اور سرجیت سنگھ بگا اور سہندر سنگھ چھا بڑا نے حاضرین کو مخاطب کیا -

ماہی گیروں میں نیلان دھاگے کی تقسیم

شری ڈی منو سوامی وزیر سمکیات نے ۱۰ - ڈسمبر کو گنٹور میں ” کنسٹرکشن بوتھ سیل اسکیم ،، کا افتتاح کرتے ہوئے بتایا کہ آندھرا پردیش فشریز کارپوریشن جلد ہی ۵۰ لاکھ روپیہ قیمت کی دو مسافر کشتیاں میکسیکو سے حاصل کرے گا - وزیر موصوف نے اس موقع پر آندھرا بینک کی جانب سے فراہم کردہ نیلان دھاگا مالیتی ۱۰ ہزار روپیے ماہی گیروں میں تقسیم کیا - انہوں نے ۲۵ سیکل رکشائیں اور ۳۱ بھینسیں بھی تقسیم کیں -

نلگنڈہ ضلع پریشد کے اجلاس عام سے چیف منسٹر کا خطاب

شری جے - ونگل راؤ چیف منسٹر نے ۱۷ - ڈسمبر کو نلگنڈہ ضلع پریشد کے عام اجلاس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ناگر جونا ساگر اور مریال گوڑہ میں صنعتی شعبے کے تحت دو ” کیاسٹر کامپکلسز ،، دس کروڑ روپیہ کی لاگت سے قائم کئے جائیں گے -

شری کے - رنگا ریڈی صدرنشین ضلع پریشد نے خیرمقدمی خطبہ پیش کیا -

چیف منسٹر نے ایک بس ڈپو کے افتتاح کے سلسلے میں ترتیب دئے ہوئے ایک اور جلسے کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بات کہی کہ پانچویں منصوبے کے اختتام تک ریاست کے اندر تمام بس روٹ قومیائے جائیں گے -

شری اجیت سنگھ جنرل منیجر نے بتایا کہ کارپوریشن نے ایک پروگرام شروع کیا ہے جس کے تحت صرف ضلع نلگنڈہ ہی میں مریال گوڑہ - سوریا پیٹھ اور یادگیر گٹہ میں نئے بس ڈپوز کی تعمیر اور دوسری بنیادی سہولتوں کی فراہمی پر آئیندہ دوبرسوں کے دوران میں ایک کروڑ روپیہ خرچ کئے جائیں گے-

شری پی-پی - ولیم کلکٹر نے انکشاف کیا کہ ۲۳،۰۰۰ ایکڑ سرکاری اراضی ضلع کے بے زمین غریبوں کے نام منتقل کی گئی ہے اور مارچ سنہ ۱۹۷۶ ع کے ختم تک مکانات کے ۲۰،۰۰۰ پٹے تقسیم کردئے جائیں گے -

شری وی - پرشوتم ریڈی وزیر آبکاری نے تقریب کی صدارت کی -

چیف منسٹر نے چھوٹے کاشتکاروں اور دوسرے کمزور طبقات میں ½۲ لاکھ روپیہ مالیت کے قرضے تقسیم کئے - انہوں نے ۲۲۶ حوالگی اراضی کے پٹے، ۳۱۷ صداقت نامہ جات سلکیت اور ۲۳۸ رہائشی اراضیات کے پٹے بھی تقسیم کئے - چیف منسٹر نے جانوروں کی نعشوں کو کام میں لانے والی ایک یونٹ کا سنگ بنیاد رکھا جس پر ۶،۳۷ لاکھ روپیوں کے اخراجات آئیں گے اور ضلع امدادباہمی کے ایک گودام کا بھی سنگ بنیاد رکھاجس کی تعمیر پر ۵۰،۰۰۰ روپیہ خرچ ہوں گے -

جم پیٹھ میں زمین گروی بینک کا افتتاح

شری پی ۔ رتنا سبھا پتی انچارج آندھرا پردیش امداد باہمی مرکزی زمین گروی بینک نے ۱۷ ۔ ڈسمبر کو اچم پیٹھ ضلع محبوب نگر میں ایک زمین گروی بینک کا افتتاح کیا ۔

شری پی ۔ مہیندر ناتھ وزیر مال ڈیئنگ نے ، جو اس تقریب میں مہمان خصوصی تھے ، بینکوں سے حاصل کی جانیوالی رقومات کے صحیح استعمال کی ضرورت پر زور دیا ۔

شری ایم ۔ رامدیو ریڈی ایم ۔ ایل ۔ سی ۔ نے صدارت کی اور شری پی ۔ دامودھر ریڈی نے حاضرین کا خیر مقدم کیا ۔ سروا شری این ۔ وی ۔ جگنادھم ایم ۔ ایل ۔ اے ۔ ، این نرسیا ایم ۔ ایل ۔ اے ۔ اور گوپالا ریڈی صدر سمیتی نے تقاریر کیں ۔

چیف منسٹر کا ضلع کھمم میں چار روزہ دورہ

شری جے ۔ وینگل راؤ چیف منسٹر نے ۲۱ ۔ سے ۲۴ ۔ ڈسمبر تک ضلع کھمم کے چار روزہ دورے میں متعدد تقاریب میں شرکت کی ۔

ھیا چندرا پورم میں جذام گھر

چیف منسٹر نے ۲۲ ۔ ڈسمبر کو کتہ گوڑم کے قریب ھیا چندرا پورم میں ۱۰ لاکھ روپیہ کی لاگت والے ایک جذام گھر کا سنگ بنیاد رکھا ۔

شری پی ۔ این ۔ رامن منیجنگ ڈائرکٹر سنگارینی کالریز نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس پروجکٹ پر عائد ہونے والے اخراجات کے لئے ۲۰۵ لاکھ روپے مزدوروں کی جانب سے عطیے کے طور پر دئے جائیں گے ۔ اور مابقی اخراجات مرکزی اور ریاستی حکومتیں برداشت کریں گی ۔

بعد میں چیف منسٹر نے کتہ گوڑم میں ۴۰ ھارس پاور والے ایک ''ھالر ،، مالیتی ۱۱۰۱ لاکھ روپیہ کا افتتاح کیا اور وہاں کے ھاسٹل میں قائم شدہ حالیہ کیمپ میں خاندانی منصوبہ بندی کے آپریشن کرانے والوں میں فی کس ۱۰۰۰۰ روپیہ کی پالیسی کے حساب سے ایل ۔ آئی ۔ سی کی بیمہ پالیسیاں تقسیم کیں ۔

شری کے ۔ آر ۔ رام موھن راؤ چیف مڈیکل آفیسر نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور شری سی ۔ ایچ وینکٹا راؤ وزیر تعمیرات نے تقریب کی صدارت کی ۔

یورگم پہاڑ میں پولٹری

چیف منسٹر نے یورگم پہاڑ میں ایک پولٹری کا سنگ بنیاد رکھا جو شری چدرا کنشیا کی جانب سے بطور عطیہ دئے ہوئے

۴۰۰۰۰۰ روپیوں سے تعمیر کی جائے گی انھوں نے سنگارینی کالریز کی پرکاشم نگر آبادی کا بھی سنگ بنیاد رکھا جو منو گورو کے مقام پر بسائی جارہی ہے اور جس پر ۵ کروڑ روپیہ لاگت آئے گی ۔ چیف منسٹر نے وھاں پر ایک دواخانے اور امدادی مرکزی بینک کی شاخ کا افتتاح بھی کیا ۔ اور اس سلسلے میں ایک اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے یہ خیال ظاہر کیا کہ اپنی صنعتوں کی بدولت منو گورو ھندوستان کا مانچسٹرین جائے گا ۔

شری ٹی ۔ وینکٹیا نے اس تقریب کی صدارت کی اور شری کے پنیا ایم ۔ پی نے بھی حاضرین کو مخاطب کیا ۔

مسورو واگو تالاب کی اسکیم

چیف منسٹر نے ۲۳ ۔ ڈسمبر کو بندی ریوو میں مسورو واگو تالاب کا سنگ بنیاد رکھا ۔ اس اسکیم پر ۱۰۷۵ لاکھ روپیے خرچ آئیگا اور اس سے ۱۴۰۰ ایکڑ اراضی سیراب کی جاسکے گی یہ اسکیم قبائلیوں کے فایدے کے لئے روبہ عمل لائی جارھی ہے ۔

شری ایم ۔ وینکٹا ریڈی وزیر چھوٹی آبپاشی نے اس تقریب کی صدارت کی ۔ شری پی ۔ آر گوپالا کرشنا ریڈی چیف انجینیر نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور شری ایم سیوا رامیا سپرنٹنڈنگ انجنیر نے شکریہ ادا کیا ۔

بھدرا چلم ۔ گناورم سڑک پر ۴ پلوں کی تعمیر

چیف منسٹر نے بھدرا چلم ۔ گناورم سڑک پر نلی پاکا ، توٹا پلی ، نندی کما اور سرمدروا گو کے مقامات پر چار پلوں کی تعمیر کے لئے سنگ بنیاد رکھے ۔ ان پلوں کی تعمیر پر ۴۰ لاکھ روپیے خرچ ہوں گے ۔

بعد چیف منسٹر نے ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے اس بات کا تیقن دیا کہ ۱۰ کروڑ روپیے لاگت والے لوئر سیلرو آبپاشی پروجکٹ کی منظوری سروے کی تکمیل کے بعد دیدی جائے گی ۔ جس سے گناورم اور ورا رام چندرا پورم سمیتیوں میں سے ۶۰۰۰۰ ایکڑ اراضی کو سیراب کیا جاسکے گا ۔ انھوں نے اس بات کا بھی تیقن دیا کہ اگر گاؤں والے ایک لاکھ روپیے کی عمارتیں تعمیر کردیں تو آئیندہ سال سے گناورم میں ایک جونیر کالج کھول دیا جائے گا ۔

چیف منسٹر نے نلی پاکا کلسٹر الکٹریفیکیشن اسکیم (لاگت ۵ء۰ لاکھ روپیے) کے تحت پائناپلی اور پرشوتم پٹنم میں اسٹریٹ لائٹس کو روشن کیا ۔

دو ٹیوب ویل اسکیموں کا افتتاح

چیف منسٹر نے ۲۳ ۔ ڈسمبر کو ستوپلی کے قریب واقع مواضعات راسنا گتم اور گنلہ پٹوردی گوڑم میں دوٹیوب باؤلیوں

کا افتتاح کیا - ۹ء۲ لاکھ روپیوں کے خرچ سے تعمیر کی جانیوالی ان باولیوں سے ۲۴۰ ایکڑ اراضی کو سیراب کیا جائے گا۔

انہوں نے ٹیکولا پلی میں اسٹریٹ لائٹ کو روشن کیا اور کلورو میں ۶ء۲ لاکھ روپیوں سے تعمیر کی جانیوالی ۳۰ بستروں والے ایک دواخانے کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا اور دس هزار خواتین کے ایک اجتماع کو بھی مخاطب کیا -

شریمتی ایم - لکشمی دیوی وزیر بہبودی خواتین نے صدارت کی - چیف منسٹر نے مرکزی حکومت کی جانب سے آغاز کردہ غیر رسمی تعلیم کا افتتاح بھی کیا -

سروا سری کے - راج ملو ، وزیر صحت ، ایم - وی کرشنا راؤ وزیر تعلیم ، بی سری راما مورتی وزیر بہبودی هریجن ، ایم وینکٹ ریڈی ، وزیر چھوٹی آبپاشی اور کے ہنیا ایم - پی نے اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے شری جے - وینگل راؤ کی فعال قیادت کی سراهنا کی۔ شری وانی - رنگاریڈی نے مہمانوں کا شکریه ادا کیا -

رنگا پور پراجکٹ سے دوسری فصل کے لئے پانی

مسٹر یس - رے- کلکٹر ورنگل نے کل یہاں منعقدہ ایک جلسه میں رنگاپور پراجکٹ کے اے-بی-سی بلاکوں کی دوسری فصل کے لئے پانی چھوڑا-انہوں نے ''کویا،،طبقے کے لوگوں کو تلقین کی که وہ اس پانی کا بھرپور استعمال کرکے کاشتکاری کے جدید طریقوں کو اختیار کرتےہوئے اپنی زمینات کو ترقی دیں -

قبائیلی موضع تماپور تعلقه ملک میں کلکٹر نے قبائیلوں کو سائھ پٹه سرٹیفکٹ تقسیم کئے تا که وہ ٹرائبل کوآپریٹیوفارم کا آغاز کرسکیں - مسٹر سنتوش چکر ورتی یم - ایل - اے-و مسٹر یم-وی - رنگا ریڈی اور مسٹر پاپیا پریسیڈنٹ ٹرائبل یوتھ آرگنائزیشن نے کلکٹر کا شکریه ادا کیا -

وزیرفینانس نےڈسٹرکٹ سنٹرل لائبری کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا

مسٹر پی - رنگا ریڈی وزیر فینانس نےکل یہاں دسٹرکٹ سنٹرل لائبریری کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا - اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا که کتب خانه جات پر ۲۰ء۱ کروڑ روپئے خرچ کئے جارہے ہیں - ریاست میں ۲۲ ڈسٹرکٹ سنٹرل لائبریری اور ۹۲۹ برانچ لائبریریاں ہیں - انہوں نے پسماندہ علاقوں میں زیادہ شاخیں قائم کرنے کی ضرورت پر زور دیا - انہوں نے مزید کہا که حکومت ضلع پرکاشم کی حدتک کتب خانه قائم کرنے پر استناعی احکامات کو نرم کردےگی چونکه اس ضلع میں کتب خانوں کے قیام کی تحریک بہت سست ہے-

قبل ازیں مسٹر اے - سرینواس راؤ صدرنشین ضلع گرانڈهالیه سمستا نے اجتماع کا خیر مقدم کیا - اور وزیر موصوف پر زور دیا که سینٹیج چارجس کو برخواست کیا جائے اور کتب خانوں کے عمارتوں کی تعمیر کے لئے ایک لاکھ روپئے کی گرانٹ فراهم کی جائے - مسٹر پی - رنگاریڈی نے مذکورہ امور کی عمل آوری کا وعدہ کیا تا که زیادہ سے زیادہ کتب خانے قائم کئے جاسکیں -

هریجنوں میں مکانات کے پٹوں کی تقسیم

نیلور ۲۱ - ڈسمبر

کوآپریٹیو رورل بینک اندوکورپیٹھ کی جانب سے نئے تعمیر کردہ گودام کا افتتاح کرتے ہوئے مسٹر آر - دسرتھ رام ریڈی اسپیکر آندھرا پردیش لیجسلیٹیو اسمبلی نے مسٹر جی - سبارام ریڈی بینک کے پریسیڈنٹ اور بورڈ کے ارکان کو مبارکباد دی که انہوں نے اس ادارے کو صحت مند بنیادوں پر ترقی دی ہے اور وسیع پیمانے پر کسانوں اور کمزور طبقات کو قرض کی سہولتیں بہم پہنچائی ہیں -

اس جلسه کی صدارت کرتے ہوئے مسٹر ڈی - منوسوامی وزیر سمکیات نے کہا که وزیراعظم کے ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کی وجه سے کمزور طبقات میں بہت سی تبدیلیاں آئی ہیں - وزیر موصوف نے الی پورم موضع کے ۷۴ هریجنوں میں مکانات کے پٹے تقسیم کئے -

اس موقع پر پیش کئے جانیوالے ایک مختصر نوٹ میں بتایا گیا که کوآپریٹیو بینک کے ممبروں کی جمله تعداد ۲۱۷۴ ہے جس میں سے ۱۳۹۹ درج فہرست اقوام و قبائل اور پسماندہ طبقات سے تعلق رکھتے ہیں -

کوآپریٹیو ڈپارٹمنٹ کے ایک عہدہ دار نے بتایا که موسم خریف کے دوران میں ۶۰ فیصد قرضے کمزور طبقات میں تقسیم کئے گئے - مسٹر اے سرینواسلو ایجنٹ اسٹیٹ بینک نیلور ٹاؤن نے کہا که اسٹیٹ بینک کی جانب سے اندوکورپیٹھ کے کسان اراکین کو هر سال ۶ لاکھ روپیه کے کوآپریٹیو قرضے دئے جارہے ہیں جس کی کفالت کوآپریٹیو رورل بینک کررہا ہے -

بعد ازاں اسپیکر نے آنجہانی شریمتی گونوپانی وینکٹ سبا والدہ مسٹر جی - راجچندر ریڈی یم - یل - سی - کی جنہوں نے ضلع پریشد گرلز هائی اسکول اندوکور پیٹھ کی عمارت کا عطیه دیا ہے - تصویر کی نقاب کشائی کی - مسٹر ایم - گوپال کرشناریڈی صدر نشین ضلع پریشد نیلور نے کہا که هاسٹل کے لئے ایک نئی عمارت تعمیر کی جائیگی -

مسٹر جی راجندر ریڈی ‌یم - یل - سی - نے ھاسٹل کی عمارت کی تعمیر کے لئے ۴۰ ہزار روپئے کے عطیے کا اعلان کیا۔

مسٹر سی - رام سورتی - ھیڈماسٹر نے شکریہ ادا کیا -

اسٹوڈیوں کی تعمیر کے لئے مالی امداد

مسٹر پی - رنگاریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے ۲۲- ڈسمبر کو کنٹور میں اخباری نمائندوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ دو اسٹوڈیوں کی تعمیر کے لئے ۵۰ لاکھ روپئے کی حدتک مالی امداد دی جائیگی - انھوں نے یووا بھارتی ایجو کیشنل سوسائٹی کی جانب سے شائع کردہ کتاب '' کاتی ریکھالو '' کی رسم اجراء بھی انجام دی -

چیف منسٹر نے سرکار کو حوالے کردہ اپنی ۴۰٫۳۵ ایکڑ فاضل اراضی ۲۹ ھریجنوں اور ۵۰ گریجنوں میں تقسیم کی اور کلور سمیتی کے کمزور طبقات میں رھائشی اراضی کے ۱۸۶۳ پٹے بھی تقسیم کئے -

کھمم میں مار کٹ کامپلکس -

چیف منسٹر نے ۲۳- ڈسمبر کو کھمم میں تخمیناً ۵ لاکھ روپئے لاگت والے ایک مار کٹ کامپلکس کا اور ۷ لاکھ روپئے لاگت والے ترومالا تروپتی دیوستھانم کے کلیانا منڈپم کا سنگ بنیاد رکھا - اس منڈپم میں ۲۰۰۰ افراد کے اجتماع کی گنجائش رہے گی اور یہ شادیوں اور دوسرے ثقافتی پروگراموں کے لیے استعمال کیا جائیگا -

شری آر - ایس - سوریانارائنا راجو وزیر ھندو اوقاف نے صدارت کی - شری انا راؤ چیر مین ٹی - ٹی - ڈی نے خیر مقدم کیا- شری آر - راجہ گوپالاراجو ، ایگزیکیٹیو آفیسر ٹی - ٹی - ڈی اور شری کے پرشوتم نائیڈو ، کمشنر ھندو اوقاف تقریب میں شریک تھے -

شری کولی پاکا کرشناراؤ نے شکریہ ادا کیا -

کھمم میں ایک عصری بس اسٹانڈ کا سنگ بنیاد -

چیف منسٹر نے کھمم میں ایک عصری بس اسٹانڈ کا سنگ بنیاد رکھا جس کی تعمیر پر ایک لاکھ روپئے خرچ ھونگے -

شری پی - نرسنگ راؤ صدر نشین آر - ٹی - سی نے تقریب کی صدارت کی اور کہا کہ آر - ٹی - سی اس ضلع کے تمام تعلقہ مستقروں پر عصری طرز کے بس اسٹانڈز کی تعمیر پر ایک کروڑ روپئے خرچ کرے گا اور ریاست بھر میں مسافروں کو سہولتیں فراھم کرنے کے لئے چار کروڑ روپئے خرچ کئے جائیں گے -

شری اجیت سنگھ جنرل مینیجر آر ٹی سی نے حاضرین کا خیر مقدم کیا اور شری پی - وی - انیا - ڈپٹی جنرل مینیجر نے شکریہ ادا کیا - شری ایم - وی - کرشناراؤ وزیر تعلیم اور شری آر - ایس - سوریانارائناراجو وزیر ھندو اوقاف نے بھی اس موقع پر تقاریر کیں -

حوالگی اراضیات کے ۳۲۷۲ پٹوں کی تقسیم -

شری پی - وی - آر - کے - پرساد کلکٹر نے ۲۷- ڈسمبر کو اس امر کا انکشاف کیا کہ چیف منسٹر نے ۲۱ سے ۲۴- ڈسمبر تک ضلع کھمم کے اپنے چار روزہ دورہ کی مدت میں کمزور طبقات میں ۶۰۷۷ ایکڑ اراضی پر مشتمل ۳۲۷۲ پٹے اور رھائشی اراضی کے ۵۰۸۱ پٹے تقسیم کئے - انھوں نے ۲۹٫۵۲ لاکھ روپئے کے قلیل مدتی زرعی قرضے اور ۹۶۵ افراد میں شیڈولڈ کاسٹس اور بیاک ورڈ کلاسس فینانس کارپوریشن کے ایما پر تجارتی بینکوں کی جانب سے فراھم کردہ ۲۴٫۰۱ روپیوں کے قرضے نیز ۳۱٫۳ لاکھ روپیوں کے دیہی صنعتی قرضے اور انٹیگریٹیڈ ٹرائبل ایجنسی کے ۲٫۳۰ لاکھ روپیوں کے قرضے تقسیم کئے -

* * * * *

زاھد رضوی

اندرا گاندھی

[ذیل کی نظم صنعت توشیح میں لکھی گئی ہے -

ا - اجالا ذھن کا ہے شمع رھگذر اندرا　　وطن پرست کے حق میں ہے اک سپر اندرا
ن - نہیں جواب جو ھمت میں ہے جواں اندرا　　ھر ایک رخ سے ہے بھارت کی پاسباں اندرا
د - دیار ھند کی ہے آھنی فصیل اندرا　　مثال جسکی نہیں ہے وہ ہے بے مثیل اندرا
ر - رہ حیات میں منزل کی رھنما اندرا　　شکستہ قلب کا آفت میں آسرا اندرا
ا - اجارہ داروں میں ھمت شکن رھی اندرا　　ھر ایک حال میں جان وطن رھی اندرا
گ - گرا کے ظلم کے ایواں ہے ارجمند اندرا　　مٹا کے قوت زر آج ہے بلند اندرا
ا - اک آرزوئے ترقی کا نام ہے اندرا　　بقا کا قوموں کے حق میں پیام ہے اندرا
ن - نئے اصول نئی زندگی نواز اندرا　　پیام امن ہے یہ شانتی کا ساز اندرا
د - دل و دماغ پہ ملت کے چھائی گئی اندرا　　جہاں کو درس اخوت پڑھا گئی اندرا
ھ - ھر ایک کوشش حاسد سے دور ہے اندرا　　مئے حیات کا دلکش سرور ہے اندرا

ی - یہ بات صاف ہے نہرو مزاج ہے اندرا
ہے بے نظیر یہ زاھد جو آج ہے اندرا

* * * *

زندگی

زندگی راحت جاں ، درد دل زار بھی ہے
بانجھ کھیتی بھی ہے یہ ، کشت گہر بار بھی ہے
زندگی ایک دھنک
شوخ رنگوں سے بنی
زندگی قرض بھی ہے فرض بھی ہے
زندگی ایک سراب
زندگی جام شراب
زندگی حسن شباب
زندگی بوئے گلاب
زندگی کیوں ہو عذاب
جس نے جس رنگ میں دیکھا یہ بنی ویسی ہی
شاد ناشاد تو آباد ہیں برباد یہاں
فقر ایک پھول بھی ہے دھول بھی ہے
زندگی گہرا سمندر کوئی
اس فلک بوس بلندی سے پرے
لوگ جیتے ہیں کہ مرنا ہے ابھی
ذہن و ماحول کی تاریکی میں
جس طرح ہوگا بہر طور گذر کرلیں گے
لوگ جینے سے بہت پہلے ہی مر جاتے ہیں
اک تساہل کا بہانہ ہے یہ انداز انکا
آؤ ہم زیست سجائیں ابھی
عظمت آدم و حوا نہ گھٹائیں ہرگز
ہم وفا کیش بنیں
خدمت قوم و وطن اپنا سلیقہ بن جائے
حسن کے پھول بکھیریں خوشبو
پیار کے نور سے روشن ہوں فضائیں ساری
دل میں نفرت نہ رہے
درد مٹ جائیں ملے صبر و قرار
روشنی ہائے حیات
رات کی ظلمتیں مٹ جائیں کہیں کھو جائیں
خوگر رنج نہیں وارث اورنگ نشاط
سرخوشی ہائے حیات
جینا جب تک ہے سلیقے سے جیئیں
موت آئے تو قرینے سے مریں
حسن تدبیر سے گلشن میں گہر باری ہو
کام کچھ ایسے کریں
زیست جاوید بنے

* * * *

ڈاکٹر یوسف سرمست

اردو ناول اور جدو جہد آزادی

اردو ادب نے آزادی کی جدو جہد میں جو حصہ ادا کیا ہے اس کا اندازہ اس بات سے آسانی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے کہ اردو کی کوئی بھی صنف ادب ایسی نہیں ہے جسمیں آزادی کا اظہار نہ ہوا ہو۔ خالص غزل گو شاعر بھی ''مشق سخن،، کے ساتھ ''چکی کی مشقت،، میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ اور جنہوں نے چکی کی مشقت میں حصہ نہیں لیا۔ وہ بھی یہ کہکر ہی اس آرزو کو ظاہر کرتے رہے ہیں :-

شاعر نہیں ہے وہ جو غزل خواں ہے آج کل

جب غزل جیسی نازک اور لطیف صنف سخن میں معشوق کی باتوں یا معشوق کی باتوں کی بجائے چکی کی مشقت کی باتیں ہوئی ہیں تو پھر ناول میں اس کا جس قدر بھی اظہار ہوا ہے وہ کم ہی ہے۔ کیونکہ ناول کی تعریف ہی ہنری جیمس نے یہ کی ہے کہ یہ ''یہ زندگی کا راست اور شخصی اظہار ہے،،۔ اس لئے ابتدا ہی سے اردو ناول میں انگریزی تسلط اور انگریزی تہذیب کی مصیبتوں کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔

اردو کے پہلے ناول نگار نذیر احمد گو انگریزی تعلیم اور انگریزی علوم کو سیکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ انگریزوں کی تقلید اور مغربی زندگی کو اپنانے کے خطرناک نتائج سے خبردار کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کا ناول ''ابن الوقت،، خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اسمیں نہ صرف انگریزی تہذیب اور مغربی طرز زندگی اپنانے کی شدید مخالفت کی گئی ہے بلکہ سیاسی اور اقتصادی حالات کی آگہی کا بہترین ثبوت دیا گیا ہے۔ اس ناول میں نذیر احمد بتاتے ہیں کہ انگریزی تسلط کی وجہ سے ہندوستان کا صد ہا سال کا دیہی سیاسی نظام کس طرح تباہ ہوا اور اس تباہی کے کیا نتائج برآمد ہوئے۔ کیونکہ سیاسی نظام کی اس تبدیلی سے ہندوستان کا اقتصادی نظام بھی تباہ اور برباد ہو کر رہ گیا تھا۔ ان تمام باتوں کا جائزہ نذیر احمد نے ایک مورخ کی طرح لیا ہے۔ حیرت ناک بات یہ ہے کہ انہوں نے بھی وہی نتائج اخذ کئے تھے جو بعد میں رمنی پام دت اور پنڈت جواہر لال نہرو نے اخذ کئے ہیں۔

نذیر احمد نے اس طرح سے انگریزی تسلط کی مختلف خرابیوں کو بے نقاب کر کے انگریزی حکومت اور مغربی تہذیب کے خلاف ایک بیداری پیدا کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ان کے ہاں مفاہمت کی بھی کئی صورتیں ملتی ہیں۔

انگریزی اور اس وقت کے سیاسی حالات کو بغیر کسی رو و رعایت کے جس نے سب سے پہلے اپنے طنز کا نشانہ بنایا وہ اردو کا ایک مشہور صحافی لیکن کم تر معروف ناول نگار منشی سجاد حسین اڈیٹر ''اودھ پنچ،، ہے منشی سجاد حسین کے ناولوں میں برطانوی حکومت اور انگریزوں کی ہر چیز سے ایک بیزارگی ملتی ہے۔ اس لحاظ سے ان کا ناول ''کایا پلٹ،، سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے اس ناول میں اس وقت کی سیاسی فضا سانس لیتی نظر آتی ہے۔ سجاد حسین نے اپنے پختہ سیاسی شعور سے کام لیکر ان تمام عناصر کا احاطہ کرلیا ہے جو اس زمانے کی سیاسی فضا کی تعمیر میں حصہ لے رہے تھے۔ منشی سجاد حسین ہندوستان کی پہلی سیاسی جماعت انڈین نیشنل کانگریس کے لیڈر پر بھی طنز کرتے ہیں کیونکہ وہ انگریز تھا۔ وہ بتاتے ہیں کہ انگریز لیڈر تو بن بیٹھے ہیں لیکن ان کی باتوں میں خلوص ہے نہ سچائی۔ یہ ہندوستانیوں کے حقیقی مسائل سے بھی واقف نہیں ہیں۔ ایک طرف تو سیاسی ھل چل پیدا کرنے والے انگریز تھے جو ہندوستانی عوام سے خلوص نہ رکھتے تھے۔ دوسری طرف سادہ لوح ہندوستانی عوام تھے جو صرف صاحب کی آواز پر سر دھننا جانتے تھے۔ انہیں اس بات سے کوئی مطلب نہ تھا کہ صاحب کی باتیں کس حد تک مفید اور پرمغز ہیں۔ اس طرح انگریزی حکومت اوو انگریزوں کے خلاف طنز کے حربے اپنا کر منشی سجاد حسین نے ہندوستانیوں کو جھنجوڑنے کی کوشش کی۔

منشی سجاد حسین کے بر خلاف بعض دوسرے ناول نگار ہیں جیسے عبدالحلیم شرر، راشد الخیری وغیرہ جو تاریخی ناولوں کے ذریعہ دوسری طرح سے بیداری پیدا کرنے کی کوشش کررہے تھے۔ اس زمانے میں ان اہم ناول نگاروں کے علاوہ بے شمار معروف اور غیر معروف لوگوں نے تاریخی ناول لکھے ہیں۔ جیسے برج موہن دتاریہ کیفی نے ایک تاریخی ناول'' نہتا رانا،، کے نام سے

لکھا ہے۔ صرف اردو ہی میں نہیں ہندوستان کی دوسری تمام زبانوں میں بیسویں صدی کے ربع اول میں بے شمار تاریخی ناول لکھے گئے ہیں۔ ماضی پرستی کا یہ رجحان اس وقت کے سیاسی اور سماجی حالات کا تقاضہ تھا ۔ اس زمانے میں اپنی خودی اور خود داری کو بیدار کرنے کے لئے ماضی کو یاد کیا جارہا تھا ۔ ماضی کی طرف لوٹنے کی یہ خواہش اور اس کی پرستش اپنی وقعت اور اہمیت کے جذبہ کو ابھارنے کے لئے ضروری بلکہ ناگزیر تھی ۔ ماضی پرستی کا یہ رجحان اس لئے بھی تھا کہ روحانیت اور مذہبیت ہندوستان کے لئے ہمیشہ ایک سہارا رہی ہے ۔ اور مذہب اور روحانیت ماضی میں بے حد اہمیت رکھتے تھے ۔ ماضی پرستی کے اس رجحان کا تجزیہ کرتے ہوئے پنڈت جواہر لال نہرو اپنی کتاب ڈسکوری آف انڈیا میں لکھتے ہیں ۔

'' اس میں روحانی اور مذہبی عنصر تھا ۔ اس کے علاوہ اس کا ایک قومی اور سیاسی پس منظر بھی تھا ۔ ابھرتے ہوئے درمیانی طبقے کا یہ رجحان مذہبی سے زیادہ سیاسی تھا ۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ انہیں ایسی تہذیبی بنیادیں مل جائیں جو انہیں اپنی اہمیت اور قدر کا یقین دلائیں ۔ ایسی کوئی بات جو ان کے احساس ذلت اور مایوسی کو کم کرسکے جو کہ بیرونی اقتدار نے ان میں پیدا کردی تھی ۔ تلاش ماضی کی طرف لوٹنے کا یہ رجحان مذہب کے علاوہ قومیت کی ترقی کی وجہ سے رواج پاتا ہے ۔ ،،

اس زمانے میں سارے ہندوستان میں ماضی کو زندہ کرنے کی کوشش ہورہی تھی ، تاکہ پچھلی شان اور عظمت کو یاد کر کے حال کو بہتر بنانے کا خیال پیدا ہوسکے ۔ پروفیسر نٹراجن نے لکھا ہے کہ مغربی تہذیب کے ردعمل سے ہندوستانیوں کا مجروح غرور جاگ اٹھا اور ادب میں ماضی کے احیا' کا رجحان عام ہوگیا۔ اصل میں انگریزوں کی برتری اور ان کے تسلط کی اہمیت کو کم کرنے کے لئے یہ ضروری تھا ۔

تاریخی ناولوں نے جس طرح انگریزوں کے خلاف جدوجہد کو تیز کرنے میں بالواسطہ حصہ لیا ، اسی طرح سماجی ناولوں اور سماجی موضوعات نے بھی اس زمانے میں جدوجہد میں حصہ لینے کے لئے ذہنی فضا' تعمیر کی ۔ انگریزی اقتدار کے ساتھ انگریزی تہذیب کی چمک دمک ہندوستانیوں کی آنکھوں کو خیرہ کررہی تھی اور ضرورت اس بات کی تھی کہ ان جھوٹوں نگینوں ریزہ کاری کی اصلیت واضح کی جائے ۔ اور چونکہ یہ قومی زندگی کا بہت ہی اہم موڑ تھا اسلئے بھی '' آئین نو ،، سے ڈرنا یا اسے بغیر سوچے سمجھے رد کردینا بھی غیر دانش مندانہ فعل ہوسکتا تھا ۔ دوسری طرف '' طرز کہن ،، پر اڑنا بھی خطرہ سے خالی نہیں تھا ۔ اس لئے اردو ناول میں ماضی پرستی کا وہ رجحان جو تاریخی ناول نگاری کا محرک رہا وہی رجحان اپنی تہذیبی روایات کو قائم و باقی رکھنے کی جدوجہد کا باعث ہوا ۔ ایسے ناول نگاروں میں راشد الخیری کا نام سر فہرست ہے ۔ اس کے علاوہ غیر معروف ناول نگار محمد احسن وحشی ، محمد احسان اللہ عباسی ، منشی ہادی حسین ہادی وغیرہ کے نام بھی ملتے ہیں ۔ ان کے علاوہ خوانین ناول نگاروں کا یہ بے حد مقبول موضوع رہا ہے ۔ جیسے محمدی بیگم ، عباسی بیگم ، والدہ افضل علی وغیرہ نے اس موضوع پر بہت سے ناول لکھے ہیں ۔ اس کے ساتھ ''آئین نو ،، کی بہتر باتوں کو اپنانے کا رجحان عام ہوا ۔ جیسا کہ عبد اللہ یوسف علی نے لکھا ہے ۔ اب یہ بات محسوس کی جارہی تھی کہ '' قدیم دقیانوسی طریقوں کی اندھا دھند حمایت چھوڑ دینا ہوگا تاکہ ہندوستان دنیا کے دوسرے ملکوں سے برابر کا مقابلہ کرسکے ۔ تعلیم اور معاشرتی زندگی میں پرانی لکیر کو چھوڑ کر ترقی کے نئے طریقے اختیار کرنے ہوں گے ۔ ،،

اصل میں یہ ناول نگار ڈاکٹر عابد حسین کے الفاظ میں ''مغربی تہذیب کے بہترین عناصر کو ہندوستانی تہذیب میں سمو کر ایک نئی تہذیب کی بنیاد ڈالنا چاہتے تھے ،، مرزا محمد سعید کے ناول '' خواب ہستی ،، اور '' یاسمین ،، کا بھی یہی موضوع ہے یاسمین ،، کا موضوع یہ ہے کہ لڑکیوں کو تعلیم تو دینی چاہئے لیکن آزادی دینے اور مغرب زدہ بنانے کے نتائج خطرناک ثابت ہوتے ہیں ۔ اس ناول میں انہوں نے حد سے بڑی ہوئی مغربیت اور حد سے بڑی ہوئی مشرقیت دونوں کی مخالفت کی ہے ۔ اس ناول کے ہیرو اختر کے کہنے میں ضرورت سے زیادہ مشرقی انداز کی تعلیم و تربیت کا ہاتھ تھا ۔ اور یاسمین حد سے بڑی ہوئی مغربیت کی وجہ سے غلط راستہ پر بڑھجاتی ہے ۔ ان دونوں انتہاؤں کے مقابلے میں مرزا محمد سعید نے میمونہ بیگم کا کردار پیش کیا ہے ۔ جو انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے باوجود مشرق کی اہم اقدار کی بھی پوری طرح حفاظت کرتی ہے ۔ اور یہی امتزاج اس زمانے کے اکثر ناول نگاروں کا آئیڈیل ہے ۔ اکثر خاتون ناول نگاروں نے بھی اسی بات پر زور دیا ہے ۔ جیسے صغرہ ہمایوں مرزا ، طیبہ بیگم خدیو جنگ ، ا ۔ ظ ۔ حسن صاحبہ کے ناولوں میں بھی یہی بات ملتی ہے ۔ اس سلسلہ میں قرۃ العین حیدر کی والدہ نذر سجاد حیدر کے ناول بڑی اہمیت رکھتے ہیں ۔ ان کے ناول ''اختر النساءبیگم ،، ''آہ مظلوماں ،، ''نجمہ ،، اور ''جانباز ،، مغربی اور مشرقی تہذیب کے ساتھ قومی مسائل بھی سامنے آتے ہیں ۔ '' جانباز ،، میں نذر سجاد حیدر نے اس وقت کے سیاسی مسائل اور سیاسی میدان میں جوجدوجہد ہورہی تھی اس کو بھی بڑی عمدگی سے پیش کیا ہے ''جانباز ،، کی ہیروئن زبیدہ عدم تعاون کی تحریک کی زبردست حامی ہے ۔ وہ اس میں عملی طور پر بھی شریک ہوتی ہے ۔ زبیدہ نہ صرف جدوجہد آزادی میں عملی طور پر شریک ہوتی ہے بلکہ اپنی محبت کو بھی وطن کی خاطر قربان کردیتی ہے ۔ اس کی منگنی

بھی صرف اسی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہے۔ لیکن یہ ''جانباز،، خاتون اپنے مقصد سے ہٹتی نہیں ہے۔

مجموعی طور پر ان تمام ناولوں میں سماجی مسائل ہی کو اہمیت دی گئی ہے۔ اصل میں اس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانے میں ہندوستانی سماج جن بند شوں میں گرفتار تھا ان بند شوں سے آزاد کرنے پر سب سے پہلے توجہ دینے کی ضرورت تھی۔ پریم چند کے بہت سے ناول سماجی اصلاح کے موضوع ہی پر لکھے گئے ہیں۔ رسوا کے ناولوں کا بھی یہی موضوع تھا۔ کشن پرشاد کول کا ناول ''شاما،، میں گو ایک باغیانہ شعور ملتا ہے۔ لیکن یہ بغاوت مذہب اور سماج کے خلاف ہے۔ شاما میں مسز اینی بلینٹ کی گرفتاری اور ان کی سماجی اور سیاسی خدمات کا ذکر ہے۔ اس میں سیاسی حالات کا بڑا گہرا شعور بھی ملتا ہے۔ شاما سیاسی طور پر باغیانہ خیالات رکھتی ہے۔ وہ کہتی ہے۔

''سچ پوچھو تو اس حکومت کی تمام عمارت حس پر جابجا امن انصاف اور جمہوریت کندہ ہے سراسر خود غرضی اور مطلق العانی کے ستونوں پر کھڑی ہے،،

لیکن اس ناول میں سیاسی سے زیادہ سماجی اصلاح کو اہمیت دی گئی ہے۔ کیونکہ اس زمانے میں اہم مسئلہ یہ تھا کہ سماجی اصلاح کو سیاست پر ترجیح دی جائے یا سیاست کو سماجی اصلاح پر۔ ''شاما،، کہتی ہے۔

''یہ تو اہم مسئلہ ہے کہ پالٹکس کو سوشل رفارم پر ترجیح دی جائے یا اس کے برعکس،

''شاما،، میں سماجی اصلاح کو سیاست پر ترجیح دی گئی ہے شاما کہتی ہے :-

''پہلے آپ اپنی قوم کی حالت کو سنبھالئے پھر آزادی کے خواہاں ہولیے،،

اسی طرح قاضی عبد الغفار خان، مجنون گورکھ پوری، سبھوں نے بہت سے ناولٹ لکھے ہیں۔ یا عظیم بیگ چغتائی سب کے ہاں سماجی مسائل کی اہمیت کو پیش کیا گیا ہے۔ قاضی عبد الغفار لیلی کے خطوط میں لکھتے ہیں :-

''یہ بھی سمجھ لیں کہ جس وقت تک ہندوستان کی عورت کے ساتھ پورا انصاف نہیں کیا جائے گا۔ سیاسی آزادی اور قومی ترقی کا ادعا محض حرف غلط رہے گا۔،،

عصمت چغتائی کے ناول ''ٹیڑھی لکیر،، میں بھی اقتصادی اور سماجی حالات جس طرح شمن کے کردار میں ٹیڑھا پن پیدا کرتے ہیں۔ اسے موضوع بنایا گیا ہے۔ کرشن چندر کا ناول ''شکست،، بھی ان ہی مسائل کے گرد گھومتا ہے۔ عزیز احمد کے ناول ''گریز،، اور ''آگ،، بھی زیادہ تر اقتصادی اور سماجی مسائل کے گرد گھومتے ہیں ''گریز،، میں قومی اور بین قومی مسائل کا بڑا گہرا جائزہ ملتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حساس نوجوان جس طرح آئی سی ایس۔ جیسے عہدہ پر پہنچ کر بھی آزادی کی جدوجہد میں حصہ نہ لینے کی وجہ سے جس بے چارگی کا شکار ہوئے تھے اس کی بہترین تصویر کشی کی گئی ہے۔ عزیز احمد بتاتے ہیں :-

''نعیم نے یہ بھی محسوس کیا کہ اس کی شخصیت ٹوٹ رہی ہے انفرادیت مند مل ہورہی ہے۔ سیاسیات میں اس کا نقطہ نظر محض ایک تماشائی کا سارہ گیا تھا۔ ہندوستان میں آنے کے کچھ دنوں بعد کانگریس اور لیگ کی جنگ میں اس کی نام نہاد اشتمالیت ختم ہوئی۔ سرکار سے اسے کوئی ہمدردی نہ تھی۔ اس لئے سرکار کا آدمی بن کے چمکنے کا بھی کوئی موقعہ نہ تھا . . . . . . ذہنی تفکرات میں امتزاج کے فقدان کی وجہ سے وہ کوئی فلسفہ حیات نہ بنا سکا۔ اور اچھا ہی تھا سرکاری ملازمین کو اس کی ضرورت بھی کیا ہے،،

اسی طرح ''آگ،، میں کشمیری زندگی کو پیش کرتے ہوئے بے شمار سیاسی، سماجی تاریخی اور معاشی حقائق کو پیش کیا گیا ہے۔ ہندوستان کی تہہ درتہہ غلامی سے سخت بے زارگی کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس ناول میں وہ ایک جگہ لکھتے ہیں :-

برطانوی حکومت، برطانوی سرمایہ کی غلام ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا برطانوی حکومت کی۔ ریاست گورنمنٹ آف انڈیا کے سیاسی محکمے کی۔ کشمیر کے شرفا ریاست کے غلام ہیں اور شرفا کی بیویاں شرفا کی غلام ہیں :-

سجاد ظہیر کا ناول ''لندن کی ایک رات،، اگرچہ لندن میں رہنے والے ہندوستانی نوجوانوں کی شعور کی رو کو پیش کرتا ہے لیکن یہ نوجوان ہندوستان کی سیاست پر بڑی گہری نظر رکھتے ہیں۔ سیاسی تبدیلی کی شدید خواہش ان میں ملتی ہے۔ غلام ہندوستان میں جس طرح ہر نوجوان کا مستقبل غیر یقینی تھا۔ اس کے متعلق اس ناول کا ایک کردار سوچتا ہے۔

''آج کل بیروزگاری کتنی بڑھتی جارہی ہے۔ اس کا انجام کیا ہوگا میرا انجام کیا ہوگا۔ میں اپنے امتحان میں بھی پاس ہوں گا یا نہیں۔ اور اگر پاس ہو بھی گیا تو پھر اس کے بعد نوکری بھی ملے گی یا نہیں اور جو لوگ کولی سے مارے گئے ان کے بیوی بچوں کا کیا حشر ہوگا۔،،

ہندوستان کی اس حالت اور خاص طور پر سیاسی حالات کی عکاسی نعیم صرف اپنے ایک جملے سے یوں کرتا ہے :-

''ہندوستان میں قید ہونے کے لئے مجرم ہونا ضروری نہیں۔ آزادی کی خواہش اس کے لئے کافی ہے۔،،

کہ ان تمام ناولوں میں گہرا سیاسی شعور ملتا ہے - لیکن سیاسی موضوعات سے زیادہ ساجی مسائل پر زور دیا گیا ہے - اس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانے میں یہ بات شدت سے محسوس کی جارہی تھی کہ سیاسی زندگی کو ساجی زندگی سے علحدہ نہیں کیا جاسکتا - اور یہ کہ سیاسی کامیابی بھی ساجی اصلاح پر منحصر ہے - پنڈت جواہر لال نہرو اپنی آپ بیتی میں لکھتے ہیں :-

" ہندوستان اور ہندوستان کے باہر جو واقعات رونما ہوئے تھے ان سے قدرتاً ساجی مسئلہ روز بروز ہمارے سامنے آتا گیا اور یہ ظاہر ہوگیا نہ ہم اپنی سیاسی آزادی کو اس سے االگ نہیں کرسکتے،، اسی وجہ سے ان ناولوں میں اکثر اوقات ساجی مسائل مرکزی حیثیت رکھتے ہیں لیکن سیاسی حالات و بھی گہرا شعور ان میں ملتا ہے۔ مجموعی طور پر ان ناولوں میں برطانوی اقتدار اور اس کے تسلط کی وجہ سے جو بے چینی پھیل رہی تھی اور جو مختلف ساجی اور اقتصادی مسائل پیدا ہو رہے تھے - ان تمام مسائل کو مکمل طور پر پیش کیا گیا ہے - اور ان تمام باتوں کا حل حصول آزادی قرار دیا گیا ہے - یہ مقصد کبھی بالکل واضح ہوتا ہے اور کبھی غیر واضح -

ابراهیم جلیس کا ناول " چور بازار،، غلام ہندوستان کے حالات کو بڑی عمدگی سے پیش کرتا ہے - اور یہ اس زمانے کے واقعات پر بڑا ہی گہرا اور تیکھا طنز ہے - خاص طور پر نگریزی اقتدار اور تسلط پر اس میں ہر جگہ طنز کیا گیا ہے - س ناول کا ایک کردار کہتا ہے -:-

"زندگی کا اصل لطف تو ادھر سنه ۱۸۵۷ ع کے بعد سے آنے لگا ہے - لوگ بات بے بات خوش ہونے لگتے ہیں - کلرکی مل گئی تو نوح خوش ہوگیا - دو دفعہ کے بجائے تین دفعہ کھانے کو مل گیا تو اچھل پڑا - زندہ رہو تو یوں ہنستے کھیلتے زندہ رہو - ناراض ہوکر برگد کے پیڑ کے تلے زندگی گزار دینے میں رجائیت کہاں ،، -

نگریزوں نے ہندوستان کو جس بری حالت تک پہونچا دیا تھا - س کی تصویر کشی جلیس نے ایک جگہ یوں کی ہے :-

" بیرے نے گلاس اور مٹن چاپس سامنے رکھدئے اور ہم نے بھیڑوں کے گوشت سے بنائے ہوئے ان گرم گرم سوندھے کٹلس اور مٹن چاپس میں ولایتی کانٹے اور چھریاں چلا چلا کر پلیٹوں میں خالی ہڈیاں چھوڑ دیں ،،

نوح مسکراتے ہوئے کہنے لگا " یہ پلیٹ ہندوستان ہے،، س طرح اس ناول میں انگریزوں کی غلامی اور ان کے تسلط نے زندگی میں جو زہر گھول دیا تھا اور جو تلخی پیدا کردی تھی ، اس کا اظہار پوری شدت سے کیا گیا ہے -

ان ناولوں کے علاوہ پریم چند کے ناول توگویا ہندوستان کی جدو جہد آزادی کی مکمل تاریخ ہیں - ساجی موضوعات کے بعد پریم چند نے جوں جوں جدو جہد آزادی تیز ہوتی گئی اسی رفتار سے اس کی عکاسی اپنے ناولوں میں کی - پریم چند کی ناول نگاری کا مقصد ہی حصول آزادی تھا وہ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں :-

"ہاں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ دو چاربلند پایہ تصنیفیں چھوڑ جاؤں لیکن ان کا مقصد بھی حصول آزادی ہی ہے،، -

حصول آزادی کی اس جدو جہد کو پریم چند نے ساجی حیثیت سے بھی پیش کیا ہے، معاشی حیثیت سے بھی اور سیاسی حیثیت سے بھی - انہوں نے اپنے ناولوں کا مواد تمام تر اپنے زمانے کے ہندوستان اور اس دور کی تاریخ سے حاصل کیا ہے - ان کے ناولوں میں ہندوستان کے وہ سارے مسائل اور پیچ در پیچ حالات ملتے ہیں جس سے ہندوستان سنه ۱۹۰۱ ع سے ۱۹۳۶ ع تک دو چار ہوتا رہا ہے -

ان ناولوں میں " گوشہ عافیت ،،" چوگان ہستی ،، اور " میدان عمل،، ایسے ناول ہیں جو ہندوستان کی جدو جہد آزادی کی مکمل طور پر عکاسی کرتے ہیں - "گوشہ عافیت،، میں کسانوں کے مسائل اور ان کی جدو جہد مرکزی حیثیت رکھتی ہے - اصل میں اس وقت کے حالات اس بات پر مجبور کر رہے تھے کہ کسانوں کی زندگی کی طرف توجہ کی جائے - اسی وجہ سے اس زمانے میں سارے ہندوستان میں سیاسی جدو جہد معاشی مسائل سے وابستہ ہوگئی تھی اور کسانوں کے مسائل سیاسی جدو جہد میں زیادہ اہمیت حاصل کرچکے تھے - کسانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہوگئی تھی - گاندھی جی نے انہیں مشورہ دیا تھا :-

" مال گزاری مت ادا کرو - سزائیں بھگتو ، سچائی پر قائم رہو اور ستیا گرہ کی بادشاہت میں داخل ہوجاؤ ، کسانوں نے گاندھی جی کی اس بات پر حرف بہ حرف عمل کیا تھا وہ اب ہندوستان کی سیاسی اور معاشی جدو جہد میں بھر پور طریقہ پر حصہ لے رہے تھے - پنڈت جی نے لکھا ہے :-

" اس دورے سے ہماری آنکھیں کھل گئیں ہم نے دیکھا کہ سارے دیہات جوش و خروش سے بھرے ہوئے ہیں اور ان میں عجیب ہیجان برپا ہے ،،

" گوشہ عافیت ،، کسانوں کی اس بیداری کی کہانی ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت جی کے ان ہی الفاظ کی تفسیر

یہ ناول ہے - یا یہ کہ ناول کے واقعات کو مختصر طور پر پنڈت جی نے اپنے الفاظ میں بیان کردیا ہے -

جدو جہد آزادی کے حقیقت شعارانہ پیش کشی میں " چوگان ہستی " بھی امتیازی حیثیت رکھتا ہے - اس میں ہندوستانی زندگی کے ہر رخ کو اور ہندوستان کی سیاسی جدو جہد کے اہم ترین دور کو اس کی پوری وسعت کے ساتھ سمیٹ لیا گیا ہے - " چوگان ہستی "، ہندوستان کی سیاسی جدو جہد کی مکمل تصویر ہے اور گاندھی جی کے فلسفہ عدم تشدد کی بہتر تفسیر - " عدم تشدد " کی وہ جنگ جو مہاتما گاندھی کی سر کردگی میں ابتدا سے اس ناول کے لکھے جانے تک لڑی گئی تھی - اس کی مکمل عکاسی اس ناول میں ہوتی ہے - اس ناول کے متعلق ڈاکٹر بھٹناگر نے یہ بات بالکل صحیح لکھی ہے :—

چوگان ہستی میں آزادی کے قبل کے ہندوستان کے تمام معاشی سیاسی اور سماجی مسائل آجاتے ہیں - اتنے وسیع کینوس پر ہندوستان کے کسی ناول نگار نے مصوری نہیں کی - گاندھی جی کے زیر اثر مختلف مورچوں پر اس ملک نے جولڑائیاں لڑی ہیں - ان سب کی جھلک اس ناول میں مل جاتی ہے اس طرح " میدان عمل " میں بھی ہندوستان کی سیاسی اور قومی جدو جہد کو پیش کیا گیا ہے - اس زمانے میں سیاسی کشمکش زیادہ شدید صورت اختیار کرچکی تھی - اس کے متعلق پنڈت جواہر لال نہرو لکھتے ہیں :—

" ہندوستان تازہ دم ، مستعد اور دبے ہوئے جوش سے بھرا ہوا معلوم ہوتا تھا - ہر جگہ اس کے آثار نظر آتے تھے - مزدوروں میں کاشتکاروں میں اوسط طبع کے نو جوانوں میں اور عموماً تمام تعلیم یافتہ لوگوں میں "

" میدان عمل " اسی رجحان کی تفصیل ہے - اس میں متوسط طبقے کے نوجوانوں ، کاشتکاروں ، مزدوروں اور دوسرے تمام افراد کی قوی جدو جہد کو پورے فنکارانہ طریقے سے پیش کردیا گیا ہے - کانگریس نے " کامل آزادی " کی تحریک شروع کردی تھی - گاندھی جی نے ستیہ گرہ اور اہنسا پر کار بند ہو کر سول نافرمانی کا اعلان کردیا تھا - وہ نمک کا قانون توڑ رہے تھے - پنڈت جی کو گرفتار کرلیا گیا تھا - یوں آزادی کی یہ جدو جہد تیز سے تیز تر ہوتی گئی - حکومت نے نا قابل بیان ظلم و ستم ڈھائے لیکن ستیہ گرہ اور سول نا فرمانی کی یہ جنگ حیرت ناک عدم تشدد کے ساتھ برابر شدت اختیار کرتی گئی - اس سیاسی ہیجان کے بارے میں پنڈت جی لکھتے ہیں :—

" ان دنوں ہر طرف سے بڑی ہیجان انگیز خبریں آیا کرتی تھیں - جلوس نکلتے تھے - لاٹھیاں اور گولیاں برسائی جاتی تھیں - مشہور لیڈروں کی گرفتاری کی وجہ سے ہڑتال ہوتی رہتی تھی " -

سیاسی حالات کے اس پس منظر کو سامنے رکھ کر میدان عمل کا مطالعہ کیا جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم ہندوستان کی افسانوی تاریخ کا مطالعہ کر رہے ہیں - اس میں ہندوستانی زندگی کے سیاسی ، سماجی ، اور معاشی پہلوؤں کی بھر پور عکاسی ہوتی ہے - اس لحاظ سے یہ پریم چند کا شاہ کار ہے - کیونکہ اس سے پہلے ہندوستان کی جدو جہد آزادی کو اس کے مختلف پہلوؤں سمیت اس درجہ فنکارانہ تکمیل سے پریم چند نے پیش نہیں کیا تھا اور نہ ھی بعد میں یہ ممکن ہو سکا ہے - اگر چہ گئو دان پریم چند کا شاہکار ہے لیکن اس میں پریم چند نے جدو جہد آزادی کو اپنا موضوع نہیں بنایا ہے -

اردو ناول میں اس طرح جدو جہد آزادی کے ہر رخ اور ہر ایک موڑ کو بھر پور طریقہ سے پیش کیا گیا ہے -

* ****

ظہیر علی عدیل

دوغزلیں

صبح کے ٹھنڈے وقت بھی کتنا پیاسا پیاسا ہے سورج
حصہ گل کی شبنم کو بھی خود پی جاتا ہے سورج

چاند نے اپنی بزم سجالی سازش کر کے تاروں سے
اپنے ہوئے بیگانے جب سے تنہا تنہا ہے سورج

کتنے ایسے لوگ ہیں جنکے دن نہیں پھرتے مرنے تک
یا تو غلط ہے دعویٰ گردش یا پھر اندھا ہے سورج

انساں کو انساں کا قاتل دیکھ کے ایسا گرم ہوا
صدیاں گذریں لیکن اب تک آگ بگولا ہے سورج

کردیتا ہے دھوپ سے اپنی درشت درشت کو روشن
پیکر تو ہے آگ کا لیکن دل کا دریا ہے سورج

زیست کے متوالوں سے کہدو فکر چراغ راہ کریں
پھیل رہے ہیں شام کے سائے ڈوبنے والا ہے سورج

سورج کے اوقات سے بڑھکر ہوگی کوئی بات عدیل
سنتے ہیں اک بار عرب میں لوٹ کے آیا ہے سورج

* * * * *

دست آذر بھی تہہ سنگ نظر آتا ہے
سلسلہ فن کا بہت تنگ نظر آتا ہے

آج ہر شخص کے ہونٹوں پہ مری چیخیں ہیں
وقت اب مجھ سے ہم آہنگ نظر آتا ہے

ہر زمانہ میں جداگانہ ہے غم کی تفسیر
یہ وہ لفظ جو فرہنگ نظر آتا ہے

روح قابیل نے شائد نہیں پائی تسکین
آج تک سلسلہ جنگ نظر آتا ہے

زندگی میں تجھے پھیلاؤں تو پھیلاؤں کہاں
غم کا صحرا بھی بہت تنگ نظر آتا ہے

اس جگہ میں کبھی سر ٹیک کے رولیتا تھا
در زنداں پہ جہاں زنگ نظر آتا ہے

دار پر اسکی بلندی نظر آتی ہے عدیل
دار کے نیچے جو بے ننگ نظر آتا ہے

* * * *

جے لعل راجہ

تبدیلیاں

میرا ہندوستان جو محبت مروت کی تصویر تھا
جس کے ہر رنگ میں ابن آدم کی عظمت کی تصویر تھی
اک طرف —

چند ناپاک دھنوں کی آگ اگلتی ہوئی شعلگی
اس کے چہرے کو جھلسانے کی ایک ناکام کوشش میں مصروف تھی

دفعتاً — ایک جھٹکا لگا — اور ایسا ہوا

سارے لوگوں نے اس دیس کے گوشے گوشے کی بہتر حفاظت کے
پیش نظر ، اندرا کو چنا
جس کی فکر و تجسس کے آئینہ خانوں کا ہر عکس ہے دل نشیں

جسکے ادراک کی سرحدیں بیکراں
ہوش جسکا قوی ، عزم جس کا جواں
زندگی جس کی ہے دیش کی نگہباں

جس کے اپدیشوں نے دیش میں اک نئی روح سی پھونک دی

مدرسے — کارخانے — ملیں — گاڑیاں

اب کسی کو بھی کوئی رکاوٹ نہیں
طالب علم خوش خوش ہیں ، مزدور بھی
سب کے دل مطمئن بھی ہیں ، مسرور بھی

دیس سے اپنے افلاس جاتا رہا

اب ہمیں راہ کے پیچ و خم کا نہیں پیش و بس
تیرگی اپنی راہوں سے ہٹ جائے گی
روشنی سے چمک اٹھے گی ہر گلی
بے زمیں جو کساں ہیں ، زمیں پائیں گے
بے گھروں کے لئے گھر بھی مل جائیں گے

سازشیں اب کبھی پھیل سکتی نہیں
اب کرپشن کے بازار گر جائیں گے
اب ملے گا ہمیں ، اپنی محنت کا پھل
رنگ لائیں ، غریبوں کی مجبوریاں
آگئیں زندگانی میں تبدیلیاں

* * * *

قیصر سرمست

گولکنڈہ کا فن تعمیر

ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانہ

ہست فرد دختر احوال صاحب خانہ

اس شعر کی زندہ تفسیر ریاست گولکنڈہ کی عمارتیں ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ بعض منہدم اور شکستہ عمارتیں جو مرور زمانہ سے بچ گئی ہیں، انکا گوشہ گوشہ اپنے گذرے ہوئے شباب کی رقت انگیز داستان سنارہا ہے۔ اور جو عمارتیں تباہ ہونے سے محفوظ ہیں انکا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔

بعض ماہرین کا خیال ہے کہ گولکنڈے کا طرز تعمیر بیجاپور، احمد نگر، برار اور بیدر سے متاثر ہے اور زیادہ اثر محمدآباد بیدر کے بہمنی تمدن کا ہوا ہے۔ اس تمدن میں اجزائے عمارت اور طرز تعمیر بھی شامل ہے۔ اس خیال کی وجہ شاید یہ ہو کہ ترک قبوں اور کمانوں کے شیدا تھے اور اپنی عمارتوں میں کثرت سے اسکا استعمال کرتے تھے۔ لیکن آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ ریاست گولکنڈہ کے ترکوں نے قبوں کا استعمال بہت ہی کم کیا ہے اور مساجد کو قبوں سے معرا ہی رکھا ہے۔ حالانکہ مساجد ان کے عہد میں بے شمار تعمیر ہوئیں۔ صرف دو مسجدیں ایسی ہیں جن کے داخلی دروازے کی دیوڑھی پر چھوٹاسا ایک قبہ نظر آتا ہے۔ ان دو مسجدوں میں سے ایک مسجد صفا ہے جسے قلعے کی جامع مسجد بھی کہتے ہیں اور دوسری مسجد پٹن چرو دروازے کے پاس ہے جسے بڑی مسجد کے نام سے لوگ جانتے ہیں۔

قطب شاہی حکومت اپنے ابتدائی دور میں تو بیجاپور اور بیدر وغیرہ کے فن تعمیر سے متاثر رہی لیکن بعد میں اس نے اپنا علحدہ طرز تعمیر رائج کیا لیکن نہ جانے کیوں قبوں کا استعمال اب بھی نہیں کیا۔ قبوں کی عدم موجود گی صرف مساجد کی حد تک ہی نہیں بلکہ مقابر میں بھی پائی جاتی ہے۔ صرف شاہی خاندان کے گورستان اس سے مستثنی ہیں۔ گولکنڈے کے دربار سے سینکڑوں وزرا' اور امرا' وابستہ رہے لیکن کسی نے اپنے لئے قبہ تعمیر نہیں کروایا۔ اس کی وجہ شائد یہ ہو کہ سلاطین کے مقابلے میں امرا' اور وزرا' اپنے لئے قبہ بنوانا سوء ادبی سمجھتے ہوں۔ یا قبہ سازی جو عمارت کا انتہائی نمایاں اور خوبصورت حصہ ہوتا ہے اس کی تعمیر بڑی دقت طلب ہونے کی وجہ سے انہوں نے اس سے پہلو تہی کی انتہا تو یہ ہے کہ خیرات خاں جیسے بڑے امیر اور میر مومن صاحب استر آبادی جیسی ہستی کے مزار قبوں سے خالی صرف چو کھنڈیوں میں ہیں۔ اسی طرح سلطان ابوالحسن تانا شاہ کے پہلے وزیر سید مظفرسا زندرانی اور ابن خاتون جیسے فاضل شخص بھی زیر سما آسودہ نظر آتے ہیں۔ قبوں کے برخلاف کھلی اور بند چو کھنڈیوں کا استعمال مزارات پر بکثرت ہوا ہے۔ مسقف چو کھنڈیوں میں وہی اہتمام پایا جاتا ہے جو گنبد کے لوازمات سمجھے جاتے ہیں۔ ان چو کھنڈیوں اور گنبدوں میں صرف نیے ہی کا فرق ہوتا ہے۔ اس کے سوائے طرز تعمیر، عمارت کی استواری، آرائش و زیبائش اور مضبوطی دونوں میں یکساں ہوتی ہے۔ ایسی چو کھنڈی اور گنبد کو اگر یکجا دیکھنا چاہیں تو محلہ مغلپورہ میں مرزا شریف شہر ستانی کے گنبد اور میر قطب الدین نعمت اللہ کی چو کھنڈی کو دیکھیئے۔ پھر بھی ان گنبدوں سے قطب شاہی فن تعمیر کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا صحیح اندازہ مساجد ہی سے ہوسکتا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ شاہی گورستان میں عہد بہ عہد کے تمام گنبد موجود ہیں اور گنبدوں کا یہ مجموعہ گنبدوں کی دنیا میں بے مثل ضرور ہے لیکن بدقسمتی سے یہ اپنی اصلی حالت میں ہم تک نہیں پہنچے ہیں۔ آج سے کوئی ایک صدی پہلے ان گنبدوں کی دوبارہ استر کاری ہوئی تھی اس لئے بہت احتیاط کے باوجود تھوڑا سا فرق آجانا کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے۔

یہ گنبد اندر سے بالکل سادہ ہوتے ہیں ان میں پلاسٹر نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ نسخی کتبے اور عربی تحریریں ہی پائی جاتی ہیں جو گلبرگہ کی گنبدوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ یہاں صرف کمانوں، کمانچوں، طاقوں اور محرابوں کی کثرت ہوتی ہے۔ گولکنڈے کے ترکوں نے اپنی عمارتوں میں اتنی کثرت سے کمانیں استعمال کیں کہ کمانیں عمارتوں کا ایک اہم جز ہو کر رہ گئی ہیں۔ اور قبہ سازی کا سارا زور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کمانوں پر صرف کردیا ہے اس کی بہترین مثال چار مینار ہے۔

کوئی مسجد آپ کو ایسی نہیں ملے گی جس کے چھجے کی دیوار (پیراپٹ وال) کمانوں سے خالی ہو ۔ اور یہی انداز تعمیر ان گنبدوں میں بھی ملے گا ۔ چنانچہ دیواروں میں چار یا آٹھ بڑی کمانیں ہوتی ہیں ان کے اوپر آٹھ پہلو ، بارہ پہلو ، یا سولہ پہلو کا کنگر نما ایک حلقہ ہوتا ہے اور ان کے اوپر ایک منزلہ یا دو منزلہ اور کبھی کبھی تین منزلہ کمانچے یا طاقچے ہوتے ہیں ۔ اور ان پر سادہ سا یا پھولدار رقبہ ہوتا ہے ۔

بہمنی دور کے گنبدوں میں گوشوں پر آدھی کمانیں ہوتی تھیں لیکن قطب شاہی سلاطین نے پوری پوری کمانیں بنوائیں ۔ یہ کمانیں سمتوں سے سپاٹ ہوتی ہیں یا کبھی آٹھوں کمانیں مقعر ۔ جیسے جمشید قلی قطب شاہ کے گنبد میں ہے ۔ اس کی ایک عمدہ مثال شاہی گنبدوں سے ایک میل کے فاصلے پر چھوٹی چھوٹی چار گنبدیں اور دو مسجدیں ہیں ۔ ان میں ایک گنبد ایسی ہے جس کی آٹھوں کمانیں مقعرہیں اور ان مقعر کمانوں سے ایک مثمن بن گیا ہے ۔

بعض گنبدوں میں صرف گوشوں کی کمانیں مقعرہوتی ہیں جیسے قطب شاہی گنبدیں ہیں ۔ گولکنڈے میں اس کی ابتداء بانی سلطنت ، قلی قطب شاہ اول کے گنبد سے ہوئی ۔ قطب شاہ اول کی بیٹی کلثوم بیگم ابراهیم قلی قطب شاہ ، مرزا محمد امین کے گنبد اور خیریت آباد کی مسجد سے ملحق گنبد بھی ایسے ہی ہیں ۔ بعض اوقات ان کی گہرائی بہت زیادہ ہوتی ہے جسکی وجہ سے خوبصورتی اور گنجائش زیادہ نکل آتی ہے جیسے حضرت حسین شاہ ولی رح کا گنبد مبارک ہے ۔

اس کے علاوہ قلعے میں اور چار مسجدیں ایسی ہیں جنکی کمانیں فیروز شاہی طرز تعمیر کی ترقی یافتہ صورت لئے ہوئے ہیں ۔ یہ کمانیں حضرت قبول آله حسینی (گلبرگہ) کے گنبد کی کمانوں سے کافی حد تک ملتی جلتی ہیں ۔ یعنی نوک اوپر کو نکلی ہوئی اور نوک کے نیچے دونوں طرف جھوک دیکر پاکھوں کو بڑی خوبی نزاکت اور خوبصورتی سے بیچ میں خم دیتے ہوئے کونوں پر جھکا دیا گیا ہے ۔

کمان میں پاکھے ہی ایسے ہوتے ہیں جن پر کمان کے حسن کا دارو مدار ہوتا ہے ۔ متذکرہ کمان میں اس کے پاکھوں کے مختلف اجزاء میں کچھ ایسے تناسب سے اتار چڑھاو پایا جاتا ہے کہ بیحد خوبصورتی پیدا ہوگئی ہے ۔ میں خاص طور پر مسجد بریدی (۱) اور پٹن چرو دروازے کے پاس والی مسجد کا ذکر کرنا چاہتا ہوں ۔ یہ دونوں مسجدیں بہت ہی بڑی ہیں یعنی ان کا طول ۴۸ ، ۴۸ فٹ ہے ۔ مہندس کی یہ مہارت فنی ہے کہ اتنے بڑے طول میں صرف تین تین کمانیں ہیں ۔ آپ تو جانتے ہیں کہ بوجھ کو جتنا تقسیم کردیا جائیگا اتنی ہی پائیداری آئیگی لیکن یہاں یہ بات نہیں ، بوجھ کو زیادہ حصوں میں تقسیم نہیں کیا گیا ہے مگر پائیداری کی انتہا یہ ہے کہ وہ آج بھی قائم ہیں اور اپنی خوبصورتی کی ہر دیکھنے والے سے داد حاصل کر رہی ہیں ۔ اور کمال تو یہ ہے کہ صرف تین تین کمانیں ہونے کے باوجود ان میں نہ تو بھدا پن ہی آیا ہے اور نہ ہی دیکھنے والے کو گراں گزرتی ہیں ۔ اتنی بڑی بڑی کمانیں اور چوڑائی اور بلندی کے باوجود اتنا تناسب اور حسن ۔ اس کی مثال کہیں اور ملنا مشکل ہے ۔ افسوسناک بات تو یہ ہے کہ سوائے چھوٹی مسجد کے جو کٹورا حوض کے سامنے ہے باقی تینوں مسجدوں پر کوئی کتبہ نہیں ہے جن سے ان کے عہد تعمیر کا تعین کیا جاسکے ۔ کٹورا حوض والی مسجد کے کتبے پر سنہ ۹۷۹ھ کندہ ہے جو قطب الملک کے سب سے چھوٹے بیٹے ابراهیم قطب شاہ کے عہد کو ظاہر کرتا ہے ۔

قلعہ کی دو مسجدوں میں بغیر پاکھے کی کمانیں استعمال ہوئی ہیں ان میں سے ایک چینی مسجد ہے (۲) اور دوسری مکئی دروازے کے قریب کی چھاؤنی میں ہے ۔

اب آئیے میناروں کی طرف ۔ قطب شاہی مینار کمانوں کی طرح انفرادیت لئے ہوئے ہوتے ہیں اور اپنی امتیازی شان لیئے سر بلند لئے کھڑے ہیں ۔ اس کی بہترین مثال چارمینار ہے ۔

ان کمانوں اور میناروں وغیرہ کے علاوہ ایک اور چیز قطب شاہی گنبدوں اور دوسری عمارتوں میں ہمیں جو ملتی ہے وہ مقعر مثلث ہیں جو پاکھوں کے اطراف گوشوں اور سروں پر ہوتے ہیں ۔

اس دور کے گنبدوں کا بیرونی رخ اندرونی حصے سے زیادہ خوشنما اور نقش و نگار سے مزین نظر آتا ہے اور چھجے کی

---

(۱) اس مسجد کو بریدی مسجد کیوں کہتے ہیں اس کے بارے میں بھی سنئے ۔ بریدی خاندان بیدر پر حکومت کرتاتھا یہ تو آپ جانتے ہیں اور یہ نسبت کسی نہ کسی وجہ سے اسی کی طرف ہونی چاہیئے ۔ اسکے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ " امیر برید ثانی مدۃ نہ سال کامرانی کردہ از دست مرزا علی نام جوانی از اولاد خود کہ براد خروج کردہ بود بطرف بھاگ نگر عرف حیدر آباد روے فرار نمود ۔ " امیر برید ثانی بریدی خاندان کا سب سے آخری اور نام کا بادشاہ تھا جو جلا وطنی کی زندگی گزار رہا تھا ۔ ممکن ہے کہ اسی نےثواب کے خیال سےیہ مسجد بنوائی ہو ۔

(۲) اس کا سن تعمیر سنہ ۹۹۷ھ ہے ۔

خوبصورت اور دیدہ زیب دیوار سے بھی بڑی مدد لی جاتی ہے۔ اس کے بر خلاف بہمنی عہد کی عمارتوں میں کنگنی دیوار نہ تو اتنی بلند اور خوشنما ہوتی ہے اور نہ ہی قبہ اس قدر سڈول ہوتا ہے ۔ قطب شاہوں نے تعمیر کا سارا زور اور صلاحیت قبروں کی تعویذ کو خوشنما دیدہ زیب اور پر کشش بنانے پر صرف کردیا ہے۔ کیونکہ ان بلند تعویذوں پر خط ثلث ، نسخ اور طغرا کے پاکیزہ ، بے مثال اور خوبصورت کتبے ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کردیتے ہیں ۔ اس غرض کے لئے انہوں نے ایران اور عراق سے ماہر فن خطاط کو بلایا تھا جنہوں نے اپنا سارا زور قلم ان پر صرف کردیا ہے اور پتھروں کے ان بے جان ٹکڑوں میں جان ڈال دی ہے ۔ قلی قطب شاہ نے بھاگ نگر میں جو جامع مسجد سنہ ۱۰۰۶ ھ میں تعمیر کروائی تھی اس کی کمانیں بہمنی طرز کی ہیں ۔ جس کے پاکھے درمیان میں تناسب کے ساتھ گول ہوتے ہوئے گوشوں تک اتر آئے ہیں ۔ ایک اور تاریخی عمارت دارالشفاء کی ہے جو سنہ ۱۰۰۴ ھ میں تعمیر ہوئی تھی ۔ اس کی تمام کمانیں بغیر پاکھوں کی یعنی ایرانی طرز کی ہیں اور اس کے صدر دروازے کی دیوڑھی کی دونوں جانب والی کمانیں بہمنی طرز کی ہیں ۔ اس کے بر خلاف مسجد دارالشفاء کی کمانیں قطب شاہی رنگ میں ڈوبی نظر آتی ہیں ۔ اس کے علاوہ مغلپورہ کی کمان سے لگی ہوئی مسجد میں کمانوں میں نوک کی گہرائی بہت کم ہے اور نوک کے نیچے کا خم بھی برائے نام ہے پرانی عید گاہ جو محمد قطب شاہ کے عہد میں بنی تھی اس کی کمانیں گھوڑے کی نعل کی طرح گولائی لئے ہوئے ہیں جن کا تناسب انتہائی عمدہ اور شکل دیدہ زیب ہے ۔

مکہ مسجد کی روکار کمانیں اور صحن مسجد میں آصفجاہی مقبروں پر جو کمانیں بنی ہیں وہ بھی قطب شاہی طرز کا اچھا نمونہ ہیں ۔ اس طرز کا مکمل نمونہ اگر آپ کو دیکھنا ہو تو پیاستی کی کمانوں کو دیکھیئے جو قلعہ کے مکئی دروازے کے باہر ہے ایسی کتنی مثالیں حیدر آباد اور گولکنڈے کی بے شمار مسجدوں میں ہمیں ملیں گی ۔

* * * *

ڈاکٹر غیاث صدیقی

سلیمان خطیب ایک عوامی شاعر

اگر آپ ایک چھوٹی سی جھیل کے اطراف اگی ہوئی بے ترتیب جھاڑیاں دیکھ پائیں یا کسی چکنی تالو کے اطراف رو کھے سو کھے بے ترتیب بال آپ کو نظر آجائیں۔ قدیم وضع کی شیروانی بغیر استری کا چوڑی دار پاجامہ اور سلیم شاہی پاپوش میں بغیر پاتابوں کے دو پاؤں اصلی اور فطری حالت میں اپنا جلوہ دکھلائیں تو یہ سمجھ لیجئے کہ سلیمان خطیب کی یہ ظاہری شخصیت ہے۔ جس کے اندر کچھ نہیں ہوتا وہ اپنے ظاہر سے لوگوں کو چونکانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن جس کے پاس فن ہوتا ہے۔ وہ سجاوٹوں اور نمایشوں سے بلند ہوجاتا ہے بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس کا باطن اس کے ظاہر سے زیادہ قیمتی، وقیع اور عمیق ہوتا ہے۔ سلیمان خطیب بھلے ہی صابن سے ہاتھ پاؤں اور منہ نہ دھوئے سر میں تیل نہ ڈالے، کنگی نہ کرے شکن آلودہ لباس پہنے لیکن اس کا ذہن، اس کا قلب اور اس کا کلام دکن کا کوہ نور ہے۔

پروفیسر رشید احمد صدیقی کہتے ہیں اچھی تخلیق سے اچھی تنقید برآمد ہوتی ہے۔ خطیب بھی تنقید کا قائل ہے۔ لیکن عیب جوئی اور تنقیص کا قائل نہیں۔ سقراط سے کسی نے پوچھا کہ شریف اور کمینے میں کیا فرق ہوتا ہے۔ سقراط نے جواب دیا کہ شریف بااختیار ہونے کے باوجود کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا لیکن کمینہ اپنے چھوٹے سے چھوٹے اختیار سے کام لے کر نقصان پہنچانے کی حتی الامکان کوشش کرتا ہے۔ اس لئے حکمران کو، جج کو، افسر کو، صدر خاندان کو اور ایک اچھے نقاد کو سقراط کا یہ نظریہ پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ اس کی زبان سے یا نوک قلم سے کسی کو بے وجہ نقصان نہ پہنچے اور یہی بات خطیب ہنسی ہنسی میں کہہ جاتا ہے۔

کسی خنجر بکف نقاد سے خطیب مخاطب ہے :-

کیں کبھارین ہے سو نازک ایک ماشے کا دماغ\
مسجداں کے بھوت فکراں، نیں تو نیں گھر کو چراغ\
کیا نکالنے نام دیکھو واہ رے ماں باپ کا\
جیسے بچہ لا کو چھوڑیں آدمیاں میں سانپ کا\
اس کو کاٹیا اس کو کاٹیا کاٹنے کی بات ہے\
بات ہے وتیبح تیری، جتی تیری ذات ہے۔

آج کے دور میں پس ماندگی نے انسان کو احتیاج کے مہیب غار کے دہانے پر پہنچا دیا ہے جہاں موت کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ خطیب نے ایک کلرک کی بیوہ کی زبانی یہ طنز کا نشتر پیش کیا ہے۔ جس کا شوہر اٹھائیس تاریخ کو مرجاتا ہے اور بیوہ قبر پر آ کر کہتی ہے :-

مرنا جینا تمہارا ہے قرضے کا۔ آج پھولاں ادھار لائی ہوں\
اتا احسان ہم پو کرنا تھا۔ تنخا لینے کے بعد مرنا تھا۔

ہمارے ملک میں شاعروں اور ادیبوں کی طرح سیاست داں بھی اصلی اور نقلی ہوتے ہیں ہر پانچ سال بعد الکشن کا موسم آتے ہی پرچہ ہائے نامزدگی داخل کرتے ہیں اور محنتانہ وصول کر کے مضبوط امیدوار کے حق میں دست بردار ہوجاتے ہیں ایسے نام نہاد قائدین کے بارے میں خطیب کہتا ہے :-

دست بستہ نمستے ہوتا ہے\
بے سبب احترام کا موسم\
دربدر کے طواف ہوتے ہیں\
لیڈروں کے سلام کا موسم

خطیب بھی غالب، مومن اور اقبال کی طرح محنت کی روٹی کو باعث زیادتی اعزاز سمجھتا ہے۔ محبوب صاحب کی زبان میں محبوب بی سے مخاطب ہے :-

جس کی مٹھی میں دام ہے گوری\
وقت اس کا غلام ہے گوری\
جو کمینے کے ہاتھ سے پہنچے\
ایسی روٹی حرام ہے گوری

خطیب کے ان چار مصرعوں میں کس قدر گہرا طنز ہے کہ کل کیا تھا اور آج کیا ہے۔ خطیب کی سیاسی اور سماجی شعورکی شاعری آج کی ایمرجنسی کے عہد میں بھی داخل ہو جاتی ہے۔ برسوں پہلے اس نے آج کی ایمرجنسی کا خواب دیکھا تھا۔ وہ کسان سے خواہش کرتا ہے کہ اب تو سرحد پر دشمن آگیا ہے

اور ہماری صفوں میں بھی دشمن گھس گیا ہے ۔ اب تو اپنے کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا کر تیغ بکف ہوجا ۔

بائیکاں کے سر کا
روٹے پلا کو
پھر کا کو ناگر
تلوار لے لے

خطیب نے متقدمین اور ترقی پسند شاعروں کی طرح طنز کے نشتر برسا کر سونے چاندی کو بے وقعت کہا ہے ۔ مہینے کی پہلی تاریخ ہے ، شوہر دفتر سے تنخواہ حاصل کر کے گھر آتا ہے اور بیوی سے خطاب کرتا ہے ۔

آج جیبق ہے گرم ، آج ہے چاندی سونا
بول گلے میں ترے واسطے کیا کیا ہونا
دھن کہنا کہ دھن کی یہ آواز بھی اللہ کی قسم
اس کی آواز ہو فولاد بھی ہوتا ہے نرم
اس کی آواز پو اٹھ جاتے ہیں گھنگرو کے قدم
اس کی آواز پو ڈھل جاتی ہے آنکھوں کی شرم
اس کی آواز ہو گمت کرے پیران حرم

انسانی ضروریات بڑھ گئی ہیں ۔ روپئے کی قیمت گھٹ گئی ہے ۔ اگر باپ کل کم بے ایمانی کرتا تھا تو آج بیٹے کو زیادہ بے ایمانی کرنے پر اتر آنا پڑا ہے :-

اپنے باوا کا سگا بیٹا ہوں
وہیچ رستے ہو میں پی جاتا ہوں
گھیوں میں کنکر انوں ملاتے تھے
میں تو کنکر میں گھیوں ملاتا ہوں

خطیب کا سیکولر دل و دماغ ، ذات پات کی تفریق اور تنگ نظری کو برداشت نہیں کرتا ۔ سیکولرزم کی تبلیغ کرتے کرتے خطیب سپاہی بن کر حب وطن کے گیت گانے لگتا ہے ۔ ایک نظم " بلڈبینک "، میں کہتا ہے !

کس کی نس نس سے یہ نچوڑا ہے
کس کی رگ رگ میں یہ انڈیلو گے
کہیں مذہب بدل نہ جائے پھر
جبکہ چھونے سے ذات جاتی ہے
خون قوموں کا حرف عزت ہے
خون شہادت ہے ، خون عبادت ہے
یہ کھنکتا ہے جب سپاہی میں
خون ، ارض وطن کی دولت ہے

یہاں تک تو میں نے خطیب کے سیاسی سماجی شعور کی طرف اشارے کئے ہیں ، اب میں خطیب کی اس شاعری کی طرف آتا ہوں جو خود کلامی ، زیرلبی اور داخلی کیفیات پر مشتمل ہے ۔ ایک خاموش احساس تیر بن کر افق کے اس پار چلا جاتا ہے جو بے پایاں ہے ۔ لامحدود ہے ایسی شاعری بہت مشکل ہے ۔ ایک حساس شاعر ہی جو اظہار کی قوت اور سلیقہ بھی رکھتا ہو اس میدان میں کامیاب ہو سکتا ہے خطیب نے اپنی عصری حسیت رکھنے والی شاعری کے ذریعہ ثابت کیا ہے کہ آنکھ کے بھی کان ہوتے ہیں ۔ مثال کے طور پر جب آنکھیں چار ہوتی ہیں تو دو آنکھیں کہانیاں سناتی ہیں اور دو آنکھیں کہانیاں سنتی ہیں ۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ آنکھیں کہانیاں سنابھی سکتی ہیں ۔ سن بھی سکتی ہیں ۔ تو آنکھیں بہری بھی ہوسکتی ہیں ۔ اسی طرح آپ کسی کی آواز کو سن کر پہچان لیتے ہیں کہ پس دیوار آپ کا دوست کھڑا ہے اور فوراً دوست کا چہرہ آپ کے تصور میں آجاتا ہے ۔ یعنی کان بھی دیکھ سکتے ہیں ۔کان جب دیکھنے کی قوت رکھتے ہیں تو کان اندھے بھی ہو سکتے ہیں ۔

آیئے میں آپ کو دکھاؤں کہ خطیب کی آنکھوں میں کان بھی لگے ہوئے ہیں ۔ جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے ۔ آنکھوں میں لگے کان سب کچھ سن لیتے ہیں خطیب کہتا ہے :-

"ستارے ہٹک کو بلانے لگے تھے
بڑی دور گھنگرو بجانے لگے تھے"

خطیب کی آنکھوں نے ستاروں کو دیکھا اور اس کی آنکھوں نے ہٹکنے کی اور گھونگروؤں کے بجنے کی آواز بھی سنی ۔ قوت باصرہ کے ساتھ ساتھ قوت سامعہ بھی پہنچ گئی ہے ۔ یہ ہے ایک حساس شاعر کا داخلی اظہار !

خطیب کی نظم " ندی ، میں یہ شعر بھی احساس دروں کا عمدہ نمونہ ہے :-

گھٹتے گھٹتے گھٹ گئی تو چاند آدھی رات کا
ہو رہی ڈونگی ہوگئی تو بھید عورت ذات کا

خطیب کی دروں بینی کبھی کبھی رومان کی وادیوں میں بھی جھانکتی ہے :-

" خطیب کی ایک نظم یاد "، کے چند شعر دیکھئے :

یاد بولے تو تکیے میں گجرے کی باس
جیسے کیوڑے کا کانٹا کلیجے کے پاس
یاد بولے تو جو ہی کی کھلتی کلی
سوتے بالک کے ہونٹوں پو جیسے ہنسی

اشار
خط
شاعر
(۱)
(۳)
کی شاع
پر رک
آگے بڑ
منزل
شکر
شاعری
دکنی
اس کو
آگے بڑ
شاعری
نے قبو
صلاح
چٹک
د ن
کابا
کا
ار

آندھراپردیش

مارچ ۱۹۷۶ اکادی اسپیشل نمبر ۵۰ پیسے

موازنہ سنہ ۷۷ - ۱۹۷۶ بہ یک نظر

(قوسین کے اندر مندرج اعداد سنہ ۷۶ - ۱۹۷۵ کے ہیں)

نئے محاصل نہیں ہیں ....

جملہ خسارہ ۴۲٫۶۹ کروڑ

مدات محاصل سے آمدنی ۶۵۶٫۱۵ کروڑ (۵۷۵٫۳۶ کروڑ)

مدات محاصل پر خرچ ۶۱۶٫۴۱ کروڑ (۵۱۷٫۸۰ کروڑ)

مدات سرمایہ پر خرچ ۱۲۹٫۱۷ کروڑ (۱۱۴٫۹۶ کروڑ)

سالانہ منصوبہ سنہ ۷۷ - ۱۹۷۶ ع

جملہ خرچ	۲۶۲ کروڑ روپئے
برق	۱۰۶٫۱۸ کروڑ روپئے
آبپاشی	۷۱٫۳۰ کروڑ روپئے
سماجی خدمات	۳۴٫۰۸ کروڑ روپئے

آندھرا پردیش

ترتیب

ناظم اطلاعات و تعلقات عامه
حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا۔

ایڈیٹر انچیف

شریمتی راجیم سنہا

★

ایڈیٹر انچارج

جی ۔ کرشنامورتی

★

مارچ ۱۹۷۶ ع

پالگن —چیترا

شاکھا ۱۸۹۷

جلد نمبر ۱۹ شمارہ ۵

★

سرورق :—

قلمکاری فن

اس شمارے میں اھل قلم نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ھے ان سے لازمی طور پر حکومت کا متفق ھونا ضروری نہیں ۔

آندھرا پردیش (اردو) ماھنامه
زر سالانه چھ روپیے۔فی پرچه ۵۰ پیسے
وی پی بھیجنے کا قاعدہ نہیں ۔
چندہ منی آرڈر کے ذریعے روانه کیا جائے۔

کل ہند تلگو ادیبوں کی اسوسی ایشن کے زیر اہتمام یوم جمہوریہ کے موقع پر وزیر اعظم کے ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کے بارے میں ، رویندرا بھارتی میں ایک مشاعرہ منعقد کیا گیا ۔

خبریں تصویروں میں

بائیں جانب درمیان میں :-

مسٹر ٹی ۔ رنگا ریڈی وزیر سائنس و اطلاعات نے " گرین لینڈس " میں ۱۹ ۔ جنوری کو ریاستی لائف انشورنس کانفرنس کا افتتاح کیا ۔

ریاست کے چیف سکریٹری مسٹر بی ۔ بھگوان داس نے ۲۴ ۔ جنوری کو حیدر آباد میں جمہ دار بیٹ صد سالہ یادگاری ٹکٹوں کی رسم اجرا انجام دی ۔ مسٹر جے ۔ بی ۔ راگھوا چاری پوسٹ ماسٹر جنرل اور مسٹر پی ۔ بی ۔ راؤ آئی ۔ اے ۔ ایس چیف کنزرویٹر آف فارسٹ کو بھی تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے ۔

۳ ۔ فروری عثمانیہ یونیورسٹی کے ٹیگور آڈی ٹوریم میں افغانستان کے تین مشہور موسیقاروں نے اپنا پروگرام پیش کیا ۔

چیف منسٹر مسٹر جے ۔ وینگل راؤ نے ۲۴ ۔ جنوری کو یونانی طریقہ علاج سے متعلق نمائش کا افتتاح کیا مسٹر راجملو وزیر صحت و طبابت نے تقریب کی صدارت کی ۔

چیف منسٹر کا پیام

ریاستی حکومت کی جانب سے ریاست کی تمام پنچایت سمیتیوں کو رسالہ آندھرا پردیش سربراہ کرنے کے ضروری انتظامات روبہ عمل لائے گئے ہیں - اضلاع اور مواضعات کی خبروں کی اشاعت کے لئے رسالے میں زیادہ گنجائش فراہم کی جارہی ہے - یہ امر لائق استحسان ہے کہ وزیر اعظم کے ۲۰ - نکاتی پروگرام کے مختلف پہلوؤں کو اور ان کی عمل آوری کی مساعی کو رسالے میں سوزوں طور پر نمایاں کیا جارہا ہے - رسالہ آندھرا پردیش کو دیہی عوام کی امیدوں اور تمناؤں کی عکاسی کرنی چاہئے - اس رسالے کی صورت گری ایسی ہونی چاہئے کہ عوام اس کو " ہمارا رسالہ " کہنے لگیں - خواندہ اور کم پڑھے لکھے عوام کی بھاری اکثریت تک اس رسالے کو پہنچانے کی پوری پوری کوششیں کی جارہی ہیں -

ملک کے اندر ایمرجنسی کے اعلان کے بعد سے عوام میں ایک نئی جاگیرتی پیدا ہوگئی ہے - اب ہر قسم کی سرگرمی میں ڈسپلن کا احساس پایا جاتا ہے - اساتذہ ہوں یا طلباء ، ملازمین ہوں یا آجر اور زرعی مزدور ہوں یا زمیندار غرضکہ عوام کے تمام طبقات میں مقصد کے حصول کی لگن ، ڈسپلن اور تحمل کے جذبات اور خوشگوار تعلقات کا دور دورہ ہے جسکے نتیجے میں ہم زرعی اور صنعتی شعبوں میں زیادہ پیداوار دیکھ رہے ہیں - کسی بھی ملک میں ترقی صرف اسی وقت ممکن ہوسکتی ہے جبکہ وہاں ڈسپلن اور کام سے لگن ہو - ہمارے ملک میں بالکل اس وقت اسی قسم کا ماحول موجود ہے - اس لئے ہمارا یہ اولین فریضہ ہے کہ ہم موجودہ صورت سے خاطر خواہ استفادہ کریں - عوامی اور نجی دونوں شعبوں سے تعلق رکھنے والے اخبارات و رسائل کو چاہئے کہ وہ عوام کی امیدوں اور تمناؤں کی عکاسی کرتے وقت اس خوشگوار ماحول کو پیش نظر رکھیں اور اس طرح سوشلسٹ طرز کے سماج کے قیام کے لئے کام کریں جو ہمارا دلی مدعا اور مطمح نظر ہے - صحافت کا عوام پر زبردست اثر ہوتا ہے اس لئے میں اخبارات سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ احتیاط اور تحمل سے کام لیں اور ملک کی خوشحالی کو بڑھانے میں اعانت کریں -

گذشتہ سال یوم اگادی کے موقع پر تلگو عوام نے کامیابی کے ساتھ اور بڑے شاندار اور پر وقار انداز میں عالمی تلگو کانفرنس کے انعقاد کا اہتمام کیا اور تلگو بولنے والے پانچ کروڑ عوام میں اتحاد و اتفاق کے پیام کی تشہیر کی - اس وقت سے آندھرا پردیش ایک نئے دور میں داخل ہوا ہے اور دوسرے علاقوں کی رہنمائی کررہا ہے - ہماری ریاست کے اندر بے زمین اشخاص میں اراضیات کی تقسیم ، ہریجنوں کو مکانات کی اراضی اور مکانات کی فراہمی اور قبائلیوں کی فلاح کے متعدد اقدامات بڑے پیمانے پر کئے جارہے ہیں - ہمارے ملک میں شریمتی اندرا گاندھی کے زیر قیادت بہت جلد فعال جمہوری سوشلزم قائم ہوجائیگا - پورا ملک اتحاد، ڈسپلن اور اخلاص کے ساتھ کام کررہا ہے - یہ میری دلی تمنا ہے کہ اس عظیم قومی سعی میں ہماری ریاست کے عوام پیش پیش رہیں اور دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں -

میں آندھرا پردیش کے عوام کو " نلا اگادی " کے موقع پر گرم جوشی کے ساتھ مبارک باد پیش کرتا ہوں * *

کمزور طبقات کے لئے نئی صبح

(مسٹر بھیم سری راما مورتی وزیر ہریجن ویلفیر)

نصف صدی کے آغاز پر جب دستور کا افتتاح کیا گیا تو اسکے نصیح و بلیغ پیش لفظ میں اس امر کا تیقن دیا گیا تھا کہ ملک کے تمام شہریوں کو سماجی ۔ معاشی اور سیاسی انصاف فراہم کیا جائیگا ۔ اس طرح ملک میں ایک نئی صبح کا آغاز ہوا تھا ۔ اسکے بعد سے گزشتہ پورے چھبیس سال کے دوران میں ہماری قوم دستوری دفعات کو حقیقت کا روپ دینے کی کوششوں میں ہمہ تن مصروف رہی تا کہ سماج کے کمزور طبقات کے حقوق کا تحفظ کیا جاسکے اور انکے حالات کو بہتر بنایا جاسکے ۔

اس سلسلے میں بہت کچھ کیا جاچکا ہے لیکن یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے ۔ اس کام کی وسعت اور اہمیت کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ آندھرا پردیش میں کمزور طبقات ریاست کی جملہ آبادی کے ۵۰ فیصد سے زائد حصے پر مشتمل ہیں ۔ اس لئے انکی بھلائی کے کام ریاست کی اولین توجہ کے مستحق ہیں ۔

اخلاقی فرض

ہماری وزیر اعظم نے ۲۰ ۔ نکاتی پروگرام کے نام سے جو تاریخ ساز سماجی و معاشی پروگرام قوم کی بھلائی کے لئے پیش کیا ہے اس میں کمزور طبقات کی بھلائی کو خصوصیت کے ساتھ پیش نظر رکھا گیا ہے اس لئے کہ سماجی ۔ معاشی اور سیاسی انصاف کو زیادہ سے زیادہ وسعت دینا نہ صرف ہماری دستوری ذمہ داری ہے بلکہ یہ ایک اخلاقی فرض بھی ہے ۔ اس سلسلے میں گاندھی جی نے اپنے ایک مضمون میں تحریر فرمایا ہیکہ ہندوستان کو مستقبل میں کئی برسوں تک کچلے ہوئے افراد کو اوپر اٹھانے کے لئے قانون سازی کرنی پڑیگی اور قومی حکومت کو اپنے گھریلو حالات سدھارنے کے لئے اس قسم کے افراد کے ساتھ مسلسل ترجیحی سلوک روا رکھنا پڑیگا اور اس بوجھ سے انکو چھٹکارا دلانا پڑیگا جس نے انکی کمر توڑ کر رکھ دی ہے ۔ اس لئے ۲۰ ۔ نکاتی پروگرام میں کمزور طبقات کی بھلائی پر جو خصوصی زور دیا گیا ہے ۔ وہ ایک انتہائی حق بجانب بات ہے ۔

۲۰ ۔ نکاتی پروگرام میں کمزور طبقات کے تعلق سے جو کام شامل ہیں ان میں سے حسب ذیل کام محکمہ ہریجن ویلفیر کے ذمہ ہیں (الف) بے زمین افراد اور کمزور طبقات کیلئے مکانات کی اراضی فراہم کرنا (ب) اقامت خانوں میں مقیم طلبا کو کنٹرول نرخوں پر اشیائے ضروریہ سربراہ کرنا (ج) کنٹرول نرخوں پر کتابوں اور اسٹیشنری کی فراہمی کا انتظام کرنا اور (د) خصوصی طور پر کمزور طبقات کے لئے روزگار اور تربیت کے مواقع میں اضافے کے واسطے جدید کارآموزی اسکیمات کو روبہ عمل لانا ۔

مناسب اور معقول رہائشی سہولتوں کی قلت کمزور طبقات کا ایک بنیادی مسئلہ ہے جسکو انکی غربت نے اور بھی پیچیدہ بنادیا ہے ۔ اس پس منظر میں رہائشی اراضیات سے متعلق پروگرام نے شدید اہمیت اختیار کرلی ہے ۔ رہائشی اراضیات کی اسکیم کے تحت روبہ عمل لائے جانے والا پروگرام دوہرے مقصد کا حامل ہے جس سے نہ صرف کمزور طبقات مستفید ہونگے بلکہ بے زمین دیہاتی مزدوروں کو بھی اس سے فائدہ ہوگا اس مفید اسکیم کے تحت ایک خاندان کو تری کے علاقے میں زیادہ سے زیادہ ۳ سینٹس اور خشکی کے علاقے میں زیادہ سے زیادہ ۵ سینٹس رہائشی اراضی بلا قیمت الاٹ کی جاتی ہے ۔ اس سال تخمیناً ۱۰ کروڑ روپئے مالیت کی زمین حاصل کرکے تقریباً ۳ لاکھ مستحقین کو الاٹ کرنے کی تجویز ہے ۔

اب تک تقریباً ایک لاکھ پٹے تقسیم کئے جاچکے ہیں میں یہاں پر یہ واضح کردوں کہ اس دور رس اثرات کے حامل

اس پروگرام کی عمل آوری میں ان ترمیمات کی بدولت آسانی ہوگی جو قانون حصول اراضی میں روبہ عمل لائی گئیں ہیں ۔ ان ترمیمات کے مطابق حاصل کردہ زمین کا معاوضہ اقساط میں ادا کیا جاسکتا ہے اور ضلع کلکٹروں کو اس سلسلے میں اختیارات سونپ دئے گئے ہیں ۔ حال ہی میں ایک آرڈیننس کا نفاذ عمل میں لایا گیا ہے جس کے ذریعہ بے زمین کاشتکاروں ۔ زرعی مزدوروں اور دیہی صناعوں کو ان رہائشگاہوں کے سکونتی حقوق عطاء کئے گئے ہیں جو انہوں نے خانگی اراضیات پر تعمیر کر لی ہیں ۔

۲۰ ۔ نکاتی پروگرام کے تحت اقامت خانوں میں مقیم طلباء کے لئے اشیائے ضروریہ کی فراہمی ایک ایسی پرکشش سہولت ہے جس سے کمزور طبقات کے طالب علموں کو ہر قسم کی دقتوں سے بے فکر ہو کر اپنی تعلیمی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کی ترغیب ہوتی ہے۔ سماجی بھلائی کے اقامت خانوں میں اسکول کی سطح پر تعلیم پانے والے ۵۳۱۳۰ طلباء مقیم ہیں اور خود طلباء کے زیر انتظام اقامت خانوں میں ۲۲۰۳۰ ایسے طلبا مقیم ہیں جو کالجوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں ان اداروں کو اشیائے ضروریہ کی فراہمی کنٹرول نرخوں پر کی جاتی ہے اور اس سلسلے میں ضلعوں کے کلکٹرز اہم رول ادا کرتے ہیں ۔

کسی طبقے کی ہمہ جہتی ترقی کے لئے اسکے افراد میں تعلیم کو وسعت دینا انتہائی ضروری ہے چنانچہ طبقات کمزور کو اچھی تعلیم حاصل کرنے کے وسیع مواقع فراہم کئے گئے ہیں ۔ ۲۰ ۔ نکاتی پروگرام کے تحت طلباء کو کتابیں اور کاغذ وغیرہ کنٹرول نرخوں پر فراہم کرنے کا انتظام ہے ۔ ہماری ریاستی حکومت چھ لاکھ طلباء میں سے درج فہرست اقوام سے تعلق رکھنے والے ۱،۵ لاکھ طلبا کو قومیائی ہوئی کتابیں مفت فراہم کر رہی ہے میں یہاں اس بات کا اضافہ کر سکتا ہوں کہ ریاستی حکومت جاریہ سال کے دوران میں مزید ۱۸،۵۵ لاکھ روپئے کی گنجائش فراہم کرکے درج فہرست اقوام کی پوری آبادی کو اس اسکیم کے تحت لے آنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

تربیتی مراکز

فی الوقت آندھرا پردیش میں ۲۷ تربیتی پیداواری مراکز ہیں جن میں ۶۰۰ نو آموزوں کے لئے داخلوں کی گنجائش ہے ۔ ان مراکز میں ہریجنوں کے لئے دباغت ۔ چمڑے کے کاموں بن کاری وغیرہ جیسے پیشوں میں درکار مہارت کی فراہمی کا اہتمام کیا جاتا ہے ۔ ایک سالہ تربیتی مدت کے دوران میں ان کو ۲۰ تا ۳۰ روپیوں کے رقمی وظیفے دئے جاتے ہیں اس سال کے لئے موازنے میں اس اسکیم کے واسطے ۶،۵۰ روپئے کی گنجائش رکھی گئی ہے جبکہ گذشتہ سال یہ گنجائش ۶ لاکھ روپئے تھی ۔

درج فہرست اقوام اور درج فہرست قبائل کے امیدواروں کو یونین پبلک سرویس کمیشن کی جانب سے منعقد کئے جانے والے آئی ۔ اے ۔ یس — آئی ۔ پی ۔ ایس وغیرہ جیسے کل ہند مسابقتی امتحانات دینے کے قابل بنانے کے لئے ایک تربیتی مرکز کے قیام کی تجویز ہے ۔ اس مرکز میں پڑھائے جانے والے ایک سالہ تعلیمی نصاب کی کوئی فیس نہیں لی جائیگی ۔ اس اسکیم کی بدولت توقع ہے کہ کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے ہونہار طلباء کو مسابقتی امتحانوں میں شرکت کرنے اور اپنی آئندہ زندگی میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہونے کے مواقع ہمدست ہوں گے ۔

ہماری وزیر اعظم نے ایک موقع پر یوں کہا ہے کہ ۔ ”کسی ملک کی ترقی کا اندازہ اسکے کمزور طبقات کی فلاح و بہبود سے لگایا جاتا ہے اس لئے حکومت سماج کے ان اہم اجزاء کی سماجی فلاح و اقتصادی بہبود کا عزم راسخ کر چکی ہے“ ہماری وزیر اعظم کے یہ پر معنی الفاظ ہمارے لئے مشعل راہ کا کام انجام دینگے اور ہمارے اس قدیم ملک کو نئی کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہم کنار کریں گے ۔

* * * *

ریاست آندھرا پردیش

مرکزی امداد سے پورا فائدہ اٹھارھی ہے

ضلع کی سطح کی کمیٹیوں اور صنعتی انفرا اسٹرکچر کارپوریشن کے قیام نیز مرکز کی امدادی اسکیم اور صنعت کاروں کے لئے تربیت کی سہولتوں کی اسکیم اور اسی قسم کے دوسرے اقدامات کے باعث کچھ عرصے سے آندھرا پردیش میں تیز رفتار صنعتی ترقی کے لئے راہ ہموار ہوگئی ہے - اور یہ ہمارے مستقبل کے لئے ایک خوش آئند بات ہے -

صنعتوں کے قیام کے کام میں تیزی اور پھرتی پیدا کرنے کی غرض سے اضلاع میں ضلع کی سطح کی کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں - جن کے صدر نشین متعلقہ اضلاع کے کلکٹر اور دوسرے اعلی عہدہ دار، ارکان ہیں اور دونوں شہروں کے لئے ایک علحدہ کمیٹی قائم کی گئی ہے جس کے صدر نشین ناظم صنعت اور دوسرے متعلقہ محکموں کے عہدہ‌دار ارا کین ہیں - ان کمیٹیوں کی تشکیل کا مقصد یہ ہیکہ صنعتوں کے قیام کیلئے بلدیات اور محکمہ صحت وغیرہ سے جو اجازت اور منظوری درکار ہوتی ہے وہ کم سے کم وقت میں حاصل ہوجائے -

وزیر صنعت کی صدارت میں ایک ریاستی سطح کی '' پراجکٹ کلیرنس کمیٹی ،، تشکیل دی گئی ہے جسکے ارا کین متعلقہ محکموں کے معتمدین اور صدور محکمہ جات ہیں تا کہ ریاست میں اوسط اور بڑی صنعتیں قائم کرنے کے خواہشمند صنعت کاروں کو ضروری سہولت اور امداد فراہم کی جائے اور انکو غیر ضروری تاخیر اور دشواریوں سے بچایاجائے ان اقدامات کے باعث ریاست کے اندر تمام شعبوں میں نئی نئی صنعتوں کے قیام میں تیزی پیدا ہوگئی ہے -

مرکز کی جانب سے ترغیبات

ریاست نے مرکز کی ترغیبی امداد سے پورا پورا استفادہ کرتے ہوئے صنعت کاروں کی حتی الامکان ہمت افزائی کی ہے تاکہ وہ امدادی خطے قرار دئے ہوئے علاقوں میں نئی صنعتیں قائم کریں - ۷۲ - ۱۹۷۱ ع میں اس اسکیم کو رائج کرنے کے بعد سے اب تک ریاست کی صنعتی یونٹوں میں ۱۳۸ لاکھ روپیے کی رقم تقسیم کی گئی ہے - اس رقم میں سے اب تک ۱۰۶ لاکھ روپیے حکومت ہند نے ریاستی حکومت کو واپس کردیئے ہیں جن میں جاریہ سال کے دوران اب تک واپس کردہ رقم ۳۰ لاکھ روپیے بھی شامل ہے - اس لحاظ سے آندھرا پردیش کا شمار مرکزی امداد سے سب سے زیادہ استفادہ کرنیوالی ریاستوں میں ہوجاتا ہے -

۱۹۷۳ ع میں قائم شدہ آندھرا پردیش انڈسٹریل انفرا اسٹرکچر کارپوریشن نے ریاست کے اندر مختلف صنعتی مراکز کے قیام کے لئے پلاٹوں کو درست کرکے اور سائبان تعمیر کرکے صنعتی فروغ کے لئے بنیادی سہولتوں کی فراھمی میں لائق ستائش کردار ادا کیا ہے - فی الوقت ریاست میں ۵۹ صنعتی بستیاں اور ۱۰ صنعتی ارتقاء کے علاقے ہیں - اس کارپوریشن کے منصوبوں میں متعدد صنعتی بستیوں اور صنعتی ارتقاء کے علاقوں کے قیام کا پروگرام شامل ہے -

یہ کارپوریشن عوامی شعبے کی بڑی صنعتوں کے اطراف و اکناف میں ضمنی صنعتوں کی خصوصی بستیاں قائم کرکے ضمنی صنعتوں کے فروغ کے لئے اقدامات روبہ عمل لارہا ہے '' ھڈکو ،، کی اعانت سے کارپوریشن نے منتخبہ مراکز میں صنعتی مزدوروں کے لئے ریاستی اسکنہ کی فراھمی کی اسکیمیں بھی روبہ عمل لانا شروع کی ہیں چنانچہ چندو لال بارہ دری حیدر آباد میں ایک سو رھائشی کوارٹرس زیر تعمیر ہیں - کشائی گوڑہ (حیدر آباد) وجے واڑہ - تروپتی اور وسا کھا پٹنم میں بھی ایسی ھی اسکیمیں روبہ عمل لائی جائیں گی -

تربیت کی سہولتیں

حیدر آباد میں واقع یس ائی ای ٹی انسٹیٹیوٹ اور اسمال انڈسٹریز سرویس انسٹیٹیوٹ میں صنعت کاروں کے لئے بزنس اندسٹریل مینجمنٹ اور انڈسٹریل ڈیولپمنٹ وغیرہ جیسے موضوعات میں تربیت دینے کے انتظامات ہیں - یس آئی ای ٹی انسٹیٹیوٹ میں فراھم کردہ تربیتی سہولتوں سے محکمہ کے ملازمین بھی استفادہ کر رہے ہیں اور اقتصادی تحقیقات کی تکنک - مالیاتی تجزیہ - بینکنگ طریق کار اور مارکٹنگ وغیرہ میں تربیت حاصل کر رہے ہیں تا کہ اپنے مفوضہ کاموں کو حسن و خوبی کے ساتھ انجام دے سکیں - سنٹرل انسٹیٹوٹ آف ٹول

ڈیزائن حیدر آباد میں اوزاروں کی بناوٹ اور ان کی تیاری کی تربیت دی جاتی ہے ۔

گزشتہ کچھ عرصے سے مقامی طور پر دستیاب کچھ مال پر مبنی صنعتیں قائم کرنے پر زور دیا جارہا ہے ۔ ہماری یہ پالیسی ہیکہ ایسی صنعتوں کے قیام سے احتراز کیا جائے جن کے لئے کچ مال اور مارکٹ کی فراہمی دشوار ہے ۔ بعض مقامات پر پہلے سے ہی ایسی صنعتیں قائم ہیں جنکے قیام کے وقت کچ مال کی معقول فراہمی کا لحاظ نہیں رکھا گیا ۔ اس طرح کی صنعتوں کو درکار کچ مال سربراہ کرنے کی مساعی آندھرا پردیش اسمال اسکیل انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن اور نظامت صنعت کی جانب سے کی گئی ہیں ۔ اس صورتحال سے نمٹنے کیلئے ایسی متعدد صنعتوں کی صلاحیت کا جائزہ لیا گیا ہے اور حکومت ہند کے پاس سفارشات روانہ کی گئی ہیں ۔ یہ کاروائی جاری ہے اور اس سال کے دوران میں ہر اس صنعت کا صلاحیتی جائزہ مکمل کرلیا جائے گا جس کو اس قسم کے جائزے کی ضرورت ہے ۔

باقاعدگی اور مستعدی کے ساتھ صنعتوں کو فروغ دینے کے لئے بعض بنیادی سہولتیں درکار ہوتی ہیں ۔ ریاستی حکومت کی کامیاب نمائندگی کی بدولت حکومت ہند نے الکٹرانک صنعتوں کے فروغ کے لئے جسکے ریاست میں زبردست امکانات موجود ہیں) بنیادی انفرا اسٹر کچر کی فراہمی کی خاطر دو اور اداروں کے قیام سے اتفاق کرلیا ہے ۔ پہلا ادارہ " پروٹو ٹائپ ٹریننگ اینڈ ڈیولپمنٹ سنٹر ،، ہے جو نیشنل اسمال انڈسٹریز کارپوریشن کے زیر سرپرستی ہے اور دوسرا ادارہ " سنٹر فار ایڈوانس ٹریننگ ان الکٹرانکس اینڈ انسٹرومنٹیشن ،، ہے جسکو مزدوروں کی بین الاقوامی تنظیم اور حکومت سویڈن کی امداد حاصل ہے ۔

ان اداروں اور ایک ریاستی " الکٹرانکس ٹسٹنگ اینڈ ڈیولپمنٹ سنٹر ،، کی بدولت جو آندھرا پردیش اسمال اسکیل انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن شہر حیدر آباد کے مضافات میں واقع کوشائی گوڑہ الکٹرانک کامپلکس میں قائم کر رہا ہے ریاست میں الکٹرانک صنعت کے فروغ کو زبردست تقویت حاصل ہوگی ۔ نظامت صنعت کی جانب سے بھی ٹسٹنگ سنٹر قائم کئے جارہے ہیں ۔ انجینیرنگ کی صنعتوں کےلئے وساکھاپٹنم میں ایک ، معدنیات پر مبنی صنعتوں کے لئے کڑپہ میں ایک اور کیمیکل انڈسٹریز کے لئے حیدر آباد میں ایک ۔

صنعت کاروں کو ان کے ٹیکنیکل مسائل کے حل میں مدد دینے کے لئے اور کونسل آف سائنٹیفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ کی مختلف تجربہ گاہوں میں کئے ہوئے تجربوں سے مزید استفادہ کرنے کی غرض سے نظامت صنعت اور کونسل آف سائنٹیفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ کی جانب مشترکہ طور پر حیدر آباد میں ایک پالیٹکنو لاجیکل کلینک قائم کیا جا رہا ہے ۔

قومیائے ہوئے بینکوں کے نمائندوں سے مسلسل بات چیت اور اعلی سطح کی ملاقاتوں کے نتیجے میں چھوٹے پیمانے کی صنعتی یونٹوں کو ملنے والے قرض میں مندرج اضافے کو ممکن بنایا جاسکتا ہے ۔ اس بات کی کوشش کی جارہی ہیکہ ریاست میں چھوٹی صنعتوں کے شعبے کی قرض کی ضروریات کی مکمل طور پر پابجائی کی جائے ۔ اس بات کے ممکن العمل ہونے تک حتی الامکان یہ کوشش کی جارہی ہیکہ کم سے کم چھوٹی صنعتوں کے شعبے کی ایسی یونٹوں کو مالیہ کی کمی کے باعث نقصان نہ پہنچنے دیا جائے جو اضافی اہمیت کےحامل ہیں ۔ آندھرا پردیش اسٹیٹ فینانشیل کارپوریشن ریاست کی چھوٹی اور اوسط صنعتوں کی میعادی قرض کی ضروریات کے ایک بڑے حصے کی پابجائی میں اہم کردار ادا کر رہا ہے ۔

* * * * *

آندھرا پردیش میں قومی شاہراہیں

از طلعت بیگ چیف انجینیر عمارات و شوراع (قومی شاہراہیں)

پہلی عالمی جنگ کے اختتام کے بعد تک سڑکوں کی باقاعدہ ترقی کے لئے کوئی اقدام نہیں کیا گیا اور نہ ہی ان کی بہتری اور فروغ کے لئے کوئی منصوبہ بنایا گیا - بعد ازاں اگر کچھ سرگرمیاں اس سلسلہ میں شروع بھی کی گئیں تو وہ دوسری عالمی جنگ چھڑ جانے کے باعث رک گئیں - اس زمانے میں سڑکوں کی عام دیکھ بھال کی جانب بھی کوئی توجہ نہیں دی گئی جس کے باعث ہماری سڑکوں کی حالت نہایت خستہ اور خراب ہوگئی - سڑکوں کو بہتر بنانے اور ان میں اضافہ کرنے کے لئے کل ہند اساس پر پہلی متحدہ کوشش ۱۹۴۳ ع میں چیف انجینیروں کی کانفرنس میں کی گئی - یہ کوشش ناگپور پلان کے نام سے مشہور ہے - ناگپور پلان میں دیسی ریاستوں اور رجواڑوں کی سڑکوں کو شامل نہیں کیا گیا چنانچہ موجودہ آندھرا پردیش کے علاقہ تلنگانہ کے لئے بھی اس پلان میں کوئی گنجائش نہیں تھی سابقہ ریاست آندھرا میں قومی شاہ راہوں کی لانبائی ۹۳۷ میل تھی - ناگپور پلان کے مطابق اس لانبائی میں اضافہ کرنا مقصود تھا - سڑکوں کی بہتری اور ان کی ترقی کے لئے ایک علحدہ محکمے کی ضرورت شدت کے ساتھ محسوس کی جارہی تھی - چنانچہ متحدہ ریاست مدراس نے ۱۹۴۶ ع میں اس سلسلہ میں پہل کی اور سڑکوں کی دیکھ بھال کا کام بحسن و خوبی انجام دینے کے لئے ایک محکمہ شوارع قائم کیا- اس محکمے کے قیام سے پہلے سڑکوں کی دیکھ بھال کا کام مجالس مقامی کے ذمہ تھا جو اپنے محدود مالیے اور ٹرافک کی کمی و زیادتی کے لحاظ سے کم سے کم ضرورت کے مطابق سڑکوں کی دیکھ ریکھ کرتی تھیں - ایک طرف تو متحدہ ریاست مدراس نے سڑکوں کی دیکھ بھال کے لئے ایک علیحدہ محکمہ قائم کرکے سڑکوں کے انتظام کو مقامی بورڈس سے نکال کر اپنے تحت میں لے لیا تو دوسری طرف حکومت ہند نے ۱۹۴۷ ع میں بین ریاستی سڑکوں کی دیکھ بھال اور ترقی کے لئے مالیئے کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی - ان بین ریاستی سڑکوں کو ۱۹۴۷ ع میں آندھرا علاقے میں نیشنل ہائی ویز کا نام دیا گیا - اس طرح ریاست میں نیشنل ہائی ویز کی ترقی اور دیکھ بھال کے کام کیلئے مالیہ مرکزی حکومت فراہم کرتی اور حق ملکیت ریاست کا ہے - آندھرا علاقے میں جن سڑکوں کو قومی شاہ راہیں قرار دیا گیا ہے ان کی لانبائی کل ۹۳۷ میل ہے جن میں نیشنل ہائی وے نمبر ۴، ۵، ۷، ۹ اور ۴۳ شامل ہیں - حکومت ہند نے ۱۹۵۰ ع سے تلنگانہ علاقے کی قومی شاہ راہوں کے لئے مالی امداد دینا شروع کی- تلنگانے کی جن سڑکوں کو قومی شاہ راہیں قرار دیکر حکومت ہند نے مالی امداد دینا شروع کی ان کی لانبائی ۵۱۹ میل تھی اسطرح سے ۱۹۵۰ ع تک اس علاقہ میں جو اب موجودہ ریاست آندھرا پردیش پر مشتمل ہے قومی شاہراہوں کی لانبائی ۱۴۵۶ تھی -

بعد ازاں حکومت ہند نے نیشنل ہائی وے ایکٹ بابت ۱۹۵۶ ع کے ذریعہ جسکا نفاذ ۱۵ - اپریل ۱۹۵۷ ع کو ہوا نیشنل ہائی ویز کو ان پر واقع پلوں - کلوٹس - بندھ اور دوسری تعمیرات سمیت اپنی ملکیت میں لے لیا اور ان سے متعلق ترقیاتی اسکیمات کو روبہ عمل لانے کیلئے ریاستی حکومت کو اپنی ایکزیکیٹیو ایجنسی کی حیثیت سے مقرر کیا -

نیشنل ہائی ویز کی حالت

حکومت ہند نے جب قومی شاہ راہوں کو اپنی ملک قرار دیا تھا تو اسوقت قومی شاہ راہوں کی حالت مطلوبہ معیار کے مطابق نہیں تھی قومی شاہراہوں کی ناکافی چوڑائی کے علاوہ ان پر بہت سے کمزور - تنگ اور پر خطر پل اور کلورٹس واقع تھے نیز بیشتر قومی شاہراہیں ایک پٹی والی اور غیرمسطح و ناہموار تھیں- اسکے علاوہ کئی مقامات پر پل تعمیر نہیں کئے گئے تھے اور جا بجا موڑ بھی خطرناک تھے جو تیز رفتار ٹرافک کے لئے نقصان رساں تھے - زیادہ سے زیادہ وزن لیجانیوالی دور جدید کی ٹرافک کے قابل بنانے کے لئے قومی شاہراہوں کو ترقی دیکر ہر لحاظ سے مضبوط اور بہتر بنانا ضروری ہے -

قومی شاہراہوں کی بہتری کے اقدامات

پہلے پنجسالہ منصوبے ۱۹۵۱-۵۶ ع کے دوران میں قومی شاہراہوں کی ترقی کے لئے ۱۹۳ لاکھ روپئے کی رقم مختص کی گئی تھی اس رقم سے ۳۲۳ میل لانبائی تک ان پر بلیک ٹار

اور ۵۰ میل کی لانبائی تک سمنٹ اور کانکریٹ بچھایا گیا ۔ اس کے علاوہ چار بڑے پل اور چار چھوٹے پل تعمیر کئے گئے ۔ پہلے پانچسالہ منصوبے کی عمل آوری کے دوران میں متحدہ مدراس سے تلگو بولنے والے اضلاع کو الگ کرکے ریاست آندھرا کے نام سے ایک علحدہ ریاست تشکیل دی گئی ۔ دوسرے پانچسالہ منصوبے کے دوران میں عظیم تر آندھرا پردیش کے قیام کے بعد مالیے کی تنگی کے باعث قومی شاہ راہوں کی بہتری اور ترقی کے کاموں میں کوئی خاص پیش رفت نہیں کی جاسکی اور مرکز کی جانب سے مالیے کی منظوری پر عائد کردہ تحدید کے باعث قومی شاہ راہوں پر ریاست صرف ۳۹. لاکھ روپیے خرچ کرسکی ۔ تیسرے منصوبے کے دوران میں بھی مالیے کی کمی اور مرکز کی جانب سے فنڈز کے محتاط اجرائی کی وجہ سے کام کی رفتار سست رہی ۔تیسرے منصوبے میں اس مقصد کے لئے ۳۳۱،۷۷ لاکھ روپیے کی حد مقرر کی گئی تھی جس میں دوسرے منصوبے کے نا مکمل کاموں کے اخراجات بھی شامل تھے پھر بھی اس سلسلے میں ۳۸۸،۰۱ لاکھ روپیے خرچ کئے گئے ایک ترقی پذیر معیشت میں ہر شعبے کی سرگرمیوں پر اخراجات میں اضافہ ہوتا رہنا چاہئے لیکن پچھلے چار منصوبے کے دوران میں ریاست کے اندر واقع قومی شاہ راہوں پر نہ تو خاطر خواہ توجہ دی گئی اور نہ ہی مرکزی حکومت کی جانب سے معقول مقدار میں مالیہ فراہم کیا گیا ۔

ریاستی حکومت نے چوتھے منصوبے کے مسودے میں سڑکوں کے لئے ۴۰۰،۵۹ کروڑ روپیوں کی گنجائش تجویز کی تھی جسکو حکومت ہند نے گھٹا کر ۳۷،۰۰ کروڑ روپے کردیا اور اپنی طرف سے پورے منصوبے کے دوران میں ۲۵ کروڑ روپیے فراہم کرنے کا وعدہ کیا ۔

حکومت ہند کے منظور کردہ چوتھے منصوبے کے مطابق ۹۱ میل لانبائی کی حد تک ایک پٹی والی سڑکوں کو وسیع کیا جائیگا ۱۱۳ میل تک پختہ بنایا جائیگا اور گنجان آبادی والے ۱۱ شہروں یعنی گنٹور ۔ اونگول ۔ نلور ۔ آلم پورم اور پراتھی پاڑو ۔ انکا پلی ۔ منی ۔ تگاراپو ولسا ۔ سریکا کلم ۔ وشاکھا پٹنم ۔ سوریا پیٹھ اور اننت پور میں ذیلی راستے فراہم کئے جائیں گے ۔ ۹ لیول کراسنگ کو بدلا جائیگا اور گنٹور اور وجے واڑہ کے درمیان ۲۰ میل لانبا تیز رفتار ٹرافک کے لئے راستہ تعمیر کیا جائیگا ۔

گزشتہ چار منصوبوں کے دوران میں قومی شاہ راہوں کی ترقی کے لئے جو کام کئے گئے وہ حسب ذیل ہیں ۔

ایسے تمام اہم مقامات پر جہاں پل نہیں تھے ندیوں کے اوپر پل تعمیر کئے گئے جیسے پنار ندی پر نلور میں کرشنا وجے واڑہ اور رنگا پور میں تنگبھدرا پر کرنول میں۔

کونا سیما کے زر خیز ڈیلٹا میں ۱۷ میل لانبی سڑک تعمیر کر کے خشکی کا راستہ فراہم کیا گیا اور اس سلسلے میں دو بڑی ندیوں گوتمی اور واسستا کے اوپر علی الترتیب آلامورو اور سدھانتم مقامات پر دو پل تعمیر کئے گئے اسطرح کوور سے ہو کر جانیوالے پرانے راستے پر ایم سی روڈ کی لانبائی میں ۳۲ میل کا اضافہ ہوگیا ہے ۔

۶۳۵ میل لانبائی کی حد تک سڑکوں کو وسیع کرنے کا کام شروع کیا جاچکا ہے ضلع نیلور میں ایم سی روڈ پر کھنڈالیرو پل کو ۳۴۲½ میل پر تھنڈا وا پل کو مکمل کرلیا گیا ہے ۔ گنٹور بائی پاس ۔ آلم پورم اور پراتھی پاڑو بائی پاس ۔ وساکھاپٹنم بائی پاس ۔ تنی اور پیاگا راو بائی پاس اور تگارا پوولسا بائی پاس پر کام تکمیل کے آخری مراحل میں ہے ۔

بنارس کیمپ کیمورن روڈ پر پاسیدی کے قریب پنار ندی کے اوپر پل کی تعمیر کا کام تکمیل کی جانب منزلیں طے کر رہا ہے ۔ چوتھے منصوبے کے جن دو اہم پلوں کی تعمیر مکمل ہوچکی ہے وہ یہ ہیں حیدرآباد ۔ ناگپور سڑک کے ۳۶-۷ میل پر ہالڈی کا پل اور سریکا کلم کے قریب ناگاولی کا پل ۔ دو شاہ راہوں یعنی نلور ۔ بلاری ۔ بمبئی روڈ کو ۳۰۵ کلو میٹر لانبائی کی حد تک (جو آندھرا پردیش میں واقع ہے) اور ویزاگ جگدلپور ۔ بھولا پٹنم ۔ جاوا ۔ ناسک ۔ بمبئی روڈ کو ۳۴۲ کیلو میٹر لانبائی کی حد تک (جو آندھرا پردیش میں ہے) اور وجے واڑہ ۔ مچھلی پٹنم روڈ کو ۸۰ کیلو میٹر لانبائی کی حد تک قومی شاہراہ قرار دینے کے لئے حکومت ہند کو تجویز روانہ کی گئی ہے جس پر غور کیا جارہا ہے ۔

* * *

آندھرا پردیش میں بڑی صنعتوں کی ترقی

آندھرا پردیش ویسے تو غالب طور پر ایک زرعی ریاست ہے لیکن یہاں حالیہ چند برسوں سے صنعتی ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنے کی کوششیں پوری توجہ کے ساتھ کی جارہی ہیں تاکہ ریاست کی عام ترقی میں اضافہ ہو ، بیروزگاری کم ہو اور یہاں کے قدرتی وسائل سے پورا پورا استفادہ کیا جائے اور انکی قدر و قیمت کو بڑھایا جائے - ریاستی معیشت کو اس نئی سمت کی جانب موڑنے میں یہاں کے بیش قیمت صنعتی وسائل - مادی اور انسانی دونوں نے ایک اہم عنصر کا کام کیا ہے -

ریاست کی مضبوط زرعی بنیادوں کے باعث یہاں زرعی صنعتوں کے فروغ کے وافر مواقع موجود ہیں - ریاست میں کوئلے - خام لوہے - میگنیز - اسبسطاس - چونے کے پتھر - ابرک وغیرہ اور ان کے علاوہ دوسری معدنیات کے بھی کافی ذخائر پائے جاتے ہیں - یہ معدنیات ریاست کی مختلف صنعتوں کے لئے خام مال کی ضرورتوں کی تکمیل کرسکتی ہیں - ہماری ریاست کے جنگلات بھی بانسوں اور مختلف اقسام کی ٹمبر لکڑی سے مالا مال ہیں جن سے جنگلاتی پیداوار پر مبنی منفعت بخش صنعتیں قائم کی جاسکتی ہیں - ہمارے یہاں اندرونی طور پر اور سمندروں میں بھی ماہی گیری کے فروغ کے زبردست امکانات و مواقع ہیں - اس طرح حیواناتی وسائل کو بھی صنعتی پیداوار کے فروغ کے لئے استعمال میں لایا جاسکتا ہے -

ریاست میں برق قوت کی پیداوار بڑھانے کی غرض سے تھرمل اور ہائیڈرو الکٹرک کے وسیع وسائل سے استفادہ کرنے کے جو منصوبے تیار کئے گئے ہیں ان کی بدولت توقع ہیکہ پانچویں پانچسالہ منصوبے کی مدت کے ختم تک ۲۱۵۰ میگاواٹ برق کی پیداوار کا نشانہ حاصل کرلیا جائیگا اور مستقبل قریب میں زیادہ سے زیادہ صنعتوں کے قیام اور ان کی اعانت کے سلسلے میں ریاست کا موقف بہتر ہوجائیگا - طویل ساحلی علاقے - حمل و نقل کے معقول انتظامات اور فنی تعلیم کی سہولتیں بھی ریاست میں صنعتی ترقی کے لئے مضبوط بنیادیں فراہم کرنے میں مددگار و معاون ہیں - چنانچہ ہمارے یہاں ان وسائل سے خاطر خواہ استفادہ کرنے اور ہر علاقے کے لئے موزوں صنعتوں کا تعین کرنے کے علاوہ صنعت کارانہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے سرمائے کو پیداواری مشاغل کی جانب راغب کرنے اور سب سے بڑھکر روزگار کے وسیع مواقع پیدا کرنے کے اقدامات کئے جارہے ہیں -

ان مقاصد کے حصول کے لئے مختلف تدابیر اختیار کی جارہی ہیں جو ہر علاقے اور ہر صنعتی شعبے کی ضروریات سے مطابقت رکھتی ہیں - ان تدابیر کو اتنے موثر انداز میں اور زور و شور کے ساتھ روبہ عمل لایا جا رہا ہیکہ ریاست میں صنعتی ترقی کے تمام شعبوں میں انکے اثرات نمایاں ہو رہے ہیں -

ریاست میں بڑی اور اوسط صنعتوں کے رجسٹریشن اور لائسنسوں کے لئے وصول ہونیوالی تمام درخواستوں کی انتہائی باقاعدگی اور مستعدی کے ساتھ یکسوئی کی جاتی ہے - ریاست کی سازگار معاشی فضا - مرکز کی جانب سے دی جانیوالی مالی امداد اور ریاستی حکومت کی بعض ترغیبی سہولتوں اور سب سے بڑھکر انتظامی مشنری کی جانب سے بر وقت امداد - صحیح رہبری اور پر خلوص خدمت کی بدولت نئے نئے صنعت کار آگے بڑھرہے ہیں اور ریاست کے اندر خاص تعداد میں بڑی اور اوسط پیمانے کی صنعتیں قائم ہو رہی ہیں - جبکہ زیادہ‌زور تو اس بات پر ہی دیا جاتا ہیکہ مقامی صنعت کاروں کی ہمت افزائی کی جائےلیکن ساتھ ہی ساتھ ایسے اقدامات بھی کئے جارہے ہیں کہ بیرون ریاست کے صنعت کاروں کو بھی ریاست کے اندر صنعتوں کے قیام میں اپنا سرمایہ مشغول کرنے کی ترغیب ہو -

۳۱ - مارچ ۱۹۷۵ ع کو ختم ہونیوالے سال کے دوران میں حکومت ہند کے پاس سے ریاست کے اندر بڑی اور اوسط صنعتوں کے قیام کے لئے ۹۱ اجازت نامے اور لائسنس وصول ہوئے جن میں مصروف تمدنی سرمایہ ۲۵۰ کروڑ روپئے ہے اور ۳۰۰۰۰ اشخاص کے لئے روزگار کے مواقع ہیں - اسکے مقابلے میں ۱۹۷۳-۷۴ ع کے دوران میں ۵۴ اجازت نامے اور لائسنس وصول ہوئے تھے جن میں ۳۷۰ کروڑ روپئے کا سرمایہ مصروف کرنے کی گنجائش اور ۱۳۵۰۰ افراد کے لئے روزگار کے مواقع تھے - ان اجازت ناموں میں ۲۰۰ کروڑ روپئے کے سرمائے سے

کا کیناڈا میں ایک کیمیائی کھاد کے کار خانے کے قیام کے لئے بھی اجازت نامہ شامل تھا ۔

مزید چار سمنٹ فیکٹریاں قائم کی جارہی ھیں جن میں سے ۳ رائلسیما کے پسماندہ اضلاع کے لئے ھیں ۔ ریاست کے مختلف حصوں میں نجی اور امداد باھمی شعبوں میں متعدد شکر کے کارخانوں کا قیام عمل میں لایا جارھا ھے ۔ ۳۶ کروڑ روپئے کے سرمائے سے کرنول میں لکھنے اور چھاپنے کے کاغذ کی تیاری کے لئے ایک پراجکٹ کی اجازت دی گئی ھے ۔ ایک اور پراجکٹ کے قیام کے لئے انڈین ٹوباکو کمپنی (آئی ۔ ٹی ۔ سی) کو لائسنس اجرا کیا گیا ھے جو بھدرا چلم میں ۵۰ کروڑ روپئے کے سرمائے سے قائم کیا جائے گا اور جس میں کاغذ اور مقوی تیار ھوگا ۔

درسیانی شعبے میں دودھ سے بننے والی اشیا کا ایک پراجکٹ کڑپہ میں قائم کیا جارھا ھے ۔ مختلف اضلاع میں کئی چھوٹے پلانٹ قائم کئے جارھے ھیں جن میں مقامی طور پر دستیاب دھان کے بھوسے اور دوسری نباتاتی اشیا سے کاغذ تیار کیا جائیگا ۔ ریاست کے مختلف حصوں میں جو اوسط درجے کی صنعتیں قائم ھو رھی ھیں ان میں بنولے کے تیل کی یونٹیں سالونٹ ایکسٹریکشن پلانٹس مونگ پھلی سے پروٹین تیار کرنے کا پراجکٹ ۔ سنتھٹک ڈٹرجنٹس اور شراب کی تیاری کے کار خانے وغیرہ شامل ھیں ۔

ریاست میں بڑی اور اوسط درجے کی جن صنعتوں کے لئے لائسنس اجرا کئے گئے ھیں اور جن کا رجسٹریشن عمل میں آیا ھے وہ عوامی ۔ مشترکہ ۔ امداد باھمی اور نجی تمام شعبوں سے تعلق رکھتی ھیں ۔ نظامت صنعت میں پراجکٹوں کی جانچ اور تیز رفتار عمل آوری کے لئے ایک متعینہ طریق کار ھے جسکی سختی سے پابندی کی جاتی ھے ۔

آندھرا پردیش انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن مشترکہ پراجکٹوں کے قیام میں سرگرم عمل ھے اور اس نے ایک پروگرام تیار کیا ھے جس کے مطابق ریاست کے ھر ضلع میں ۲ تا ۳ بڑی یونٹیں قائم کی جائیں گی ۔ اب تک اس کارپوریشن نے بڑی اور اوسط درجے کی صنعتوں کے قیام کے لئے ۱۸ اجازت نامے حاصل کرلئے ھیں جن میں ۱۶۳ کروڑ روپئے کا سرمایہ مشغول کیا جائے گا اور جن سے ۱۳۷۰۰ افراد کو روزگار حاصل ھوسکیگا اور جو ریاست کے مختلف علاقوں میں قائم کئے جائیں گے ۔

یہ صنعتی یونٹیں صنعت کاری کے اھم شعبوں سے متعلق ھیں جن میں پلپ اور کاغذ سازی ۔ ٹیوب اور ٹائر ۔ کاسٹک سوڈا ۔ کیلشیم کار بائڈ اور پی ۔ وی ۔ سی وغیرہ کی تیاری کے پراجکٹ شامل ھیں ۔ کار پوریشن نے پانچویں منصوبے کی مدت کے دوران میں ۸۰ پراجکٹ قائم کرنے کا پروگرام بنایا ھے جن پر ۳۲۷ کروڑ روپئے کی لاگت آئیگی اور جن کی بدولت ۵۰ ہزار اشخاص کو روزگار کے مواقع ملیں گے ۔

* * *

آگے صفحہ ۲۱ سے

اور شری یس ین راما سورتی شرما سنسکرت پنڈت ۔ یس ۔ وی سنسکرت ھائی اسکول کرنول ۔

جنگلات کے عہدہ داروں کو انعامات

چیف کنزرویٹر آف فارسٹس آندھرا پردیش حیدر آباد نے سروا سری راجہ ملا ریڈی ڈپٹی رینج آفیسر یم ۔ تنکیا فارسٹر اور سید منیب الرحمن فارسٹر حیدر آباد ڈیویژن کو جنگلات سے متعلق جرائم کے کھوج اور روک تھام کے سلسلے میں گرانقدر خدمات انجام دینے پر فی کس ۵۰ روپئے کے حساب سے نقد انعامات منظور کئے جنکی تقسیم یوم جمہوریہ کے موقع پر عمل میں آئی ۔

بدعنوانیوں کے خلاف جان توڑ جنگ

بد عنوانی کے مسئلے کا کسی معاشرے کی خصوصیات اور اسکی اخلاقی قدروں سے گہرا تعلق ہوتا ہے ۔ چونکہ حکومت کی تمام سرگرمیاں ہمعصر معاشرتی حالات کا جز ہوتی ہیں اس لئے ان پر معاشرے میں مروجہ اخلاقی معیار اور اقدار کا اثر انداز ہونا ایک لازمی امر ہے ۔ یہ سماجی ارتقاء کے تغیر پذیر طور طریق کا ہی نتیجہ ہے جو حکومت کی مشنری میں بدعنوانیاں اور بد اعمالیاں خطرناک حدود تک پہنچ گئی ہیں۔

اس خطرے سے نبرد آزما ہونیکے لئے حکومت نے خصوصی قوانین بنائے ہیں اور قواعد و ضوابط مدون کئے ہیں۔ ان مختلف قانونی دفعات و ضوابط کی کامیاب عمل آوری کا انحصار قابل لحاظ حد تک اس مسئلے کے تعلق سے عوامی شعور کی بیداری اور اس سے نمٹنے کے لئے عوام کے بے دریغ تعاون پر ہے ۔

زمانہ قدیم کے معاشرے میں بد عنوانیاں نابود تھیں اور اگر تھیں بھی تو بہت ہی خال خال اس لئے کہ لوگوں کی خواهشات محدود اور انمٹ روایات کے تابع ہوتی تھیں ۔ لیکن اس موقف میں منظم معاشروں کے عالم وجود میں آنے کے بعد تبدیلی رونما ہوئی جیسا کہ کوتلیا نے اپنے ارتھ شاستر میں اس برائی کی موجودگی کا تذکرہ کیا ہے ۔ ہماری جیسی ترقی پذیر قوم میں چونکہ حکومتی سرگرمیوں کا دائرہ عمل کافی وسیع اور دوررس ہوتا ہے اس لئے حاکمانہ اقتدار کو منتشر اور غیرمرکوز کرکے متعدد اداروں کے تفویض کرنا پڑتا ہے ۔ ان اداروں کا انتظام چلانے والے اور تمام سطحوں پر حکومت کی نمائندگی کرنیوالے عوامی خدمات پر متعین افراد کو عام پبلک کے ساتھ سرکاری کاروبار کی انجام دھی میں دو میں سے کسی ایک راستے کو اپنے اختیار تمیزی کے استعمال کے بعد منتخب کرنے ٹھیکے وغیرہ دینے کا ۔ پالیسی فیصلے کرنے کا اور عوام کے کردار کو قانونی ضوابط کے تحت لانے کا اختیار حاصل رہتا ہے ۔ اس سلسلے میں ایک ماہر سماجیات کا یہ خیال بہت صحیح معلوم ہوتا ہیکہ اکثر لوگوں کا اخلاقی معیار نظم و نسق عامہ کے معاملات میں بمقابلہ خانگی معاملات کے جن سے ان کا ذاتی مفاد وابستہ رہتا ہے کہیں زیادہ گرا ہوا ہوتا ہے ۔

موجودہ حالات اور ماحول میں عوامی مالیہ خرچ کرنے اور حکومتی محصولات وصول کرنے کے اختیارات رکھنے والے یا سرکاری قوانین و ضوابط کی پابندی کے مجاز عوامی ملازمین کی اکثریت اپنے موقف کے استحصال اور اس سے نا جائز فائدہ اٹھانے کے رجحان کی طرف مائل معلوم ہوتی ہے تا آنکہ حکومت کی جانب سے ان پر کڑی نگرانی رکھنے کی نیت سے وفاقی اور ریاستی دونوں سطحوں پر " ویجلنس کمیشن "، اور " اینٹی کرپشن بیورو "، کا قیام عمل میں لایا گیا ہے ۔

انڈین پینال کوڈ میں عوامی ملازم کی مفصل اور جامع تعریف کی گئی ہے جس کے مطابق سرکاری ملازمین کے علاوہ دفاعی خدمات ۔ ریلویز ۔ کارپوریشنز ۔ مجالس مقامی ۔ عوامی شعبے کے اداروں غرضکہ ایسے تمام ادارہ جات میں کام کرنے والے عوامی ملازمین کی تعریف میں شامل ہیں جن میں عوامی سرمایہ مصروف ہے ۔ ویجلنس کمیشن اور اینٹی کرپشن بیورو کا دائرہ اثر ان تمام عوامی ملازمین پر محیط ہے۔

میکالے کا اقدام

عوامی ملازمین میں پیدا شدہ بد عنوانیوں سے نمٹنے کیلئے لارڈ میکالے نے ایک صدی سے زائد عرصہ قبل انڈین پینال کوڈ میں خصوصی تعزیراتی دفعات شامل کئے ۔ لیکن یہ دفعات دوسری جنگ عظیم کے دوران میں بد عنوانیوں کی بیخ کنی کیلئے نا کافی پائے گئے جبکہ عوامی ملازمین کے ہاتھوں عوامی مالیہ بے دریغ طور پر خرچ ہوا اور انہوں نے اپنے اختیارات کا بے جا استعمال کرکے نا جائز فائدے حاصل کئے ۔ وسیع طور پر پھیلی ہوئی بد عنوانیوں اور بد اعمالیوں کی روک تھام کیلئے حکومت نے ۱۹۴۷ ع میں قانون انسداد رشوت ستانی کے نام سے ایک خصوصی قانون نافذ کیا ۔ اس خصوصی قانون میں وقتاً فوقتاً ترمیمات روبہ عمل لا کر اس قانون کو تمام اقسام کی بد عنوانیوں اور بداعمالیوں سے نمٹنے اور انکو ختم کرنے کے قابل بنایا گیا ہے ۔

اس خصوصی قانون کے تحت جس صورت میں کہ وہ اب ہے کسی عوامی ملازم کو غیر قانونی اور نا جائز طریقے سے کسی

قیمتی شئے یا کسی مجرمانہ فائدے کے حصول کے سلسلے میں پھانسا اور رنگے ھاتھوں گرفتار کیا جاسکتا ھے ۔ مذکورہ بالا جرم یا نا جائز طور پر جنس کی شکل میں یا نقد نذرانہ قبول کرنے کی پاداش میں کسی قانونی عدالت میں اس پر مقدمہ چلایا جاسکتا ھے ۔ اس سے بھی بڑھکر یہ کہ اگر کسی عوامی ملازم کے قبضے میں غیر قانونی وسائل یا اس کے جانے پہچانے وسائل آمدنی کے تناسب سے زیادہ مالیت کی جائداد موجود ھو تو اس پر عدالت میں مقدمہ دائر کیا جاسکتا ھے ۔ اس خصوصی دفعہ کو زیادہ موثر بنانے کی غرض سے اس دفعہ میں ملازم کی جائداد کو تا تصفیہ عدالت ضبط کرلینے کی گنجائش بھی فراھم کی گئی ھے ۔

خصوصی محکمہ

عوامی ملازمین کے خلاف بد عنوانی کے الزامات کی منصفانہ ۔ تیز رفتار اور تفصیلی تحقیقات کی عمل آوری کے لئے حکومت نے وفاق سطح پر خصوصی محکمہ پولیس قائم کیا ھے اور ریاستی سطح پر یہ کام اینٹی کرپشن بیورو انجام دیتا ھے ۔ ان دونوں محکموں کو حکومت نے تحقیقات ۔ تلاشی اور گرفتاری کے قانونی اختیارات بھی تفویض کئے ھیں ۔ خصوصی محکمہ پولیس جو سنٹرل بیورو آف انوسٹیگیشن کا ایک شعبہ ھے ۔ مرکزی حکومت کے محکموں ۔ عوامی ملازمین کی بد عنوانیوں اور بد اعمالیوں پر نظر رکھتا ھے جبکہ ریاستی حکومت کے محکموں کے تعلق سے یہ فرض اینٹی کرپشن بیورو انجام دیتا ھے ۔ یہ دونوں ادارے آزاد محکموں کی حیثیت سے راست حکومت کی نگرانی میں اپنی اپنی سرگرمیاں جاری رکھتے ھیں ۔ مرکزی اور ریاستی ویجلنس کمشنر بد عنوانی کے تمام واقعات اور معاملات کی تفتیش ۔ تحقیق اور چالان کے سلسلے میں حکومت کے مشاورتی اداروں کی حیثیت سے کام کرتے ھیں ۔

اینٹی کرپشن بیورو آندھرا پردیش میں قانون انسداد بد عنوانی بابت ۱۹۴۷ ع کے تحت کرپشن کے واقعات کی تحقیقات کے علاوہ بد عنوان سرکاری ملازمین کے متعلق بد عنوانیوں کے ایسے واقعات کی تفتیش بھی کرتا ھے جو حکومت اور ویجلنس کمیشن کی جانب سے بیورو کو تفویض کئے جاتے ھیں ۔ بیورو کا فیلڈ اسٹاف ریاست کے پورے اضلاع میں موجود ھے اور اس اسٹاف پر نگرانی رکھنے والے عہدہ دار علاقائی مستقروں یعنی شہر حیدر آباد ۔ ورنگل ۔ وجے واڑہ ۔ وساکھا پٹنم ۔ نلور اور کرنول میں متعین ھیں ۔ صدر دفتر واقع حیدر آباد پر بیورو کے ڈائرکٹر اور جائنٹ ڈائرکٹر اور تمام علاقائی عہدہ دار اور فیلڈ اسٹاف کے پاس عوام ذاتی طور پر یا تحریری طور پر عوامی ملازمین کے خلاف حقائق پر مبنی بد عنوانیوں کی شکایات پہنچا سکتے ھیں ایسے شکایت کنندہ جو اپنے ناموں کا اظہار نا پسند کرتے ھوں ان کے نام راز میں رکھے جائیں گے ۔

حوصلہ افزا خصوصیت

قومی ایمرجنسی کی متعدد حوصلہ افزا خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ کہ عوام نے ملازمین سرکار کی بد عنوانیوں کا پردہ فاش کرنے کے سلسلے میں زبردست تعاون کیا ۔ موجودہ چھ ماہ کے عرصے میں اینٹی کرپشن بیورو نے ۲۷ عوامی ملازمین کو بدعنوانیوں کے سلسلے میں پھندے میں لیا جبکہ ۱۹۷۴ ع کے پورے سال کے دوران پھنسنے والے بدعنوان ملازمین کی جملہ تعداد ۴۳ تھی ۔ حکومت نے خصوصی قوانین کے تحت ۳۵۸۸ ایسے گزیٹیڈ اور نان گزیٹیڈ ملازمین کو خدمت سے علحدہ کردیا جو ۵۰ سال کی عمر کو پہنچ گئے تھے یا جنکی مدت ملازمت ۲۵ سال ھوچکی تھی اور جو یا تو کار کرد نہیں رھے یا پھر جن کی دیانتداری مشتبہ تھی ۔ اسی اسکیم کے تحت مذکورہ بالا عمر اور مدت کو پہنچنے والے اور غیر کار کرد و بد دیانت ملازمین کی علحدگی کے سلسلے میں ھر چھ ماہ کو حکومت کی جانب سے موقف کا جائزہ لیا جائیگا ۔ تا کہ غیر کار کرد اور نا کارہ عناصر سے انتظامی نظام کو پاک رکھا جاسکے ۔

عوامی ملازمین میں موجود بد عنوانیوں کی بیخ کنی کے سلسلہ میں عوام انتہائی اھم کردار ادا کرسکتے ھیں ۔ سچ تو یہ ھیکہ اس ضمن میں جتنے بھی قوانین و ضوابط مدون کئے گئے ھیں ان کی عمل آوری میں کامیابی اتنی ھی تناسب سے حاصل ھوگی جتنے تناسب سے عوام کی دلچسپی اور ان کا تعاون اس سلسلے میں حاصل ھوگا ۔ عوام کے بیدار شعور اور انکے مثبت عمل سے عوامی ملازمین کے لئے صحتمند اور پاک و صاف ماحول پیدا ھوگا جسکی بدولت عوامی خدمات کو بد عنوانیوں اور بد اعمالیوں سے محفوظ رکھنے میں مدد ملے گی ۔

* * *

آندھرا پردیش کے جنگلی جانور

(شری ٹی ۔ وی ۔ سبا راؤ آئی ۔ یف ۔ یس ۔ ایڈیشنل چیف کنزرویٹر آف فارسٹس اینڈ چیف وایلڈ لائف وارڈن اننت پور)

آندھرا پردیش کے قابل احیا' قدرتی وسائل میں جنگلات اور اس کے مکیں یعنی جنگلی جانور سب سے زیادہ قیمتی وسائل ھیں ۔ اگر مناسب طور پر ان کا تحفظ اور ان سے استفادہ کیا جائے تو وہ عوام کی جمالیاتی حس کو شادمان کرنے کے علاوہ مادی بہتری میں بھی ممدومعاں ہوسکتے ھیں ۔ ھمارے ماحول کے ایک جز کی حیثیت سے وہ ایک اہم اقتصادی کردار ادا کرسکتے ھیں ۔

جنگلی جانور جنگلات کا ایک قدرتی جز ھیں ۔ یہ جنگلوں میں بالکل اسی طرح پائے جاتے ھیں جیسے کہ درخت پائےجاتے ھیں ۔ جنگلی جانوروں کے بغیر جنگل بے مایہ ھیں ۔ اگرجنگلی جانور ھیں تو درختوں کے لئے جنگل ایک بہتر جگہ ہے اور انسانوں کے لئے زیادہ فائدہ مند ۔ کارآمد اور جاذب نظر مقام ۔ ان خو بصورت اور مفید جنگلی جانوروں کے تحفظ کے لئے ھمیں ان کی جنگلاتی رھائش گاھوں کی حفاظت کرنی ہوگی ۔ جہاں ان کو غذا ملتی ہے ۔ آسرا ملتا ہے اور بچے پیدا کرنے ۔ چھپنے اور زندہ رہنے کو جگہ ملتی ہے ۔

ریاست آندھرا پردیش انواع واقسام کے جنگلی جانوروں سے مالا مال ہےلیکن زیادہ تر لوگوں کو اس بات کا احساس نہیں ہے۔ ھمارےگراں مایہ جنگلی جانور سیاحوں کی دلچسپی کا ایک ذریعہ بن سکتے ھیں اور سیاحوں سے مادی وسائل میں اضافہ ہوتا ہے اگر مناسب طور پر ان کی دیکھ بھال کی جائے تو دوسرے وسائل کے برخلاف جو ختم ہوجاتے ھیں یہ دولت اضافہ پا کر دوامی بن سکتی ہے ۔

ذیل میں ھمارے یہاں پائے جانیوالے جنگلی جانوروں کا ایک مختصر سروے پیش کیا جاتا ہے ۔

ھمارے جنگلوں میں دودھ پلانے والے عام جنگلی جانور بندر ھیں جن میں (Bonnet Macaque Rehsur) اور بھورے لنگور شامل ھیں ۔ بلی کی شکل والے جانوروں میں شیر اور تیندوے اب بھی پائے جاتے ھیں ۔ گو تعداد میں کم ھیں ایک اطلاع کے بموجب ضلع وشا کھاپٹنم کی سمہا چلم پہاڑیوں میں کالا تیندوا بھی پایا جاتا ہے یہ جانور بہت کم یاب ہے ۔ خوبصورت چیتا ریاست میں آخری مرتبہ ۱۹۵۲ ع میں نظر آیا تھا اور گمان ہے کہ یہ اب نابود ہوچکا ہے ۔ بلی کی شکل والے چھوٹے جانوروں میں بوربچہ اور جنگلی بلاوڑ ھیں ۔ دوسرے درندوں میں بھیڑیا (بہت کم یاب ، بھوری لومڑی ۔ گیڈر اور لکڑبھگا شامل ھیں ۔ ریاست کے مختلف حصوں میں واقع تالابوں اور ندیوں میں مختلف آبی جانور پائے جاتے ھیں ۔

پینگولن پوری ریاست میں چیدہ چیدہ طور پر پایا جاتا ہے ۔ خرگوش ریاست بھر میں ملتے ھیں اور عام ھیں ۔ جنگلی سور ریاست کے جنگلوں میں اچھی خاصی تعداد میں موجود ھیں جنگلی مویشیوں میں گاور جسکو غلطی سے ''بیسن '' کہاجاتا ہے قابل ذکر ہے اور یہ دریائے گوداوری کے کنارے واقع جنگلات میں اور وسا کھا پٹنم کے ایجنسی علاقے میں پا یا جاتا ہے ۔

کبھی کبھی جنگلی بھینسا بھی اڑیسہ اور بستر کے پڑوسی علاقوں سے ریاست کے جنگلات میں آجاتا ہے ۔ متعدد سینگوں والے ہندوستانی جانوروں کی تقریباً تمام قسمیں پائی جاتی ھیں جیسے چو سنگھا ۔ نیل گائے ۔ کلیا ھرن اور چنکارہ وغیرہ ھرنوں کی اقسام میں ھمارے یہاں سانبر ۔ چیتل ۔ منٹا جیک (Muntajack) یا بارکنگ ڈیر (Barking Deer) اور چھوٹے قد کی ماوز ڈیر (Mouse Deer) ملتی ھیں ۔

ریاست میں انواع و اقسام کے پرندے بھی بھاری تعداد میں پائے جاتے ھیں ہندوستان کا قومی پرندہ '' مور '' بیشتر جنگلات میں موجود ہے ۔ عظیم الشان ہندوستانی '' تغدار '' (Bustard) ھمارے یہاں بہت ھی کمیاب ہے ۔ پہاڑی مینا وسا کھا پٹنم کے ایجنسی علاقے میں پائی جاتی ہے ۔ مچھلیوں کا شکار کرنے والا بھورے رنگ کا پرندہ ضلع گوداوری میں کولیرو جھیل کے قریب بڑی تعداد میں پایا جاتا ہے ۔ لال رنگ کے '' ام ڈھینگ '' (Flamingees) اور

دوسرے پیرا ک پرندے اور بطیں ضلع نلور کی " پلی کٹ " جھیل میں بھاری تعداد میں ملتی ھیں ۔

عام طور پر پائے جانیوالے پرندوں کے علاوہ ھمارے یہاں جو پرندے ملتے ھیں وہ یہ ھیں ۔ طوطے ۔ مرغابیاں ۔ ھنس ۔ دو شاخہ چونچ والی چڑیا اور دوسری انواع و اقسام کی چڑیاں ۔ ھماری ریاست میں جو پرندے پائے جاتے ھیں ان کی جملہ اقسام ۳۰۰ سے زیادہ ھیں ۔

رینگنے والے جانوروں میں سمندری کچھوے ۔ تانبیلیں اور مگر مچھ وغیرہ ریاست کی متعدد دریاؤں اور تالابوں میں پائے جاتے ھیں ۔ ان کے علاوہ کئی قسم کے سانپ جیسے اژدھے ۔ ناگ ۔ اور کیرا کٹ وغیرہ بھی موجود ھیں ۔ ھمارے یہاں گوناگوں اقسام کی چھپکلیاں اور چلبا سے بھی ھیں ۔

جنگلی جانوروں کے لئے پناہ گاھیں

ریاست میں جنگلی جانوروں کے تحفظ کی پانچ باقاعدہ پناہ گاھیں بنائی گئی ھیں جو حسب ذیل ھیں ۔

(۱) ضلع ورنگل کے صدر مقام ورنگل سے تقریباً ۵۰ کلو میٹر کے فاصلے پر پا کھال کی پناہ گاہ ھے جسکا رقبہ ۸۷۰ مربع کلو میٹر سے زیادہ ھے یہاں واقع پا کھال جھیل قدرتی مناظر کا ایک نایاب اور دلفریب نمونہ ھے ۔ یہاں پر جنگلی جانوروں میں شیر (کبھی کبھی) تیندوا اور نیل گائے ۔ چیتل اور سانبر کے جھنڈ پائے جاتے ھیں ۔ جنگلی سور بھی عام ھیں ۔ یہاں کے پرندوں میں ریا کٹ ۔ دمدار ڈورنگو اور پا کھال جھیل میں بہتات کے ساتھ پائے جانیوالے آبی پرندے قابل ذ کر ھیں ۔

(۲) ورنگل سے تقریباً ۸۰ کلو میٹر کی دوری پر تڑوائی کی پناہ گاہ ھے جو ۸۰۰ مربع کلو میٹر سے زائد رقبے پر پھیلی ھوئی ھے ۔ اس پناہ گاہ میں سب سے اھم دلچسپی گا ور یا ھندوستانی بیسن کے وہ جھنڈ ھیں جو شام کے وقت اور علی الصبح پر سکون طور پر چرتے نظر آتے ھیں ۔ دوسرے مقامات کے مقابلے میں یہاں شیر زیادہ دکھائی دیتا ھے ۔ نیل گائے اور چیتل کے جھنڈ اس مقام پر کافی عام ھیں سدوتھ ریچھ ۔ چوسنگھے اور فی زمانہ کمیاب بھیڑیے بھی یہاں نظر آتے ھیں ۔

(۳) کوال کی پناہ گاہ ۔ حیدر آباد کے شمالی جانب تقریباً ۲۸۰ کلو میٹر کے فاصلے پر ضلع عادل آباد میں کوال کی پناہ گاہ ھے ۔ یہاں پر جو جانور پائے جاتے ھیں وہ یہ ھیں ۔ گا ور (کم تعداد میں) شیر ۔ تیندوا ۔ سدوتھ ریچھ نیل گائے ۔ چوسنگھا ۔ چنکارہ ۔ کلیا ۔ سانبر اور چیتل ۔

(۴) پوچارم کی پناہ گاہ ۔ شہر حیدر آباد کے شمال میں تقریباً ۱۱۰ کلومیٹر کی دوری پر واقع ھے اور ۱۰۰ مربع کلو میٹر سے زائد رقبے پر پھیلی ھوئی ھے ۔ خوبصورت پوچارم جھیل جسکے اطراف میں یہ پناہ گاہ پھیلی ھوئی ھے سیاحوں کی تفریح کا ایک اھم مقام ھے ۔ یہاں لم ڈھینگہ (Flamingoes) بگلے اور دوسرے آبی پرندے کافی تعداد میں موجود ھیں ۔ چنکارے اور کبھی کبھی چیتل بھی اس پناہ گاہ میں نظر آتے ھیں ۔

(۵) ضلع مغربی گوداوری میں کولیرو جھیل کے قریب پلی کین (Pelcian) نامی پرندوں کی ایک وسیع پناہ گاہ ھے جو ملک بھر میں سب سے بڑی ھے ۔ یہاں دھبوں والی اور بھورے رنگ کی " پلی کین " چڑیاں ملک کے مختلف حصوں سے ھر سال اکتوبر سے اپریل تک جمع ھو کر گھونسلے بناتی ھیں ۔ اور انڈے بچے دیتی ھیں ۔

جنگلی جانوروں کا قانونی تحفظ

ریاست میں قانون تحفظ جنگلی جانوران ھند بابت ۱۹۷۲ ع کا اطلاق یکم اگست ۱۹۷۳ ع سے کیا گیا ھے اور اس قانون کے تحت آندھرا پردیش کے متعلق قواعد کا نفاذ ڈسمبر ۱۹۷۳ ع سے عمل میں لایا گیا ۔ اس قانون کے تحت جنگلی جانوروں اور پرندوں کا شکار (پکڑنا ۔ مارنا ۔ ذبح کرنا اور زخمی کرنا وغیرہ) خصوصی اجازت نامے کے بغیر ممنوع قرار دیا گیا ھے ۔ ھمارے جنگلی جانوروں کی بعض قسمیں جن کی جانوں کو خطرہ لگا رھتا ھے جیسے شیر ۔ تیندوا ۔ بھیڑیا ۔ سور ۔ گریٹ انڈین بسٹرو اور مگر مچھ وغیرہ کے شکار کی قطعی ممانعت کردی گئی ھے چیتل ۔ سانبر ۔ نیل گائے اور مختلف اقسام کی بطوں وغیرہ کے شکار کیلئے آندھرا پردیش کے چیف وائلڈلائف وارڈن سے خصوصی اجازت نامہ حاصل کرنا ضروری ھے ۔ اس کے علاوہ جنگلی جانوروں کی کھالیں وغیرہ حاصل کرنے کیلئے بھی اجازت نامے کا ھونا ضروری ھے ۔ اس طرح جنگلی جانوروں کی خرید و فروخت بھی مقررہ قاعدوں اور ضابطوں کے تابع ھے ۔ اگر کسی شخص کو اوپر لکھی ھوئی چیزوں میں کوئی چیز مل جائے تو ۴۸ گھنٹوں کے اندر اس کو قانون میں نامزد کردہ قریبی عہدہ دار کو اسکی اطلاع دینی چاھیے ۔ خلاف ورزی کی سزائیں سخت ھیں ۔ بعض صورتوں میں قید اور جرمانے یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ھیں ۔

ریاست میں ایڈیشنل چیف کنزرویٹر آف فارسٹس کو چیف وائلڈ لائف وارڈن اور ڈیویژنل فارسٹ افسروں کو وائلڈ لائف وارڈن مقرر کیا گیا ھے ۔ (باقی صفحہ ۲۴ پر)

۲ - فروری کو جواہر لال نہرو ٹیکنکل یونیورسٹی کے دوسرے جلسہ و تقسیم اسناد کے موقع پر مسٹر موہن لال سکھاڈیا گورنر آندھرا پردیش نے چیف سکریٹری مسٹر ین - بھگوان داس کو '' ڈاکٹر آف سائنس ،، کی اعزازی ڈگری عطا کی -

ریاست کے گورنر مسٹر موہن لال سکھاڈیہ سکندر آباد پریڈ گراونڈ پر یوم جمہوریہ کے موقع پر سلامی لے رہے ہیں -

خبریں تصویروں میں

راج بھون میں ۱۰ - جنوری کو مسٹر پی - رنگا ریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے یوم جمہوریہ کے موقع پر سینما تھیٹروں کے لئے فنڈ جمع کرنے کی غرض سے منعقد کئے جانے والے فلمی ستاروں کے کلچرل پروگرام کے ٹکٹ ریاست کے گورنر اور چیف منسٹر کو فروخت کئے -

مرکزی نائب وزیر تجارت وشواناتھ پرتاب سنگھ نے حیدر آباد میں ۱۳ - جنوری کو '' اندرا گاندھی ہینڈلوم بھون ،، کا سنگ بنیاد رکھا -

مسٹر جے ۔ وینگل راؤ چیف منسٹر نے ۲۴ ۔ جنوری کو بالوب پورہ میونسپل کمیونٹی ہال میں یونین بینک کی جانب سے منظورہ قرضے کمزور طبقات میں تقسیم کئے ۔

عالمی بینک کے نائب صدر مسٹر ای ۔ اسٹرن نے ۲۳ ۔ جنوری کو حیدر آباد میں چیف منسٹر سے ملاقات کی ۔

مسٹر جے ۔ وینگل راؤ چیف منسٹر نے ۲۴ ۔ جنوری کو یوم ۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کے موقع پر [illegible] کے قریب [illegible] کا معائنہ کیا ۔

مرکزی وزیر برائے صنعتی ترقی مسٹر اے ۔ پی ۔ شرما نے یکم فروری کو اولین انڈسٹریل کوآپریٹیو سوسائٹیز کی کانفرنس کا افتتاح کیا ۔ مسٹر کے ۔ [illegible] ۔ [illegible] وزیر هینڈلوم اور مسٹر وینکٹ راما ریڈی وزیر افزائش جانوران بھی تصویر میں دیکھے جاسکتے ہیں ۔

خبریں تصویروں میں

دائیں جانب :-

ریاست کے گورنر مسٹر موهن لال سکھاڑیا نے ۲۶ ۔ جنوری کو نظام کالج کے احاطے میں فلمی ستاروں کے کلچرل پروگرام کے انعقاد کے موقع پر شریمتی جمنا کو یادگاری تحفہ عطا کیا ۔

مویشی۔ریاست کی حقیقی دولت

آندھرا پردیش جیسی غالب طور پر زرعی ریاست کی معیشت میں مویشی بہت ھی اہم کردار ادا کرتے ھیں ۔ مویشیوں کے معاملے میں ھندوستان کی تمام ریاستوں میں ہماری ریاست کو چوتھا اور مرغبانی اور بھیڑوں کی پرورش میں پہلا مقام حاصل ھے ۔ ریاست کے اونگول نسل کے مویشی عالمگیر شہرت رکھتے ھیں ۔

طلوع آزادی کے بعد سے ہماری ترقیاتی سرگرمیوں کو زبردست بڑھاوا حاصل ہوا ھے ۔ خاص طور پر زرعی ۔ صنعتی ۔ آبپاشی اور برق کے شعبوں میں نمایاں پیش رفت ہوئی ھے ۔ مویشیوں کی افزائش سے متعلق اسکیموں کو زراعت کے ایک اہم ترین عنصر کی حیثیت سے اولیت دی گئی اور ۱۹۵۱-۵۲ ع سے ۷۴-۱۹۷۳ ع تک کے درمیانی عرصے میں افزائش مویشیان سے متعلق اسکیموں پر (۱۰۱۹.۲۹) لاکھ روپئے خرچ کئے گئے ۔ مویشیوں اور مرغبانی کے فروغ سے تعلق رکھنے والی سرگرمیوں کو زبردست اہمیت دی گئی اور مویشیوں کی دولت کے تحفظ کے لئے معقول تدابیر اختیار کی گئیں اور ان پر عمل کیا گیا ۔

مویشیوں کی افزائش کی سرگرمیوں کے تحت '' کلیدی موضع '' کی اسکیم کے رواج کو ایک نیا موڑ کہا جاسکتا ھے ۔ یہاں اس امر کی وضاحت کی جاسکتی ھے کہ اس اسکیم کا مقصد افزائش مویشیان کے زیادہ اہم پہلوؤں پر ھمہ جہتی توجہ دینا ھے ۔ مثلاً صحت مند اور منظم افزائش ۔ امراض سے تحفظ ۔ سائنٹیفک انتظامات اور باقاعدہ منڈیاں ۔ کلیدی موضع کی اسکیم کے تحت مصنوعی ذرائع سے تولیدی مادے کے دخول کو پہلی مرتبہ رواج دیا گیا جس میں خاطر خواہ طور پر کامیابی ہوئی ۔ منصوبہ بندی کے زمانے میں کلیدی موضع کے پروگرام کو نمایاں طور پر وسعت دی گئی ۔

۷۴-۱۹۷۳ ع کے ختم پر (۴۲) کلیدی مواضعاتی بلاکس قائم ہوچکے تھے جن کے تحت (۳۷۵) ذیلی مراکز تھے جن کے حلقہ کار میں ۴.۳ لاکھ ایسی گائیں اور بھینسیں تھیں جن سے افزائش نسل کا کام لیا جاسکتا تھا ۔ ان علاقوں میں مویشیوں کی افزائش پر ان اسکیموں کے خاطر خواہ اثرات مرتب ہوئے ۔

۷۵-۱۹۷۴ ع میں (۱۲) کلیدی مواضعات کے بلاکوں کو انٹنسیو کیٹل ڈیولپمنٹ بلاکس (Intensive cattle Development Blocks) میں ضم کردیا گیا ۔

۱۹۶۵ ع میں کلیدی موضع اسکیم کے سلسلے میں ایک برتر اہمیت کا حامل اقدام کیا گیا جسکو '' انٹنسیو کیٹل ڈیولپمنٹ بلاک '' (Intensive Cattle Development Blocks) کہتے ھیں ۔ اس مہم کا آغاز سب سے پہلے دودھ کی افراط والے علاقوں یعنی وجے واڑہ اور حیدرآباد میں کیا گیا ۔ وجے واڑہ ۔ حیدرآباد اور ورنگل کے انٹنسیو کیٹل ڈیولپمنٹ بلاکوں میں مصنوعی طور پر افزائش نسل کے (۱۳۴) اسٹیشن ھیں جنکے تحت تولیدی صلاحیت رکھنے والی (۳.۳۰) لاکھ گائیں اور بھینسیں ھیں ۔ چنانچہ وجے واڑہ انٹنسیو کیٹل ڈیولپمنٹ بلاک کے علاقے میں حالیہ برسوں کے دوران دودھ کی پیداوار (۱۵) یم ۔ ٹی تک بڑھ گئی ھے ۔ حیدرآباد کے علاقے میں بھی ایسی مثالیں ملتی ھیں کہ کسانوں کے پاس ایک سائبان میں موجودہ مخلوط النسل گایوں سے (۲۰۰) لیٹر دودھ حاصل کیا گیا ھے یعنی اوسطا ایک گائے سے ایک دن میں دس لیٹر دودھ ۔

یہاں پر انٹنسیو کیٹل ڈیولپمنٹ بلاک کے علاقوں کی مخلوط نسل والی گایوں کا ذکر بھی ضروری ھے جو ایک انقلاب کا باعث بنی ھیں ۔ دودھ کی پیداوار میں نمایاں اضافے کو سب سے پہلے انہیں مخلوط النسل گایوں سے منسوب کیا جاتا ھے جن کو ہر طرح کی احتیاط اور دیکھ ریکھ کے ساتھ بچپن سے پرورش کیا جاتا ھے ۔ مخلوط نسل والی بعض ایسی اقسام بھی ھیں جو ایک دن میں (۲۰) لیٹر دودھ دیتی ھیں ۔ بلاک کے علاقوں میں ابتک کوئی (۴۰۰۰) مخلوط النسل بچھڑوں کی پیدائش رجسٹرڈ کی گئی ھے جن کی مالیت (۱۲.۳۰) لاکھ روپئے متعین کی گئی ھے ۔

افزائش مویشیان کے اس عظیم پروگرام کی اعانت کے لئے چارہ ملانے والے چار پلانٹ قائم کئے گئے ھیں ۔ بڈھاورم میں ایک ۔ گدلاویلور میں ایک ۔ بھونگیر میں ایک اور کریم نگر میں ایک ۔ یہ چاروں پلانٹ سرکاری شعبے میں ھیں اور کسانوں

کو فراہم کرنے کے لئے سائنٹیفک طور پر متوازن چارہ تیار کرتے ہیں تا کہ دودھ کی مسلسل سربراہی جاری رہے ۔ مویشی پالنے والوں میں یہ چارہ کافی پسند کیا جا رہا ہے اور ان کو اسکے متعدد فوائد کا احساس ہو گیا ہے ۔ وہ پرانے طرز کی غذا کے بجائے جانوروں کے لئے متوازن چارے کو ترجیح دے رہے ہیں ۔ عالمی غذائی پروگرام کے تحت اجناس ۔ مکئی اور " سورگھم " کی سربراہی کا انتظام کرکے اس متوازن چارے کو پراجکٹ علاقوں میں (۶۵ تا ۷۵) پیسے فی کلو گرام کے حساب سے اور غیر پراجکٹ علاقوں میں (۷۵تا ۹۰) پیسے فی کلو گرام کے حساب سے واجبی قیمت پر فراہم کیا جاتا ہے ۔ ۷۴-۱۹۷۳ ع کے دوران میں (۱۲۸۸۸) میٹرک ٹن چارہ تین پلانٹوں میں تیار کیا گیا اور (۵۶۵) مواضعات کے (۲۱۳۲۰) مویشی پالنے والوں میں ۔ جن کے پاس (۳۳۵۰۰) دودھیاری گائیں بھینسیں تھیں تقسیم کیا گیا ۔ بتایا گیا ہیکہ سائنٹیفک طریقے سے تیار شدہ اس چارے کے باعث ایک جانور کے دودھ دینے کی صلاحیت میں تقریباً (۲۰) فیصد اضافہ ہو گیا ۔

تولیدی مادے کے بینک | آندھرا پردیش نے افزائش مویشیان کی سرگرمیوں کے لئے تولیدی مادے کے بینکوں کے قیام کے سلسلے میں ایک نیا اور روشن کارنامہ انجام دیا ہے ۔ آزادی سے قبل کے زمانے میں مصنوعی طور پر افزائش کے مراکز نہیں تھے اس لئے تولیدی مادے کے بینکوں کی بھی ضرورت نہیں تھی ۔ اب ہمارے پاس مادہ تولید جمع کرنے کے (۱۴) مراکز ہیں جو (۱۴۸۷) مصنوعی افزائش اسٹیشنوں کو سائنسی عمل کیا ہوا بیلوں کا مادہ تولید سربراہ کرتے ہیں ۔ تولیدی مادے کے مختلف بینکوں میں بیرون ملک کی نسلوں جیسے " جرسی ہولسٹین " (Jersey Holstein) اور " براون سوئس " (Brown Swiss) کے جانور رکھے گئے ہیں تا کہ تخلیق شدہ مخلوط النسل بچھڑوں کی کارکردگی کا مشاہدہ و تجربہ کیا جاسکے ۔ مادہ تولید کو رقیق بنانے کیلئے ناریل کے پانی کو استعمال میں لا کر آندھرا پردیش میں " سیمن پروسنگ " (Semen processing) کی ایک نئی تکنک دریافت کی ہے جو ہندوستان میں ایک انوکھی جدت ہے اور پرانے طریقوں کے مقابلے میں اس کے نتائج زیادہ کامیاب ثابت ہوئے ہیں ۔

یاد ہوگا کہ دوسرے پانچسالہ منصوبے کے آغاز سے قبل حیوانات کے ادارے صرف علاج معالجے کی سہولتیں فراہم کرتے تھے ۔ اب ان میں سے بیشتر اداروں میں مصنوعی طور پر افزائش نسل کی آسانیاں بھی مہیا ہیں ۔ فی الوقت آندھرا پردیش میں علاج حیوانات کے (۱۸۲) ہسپتال اور دواخانے ہیں جن میں مختلف زمروں کے مصنوعی افزائش نسل کے مراکز کام کر رہے ہیں ۔ ان مراکزوں میں ۷۴-۱۹۷۳ ع کے دوران (۳۳ء۳) لاکھ مویشیوں کو گابھ کیا گیا اور بہتر نسل کی تقریباً (۵۸۰۰۰) ولادتیں درج رجسٹر کی گئیں ۔ جہاں کہیں مصنوعی طور پر گابھ کرنے کے مراکز نہیں قائم کئے جاسکے ہیں وہاں افزائش نسل کے لئے بیلوں اور بھینسوں کا انتظام کیا گیا ہے اس انتظام کے نتیجے میں تقریباً (۱۳۹۶۳۰) بہتر نسل کے بچھڑے پیدا ہوئے ۔

لائیو اسٹاک فارمس Live Stock Farms | عمدہ قسم کے بریڈنگ بیلوں کی سربراہی کی خاطر اور دیہی علاقوں میں مویشیوں کی افزائش کے لئے مویشیوں کے بریڈنگ فارمس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اب تک اس قسم کے (۱۰) فارمس قائم کئے جاچکے ہیں ۔ ۷۴-۱۹۷۳ ع کے دوران میں سات لائیواسٹاک فارمس چارے کے معاملے میں قریب قریب خود کفیل بن گئے ہیں ۔ ۵۱-۱۹۵۸ ع اور ۷۴-۱۹۷۳ ع کے درمیانی عرصے میں ان اداروں کو ایسے (۳۰۸۲) بریڈنگ بیل سربراہ کئے گئے جنکا مادہ تولید اعلی قسم کا ہے ۔ ان فارموں میں " تھرپر کار " (Tharpar kars) بیلوں کو " مالوی " (Malvi) گائیوں پر استعمال کرنے کے تجربے کئے گئے جو دودھ کی پیداوار اور ایک حمل سے دوسرے حمل تک کے درمیانی عرصے کے نقطہ نظر سے نہایت ہمت افزا ثابت ہوئے ۔ بڑھتی ہوئی بیروزگاری کے انسداد کے لئے خود روزگار اسکیموں کے آغاز سے مویشیوں کے فروغ کے لئے نئے نئے مواقع پیدا ہوگئے ۔ بیروزگار وٹرنری گریجوایٹس کی رضاکارانہ خدمات کو استعمال کرکے وشاکھاپٹنم اور سریکاکلم کے ضلعوں میں علاج حیوانات اور مصنوعی طور پر گابھ کرنے کی سہولتیں فراہم کی گئیں اور اسطرح ۷۴-۱۹۷۳ ع کے دوران میں (۶۰) وٹرنری کمپاؤنڈرس کی اسکیم کے تحت (۲۴۰) امیدواروں کی تربیت کا انتظام کیا گیا ۔ خانگی ڈیری فارم اور پولٹری فارم کے قیام میں لوگوں کی ہمت افزائی کی گئی ۔

آئیے اب ہم دیکھیں کہ بھیڑوں کی نشونما کے لئے آندھرا پردیش میں کیا کیا گیا اس لئے کہ یہ ریاست اپنی (۸۰) لاکھ بھیڑوں کی آبادی کی بنا پر ہندوستان کی ریاستوں میں دوسرا مقام رکھتی ہے ۔ فی الوقت ریاست میں تین " شیپ فارم " (Sheep Farm) چار شیپ یونٹس (Sheeps units) ستائیس توسیعی مراکز چار نگہداشت کے یونٹس " اور آٹھ " شیپ ڈمانسٹریشن یونٹس " (Sheep Demons-tration units) ہیں ۔ بھیڑوں کی داشت و پرداخت کی سرگرمیوں میں اضافہ کرنے کی نیت سے حیدرآباد کے قریب مامیڈی پلی میں

مرکز کی ایک اسکیم کے تحت ایک بہت بڑا "بریڈنگ فارم" (Breeding Farm) قائم کیا گیا ہے۔ علاقہ تلنگانہ میں بھیڑوں کی نشونما کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ تجویز ہے کہ آنے والے سالوں میں بھیڑوں کے فروغ کے کام کو آئی۔ سی۔ ڈی۔ پراجکٹ کی طرزپر شروع کیا جائے۔

اس پروگرام کے تحت بھیڑیوں کے گوشت اور اون کی درجہ بندی کے مراکز ایسے علاقوں میں قائم کئے جائیں گے جہاں گوشت اور اون کی خاطر بھیڑوں کی افزائش کی جاتی ہے۔ اضلاع محبوب‌نگر میدک۔ حیدر آباد اور میدک میں اون کی ترقی کے مراکز قائم کئے جائیں گے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ آندھرا پردیش میں قالین کے اون کی پیداوار کے کافی امکانات ہیں۔ اس لئے کہ تلنگانہ اور رائل سیما "دکھنی" اور "بلاری" نسل کی بھیڑوں کا اون قالین بافی کے لئے بہت مشہور ہے۔ اضلاع نلگنڈہ۔ ورنگل اور کھمم میں گوشت کے حصول کے لئے ترقیاتی مراکز کا قیام عمل میں لایا جائیگا۔ اس پراجکٹ کے تحت بھیڑیں پالنےوالوں کے لئے ریاست کے اندر اور باہر گوشت اور اون کی فروخت کےلئے بازاری سہولتیں بھی فراہم کی جائیں گی۔

آزادی سے قبل کے دور میں سوروں کی نشونما کا تصور مشکل سے ہی کیا جاسکتا تھا۔ لیکن بعد میں قومی پروگرام کے تحت جانوروں سے ذیلی غذا فراہم کرنے کی کوششوں کے باعث سوروں کی نشونما کو نئی اہمیت حاصل ہوگئی۔ چنانچہ ۱۹۶۳-۶۴ء میں سوروں کی افزائش اور سور کے گوشت کی فراہمی کی ایک علاقہ واری فیکٹری قائم کی گئی جو ملک میں اپنی قسم کی ایک بہترین فیکٹری ہے اس فیکٹری میں روزانہ اچھے قسم کے (۱۰) تا (۱۲) سور کاٹے جاتے ہیں اور مختلف اقسام کے "پورک" (Pork) تیار کیا جاتا ہے۔ اس فیکٹری کو سوروں کی فراہمی کے لئے تداویکی (مغربی گوداوری) موسیانے اور کناورم (کرشنا) میں بریڈنگ فارم قائم کئے گئے ہیں۔ کناورم کی سور کے گوشت کی فیکٹری سے نکلنے والے گوشت اور اس سے تیار کی ہوئی اشیاء کے لئے بازار فراہم کرنے کی خاطر اہم مقامات پر "پورک کینٹین" (Pork Canteens) اور "پورک کلب" (Pork Clubs) قائم کئے گئے ہیں۔ ان مقامات میں دونوں شہروں کے سوپر بازار بھی شامل ہیں۔

صنعت مرغبانی آندھرا پردیش میں (۱۹۰،۴۷) لاکھ مرغیاں ہیں اور اس لحاظ سے یہ ریاست دوسری ریاستوں میں سرفہرست ہے۔ پہلے گھروں کے پچھواڑےمیں چند مرغیاں پالی جاتی تھیں۔ لیکن اب مرغبانی کا پیشہ ترقی کرکے ایک چھوٹے پیمانے کی گھریلو صنعت بن گیا ہے اور مرغیاں پالنے والے اس سے کثیر منافع کمارہے ہیں۔ اس کا شمار اب ان صنعتوں میں ہوتا ہے۔ جن سے بیروزگاری دور کرنے کا کام لیاجاتا ہے۔ ریاست میں عمدہ قسم کے انڈوں اور مرغیوں کی افزائش کے لئے علاقہ واری اور ضلع واری مراکز قائم کئے گئے ہیں جو خانگی طور پر مرغبانی کرنے والوں کی ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں۔ اور سائنٹفک طور پر مرغبانی کرنے کےطریقے بھی بتاتے ہیں فی الوقت محکمہ حیوانات کی نگرانی میں چھ علاقہ واری اور آٹھ ضلع واری پولٹری فارم کام کررہے ہیں۔

محکمے کی نگرانی میں چلنےوالے مراکز نجی طور پر مرغبانی کرنیوالوں کی فنی رہنمائی کرتے ہیں۔ اور فایدہ مند اصولوں پر پولٹری فارمس چلانےکی تدابیر بتاتے ہیں۔ ایسے ادارے بھی قائم کئے گئے ہیں جو اپنے اطراف بیس میل کے اندر واقع اوسط درجے کے خانگی پولٹری فارموں سے منافع کی بنیاد پرانڈے جمع کرتےہیں اور سال تمام ان پولٹری فارموں کی پیداوار فروخت کےلئے بازار کی فراہمی کا انتظام کرتے ہیں۔ ان اداروں کو "پولٹری مارکٹنگ سنٹرز" (Poultry Marketing Centres) کا نام دیا گیا ہے۔

وبائی امراض کاانسداد حیوانات میں وبائی امراض کو پھیلنے سے روکنے کا کام زبردست اہمیت کا حامل ہے۔ آزادی سے قبل کےدور میں صرف امراض کے پھوٹ پڑنے کےمقامات کی حدتک ٹیکہ اندازی پر توجہ دی جاتی تھی۔ اب حفظ ماتقدم پر زور دیا جاتا ہےاور پہلے ہی سے وسیع پیمانے پر انسدادی سرگرمیاں عمل میں لائی جاتی ہیں۔ مرض "رنڈرپسٹ" (Rinderpest) کے خاتمے کے لئے اختیار کی جانیوالی مہم کے نتیجے میں وبائی امراض کے باعث ہونیوالے نقصانات میں قابل لحاظ کمی واقع ہوئی ہے۔ ۱۹۵۰-۵۱ء میں وبائی امراض کے پھوٹنے کے (۴۰۱۵) واقعات ہوئے جبکہ ۱۹۷۳-۷۴ء میں ان کی تعداد گھٹ کر (۱۱۲۶) ہوگئی۔ اس سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ امراض کی تحقیق کے کام میں مدد دینے کےلئے ہر ضلع کے مستقر مقام پرتحقیقاتی ادارےقائم کئے گئے ہیں۔ رنڈرپسٹ کے خاتمے کی مہم اور اسکے بعد کی سرگرمیوں کے نتیجے میں اموات کی کمی کے باعث سالانہ (۳۰) لاکھ روپیوں کی بچت ہوئی ہے۔ فی الوقت جانوروں کی منتقلی کے بین ریاستی راستوں کے اہم مقامات پر (۲۰) انسدادی چوکیاں قائم ہیں۔

آئیے اب دیکھیں کہ علاج حیوانات کےلئے نئے دواخانوں کے قیام کے سلسلے میں کیا اقدامات کئے گئے ہیں۔ اس بات کا تخمینہ لگایا گیا ہے کہ جانوروں کی ہر (۱۵۰۰۰) آبادی کےلئے ایک دواخانہ ضروری ہے۔ تاکہ ان کی صحت کی برقراری کےلئے تدابیر کو موثر طور پر روبہ عمل لایا جاسکے۔ چنانچہ اس تخمینے کی اساس

باقی صفحہ ۱۴ پر

نظم ونسق

مختلف اقسام کے سوئیچز کی تیاری

حکومت ہند نے مسرز ایلکٹرو میکانیکل سویچس انڈیا لمیٹیڈ حیدر آباد کے - سری جی - راما مورتی کو پٹن چرو ضلع میدک میں ایک نیا کار خانہ قائم کرنے کی اجازت دی ہے - اس کار خانے کے تحت تمام زمروں میں تقریباً ۸۰ افراد کو روزگار مہیا ہوسکے گا -

کاغذ کی تیاری

حکومت ہند نے مسرز ڈیلٹا پیپر ملز لمیٹیڈ حیدر آباد کو موضع ویندرا ، تحصیل بھیماورم ، ضلع مغربی گوداوری میں معیاری کاغذ کی تیاری کا ایک کار خانہ قائم کرنیکی اجازت دی ہے - اس کار خانے کے تحت تمام زمروں میں تقریباً ۴۰۸ افراد کو روزگار مہیا ہوسکے گا -

کمپلیشن پلپ کی تیاری

حکومت ہند نے مسرس سرپور پیپر ملز لمیٹیڈ کاغذ نگر آندھرا پردیش کو کمپلیشن پلپ (Compeletion Pulp) نامی ایک چیز اپنے موجودہ کار خانے واقع سرپور میں تیار کرنے کے لئے ایک صنعتی اجازت نامہ اجرا کیا ہے جس کی بدولت اس کار خانے کے تحت تمام زمروں میں مزید ۱۷۰ اشخاص کے لئے روزگار کے مواقع نکل آئیں گے -

روڈ ٹرانسپورٹ کے لئے قومی پرمٹ

حکومت ہند کی وزارت جہاز رانی و حمل و نقل نے روڈ ٹرانسپورٹ کے لئے قومی پرمٹ جاری کرنے کی ایک اسکیم تیار کی ہے جس سے سابق فوجی استفادہ کرسکتے ہیں - اس اسکیم کے اہم خد و خال حسب ذیل ہیں -

سابق فوجیوں کو جسمانی لحاظ سے موزوں اور تندرست ہونا چاہئیے اور انکی عمر ۵۰ سال سے کم ہونی چاہئیے -

ایسے سابق فوجیوں کو جو فوج میں اپنی پوری مدت ملازمت تکمیل کرکے علاحدہ ہوئے ہیں ان فوجیوں کے مقابلے میں ترجیح دی جائیگی جو معذوری کی وجہ سے یا طبی بنیادوں پر فوج سے الگ ہوئے ہیں -

اگر سابق فوجی اپنی ایک کار پورٹ باڈی بنائیں جسکے پورے ارا کین اقل ترین شرائط پر پورے اترتے ہیں تو اس کارپورٹ باڈی کو منفرد اشخاص کے مقابلے میں ترجیح دی جائے گی -

جنگ میں معذور شدہ ایسے سابق فوجی جو خود گاڑی چلاسکتے ہیں اور دوسری شرائط پر بھی پورے اترتے ہیں دوسرے اشخاص کے مقابلے میں قابل ترجیح ہوں گے - فوج کے تمام شعبوں سے تعلق ر کھنے والوں کو درخواستیں دینے کا حق پہنچتا ہے -

مذ کورہ بالا شرائط کی پابجائی کرنیوالے سابق فوجیوں کو چاہئیے کہ وہ اسٹیٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھاریٹیز سے ربط پیدا کرکے پرمٹ کے لئے در خواستیں پیش کریں -

اساتذہ کے لئے قومی اوارڈز

وازرت تعلیم و سماجی بہبود حکومت ہند نے ۱۹۷۵ ع کے اوارڈز کے لئے آندھرا پردیش کے جن اساتذہ کا انتخاب کیا ہے انکے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں -

تحطانی مدارس کے اساتذہ :- شری واڈلی کرشنا راؤ ہیڈ ماسٹر اسپیشل سمیتی الیمنٹری اسکول ، چنتا کارو ڈ ، اسلا پورم ، ضلع مشرق گوداوری ، شری یم راسی ریڈی ہیڈ ماسٹر پنچایت سمیتی الیمنٹری اسکول ، وڈامل پیٹھ ، پتور ، ضلع چتور - شری یم - سینا راملو ہیڈ ماسٹر اپر پرائمری اسکول ماسیدی پلی پنچایت سمیتی ، بلا ک حیات نگر ، حیدر آباد ، اور شری یس - اوبولاسو ہیڈ ماسٹر پنچایت سمیتی الیمنٹری اسکول - بکاپٹنم ضلع اننت پور -

ثانوی مدارس کے اساتذہ :- شری رنگا نائکولو ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ بیسک پرا کٹسنگ ہائی اسکول محبوب نگر اور کماری ٹی - یس راجیشوری میتھیو ہیڈ مسٹرس اسٹال گرلس ہائی‌اسکول گنٹور -

سنسکرت کے اساتذہ :- شری پی - یس کرشنا سوامی سنسکرت پنڈت گریڈ - ۱ - ویدا اینڈ سنسکرت ہائی اسکول نلور

باقی صفحہ ۱۱ پر

ضلعوں کے آنچل سے

کاجو کے بیجوں کے لئے اسٹور کا افتتاح

شری محمد ابراهیم علی انصاری وزیر جنگلات نے ۲ - جنوری کو موضع مینڈو ضلع سریکا کلم میں کاجو کے بیجوں کے ایک اسٹور کا افتتاح کیا جس کی تعمیر پر ۱۶۵۰۰ روپئے کی لاگت آئی ہے - اس موقع پر شری ایم - نارائن راؤ اور شری بی - وینکٹا ریڈی ، کنزرویٹر آف فارسٹس وشا کھا پٹنم نے تقاریر کیں -

کمیونٹی هال کے سنگ بنیاد کی تنصیب

شری پی - رنگاریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے وشا کھاپٹنم میں ۵ - جنوری کو ایک کمونٹی هال کا سنگ بنیاد نصب کیا جو ۱٫۶۲۵ لاکھ روپئے کی تخمینی لاگت سے تعمیر کیا جائیگا - شری بی سری رام مورتی وزیر هریجن ولفیر اور یوتھ سروسیز نے اس تقریب کی صدارت کی -

آئی ایل ٹی ڈی اسٹاف اسوسی ایشن کی کانفرنس

شری ٹی - انجیا وزیر محنت نے ۵ - جنوری کو ننگتور ضلع پرکاشم میں منعقدہ آئی ایل ٹی ڈی اسٹاف اسوسی ایشن کی دو روزہ کانفرنس کی اختتامی تقریب میں مندوبین کو مخاطب کیا - شری بی - مہادیو سنگھ پریسیڈنٹ اسٹیٹ اسوسی ایشن نے خیر مقدم کیا - شری پی - چنچیا چیر مین ضلع پریشد نے تقریر کی -

سینما تھیٹر کا سنگ بنیاد

شری پی - رنگا ریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے ۵ - جنوری کو جر جارا پوپیٹھ ضلع وشا کھا پٹنم میں ایک تھیٹر کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے کہا کہ حکومت دیہی علاقوں میں سینما تھیٹروں کی تعمیر کے لئے مالی امداد دے گی - شری بی - سری راما مورتی وزیر بہبودی هریجنان نے تقریب کی صدارت کی - شری سمبا سیوا راجو ایم ایل اے نے خیر مقدم کیا -

ورنگل میں بھارت اسکاؤٹس اور گائیڈس کی ریالی

شری ایم - وی - کرشنا راؤ وزیر تعلیم نے ۶ - جنوری کو ورنگل میں بھارت اسکاؤٹس اور گائڈس کے گیارویں جمہوری اجتماع کو مخاطب کیا - ریاستی چیف کمشنر برائے اسکاؤٹس اور گائڈس نے حاضرین کا خیر مقدم کیا - شری این ویو مادھو نے لڑکوں اور لڑکیوں کا دل بہلایا - شری وی رام چندرن ڈائرکٹر ہائر ایجوکیشن اور اسٹیٹ کمشنر اسکاؤٹس نے بھی تقریر کی -

پولیٹیکل سائنس کانفرنس کا افتتاح

شری ایم وی کرشنا راؤ وزیر تعلیم نے ۵ - جنوری کو سری وینکٹیشورا یونیورسٹی ، تروپتی ، میں انڈین پولٹیکل سائنس کانفرنس کے ۳۵ ویں اجلاس کا افتتاح کیا - شری فرینک ٹھا کر داس نے صدارتی خطبہ پڑھا -

پروفیسر کے سچیدانندا مورتی وائس چانسلر سری وینکٹیشورا یونیورسٹی نے کتابوں کی نمائش کا افتتاح کیا - روس کے پروفیسر فلسفہ ، ڈاکٹر پاؤلر ، نے بھی اس کانفرنس میں شرکت کی - پروفیسر کے کملا ناتھن صدر شعبہ علم سیاسیات ، سری وینکٹیشورا یونیورسٹی نے خیر مقدم کیا اور کماری کملا منن ، ایس پی ڈبلیو کالج ، نے شکریہ ادا کیا -

کھمم میں مارکٹ کامپکس کا سنگ بنیاد

سری پی وی وی کے پرشاد کلکٹر کھمم نے ۸ - جنوری کو مدھیرا ضلع کھمم میں بارہ کمروں والے ایک مارکٹ کامپلکس کا سنگ بنیاد رکھا جس کی تعمیر پر ایک لاکھ روپے کا خرچ آئیگا - شریمتی دگی نینی وینکٹا رامن اما ایم ایل اے نے تقریب کی صدارت کی اور شری سی ایچ وینکٹیشورا راؤ نے شکریہ ادا کیا -

گھنپور سمیتی کا موازنہ

گھنپور پنچایت سمیتی ضلع ورنگل کی جنرل باڈی کا اجلاس ۹ - جنوری کو شری وجے پال ریڈی پریسیڈنٹ پنچایت سمیتی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں سنہ ۱۹۷۵-۷۶ ع کا مرسمہ موازنہ رقمی ۳۵,۶۴,۶۹۵ روپئے اور تخمینہ موازنہ بابت ۱۹۷۶-۷۷ ع رقمی ۲۶,۲۰,۰۴۵ روپئے منظور کیا گیا -

وینکٹا چلم سمیتی کا سوازنہ

وینکٹا چلم پنچایت سمیتی ضلع نلور کی جنرل باڈی کا اجلاس ۹ - جنوری کو شری دسرتھ رامی ریڈی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں سنہ ۱۹۷۵-۷۶ع کا مرسمہ سوازنہ اور سنہ ۱۹۷۶-۷۷ع کا تخمینہ سوازنہ منظور کیا گیا - سنہ ۱۹۷۶-۷۷ع کے لئے مجموعی آمدنی کا تخمینہ ۲۷,۳۵,۸۰۰ روپئے اور اخراجات کا تخمینہ ۲۷,۳۵,۳۰۰ روپئے ہے -

پداپوتیڑو میں اسکول کی عمارت کا افتتاح

شری لکشمی ریڈی وینکٹا رامی ریڈی پریسیڈنٹ پنچایت سمیتی کوور نے گزشتہ پنچایت راج سلور جوبلی تقریبات کے دوران پداپو تیڑو ضلع نلور میں دس ہزار روپئے سے تعمیر کردہ اسکول کی عمارت اور بس اسٹانڈ کی انتظارگاہ کا ۱۱ - جنوری کو افتتاح کیا -

ایلورو میں ذخیرہ آب کا افتتاح

شری چلا سبا رائڈو وزیر بلدی نظم و نسق نے ۱۲ - جنوری کو ایلورو میں ۲۷ لاکھ روپیوں سے تعمیر کردہ تیسرے ذخیرہ آب کا افتتاح کیا - شری وی وینکٹا نارائنا ایم ایل سی نے صدارت کی - شری ایم وی سبرامیا ، شری کے وی کرشنا اوتارم سابق ایم ایل اے اور شری اپلا سوامی نے تقاریر کیں - شری ای رام چندرن میونسپل اسپیشل آفیسر نے شکریہ ادا کیا -

ایلورو میں ڈرامہ فسٹول کا افتتاح

شری بھٹم سری راما مورتی وزیر بہبودی ہریجنان نے ۱۴ - جنوری کو ایلورو میں اے - پی - سنگیت ناٹک اکیڈیمی کی نگرانی میں منعقدہ ریاستی ڈرامہ فسٹیول کا افتتاح کیا - وزیر موصوف نے شری پولی سٹی گووندا راؤ سے منسوب ایک ''اوپن ایر،، تھیٹر کا بھی افتتاح کیا -

شری کے وی گوپالا سوامی پریسیڈنٹ سنگیت ناٹک اکیڈیمی نے تقریب کی صدارت کی - سروا سری پی - نرسمہا مورتی کے وی سبا راؤ ، الوری باپی نیڈو اور دوسرے حضرات نے تقاریر کیں -

۱۳۳ کسانوں کو قرضے

شری ایم وینکٹ ریڈی وزیر چھوٹی آبپاشی نے ۱۷ - جنوری کو ضلع نلور میں تعلقہ راپور کے تحت ۱۶ سواضعات میں بسنے والے ۱۳۳ مستحقین کو قرضوں کی منظوری کے احکامات تقسیم کئے - ان قرضوں کے لئے رقم زمین گروی بینک راپور کی جانب سے فراہم کی گئی ہے جو ۸۳ آبپاشی باؤلیوں کی کھدوائی ، ۱۳۳ آئل انجنوں اور الکٹرک موٹروں کی تنصیب اور بھیڑوں کی پرورش کے ۱۷ مراکز کے قیام کے لئے منظور کئے گئے ہیں - تقریب کی صدارت شری سی ارجنا راؤ کلکٹر نے کی -

پنڈورتی میں آڈیٹوریم کا افتتاح

پنڈورتی ضلع وساکھا پٹنم میں ۴ - جنوری کو مسٹر پیڈتل رنگا ریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے یوتھ کلب کے ارکان کی جانب سے تعمیر کئے ہوئے ایک تھیٹر کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ حالیہ مہم میں ہاتھ آنیوالی ۱۳۰,۵۰,۰۰ کروڑ کی غیر محسوب دولت کو غریب ہریجنوں اور کمزور طبقات کی امداد کے لئے استعمال کیا جائیگا - انہوں نے مزید کہا کہ ریاست آندھرا پردیش بھی اس رقم سے مناسب حصہ حاصل کرنے کی توقع رکھ سکتی ہے - وزیر موصوف نے سر پنچوں - صدور سمیتی - ارکان اسمبلی اور دوسرے عوامی نمائندوں سے خواہش کی کہ وہ حکومت کی جانب سے شروع کی ہوئی مختلف اسکیمات کی عمل آوری سے متعلق پیش رفت پر خصوصیت کے ساتھ نظر رکھیں اور شخصی دلچسپی لیں -

انہوں نے ابتداء میں ایمرجنسی کے نفاذ سے متعلق حالات کا تجزیہ کیا اور عوام سے خواہش کی کہ اس نئی فضاء سے بھر پور فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے حالات کو بہتر بنائیں - قریب کے علاقے میں ایک صنعت کار کی جانب سے فلم اسٹوڈیو کی تعمیر کے پیش کش کا حوالہ دیتے ہوئے وزیر فینانس نے کہا کہ وہ اس تجویز کا شخصی طور پر جائزہ لیں گے اور ممکنہ امداد دینگے - تقریب کی صدارت کرتے ہوئے سری بھٹم سری رام مورتی وزیر سوشیل ویلفیر نے کہا کہ حالیہ مہینوں میں غریبوں کے امدادی پروگراموں کو زبردست بڑھاوا ملا ہے - انہوں نے کہا کہ صرف اس ایک ضلع کے غریبوں میں مکانوں کی زمین تقسیم کرنے کیلئے ۷ لاکھ روپئے کی رقم منظور کی گئی جو پوری ریاست کے لئے مختص کردہ ۱۰ کروڑ روپئے کی بھاری امداد کا ایک جز ہے - وزیر سماجی بھلائی نے کہا کہ پینڈورتی میں ہریجن ہاسٹل کی تعمیر کے لئے ایک لاکھ روپئے منظور کئے گئے ہیں اور تعمیر کا کام بہت جلد شروع کردیا جائیگا -

کنٹور میں خواتین کے سوپر بازار کا افتتاح

مسٹر بل لکشمن داس وزیر پنچایت راج نے ۲۰ - جنوری کو کنٹور میں خواتین کے سوپر بازار کا افتتاح کیا -

مسز وجیا راما نجم ایم ایل اے پریسیڈنٹ سوپر بازار نے خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ یہ ریاست میں خواتین کے ذریعے چلائے جانیوالے پانچ سوپر بازاروں میں سے ایک ہے جسکے ممبروں کی تعداد ۱۰۸ ہے اور سرمایہ ۱۲ ہزار روپئے ہے -

مسٹر پی ۔ سری راملو سابق یم یل اے اور پریسیڈنٹ ڈسٹرکٹ کوآپریٹو سنٹرل بینک نے تقریب کی صدارت کی ۔

مسٹر آر ۔ کے ۔ راو ڈسٹرکٹ کلکٹر اور مسٹر جی ۔ پی راؤ ایک تجربہ کار امداد باھمی کارکن نے بھی اس موقع پر حاضرین کو مخاطب کیا ۔

مسجدوں کا سنگ بنیاد

مسٹر محمد ابراہیم علی انصاری وزیر جنگلات و اوقاف نے ضلع نلور کے مواضعات وا نلدو اور کوٹہ میں ۱۹ ۔ جنوری کو دو مسجدوں کا تعمیر کی سنگ بنیاد رکھا ۔ جن کی تعمیر پر فی مسجد ۵۰ ہزار روپئے خرچ کئے جائیں گے ۔

مسٹر رحمت علی ڈپٹی اسپیکر اے ۔ پی ۔ لیجسلیٹیو اسمبلی و صدر نشین ریاستی وقف بورڈ نے جلسے کی صدارت کی ۔

مسٹر ین ۔ سرینیواسلو ریڈی یم یل اے ۔ مسٹر ین چندر شیکھر ریڈی ۔ مسٹر محمد حیدر اور دوسرے حضرات نے اس موقع پر تقاریر کیں ۔

گریجن ہاسٹل کا سنگ بنیاد

رمپا کلم ۔ ۲۳ ۔ جنوری

مسٹر یل ۔ لکشمن داس وزیر پنچایت راج ۲۳ ۔ جنوری کو سروا کوٹہ میں گریجن ہاسٹل کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا جس کی تعمیر پر ۳۳ ہزار روپئے کے خرچ کا اندازہ ھے انہوں نے ہل چلانے کے لئے بیلوں کی ۱۳ جوڑیاں اور بھیڑوں کی ۱۰ یونٹیں بھی چھوٹے کسانوں میں تقسیم کیں ۔

بعد ازاں وزیر موصوف نے ۷۵ ہزار روپئے کی لاگت سے تعمیر کی جانیوالی ایک گرلز ہاسٹل کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا اور نرسنا پیٹھ میں نیتا جی سبھاش چندر بوس کی یوم پیدائش کی تقریب کی موقع پر ایک بڑے اجتماع سے خطاب کیا ۔

دواخانہ گولکنڈہ کی ترقی و بہتری

شری کوڈاتی راجملو وزیر صحت نے گولکنڈہ میں ۲۰ ۔ جنوری کو ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مقامی باشندوں سے دواخانہ گولکنڈہ کی ترقی و بہتری کے لئے عطئے دینے کی اپیل کی ۔ وزیر موصوف کی اپیل کے جواب میں جلسے میں موجود بعض اصحاب کی جانب سے عطیوں کا اعلان کیا گیا اور ۸۵۰۰ روپئے جمع ہوئے ۔

انا کا پلی میں ہریجن کانفرنس

شری بھیم سری راما مورتی وزیر ہریجن و قبائلی بہبود نے ۲۲ ۔ جنوری کو انا کا پلی تعلقہ وٹاؤن ہریجن کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ مارچ سنہ ۱۹۷۶ کے اختتام تک اس قصبے کے ۳۰۰ ہریجن خاندانوں کو مکانات کے پہلے جگہیں فراہم کردی جائیں گی ۔ انہوں نے مزید کہا کہ صرف ضلع وساکھا پٹنم میں مکانات کی جگہوں کی فراہمی کے سلسلے میں ۷۰ لاکھ روپئے کی اخراجات کئے جارہے ھیں ۔ شری پی ۔ وی ۔ راسنا ایم ایل اے نے اس جلسے کی صدارت کی ۔

صفحہ ۱۵ سے آگے

زولوجیکل پارک

حیدر آباد اور وساکھا پٹنم کے شہروں میں دو نہایت عصری زولوجیکل پارک قائم کئے گئے ھیں حیدر آباد کا نہرو زولوجیکل پارک ملک کے اندر اپنی طرز کا سب سے بڑا اور انتہائی ماڈرن " زو " ھے جو ۱۸۲ ہیکٹر کے غیر مسطح رقبے پر پھیلا ہوا ھے جانوروں اور پرندوں کو ایسے احاطوں میں رکھا گیا ھے ۔ جنکا ماحول قدرتی ھے تا کہ جانور اپنے آپ کو آزاد محسوس کریں اور ان کو دیکھنے والے بھی ان کو آزاد سمجھیں ۔ اس پارک کو ہندوستان بلکہ ایشیا کے بہترین پارکوں میں شمار کیا جاتا ھے ۔ اس میں مختلف ممالک کے ۱۶۰۰ سے زائد جانور اور پرندے رکھے گئے ھیں ۔ اس " زو " کو یہ فخر حاصل ھیکہ اس میں ملک کا پہلا سفری پارک اور ماقبل تاریخ کے جانوروں کا پہلا پارک قائم کیا گیا ھے ۔ اس زو کو ہر سال لاکھوں افراد دیکھنے آتے ھیں جن میں بیرون ملک کے سیاح بھی شامل ھیں اور جو زو کو دیکھنا ایک لازمی بات سمجھتے ھیں ۔

وساکھا پٹنم کے زولاجیکل پارک کی وسعت ۲۴۰ ہیکٹر سے زیادہ ھے ۔ اور اس کو انتہائی عصری خطوط پر ترقی دی جارھی ھے ۔ اس پارک کی ایک انوکھی خصوصیت یہ ہوگی کہ یہ ہندوستان کا پہلا پارک ہوگا جہاں کشتی رانی کے انتظامات ہوں گے ۔ اس کو ابھی سے ایک تفریحی مقام کی حیثیت حاصل ہوگئی ھے ۔

اب تک اختیار کردہ تدابیر کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ھیکہ آندھرا پردیش میں جنگلی جانوروں کے تحفظ کو مستقبل میں یقینی بنادیا جائیگا ۔ لیکن یہ بات ہر شخص کو ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ جنگلی جانوروں کی حفاظت چیدہ چیدہ کوششوں سے نہیں ہوسکتی اور یہ ہماری خوشحالی اور معیشت کیلئے ان کا تحفظ لازمی ھے ۔

اضلاع کی خبریں تصویروں میں

مسٹر کے۔ وی ۔ رگھوناتھ ریڈی مسٹر وزیر لیبر نے نیلور میں ۱۸ - جنوری کو ۱۰ لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر کئے جانیوالے ای ۔ یس ۔ آئی ڈسپنسری کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا ۔

مسٹر ٹی ۔ انجیا وزیر لیبر نے ۱۳ - جنوری کو نیلور ضلع پریشد ہال میں منعقدہ ایک تقریب میں ویداے پالم کی ہریجن خواتین میں جانوروں کی خریدی کے لئے قرضے تقسیم کئے ۔

مسٹر جے ۔ چکا راؤ وزیر زراعت و ٹرانسپورٹ نے کریم نگر میں حال میں ڈسٹرکٹ ویمن اینڈ چلڈرنس ویلفیر کے زیر اہتمام منعقدہ تقریری مقابلوں میں اول آنیوالی لڑکی کماری یم ۔ وجے سنجیوا کو انعام دیا ۔

کڑپہ اسٹیڈیم میں ضلع اسپورٹس کونسل کے زیر اہتمام انڈیا لائیٹ بلو ایلیون اور انڈیا ڈارک بلو ایلیون خواتین کی ٹیموں کے درمیان ۲ - جنوری کو ہاکی میچ ہوا ۔

اضلاع کی خبریں

تصویروں میں

بائیں جانب اوپر :- مسٹر چلا سبا رائیڈو وزیر بلدی نظم ونسق نے ۸ - جنوری کو محبوب نگر میں محبوب نگر میونسپلٹی کی جانب سے ایک لاکھ اٹھائیس ہزار روپے کی لاگت سے تعمیر کردہ شاپنگ کامپلکس کا افتتاح کیا -

اوپر :- ۵ - جنوری کو مسٹر بی - رنگ ریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے وجے نگر سٹی کلب میں ریاستی ٹینس چمپین شپ جیتنے پر مسٹر راسنانھن کرشنن کو انعام عطا کیا -

بائیں جانب :- مسٹر کے - وی - راگھو ناتھ ریڈی مرکزی وزیر لیبر نے ضلع پریشد ہال نیلور میں ۱۸ - جنوری کو ویدائے پالم کے ھریجنوں میں پٹے تقسیم کئے یہ پروگرام وزیر اعظم کے ۲۰ نکاتی پروگرام کے سلسلے میں منعقد کیا گیا تھا -

بائیں جانب نیچے :- مسٹر ایم وینکٹ ریڈی وزیر چھوٹی آبپاشی نے آتما کور ضلع نیلور میں وی - آر - کالج این - ایس - ایس یونٹ کی جانب سے تعمیر کی ہوئی سڑک کا افتتاح کیا -

نیچے :- مسٹر ایم - وینکٹ ریڈی وزیر چھوٹی آبپاشی پودلہ کور ضلع نیلور میں زراعتی کاموں کے لئے چھوٹے کسانوں میں قرض کی منظوری کے کاغذات تقسیم کئے -

ہولی

(ست جگ یا کرت جگ سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار سال کا ، تریتا جگ بارہ لاکھ چھیانوے ہزار سال کا ، دوا پر جگ آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار سال کا ، اور کلجگ چار لاکھ ۳۲ بتیس ہزار سال کا اس طرح چار جگ ہوتے ہیں)

ست جگ کی بات ہے کہ ہرنیہ کشیو نامی ایک بڑا بہادر اور زبردست راجہ تھا —

شری برہما جی نے اس کی تپسیا سے خوش ہو کر وردان مانگنے کو کہا ۔ راجہ نے پرار تھنا کی کہ ہے ناتھ ! ایسا ور دیجئے کہ میں بارھوں مہینوں میں سے کسی میں نہ مروں ، نہ دن میں مروں نہ رات میں مروں ، نہ زمین پرمروں نہ آسمان پر مروں ، نہ اندر مروں نہ باہر مروں اور نہ کسی ہتھیار سے مروں ۔ شری برہما جی نے کہا " اچھا ایسا ہی ہوگا ۔ "

ہرنیہ کشپو کے پاس سونے کا بہت بڑا ذخیرہ تھا ۔ دولت کی کمی نہیں تھی ۔ اقبال عروج پر تھا ۔ طاقت بے مثال تھی تدبر یکتائے روزگار تھا ۔ رعایا خوش حال تھی غرضکہ اسے کسی قسم کا جھنجھٹ تھا نہ جنجال ۔

جب یہ خدا داد نعمتیں انتہائی کمال کو پہنچ گئیں تو یہ راجہ ایشور سے منحرف ہوگیا اور خود کو سرو شکتیمان یعنی قادر مطلق بالفاظ دیگر ایشور کہنے لگا ۔

اس نے سب کو مجبور کردیا کہ اسے رام کہیں ۔ اسکی طاقت اور رعب داب سے رعایا اسے رام کہنے لگی ۔ اسے رام ماننے سے جس نے روگردانی کی اس نے نہ صرف اسے بلکہ اس کے سارے خاندان کو نیست و نابود کرادیا ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے تو لوگ جان کے خوف سے اور خوشامد میں اسے رام کہنے لگے اور پھر اس عمل کے عادی ہو کر رام (مالک حقیقی) کو بالکل ہی بھول گئے ۔

مگر رام سے انحراف کب تک ؟ اس انحراف کی سزا لوگوں کو تو اس لئے نہیں ملی کہ وہ اسے رام کہنے پر مجبور کردئے جا کر عادی بنادئے گئے تھے ۔ مگر انہیں عادی بنانے والا رام کے انصاف سے آخر کب تک بچا رہتا ؟

۱ ہرنیہ کشپو کے گھر میں انتہائی خوبصورت بیٹا پیدا ہوا ۔ " پر ہلاد " نام رکھا گیا ۔ یہ بچہ ہونہار نظر آتا تھا ۔ بڑے لاڈ و پیار سے پالا پوسا گیا ۔ گھر میں کسی چیز کی کمی نہ تھی ، ہر طرح کا سکھ تھا ۔

۲ جب یہ ذرا بڑا ہوا تو ایک دن کھیلتے کھیلتے محل کے پیچھے نکل گیا ۔ وہاں دیکھا کہ ایک کمہارن بیٹھی آہستہ آہستہ رورہی ہے ۔ پر ہلاد نے رونے کی وجہ پوچھی ۔ وہ یکا یک اس بچے کو دیکھ کر سہم گئی اور رونا بند کردیا ۔ پرہلاد نے بضد ہو کر پوچھا کہ تم اپنے رونے کی وجہ مجھے بتادو ۔ کمہارن نے بڑی عاجزی سے کہا کہ " ہے راجن ! میں نے مٹی کے کچے برتن دھوپ میں سکھانے رکھے تھے ۔ اتفاق سے ایک برتن کے اندر بلی نے بچے جنے ۔ میں اس برتن میں سے ان بچوں کو نکال کر علحدہ رکھنا چاہتی تھی مگر بھولے سے میں نے وہ تمام برتن آوے میں پکانے کو رکھ دئے اور آگ جلادی ۔ اب وہ بچے کیسے بچ سکتے ہیں ۔ رام ! انہیں تو ہی بچا ۔ "

راجکمار(پرہلاد) نے جواب دیا تم فکر کیوں کرتی ہو ؟ رام تو میرے ہی پتا جی ہیں میں ان سے کہکر ان بچوں کو بچوادوں گا ۔ کمہارن معصوم راجکمار کی اس بھولی بات کو سنکر کچھ مسکرائی اور لرزتے کانپتے بولی ۔ " ہے راجکمار ! تم اپنے پتا سے نہیں کہنا ورنہ وہ نہ صرف مجھے ہی جان سے مروادیں گے بلکہ میرے پورے خاندان کو موت کے گھاٹ اتروا دیں گے "۔

راجکمار نے پتا جی سے نہ کہنے کا وچن دے کر اسے تسلی دی اور حقیقت پوچھی ۔ کمہارن نے کہا کہ تمہارے پتا جی کسی حالت میں رام نہیں ہوسکتے ۔

" رام وہ ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اس کی ابتدا ہے نہ انتہا ۔ اس کا جنم ہے نہ مرن ۔ اس نے سب کو پیدا کیا مگر اسے کسی نے پیدا نہیں کیا وہ سب کو مارے گا مگر اسے کوئی نہیں مارے گا اسی نے ساری دنیا کو بنایا ۔ ہوا ۔ پانی ۔ غذا ۔ چاند ۔ سورج ۔ ستارے ۔ زمین ۔ آسمان ۔ پھل پھول وغیرہ سب اسی کے بنائے ہوئے ہیں ، وہی سب کو ہوا ۔ پانی ۔ غذا ۔ کپڑے ۔ عزت ۔ شہرت ۔

ذلت ۔ دھن ۔ دولت ۔ علم ۔ تندرستی ۔ آس اولاد ۔ رنگ و روپ ۔ دکھ ۔ بیماری ۔ جنم ۔ موت اور رنج و خوشی وغیرہ دیتا ہے مگر اسے کوئی کچھ دینے والا نہیں ہے ۔ کوئی اس سے بڑا ہے نہ اس کی برابری کا ۔ وہ کب سے ہے پتہ نہیں ۔ وہ کب تک رہے گا پتہ نہیں ۔ اس کے ماں باپ ہیں نہ بیوی بچے نہ بھائی بھتیجے ہیں نہ رشتہ دار و صلحکار و مشورہ دھندہ ۔ کچھ نہیں تھا تو وہ تھا اور جب کچھ نہیں رہیگا وہ تب بھی رہے گا ۔ وہ خواھشات ، بھوک پیاس ، رنج و خوشی ۔ جنم مرن عزیز و اقارب وغیرہ سب سے بے نیاز ہے ۔ وہ جیسا چاہے اور جب چاہے کرسکتا ہے اسے کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں ۔ وھی سیاہ و سفید کا اور سارے سنسار کا مالک ہے ۔ ،،

راجکمار نے پوچھا کہ تم آوے سے برتن کب نکالو گی ؟ کمھارن نے کہا کہ آج سے تیسرے دن ۔ شام کے وقت راجکمار نے کہا کہ میں اس دن آ کر دیکھوں گا اگر یہ بچے زندہ نکلے تو میں یہ سمجھ لوں گا کہ میرا باپ رام نہیں ہے ۔ رام تو کوئی دوسرا ھی ہے ۔

راجکمار جب جانے لگا تو کمھارن نے اس کے پیر پکڑ کر درخواست کی کہ " یہ بات اپنے پتا جی کو کسی طرح نہ معلوم ہونے دینا ورنہ وہ میرا اور میرے پورے خاندان کا نام و نشان مٹا دیں گے ۔ ،،

راجکمار نے جواب دیا " ماتا ! تم بالکل بے فکر رہو ،، ۔

راجکمار " رام ،، کے سلسلے میں ایک طرح کی الجھن میں پڑ گئے ۔ مقررہ دن اور وقت پر وہ کمھارن کے گھر پہنچے ۔ اس نے راج کمار کے سامنے ھی آوا کھولا ۔ آگ دھک رھی تھی ۔ برتن آگ میں پک کر گرم لوہے کی طرح تپ رہے تھے ۔ ایک گھڑے کو آوے میں سے جو نکالا گیا تو اس میں سے بلی کے بچوں کی " میاؤں میاؤں ،، آواز آئی ۔ راجکمار نے دیکھا کہ گھڑا انتہائی گرم ہے مگر بچے اس کے اندر کلیلیں کررہے ہیں ۔ راجکمار کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رھی اس نے فوراً کمھارن کے چرن چھوئے اور کہا ماتا ! تم نے آج میرے دل کی آنکھیں کھول دیں ۔

راجکمار کے ذھن میں یہ بات اچھی طرح جم گئی کہ میرا پتا "رام ،، نہیں ہے ۔ رام کوئی اور ھی شکتی ہے اب راجکمار گھر آئے تو رام رام کہنے لگے ۔ باپ کو تنفر کی نگاہ سے دیکھنے ۔ جو کوئی ان کے سامنے آتا اس سے رام رام کہتے ۔ باپ نے بہت ھی اچھی طرح سمجھایا کہ میرے سوائے اور کوئی رام نہیں ہے میں ھی سروشکتیمان اور قادر مطلق ہوں ۔ تو میرا ھی نام رٹا کر ۔

راجکمار نے راجہ کی ایک نہ سنی اور رام رام کہنے کا عمل برابر جاری رکھا ۔ جب محبت و پیار ، سمجھانے بجھانے اورڈرانے دھمکانے وغیرہ کے سب عمل بیکار ثابت ہوئے تو انہیں اپنے شاھی مدرسے میں بھرتی کرا دیا اور گرو جی کو اچھی طرح تاکید و ھدایت کردی اور حکم دے دیا کہ راجکمار کا رام رام کہنا چھڑا دیا جائے ۔

راجکمار پاٹھ شالہ میں بھرتی ہو کر ابھی جماعت میں آ کر بیٹھے ھی تھے کہ گروجی پانچ منٹ کے لئے کسی کام سے باھر گئے ۔ ان کی عدم موجودگی میں راجکمار نے کھڑے ہو کر سب کو رام رام کا پاٹھ پڑھا دیا ۔ گروجی نے واپس آ کر جو دیکھا کہ سب بچے رام رام رٹ رہے ہیں تو ان کی جھنجھلاھٹ کی حد نہ رھی ۔

انہوں نے سمجھایا ۔ ڈرایا ۔ دھمکایا مگر تمام عمل بیکار ثابت ہوئے ۔ آخر تنگ آ کر انہوں نے راجہ سے پرارتھنا کی کہ یہ میرے بس کی بات نہیں ہے ۔ راجکمار کا رام رام کہنا چھوڑنا تو رھا ایک طرف انہوں نے تو تمام بچوں کو یہ سبق پڑھا دیا ہے ۔

جب راجہ تمام کوششیں کرکے تھک گیا اور راجکمار پر قابو نہ پاسکا تو اس نے حکم دیا کہ اسے خونی ھاتھی کے سامنے چھوڑدیا جائے ۔ چنانچہ ایسا ھی کیا گیا ۔

بجائے اس کے کہ خونی ھاتھی راجکمار کی جان لیتا وہ انکے سامنے سرنگوں ہوگیا اور ان کو سونڈ سے اٹھا کر اپنی پیٹھ پر سوار کرلیا اور خوشی سے ناچنے لگا ۔ یہ دیکھ کر راجہ کا غصہ اور بھی بڑھ گیا ۔

راجکمار کو ایک بہت اونچے پہاڑ پر چڑھا کر وھاں سے نیچے گرانے کا حکم دیا گیا ۔ راجکمار پہاڑ سے گرائے گئے ۔ بھگوان کی مرضی کہ پہاڑ کے نیچے یکا یک پھولوں کا ایک بڑا ڈھیر لگ گیا ۔ یہ اسی پر گرے اور رام رام کہتے اٹھ کھڑے ہوئے ۔

جب راجہ کو اس طرح بھی اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی تو اس نے ایک اتھاہ سمندر میں پرھلاد کو ڈبو دینے کا حکم دیا ۔ انہیں ایک گہرے سمندر میں ڈبویا گیا مگر سمندر نے انہیں اپنی لہروں پر لٹا کر جھلا کر کنارے پر لا کر چھوڑ دیا ۔ ڈوبنا تو رھا ایک طرف ان کے کپڑے تک نہیں بھیگے ۔ یہ عمل تین بار کرنے پر بھی راجہ کو کامیابی نہیں ہوئی ۔

اب راجہ نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور پرھلاد کے مار ڈالنے کی ترکیبیں سوچنے لگا ۔ راجہ کی بہن ھولکا (ھولی) نے جب

اپنے بھائی کو اسطرح پریشانی میں غلطاں و پیچاں دیکھا اور دیکھا کہ وہ جل بھن کر غم کا مجسمہ بن گیا ہے ۔ تو اس نے اپنے بھائی سے کہا ۔ بھائی ! اس لڑکے سے تم فکر کیوں کرتے ہو؟ مجھے نندا دیوی کا وردان ملا ہوا ہے کہ آگ مجھے جلا نہیں سکتی ۔ میں اسے گود میں لیکر بیٹھ جاتی ہوں تم لکڑیوں اپلیوں وغیرہ کا ایک زبردست ڈھیر لگوا کر اس میں آگ لگوادو ۔ آگ میرا تو کچھ بگاڑ نہیں سکتی البتہ اسے جلا کر خاک کردے گی ۔

راجہ کو اپنی بہن کا مشورہ بہت ہی پسند آیا ۔ پھاگن کا مہینہ اور پونم کی رات تھی ۔ پرہلاد کو گود میں لیکر ہولی زمین پر بیٹھ گئی راجہ نے اس کی رائے کے مطابق لکڑیوں اور اپلیوں کا ایک زبردست ڈھیر لگوا کر اسمیں آگ لگوادی ۔

بہت سے لوگوں نے ہولی (اس جلتے ہوئے ڈھیر) کی پوجا کی تا کہ راجہ اس نتیجے پر پہنچیں کہ میری بہن اور اس کی عظمت کی پوجا کی جارہی ہے حالانکہ مقصد اس پوجا کا یہ تھا کہ ہے رام ! پرہلاد کو تو ہی بچا ۔ رات بھر لوگ اطراف میں جمع رہے اور یہ دیکھتے رہے کہ باپ کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے ۔

صبح ہوئی تو دیکھتے کیا ہیں کہ اس دھکتی ہوئی آگ کے ڈھیر میں سے پرہلاد مسکراتے اور رام رام کہتے ہوئے باہر آگئے ہیں اور لکڑیوں اور اپلیوں کے ساتھ ہولی جل کر خاک ہوگئی ہے ۔

اب تک جو لوگ ڈر کی وجہ سے رام کا نام لینے سے گریز کرتے تھے وہ کھلم کھلا رام رام کہنے لگے اور جو رام کو نہیں مانتے تھے وہ بھی ماننے لگے ۔ اس تیوہار کا نام ہولی'' ،، پڑ گیا۔

اور ہولی کے دوسرے دن اس را نہ نو لوگ ادھر ادھر گلی کوچوں میں اڑاتے پھرے اس دن کا نام دھولنڈی قرار پایا ۔ اس خوشی میں ایک دوسرے پر رنگ پھینکنے لگے ۔ رنگ کی پچکاریاں چھوڑنے لگے ایک دوسرے کے چہروں پر ابیر اور گلال لگانے لگے ۔ ڈھولکیں جھا نجھیں بجنے لگیں پھاگ گائے جانے لگے اور آپس میں بغلگیر ہونے لگے ۔

راجہ ان کاموں کو برداشت نہیں کرسکا اس کا غصہ انتہائی حد کو پہنچ گیا ۔

راجہ نے محل کے ایک لوہے کے کھمبے کو اتنا گرم کرایا کہ وہ آگ کی مانند دھکنے لگا ۔ راجہ نے پرہلاد کو اس کھمبے سے باندھنے کیلئے بلوایا ۔ پرہلاد آتے ہی دیکھتے کیا ہیں کہ اس دھکتے ہوئے کھمبے پر چیونٹیاں رینگ رہی ہیں ۔ راجہ نے کھڑک (تلوار) کھینچ کر پر ہلاد سے کہا کہ اب میں اس کھمبے سے باندھ کر اس کھڑگ سے تیرا کام تمام کردوں گا ۔ اب بول تیرا رام کہاں ہے؟

پرہلاد نے جواب دیا کہ میرا رام سب میں ہے مجھ میں ہے ، تجھ میں ہے ، اس کھڑگ میں ہے اور اس کھمبے میں ہے ۔

پرہلاد اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ کھمبا یکا یک پھٹ پڑا اور اسمیں سے نرسنگھ بھگوان (بھگوان شیر کا روپ دھارن کئے ہوئے) باھر آئے ۔ یہ تیرھواں مہینہ (لوند کا مہینہ ، سال کبیہ کا مہینہ) تھا ۔ سائن کال (دن ختم ہو کر رات شروع ہونے کے بیچ کا وقت) تھا ۔ نرسنگھ بھگوان زمین سے اوپر گھٹنے اٹھا کر دھلیز میں معلق بیٹھ گئے ۔ راجہ کو پکڑ کر اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اپنے تیز ناخنوں سے اس کا پیٹ چیر ڈالا اور اس طرح اس کا کام تمام کردیا ۔

نرسنگھ بھگوان نے پرہلاد کو گود میں لے راج تلک دیکر '' ور ،، دیا کہ تم امر رھوگے یہ کہکر بھگوان الوپ ہوگئے ۔

یہ ہے تیوہار ہولی کی وجہ تسمیہ اور اس کا مختصر حال ۔

ہولی کے دوسرے دن (دھولنڈی) لوگ مختلف طور سے خوشیاں مناتے ہیں ٹولیاں بنا بنا کر پھاگ گاتے ایک دوسرے کے گھروں پر چیختے پکارتے شور و غل کرتے ، گاتے بجاتے ، ابیر و گلال اڑاتے مختلف قسم کی گالیاں گاتے ہوئے جاتے ہیں اور دوسروں کے گھروں پر جا کر ان کے ھاں پکوان کھاتے ہیں اور جب وہ لوگ ان کے گھروں پر آتے ہیں تو یہ انہیں پکوان کھلاتے ہیں ۔ گانے بجانے والوں کی ٹولیاں نکلتی ہیں اور ہر ایک کے گھر تھوڑی تھوڑی دیر بیٹھکر گاتی بجاتی ہیں اسے '' چوپئی ،، کہتے ہیں ۔

لوگ ہولی کے اطراف گھومتے جاتے ہیں خاموشی سے یا گاتے ہوئے اس کا پر کرما کرتے ہیں اس کی را کھ کا تلک لگاتے ہیں ۔

بہت سی ہندو ساجوں میں دھولنڈی کے دوسرے دن ایک دوسرے کے گھر جا کر ملاقات کرنے کا رواج ہے ۔

جس طرح '' دسہرہ ،، میسور کا ، '' دیوالی ،، بمبئی کی ، '' ناگ پنچمی ،، گوالیار کی اور جنم اشٹمی متھرا اور گوکل کی مشہور ہے اسی طرح '' ہولی ،، برج کی مشہور ہے ۔

ہندوستان بھر میں گلی کوچوں اور ہر چو راستے پر ہولی جلائی جاتی ہے اور گھروں میں برگلیاں (گوبر کے چھوٹے

چھوٹے ہوئے سے بنا کر ان میں انگلی سے سوراخ کرکے سکھا لیتے ہیں اسے '' برگلی ،، کہتے ہیں پھر انہیں بان میں پرو کر مختلف سائز کی چھوٹی بڑی لڑیاں بناتے ہیں بڑی لڑی کے اوپر چھوٹی لڑی اور پھر اس کے اوپر اس سے چھوٹی لڑی اور پھر اسی طرح سے رکھتے ہیں) جلاتے ہیں ۔

ہولی ہر سال پھاگن کے مہینے میں پونم کو ہوا کرتی ہے ۔ ہولی سے چالیس دن پہلے بسنت پنچمی ، ہوتی ہے ۔ یہاں سے بہار کا موسم شروع ہوتا ہے اور ہر طبیعت میں جوش و ولولے پیدا ہو کر نئی امنگیں موجزن ہونے لگتی ہیں نئی فصلیں تیار ہوتی ہیں لوگ گیہوں کی بالیاں توڑ کر ہولی میں بھون کر کھاتے ہیں ہولی پر پانی سے بھرا ہوا گھڑا رکھ کر گرم کرکے اس سے نہاتے ہیں ۔

دھولنڈی کے دن بہت سے لوگ بطور مذاق بجائے رنگ کے دوسروں پر کیچڑ وگھلا ہوا گوبر بھی ڈالتے ہیں اور ایک دوسرے کے منہ پر طرح طرح کے رنگ لگا و مل دیتے ہیں ۔ بہت سے لوگ بطور مذاق یا بطور دشمنی دوسرے لاپروا حضرات کا جو غیر محفوظ سامان مل جائے اسے جلتی ہوئی ہولی میں ڈال کر جلادیتے ہیں ۔

دھولنڈی کے دن ٹیسو کے پھول کے رنگ سے رنگ کھیلنا تندرستی کے لئے بڑی بہتر چیز ہے۔

کہیں کہیں ایک عورت کا پتلا بنا کر اس کو ہولی کہکر کھڑا کرتے ہیں اور اس کی گود میں پرھلاد کا پتلا بنا کر دیدیتے ہیں اور پھر اس کے اطراف لکڑیاں وغیرہ جمع کرکے آگ لگا دیتے ہیں، ۔

ایک زمانہ میں ڈونڈا نام کی ایک راکشسنی تھی وہ بہت زبردست عیاش تھی اس کی جنسی خواہشات کسی طرح پایہ تکمیل کو نہیں پہنچتی تھیں جب سنسار میں بہت زیادہ لوگوں کے ساتھ و بھچار کرنے لگی تو بھگوان نے اسے جلا کر خاک کردیا اسنے کہا کہ میری ترپتی (سیری) کیسے ہوگی ۔ بھگوان نے اتر دیا کہ جا دھولنڈی کے دن باپ بیٹے چھوٹے بڑے بلا لحاظ رشتہ و عمر بالکل نرلج (بے شرم) ہو کر ایک دوسرے کے سامنے گالیاں بکا کریں گے اور کہا کہیں گے اس سے تیری جنسی خواہشات پایہ تکمیل کو پہنچ کر تجھے شانتی ملا کرے گی ۔

ہماری مارواڑی سماج نے اس ہولی کے ساتھ ناتھو رام کو بھی منسلک کردیا ہے یعنی یہ کہ ان کا پتلا (جن کا بہت بڑا لنگ بناتے ہیں) بنا کر ہولی کے پاس کھڑا کرکے ہولی کی پوجا کرکے ان کی بھی پوجا کرتے ہیں یہ عمل چلا تو ایک عرصے سے آرہا ہے مگر ایسا کیوں کیا جاتا ہے تحقیق کرنے پر بھی نہیں معلوم ہوسکا ۔ البتہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ ناتھو رام راجستھان کے ایک زبردست دولتمند اور پرلے درجے کے عیاش آدمی تھے ۔

بعض حضرات سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ ناتھو رام شری مہادیو جی کا اوتار تھے اور یہی وجہ ہے کہ ہولی کے پاس ان کو بمعہ لنگ کھڑا کیا جاتا ہے اور ہولی کی پوجا میں '' یونی لنگے پنھہ پنھہ ،، کہا جاتا ہے ۔

ہولی کے موقع پر '' ہون ،، اور '' یگیہ ،، بھی کئے جاتے ہیں ۔

ہولی سے پندرہ دن پہلے مہا شیو راتری ہوتی ہے۔''ہولی،، پونم کو ہوتی ہے اور اس پونم سے پانچ دن پہلے جو ایکادشی ہوتی ہے اسے رنگ بھرتی ایکادشی کہتے ہیں اور اسی ایکادشی سے رنگ کھیلنا شروع ہوجاتا ہے ۔

دھولنڈی میں لوگ جو چیختے پکارتے ہیں اسے '' بوم مارنا ،، کہتے ہیں ۔ تین دن کے بعد بوم مارنے کا یہ عمل بالکل ختم ہوجاتا ہے اسی لئے یہ کہاوت مشہور ہوگئی ہے کہ '' ہولی کی بوم تین دن ،، ۔

* * *

بھرتری ہری

عابد صدیقی
ایم - اے - بی جے (عثمانیہ)

سنسکرت ادبیات میں ساتویں صدی عیسوی کے شاعر بھر تری ہری کو نمایاں مقام حاصل ہے وہ ایک ممتاز شاعر ، بلند پایہ فلسفی اور محقق زبان تھے بھر تری ہری اوجین کے راجہ ، مہاراجہ وکرما دتیا کے بھائی تھے اسکے علاوہ انہیں " ولا بھی ،، کے حکمران " میترکا ،، کی سرپرستی حاصل رہی چینی سیاح ہیونگ سانگ نے اپنے سفر نامہ ہند میں لکھا ہے کہ ہری ساتویں صدی عیسوی کے ابتدائی نصف دور سے تعلق رکھتے ہیں اور بدھ مذہب کے پیرو ہونے کے باوجود انہوں نے اپنے افکار کو منفرد اور آزادانہ حیثیت دی چنانچہ وہ شیوجی کی عظمت کو بھی مانتے ہیں - اور ویدانتی فلسفہ سے متاثر ہونے کے باوجود انکے نزدیک عشق کو عقل پر فوقیت حاصل رہی ہے -

شاہی زندگی کی شان و شوکت اور عیش و سرود کے ماحول نے انکے مزاج میں عشق و محبت کی کیفیات پیدا کیں ابتدائی زندگی میں حسن کی جلوہ سامانیوں اور آرٹ کی سحرآفرینیوں سے ہری اس قدر متاثر ہوئے کہ انکی شاعری حسن پرستی اور عشق و جمال کی کیفیات سے معمور ہوگئی انہوں نے اپنے پہلے شعری مجموعہ سرینگارا کتا کا میں بڑے حسین ولطیف پیرائے میں انسانی جذبات و احساسات کی ترجمانی کی ہے - درختوں و غنچوں کی شادابی کو دیکھکر یہ اندازہ قائم کرنا کہ بہار کی یہ علامات دراصل اسکی محبوبہ کے اس راہ سے گذرنے کا نتیجہ ہیں - متخیلہ کا یہ حسن بھر تری ہری کی شاعری کی خصوصیت ہے -

وہ بنیادی طورپر رومانی شاعر تھے انہوں نے عورت کے نفسیاتی تضاد کو اپنی شاعری میں جگہ دی ہے ایک طرف تو وہ اقبال کی طرح وجود زن سے ہے کائنات میں رنگ ، کی ترجمانی کرتے ہیں لیکن دوسری طرف وہ بیشتر مصائب و آلام کے لئے عورت کو ذمہ دار قرار دیتے ہیں - بھرتری ہری کے خیال میں عورت ،مرد کی زندگی کے سفر میں روشن ستارہ کی طرح اسکی رہنمائی کرتی ہے لیکن دوسری طرف وہ ترقی کی راہ میں مضبوط چٹان بن کر حائل ہوتی ہے بھر تری ہری کا یہ تضاد دراصل اسکی ذاتی زندگی کے تجربہ کا نتیجہ تھا -

سرینگارا کتاکا میں محبت کی شدت اور فن کی عظمت ک احساس بیشتر مقامات پر ملتا ہے - ہری عورت کی نفسیات او اسکے مزاج کی نیرنگیوں سے خوب آشنا تھا ایک مقام پر وہ دریافت کرتا ہے کہ عورت کے چہرے کے نقوش اور اسکی نازکی پھولو سے مشابہت رکھتی ہے لیکن حیرت ہے کہ اسکے دل نے کسطرح پتھر کا مزاج قبول کرلیا ہے چاند ستاروں کی روشنی ہو کہ آفتاب کا نور شاعر کو اپنی محبوبہ کے وجود کے بغیر ساری کائنات بے نور نظر آتی ہے اور اگر کائنات میں ہرطرف تاریکی بکھیر دی جائے تو اسکی محبوبہ کی چشم بینا سے ہر سو روشنیوں ک جگمگاہٹ کا احساس جاگتا ہے اسطرح کے جذبات و احساسا سرینگارا کتاکا کے اشعار میں پوری شدت سے نمایاں ہیں ا اشعار کا رنگ سنسکرت شاعرامارو کا سا ہے سرینگارا کتاکا کے ابتدائی حصہ میں ہری کی شاعری فن کی بلندیوں کو چھوت محسوس ہوتی ہے اگرچیکہ بعد کے حصہ میں وہ عام سطح اختیا کرلیتی ہے - بھر تری ہری نے زندگی کے جمالیاتی پہلو ک نہایت فنکارانہ انداز میں پیش کیا ہے پھر اس حسن پرست شاع کی زندگی ایک نئے تجربے سے دو چار ہوتی ہے - اپنی عزیز ترین محبوبہ کی بے وفائی اور محبت میں شکست کا احساس بھرتری ہر کو مادی زندگی کی پرفریب راہوں سے ہٹا کر روحانیت ک منزل سے همکنار کردیتا ہے - انہوں نے پوری زندگی میں سات مرتبہ مادی و روحانی زندگی کے راستے طے کئے اور آ کار عشق کی حقیقی منزل پر پہنچ کر اپنے نور بصیرت سے قلب ذہن کے نئے جہاں آباد کئے - تخت و تاج کو چھوڑ کر صحراؤ کی خاک چھانی تا کہ زندگی کا حقیقی سراغ پا سکیں فقر اس پر عظمت مقام نے انکی شاعری کے رخ کو بھی موڑ د اور انکے تخیلات زندگی کی اعلی قدروں سے آشنا ہوئے انک دو شعری مجموعے نتی کتا کا (Century of Conduct) ا ویراگیاستا کا (Century of Renunciation) بعد میں منظر عام آئے - ان میں اعلی پایہ کے اشعار ہیں اور سنسکرت ادب میں لازوال حیثیت رکھتے ہیں ہری نے ان اشعار میں نہ صر فکر و نظر کے موتی لٹائے بلکہ زبان و بیان کے خوبصورت پ تراشے ہیں ان دو شعری مجموعوں کے باعث ہری کو 'کالیداس ثا

کہا گیا ہے ۔ انکی شاعری میں زبان کے اعلی نمونوں کے ساتھ ساتھ ایک طرح کی موسیقیت و نغمگی پائی جاتی ہے ۔ اسلوب رواں دواں اور اشعار قلب کو ہی نہیں ذہن کو بھی نئی روشنی عطا کرتےھیں اردو کےعظیم شاعر اقبال بھی بھرتری ھری کے افکار اوراسکی خوبصورت شاعری سے متاثر ہوئے انہوں نے جاوید نامہ میں بھرتری کی شاعری کو اسطرح خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

پادشاہے بانوائے ارجمند
هم بفقر اندر مقام او بلند
نقش خوبے بند و از فکر شکرف
یک جہاں معنی نہاں اندر دو حرف !
کارگہ زندگی را محرم است
او جم است و شعراوجام جم است

وہ (بھر تری ھری)بادشاہ بھی ہے اور عظیم شاعر بھی اور بہ اعتبار فقر اسکا مرتبہ بلندہے ۔ اس نے اپنے نادر افکار سے بڑے خوبصورت و رنگین نقوش پیدا کئےھیں اور اسکے دو حرفوں میں صفائی کی ایک دنیا پنہاں ہے ۔ وہ کارگاہ زندگی کا رازداں ہے ۔گویا وہ جمشید ہے اور اسکے اشعار جام جم کی حیثیت رکھتے ھیں)

بھرتری ھری کی شاعری میں بھگوت گیتا ، ویدانت اور بدھ مت کی تعلیمات کا ایک خوبصورت اور دلچسپ امتزاج نمایاں ہے اسکے نزدیک خواھشات نفسانی رنج و محن کی تمہید ھیں ۔ آرزو کی موت کو وہ حیات دل کا پیش خیمہ قرار دیتا ہے شاھانہ زندگی کی نعمتوں کے با و جود اسنے اپنا دامن ان سے چھڑالیا اور حقیقی و دائمی سرور کے حصول کےلئے عارضی خوشیوں کو خیرباد کیا اس نے ایک جگہ خواھشات کے اس فلسفہ کو نہایت آسانی سے سمجھایا ہے وہ کہتا ہے کہ ''مانا کہ زندگی میں انسان کی آرزووں کی تکمیل ھو جائے ، وہ اپنے دشمنوں پر غلبہ بھی حاصل کرلے دنیا اسکی ھمنوا بن جائے بلکہ برسوں تک اس کا جسم عیش و عشرت کے مزےلوٹتا رہے لیکن اسکے باو جود اندیشوں اور خدشات کی کثرت سے اسے کسطرح آزادی ملے گی!! ایک دوسری دنیا کی آرزو اسے ھردم ستاتی رھیگی۔''

بھرتری ھری نے عارضی خوشیوں سے بھرپور زندگی کی کم مائیگی ، انسانی تعلقات او رشتوں کے کھو کھلے پن کا ذکر کرتے ہوئے انسان کو روحانی زندگی کی بلندیوں اور عظمتوں کے نشان دکھائے ھیں اس نے زندگی کی ھاھمی اور مشکلات و محرومیوں سے گریزپا لمحات کوشعر کی زبان دی ہے۔ اس نے ایک جگہ لکھا ہے کہ خواھشات نفسانی کوترک کرکے انسان کسی بادشاہ کو حاصل ہونے والی مسرتوں کا مالک بن سکتا ہے یہ وہ مقام ہے جہاں زمین اسکا بستر ،ہاتھ تکیہ ، آسمان شامیانہ اور چاند کا نور اسکےلئے چراغ کی روشنی بن جاتا ہے ترک نفس کے سرور سے سرشار کائنات اسکی رفیق حیات بن جاتی ہے اور فضا کی چاروں سمتیں مشرق ، مغرب ، شمال اور جنوب اسکی کنیزیں ھیں اور ہوا کے جھونکوں سے گویا اسکے لئے پنکھا جھلتی ھیں ۔ ھری نے فقر ، قناعت اور استغنائے نفس کا نہایت اعلی روحانی تصور پیش کیا ہے جو حقیقی روحانی زندگی کی تعبیر و تشریح ھی نہیں بلکہ اسکی مکمل تفسیر ہے ۔

ھری نے سنسکرت شاعری کو نئی جہتوں سے رو شناس کیا انہوں نے بہ یک وقت مختلف موضوعات پر طبع آزمائی کر کے اپنی فنی مہارت اور عظمت فکر کا لوھا منوایا ہے۔ انکی شاعری نیکی شرافت اور سچائی کا سرچشمہ ہے انہوں نے نیکی اور بہترین عمل ھی کو اعلی زندگی کا معیار قرار دیا ہے چنانچہ وہ ایک بند میں لکھتے ھیں۔

ناپائیدار زندگی کی اصل حقیقت ، جیسے
پانی میں آفتاب کا عکس ۔ اسلئے اس
حقیقت کو پانے کے بعد انسان کو چاھئے
کہ وہ نیکی اور نیک عمل کو اپنی عادت
بنائے ۔

ھری نے جہاں نیکی اور اعمال صالح کو انسان کی وقعت اور بلندی کا پیمانہ قرار دیا ہے وھاں وہ نیکی اور کبر کی یکجائی کے منکر ھیں انکا خیال ہے کہ نیکی اور شرافت ، سادگی و خاکساری کے جذبات پیدا کرتی ھیں جو شخص جس قدربلند صفات کا حامل ہوگا وہ اتنا ھی منکسر المزاج اور نیک طینت ہوگا چنانچہ ایک بند میں ھری نے لکھا ہے کہ ۔

پھلوں سے معمور درخت ھمیشہ جھکے
رھتےھیں پانی کی افراط سے بھرپور بادل جو بارش
برسانے والے ھوں جھکے رھتے ھیں
اسی طرح جو لوگ اعلی کردار کے حامل
ھوں وہ اپنی دولت اور قابلیت پراتراتے نہیں بلکہ
دوسروں سے انکا سلوک نہایت نیک ارادہ اور جذبہ
کے تحت ھوتا ہے ۔

ھری نے زندگی کے بے شماراسرار کو بے نقاب کیا ہے انکی شاعری میں آفاقیت اور عالمی برادری کا تصور ملتا ہے۔ بدھ مت نے رواداری اور انسانی محبت کی جو تعلیم دی اس سے وہ بے حد متاثر تھے ھری نے پوری انسانی سوسائیٹی کو ایک

کنبہ قرار دیا ہے ۔ رنگ ، نسل ، ذات پات مذہب علاقوں اور زبانوں کی حد بندیاں انکے نزدیک ایک غیر انسانی تصور ہے وہ انسانی نقطہ نظر میں ایسی ہمہ گیر تبدیلی کے مدعی ہیں کہ ایک فرد دوسرے فرد سے یا ایک قوم دوسری قوم سے اجنبیوں جیسا سلوك نہ کرے ایسا رویہ اختیار کرے جو خاندان کے افراد باہمی طور پر ایک دوسرے کے لئے اختیار کرتے ہیں سنتی ستاکا میں وہ کہتے ہیں ۔

تنگ نظر لوگ دوسرے انسانوں کو اجنبی قرار دیتے
ہیں جبکہ نیک اور فراخ دل شخصیتیں کل انسانی
برادری کو اپنا خاندان متصور کرتی ہیں ۔

بھرتری هری نے انسان کی قوت و قدرت کو تسلیم کیا ہے اسکے نزدیک یہ ساری کائنات میں تعمیر و ترمیم کے جو نقوش نظر آرہے ہیں دراصل انسان کی محنت شاقہ اور کوشش و سعی کا ثمر ہیں جو ہر وجود انسانی کی عظمت و رفعت اور اسکی قدرت و قوت کا اعلان ہے هری نے اسی نکتہ کو بڑی خوبی سے پیش کیا ہے جسکا اقبال نے بھی جاویدنامہ میں منظوم ترجمہ کیا ہے هری کی پر عظمت شاعری ، زند گی کی سچائیوں سے معمور ہے آج بھی بنارس تاور شمالی هند کے قصبوں میں گداگر اور فقیروں کی زبان پر بھرتری کے اشعار سنائی دیتے ہیں جن میں معرفت اور محبت کی چاشی ملتی ہے ان اشعار کے آخر میں بالعموم بھرتری هری کہے کا حوالہ بھی موجود ھوتا ہے ۔

هری نے تین شعری مجموعے سرینگارا ستاکا ، سنتی ستاکا اور ویرا گیاستاکا لکھا جو بالترتیب عشق و محبت ، نیکی و اخلاق ور روحانی و دنیوی زندگی سے متعلق موضوعات پر مبنی ہیں ن شعری مجموعوں کا انگریزی ، فرانسیسی ، لاطینی ، جرمن ور ڈچ زبانوں میں ترجمہ بھی ھوا ہے ابراھام روجر نے سنہ ۱۶۵۱ع میں اس عظیم سنسکرت شاعر کے افکار کو ڈچ زبان میں پیش کیا فرانسیسی زبان میں (Fanche) فانکے نے ۱۸۷۰ع میں هری کے اشعار کا ترجمہ کیا جبکہ Bohlcn بوھلن اور Sehutz شٹز نے جرمنی زبان میں اس فکری سرمایہ کو منتقل کیا ہے انگریزی میں پروفیسر ٹاسینی Prof. Towney نے بھر تری هری کے اشعار کا انتہائی سلیس ترجمہ کیا ہے ۔ اسکے علاوہ ایک اور نظم بھٹی کویا بھی هری سے منسوب کیجاتی ہے جس میں انہوں نے رامچندر جی کی داستان کو قلمبند کیا ہے لیکن دراصل انکا مقصد سنسکرت قواعد کے مختلف فارمس کو پیش کرنا تھا ۔

بھرتری هری نے صرف و نحو (قواعد) پر ایک مشہور کتاب ' واکیا پاڈیا ' بھی لکھی جسے اسانیات میں بھی ممتاز حیثیت حاصل ہے ۔

هری نے کئی برسوں تک بنارس میں ریاضت و عبادت کی اور سنہ ۶۵۰ میں وفات پائی بعض روایات کے مطابق انکے بھائی وکرمادتیا نے انہیں ھلاك کروادیا تھا ۔

بھرتری هری کی روح پرور شاعری دراصل انکی فکر و نظر اور بصیرت خیال کی دین ہے انہوں نے ھندوستانی تہذیب و تمدن ھی کو نہیں بلکہ سنسکرت ادب و شاعری کو فکر و فن کی عظمت سے مالا مال کیا ہے هری ایک شاعر ھی نہیں بلکہ ایک فلسفی ، صوفی ، دانائے راز اور حق پسند انسان کی حیثیت سے زندگی کی عظیم صداقتوں کے علمبردار تھے اسلئے انکی آواز اقبال جیسے عظیم شاعر کی روح کی گہرائیوں میں پیوست ھوگئی ۔ اقبال کہتے ہیں ۔

رخت در جانم صدائے بر تری
مست بودم از نوائے بر تری

(بھر تری کی آواز میری (اقبال) کی روح کی گہرائیوں میں اتر گئی اور بھر تری هری کے نغمہ نے مجھے مدھوش کردیا)

شاہد پرویز

اوتار

رما آنکھیں بند کئے بے سدھ پڑی تھی ۔
اس کے گداز لبوں کے درمیان سانس کے دباؤ سے ، بس اتنا جوف تھا جیسے سمندر کے کنارے پڑی پیاسی سیپی کے سینے میں بارش کی پہلی بوند اتر جانے کے بعد بھی اس کا منھ کھلا رہ گیا ہو۔

رام نے بے سدھ پڑی رما کے مکمل سراپے پر نظر ڈالی ۔ پھر اسے ایسا لگا جیسے رما کے ہونٹوں کا سارا سیندوری رنگ اس کے پورے وجود کو رنگ گیا ہو۔ اس کا پورا جسم کانپ گیا ۔ وہ ایک بار پھر ، رام سے راون بنتے بنتے بچ گیا ۔

" کہیں پھر بارش نہ ہو .... " وہ آپ ہی آپ بڑبڑایا ۔

" کیا ... ؟ " رما کی آواز کہیں دور سے آئی ۔ وہ آنکھیں کھول کر اندھیرے میں اس طرح جھپکنے لگی کہ اگر دور دور تک بھی کوئی روشنی کی کرن ہو تو وہ اندھیرے کے سینے سے چرالے ۔ لیکن وہ دیکھ کہاں سکتی تھی ؟ اس میں اگر دیکھنے کی صلاحیت ہوتی تو یہ سب کیسے ہوتا ؟ کم از کم وہ دوست اور دشمن کی پہچان تو کرلیتی ۔

رام نے سوچا ایک گناہ کا کفارہ تو سات برس بعد کر پایا تھا ۔ اب اس دوسرے گناہ کا کفارہ کیسے کریگا ۔ وہ رما پر الوداعی نظر ڈالتا ہوا کمرے سے باہر آگیا ۔ برج کا کا کے کمرے کی نیلی بتی جل رہی تھی ۔ وہ کمرے کی کھلی ہوئی کھڑکی کے پاس ایک پل کے لئے رکا ۔ سات برس کی بھولی ونینا برج کا کا کے پہلو میں گہری نیند سو رہی تھی ۔ اس کے چہرے پر اپنی ماں رما جیسی سرخی تو نہیں لیکن اپنے سورگیہ باپ کشن جیسا تیکھا پن ضرور تھا ۔

" بنی بنائی کشن ہے " ۔ وہ اپنے آپ بولا ۔ ویسی ہی ضدی اور اکھڑ ۔ "

پھر وہ دھیرے دھیرے چلتا ہوا برآمدے سے لان ، اور لان سے شیتل نواس کا گیٹ پار کر کے باہر دور تک پھیلی سنسان پٹیل روڈ پر نکل آیا ۔

پچھلے سات آٹھ برس کا ایک لمحہ سرکس کے کسی شرارتی جوکر کی طرح اس کا منہ چڑا رہا تھا ۔ اس کے کانوں میں عجیب سی بھیانک آوازیں تیرنے لگیں ۔ اس کے اندر کا وحشی مرچکا تھا اور رام تڑپ رہا تھا ۔ وہ چیخ رہا تھا ۔ "تم نے مجھے پھر زخمی کردیا ...... تم مجھے کب تک پل پل مارتے رہوگے؟ تم گناہ گار ہو .... مجھے بچالو.........."

رام نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا اور آنکھیں بند کرلیں ..... پھر آنکھیں بند ہوئیں تو یادوں کے دریچے تازہ زخموں کی طرح کھلتے گئے ۔

تھانہ مانک چوک کے انچارج رام ملہوترہ نے تخت پر رکھی روز سلوانیا کے مردہ جسم پر سے چادر ہٹائی ۔ روزی کے برہنہ جسم پر جگہ جگہ گہرے گھاؤ لگے تھے ۔ زخموں سے رسنے والا خون جم کر سیاہ پڑگیا تھا ۔ بے دردی کے ساتھ کئے گئے چاقو کے وار سے کٹ کر روزی کا داھنا سینہ ایک طرف ڈھلک گیا تھا ۔ پولس ہاسپٹل کے ڈاکٹر کی رپورٹ کے مطابق روزی کی آبرو ریزی کے بعد اسے نہایت بیدردی سے قتل کیا گیا تھا ۔

رام نے لاش کو چادر سے ڈھانپتے ہوئے حولدار گھاؤرے کو مقتولہ کے کپڑوں کی پوٹلی اور آلہ قتل کو سیل کرنے کے لئے کہا اور خود حوالات کی طرف بڑھ گیا ۔

بینک مینیجر کشن سدانا بساندھ بھری حوالات کے ننگے اور پتھریلے فرش پر تنہا سر جھکائے بیٹھا تھا ۔ اس پر اپنی پرسنل اسٹینوگرافر روزی سلوانیا کی عصمت دری اور قتل کا الزام تھا ۔

ریمانڈ کے ان پانچ دنوں نے اس کے سرخ و سفید جسم کو نیلا کردیا تھا ۔ جس لمحہ حوالات کا دروازہ کھولکر رام ملہوترہ

نے اسے دیکھا تو رام کو اس کی آنکھوں میں کسی معصوم اور سہمے ہوئے بچے کا بھولا پن نظر آیا ۔ لیکن فوراً ہی رام کی آنکھوں میں روزی کی زخموں سے چور لاش پھر گئی ۔

'' سالا ، معصوم بنتا ھے ، اس نے اپنے دل میں کہا ۔ پھر اونچی آواز میں بولا ۔ کیا فیصلہ کیا ؟ اقبال کرتے ہو ؟

کشن نے اپنے سوجے ہوئے زخمی ہونٹوں پر زبان پھیری رات تفتیش کے دوران حولدار گھاوڑے نے لوھے کی غلیل جیسی کسی چیز کے سروں پرلگی ٹھوس ربڑکی دو گیندیں اس طرح اسکے منہ میں گھمائیں تھیں کہ پوری زبان سوجھ گئی تھی ۔ گالوں کے اندر کی ساری کھال ادھڑی ہوئی تھی ۔ وہ فوری طور پر کچھ بول نہ سکا ۔ رام نے پھر کہا ۔ '' سارے ثبوت تمہارے خلاف ھیں ۔ تم نے جس وحشی پن کا ثبوت دیا ھے اس سے جانور بھی شرما جائیں گے ۔ بو لو ، اقرار کرتے ہو ؟ ،، کشن پوری قوت یکجا کر کے چیخا . . . . . '' نہیں ، میں نے کچھ نہیں . . . . . ،، ۔

لیکن اس سے پہلے کہ کشن کا جملہ مکمل ہو رام ملہوترہ کی ٹھوکر اس کے سینے پر پڑی '' سالے ۔ ۔ ۔ کمینے ۔ ۔ درندے ، میں تم ایسے وحشی کو پھانسی پر چڑھوائے بغیر دم نہیں لوں گا ،، ۔ اور وہ حوالات سے باھر آگیا ۔

پھر ۱۴ روز کی حوالاتی تفتیش اور تین ماہ کی کیس ٹرائل کے بعد کشن سدانا کے خلاف فیصلہ سنادیا گیا ۔ سیشن جج گھٹینگر کی عدالت سے اسے سزائے موت کا حکم سنایا گیا تھا ۔ آفس میں اسکے ساتھ کام کرنے والے اس کے تین ساتھیوں نے اس کے خلاف چشم دید گواھی دی تھی ۔

رام ملہوترہ جب کشن کی موت کا حکم صادر ہونے کے بعد عدالت سے باھر نکلا تو عدالت کے باھر کھڑی کشن سدانا کی بیوی رما نے اپنی شادی کی سرخ ساری رام کے پیروں میں ڈالتے ہوئے کہا ۔ '' لو اسے بھی آگ لگادو ،، ۔

اور اس دن پہلی بار رام کے ذھن میں ایک پھانس سی چبھی ۔ اس نے ایک چھوٹی سی بچی کو سینے سے لگائے بلکتی روتی رما کو غور سے دیکھا ۔ پھر وہ سوچنے لگا کہ روزی تو رما کے مقابلے میں بہت کم تر درجے کی عورت تھی ۔ بہت معمولی چہرے مہرے کی سانولی سی کرسچین لڑکی ۔ آخر کشن نے اتنی حسین بیوی کی موجودگی میں یہ گھناؤنا جرم کیوں کیا ؟

پھر ۱۴ ۔ نومبر کو ناسک میں کشن کو پھانسی ہونے کے بعد بھی اکثر رام ملہوترہ کے ذھن میں یہ چبھن رھی کہ رما میں ایسی کیا کمی تھی کہ کشن نے روزی جیسی لڑکی کو اس پر ترجیح دی ۔

اور یہ پھانس اس وقت نکلی جب کشن سدانا کو پھانسی ہوئے تین برس بیت گئے تھے کہ ایک دن ، اسی بینک کے تین آدمی ، بلدیو ، نارائن اور اشفاق بینک کا اسی ہزار روپیہ غبن کرنے کے جرم میں پکڑے گئے ۔

یہ اتفاق ہی تھا کہ اس کیس کی تفتیش بھی رام ملہوترہ کے ہی سپرد کی گئی ۔ لیکن اس تفتیش کے دوران رام ملہوترہ پر جو انکشاف ہوا اس نے رام ملہوترہ کو ھلا کر رکھ دیا ۔ تینوں ملزمان کے گھروں کی تلاشی لیتے ہوئے رام کو کچھ ایسے کاغذات اور ثبوت بھی ملے جن سے ثابت ہوتا تھا کہ تین برس پہلے کشن سدانا کی اسٹنو گرافر روزی کا قتل بھی ان ہی لوگوں نے کیا تھا ۔

مزید تفتیش کے بعد تینوں ملزمان نے بھری عدالت میں نہ صرف بینک سے روپیہ غبن کرنے بلکہ روزی کو قتل کرنے کے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ انہوں نے سورگیہ کشن سدانا کے خلاف سازش کی تھی ۔

بلدیو نارائن اور اشفاق کو غبن کے علاوہ روزی کے قتل کے جرم میں دس دس برس کی سزائیں ہوئیں ۔ لیکن ان کی سزا سے کشن کو دوبارہ زندگی تو نہیں مل سکتی تھی ۔ اب رام ملہوترہ کو ھر لمحہ ایسا لگتا تھا جیسے کشن اپنا بے جان چہرہ اور پھانسی کے پھندے سے کھینچی لمبی گردن اور سرخ آنکھیں لئے اس کے سامنے کھڑا کہہ رہا ہو ۔ '' کیوں انسپکٹر ، میں نہ کہتا تھا کہ میں بے قصور ہوں ۔ لیکن تم نہیں مانے ۔ اب کیا تم میری بد نصیب بیوی کی مانگ کا سیندور اور میری ننھی بیٹی کی خوشیاں واپس لا سکتے ہو ؟ ،،

اس کی حالت پاگلوں جیسی ہو گئی تھی — اس کے اندر سے کوئی بار بار کہتا ۔ '' تم گناہ گار ہو ۔ تمہیں اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرنا ہوگا . . . ،، آخر اس نے اپنی ملازمت سے استعفا دینے کے بعد اپنے آپ کو عدالت کے سامنے پیش کرتے ہوئے اپنی اس غلطی کا اعتراف کرلیا کہ کشن سدانا کو صرف اس کی غلط تفتیش کی وجہ سے پھانسی ہوئی تھی ۔ اور اس ہی عدالت سے اسے تین برس کی سزا کا حکم سنادیا گیا ۔

تین برس بعد جب وہ سزا کاٹ کر باھر نکلا اس نے سورگیہ کشن سدانا کی بیوی اور بچی کو تلاش کرنے کی بہت کوشش کی ۔ وہ چاھتا تھا کہ ایک دن رما کے پیروں پر سر رکھکر اس سے معافی مانگے اور اپنی تمام جائداد ، گاؤں کی ساری زمین اس کے نام کرکے اس شہر کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر کہیں دور چلا جائے ۔ لیکن رما تین برس پہلے ہی یہ شہر چھوڑ کر کسی دوسرے شہر چلی گئی تھی ۔ رام نے اس کا پتہ

نکالنے کی بہت کوشش کی لیکن نا کام رہا ۔ آخر کار . . . . وہ اپنا سب کچھ فروخت کرکے بمبئی چلا گیا۔ویسے وہ اس حد تک ضرور مطمئن تھا کہ اس نے اپنے آپ کو سزا دے کر کشن سدانا کے بے گناہ مارے جانے کا کفارہ ادا کردیا ہے ۔

بمبئی میں اس نے بہت چھوٹے پیمانے پر کپڑے کا دھندا شروع کیا ۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے تین چار برس کے اندر اسکی محنت اور لگن سے معمولی سی دوکان ملہوترہ سلک امپوریم میں بدل گئی ۔ اب اس کے پاس زندگی کی ہر سہولت ، ہر آسائش تھی ۔ وہ ایک خوبصورت کاٹج ، ایک گاڑی اور معقول دولت کا مالک تھا ۔ پھر بھی اسے کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا جیسے اس کی زندگی میں کہیں نہ کہیں ایک خلاء سا ہو ۔ ایک بے نام سی کمی . . .

اس شام وہ اپنے ڈاکٹر ککرنی کے پاس باندرہ جا رہا تھا ۔ پچھلے کئی ہفتوں سے اسے اپنے سینے میں ایک عجیب سی کھسک محسوس ہو رہی ۔ کام کرتے کرتے اچانک اس کے سینے میں ایک ٹیس سی محسوس ہوتی درد کی لہریں اسکے پورے وجود کو تھوڑی دیر کے لئے بے جان کردیتیں ۔

کیڈل روڈ کا چوراہا کر اس کرکے جب وہ بائیں جانب مڑا تو اس کی گاڑی سے ایک عورت ٹکرا کر گر پڑی ۔ اس کے ساتھ کھڑی ایک چھوٹی سی لڑکی زور زور سے رونے لگی ۔ اپنی گاڑی سے اتر کر اس نے سڑک پر پڑی عورت کی طرف دیکھ کر کہا ” اندھی ہے کیا ،،؟

عورت کو زیادہ چوٹ نہیں لگی تھی ۔ وہ اپنی چھلی ہوئی کہنی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی ۔ ” ہاں میں اندھی ہوں، لیکن تمہاری آنکھوں کو کیا ہوا تھا ،، ؟

لیکن اب وہ اس عورت کی بات کا جواب دینے کے بجائے اس کے چہرے کو گھور رہا تھا ۔ یہ رما تھی ۔ بالکل ویسی ہی ، سرخ سفید جیسی کشن سدانا کو سزائے موت سنائے جانے والے دن تھی ۔

” ہے رام . . . کس پاپ کی سزا مل رہی ہے یہ . . . ،،
رما کی آواز سن کر وہ چونک گیا ۔ ” آئیے میں آپ لوگوں کو آپ کے گھر چھوڑ دوں ۔

رما سے اس کی دوسری ملاقات تھی ۔ اس کے اور رما کے درمیان وقت کے اس طویل فاصلے نے اسے رما کے لئے بالکل اجنبی بنا دیا تھا ۔ یوں بھی قدرت نے رما کی آنکھوں کا نور چھین کر اسے اس قابل نہ رہنے دیا تھا کہ وہ رام کو پہچان سکتی ۔

رام جب رما اور اس کی بیٹی ونیتا کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر شاستری نگر کے سامنے والی گندی بستی میں پہنچا تو رما کی تاریک کھولی دیکھ کر اس کی آنکھیں بھر آئیں ۔ کھولی کے باہر ٹوٹی چار پائی پر اس کا باپ برج کا کا بیٹھا کھانس رہا تھا ۔

اس وقت رام نے خود کو رما کی اس بے سہارا اور غربت زدہ زندگی کا ذمہ دار محسوس کیا ۔

پھر دھیرے دھیرے رام ملہوترہ رما کے گھر کا ایک فرد بن گیا ۔ اس نے نہ صرف پورے گھر بلکہ ونیتا کی تعلیم کی ذمہ داری بھی سنبھال لی ۔ یہاں تک نہ کچھ ہی دنوں بعد وہ رما، اس کی بیٹی اور برج کا کا کو اس بد بوزدہ کھولی سے اٹھا کر اپنے خوبصورت کاٹیج میں لے آیا ۔
اکثر وہ تنہا ہوتا تو کوئی آپ ہی آپ اس کے اندر سے پوچھتا ۔ کیوں رام ؟ کیا یہ سب تم اپنے پچھلے گناہ کا کفارہ اور کشن سدانا کی آتما کی شانتی کے لئے کر رہے ہو ؟

وہ ہاں کہنا چاہتا تھا ۔ لیکن اپنے اندر بیٹھے رام سے وہ کیسے جھوٹ بولتا ۔ وہ جب بھی ہاں ، کہنے کی بات سوچتا ۔ رما کا خوبصورت چہرہ ، بڑی بڑی بے نور آنکھیں اور پہاڑی چٹان سے تراشا گیا سرا پا اس کی آنکھوں میں گھوم جاتا ۔

رما کی آنکھوں کی روشنی اور اپنے من کی شانتی کے لئے اس نے رما کو کئی آئی اسپیشیلسٹوں کو دکھایا تھا ۔ در اصل وہ اپنے اندرچھپے اس سچے وحشی کوھمدردی کا فریب دے کر شانت کرنے کی جدو جہد کر رہا تھا ۔ اکثر وہ سوچتا کہ اگر رما کی آنکھیں واپس آگئیں تو کیا وہ اسے معاف کردے گی ؟ کیا اس میں اپنے شوہر کے قاتل کو پہچان کر معاف کرنے کی شکتی ہے ؟ وہ دل ہی دل میں کانپتارھتا کہ رما کہیں اسے پھر دیوتا سے شیطان نہ سمجھنے لگے ۔ کیونکہ رما آج بھی اس انسپکٹر رام ملہوترہ کو نہیں بھولی تھی جس نے ہمیشہ کے لئے اس کا سہاگ چھین لیا تھا ۔ وہ اکثر کہتی . . .

” رام ، ایک تم ہو ، سچ مچ کے رام ۔ اور ایک وہ رام تھا جس شیطان نے رام کے بھیس میں راون بنکر میری مانگ سے سیندور کی لالی نوچ کر اس میں دھول بھردی ۔،،

رما کی نفرت کا یہ روپ دیکھ کر وہ دھل جاتا ۔ وہ سوچتا اگر رما اندھی ہی رہے تو کیا حرج ہے ۔ ” مگر اس کا وحشی قہقہے لگا کر اس کا منہ چڑانے لگتا ۔ آخر اس نے فیصلہ کرلیا کہ وہ اپنے مفاد کے لئے رما کی آنکھوں کو بے نور نہیں رہنے دیگا ۔

اور اس رات وہ رما کے کمرے میں اسے یہی بتانے گیا تھا کہ کل صبح اسکی آنکھوں کا آپریشن ہے ۔ اور بھگوان نے چاہا تو وہ کچھ دن بعد اس قابل ہوجائیگی کہ اپنی بیٹی کو دلہن بنا دیکھ سکے گی ۔

لیکن یہی وہ رات تھی جب وہ رام سے راون بن گیا . . . یہ اس کا دوسرا گناہ تھا ۔ جس وقت وہ رما کے کمرے میں پہنچا تو اسے ایسا لگا تھا جیسے کمرے میں رما نہ ہو ، ایک مورتی ہو . . . ، لباس کی قید سے آزاد مورتی جس نے اجنتا کی گپھاؤں سے نکل کر آئی کسی بے چین روح کی طرح رما کے ترشے ہوئے جسم میں پناہ لے لی تھی ۔

رما کے اندر چھپا برسوں کا سمٹا طوفان پھیل کر اسنڈ پڑا تو جسم کی ساری بند شیں توڑ گیا ۔ پھر جب سیتا ہی سروپ نکھا کا روپ دھارے تو رام کو راون بننے دیر نہیں لگتی ۔ یوں بھی وہ دونوں رام راجیہ کے کردار تو تھے نہیں ۔ آج کے رام اور رما تھے ۔ کلیگ کے . . . ایک دوسرے کو سنبھالتے سنبھالتے پھسلے تو ایسے کہ پھسلتے چلے گئے ۔

پھر نہ جانے کتنی دیر بعد آنچ پا کر پگھلی ہوئی کچے لوہے کی اس دلدل سے گھبرا کر وہ باہر پٹیل روڈ پر نکل آیا . . .

چلتے چلتے اسے ٹھوکر لگی . . . لیکن اس ٹھوکر سے پہلے ہی وہ اپنے دوسرے گناہ کا کفارہ کرنے کے لئے ایک فیصلہ کرچکا تھا ۔

رما کے آپریشن سے پہلے جب اس نے ڈاکٹر کلکرنی کو اپنا فیصلہ سنایا تو وہ سکتے میں رہ گیا . . . لیکن رام اپنے فیصلے پر قائم تھا . . . اس نے صرف ایک جملہ کہا . . .

'' ڈاکٹر تم جانتے ہو میں کینسر کے موذی مرض کا شکار ہوں . . . آج نہیں تو کل . . . . یا تمہارے کہنے کے مطابق دو تین ماہ سے زیادہ دن زندہ نہیں رہوں گا ۔ پھر اس فیصلے میں کیا حرج ہے ؟ ''

اور اس دن رام نے پہلی بار گھر جا کر برج کا کا کو اپنے پہلے گناہ کی ساری کہانی سنادی ، بوڑھا حیران حیران سا اس رام کو دیکھ رہا تھا جو رام بھی تھا اور راون بھی . . .

وہ سوچ رہا تھا کہ یہ دیوتا جیسا شخص کیا سچ مچ اس کی بیٹی کے سہاگ کا قاتل ہوسکتا ہے ! پھر وہ اچانک رام کے کاندھوں پر اپنا بوڑھا اور کمزور سر رکھ کر بلکنے لگا ۔

پھر ڈاکٹر کلکرنی سے ملنے کے ۲ ماہ بعد جس دن وہ اپنے سالیسیٹر دھن راج سے مل کر اپنی تمام جائداد ، بینک بیلنس اور دوکان رما کے نام کرکے لوٹا ، اس دن تک رما کی آنکھوں کا آپریشن دو بارہ ہوچکا تھا ۔ اور یہ آپریشن دونوں بار نا کام رہے تھے ۔

لیکن آئی اسپیشلسٹ یوگی سلوجہ نے اس بار دعوی کیا تھا کہ اگر آپریشن ان کی شرط کے مطابق ہوا تو ضرور کامیاب رہے گا ۔

ایک ماہ بعد تیسری بار رما اپنی آنکھوں کے آپریشن کے لئے آپریشن تھیٹر میں لے جائی گئی ۔ اور دو ہفتے بعد اسکی آنکھوں سے پٹی کھلی تو اس نے آنکھیں بند کئے ہی کئے کہا۔ '' رام تم کہاں ہو ؟ میں سب سے پہلے تمہیں ہی دیکھوں گی ۔ ''

'' آنکھیں کھولو سمی — رام انکل نہیں ہیں ۔ ''

'' کیوں ؟ ، رما نے حیرت سے آنکھیں کھول دیں ۔ '' وہ آج آئے کیوں نہیں ؟ ''

'' رام گھر پر ہے بیٹا — '' برج کا کا نے اسے تسلی دی ۔

اور پھر سب نے دیکھا کہ رما کی بے نور آنکھیں روشنی کے نور سے روشن ہوچکی تھیں ۔ لیکن رما رام کو دیکھنے کو تڑپ رہی تھی ۔

گھر پہنچ کر اس نے دروازہ میں قدم رکھتے ہی اسے پوچھا ۔ '' پتا جی ، کہاں ہیں وہ ''؟

برج کا کا نے رما پر ایک بھر پور نظر ڈالی اور بنا کچھ کہے ڈرائنگ روم میں لگی ایک بڑی سی تصویر کی طرف انگلی اٹھادی ۔ یہ رام کی تصویر تھی جس پر تازہ پھولوں کی ایک مالا پڑی تھی ۔

رما نے ایک پل کے لئے رام کی تصویر کی طرف دیکھا ۔ پولس یونیفارم میں اس کے سامنے اس کے شوہر کے قاتل رام ملہوترہ کی تصویر تھی ۔ وہ سر سے پاؤں تک لرز گئی اسے لگا جیسے اس کا پورا وجود ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جائیگا ۔

رما نے پاس والی میز سے شیشے کا ایک گلدان اٹھا کر رام ملہوترہ کی تصویر پر کھینچ مارا ، اور ہذیانی انداز میں چیخی — نہیں یہ وہ نہیں ہے ۔ یہ تو میرے کشن کا قاتل ہے۔

تصویر ایک چھینا کے کےساتھ نیچے گری تھی ۔ برج کا کا نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ۔ وہ قاتل نہیں تھا بیٹا ۔ وہ کینسر کا ایک دکھیارا مریض تھا ۔ اس نے مرتے سمے اپنی آنکھیں تجھے دان کردی تھیں ۔

رما نے فرش پر پڑی رام کی تصویر کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا ۔ اسے لگا جیسے بہت دھیمے لہجے میں رام کی تصویر بولی ہو—

'' رما ، میں اپنے گناہ کا اس سے بڑا کفارہ ادا نہیں کرسکتا تھا ۔ اب تم اس دنیا کو ساری زندگی اپنے شوہر کے قاتل کی آنکھوں سے دیکھو گی ۔ ''

رشیدالدین

رشید احمد صدیقی کی خاکہ نگاری

انگریزی زبان میں ایک لفظ ہے (Genious) جسکا اردو مترادف ہے ذہین - ہر چند کہ اپنے کثرت استعمال اور ہر کس وناکس پر اس کے اطلاق کی وجہ سے اس لفظ یا اصطلاح نے اپنی اہمیت کھودی ہے لیکن اردو ادب میں رشید احمد صدیقی ایک ایسی شخصیت کا نام ہے جس پر اس کا اطلاق نہ کرنا بڑی زیادتی ہوگی - اس سے رشید صاحب کی توقیر تو نہیں ہوگی البتہ اس لفظ یا اصطلاح کا بر محل استعمال ضرور ہوگا -

رشید احمد صدیقی بنیادی طور پر ایک مزاح نگار ہیں اور ظرافت کا بغیر ذہانت کے تصور بھی نہیں کیا جاسکتا - ظرافت ہمیشہ ذہانت کی انگلی پکڑے چلتی ہے اور جہاں یہ انگلی چھوٹی مزاح نگار پھکڑ پن یا پھر بوجھل پن کا شکار ہوجاتا ہے - ہلکا پھلکا اور شگفتہ مزاح لکھنے کے لئے لکھنے والے کا زندہ و تابندہ اور تر و تازہ ہونا ضروری ہے اور رشید صاحب کی شخصیت میں یہ خصوصیات موجود تھیں یہی وجہ ہے کہ وہ واقعات سے زیادہ اپنے اسلوب اور زبان و بیان سے مزاح پیدا کرتے ہیں اور اپنی تحریر کو دلکش و متاثر کن بنا تے ہیں -

رشید احمد صدیقی صرف ایک مزاح نگار ہی نہیں ہیں بلکہ ایک تنقید نگار بھی ہیں اور انشا پرداز بھی - اس کے علاوہ وہ ایک خا کہ نگار بھی ہیں - جہاں " مضامین رشید "، اور " خنداں "، میں وہ ہمیں ایک مزاح نگار کے طور پر ملتے ہیں وہیں " آشفتہ بیانی "، پڑھتے ہوئے ان سے ہماری ملاقات ایک انشا پرداز کے طور پر ہوتی ہے اور جب ہم ان کی کتاب " جدید غزل "، یا "طنزیات و مضحکات"، کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ ایک نقاد کی حیثیت سے ہمارے سامنے آتے ہیں اور " گنج ہائے گرانمایہ "، اور "ہم نفسان چند "، ان سے ہمارا سامنا ایک خا کہ نگار کی حیثیت سے کراتے ہیں - اس طرح رشید احمد صدیقی ایک شخصیت کی بجائے اپنی ذات سے ایک انجمن بن جاتے ہیں اور ادب کا ایک طالب علم حیران رہ جاتا ہے کہ وہ اس انجمن سے کیا حاصل کرے اور کیا چھوڑدے کس ہنر کی خوشہ چینی کرے اور کس فن کا اکتساب کرے -

رشید صاحب ایک صاحب طرز ادیب ہیں - آپ انکی کوئی تحریر اٹھالیجئے اور کہیں سے پڑھ لیجئے - آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ یہ رشید صاحب بول رہے ہیں - کوئی مزاحیہ مضمون ہو یا خا کہ ، انشائیہ ہو یا سنجیدہ مضمون - ان کا طرز یکساں رہتا ہے - چنانچہ غزل کے تعلق سے وہ اپنا مقالہ یوں شروع کرتے ہیں :

> " غزل جتنی بد نام ہے اتنی ہی مجھے عزیز ہے - شاعری کا ذکر آتے ہی میرا ذہن غزل کی طرف مائل ہو جاتا ہے - غزل کو میں اردو شاعری کی آبرو سمجھتا ہوں - ہماری تہذیب غزل میں اور غزل ہماری تہذیب میں ڈھلی ہوئی ہے - "

ویسے تو رشید صاحب کی شخصیت کے کئی پہلو ہیں اور ان کی تحریریں بہت سی حقیقتوں کا احاطہ کئے ہوئے ہیں لیکن یہاں چونکہ ہمیں صرف ان کی خا کہ نگاری سے بحث کرنی ہے اس لئے اور چیزوں کو چھوڑ کر ہم آئندہ اسی پر اپنی توجہ مبذول رکھیں گے -

خا کہ نگاری ، شخصیت نگاری یا مرقع نگاری بڑا مشکل فن ہے - سوانح نگاری کے لئے عموماً بصارت کی ضرورت ہوتی ہے لیکن مرقع نگاری کے لئے بصیرت بھی شرط ہے - اس میں جز میں کل کا تماشہ دکھانا پڑتا ہے - دریا کو کوزہ میں بند کرنا پڑتا ہے - ایک چاول کے دانے پر قل ہو اللہ لکھنا ہوتا ہے - کثرت میں وحدت کا جلوہ دکھانا پڑتا ہے - ظاہر ہے اس کیلئے جس دیدہ بینا کی ضرورت ہوتی ہے وہ ہر شخص کے پاس کہاں ہوسکتا ہے - باریک بینی، حسن شناسی اور تہذیبی و سماجی زندگی کا گہرا مطالعہ مرقع نگاری کے لئے ضروری ہوتا ہے - مرقع نگار کو محقق سے زیادہ انشاپرداز اور ادیب سے زیادہ دوست ہونا پڑتا ہے -

اردو میں مرقع نگاری کے میدان میں مرزا فرحت اللہ بیگ کا نام سب سے زیادہ روشن ہے - انہوں نے "نذیر احمد کی کہانی - کچھ انکی

کچھ میری زبانی ،، میں اپنے استاد اور اردو کے مایہ ناز نثر نگار نذیر احمد کی جو تصویر کھینچی ہے وہ اس فن میں نہ صرف یکتائے زمانہ ہے بلکہ اس سے اس فن کے اصولوں کا تعین بھی ہوتا ہے ۔ چنانچہ اس مختصر سی کتاب کے دیباچہ میں وہ لکھتے ہیں :

'' جہاں مولوی صاحب کی خوبیاں دکھاؤں گا وہاں ان کی کمزوریوں کو بھی ظاہر کرونگا تاکہ اس میں مرحوم کی اصلی جیتی جاگتی تصویر کھنچ جائے اور یہ چند صفحات ایسی سوانح عمری نہ بن جائیں جو کسی کو خوش کرنے یا جلانے کیلئے لکھی گئی ہو ۔ میں واقعات کے بیان کرنے میں کوئی سلسلہ بھی قائم نہیں کروں گا کیونکہ یہ بناوٹ کی صورت ہے ۔ جس موقع پر جو کچھ سنا یا دیکھا لکھ دوں گا ،، ۔

اردو میں مرزا فرحت اللہ بیگ کے علاوہ بابائے اردو مولوی عبدالحق ، چراغ حسن حسرت ، سعادت حسن منٹو ، شوکت تھانوی اور محمد طفیل (مدیر نقوش لاہور) وغیرہ خاکہ نگاری میں شہرت رکھتے ہیں ۔ اردو ادب میں خاکہ نگاری واضح شکل میں بیسویں صدی کے پہلے ربع میں ملتی ہے ۔ اس سے قبل اردو میں سوانح نگاری کی داغ بیل پڑ چکی تھی لیکن شخصیت نگاری مفقود تھی ۔ اردو میں قدیم شاعروں کے جو تذکرے ملتے ہیں انہیں ہم خاکہ نگاری نہیں کہہ سکتے ۔ وہ یا تو تنقید کے دائرہ میں آتے ہیں یا پھر سوانح کے اور وہ بھی جانبداری اور شخصیت پرستی کی کمزوریوں کے ساتھ ۔ چنانچہ مولانا محمد حسین آزاد کی '' آب حیات ،، جیسی تصنیف بھی ان کمزوریوں سے پاک نہیں ہے ۔

جہاں تک رشید احمد صدیقی کا تعلق ہے وہ ایک مزاح نگار اور انشا پرداز کی طرح خاکہ نگاری کے فن میں بھی کامیاب نظر آتے ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خاکہ نگار کو جن خصوصیات کا حامل ہونا چاہئے اور مرقع نگاری میں جن باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے ۔ وہ سب ان کے یہاں پائی جاتی ہیں ۔ ان کے خاکوں کے دو مجموعے ہیں ایک '' گنج ہائے گرانمایہ ،، اوردوسرا '' ہم نفسان چند ،، ان کے علاوہ ان کے مضامین کا جو مجموعہ '' خزاں ،، کے نام سے شائع ہوا ہے ۔ اس میں بھی بعض خاکے موجود ہیں ۔ لیکن وہ کسی مخصوص اور حقیقی شخصیت کے نہیں ہیں بلکہ فرضی خاکے ہیں اور آل انڈیا ریڈیو دلی کی فرمائش پر لکھے گئے ہیں ۔ '' گنج ہائے گرانمایہ ،، میں پندرہ ، اور '' ہم نفسان چند ،، میں سات خاکے شامل ہیں جب کہ '' خزاں ،، میں کوئی ایک درجن فرضی خاکے ہیں ۔ اس کتاب کا نام خزاں ایک خاکہ کے نام پر ہی ہے جو ایک شاعر کا خاکہ ہے ۔

ان تینوں میں خاکہ نگاری کی حیثیت سے '' گنج ہائے گرانمایہ ،، کا پلڑا بھاری نظر آتا ہے ۔ اس میں جو روانی ، چاشنی ، شگفتگی اور تازگی ہے ۔ وہ ہم نفسان چند یا خزاں کے خاکوں میں مفقود ہے ۔ '' گنج ہائے گرانمایہ ،، نہ صرف اس میں موجود شخصیتوں بلکہ رشید صاحب کے بے ساختہ انداز بیان اور طرز نگارش کی وجہ سے ہمیشہ یاد رکھی جائے گی ۔ اس کتاب کا نام غالب کے اس شعر سے لیا گیا ہے ۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تونے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کئے ؟

اور اس کا نام جتنا متاثر کن ہے اتنے ہی اس کے خاکے بھی دلکش ہیں ۔ '' گنج ہائے گرانمایہ ،، میں جن شخصیتوں پرخاکے لکھے گئے ہیں ان میں مولانا محمد علی ، ڈاکٹر مختار احمد انصاری ،مولانا سید سلیمان ندوی ،مولانا ابوبکر محمد شیث فاروق ، اصغر گونڈوی ، محمد ایوب انصاری ، ڈاکٹر سر محمد اقبال ، مولانا احسن مارہروی ، سید محفوظ علی بدایونی ، سید نصیرالدین علوی ، سید سجاد حیدر یلدرم ، سرشاہ سلیمان ، شیخ حسن عبداللہ ، جگر مرادآبادی اور مولوی عبد الحق شامل ہیں ۔ '' ہم نفسان چند ،، میں جن پر خاکے لکھے گئے ہیں ان میں شفیق الرحمن قدوائی ، مولانا سلیمان ، افضل العلماء ڈاکٹر عبد الحق ، نواب محمد اسمعیل خان مرحوم ، مولانا ابوالکلام آزاد ، پروفیسر احمد شاہ بخاری اور لندن (علی گڑھ کالج کا چپراسی) شامل ہیں ۔ '' خزاں ،، میں جو خاکے ہیں ان میں خزاں ، شیخ پیرو ، ایڈیٹر کنوینر دیہاتی ڈاکٹر ندوی ، مقرر ، لیڈر ، بابو ، بیرا ، مجرو ، اور ملاح شامل ہیں ۔

رشید احمد صدیقی نے اپنے دوستوں ، شناساؤں اور علمی و ادبی شخصیتوں کے جو خاکے لکھے ہیں ان میں قربت کی آنچ علانیہ محسوس ہوتی ہے ۔ ان سے شخصی وابستگی اور ربط ضبط کے نتیجہ میں رشید صاحب ان کے شب و روز سے آگاہ رہے ہیں چنانچہ بہت سی نامور شخصیتوں کے ایسے چھوٹے موٹے لیکن اہم واقعات جو عام طور پر دستیاب نہیں ہوسکتے اور جنہیں غیر اہم یا معمولی سمجھ کر کوئی یاد رکھنے یا قلمبند کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا انہیں رشید صاحب نے کمال خوبی سے ضبط تحریر میں لایا ہے مشہور ہے کہ انسان دو چیزوں سے پہچانا جاتا ہے ایک تو وہ کتابیں جنہیں وہ پڑھتا ہے دوسرے وہ دوست اور ساتھی جن کے ساتھ وہ رہتا ہے ۔ اس طرح ان شخصیات کے مطالعے کے دوران اس شخص کا خاکہ خود بخود ہمارے ذہن میں تیار ہوجاتا ہے جس نے ان شخصیتوں کی قلمی تصویریں کھینچی ہیں ۔

اس طرح رشید احمد صدیقی اپنے خاکوں کے درمیان صاف پہچانے جاتے ہیں ۔ ان کے روزمرہ کے معمولات ، ان کی

پسند ناپسند ، زندگی کے بارے میں ان کے نظریات ، سماج کے بارے میں ان کے خیالات اور ان کی شخصیت کے بارے میں ایسی بہت سی دیگر چیزیں ھیں جن کا اور طرح سے ھمیں علم نہیں ھوسکتا تھا وہ ان خاکوں میں موجود ھیں۔آپ ان تمام خاکوں کو پڑھ لیجئے رشید صاحب کا خاکہ خود بخود ھمارے سامنے آجائے گا ۔ اس طرح ان خاکوں میں رشید صاحب نے اپنا خاکہ بھی پیش کردیا ھے اور وہ بآسانی آپ کو نظر آسکتا ھے بشرطیکہ آپ ایسی نظر رکھتے ھوں ۔

ان خاکوں میں جہاں آپ کو مشاھیر ادب کی جھلکیاں ملتی ھیں اور رشید صاحب کی انشا پردازی کا کمال نظر آتا ھے وھیں برسبیل تذکرہ بڑی کام کی باتیں بھی معلوم ھوتی ھیں مثلاً مولوی عبد الحق (بابائے اردو) کے خاکے میں یہ عبارت ملاحظہ ھو :

''یہاں اس حقیقت کو بھی ملحوظ رکھنا چاھئے کہ جو قومیں کسی بیرونی طاقت کے شکنجہ میں جکڑی ھوتی ھیں وہ تھوڑی سی کوشش سے جلد رھائی حاصل کرلیتی ھیں لیکن جو اپنے ھی بنائے اور اختیار کئے ھوئے طوق وسلاسل میں گرفتار ھوں وہ بڑی مدت میں بعد ازخرابی بسیار ان سے نجات پاتے ھیں ۔ ،،

عام طور پر لوگ خاکہ نگاری میں کسی شخصیت کا صرف ایک ھی پہلو سامنے رکھتے ھیں ۔ جو عام طور پر اچھا ھوتا ھے بعض لوگ تضحیک کے لئے صرف برے پہلو پر ھی روشنی ڈالتے ھیں اس سلسلہ میں منٹو (مصنف گنجے فرشتے) خاصے بد نام ھیں لیکن رشیدصاحب کے خاکے یا مرقعے اس عیب سے پاک ھیں ۔وہ خوبیوں کے ساتھ خامیوں کا بھی ذکر کرتے ھیں لیکن اس انداز سے کہ صاحب خاکہ کا کردار مسخ بھی نہ ھونے پائے ۔ چنانچہ مولانا محمد علی (جوھر) کے خاکے میں لکھتے ھیں :

'' محمد علی میں کمزوریاں بھی تھیں ۔ لیکن ان کی کمزوریاں ایک اچھے شعر کی کمزوریاں تھیں جن سے شعر کے لطف و بے ساختگی میں کوئی فرق نہیں آتا ،، ۔

اسی طرح بابائے اردو کے خاکے میں لکھتے ھیں ''مولوی صاحب میں بے شمار خوبیوں کے ساتھ کچھ کمزوریاں بھی تھیں جو اس مزاج اور ماحول کا خاصہ ھیں جو مولوی صاحب کا تھا ،، ۔

رشیدصاحب ایک صاحب طرزادیب اور بےمثال انشاپرداز ھیں۔ان کی کوئی بھی تحریر ان کا اپنا مخصوص رنگ اور طرز یا اسٹائل رکھتی ھے۔ ان کے خاکوں میں بھی یہ خصوصیت آپ کو ملے گی ۔

چنانچہ مولوی عبدالحق صاحب کے خاکہ کی یہ عبارت ملاحظہ ھو :

''کوئی مہم آج تک فرزانوں سے سر نہ ھوئی ۔ اس کے لئے دیوانوں ھی کا انتظار کرنا پڑتا ھے ۔ اردو کی وادی پر خار اپنے کانٹوں کی پیاس بجھانے کے لئے ھمیشہ کسی آبلہ پائی منتظر رھے گی اور مولوی صاحب جیسا بے زنہار آبلہ پا اس وادی سے اب تک نہیں گزرا ،، ۔

رشید صاحب نے ان خاکوں میں جہاں متعلقہ شخصیتوں کی خامیوں کی جانب اشارہ کیا ھے وھیں بعض اوقات اپنی خامیاں بھی نہیں چھپایں اور ان کا بلا کم و کاست اظہار کردیا ۔چنانچہ یہ بات آپ کو خاص طور پر اصغر گونڈوی کے خاکہ میں ملتی ھے ۔ اصغر صاحب فریش تھے ۔ اور رشید صاحب ان سے ملنے آلہ آباد پہنچے ۔ شام میں وہ علیگڑھ واپس ھونے کے لئے اصرار کرنے لگے اصغر صاحب انہیں کسی طرح چھوڑنے تیار نہ تھے اور کہہ رھے تھے کہ وہ کل صبح چلے جائیں ۔ لیکن رشیدصاحب حسب عادت ضد کر کے نکل کھڑے ھوئے ۔ اتفاق سے اسی رات اصغر کا انتقال ھو گیا ۔ اس کے بارے میں رشید صاحب لکھتے ھیں :

''میں اس واقعہ کا تذکرہ نہ کرتا لیکن مرحوم کو میں نے جس طور پر اور جس حالت میں شکستہ خاطر کیا تھا اس کی پاداش میں اپنی اس شقاوت کا اعلان ضروری سمجھتا ھوں ۔ اس اعلان و اعتراف سے کبھی کبھی امید بندھ جاتی ھے کہ شاید اپنے ھم نفس کی ملامت اور دوسروں کی لعنت کا ھدف بن کر کبھی اور کہیں اصغر صاحب کی روح کا سامنا کرنے کی ھمت ھوسکے،، ۔

رشید احمد صدیقی کے مزاحیہ مضامین میں واقعات کم اور انشا' پردازی زیادہ ھوتی ھے ۔ وہ واقعات سے کم اور زبان و بیان سے زیادہ مزاح پیدا کرتے ھیں ۔ یہی چیز آپ کو ان کے خاکوں میں بھی ملے گی ۔ ان کے خاکے متعلقہ شخصیات سے متعلق واقعات کا طومار ھی نہیں ھوتے بلکہ اس میں ان کے منفرد اور مخصوص انداز میں شخصیتوں کا تجزیہ ملتا ھے ۔ اس کی بہترین مثال محمد علی جوھر پر لکھا ھوا ان کا خاکہ ھے :

'' ولادت تو مادر زاد ھوتی ھے ۔ لیکن محمد علی کی موت خانہ زاد تھی عام طور پر موت اپنا شکار خودمنتخب کرتی ھے ۔ محمد علی نے خود موت کا انتخاب کیا ۔ اور یہی وہ چیز ھے جس نے محمد علی کی زندگی اور موت دونوں کو ایک برگزیدہ حقیقت بنادیا ۔ ارفع وار جمند ،،۔

آپ سارا خاکہ پڑھ جائیے آپ کو کہیں کوئی واقعہ نہیں ملیگا ۔ صرف یہی انداز ھے حتی کہ اختتام آجاتا ھے۔

"ملک [و ملت کی جنگ اب بھی جاری ہے لیکن
نعرہ جنگ خاموش ہے ۔ فتح و شکست تو اسی لئے
بنائے گئے ہیں کہ فتح وشکست ہوتی رہے لیکن جنگ آزما
کہاں ہے۔ شہادت کس کو نصیب ہو گی۔ ایسا حسین رض
کہاں جس کی خود یزید کو تلاش ہو ۔ آئیے جہاں
کل فاتح بیت المقدس نے سرجھکایا تھا وہاں آج محمد علی
کی معراج منائیں ۔ "

غرض رشید احمد صدیقی کے خاکے بڑے دلچسپ اور پراثر
ہیں اور جن کرداروں کے خاکے انہوں نے کھینچے ہیں وہ یوں
معلوم ہوتا ہے۔ جیسے ہمارے سامنے چل پھر رہے ہوں ۔
لیکن جہاں ان خاکوں میں اتنی ساری خوبیاں ہیں وہیں ایک
خامی بری طرح کھٹکتی ہے اور وہ ہے رشید صاحب کا ''میں ''
ان کے ہر خاکے میں ان کی شخصیت بری طرح قاری یا ملاقاتی کا
پیچھا کرتی ہے اور بعض جگہ غیر ضروری طور پر بھی اس کا
اظہار ہوتا ہے۔ اچھے خاکے کی خوبی یہ ہے کہ مصنف پیچھے
رہے اور شخصیت سامنے ۔ رشید صاحب کے پاس اکثر صاحب
خاکہ اور خاکہ نگار دونوں بازو بازو ہوتے ہیں اور بعض دفعہ
تو ان کی شخصیت صاحب خاکہ سے بھی آگے نظر آتی ہے۔

اس ایک خامی کے علاوہ جو مجھے ان کے خاکوں میں
نظر آئی ان کے خاکے ہر طرح سے فن خاکہ نگاری کی کسوٹی پر
پورے اترتے ہیں اور اس صنف میں معقول پیش رفت کا درجہ
رکھتے ہیں یقیناً مستقبل کا مورخ اردو ادب میں ان کا نام ایک
مزاح نگار کے علاوہ خاکہ نگار کے طور پر بھی لے گا ۔

******

(صفحہ ۲۰ سے آگے)

ہر ریاست میں (۲۶۷) علاج حیوانات کے دواخانے کھولے گئے
ہیں یہ بھی تجویز ہے کہ ورنگل ۔ نظام آباد ۔ سریکاکلم ۔ وساکھاپٹنم
اونگول اور نلور میں علاج حیوانات کے متحرک دواخانے قائم کئے
جائیں جو وقفے وقفے سے دیہی علاقوں کا دورہ کرکے طبی امداد بہم
پہنچائیں گے ۔ اسکے علاوہ امراض کی بروقت پہچان کے لئے علاقہ
تلنگانہ کے لئے کھمم اور عادل آباد میں ۔ رائلسیما کے لئے پینوکنڈہ
اور ادونی میں اور ساحلی آندھرا کے لئے کوالی میں کلینیکل
لیبارٹریز کے قیام کی بھی تجویز ہے۔

یہ سچ ہے کہ کسانوں کی بڑی اکثریت کو اپنی معاش
کے اہم ترین ذریعہ کے طور پر اپنی زمینات پرہی تکیہ کرنا پڑیگا ۔
لیکن یہ امر بھی اہمیت رکھتا ہے ، کہ کسانوں کو اپنی
آمدنی میں اضافے کے لئے ڈیری فارمنگ جیسے ذیلی پیشے بھی مہیا
کئے جائیں گے ۔ حکومت نے اسی نقطہ نظر کو اپناتے ہوئے
ڈیریوں اور دودھ جمانے اور ٹھنڈا کرنے کے مرکزوں کا ایک جال
بچھادیا ہے جو دودھ کی خریدی ۔ پروسسنگ اور فروخت کے کاروبار
انجام دیتے ہیں ۔ ان سرگرمیوں کو تجارتی لحاظ سے مستحکم
بنیادوں پر روبہ عمل لانے کے لئے ایک طرف پیدا کنندوں کو
نفع بخش اوردوسری طرف صارفین کوواجبی نرخ پر دودھ مہیا کرنے
کے لئے اور ادارہ جاتی سرمائے سے ممکنہ حدتک استفادے کے لئے
ریاستی حکومت کی جانب سے فروری ۱۹۷۴ء میں آندھراپردیش
ڈیری ڈیولپمنٹ کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے ۔ اس
کارپوریشن کی نگرانی میں سنٹرل ڈیری حیدرآباد، دی ملک پروڈکٹس
فیکٹری وجئے واڑہ اور آندھرا پردیش میں واقع تمام دیہی ڈیریاں
دودھ ٹھنڈا کرنے اور جمانے کے مراکز اور بھونگیر ۔ بڈھاورم
اور گڈلا ولیرو کے فیڈ میکسنگ پلانٹ بھی دے دئے گئے ہیں۔

******

محسن جلگانوی

غزل

ساکت مجسمہ تھا مگر بولتا سا تھا
پچھلی صدی میں ہم سے وہ شاید ملا سا تھا

سناٹا آکے گھس گیا اندھے مکان میں
جب تھے کواڑ بند تو کھٹکا ہوا سا تھا

آئینہ گھر سے نکلا وہ چہرہ اتار کر
آنکھوں سے اس کی درد مگر جھانکتا سا تھا

اس قہقہے کو ساتھ اڑالے گئی ہوا
گنبد میں جسم کے جو ابھی گونجتا سا تھا

روتا رہا وہ رات گئے پھوٹ پھوٹ کر
اندر سے میری طرح وہ ٹوٹا ہوا سا تھا

قربت کے باوجود بھی دونوں کے درمیاں
جلتے سمندروں کا بڑا فاصلہ سا تھا

پھیلا ہوا تھا رنگ شفق دور دور تک
ہونٹوں پہ اسکے میٹھی ہنسی کا مزا سا تھا

نیکی کا شہر ، کانچ کے دل ، پتھروں کے جسم
جو شخص بھی تھا عیب سے وہ ماورا سا تھا

ملتا کوئی جو اس سے بچھڑتا نہ عمر بھر
کیا شخص تھا خدا کی قسم دیوتا سا تھا

محسن ملا وہ مجھ سے مگر غیر کی طرح
ماضی کا اس سے ٹوٹا ہوا واسطہ سا تھا

* * * *

بنام اندرا گاندھی

عجیب موڑ پر آیا تھا کاروان وطن   اندھیرا ملک میں ہر آن بڑھتا جاتا تھا
صداقت اپنے ہی آنچل میں منہ چھپائے تھی   ہر ایک فرد حقائق سے منہ چراتا تھا

سفید پوشی کے پیچھے سیاہ کاری تھ   مصر تھے لوگ اجالے کے قتل کرنے پر
بغاوتوں کا تھا سیلاب ہر طرف رقصاں   مصر تھیں کتنی شر انگیزیاں مچلنے پر

ذرا بھی ڈھیل اگر شر کو مل گئی ہوتی   نہ جانے کتنے ہی فتنے یہاں بپا ہوتے
ہر آن ان کی نہ ہوتی اگر نگہہ داری   تو شر پسند ہی کشتی کے نا خدا ہوتے

بوقت کر کے ایمرجنسی کا نفاذ مگر   وطن کو تونے بچا کر عظیم کام کیا
پھر ایک بار کھلی تیری دور اندیشی   جہاں میں پھر تری دانشوری نے نام کیا

ے تھے خواب جو نہرو نے دیش کی خاطر   انہیں بھی آج حقیقت کا روپ تو نے دیا
بندھا ہے سر پر ترے سہرا کامرانی کا   شعور و دانش و حکمت سے ایسا کام لیا

دلیر ٹھیری ہے ہر دور میں یہاں عورت
وہ چاند بی بی رہی ہو کہ لکشمی بائی

گواہ دیتی ہے تاریخ جنکی جرأت کا
شمار ان میں ہوا تیرا اندرا گاندھی

* * * *

واحد پریمی

بیداری

(دشمنان وطن کے نام)

اب لالہ و نسرین و سمن جاگ اٹھے ہیں
اے دشمنو ارباب چمن جاگ اٹھے ہیں

جو تاج و الورا و اجنتا کے امیں ہیں — وہ اہل نظر ، صاحب فن جاگ اٹھے ہیں
جو بندۂ اخلاص و پرستار وفا ہیں — وہ تیشہ زن و کوہ شکن جاگ اٹھے ہیں
جو خرمن بیداد و ستم خاک کرینگے — وہ برق صفت ، شعلہ فگن جاگ اٹھے ہیں

اک ریلے میں ڈھا دینگے جو دیوار فلک بوس
طوفاں وہ سر گنگ و جمن جاگ اٹھے ہیں

تاریخ ہے ہم خندہ بلب آگے بڑھے ہیں — جب مرحلہ دار و رسن جاگ اٹھے ہیں
یہ سچ ہے کہ ہم خواب میں مدھوش تھے لیکن — اب لیکے نئی دل میں لگن جاگ اٹھے ہیں
لٹنے نہیں دینگے کبھی ناموس وطن کو — اس عزم سے ارباب وطن جاگ اٹھے ہیں

ہر نوک قلم ، نوک سناں ہوگئی واحد
اب سارے ادیب ، اہل سخن جاگ اٹھے ہیں

* * * *

”رسالہ آندھرا پردیش“ کی حقوق ملکیت اور دوسری تفصیلات

فارم - ۴

ملاحظہ ہو ضابطہ نمبر ۸

مقام اشاعت	.. حیدرآباد
مدت اشاعت	.. ماھنامہ
طباعت کرنے والے کا نام	.. ناظم دارالطبع
قومیت	.. ہندوستانی
پتہ	.. چنچل گوڑہ حیدرآباد
شائع کرنے والے کا نام	.. سری راجیم سنہا
قومیت	.. ہندوستانی
پتہ	.. ناظم محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ حیدرآباد آندھرا پردیش
چیف ایڈیٹر کا نام	.. سری راجیم سنہا
قومیت	.. ہندوستانی
پتہ	.. ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ حیدر آباد آندھرا پردیش

اخبار کے حصہ داروں کے نام
جنہوں نے جملہ سرمائے کا
ایک فیصد سے زیادہ روپیہ
لگایا ہو۔ صفر

میں سری راجیم سنہا اقرار کرتی ہوں کہ اوپر بتائی ہوئی تفصیلات جہاں تک مجھے علم ہے صحیح ہیں ۔

شرحد دستخط

سری راجیم سنہا

اشاعت کنندہ کی دستخط

PRINTED BY THE DIRECTOR OF PRINTING, GOVT. OF ANDHRA PRADESH, AT GOVT. CENTRAL PRESS, HYDERABAD
PUBLISH BY THE DIRECTOR OF INFORMATION & PUBLIC RELATIONS ANDHRA PRADESH, HYDERABAD

Regd. No. H./HD-76.

بہت سال پہلے جواہر لال نہرو نے کہا تھا کہ آزادی خطرے میں ہے - پوری طاقت سے اسکو بچاو - آج میں بھی آپ سے یہی کہتی ہوں - آزادی خطرے میں اس لئے نہیں پڑتی ہیکہ ہم نے کچھ لوگوں کو بولنے سے روک رکھا ہے - یہ اچھی بات نہیں ہے اور اسے بھی ختم ہونا چاھئے - یہ میں دو بار پہلے بھی کہہ چکی ہوں - لیکن آزادی کو خطرہ اس وقت ہوتا ہے جب ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ آزادی کے معنی کیا ہیں - جمہوریت کا حقیقی مطلب کیا ہے - ملک کا مفاد کہاں ہے - اس حالت میں آزادی کو اصل خطرہ لاحق ہوتا ہے اگر ہمیں بھارت کی آزادی کو بچانا ہے تو ملک میں پھر سے وہی اعتماد وہی عزم اور وہی ہمت پیدا کرنی ہوگی جس سے سب مل کر پیداوار بڑھائیں -

— شریمتی اندرا گاندھی

آندھرا پردیش

۵۰ پیسے

مئی ۱۹۷۶

آندھرا پردیش بہ یک نظر

* آبادی	۴۳۵,۰۳ لاکھ
* اقوام درج فہرست کی آبادی	۵۷,۷۵ لاکھ
* رقبہ	۲,۷۶,۷۵۴ مربع کیلومیٹر
* اضلاع	۲۱
* تعلقہ جات	۱۹۵
* قصبات اور شہر	۲۲۳
* آباد گاؤں	۲۷,۲۲۱
* پنچائتیں	۱۵,۹۲۰
* پنچائت سمیتیاں	۳۲۳
* ارکان پارلیمنٹ	۵۹
* لیجسلیٹیو اسمبلی کے ارکان بشمول ایک نامزد کردہ رکن	۲۸۸
* لیجسلیٹیو کونسل کے ارکان	۹۰
* یونیورسٹیاں	۵
* پڑھے لکھے لوگ	۱۰۶,۹۰ لاکھ

آندھرا — پردیش

ترتیب

ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ
حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا۔

ایڈیٹر انچیف

شریمتی راجم سنہا

★

مئی ۱۹۷٦ع

ویشاکھ - جیشٹھا ۱۸۹۷

جلد نمبر ۱۹ شمارہ ۷

★

سرورق :—

وزیر اعظم کا ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام
اقتصادی ترقی کا مجرب نسخہ

سرورق کا تیسرا صفحہ :—

ناگر جونا کنڈہ میں فن سنگ تراشی کا ایک نمونہ

★

اس شمارے میں اہل قلم نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان سے لازمی طور پر حکومت کا متفق ہونا ضروری نہیں - -

★

آندھرا پردیش (اردو) ماہنامہ
زر سالانہ چھ روپیے-فی پرچہ ۵۰ پیسے
وی پی بھیجنے کا قاعدہ نہیں -
چندہ منی آرڈر کے ذریعے روانہ کیا جائے۔

2—1

خبریں تصویروں میں

دائیں جانب اوپر : شری جے۔ وینگل راؤ چیف منسٹر نے ۱۱۔ مارچ کو حیدرآباد میں " تاریخ جد و جہد آزادی " کی چوتھی اور آخری جلد کا رسم اجرا انجام دیا۔

بائیں جانب اوپر : شری موہن لال سکھاڈیا گورنر آندھرا پردیش نے بمبئی کے فلمی ستاروں اور جنوبی ہند کے فلمی ستاروں کے درمیان منعقدہ کرکٹ میچ فیسٹیول کے موقعہ پر لال بہادر اسٹیڈیم میں ۱۴۔ مارچ کو ایوارڈس تقسیم کئے۔ شری جی وینکٹ سوامی مرکزی نائب وزیر محنت اور شری وی پروشوتم ریڈی وزیر آبکاری بھی تصویر میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

بائیں جانب درمیان : شری جے۔ وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے ۲۵۔ مارچ کو جوبلی ہال حیدر آباد میں ہفتہ سیاحت کی تقاریب کا افتتاح کیا۔ وزیر سیاحت ڈاکٹر سی۔ یچ۔ دیوآنند راؤ نے صدارت کی۔ تصویر میں ناظم سیاحت شری مہاراج کرن بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

بائیں جانب نیچے : شری بی رنگا ریڈی وزیر فینانس و اطلاعات ۲۴۔ مارچ کو جوبلی ہال حیدرآباد میں قومی بچت اسکیم کے سلسلے میں تعاون حاصل کرنے کے لئے ریاستی ارکان اسمبلی کے ایک اجتماع کو مخاطب کررہے ہیں۔

دائیں جانب نیچے : شریمتی یم لکشمی دیوی وزیر بہبودی خواتین اطفال ۱۸۔ مارچ کو کملا نہرو پالی ٹیکنک حیدرآباد میں زیر خدمت ٹریننگ حاصل کرنے والی خواتین انسٹرکٹروں کے وداعی جلسہ کو مخاطب کررہی ہیں۔ ڈاکٹر این بھگوان داس چیف سکریٹری حکومت آندھراپردیش نے تقریب کی صدارت کی۔

عثمانیہ یونیورسٹی کا جلسہ تقسیم اسناد

چیف منسٹر شری جے وینگل راؤ

۱۰-مارچ ۱۹۷۶ کو چیف منسٹر شری جے وینگل راؤ نے عثمانیہ یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد میں جو خطبہ پڑھاتھا اسکا متن درج ذیل ہے -

'' مسٹر چانسلر ، مسٹر وائس چانسلر ، معزز پروفیسر صاحبان ، میرے نوجوان دوستو ، خواتین و حضرات !

'' اپنے خطبے کے آغاز میں - میں اس یونیورسٹی کے ان طلباء کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنھوں نے امتحانات میں کامیابی حاصل کرکے آج ڈگریاں حاصل کی ہیں - ''

'' وائس چانسلر صاحب نے اپنی تقریر میں میرے متعلق بہت سی تعریفی باتیں کہی ہیں - میں ان سب تعریفوں کے مستحق ہونے کا دعوی نہیں کرتا - لیکن ایک بات انہوں نے ایسی کہی ہے جس سے میں پوری طرح اتفاق کرتا ہوں - وہ یہ کہ میں بہت کم سخن آدمی ہوں اور زیادہ باتیں نہیں کرتا - اپنے بارے میں اس توصیف کو حق بجانب ثابت کرنے کی نیت سے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اپنے خطبے کو ممکنہ حد تک مختصر کردوں - ''

جب مجھ سے اس عظیم یونیورسٹی کا خطبہ تقسیم اسناد پڑھنے کے لئے کہا گیا تو میں نے اپنے آپ سے سوال کیا کہ میرے خطبے کا موضوع کیا ہونا چاہیئے - اپنے دماغ پر بار ڈالنے کے بعد میں نے یہ طے کیا کہ آج کے اور مستقبل کے ہندوستان میں اعلی تعلیم کے مقام اور تعلیم یافتہ اصحاب کے کردار کے بارے میں حاضرین جلسہ کے سامنے اپنے کچھ خیالات پیش کروں - مجھے اس بات کا اظہار کردینا چاہیئے کہ میں نہ تو کوئی ماہر تعلیم ہوں اور نہ ہی تعلیمی اصلاحات کے میدان میں کسی طرح کا کمال رکھتا ہوں - لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ میں کئی برسوں سے عوامی امور سے متعلق رہا ہوں اور مجھے تعلیمی اداروں کی کار کردگی کا مطالعہ کرنے اور پرکھنے نیز ہمارے ملک کے نو جوانوں پر تعلیم کے جو اثرات مرتب ہوئے ان کے مشاہدے کے مواقع ہمدست ہوئے ہیں -

اگر میں یہ کہوں تو غلط نہ ہوگا کہ ربع صدی کا عرصہ گذر جانے کے باوجود بھی آزاد ہندوستان میں تعلیم کو ترقی کرنا اور اپنا مقام بنانا باقی ہے - جب ہم غیر ملکی حکومت کے زیر نگین تھے تو ہمارے برطانوی آقاؤں نے اس ملک میں ایک ایسے نظام تعلیم کو رواج دیا جسکا مقصد یہاں کی '' جائز '' ضروریات کی پابجائی تھا - یہ نظام تعلیم ایک حد تک ذہنی ڈسپلن اور قابلیت کے حصول میں ممد و معاون تھا لیکن پھر بھی یہ ایک ساکت و جامد نظام تھا - اس نظام تعلیم کی بدولت بڑی تعداد میں ایسے پڑھے لکھے نو جوان فراہم ہوئے جو زیادہ تر ''سفیدکالر '' والی ملازمتوں کے لئے موزوں تھے - آزادی ملنے کے بعد نئے مطالبوں اور تقاضوں کی شدت کا احساس ہونے لگا - معاشرہ نئی تبدیلیوں کا خواھاں تھا - اس لئے تبدیلیاں لائی گئیں - بدقسمتی سے تبدیلی اور تغیر کے جوش اور جذبے کے ساتھ ساتھ اس امر کو پیش نظر نہیں رکھا گیا کہ تبدیلیوں کا رخ اور انکی ہیئت کیا ہونی چاہئے - اس کیفیت کا نتیجہ ملک کے مختلف

حصوں میں مختلف قسم کی ناہموار تبدیلیوں کی صورت میں ظاہرہوا جس کے باعث تعلیمی نصاب کی تیاری اور عمل آوری میں اور طلباء کو حرکیاتی بنانے میں دشواریاں درپیش ہونے لگیں ۔ تجربے نے یہ واضح کردیا ہے کہ ٹیکنیکل اور مبنی بر روزگار نصاب تعلیم کو رواج دینے اور مابعد کی مایوسیوں اور پریشانیوں سے بچاؤ کے لئے " انسانی قوت " کے صحیح اور حقیقی اندازے کو پیش نظر رکھتے ہوئے منصوبہ بندی اور تعلیمی نظام کی صورت گری کرنی چاہیئے ۔ ہم نے یہ سب تجربے سے سیکھا ہے ۔ تعلیمی اصلاح اور منصوبہ بندی کے شعبوں میں ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ حالیہ برسوں میں ہم نے بنیادی مسائل کو جاننے اوران کو حل کرنے کے لئے زیادہ بامقصد اقدامات کئے ہیں۔

اعلی تعلیم سے متعلق حکمت عملی اور نظام عمل چاہے جیسا بھی ہو لیکن بعض اٹل اور محکم امور کی شناخت بہت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں اولین ضرورت اس بات کی ہے کہ علمی اور فنی مہارت کے حصول کے لئے جد و جہد کو یقینی بنایا جائے ۔ فنون ، سماجی علوم ، نظریاتی و عملی سائنس ، انجینیرنگ یا ٹکنالوجی غرضکہ کوئی بھی شعبہ ہو اعلی تعلیم کا اولین مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ علمیت اور مہارت کا بلند سے بلند تر معیار قائم کیا جائے ۔ اس مقصد کے حصول کے سلسلے میں انتظامیہ ، معلم اور طالب علم ہر ایک کو تعاون خاطر ہونا چاہیئے ۔ بے شک اس مقصد کو جزوی طور پر اعلی تعلیم کے لئے داخلوں پر پابندی لگا کر حاصل کیا جاسکتا ہے لیکن اس کے قطع نظر خود تعلیمی اداروں کی جانب سے معیار تعلیم کو بلند کرنے اورہر طالب علم کو اپنی فطری صلاحیت کے مطابق زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کے قابل بنانے کے لئے بہت کچھ کیا جا سکتا ہے اس مقصد کے حصول کےلئے نہ صرف معلم بلکہ طالب علم کو بھی زبردست لگن اور انہماک کے ساتھ جد و جہد کرنے کی ضرورت ہے ۔ یونیورسٹیوں اور اعلی تعلیم کے دوسرے مراکز میں ایک طالب علم جو وقت گذارتا ہے اس پورے زمانے کے دوران میں اس کا مطمح نظر اعلی سے اعلی تر معیار تعلیم کا حصول ہونا چاہیئے ۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ پورے کے پورے طلباء غیر معمولی ذہانت و فطانت کے حامل نہیں ہو سکتے سچ ہے ۔ لیکن کسی طالب علم کو ذہین بننے کی کوشش کرنے سے تو کوئی چیز روک نہیں سکتی اور مجھے یقین ہے کہ یونیورسٹی میں داخل ہونےوالے طلباء کی کافی بڑی تعداد میں ذہانت سے معمور کارنامے انجام دینے کی صلاحیت موجود رہتی ہے اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ دوران تعلیم امتیازی کامیابی کے حصول کے لئے جد و جہد کرنے سے ڈسپلن اور دماغی تربیت کی ایسی دولت حاصل ہوتی ہے جو ایک انسان کو عمر بھر ایک بے بہا سرمایے کاکام دیتی ہے ‘

یونیورسٹی کو چاہیئے کہ وہ اپنے طور پر ایک ایسی فضا پیدا کرے جس میں قابلیت اور صرف قابلیت کو باعث عزت و افتخار تصور کیا جائے ۔ اعلی تعلیم میں " اکثریت، اور " اوسط "، کو کوئی مقام حاصل نہیں ہونا چاہئے بلکہ کامیابی اور امتیاز کو اہمیت دی جانی چاہئے ۔ یہ کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں ہے۔ زمانہ قدیم میں ہندوستان کے اندر سب سے زیادہ باعزت مقام " اچاریہ "، کے لئے مخصوص ہوتا تھا جو محض علم کی خاطر اپنی زندگیاں حصول علم میں وقف کردیتے تھے ۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ علمی قابلیت کا اطلاق عملی زندگی پر نہ کیا جائے ۔ ادویات ۔ انجینیرنگ ، فن تعمیر اور مشین سازی کے میدانوں میں ایجاد و اختراع کی لا محدود گنجائش موجود ہے ۔ اس سلسلے میں معلمین پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے ۔ ان کی ہمیشہ یہ کوشش ہونی چاہئے کہ وہ درس و تدریس اور اپنے طالبعلموں کےمفاد کے لئے اپنے آپ کو پوری طرح سے وقف کردیں ۔ یہ کہتے ہوئے مجھے افسوس ہوتا ہے کہ طلباء کے تعلیمی معیار کے گر جانے کا سبب اکثر صورتوں میں اساتذہ برادری میں اپنے فرائض کی ادائی میں دلچسپی کا فقدان ہوتا ہے ۔

دوسرا پہلو جس پر میں زور دینا مناسب سمجھتا ہوں وہ یہ ہیکہ تعلیم کے ایسے طریقوں اور رجحانات کو فروغ دیا جائے جن کا ہندوستان کی صورتحال سے گہرا تعلق اور لگاؤ ہو ہمارے نظام تعلیم کے متعلق عام طور پر یہ شکائت کی جاتی ہے کہ یہ ہمارے ملک کے حالات سے خاطر خواہ طور پر مطابقت نہیں رکھتا ۔ شائد یہ بات ایک حد تک سچ ہے ۔ لیکن مجھے اس امر میں کوئی شک نہیں کہ مرور وقت کے ساتھ ساتھ ہم اس قابل ہو جائینگے کہ ایسے طریق تعلیم اور نصابات تشکیل دے لیں جو اس عظیم ملک کی ضروریات کی بہتر طور پرتکمیل کی استطاعت رکھتے ہوں آپکے وائس چانسلر صاحب نے ان چند اقدامات کا تذکرہ کیا ہے جو اس سمت میں اٹھائے جا چکے ہیں اور یہ رحجان بلا شبہ جاری و ساری رہیگا ۔ سوال صرف نظام تعلیم اور نصابات کا ہی نہیں ہے ۔ اس سلسلے میں رجحان اور رویہ کو بھی بڑا دخل ہے۔ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ یونیورسٹی کی زندگی میں اس ماحول سے متعلق آگاہی پیدا کی جائے جس میں ہم جی رہے ہیں اور ان ترجیحات سے واقف کرایا جائے جو ہماری قومی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہیں خاص طور پر دیہی

ہندوستان کی اہمیت کو واضح کرنا ضروری ہے اور اعلی تعلیم سے بہرہ یاب ہونے کے مواقع رکھنے والے اس ملک کے چند خوش نصیبوں کو یہ بتانا ضروری ہے کہ ہماری دیہی برادری کو انکی توجہ کی سب سے زیادہ ضرورت ہے ۔ ملک کے دانشوروں اور فن دانوں پر قوم کا بھاری قرض ہے جس کو وہ اس طرح چکا سکتے ہیں کہ گاؤں میں بسنے والے عوام کی سماجی اور اقتصادی حالات کو بہتر بنائیں ۔ مجھے توقع ہے کہ تعلیم یافتہ لوگوں میں یہ رجحان پیدا ہوگا اور جلد پیدا ہوگا ۔ فی زمانہ طب کے گرائجویٹس گاؤں میں جہاں طبی سہولتیں بالکلیہ مفقود ہیں بود و باش اختیار کرنے اور محنت کرنے پر شہری مراکز میں نیم مصروفیت کی زندگی بسر کرنے کو جو ترجیح دیتے ہیں ۔ ایک وقت آئے گا جب ایسی صورت حال باقی نہیں رہے گی ۔

دوستو آپ ایک عظیم اور باوقار یونیورسٹی سے تعلق رکھتے ہیں ۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ اس باعزت ادارے کو ایک قلیل عرصے کے لئے برے دنوں سے سابقہ پڑا تھا جن کے باعث عارضی طور پر اس کا مرتبہ گر گیا اور اسکی شہرت کو نقصان پہنچا ۔ اس بحث میں جانے کی میں چنداں ضرورت محسوس نہیں کرتا کہ ایسا کیوں ہوا اور اسکا الزام کس کے سر ہے ایک فرد کی زندگی کی طرح اداروں کی زندگی میں بھی منحوس ادوار آسکتے ہیں ۔ پھر بھی شکر کا مقام ہے کہ گذشتہ دو تعلیمی برسوں سے اس یونیورسٹی کے حالات بہتر ہوگئے ہیں اور اس نے نمایاں ترقی کی ہے ۔ ایک بار پھر یہ یونیورسٹی ملک کے دوسرے اعلی تعلیمی مراکز میں اپنا سر بلند کرنے کے موقف میں آگئی ہے ۔ آپ حضرات جنہوں نے آج ڈگریاں حاصل کی ہیں جائز طور پر یہ فخر محسوس کرسکتے ہیں کہ آپ نے آندھرا پردیش کی عثمانیہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی ہے ۔

دوستو۔ یہ ایک رواج سا بن گیا ہے کہ جو شخص خطبہ تقسیم اسناد پڑھے وہ ڈگریاں حاصل کرنیوالے طالب علموں کو جو عملی زندگی میں قدم رکھتے ہیں کچھ نصیحتیں بھی کرے میں آپ سے صرف ایک بات کہوں گا وہ یہ کہ آپ کو آپ کی قسمت چاہے کہیں لے جائے محنت کرنے سے جی نہ چرائیے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ میرے لئے اس سے بہتر اور کوئی بات ہو سکتی ہے کہ ہمارے محترم قائد آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو کے حسب ذیل الفاظ آپکے سامنے دہرا دوں ۔

" اسکی کوئی اہمیت نہیں کہ آپ کیا سمجھتے ہیں بلکہ اہمیت اسکی ہے کہ آپ کیا کرتے ہیں ۔ اس لئے ان وسیع مواقع پر نظر رکھئے جو دنیا پر تجسس دماغ مضبوط کردار اور متحرک قدموں والے انسانوں کو پیش کرتی ہے ۔ ان موقعوں پر نظر رکھئے جو ہندوستان آپ کو پیش کرتا ہے ۔ ہندوستان کے مسائل کو میں مقابلتاً بہتر طور پر جانتا ہوں ۔ یہاں کے لاتعداد لوگوں کے مصائب اور آلام سے واقف ہوں ہم کسی جادو کی مدد سے نہیں بلکہ مضبوط قوت ارادی اور سخت محنت سے ان مسائل کو حل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں بڑے کارناموں کے لئے لگن اور وقت درکار ہوتا ہے ۔ بزدلی کام نہیں آتی ۔ ناکامیاں درپیش آتی ہیں ۔ لیکن انکے باوجود پیش رفت جاری رکھنا چاہئے ۔ کامیابی مزاحمتوں اور رکاوٹوں کا سامنا کئے بغیر یونہی اچانک حاصل نہیں ہو جاتی ۔ تم کو ہندوستان میں عظیم مواقع ہمدست ہیں ۔ انکے لئے اپنے آپ کو تیار کرو ۔ اپنے جسم اور دماغ کو طاقتور بناؤ ۔ بڑے بڑے کام کرنے کا اپنے اندر جذبہ پیدا کرو ۔ تب مجھے اس میں کچھ شبہ نہ ہوگا کہ تم زبردست کارنامے انجام دے لوگے ۔ "

میری تمنا ہے کہ آپ حضرات اس وسیع و عریض دنیامیں اعتماد اور جوش کے ساتھ قدم رکھیں اور برسہا برس تک آپ کو اچھی صحت، سخت محنت کی عادت اور محنت کا پھل نصیب ہو ۔

جے ہند

(صفحہ نمبر ۴۰ سے آگے)

کے دوسرے اداروں سے اسمال اسکیل انڈسٹریز کارپوریشن انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن کی طرف سے قرضے اور بہت سی سہولتیں دی جاتی ہیں ۔ بینکوں نے ایک اسکیم یہ بھی شروع کی ہے کہ ۴ فی صد شرح سود پر چھوٹے موٹے کار و بار چلانے جیسے ٹی اسٹال یا پان کی دکان کھولنے کے لئے قرض دیا جائے ۔

ملک کے شہریوں کے لئے خواہ وہ گاؤں میں رہتے ہوں یا شہر میں ، حکومت نے جو کچھ کیا ہے اسکی تفصیل کسی ایک مضمون میں ممکن نہیں ۔ اس مضمون میں چند اہم کاموں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔

ہم اپنے ملک میں سماجی انصاف و مساوات قائم کرنا چاہتے ہیں اور نا برابری کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں ہم بھوک ، بیماری ، بے کاری کو دور کرنا چاہتے ہیں ، ایک ایسا ہندوستان بنانا چاہتے ہیں جو واقعی سارے جہاں سے اچھا ہو اور ہم نے اب تک جو کچھ کیا ہے وہ صحیح سمت میں صحیح قدم ہے اور منزل اب زیادہ دور نہیں ہے ۔

تلگو تمدن و ثقافت

(مسٹر کرشنا راؤ وزیر تعلیم و ثقافتی امور)

کشمیر سے کنیا کماری تک پھیلے ہوئے ہمارے ملک ہندوستان کو اگر ایک بہت بڑا باغ اور اسمیں رہنے والوں کو پھول تصور کیا جائے تو ہمیں اس باغ میں گوناگوں رنگ والے اور طرح طرح کی خوشبو والے چھوٹے بڑے پھولوں کی مختلف اقسام ملیں گی ۔ ان پھولوں کی ہر قسم ایک علحدہ خصوصیت اور انفرادیت کی حامل نظر آئیگی ۔ لیکن پھر بھی ہر قسم کا پھول پورے باغ کا ایک جز ہے اور باغ کی شان و شوکت بڑھانے میں اور اسکی فضا کو معطر بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے گوناگوں قسم کے پھول الگ الگ رنگ و بو رکھتے ہوئے بھی ایک ہی باغ کے پھول ہیں اور باغ کے لئے مساوی اہمیت کے حامل ہیں ۔ گلشن ہند کی اس رنگا رنگی کو وحدت میں بو قلمونی سمجھنا چاہئے ۔

تاریخ ہند میں تلگو عوام کا اپنا ایک امتیازی مقام ہے جغرافیائی لحاظ سے شمالی اور جنوبی ہند کے بیچوں بیچ میں واقع تلگو عوام کی سرزمین ہر دو منطقوں کی تہذیب و تمدن کا سنگم اور انکے اختلاط کا ذریعہ ر بن سکتی ہے ۔ تلگو عوام ہر دو منطقوں کے نقطہ نظر کو سمجھنے اور اپنانے کی صلاحیت کے باعث ملک کی یکجہتی کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کرسکتے ہیں ۔

تلگو نسل کی اہم ترین خصوصیت اسکی " حب آزادی " ہے ۔ تلگو لوگ اپنی آزادی میں کسی طرح کی دخل اندازی کو برداشت نہیں کرسکتے چنانچہ نتیجتاً وہ خود بھی دوسروں کی آزادی میں مداخلت نہیں کرتے ہیں ۔ ان کی اس خصوصیت نے ان میں ہر ماحول کو اپنالینے کی صلاحیت پیدا کردی ہے ۔ وہ جہاں کہیں بھی رہن سہن اختیار کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں ، مقامی لوگوں میں گھل مل گئے ہیں ۔ اور بقائے باہم کے اصول کو تسلیم کرتے ہوئے زندگی بسر کر رہے ہیں ۔

انکی پوری تاریخ کو دیکھ لیجئے وہ اسی حکمت عملی پر عمل پیرا نظر آئیں گے ۔ تلگو لوگوں نے دریائے گوداوری کے کنارے آباد اپنی آبادیوں سے نکل کر سمندروں کو پار کیا اور جنوب مشرق کے ایشیائی ممالک میں اپنی سلطنتیں قائم کیں ۔ وہ اپنے ساتھ ان ممالک کو علم ، فلسفے اور فنون لطیفہ کے خزانے لے گئے ۔ انہوں نے مقامی باشندوں کو اپنے علم و ہنر میں حصہ دار بنایا اور مقامی طرز زندگی کو بہتر کیا اور فروغ دیا ۔ وہ مقامی لوگوں میں اس طرح گھل مل گئے کہ شیر و شکر ہوگئے ۔ انکی نوآبادیاتی حکمت عملی دراصل مقامی لوگوں کیلئے بہت فائدہ مند ثابت ہوئی ۔ ایسے تلگو لوگ جو وجیا نگر راجاؤں کے دور حکمرانی کے بعد بڑی تعداد میں مدورائی یا تنجور کو چلے گئے یا وہ جو تقریباً ایک صدی قبل ترک وطن کرکے مارشیز و جنوبی افریقہ اور ملیشیا وغیرہ میں آباد ہوگئے ، وہاں کی مقامی زندگی کا ایک حصہ بن گئے ۔ ان مقامات میں ان کی زندگی نہ صرف بقائے باہم بلکہ بامقصد بقائے باہم کے مترادف ہے ۔

تاریخی خصوصیت :

تلگو عوام کی ایک اور تاریخی خاصیت انکا مضبوط کردار ہےجو متعدد خصوصیات اور اوصاف کا حامل ہے ۔ انکو ادھورا کام قطعی پسند نہیں ۔ انکے تفریحی مشاغل میں بے ساختگی اور سادگی کا عنصر شامل رہتا ہے اورانکی مہمان نوازی بے پناہیت کی حامل ہوتی ہے ۔ وہ فطرتاً مہم پسند ہوتے ہیں اور صعوبتوں کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ۔ انکے انہیں اوصاف سے انکے مضبوط کردار کو تقویت حاصل ہوتی ہے ۔ لیکن اسکے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ وہ بعض معمولی اور چھوٹی خامیوں سے بھی پاک ہوتے ہیں ۔

تلگو عوام کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ " رامائن" کے مقابلہ میں " مہا بھارت" انکے لئے زیادہ کشش رکھتی ہے عظیم شاعر " ٹیکنا " نے جو صحیح معنوں میں " تلگوئیت" کا مظہر تھا قدیم مہا بھارت کے کرداروں کی معنویت میں اضافہ کرکے ان کو تلگو تمدن سے قریب تر کردیا - چنانچہ قدیم مہابھارت کے کرداروں کا اگر بہ نظر غائر مطالعہ کیا جائے تو تلگو عوام کی شخصیت بہتر طور پر سمجھ میں آسکیگی -

تلگو لوگ تنگ نظر نہیں ہوتے - وہ ہر طرح کی اچھائی سے، چاہے وہ نئی ہو یا پرانی، متاثر ہو جاتے ہیں - جس مستعدی کے ساتھ وہ ویدک عقیدے کو مانتے ہیں اسی مستعدی کے ساتھ انہوں نے بعد میں آنے والے مذاہب - جین مت اور بدھ مت کو بھی قبول کیا - ارض تلگو کے قدیم حکمران خاندانوں میں ایسی بہت سی مثالیں ملیں گی کہ رانیوں نے بدھی عبادت گاہوں کو قیمتی تحائف دئے جبکہ انکے راجا ویدک عقیدے کے ماننے والے تھے - تلگو لوگوں کی سر زمین میں " سیو " اور " وشنو " روایات کا بھی مساوی طور پر خیر مقدم کیا گیا - علاوہ ازیں " سیوا " اور " وشنو " کے درمیان کسی طرح کے امتیاز کو برقرار نہ رکھنے کی خاطر اس سر زمین نے " ہری پرادویتا " کے فلسفے کا پرچار کیا - تلگو لوگوں کے راجے مہا راجے سیکو لرزم کی حکومتی پالیسی پر کار بند تھے - سری کرشنا دیوارایا نے اپنی فوج کے مسلمان سپاہیوں کے لئے ایک مسجد تعمیر کرائی تھی -

تعلیمی میدان میں بھی تلگو لوگ بلند پایہ روایات کے حامل ہیں - اچاریہ " ناگ ارجنا " اور " ودیا رانیا سوامی " ہندوستان کے عالموں میں مایہ ناز مقام کے حامل تھے تلگو عوام نے سنسکرت زبان کے فروغ و ارتقا میں گرانقدر حصہ ادا کیا ہے اسلئے کہ یہ زبان ہندوستانی تمدن کی بنیاد ہے - جنگی سورماؤں کی حیثیت سے وہ لڑتے بھڑتے پاٹلی پترا تک پہنچے اور وہاں انہوں نے تلگو کا جھنڈا لہرایا - آرٹ - فن تعمیر اور دوسرے فنون لطیفہ کی اپنی شاندار روایات کے سلسلے کو برقرار رکھتے ہوئے تلگو لوگوں نے سمندر پار کے دور دراز ممالک میں اپنے فلسفے کو عام کیا اور اس طرح اپنی سرزمین کو شہرت و رفعت عطا کی - امراوتی اور ناگر جونا پہاڑیوں پر واقع تلگو جامعات متلاشیان علم کے لئے خصوصی کشش کی حامل تھیں -

لچک دار سیاست :

تلگو لوگ اپنی لچکدار سیاست کے لئے مشہور ہیں - جب انکے سامنے ذاتی وقار کا مسئلہ در پیش تھا تو اپنی چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کی برقراری پر اٹل رہے لیکن جب پورے ملک کے مفاد کا سوال پیدا ہوا اور انہوں نے ضرورت محسوس کی تو وہ ایک بر تر اقتدار اعلی کے زیر نگین ہوگئے - وہ روائتی طورپر مسلمہ اس کہاوت پر عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر دھرم کا تحفظ کیا جائے تو اسکے بدلے میں دھرم ہماری حفاظت کریگا - تلگوؤں کی حکومتی حکمت عملی کا یہ اہم ترین اصول ہے راجاؤں کی حیثیت سے انہوں نے فن و ادب کے فروغ کو حکومتی انتظامات کے مقابلے میں بھی ترجیح دی -

تلگو لوگ عام طور پر عقیدتمند اور سیدھے سادھے ہوتے ہیں اور برائیوں سے اجتناب کرتے ہیں - وہ جتنے دنیادار ہوتے ہیں اتنے ہی تیاگی بھی - وہ جذباتی ہوتے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ قانع بھی - انکے قلوب وسیع ہوتے ہیں اورانکے اعمال پاکیزہ - اگر وہ دوسروں میں برائی کا شائبہ بھی برداشت نہیں کرسکتے تو ساتھ ہی ساتھ اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کو بھی بڑی فرا خدلی سے مان لیتے ہیں -

تلگو لوگوں کی سر زمین وسائل سے مالا مال ہے اور اس پر بسنے والے جان توڑ محنت کرنے والی نسل سے تعلق رکھتے ہیں - اس لئے وہ اپنی زمین سے خطیر مقدار میں پیداوار حاصل کرکے دوسروں کو پیش کرتے ہیں - تلگو لوگوں کا اندازگفتگو بعض اوقات ذرا سخت نظر آتا ہے لیکن وہ رکھتے دل ودماغ فیاض فطرت اور انتہائی میٹھے سبھاؤ کے مالک ہوتے ہیں -

تلگو تمدن کی تاریخ کوئی پچیس سو سال پرانی ہے - اس طویل مدت کے دوران میں ایک بھی واقعہ ایسا نہیں ملے گا جو ہمارے لئے شرمندگی کا باعث ہو البتہ ایسے واقعات لا تعداد مل جائینگے جو بہ آسانی ہمارے لئے باعث افتخار ہوسکتے ہیں - چنانچہ تلگو نسل میں پیدا ہونا اور تلگو زبان بولنا کوئی کم خوش نصیبی نہیں ہے - آئیے ہم اپنی مادر ارضی کی خدمت کا عہد مصمم کرلیں اور جیسا کہ ہمارے ترانے میں ہے اپنی ماں کو چنبیلی کے پھولوں کی مالا پیش کریں اور اس مالا میں پروئے ہوئے چنبیلی کے پھول ہم خود ہوں -

* * * * *

عالمی یوم معذورین

(مسٹر بھیم سری راما مورتی وزیر ہریجن و قبائلی بہبود)

سماجی بھلائی کے کام اپنے وسیع تر مفہوم میں ایک فلاحی مملکت کے اندر کمیونٹی کے تمام طبقات کو فائدہ پہنچاتے ہیں ۔ کمیونٹی کے ایسے ارکین جو جسمانی نقائص سے پاک ہیں ۔ گو ناگوں اور وسیع فوائد سے بہرہ ور ہوتے ہیں جن میں سے چند کو یہاں پر مثال کے طور پر لکھا جاتا ہے ۔ جیسے صحت عامہ کی بنیادی خدمات ۔ خاندانی اور بچوں کی فلاح و بہبود ۔ کارو باری لکھائی پڑھائی ۔ بچوں کے لئے خصوصی غذائی پروگرام خاندانی منصوبہ بندی وغیرہ ۔ محنت کش طبقے کے لئے سماجی تحفظ کے لئے وسیع پیمانے پر اختیار کی جانے والی تدابیر سے میں محسوس کرتا ہوں ۔ ہر شخص واقف ہے اور یہاں پر ان تدابیر کے تذکرے کی چنداں ضرورت نہیں ہے ۔ ہماری برادری کے ایسے ارکین جو کم خوش نصیب ہیں جیسے جسمانی معذورین اپاہج ۔ بوڑھے اور اسی طرح کے دوسرے افراد بھی خصوصی بازآباد کاری اسکیمات سے مستفید ہورہے ہیں جو زیادہ تر حکومتی ایجنسیوں اور جزوی طور پر رضا کارانہ تنظیموں کی جانب سے مرتب و روبہ عمل لائی جارہی ہیں ۔

همت افزائی کی ضرورت :

معذور ۔ اپاہج اور مفلوج جیسی اصلاحات سنتے ہی ہمارے ذہنوں میں المناک قسم کی بے بسی اور محرومی کی تصویر ابھرتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جسمانی تنومندی کا جو معیار مقرر ہے اس سے یہ لوگ گرے ہوئے ہیں ۔ اور کسی کام کے نہیں رہے ہیں ۔ لیکن ایسا نہیں ہے ۔ بعض لوگ جسمانی کوتاہیوں اور کمزوریوں کا شکار ہونے کے باوجود ایسی صلاحیتوں کے حامل رہتے ہیں کہ اگر انکی همت افزائی کی جائے تو وہ اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں پر غالب آسکتے ہیں اور اپنے روز مرہ کے کام کاج انجام دینے کے قابل بن سکتے ہیں ۔ ۱۷ واں عالمی یوم معذورین ۱۷ اور ۲۱- مارچ ۱۹۷۶ کے درمیان عوام کو یہ احساس دلانے کے لئے منایا گیا کہ معذور اشخاص آپ سے کوئی بھیک نہیں مانگ رہے ہیں بلکہ وہ زندہ رہنے اور دوسروں کی طرح کام کاج کے ذریعہ اپنی روزی کمانے کے حق پر اسرار کررہے ہیں ۔ بین الاقوامی پیمانے پر اس تقریب کے منانے کا مقصد اس نقطہ نظر کو عام کرنا اور اس سلسلے میں مختلف ایجنسیوں کی سرگرمیوں کو مربوط کرنا ہے تا کہ معذور اشخاص کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے اور انکو اطمینان و سکون نصیب ہو ۔ دوسرے الفاظ میں ایک عرصے سے موجود اس مسئلے کو ایک نئے ڈھنگ سے حل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے ۔

مشترکہ برادری :

اس سلسلے میں یاد ہوگا کہ عالمی یوم معذورین کے اہتمام کا آغاز ایک تنظیم نے کیا تھا ۔ جسکا نام انٹر نیشنل فیڈریشن آف ڈس ایبلڈ ورکرس اور سیویلین ہنڈی کیپڈ ہے اور جسکا صدر مقام روم میں ہے ۔ اس تنظیم کا مقصد معذورین کے نمائندوں کو ایک مشترکہ برادری میں مجتمع کرنا اور اقوام عالم میں دنیا بھر کے معذوروں کے لئے همدردانہ خیر سگالی کے جذبات پیدا کرنا ہے ۔

هندوستانی سوسائٹی برائے باز آبادکاری معذورین اس یوم کے منانے کا اہتمام تمام هندوستانی شہروں میں کرتی ہے ۔ یاد ہوگا کہ حیدر آباد میں عالمی یوم معذورین پہلی مرتبہ ۱۹۶۶ع میں آل انڈیا آکوپیشنل تھراپسٹس اسوسی ایشن کی آندھرا پردیش برانچ کے زیر نگرانی منایا گیا تھا ۔ آج پوری دنیا کے تقریباً ۷۰ ملک یہ یوم اسی پیمانے پر مناتے ہیں جس طرح کہ یوم اقوام متحدہ اور عالمی یوم صحت وغیرہ منائے جاتے ہیں ۔ اس سال یہ یوم ۲۱ مارچ ۱۹۷۶ع کو منایا گیا تا کہ اس حقیقت

کو واضح کیا جائے کہ معذورین کو ہماری ہمدردی کی ضرورت ہے اور یہ کہ نارمل زندگی گزارنے کے انکے حق کو وسیع پیمانے پر تسلیم کیا جانا چاہئے اور اسکی قدر کی جانی چاہئے - معذورین کی باز آباد کاری کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں ان پر یہاں ایک نظر ڈال لینا مناسب معلوم ہوتا ہے - ہندوستان میں آزادی کے بعد درجہ اول کی متعدد تنظیموں جیسے ریڈ کراس - انڈین کانفرنس آف سوشیل ورک - بھارت سیوک سماج وغیرہ نے معذورین کی باز آباد کاری کے لئے اسکیمات مرتب کرنے اور انکو روبعمل لانے میں زبردست کردار ادا کیا ہے - انڈین کانفرنس آف سوشیل ورک اور سنٹرل سوشیل ویلفیر بورڈ جیسی مستحکم تنظیمیں فعال سماجی کارکنوں کی قیادت میں بے مثال کارنامے انجام دے رہی ہیں اور ہمارے ملک کے اندر مختلف ریاستوں میں ان کے کارکن سرگرم عمل ہیں -

سماجی تنظیمیں

آندھرا پردیش میں بہت سے سماجی تنظیمیں جسمانی طور پر معذور اور دماغی طور پر برگشتہ افراد کی باز آباد کاری اور انکو روزی سے لگانے کے سلسلے میں قابل ستائش کام انجام دے رہی ہیں اور اس جانب پورے انہماک کے ساتھ توجہ دے رہی ہیں - خود شہر حیدر آباد میں اسی طرح کے کئی ادارے کام کر رہے ہیں - جن میں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں -

سرکاری مدرسہ کورو گنک - بیت المعذورین - بالغ بہروں کا تربیتی مرکز - نابیناؤں کی قومی اسوسی ایشن کی شاخ آندھرا پردیش اور تربیتی مرکز برائے کمسن دماغی معذورین - یہ ادارے بیرونی ممالک میں کی جانیوالی تیز رفتار ترقی کا ساتھ دیتے ہوئے معذورین کی باز آباد کاری کے سلسلے میں تعلیمی مساعی اور صنعت و حرفت میں درکار تربیتی سرگرمیاں بہ حسن و خوبی انجام دے رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ روزگار کے مواقع بھی فراہم کر رہے ہیں -

طویل المدت باز آبادکاری اسکیموں میں سب سے سنگین مسئلہ معذوروں کی کھپت کا ہے اور اس کی اہم ترین وجہ سماج کی جانب سے معذورین کو برادری کے کار آمد اراکین کی حیثیت سے تسلیم کرنے میں پس و پیش اور تامل ہے - اس مسئلے کی جانب غیر منقسم توجہ دینے کی نیت سے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں ۱۹۵۹ ع کے بعد سے خصوصی دفاتر فراہمی روزگار قائم کئے گئے ہیں - حیدر اباد میں خصوصی دفتر فراہمی روزگار ستمبر ۱۹۶۲ ع میں قائم کیا گیا جسکی مشاورتی کمیٹی کے صدر ڈائرکٹر اسپلائمنٹ اور ٹریننگ ہیں -

مراکز باز آباد کاری

دفاتر فراہمی روزگار کے علاوہ حیدر آباد اور بمبئی میں دو پیشہ ورانہ مراکز باز آباد کاری قائم کئے گئے ہیں تاکہ معذورین کی پیشہ ورانہ اور نفسیاتی باز آباد کاری کے لئے درکار ضروریات کا اندازہ لگا کر ان کی بحالی کے منصوبے تیار کئے جائیں - فائدہ مند اور منفعت بخش کاموں میں معذورین کو تیز رفتاری کے ساتھ مشغول کرنے کے لئے حکومت ہند اور ریاستی حکومت آندھرا پردیش نے بہت سی قابل قدر رعائتیں فراہم کی ہیں جیسے جائدادوں کا تحفظ وغیرہ مکمل سماجی انصاف کی قومی ذمہ داری کے پیش نظر آئندہ برسوں میں ریاست کو سماجی نشاۃ ثانیہ کے شعبے میں بڑھ چڑھ کر سرگرمی دکھانا ہے روشن رائے عامہ اور فکری تبدیلیاں اس سلسلے میں فیصلہ کن کردار ادا کریں گی - میں مستقبل سے پر امید ہوں -

* * *

نئی منزل کی جانب پش رفت

مسٹر پی - مہندر ناتھ وزیر مارکیٹنگ

سماجی انصاف دستور ہند کا کلیدی تقاضہ ہے اور اسکے استقرار کے لئے بہت سے محاذوں پر عملی سرگرمی دکھانے کی ضرورت ہے - تمام شہریوں کے لئے یکساں مواقع اور اقتصادی آزادی ہمارے دستور کے اہم مقاصد ہیں جنکے حصول کے لئے تعلیم سب سے اہم آلہ کار ہے -

آندھرا پردیش میں درج فہرست اقوام کے ۵۶,۷۴ لاکھ افراد اور پسماندہ طبقات کے ۱,۷۳ کروڑ افراد بستے ہیں ، جو ریاست کی جملہ آبادی کا بالترتیب ۱۳,۲۷ فیصد اور ۳۸ فیصد ہیں - درج فہرست اقوام اور دوسرے پسماندہ طبقات کی فلاح و بہبود کے لئے جو اسکیات روبہ عمل لائی جارہی ہیں وہ یہ ہیں -

(۱) تعلیمی سہولتوں کی اسکیمیں (۲) اقتصادی ترقی کی اسکیمیں -

(۳) رہائشی اسکیمیں (۴) صحت اور سماجی سہولتوں کی اسکیمیں اور ،

(۵) سماجی تحفظات کی اسکیمیں -

حکومت آندھرا پردیش درج فہرست اقوام اور پسماندہ طبقات کو مختلف طریقوں سے تعلیمی سہولتیں بہم پہنچا جارہی ہے - مثلاً اسکولوں اور کالجوں میں فیس کی رعائتیں - تعلیمی اداروں میں داخلوں کا تحفظ - کتابوں کی مفت سربراہی تعلیمی وظائف کی منظوری اور اقامت خانوں کی سہولتیں وغیرہ -

آزادی سے قبل ہریجنوں کی زبوں حالی بڑی المناک اور قابل رحم تھی - پھر بھی سابرمتی کے خدا منش انسان مہاتما گاندھی نے اپنے انوکھے طرز عمل اور اپنی سرودیہ تحریک کی مدد سے انکو اوپر اٹھانے کی مساعی کیں - مہاتما گاندھی نے انکو ہریجن یعنی "ہری بچے" کا لقب دیا اور لوگوں کے دلوں میں انکے لئے برادرانہ جذبات پیدا کرنے کی کوشش کی -

آزادی کے بعد ہمارے دستور کے خالقوں نے سماج کی جانب سے نظر انداز کردہ اس طبقے کے لئے دستور میں خصوصی مراعات کی گنجائش فراہم کی - اس سلسلہ میں ڈاکٹر امبیڈکر کا کارنامہ بے مثل ہے - ان کی کوششوں کی بدولت ان مراعات کو ہمارے دستور کے پیش لفظ میں شامل کیا گیا -

منصوبہ بندی کے آغاز سے اور اس طبقے کے لئے کچھ کرنے کی حکومتی خواہش کی بدولت ہریجنوں میں امیدوں اور امنگوں کی ایک نئی لہر بیدار ہوگئی -

ایک کے بعد ایک چار پانچ سالہ منصوبوں نے پسماندہ طبقات کی بہترین اور بھلائی کے لئے پروگراموں کی ترتیب اور عمل آوری میں ڈرامائی تبدیلیاں رونما کی ہیں اور ان کی ترقی اور بہبودی کے لئے مواقعات کی فراہمی میں زبردست اضافہ ہوا ہے ایمرجینسی کے نفاذ سے ہریجنوں کی فلاح و بہبود کے کام کو بے پناہ بڑھاوا ملا ہے - اور ان سے متعلق ترقیاتی کاموں کی رفتار کو قابل لحاظ طور پر تیز کردیا گیا ہے - اب ہریجن کے سدھار کا کام تمام ترقیاتی محکموں کی سرگرمیوں کا ایک لازمی جز بن گیا ہے -

تاریخی ہریجن کانفرنس کے انعقاد کے موقع پر میرے دماغ میں اس دردناک عہد ماضی کی یادیں ابھر رہی ہیں جب ہریجنوں کو کسی طرح کی مراعات حاصل نہ تھیں لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ امر بھی باعث تسکین ہے کہ ہماری محبوب وزیراعظم کے ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام نے ہریجنوں اور سماج کے دوسرے کمزور طبقات کے لئے ترقی کے مواقعات کے دروازے کھول دئے ہیں اور ملک کی مجموعی ترقی میں انکے لئے بھی جائز حصہ مقرر کردیا ہے -

خود ہماری ریاست میں فلاحی سرگرمیوں کو زبردست اہمیت دی جارہی ہے - ہمیں اپنے ہردلعزیز چیف منسٹر شری جے - وینگل راؤ کا ممنون ہونا چاہئے کہ انکی فعال قیادت میں ایک کروڑ

روپیہ کے منظورہ سرمایہ سے آندھرا پردیش شیڈولڈ کاسٹس کواپریٹیو فینانس کارپوریشن کا قیام عمل میں آیا ہے جو درج فہرست اقوام کے افراد کو روزی کمانے کے بہتر مواقع فراہم کرنے اور انکے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے چھوٹی چھوٹی صنعتوں اور گھریلو صنعتوں سے متعلق اسکیموں کو فروغ دینا ہے اور ان کی عمل آوری میں اعانت کرنا ہے ۔

مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ آج کل ریاستی حکومت ہریجنوں کی بھلائی کے کاموں کی جانب بخوبی توجہ دے رہی ہے ۔ اور یہ لوگ بھی سوشلسٹ طرز کے سماج کے قیام میں قابل فخر حصہ ادا کرنے کے قابل بن گئے ہیں کمزور طبقات کو تعلیمی سہولتوں ، اقتصادی مدد، اسکنہ کی اسکیمات اور سماجی تحفظ کے دوسرے بہت سے اقدامات کی صورت میں جو مراعات فراہم کی جارہی ہیں ان سے اس امر کا واضح ثبوت مہیا ہوتا ہے کہ ریاستی حکومت ان کی بہتری کے پروگراموں کو واقعی روبہ عمل لانے اور ان کی حالت کو سدھارنے کے لئے بے چین ہے ۔ اس سلسلہ میں جو تدابیر اختیار کی جارہی ہیں اور جو سہولتیں فراہم کی جارہی ہیں ان پر اگر ایک سرسری نظر ڈالی جائے تو ایک طرح کا احساس رشک پیدا ہوتا ہے ۔ لیکن مساوات اور انصاف پر مبنی معاشرے کی تعمیر کے لئے اس قسم کی سہولتوں کا ایک طویل عرصے تک بہم پہنچانا انتہائی ضروری معلوم ہوتا ہے ۔

ہماری ریاست میں کمزور طبقات کو تعلیمی سہولتیں مختلف شکلوں میں فراہم کی جارہی ہیں ۔ جیسے اسکولوں اور کالیجوں میں فیس کی رعائتیں ۔ تعلیمی اداروں میں نشستوں کا تحفظ ۔ کتابوں کی مفت فراہمی تعلیمی وظائف کی منظوری اور اقامت خانوں کی سہولتیں وغیرہ ۔ ان طبقات کے طلباء کے لئے سرکاری اقامت خانوں میں قیام و طعام کا انتظام مفت ہے ۔

سابق ریاست حیدر آباد میں دوسری جماعت اور اسکے اوپر کی جماعتوں کے طلباء کو اس طرح کی سہولتیں حاصل نہیں لیکن اب یہ سہولتیں چھٹی جماعت سے حاصل ہیں ۔ اس قسم کی سہولتیں اگر راست ابتدائی درجوں سے فراہم کئے جائیں تو یہ ایک شاندار اقدام ہوگا اور مجھے امید ہے کہ ریاست کی معیشت مزید بہتر ہوجانے پر اس امر کی تکمیل بھی کردی جائیگی ۔

درج فہرست اقوام سے تعلق رکھنے والے قبل از میٹرک جماعتوں کے طلباء کے لئے اور کالج کے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے سرکاری ہاسٹل قائم ہیں ۔ کالج میں پڑھنے والے طلباء کے لئے ہاسٹلوں کے قیام کی بدولت درج فہرست اقوام کے طلباء کو اعلیٰ تعلیم کے حصول میں زبردست سہولت حاصل ہوئی ہے ۔ مجھے مسرت ہے کہ سماج کے پچھڑے ہوئے طبقات خصوصاً ہریجنوں کی نئی طرز سے رہنمائی کی گئی ہے ۔ اقامتی اور غیر اقامتی وظائف کے بڑے دوررس اثرات مرتب ہوئے ہیں اور یہ مستقبل میں ابھرنے والا سماج ایک ملا جلا سماج ہوگا جس میں ذات پات کا یا طبقہ واری امتیاز ختم ہوجائیگا ۔ رہائشی زمینات کی فراہمی اور دیہی قرضہ داری اور مکفول محنت کے خاتمے کے لئے نافذ کئے جانے والے حالیہ آرڈیننس تاریخی حکم ناموں کی حیثیت رکھتے ہیں جس میں شہروں اور دیہاتوں میں ہریجنوں کو بہتر بنانے کے لئے انسان کی رفعت و عظمت پر بے پناہ اعتماد کا اظہار کیا گیا ہے ۔ جسکا مقصد انصاف پر مبنی سماج کی تشکیل ہے ۔ جس میں مرور وقت کے ساتھ ساتھ عدم مساوات کا وجود باقی نہ رہے گا ۔ ایک دوسرے کا استحصال نہ ہوگا اور فلاحی اسٹیٹ کا تصور ایک حقیقت بن جائے گا ۔

سماج کے تین بڑے دشمن یعنی مفلسی ۔ ناخواندگی اور پسماندگی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جارہا ہے ۔ نیز روٹی کے ٹکڑے ۔ لنگوٹی کے ایک کپڑے اور سر چھپانے کے لئے گھاس پھوس کی ایک جھونپڑی کو ترسنے والے عوام کی قسمت کو چمکانے کے لئے جو مستحسن مساعی کی جارہی ہے ۔ اور جو منصوبے روبہ عمل لائے جارہے ہیں ان سے آزاد ہندوستان کی تاریخ کی کتابوں کے صفحات مالا مال ہو جائیں گے ۔ نئی منزل نئے افق اور نئے مقدر کی جانب بڑھتے ہوئے ہریجنوں کے اس طویل سفر میں بڑے پیمانے پر مکانات کی فراہمی کا پروگرام ایک اور سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے ۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ صحیح معنوں میں جمہوری سوشلزم کی تشکیل عمل میں لائی جارہی ہے ۔

* * * * *

شری موہن لال سکھاڈیا گورنر آندھرا پردیش نے ۱۳-مارچ کو وشا کھا پٹنم شپ یارڈ کا دورہ کیا - اس موقعہ پر گورنر کو ایک ماڈل شپ پیش کیا گیا -

خبریں تصویروں میں

یونین بینک آف انڈیا محبوب نگر کی جانب سے چرواہوں کو قرض فراہم کرنے کے موقعہ پر شری جے وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش کو ایک چرواہے نے اعزاز دیا - ۲۰-نکاتی معاشی پروگرام کے تحت ۱۶-مارچ کو بینک نے چرواہوں کو قرض دئے -

شری موہن لال سکھاڈیا گورنر آندھرا پردیش نے ۱۲-مارچ کو وشا کھا پٹنم کے بحری اڈے کا دورہ کیا - اس موقعہ پر گورنر نے گارڈ آف آنر کا معائنہ کیا -
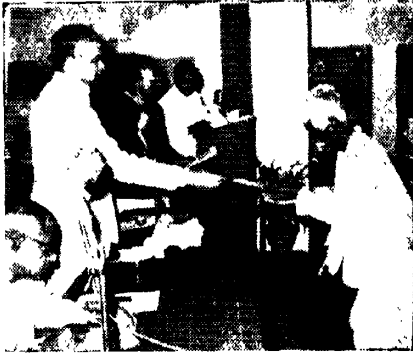
شری موہن لال سکھاڈیا گورنر آندھرا پردیش نے اپنے حالیہ دورہ موضع کونڈراپاڈو ضلع کرنول کے موقع پر ہریجنوں میں مکانات کی اراضی کے پٹے تقسیم کر رہے ہیں -

شری موہن لال سکھاڈیا گورنر آندھرا پردیش موضع بارلا ضلع کرنول کی ایک دھنگر خاتون کو بھیڑوں کی یونٹ کے قیام کے لئے منظورہ قرض کے فارم دے رہے ہیں -

ضلعوں کے آنچل سے

ویگاوتی پر پل کا افتتاح

شری واسی ریڈی کرشنا مورتی وزیر اوسط آبپاشی نے ۲۹ - فروری کو ضلع سریکا کلم کے ایک موضع ہتاپنکی میں ویگاوتی ندی پر ایک پل کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ اتکالم کے لئے ۳۰ لاکھ روپیہ جنجاوتی کے لئے ۳۰ لاکھ روپیہ اور ومسادھرا پراجکٹ کے لئے ۳۰ کروڑ روپیہ منظور کئے گئے ہیں -

مذکورہ بالا پل کے جو ۳۲,۱۶ لاکھ روپیوں کے صرفے سے تعمیر کیا گیا ہے، سات خانے ہیں اس کی لانبائی ۹۲,۳۰ میٹر اور چوڑائی ۷,۵۰ میٹر ہے - اس پل کی بدولت بوبلی اور سریکا کلم کے درمیان ۱۶ کلو میٹر فاصلہ کم ہوگیا ہے اور جملہ ۳ لاکھ کی آبادی والے ۳۰ گاؤں کے لئے نقل و حمل میں سہولتیں پیدا ہوگئی ہیں -

شری چنا سولو وینکٹا راؤ وزیر تعمیرات عامہ نے اپنے صدارتی خطبے میں کہا کہ ریاست کے اندر زیر تعمیر سڑکوں کی کل لانبائی ۳۰۰ کلو میٹر ہے اور اس لانبائی میں سے ۲۰۰ کلومیٹر لانبائی ان سڑکوں کی ہے جو ضلع سریکا کلم کے لئے ہیں - انہوں نے مزید کہا کہ حکومت ایجنسی علاقوں میں سڑکیں بچھانے پر ہر سال ۵۰ لاکھ روپیہ خرچ کررہی ہے - حکومت نے قبائلی علاقے کی ترقی کے سلسلہ میں مکووا ایجنسی سڑک کی تعمیر کا کام شروع کردیا ہے -

موضع اینا گستہالی میں برق

شری جی راجہ رام وزیر برق نے ۲۹ - فروری کو موضع اینا گستہالی تعلقہ سدی پیٹھ میں اسٹریٹ لائٹ روشن کرنے کی رسم انجام دی - اس موقع پر شری وی چنگ سان کلکٹر، شری اے کرشنا پرسادا راؤ ایس- ای (دیہی) شری نارایہ ریڈی ڈیویژنل انجینیر (برق) شری ایس راما چندرا ریڈی ایم - ایل - اے، شری مادھوا ریڈی آئی - ایم - پی - پریسیڈنٹ اور دوسرے حضرات نے تقاریر کیں -

ہریجن ویلفیر پر سمینار

شری ایل لکشمن داس وزیر پنچایت راج نے ۳ - مارچ کو سریکا کلم میں ہریجن ویلفیر پر ایک دو روزہ سمینار کا افتتاح کیا شری لاوانم نے اس سمینار کی صدارت کی -

وزیر موصوف نے ضلع پریشد ہال میں مہاتما گاندھی، ڈاکٹر امبیڈکر اور شری ڈی سنجیویا کی تصاویر کی نقاب کشائی کی اور سنجیویا بار کے قریب ڈی سنجیویا میموریل لائبریری و ریڈنگ روم کا سنگ بنیاد رکھا -

کمزور طبقات میں قرضوں کی تقسیم

گورنر شری سوہن لال سکھاڈیہ نے اننت پورضلع میں ۳ - مارچ کو کمزور طبقات میں ۶ لاکھ روپیوں کے قرضے تقسیم کئے - شری کے چکر ورتی ضلع کلکٹر نے گورنر کا خیر مقدم کیا -

ہندو پور میں ہاسپٹل کے وارڈ کا سنگ بنیاد

شری سوہن لال سکھاڈیہ گورنر نے ۵ - مارچ کو ہندوپور میں گورنمنٹ ہاسپٹل کے ایک ۵۰ پلنگ والے وارڈ کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے - ہاسپٹل کمیٹی کے ارا کین کی ستائش کی جنہوں نے عمارات کی تعمیر اور آلات وغیرہ کے سلسلہ میں ۳ لاکھ روپیے کے اخراجات برداشت کرنے پر آمدگی کا اظہار کیا ہے- میڈیکل اینڈ ہیلتھ آفیسر، اننت پور، نے گورنر کا خیرمقدم کیا-

گورنر نے موضع ڈیما کوٹاپلی میں رورل کمیونٹی ہال کا سنگ بنیاد بھی رکھا -

رہائشی اراضی کے ۷۷ پٹوں کی تقسیم

شری جی راجہ رام وزیر برق و پسماندہ طبقات نے ۸- مارچ کو جنکم پیٹھ ضلع نظام آباد میں ۷۰ - ہریجنوں کو پسماندہ طبقات کے ۱۵ افراد کو، اونچے طبقے کے ۳ افراد کو اور دوسری ذاتوں کے دو افراد کو رہائشی اراضی کے پٹے تقسیم کئے - شری کشن راؤ سرپنچ نے شکریہ ادا کیا -

فراھمی روزگار کے عہدہ داروں کی کانفرنس

شری ٹی ۔ انجیا وزیر محنت ، فراھمی روزگار و بازآبادکاری نے **۱۰ ۔ مارچ کو** کمیٹی ھال سکریٹریٹ حیدر آباد میں ریاستی **عہدہ داران فراھمی روزگار** کی ایک کانفرنس کا افتتاح کیا ۔ شری **نرسنگ راج ناظم فراھمی روزگار** و تربیت نے خیرمقدم کیا ۔ سری **دلسکھ رام معتمد محکمہ** فراھمی روزگار و سماجی بھلائی نے کانفرنس **سے خطاب** کیا ۔

فارمرس سروس کواپریٹیو سوسائٹی

شری موھن لال سکھاڈیہ گورنر آندھرا پردیش نے ۱۰ ۔ مارچ **کو رانستھالا** ضلع سریکا کلم میں ایک فارمرس سروس کواپریٹیو **سوسائٹی** کا افتتاح کیا جو جملہ ۲۰ لاکھ روپیوں کے قرضے **دے سکے گی اور جس سے** ۱۰ مواضعات کے ۴۰۳ دستکار خاندان **مستفید ہوسکیں** گے ۔ شری وائی نارائن راؤ ریجنل مینیجر آندھرا **بینک وسا کھاپٹنم** نے حاضرین کا خیرمقدم کیا ۔ شری پی ۔ سی ۔ **وینکٹپا** کلکٹر سریکا کلم نے اس موقع پر تقریر کرتے **ہوئے** امید **ظاھر کی** کہ دوسرے بینک بھی اس مثال کی تقلید کریں گے ۔

بعد میں گورنر ومسادھرا پراجکٹ کے جائے وقوع کو تشریف لے گئے جہاں پر وزیر اوسط آبپاشی شری وی کرشنا موورتی نائیڈو نے **موصوف** کا خیرمقدم کیا ۔ وزیر اوسط آبپاشی نے بتایا کہ جون سنہ ۱۹۷۷ء میں اس پراجکٹ سے پانی چھوڑے جانے پر ۶۰۰۰۰ **ایکڑ اراضی** کو سیراب کیا جاسکے گا اور یہ کہ **پراجکٹ کے** مرحلے کے اخراجات ۲۰ کروڑ روپیہ تک پہنچ جانے کا امکان ھے ۔

امداد باھمی اداروں کی کانفرنس

شری پڈتلا رنگاریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے ۱۱ ۔ مارچ کو گدالور میں امداد باھمی اداروں کی ایک کانفرنس سے خطاب کیا ۔

شری سبحانی مینیجنگ ڈائرکٹر پرکاشم ڈسٹرکٹ کواپریٹیو **سنٹرل بینک** اور شری بونما رنگاریڈی پریسیڈنٹ متعلقہ سوپربازار **نے تقاریر** کیں ۔ شری سوامی ناتھن کلکٹر پرکاشم ڈسٹرکٹ نے شرکت کی ۔

۵۲۶۷ اشخاص کو ماھی گیری کا سامان دیا گیا

شری موھن لال سکھاڈیہ گورنر آندھرا پردیش نے ۱۱ ۔ مارچ کو سریکا کلم میں بے زمین غریبوں میں اراضی کے پٹے اور کمزور **طبقات** میں دودھیارے مویشی اور رہائشیں تقسیم کیں ۔ انہوں نے ۵۲۶۷ **مستحقین میں ۳۲,۹۳** لاکھ روپیہ مالیت کا ماھی گیری **سامان بھی** تقسیم کیا ۔ شری ٹی ۔ سی ۔ وینکٹپا کلکٹر نے صدارت **کی ۔**

گورنر نے کورنی کورلم دیہی برق پروگرام کا افتتاح بھی کیا جس کی لاگت ۱۶،۷ لاکھ روپیہ ھے اور جو ۹۵ **چھوٹے** کاشتکاروں کے لئے فائدہ مند ھے ۔ شری ٹی ۔ ستیا نارائنا چیرمن سریکا کلم کواپریٹیو ایگریکلچرل ڈیولپمنٹ بینک نے گورنر کا خیرمقدم کیا ۔ سری پی ۔ ایس ۔ ورابرسادا راؤ سپرنٹنڈنگ انجینیر محکمہ برقی اور دوسرے اشخاص نے اس تقریب میں شرکت کی ۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف پرسنل مینجمنٹ کی شاخ کا افتتاح

شری موھن لال سکھاڈیہ گورنر نے ۱۲ ۔ مارچ کو آندھرا یونیورسٹی وسا کھاپٹنم میں انڈین انسٹی ٹیوٹ آف پرسنل مینجمنٹ کی شاخ کا افتتاح کیا ۔ سری ایم ۔ آر ۔ اپا راؤ وائس چانسلر آندھرا یونیورسٹی نے صدارت کی ۔ شری وی ۔ اننا راؤ ۔ ایڈمنسٹریٹیو آفیسر کوروننڈل فرٹیلائزرس نے شکریہ ادا کیا ۔

آتما کور میں مسافرین کے لئے عمارت کا افتتاح

شری اے ۔ وینکٹا ریڈی وزیر **چھوٹی** آبپاشی نے ۱۲ ۔ مارچ کو نیلور میں بس اسٹانڈ کے مقام پر مسافروں کے لئے تعمیر کردہ ایک عمارت کا افتتاح کیا ۔ یہ عمارت آتما کور پنچایت سمیتی نے ۸۰ **ھزار** روپیوں کی لاگت سے تعمیر کی ھے ۔ وزیر **موصوف** نے ۸۴ **چھوٹے** دستکاروں میں ۱۷۵۰۰۰ روپیوں کے **قرضے** بھی تقسیم کئے جو ایگریکلچرل ڈیولپمنٹ بینک آتما کور کی جانب سے منظور کئے گئے تھے ۔ شری اے ۔ سنجیوا ریڈی سابق وزیر، شری ڈی رام کرشنا ایم ۔ پی اور دوسرے حضرات نے اس تقریب میں شرکت کی ۔

نیلور میں رعیت کانفرنس

شری جے ویںگل راؤ چیف منسٹر نے ۱۳ ۔ مارچ کو نیلور میں رعیت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ درج فہرست **اقوام اور درج فہرست قبائل** کو مکانات کی **اراضی فراھم** کرنے کے **سلسلہ میں اس سال ۱۰ کروڑ روپیوں** کی رقم خرچ کی گئی جبکہ **اس رقم کے** مقابلہ میں تشکیل آندھرا پردیش کے بعد سے اس **سلسلہ میں ماقبل سال تک خرچ کی ہوئی رقم کی کل مقدار ۵،۷** کروڑ روپیہ تھی ۔ انہوں نے مزید کہا کہ سوم سلا پراجکٹ نیز **دوسرے اوسط اور چھوٹے پراجکٹ** پانچ سال کے اندر مکمل کرلئے جائیں گے ۔ اس سال سوم سلا پراجکٹ کے لئے دو کروڑ روپیہ **مختص** کئے گئے ھیں ۔

شری آر دسرد ھارامی ریڈی اسپیکر نے صدارت کی ۔ شری ایم گوپال کرشنا ریڈی سابق ضلع پریشد چیرمن اور شری ایم بال کرشنا ریڈی نے تقاریر کیں ۔ شری وی ۔ سبا رامی ریڈی نے وزیر موصوف کو ایک یادداشت پیش کی ۔ شری کے وینکا ریڈی نے خیرمقدمی خطبہ پڑھا اور شری وی کے سبا ریڈی نے شکریہ ادا کیا ۔

خاندانی منصوبہ بندی کا ذیلی مرکز

شریمتی ایم لکشمی دیوی وزیر بہبودی خواتین نے ۱۳ - مارچ کو موضع تماسمندرم تعلقہ اونگی ضلع پرکاشم میں خاندانی منصوبہ بندی کے ایک ذیلی مرکز کا افتتاح کیا - ڈاکٹر للی سندرم نے صدارت کی - شریمتی کولا نارایناماں صدر مقامی سہیلا منڈلی نے خیرمقدم کیا - شریمتی ولیڈی وینکٹا سبا نے محفوظ آبرسانی اسکیم کے لئے ۵۰۰۰ روپیوں کے عطیئے کا اعلان کیا - شریمتی سوراجیا لکشمی صدر اونگول سہیلا منڈلی نے تقریر کی -

گڑھ اور املی پیدا کنندگان کی انجمن امداد باھمی

شری پی - رنگا ریڈی وزیر فینانس نے ۱۳ - مارچ کو پاکالا ضلع چتور میں چتور ڈسٹرکٹ جیگری اینڈ ٹیمیرنڈ پروڈیوسرس کواپریٹیو سوسائٹی کا افتتاح کیا - شری پی - سرینواسلو نائیڈو ایم - ایل - اے - نے صدارت کی - شری بی - ایل - نرسملو نائیڈو چیرمن کواپریٹیو شگرس ، شری کے رادھا کرشنیا اور دوسرے اصحاب نے تقاریر کیں - شری این - وی - نائیڈو صدر سوسائٹی نے خیر مقدم کیا -

آبرسانی اسکیم کے سنگ بنیاد کی تنصیب

شری کے - وی - کیشولو وزیر ہینڈلومز نے ۱۵ - مارچ کو موضع سنت داسوپلی تعلقہ گڈور ضلع نیلور میں ۹۲۰۰۰ روپیہ لاگت والی محفوظ آبرسانی اسکیم کا سنگ بنیاد رکھا - شری این سرینواسلو ریڈی ایم - ایل - اے - نے صدارت کی -

پرکاشم ڈسٹرکٹ ہریجن کانفرنس

شری بھیم سری راما مورتی وزیر بہبودی ہریجن و گریجن نے ۱۵ - مارچ کو اونگول میں ڈسٹرکٹ ہریجن کانفرنس کی اختتامی تقریب سے خطاب کیا - شریمتی بھاونم جیا پردھا چیرمن کونسل آندھرا پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ کمیٹی نے صدارت کی - شری آر - کوڈنڈاراسی ریڈی کلکٹر کے پی - اے نے شکریہ ادا کیا -

وزیر موصوف نے دو بین فرقہ جاتی جوڑوں کو ترغیبی انعامات دئے - اور ایک ہزار غریب خاندانوں میں مکانات کی زمین کے پٹے تقسیم کئے - شری اے کوٹیا ایم - ایل - اے - کی صدارت میں ایک کوی سمیلن کا انعقاد بھی عمل میں آیا -

دیہی طبی کیمپ

شری جے وینگل راؤ چیف منسٹر نے مارچ کے دوسرے ہفتے میں کتہ کوٹا ضلع محبوب نگر میں ایک دیہی طبی و صحت کیمپ کا افتتاح کیا - انہوں نے ۲،۵۰ لاکھ روپیہ لاگت سے تیار ہونے والے ایک بس اسٹانڈ کا سنگ بنیاد بھی رکھا - شری نرسنگ راؤ چیرمن آر - ٹی - سی - نے صدارت کی -

گڈریوں کے واسطے قرضوں کا اعلان

شری جے وینگل راؤ چیف منسٹر نے ماہ مارچ میں ضلع محبوب نگر کے ۱۰۲۷ گڈریوں کے واسطے بھیڑیں اور بکریاں خریدنے کے لئے ۱۰ لاکھ روپیہ کے قرض کا اعلان کیا - یہ اسکیم یونین بینک آف انڈیا کی جانب سے شروع کی گئی ہے - اس اسکیم کے علاوہ ایک سوڈا فیکٹری کے لئے ۳۰۰۰ روپیہ آٹے کی گرنی کے لئے ۶۰۰۰ روپیہ ، فوٹو اسٹوڈیو کے لئے ۲۰۰۰ روپیہ اور ایک دیہی ڈسپنسری لئے بھی اس بینک نے قرض دئے - اسٹیٹ بینک آف انڈیا نے ضلع میں سیکل رکشاؤں کی خریدی کے لئے ۲۳۹۲۰ روپیوں کی رقم قرض کے طور پر فراہم کی ہے -

بافندوں کے لئے پیکیج اسکیم

شری کے - وی - کیشولو وزیر ہینڈلومز وٹکسٹائلز نے مارچ کے مہینے میں ضلع نیلور کے مقامی جنوبی سوپور کی امداد باھمی پیداوار و فروخت کی انجمن کے بافندوں کے لئے ایک پیکیج اسکیم کا افتتاح کیا - شری ایم - ایس - سیونا چیرمن رائلسیما ہینڈلوم ویورس کواپریٹیو سوسائٹی کرنول نے صدارت کی -

ھائی اسکول عمارت کا سنگ بنیاد

شری اے وینکٹا ریڈی وزیر چھوٹی آبپاشی نے ۱۵ - مارچ کو موضع بدیلی وینکٹا پالم ضلع نیلور میں ایک ھائی اسکول عمارت کا سنگ بنیاد رکھا اس عمارت پر ۵۰،۰۰۰ روپیوں کے اخراجات ہونگے جن میں سے ۲۰،۰۰۰ روپیہ موضع بدیلی کے آنجہانی چتورپلا ریڈی کی یاد میں بطور عطیہ دئے گئے ھیں -

ڈاکٹر دیوانند راؤ وزیر سیاحت و کتب خانہ جات نے اسی روز ایک تحتانی اسکول کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا جس کی تعمیر پر ۲۰،۰۰۰ روپیہ ھونگے - اس رقم میں سے ۱۰،۰۰۰ روپیہ شری سونم پوڑی بچی ریڈی کی جانب سے عطیہ ھیں -

نیلور ڈسٹرکٹ ھریجن کانفرنس

شری بھیم سری راما مورتی وزیر ھریجن وقبائلی بہبود نے ۱۴ - مارچ کو وی - آر - کالج ، نیلور میں دو روزہ نیلور ڈسٹرکٹ ھریجن کانفرنس کی اختتامی تقریب میں خطاب کیا - شری کے - وی - رگھوناداھا ریڈی مرکزی وزیر محنت ، شری بی گوپال ریڈی سابق گورنر اترپردیش ، شری ایم وینکٹ ریڈی وزیر چھوٹی آبپاشی اور شریمتی ایم - لکشمی دیوی وزیر بہبودی خواتین نے تقاریر کیں - شری آر - داسردھا راسی ریڈی اسپیکر نے صدارتی خطبہ پڑھا -

نلگنڈہ میں ڈسٹرکٹ کورٹ کا سنگ بنیاد

شری ایس ۔ اوبل ریڈی چیف جسٹس آندھرا پردیش ہائیکورٹ نے ۲۱ ۔ مارچ کو نلگنڈہ میں ڈسٹرکٹ کورٹ بلڈنگس کامپلکس کا سنگ بنیاد رکھا جس پر ۸,۵ لاکھ روپیوں کے اخراجات کا اندازہ ہے۔ جسٹس کونڈا مادھوا ریڈی نے صدارت کی ۔ شری راجہ گوپال ڈسٹرکٹ و سشن جج نے تقریر کی ۔ شری وینکٹ رام ریڈی صدر باراسوسی ایشن نے خیر مقدمی خطبہ پڑھا ۔

چیف جسٹس نے رضاکارانہ طور پر خون کا عطیہ دینے والوں کے کلب کا بھی افتتاح کیا ۔ شری پی ۔ پی ولیمز ضلع کلکٹر و چیرمن ریڈ کراس سوسائٹی نے خیر مقدم کیا ۔ ڈاکٹر جے ۔ ایم خان معتمد ریڈ کراس سوسائٹی نے ضلع کی شاخ کی رپورٹ پیش کی ۔ شری وینکٹا نارائنا ایڈوکیٹ نے شکریہ ادا کیا ۔

چوڑا ورم میں علاج حیوانات کا دواخانہ

مسٹر سی ۔ ایچ ۔ وینکٹا راؤ وزیر تعمیرات عامہ نے چوڑاورم میں علاج حیوانات کے دواخانے کی عمارت کا افتتاح کیا جو ۰۰,۰۰۰ روپیہ کی لاگت سے تعمیر ہوئی ہے۔ یہ رقم موضع چوڑا ورم کے ایک ترقی پسند کاشتکار شری کے ۔ وی ۔ ستیا نارائنا نے اپنے والد شری کے۔ ناگابھوشنم راؤ کی یاد کار کے لئے بطور عطیہ دی تھی ۔

شری آ تیمنینی بھاسکر راؤ ایم ۔ ایل ۔ اے نے صدارت کی. شرنپا منینی لوٹیسورا راؤ اور شری ایس ۔ایس ۔ کرشنا مورتی نائب ناظم علاج حیوانات نے تقاریر کیں ۔

* * * *

اسلم عمادی

غزل

یوں بنی شہرمیں خوشی چھپ گیا ہر رسم ورواج
آنکھیں اب کہتی نہیں حال دل و رنگ مزاج

زرد سو کھے سے درختوں پہ کھلے پیلے پھول
یعنی باغ خس و خاشاک میں خوابوں کا رواج

کتنے دن بیت گئے ، ایک بھی مضمون نہ بندھا
جانے کیا زخم لگا ، نغمے ابل آئے آج

یا مرے ساتھ اتر جلتے ہوئے پانی میں
یا مرے دعوے کی گرمی کو سمجھ فتنہ مزاج

دن میں تو فرصت یک لمحہ نہ تھی، دیکھتے عکس
رات آندھیری ہے تو اب دیکھئے کچھ کام نہ کاج

ہم ہیں شاہنشہ دنیائے تخیل اسلم
اپنے سر پر بھی ہے خوابوں کا طلسماتی تاج

پسماندہ اقوام کے لئے معاشی بھلائی کی اسکیمات

منصوبہ بندی کمیشن کے خیال کے مطابق سوشلسٹ طرز زندگی کے تصور کے نتیجہ میں ترقی یافتہ ۔ خوشحال ۔ اور انصاف پر مبنی سماج کے ساتھ غربت کا وجود بے جوڑ لگتا ھے ۔ اس لئے پانچویں پنجسالہ منصوبے کے دوران خاص طور پر غربت کو ختم کرنے اور معاشی اعتبار سے خود مکتفی بننے کے لئے پرزور اور صبر آزما کوششیں جاری رکھی جائیں گی ۔ خصوصیت کے ساتھ کمزور طبقات پر زیادہ توجہ دی جائیگی کیونکہ ھندوستان کی زیادہ تر آبادی کمزور طبقات پر مشتمل ھے ۔

عام سماج کے مقابل میں سماج کے کمزور طبقات کی پیش قدمی کو ناپنے کے لئے آخری تجزیہ کے طور پر معاشی ترقی ھی ایک پیمانے کی حیثیت رکھتی ھے ۔ موجودہ دور میں یہ ایک عام فہم بات ھے کہ بیشتر سماجی کمزوریاں معاشی وجوھات کے باعث ھوتی ھیں نہ کہ معاشرتی عوامل کے باعث ۔ اس لئے درج فہرست اقوام کی ترقی کے کوئی بھی منصوبے کا خاکہ معاشی پروگراموں پر مرکوز ھونا چاھئے جسکا مقصد کمزور طبقات کی تیز رفتار ترقی ھو ۔

وسیع تر پس منظر :

اس وسیع پس منظر کو ھی نظر میں رکھتے ھوئے ریاست کی عوامی حکومت مختلف اسکیمات کو روبہ عمل لانے کی کوشش میں لگی ھوئی ھے جو کچلے ھوئے طبقات کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ھے ۔ پچھلے دور میں سماجی بھلائی کی اسکیمات میں صرف تعلیم ۔ مکانات کی تعمیر جیسے ھاسٹلوں کا قیام ۔ اسکالر شپس مکانات کی زمین کی فراھمی وغیرہ پر زیادہ زور دیا جاتا تھا ۔ کچھ دنوں سے حکومت سماجی بھلائی کے منصوبوں کی تیاری اور عمل آوری کے طریقہ کار میں نئے انداز اور نئے عزم سے کام لے رھی ھے ۔ ان اسکیمات کو اسطرح مرتب کیا جارھا ھے کہ انکے اثرات درج فہرست اقوام کے معیار زندگی پر خصوصی اور پسماندہ طبقات کے معیار زندگی پر عمومی طور پر راست انداز میں مرتب ھوں اور انکا معیار زندگی بلند ھو ۔

اس ضمن میں حکومت کا رول ان حقیقتوں کی بناء پر محدود ھو کر رہ گیا ھے کیونکہ حکومت کے مالی وسائل بالکل ھی ناکافی ھیں ۔ اسلئے یہ طے کیا گیا کہ مالی اداروں جیسے ریزرو بینک آف انڈیا ۔ لائف انشورنس کارپوریشن آف انڈیا ۔ کمرشیل بینک ۔ کوآپریٹیو بینک اور دوسرے مالی اداروں سے مدد لی جائے ۔ اس حکمت ، عملی کا مقصد یہ ھے کہ منصوبے کے محصلہ وسائل کو معاشی پروگراموں کے لئے یکجا کرکے انھیں ایک محور کے تحت لایا جائے اور جہاں تک ممکن ھو سکے ان اداروں سے استفادہ کرتے ھوئے اس محور کے اطراف وسائل کو جمع کیا جائے ۔

اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ھوئے ریاستی حکومت نے امداد باھمی کے شعبے میں دو فینانس کارپوریشن ، ایک درج فہرست اقوام کے لئے اور دوسرا پسماندہ طبقات کے لئے قائم کئے ھیں ۔

ستمبر ۱۹۷۳ع میں کارپوریشنوں کے افتتاح کے ساتھ کمزور طبقات کی زندگی میں ایک نئے دور کا آغاز ھوا ۔ شائد پہلی دفعہ ادارہ جاتی مالیہ کو منظم انداز میں کارپوریشنوں کے ذریعے بڑے پیمانے پر مہیا کیا جا رھا ھے تا کہ کمزور طبقات بشمول ھریجن زراعت کی ترقی ،افزائش مویشیان ، اسمال اسکیل انڈسٹری اور گھریلو صنعتوں میں حصہ لیں اور اسطرح اپنی معاشی حالت سدھار سکیں ۔

شیڈولڈ کاسٹس فینانس کارپوریشن کی شکل میں ایک بہترین اقدام کیا گیا ھے ۔ اس ادارے کا اھم کام ریاست کے تمام درج فہرست اقوام کے افراد میں قرضے تقسیم کرنا ھے تا کہ وہ مختلف اسکیمات پر عمل کرتے ھوئے اپنے معاشی حالت کو بہتر بنا سکیں ۔ ضلع کی سطح پر اضلاع کی سوسائٹیاں ڈسٹرکٹ کلکٹروں کی نگرانی میں اسکیمات تیار کرتی ھیں اور انھیں منظوری کے لئے بینکوں کو بھیج دیتی ھیں ۔

مستحق اور قابل توجہ کارروائیاں :

یہ بات دیکھنے میں آئی ھیکہ درخواست گذار اس موقف میں نہیں ھوتے کہ وہ اپنی کوئی غیر منقولہ جائداد یا شخصی ضمانت بطور کفالت پیش کر سکیں ۔ ایسے حالات میں کارپوریشن نے مستحق اور قابل توجہ کارروائیوں میں اپنی طرف سے ضمانت دینا طے کیا ھے ۔ ان کوششوں کے نتیجہ میں بینکوں کی جانب سے اسکیمات کو منظوری مل گئی اور کارپوریشن ۳٫۳۶ کروڑ

روپئے کی اسکیات روبہ عمل لانے کے قابل ہوسکا جس سے ۱۹۲۲۹ خاندانوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اس تعلق سے اعداد و شمار بہت ہی متاثر کن اور ہمت افزاء ہیں ۔ کارپوریشن کی جانب سے اضلاع کی سوسائٹیوں کو دی جانے والی مارجن رقم ۸۸۴۲۳۰۷ روپیے ہے ۔ اور بینکوں کی جانب سے دی جانے والی رقم ۲۶۸۱۹۲۷۲ ہے ۔ بلاشبہ کارپوریشن غریب اور ضرورتمند افراد کے لئے ایک سہارا ہے ۔

معقول اورواجبی خواہش :

ہندوستان کے ہر کسان کی معقول اور واجبی خواہش ہے کہ اسکی کچھ ذاتی زمین ہو اور وہ پر امن زندگی گزارے ۔ یہ بات کمزور طبقات کے بارے میں زیادہ صحیح ہے جو بیشتر زرعی مزدور ہیں ۔ اور غربت کی سطح سے بھی گری ہوئی زندگی گزارتے ہیں ۔ اس لئے زمینات کی تقسیم کے پروگراموں کو خاصی اہمیت حاصل ہوئی ۔ اور یہ سب جانتے ہیں کہ بہت دنوں سے حکومت انہیں سرکاری زمینات دے رہی ہے ۔ سال ۱۹۶۰ اور ۱۹۶۹ کی درمیانی مدت میں تقریباً ۱۴ لاکھ ایکر زمین ریاست کے غریبوں میں بشمول ہریجنوں کے تقسیم کی جاچکی ہے۔ نومبر ۱۹۶۹ میں ریاستی حکومت نے ایک خصوصی " تریش ،، پروگرام شروع کیا ۔ اس مہم کے تحت ۱۰ لاکھ ایکر زمین ہریجنوں اور بے زمین غرباء میں تقسیم کی گئی ۔

جنوری ۱۹۷۳ میں زرعی اصلاحات (زرعی مقبوضوں پر تحدید) کا قانون نافذ کیا گیا ۔ اسکو اب تیزی سے روبہ عمل لایا جارہا ہے ۔ ریاست گیر بنیاد پر فاضل زمینات کی تقسیم کی جارہی ہے ۔ اسطرح ابنائے وطن کا خواب تقریباً پورا ہورہا ہے۔ انہیں اب ایک روشن مستقبل کی امید ہے ۔

ٹرینگ کے پروگرام :

اس سلسلہ میں تعلیم یافتہ بیروزگاروں کے لئے ٹریننگ اور فنی تربیت کے پروگراموں کا ذکر کرنا غیر مناسب نہ ہوگا ۔ تعلیم یافتہ بیروزگاروں کو ٹائپ رائٹنگ اور سکریٹری کے کورس میں ٹریننگ دی جارہی ہے ۔ درج فہرست اقوام کے تعلیم یافتہ امیدواروں کو فنی تربیت جیسے ولیج افسروں کاکام موٹر چلانے زرعی مشنوں بشمول ٹریکٹر کی درستگی پلمبرینگ ۔ ٹائپ رائٹنگ اور شارٹ ہینڈ ۔ مسنری ۔ ٹیلرینگ وغیرہ میں ٹریننگ دینے کی تجویز ہے۔ اس اسکیم کے لئے سال ۷۷ - ۱۹۷۶ع میں ۱٫۰۰ لاکھ روپئے مختص کئے جائیں گے ۔

درج فہرست اقوام کے افراد کو منفعت بخش پیشوں کی ٹریننگ دینے کے لئے ریاستی حکومت نے ٹریننگ کم پروڈکشن سنٹروں کا آغاز کیا ہے جس میں چمڑے کی دباغت اور اسکی اشیاء کی تیاری ۔ نجاری ۔ کپڑا بننے کاکام ۔ لباس کی تیاری ۔ باسکٹ بننے کے کاموں کی ٹریننگ دی جاتی ہے ۔

پیداواری مراکز :

آندھرا پردیش میں ۲۷ ٹریننگ کم پروڈکشن سنٹرس ہیں جن میں ۶۰۰ افراد کی حد تک ٹریننگ دینے کی منظوری دی گئی ہے ۔ ان سنٹروں میں زیر تربیت افراد کو ٹریننگ کی مدت کے دوران میں ماہانہ ۲۰ تا ۳۰ روپئے کے حساب سے وظائف دئے جاتے ہیں ۔ ٹریننگ کی کامیابی کے ساتھ تکمیل کے بعد انہیں اوزار مفت سربراہ کئے جاتے ہیں ۔ تا کہ وہ اپنے آپ کو منفعت بخش کام میں لگا سکیں ۔ ان ٹریننگ کم پروڈکشن سنٹروں کے لئے سال ۷۶ - ۱۹۷۵ع کے موازنہ کو ۸ لاکھ روپئے سے بڑھا کر سال ۷۷ - ۱۹۷۶ میں ۸٫۷۵ لاکھ روپئے کردیا گیا ہے ۔ اسطرح ہم دیکھتے ہیں کہ مظلوم طبقے سے تعلق رکھنے والوں کے لئے گزشتہ کسی بھی دور کے مقابلہ میں آج بہت سے مواقع حاصل ہیں ۔ انہیں چاہئیے کہ آگے آئیں اور مرکزی دھارے میں اپنا دیر پا حصہ ادا کریں ۔

* * * *

جمہوریت اور نظم و ضبط

از

ڈاکٹر محمد یسین

بقول جان سٹر یچی '' جمہوریت انسانی کار و بار کو چلانے کے میدان میں یکسر نیا ، انتہائی جراٗت مندانہ بلکہ انقلابی تجربہ ہے ۔ جمہوریت کا یہ مفہوم کہ بڑی بڑی انسانی برادریاں نمایاں حد تک اپنے اوپر خود ہی حکومت کریں ، تاریخ میں ایک سنہرے دور کا آغاز ہے ۔ اس خصوصیت کی حامل جمہوریت کی نشو و نما آج کی دنیا میں ہونے والے واقعات میں سب سے اہم ، سب سے زیادہ توجہ طلب ہے ۔ یہ آدمی کی ہمت کو ایک طرح کا چیلنج ہے کہ کون بڑھ کر اس مینا کو ہاتھ میں اٹھاتا ہے ۔ جمہوریت کے قیام میں اس جد و جہد کی کامیابی ہر حال میں یقینی نہیں لیکن یہ بات بہر حال یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اس جد و جہد کی کامیابی یا ناکامی سے پوری دنیا کی تقدیر بدل جائیگی ۔ ،،

'' جمہوریت ،، سے مراد وہ طرز حکومت ہےجس میں عوام خود مختاریوں اور اپنی مرضی کا اظہار ووٹوں کے ذریعہ کریں ۔ جمہوریت کا یہی مفہوم ہیرو ڈوٹس کے زمانہ سے چلا آرہا ہے کہ باد شاہت اور حکمرانی کے حقوق و اختیارات کسی خاص شخص ، طبقہ یا گروہ کے ہاتھوں میں نہ ہوں بلکہ عوام کے ہاتھوں میں ہوں ۔ عوام ہی ساری طاقت کا سرچشمہ ہوں حکومت کا کار و بار عوام کی مرضی کے مطابق چلایا جائے ۔ روسو نے اپنی کتاب سوشل کانٹریکٹ Social Contract میں جنرل ول ،، یعنی رائے عامہ پر زور دیاہےاور یہ صحیح بھی ہے کہ رائے عامہ جمہوریت کی ریڑھ کی ہڈی ہے ۔

جمہوریت کی ارتقاٗ میں یہ امر قابل غور ہے کہ تاریخ میں جمہوریت کی جانب جھکاؤ کا باعث یہ نہیں تھا کہ جمہوریت میں بذات خود کوئی بڑی اچھی شے ہے بلکہ یہ کہ جمہوریت کو بد نظمی، بےعنوانی، مطلق العنانی اور نا انصافیوں سے بچنے کا وسیلہ بنایا گیا اور شکایتوں کو رفع کرانے کا ذریعہ سمجھا گیا ۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہونی چاہیئے کہ جمہوریت اور لا قانونیت دو متضاد چیزیں ہیں ۔ انسان کے بنیادی حقوق کا یہ مطلب ہرگز نہیں نکلتا کہ وہ بے لگام ہو جائے ۔ آپ نے وہ مشہور مقولہ سنا ہوگا کہ ہماری آزادی وہاں ختم ہوجاتی ہے جہاں سے ہمارے پڑوسی کی ناک شروع ہوتی ہے ۔ حقوق و فرائض لازم و ملزوم ہیں ، جہاں حقوق ہیں وہاں فرائض ہیں جہاں فرائض ہیں ، وہاں نظم و ضبط کی ضرورت ہے ۔ اگر آپ اس پس منظر میں دیکھیں گے توآپ کو معلوم ہوگا کہ ہماری آزادی ، آزادی مطلق نہیں بلکہ محدود آزادی ہے ۔ ہمیں ایک محدود دائرے میں کام کرنا ہے کسی اصول کے ماتحت رہنا ہے ، کسی قانون کا زیر نگیں ہونا ہے ۔ جمہوریت بھی کسی ضابطہ کی پابند ہوتی ہے ۔

دیکھا گیا ہے کہ کیڑے مکوڑوں اور جانوروں میں بھی ایک ضابطہ ہوتا ہےچیونٹیاں ہوں یا شہد کی مکھیاں، کس قدر ڈسپلن ہے ان میں اور اگر کسی نے اپنی حد سے تجاوز کیا تو پھر سزائے موت ۔

جمہوریت ایک طریق کار اور ایک طرز زندگی کا نام ہے۔ جمہوریت کی بقاٗ اور موثر کار کردگی کے لئے نظم و ضبط کی سخت ضرورت ہے ، پارلیمانی اور جمہوری قدریں جو ہمیں عزیز ہیں وہ برباد ہوجائیں گی اگر ایسے عناصر سامنے آگئے جو جمہوریت اور آزادی کے نام پر سماج میں بے راہ روی پیدا کریں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ سماجی انتشار سوشلزم کی نفی ہے ۔

مثال کے طور پر انتخابات کے بارے میں لارڈ برائس (Lord Bryce) نے کہا ہے کہ جمہوریت سے مراد در اصل مجموعی طور پر سارے لوگوں کی حکومت ہے جو اپنی خود مختاری کا اظہار اپنے ووٹوں کے ذریعے کرتے ہیں ۔ '' لیکن دنیا میں کسی بھی جمہوریت کے تحت حکومت کی آخری ذمہ داری تمام لوگوں کو نہیں سونپی جاتی ۔ پھیلاؤ اور جغرافیائی حالات اس میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں لیکن اگر ایسا ممکن ہو تو بھی یہ مناسب نہیں ہے ۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ہجوم کے دماغ نہیں ہوتا ہے وہ عقل سے کام نہیں لیتا ہے بلکہ جذبات کی رو میں بہہ جاتا ہے ۔ ایسی جمہوریت غلط رخ اختیار کرلیتی ہے جسے یونانی ہجوم کی حکومت کہتے ہیں ۔ یونان کی تاریخ

کرشنا ضلع میں ۲۰ - نکاتی پروگرام کی کامیاب عمل آوری کی بدولت کمزور طبقات ایک زندگی سے ہمکنار ہو رہے ہیں - حکومت کمزور طبقات کی بھلائی کے لئے مختلف اسکیمیں روبہ عمل لارہی ہے - ان طبقات میں سور اور ٹائیں تقسیم کی گئی ہیں - دیہاتی خواتین کو سلائی مشینیں سربراہ کی گئی ہیں - اسطرح ان کی اقتصادی زندگی کو بہتر بنایا جارہا ہے -

ضلع کرشنا کے کمزور طبقات کے روشن مستقبل

حکومت اور قومیائی ہوئی بینکوں نے

بائیں جانب :- شری جے - وینگل

بائیں جانب نیچے :- سنٹرل بینک کی ما

درمیان میں :- ایک معذور شخص

اوپر :- شری سی - ایچ -

کی ہوئی سلائی مشینیں

ات کی بھلائی کے واسطے دور رس نتائج کے حامل اقدامات کئے ہیں۔

منسٹر کمزور طبقات کے افراد کو سیکل رہنمائیں دے رہے ہیں۔

ے مستفید ہونے والا ایک ہریجن نوجوان۔

ل کے قیام کے لئے سنٹرل بینک نے مالی امداد فراہم کی۔

ؤ وزیر شوارع و عمارات نے یونائیٹڈ کمرشیل بینک کی اعانت سے فراہم

یں۔

ن ایسی حکومت کے ضرر رساں نتائج روزروشن کی طرح عیاں
ہیں ۔ اس لئے آج کل دنیا کی تمام جمہوریتوں کا انحصار نمائندگی
ہے جو پھیلی ہوئی رائے دھندگی پر مبنی ہوتی ہے ۔

عوام کے نمائندے اسمبلی ، پارلیمنٹ یا دوسرے انتخابی
اداروں کے رکن ہوتے ہیں اور ان ایوانوں کو زینت بخشتے
ہیں لیکن اسمبلی یا پارلیمنٹ کا کام ایک ضابطہ کے ماتحت چلتا
ہے ، اب اگر کوئی ممبر کسی مسئلہ پر تقریر کر رہا ہو
ور کوئی دوسرے صاحب کھڑے ہو کر زور زور سے چلانے
لگیں ، اس ممبر کو بولنے نہ دیں ، دلیل یہ پیش کریں کہ
جمہوریت ہے اور جمہوریت میں ہر شخص بول سکتا ہے ،
آزادی رائے رکھتا ہے تو پھر نتیجہ ظاہر ہے ۔ ان حالات میں
ایسی صورت پیدا ہوگی جب ہم غیر مہذب تھے ، جنگلوں
میں رہتے تھے ، علم و دانش کی کرن نے ہمیں نہیں نکھارا
تھا ، مکمل لاقانونیت ، جنگ و جدال ۔

ظاہر ہے کہ جمہوریت کے یہ معنی نہیں ہیں ۔ دوسری
مثال ، آپ اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہوجائیں اور دوسروں
کے مکان میں جھانکیں ، کوئی بولے تو آپ کہیں واہ ہم تو
آزاد ہیں ، خود مختار ہیں ، جمہوریت کا زمانہ ہے ، ہم تو
اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہیں ، اب ہماری نگاہ کو زنجیر
تھوڑا ہی پہنائی جاسکتی ہے ، کون ہے جو اسے پابند سلاسل
کرے ۔ بتائیے اسکا کیا جواب ہے آپ کے پاس ۔

ایک اسکول کے طالب علموں کو جا کر آپ ورغلائیں
اور کہیں کہ اسکول کی عمارت کو آگ سے جلادو ، کتابوں
کو پھینک دو ، اساتذہ کو مار ڈالو کیونکہ وہ اس ڈھنگ سے
نہیں سوچتے جیسا کہ آپ سوچتے ہیں ۔ وہ سب کچھ نہیں کرتے
ہیں جو آپ چاہتے ہیں یا آپ کرتے ہیں لیکن اگر جمہوریت
کے نام پر آپ کو دوسروں کو بہکانے ، ورغلانے اور پروپیگنڈہ
کرنے کا اختیار ہے ، جمہوریت کی آڑ لے کر اگر آپ انتشار
پھیلانا اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں تو اسکول کا ہیڈ ماسٹر
بھی شاید حق بجانب ہے کہ جب آپ اپنی حد سے آگے بڑھ جائیں
تو آپ کی بھی گوشمالی کی جائے ۔ آپ کو لگام دی جائے ۔ اگر
افراتفری پھیلانا جمہوریت ہے تو یہ بھی جمہوریت کے تحفظ
کا فرض اولین ہے ۔

یہ صحیح ہے کہ جمہوریت عوام کی حکومت ہے اور ان
کی مرضی سے چلائی جاتی ہے لیکن یہ بہت مشکل بلکہ ناممکن
ہے کہ ہر شہری کی رائے حکومت کے معاملات میں دخیل ہو
کیونکہ ہر شخص ہر مسئلہ میں مختلف الخیال ہو سکتا ہے
اس لئے جمہوری طرز حکومت میں سیاسی پارٹیاں وجود میں
آتی ہیں اور عمل پیرا ہوتی ہیں ، ہم خیال لوگ ایک پلیٹ فارم
پر جمع ہو جاتے ہیں اور دوسروں کو اپنا ہم خیال بنانے
کی کوشش کرتے ہیں ۔ سیاسی پارٹی کا مطلب یہ ہے کہ
لوگوں کا ایک گروہ ہے جسکے خیالات ملک کے مسائل کے
بارے میں یکساں ہیں اور جنکا فرض ہے کہ اگر حکومت کی
باگ دوراس کے ہاتھوں میں آجائے تو وہ قومی مفاد کو اپنے
اصولوں کی بنیاد پر آگے بڑھائے ۔ انتخابات کےموقع پر ہر پارٹی
اپنا اپنا انتخابی منشور یعنی الیکشن مینی فیسٹو شائع کرتی ہے ،
انتخابی منشور دراصل انکا وہ وعدہ ہے جو وہ عوام سے الیکشن کے
موقع پر کرتی ہیں اور جن کو پورا کرنا انکا فرض ہے ۔

اب اگر برسر اقتدار پارٹی قومی معاملات میں انتخابی
منشور کی روشنی میں جس کی بنیاد پر اسے اکثریت حاصل ہوئی
ہے اپنی پالیسی مرتب کرتی ہے تو حزب مخالف کو یہ
حق حاصل نہیں ہے کہ وہ حکومت کی راہ میں روڑے اٹکائے
اور مخالفت برائے مخالفت کے اصول پر گامزن ہو ، حزب مخالف
کا کردار تعمیری ہوتا ہے نہ کہ شور و غوغا ہڑبونگ ، دھینگا
مشتی ، مار پیٹ ، یہ جمہوریت نہیں ہے ، یہ شکست خوردہ
ذھنیت کا رقص عریاں ہے ۔

کوئی بھی حکومت اپنے ملک کا نظم و نسق نہیں
چلا سکتی ہے ، کوئی بھی ملک اپنی آزادی برقرار نہیں رکھ سکتا
ہے اگر آزادی کے رکھوالوں کو یہ ترغیب دی جائے کہ وہ
سیاست کو اپنا شعار بنائیں ۔ ہر ملک میں کچھ ایسے ادارے
ہوتے ہیں ، خصوصاً جمہوریت میں جو حکومت کی تبدیلی سے
بے نیاز ہوتے ہیں وہ ملک اور حکومت وقت کے تئیں وفادار
ہوتے ہیں ۔ اب اگر ان لوگوں کو بھی سیاسی شعبدہ بازی میں
الجھادیا جائے تو قومی استحکام کا راتوں رات جنازہ نکل جائےگا ۔

* * * * * *

بائیں جانب اوپر :- شری جے وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے ۱۴ مارچ کو موضع کوور ضلع نیلور کے ہریجنوں میں پٹے تقسیم کر رہے ہیں۔

خبریں تصویروں میں

دائیں جانب درمیان میں :- شری بھیم سری رام مورتی وزیر سوشیل ولفیر ۱۴ - مارچ کو ہریجن کانفرنس نیلور میں بین فرقہ جاتی شادی شدہ جوڑے کو ترغیبی انعام دے رہے ہیں -

بائیں جانب نیچے :- شری جے وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش ۲ - اپریل کو کھمم میں جیوتی روشن کرتے ہوئے اسمال فارمرس ڈیولپمنٹ ایجنسی کے تحت ترکاری اگانے والوں کی کواپریٹیو سوسائیٹی کا افتتاح کررہے ہیں -

دائیں جانب اوپر :- شری جے وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے کھمم کے صنعتی علاقے میں کیڑے مارنے کی دوا تیار کرنے والی یونٹ کا سنگ بنیاد رکھا یہ یونٹ ایگرو انڈسٹریز کے تحت قائم کی جارہی ہے - شری وی - پرو شوتم ریڈی وزیر آبکاری بھی دیکھے جاسکتے ہیں -

دائیں جانب نیچے :- شری کے راجملو وزیر صحت و طبابت نے ۱۸ - مارچ کو راجم پیٹھ ضلع کڑپہ میں مفت آنکھوں کے کیمپ کا افتتاح کیا - شری پی - یل سنجیوا ریڈی ضلع کلکٹر بھی تصویر میں دیکھے جا سکتے ہیں -
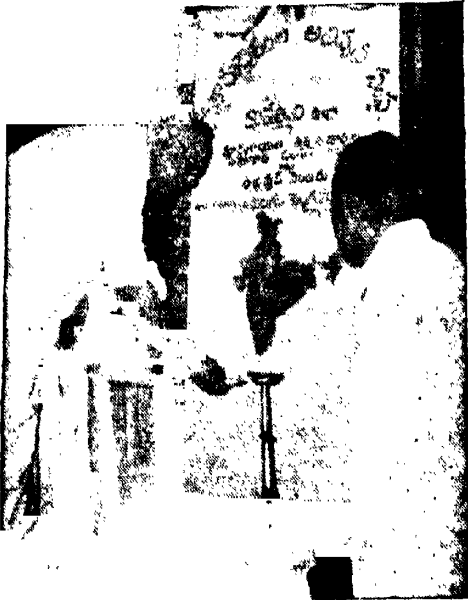
بھارت میں سائنس کی ترقی۔ عوامی نقطہ نگاہ سے

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے اس بات پر زور دیا ہے کہ سائنسی تحقیق کے فائدوں سے عوام کو فائدہ پہنچایا جائے اور سائنس کے ذریعے عوام کے روز مرہ کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جائے اور بالخصوص دیہی علاقوں کے مسائل کے حل میں سائنسی طریقوں سے مدد لی جائے ۔ اب وہ وقت ختم ہوگیا ہے کہ ہمارے سائنس داں عوام سے الگ تھلگ رہیں ۔ اب توقع ہے کہ ہمارے سائنس داں ان تقاضوں کو پورا کریں گے ۔

نیشنل فزیکل لیبارٹری نے ایسا رقیق اور شفاف مادہ تیار کیا ہے جو درجہ حرارت میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ اپنا رنگ بدلتا رہتا ہے ۔ اس رقیق مادے سے جسم میں رسولی کا پتہ چلایا جا سکتا ہے ۔ حال ہی میں اسبات کا پتہ چلایا گیا ہے کہ اس مادے سے خاندانی منصوبہ بندی کے کام میں مدد لی جاسکتی ہے کیونکہ جس روز عورت کے رحم میں نطفہ قرار پاتا ہے اس دن متعلقہ خاتون کا درجہ حرارت کچھ بڑھ جاتا ہے ۔ خاتون کے ماتھے پر اسکی بندی لگائی جاسکتی ہے ۔ جسم میں درجہ حرارت کی تبدیلی سے اسکا رنگ بھی تبدیل ہوگا اور یہ تبدیلی آگاہ کرنے کے لئے ایک علامت ہوگی ۔ اسکی بڑے پیمانے پر تیاری اسلئے بھی مفید ہے کہ بہت سے ایسے لوگ جو تھرمامیٹر نہیں رکھتے یا خرید نہیں سکتے وہ اس سے فائدہ بھی اٹھا سکتے ہیں ۔

دیہی علاقوں میں ٹکنالوجی کے ذریعے محض صنعتی ترقی کو ہی بڑھاوا نہیں دیا جاسکتا بلکہ یہ سماجی تبدیلی لانے کا بھی ایک ذریعہ ہے ۔ مثال کے طور پر دیہات میں کام کرنے والے موچی ہی کو لیجئے ۔ روایتی طور پر سماج میں اسے ادنی مقام دیا جاتا ہے اسکا ایک سبب یہ ہے کہ یہ جس چمڑے سے کام کرتا ہے اس میں سے بدبو آتی ہے اگر کسی طریقے سے اس چمڑے کی بدبو کو ختم کیا جاسکے تو ممکن ہے کہ سماجی نظریات میں تبدیلی آجائے ۔ بہر صورت سائنس کے شعبے میں تحقیقی کاموں سے عوام کو فائدہ پہنچانا ضروری ہے ۔ اس سلسلے میں سائنسی اور صنعتی تحقیق کی بھارتی کونسل نے ایک نئی راہ اپنائی چاہی ۔ اس سلسلے میں ایک تجربہ آندھرا پردیش کے ضلع کریم نگر میں کیا گیا ۔ سب سے پہلے سائنس کے مختلف شعبوں کے ماہرین کی مدد سے وسائل کا سروے کیا گیا ۔ ریاستی سرکار نے جس قدر رقوسات فراہم کیں اسے سامنے رکھتے ہوئے عوام کے لئے ایک پروگرام مرتب کیا گیا ۔ اس کوشش میں طلباء ، استادوں ، سماجی کارکنوں اور دیگر افراد کا تعاون عمل حاصل کیا گیا ۔ ان کوششوں کے نتیجے میں وہاں کے دیہات صاف ستھرے نظر آنے لگے ۔ ہریجنوں کو بہتر قسم کے مکانات کی تیاری کا موقع مل سکا ۔ چاول کوٹنے والے ملوں میں ربڑ کے رولر لگائے گئے تا کہ چاول کم سے کم ٹوٹے ۔

کریم نگر پراجکٹ ترقی کی راہ پر گامزن ہے ۔ مہاراشٹرا میں چندرا پور اور اتر پردیش میں اناؤ میں اس پراجکٹ پر عمل درآمد کرانے کی کوششیں کی گئیں امید ہے کہ انڈمان اروناچل پردیش ، میزورام اور ناگا لینڈ میں بھی اسی طرح کے پراجکٹوں پر عمل کیا جائے گا ۔ طلباء بھی اسطرح کے پراجکٹ چھوٹے پیمانے پر شروع کرسکتے ہیں ۔ کھڑک پور اور بمبئی کے انڈسٹریل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کے طلباء نے بھی اس شعبے میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے ۔ اس طرح کی کوششوں سے اس تاثر کو تقویت ملے گی کہ سائنس اور ٹکنالوجی با اثر لوگوں یا امیر آدمیوں کی دلچسپی کی ہی چیز نہیں ہے بلکہ دراصل اسکا مقصد عوام کو فائدہ پہنچانا ہے ۔ صنعتی اور سائنسی تحقیق کی بھارتی کونسل نے دیہی علاقوں میں ادیوگ بھون لیندر کھولے ہیں اور والنٹیر کانگریس نے اس اقدام کو بے حد پسند کیا ہے ۔

سائنسدانوں کی ان کوششوں کو تیزی کے ساتھ آگے بڑھانے کے خیال سے صنعتی اور سائنسی تحقیق کی بھارتی کونسل میں تحقیقی امور کے فنڈ کے ۲۰ فیصد کو نئی ضرورتوں اور ترجیحات کے لئے مختص کیا جائے گا ۔ نئے طریقوں کے اپنانے کے خواهشمند چھوٹے پیمانے کے صنعت کاروں کو جن دشواریوں کا سامنا ہے انمیں سے ایک یہ ہے کہ بنک اس قسم کے صنعت کاروں کو قرض دیتے وقت هچکچاتے ہیں چنانچہ اس کمی کو دور کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں ۔ تا کہ ان میں اعتماد پیدا ہوسکے ۔ لکھنو میں واقع طبی لحاظ سے کارآمد بھارتی پودوں کی مرکزی تنظیم نے زراعت کے پودوں کے اگانے کے بہتر طریقے وضع کئے ہیں اسکے ساتھ ہی اس نے ان پودوں سے حاصل کئے جانے والے عرق کو کم لاگت پر حاصل کرنے کے طریقے بتائے ہیں ۔ سٹرونیلا (چکوترہ کی ایک قسم) کاشت کے بہتر طریقوں سے

باقی صفحہ ۲۸ پر

ڈاکٹر خلیل اللہ خاں لکچرار گورنمنٹ پالی ٹکنیک لکھنو

ریاض خیرآبادی کی خمریہ شاعری

اردو شاعری میں بادہ و ساغر کے مضامین کی غزل میں ایک مستقل جگہ ہے۔ ان میں کبھی رندی و سرمستی کے اصلی کیفیات بیان کی جاتی ہیں اور کبھی ان کے پردے میں مشاهده حق کی گفتگو کی جاتی ہے۔ اردو کے قریب قریب ہر شاعر نے اپنے اشعار میں بادہ و ساغر سے متعلق خیالات و جذبات کا استعمال کیا ہے۔ غالب ایسے نامور سخنور نے جام و مینا کی زبان میں اپنے اشعار کو موزوں کیا ہے اور امیر ایسے پاک طینت نے مشاهده حق کی گفتگو کے لئے اس رنگ کو بڑی کامیابی سے اپنایا ہے لیکن پھر بھی اردو شاعری میں خمریات کا قحط ہے۔ اس بنجر زمین کو ریاض نے سرسبز و شاداب وادی میں بدل دیا۔

خمریہ شاعری سے ہماری مراد شراب اور اس کے لوازمات کو اپنے اشعار میں موزوں کرنا ہے۔ یہ شراب چاہے بھٹی کی شراب ہو یا شراب معرفت، خمریات سے ہمارا صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ شاعر نے شراب، پیمانہ، میخانہ، ساقی اور پیر میخانہ وغیرہ کے متعلق کیسے کیسے خیالات و جذبات کو اپنے الفاظ کے پیمانوں میں ڈھالا ہے۔

عمر خیام کو خمریات کا بانی کہا جاتا ہے خیام اور خمریات میں ایسی مناسبت معلوم ہوتی ہے جیسے روح اور قالب میں۔

یہ حقیقت ہے کہ خمریہ شاعری کے سب سے زیادہ عناصر فارسی ادب میں اجاگر ہیں۔ دنیا کا کوئی دوسرا ادب خمریات سے اتنا مالدار نہیں ہے جتنا فارسی ادب، فارسی ادب میں خیام صرف خمریات کا بانی نہیں ہے بلکہ اس نے خمریہ شاعری کو اپنی آخری حدوں تک پہنچا دیا ہے۔

خیام کی خمریہ شاعری کا مقصد سرمستی اور ریاکارانہ مذہبی تنگ نظری کے خلاف چیلنج ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ موجودہ خوشی پر ہی اطمینان کیوں نہ کرلیا جائے۔ گوشت روٹی۔ جنگل کے حسین مناظر اور چاند سے چہرے والی حسینہ موجود ہو تو پھر شراب سے اپنی خوشی افزواں کرکے اور حسینہ کو سینہ سے لگا کر اپنے دل کی آگ کیوں نہ بجھائی جائے۔

وہ کہتا ہے یہ سبزہ و گل کی شادمانی پھر نہیں ملے گی۔ تو لطف اندوز ہو اس سے پہلے کہ تیری مٹی سے سبزہ اگے۔ خوش باش کیونکہ یہی شرط زندگانی ہے۔ شراب پی کر صنم کا طواف کر اور عمر نا مراد کا شکوہ مت کر۔

ریاض کی خمریہ شاعری کا فلسفہ بھی یہی ہے کہ دنیا میں جتنے دن زندہ رہا جائے خوش اسلوبی سے رہا جائے۔ جو کچھ گذر گیا ہے اس کو فراموش کردیا جائے۔ مستقبل کی فکر نہ کی جائے۔ حال کی نیرنگیوں میں مست رہنا چاہئے اور دنیا کی نیرنگیوں کے جال میں ہی ساقی ازل کے جمال کو پہچاننے کی کوشش کی جائے۔ انہوں نے شراب اور اس کے لوازمات کو اپنے خیالات اور جذبات کے اظہار کا ایک ذریعہ بنایا ہے۔ حالانکہ شراب کا ایک خطرہ بھی حلق سے نیچے نہیں اتارا۔

ریاض کی خمریہ شاعری کو ہم تین حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں (۱) شراب مجازی (۲) شراب حقیقی۔ (۳) شراب فطرت۔

ریاض کا معشوق شباب ہے جو شراب بن کر ایک ایک شعر سے چھلکتا نظر آتا ہے۔ شراب تو محض شباب کی ایک نقل ہے۔ نقل کا کمال یہ ہے کہ ٹھیک اصل کے مطابق ہو شباب کی ترنگ ریاض کی رگوں میں آخری عمر تک دوڑتی رہی۔ انسان اپنے منھ کی جھریوں۔ اعضاء کی کمزوریوں سے نہیں بوڑھا ہوتا ہے بلکہ اپنے خیالات کی پستی، جذبات کی ٹھنڈک سے بوڑھا ہوتا ہے ریاض کے احساسات و جذبات ایک جوان کی طرح ہر لمحہ سرگرم عمل رہے۔ یہی ان کی جاودان جوانی کا ثبوت ہے اور اسی ترنگ نے ان کو آخری لمحات میں بھی جوان رکھا۔

ریاض کا شباب بھی ان کی شراب ہے۔ انہوں نے شراب ہی کو اپنی زندگی و شاعری کا لب ولباب بتایا ہے۔

یہ کالی کالی بوتلیں جو ہیں شراب کی
راتیں ہیں انمیں بند ہمارے شباب کی

جس طرح ایک رند شراب پی کر مدھوش ہو جاتا ہے اور دنیا کے تمام احساسات سے بری ہو جاتا ہے اسی طرح ریاض اپنی جوانی کی ترنگ میں مست تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بدمست شرابی ہے۔ یہی شراب ان کے اشعار میں پورے طور سے نمایاں ہے۔

شیشے میں کس پری کو اتارا ریاض نے
بنت عنب ہے خوش مجھے کیا جواں ملا

وہ اپنے معشوق کے شباب کی تصویر اس طرح کھینچتے ہیں

چھلکائیں بھر کے لاؤ گلابی شراب کی
تصویر کھینچیں آج تمہارے شباب کی

ریاض کے شباب کو شراب میں بدلنے والی ان کی عشق کی فطرت ہے ۔ ریاض نے عشق کیا اور کامیاب عاشق رہے ۔ انہوں نے معشوق کے ہجر میں شراب پی کر اوقات کاٹنے کی کوشش نہیں کی ورنہ اپنے عشق میں سرشار ہو کر مست مئے شراب رہے بلکہ ان کا معشوق شباب ہے جو کہ اپنی تمام نیرنگیوں سے ان میں شراب کی سی مستی پیدا کرتا ہے ۔ ابھی شباب کی نیرنگیوں کو دیکھ کر کچھ لوگوں کو یہ بھی یقین ہو گیا کہ ریاض پیتے تھے لیکن یہ بالکل غلط ہے ۔

شعر میرے چھلکتے ہوئے ساغر ہیں ریاض
پھر بھی سب پوچھتے ہیں آپ نے مئے پی کہ نہیں

ریاض کا شباب بھٹی کی شراب کا رنگ لپٹے ہوئے ہے اور یہی شوخ رندانہ رنگ ان کے کلام میں زیادہ نمایاں ہے اس رنگ میں ریاض نے شراب اور اس کے لوازمات کی حسین و دلکش تصویریں کھینچی ہیں ۔ وہ صحن میخانہ میں کھیل کھیلے ہیں اور میخانوں میں انتہائی شوق و رندانہ شرارت کے حامی بن گئے ہیں ۔ ایسی چند تصویروں کی عکاسی کی جاتی ہے ۔

جام مئے توبہ شکن توبہ میری جام شکن
سامنے ڈھیر ہیں ٹوٹے ہوئے پیمانوں کے

ذرا شراب نوشی کا کمال تو ملاحظہ فرمائیے ۔

انکو شراب کی نوعیت سے کوئی واسطہ نہیں انکی رندان بلا نوشی میں گنتی ہے ۔

اچھی پی لی خراب پی لی جیسی پائی شراب پی لی

وہ شراب غم فردا کو دور کرنے کے لئے پیتے ہیں ۔ سچ تو یہ ہے رنج و غم سے نجات — بادۂ جاں فزا سے ہوتی ہے انکو شراب سے عشق حقیقی ہے انکو شراب سے محبت موت کے بعد بھی رہتی ہے ۔

بعد توبہ بھی یہ پھینکا نہیں جاتا ہم سے
ہم لئے بیٹھے ہیں ٹوٹے ہوئے پیمانے کو
بعد مرنے کے تعلق ہے یہ میخانے سے
میرے حصے کی چھلک جاتی ہے پیمانے سے

شراب حقیقی

ریاض کی شراب بادۂ عرفاں سے لبریز ہے ۔ جس کے مختلف پہلو انکی شاعری میں نمایاں ہیں ۔ آتش تر یعنی ریاض رضوان کے حصہ اول کی پہلی غزل کے پہلے شعر سے شراب معرفت جھلک رہی ہے ۔

یہ ذوق ادب مست مئے ہوش ربا کا
لغزش ہے قلم کو جو لکھا نام خدا کا

ذرا دعا کا نازک پہلو بھی ملاحظہ ہو ۔

کیا تجھ سے ترے مست نے مانگا میرے اللہ
ہر موج شراب اٹھ کے بنی ہاتھ دعا کا

ریاض کی شراب معرفت کے پورے اشعار کا جواب صرف ایک شعر ہے جس پر مولوی سبحان اللہ صاحب نے کئی ہزار روپیہ انعام دیا تھا ۔ شعر ملاحظہ ہو :

گل مرقعے ہیں ترے چاک گریبانوں کے
شکل معشوق کی ہے انداز ہیں دیوانوں کے

ریاض کی شراب معرفت کا درجہ بہت بلند ہے اسکی عظمت میں کوئی شک نہیں ۔ ان کی شراب حقیقی کے چند مرقعے پیش کئے جاتے ہیں ۔

بنائے کعبہ پڑتی ہے جہاں ہم خشت خم رکھ دیں
جہاں ساغر پٹک دیں چشمہ زمزم نکلتا ہے
ارے واعظ کہاں کا لامکاں عرش بریں کیا
چڑھی ہوتی جو کچھ تو ہم خدا جانے کہاں ہوتے
ریاض میکدے میں کیا آتے ہیں کوئی فرشتہ آجاتا ہے
ریاض آئے تو لوگوں نے میکدے میں کہا
کہاں یہ آج بزرگ فرشتہ خو آئے

اور اس فرشتہ خو کے لئے حور کے دامن میں چھانی جاتی ہے
پینے آئے تو فرشتہ خو ریاض ۔حور کے دامن میں چھانی جائے گی

ریاض شراب معرفت میں اتنا ہی کامیاب ہیں جتنا شاعری کے کسی دوسرے موضوعات میں کامیاب نظر آتے ہیں ۔

شراب فطرت

ریاض کی تیسری قسم کی شراب نیچر کے پیمانوں میں مستور ہے ۔ وہ نیچر کی نیرنگیوں میں شراب کی مستی محسوس کرتے ہیں ۔

در کھلا صبح کو پو پھٹتے ہی مئے خانے کا
عکس سورج ہے چمکتے ہوئے پیمانے کا

بہار کا موسم مست ہوائیں ۔ پھولوں کی خوشبوان کو شراب نوشی کی طرف راغب کرتی ہیں ۔

کیا کیا خوشامدیں ہیں کہ پی لوں بہار میں
سرپر یہ ٹکڑے ابر کے کیوں چھائے جاتے ہیں

جب وہ بے خوشی سے سرشار ہوگئے تو بلبل کو بھی فطرت کی شراب سے پیاس بجھانے کی تلقین کرتے ہیں۔

پھول شبنم کے بنے مئے کے پیالے بلبل
اوس سے اپنی لگی آج بجھالے بلبل

خیام اور ریاض کی شراب فطرت میں کچھ مشترک عناصر پائے جاتے ہیں خیام کہتا ہے کہ زمانہ شباب پر ہے۔ فصل گل ہے اور سہونتوں کا بھی ہجوم ہے۔ شراب پر بھی یوبن چھائی ہوئی ہے۔ وہ کہتا ہے ایسے موسم میں ایسا کیا جام دے کیوں کہ اس دور رحمت میں ہم کو دیر و حرم سے کوئی کام نہیں رہ جاتا ہے۔

ریاض کے یہاں بھی شراب کی انتہائی سرمستی پائی جاتی ہے۔ وہ بھی ایسے ماحول میں بغیر مئے نوشی کے نہیں رہ پاتے جو کہ صرف ان کی شاعری تک محدود ہے اور ان کا جام، جام کوثر میں ڈوب جاتا ہے ۔

اتری ہے آسمان سے جو کل اٹھا تو لا
طاق حرم سے شیخ وہ بوتل اٹھا تو لا

خیام کو موسم کی نیرنگیاں اور حسین فضائیں پینے پر مجبور کرتی ہیں۔ جب پانی برس کر نکل گیا ہو اور نسیم روح فزا چل رہی ہو بلبل پھولوں پر چہک رہی ہوں تو وہ بادہ خواری کے لئے مجبور ہے۔

ریاض بھی خیام سے ایک دو قدم آگے بڑھ کر کہہ اٹھتے ہیں۔

کس مزے کی ہوا میں مستی ہے۔ کہیں برسی ہے آسماں سے آج

خیام نیچر کے حسن سے بے تاب ہوجاتا ہے۔ جب کہ چاند پورے شباب پر ہو اور حسن ازل کی رنگینیوں سے اتنا مست ہوجاتا ہے کہ اپنے کو پھولوں اور ستاروں کے ساتھ ناچتا ہوا پاتا ہے اس طرح نیچر کے حسن سے اپنی روح کی ہم آہنگی پیدا کرتا ہے اور اسی کو وہ مست سمجھتا ہے۔[۴]

ریاض نے کس خوش اسلوبی سے ایسے تمام جذبات و خیالات کو ایک ہی شعر میں ادا کردیا ہے۔

جام ہے دست یار میں، یار ہے لالہ زار میں
پھول اڑے بہار میں، پھول مہکے بہار میں

ریاض کی شراب فطرت ہر موسم کو موسم بہار بنائے رکھتی ہے۔ ہر ملک میں موسم بہار ایک خاص زمانے کا نام ہے۔ مگر ریاض نے موسم بہار ایسا وسیع بنادیا کہ جس کو جب جتنی دیر کے لئے یکسوئی ہوجائے وہی اس کا موسم بہار ہے۔

مئے نوش جس کو کہتے ہیں موسم بہار کا
اک وقت ہے وہ دختر رز کے نکھار کا

ریاض اور حافظ کی شاعری کا موازنہ کیا جائے تو یہ واضح ہوجائیگا کہ حافظ کی سرخوشی یا سرمستی میں جو ہدایت یا وزن یا گہرائی ملتی ہے۔ وہ ریاض کے یہاں نہیں ہے۔ ریاض جب تک صراحت نہیں کردیتے ان کا مجاز حقیقت کی طرف رہبری نہیں کرتا۔ حافظ کا مجاز بھی حقیقت کا سا معلوم ہوتا ہے۔ ریاض کی معرفت میں حافظ کی ایسی پختگی نہیں ہے۔ بہر حال اتنا مسلم ہے کہ فن کی حیثیت سے خمریات کو اردو شاعری میں سب سے پہلے ریاض نے رواج دیا۔

ریاض کی شراب حقیقی کا اصغر کی شاعری سے موازنہ کرنے پر یہ واضح ہوجاتا ہے کہ اصغر کی خمریات کا محرک جوش مستی ہے حضرت اصغر کو اردو کا حافظ کہا جاتا ہے تو بجا ہے اور ریاض کو خیام الہند کہا جاتا ہے تو بالکل درست ہے ریاض اور اصغر میں وہی دوری ہے جو خیام اور حافظ میں۔

اصغر کے پیمانے میں شراب معرفت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے جس کو انہوں نے مختلف رنگ کے ظروف میں پینے اور پلانے کی کوشش کی ہے۔ اصغر کے یہاں تصوف اپنی آخری حدوں میں ہے جس کو ایک صوفی ہی سمجھ سکتا ہے جب ریاض عوام کے شاعر ہیں اور انکی رندانہ شاعری عام فہم اور معیاری ہے۔

ہندی ادب میں ہم بچن کی خمریہ شاعری کو ریاض کے ہم خیال پاتے ہیں۔ اگر بچن کی خمریہ شاعری کا پورے طور سے جائزہ لیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ بچن کی مراد ساقی سے خدا اور میخانہ سے اس کا نظام اور پیالہ سے مراد فطرت یا خدائی نظام کے اجزاء ہیں اور شراب سے مطلب جذبہ مستی ہے اس پاکیزہ شراب کا پینے والا انسان ہے۔ انکے خیال سے یہ شراب کی خوبی ہی ہے کہ ایک المست جس کا دل شراب معرفت سے بھر پور ہے اس کی نظروں میں مسجد۔ مندر۔ اور گرجا سب ایک ہیں اور اس کی منزل مقصود صرف خدا ہے۔

جس طرح سے ریاض شراب سے کھیلتے نظر آتے ہیں کیونکہ انہوں نے خود کبھی نہیں پی۔ اسی طرح بچن کی شراب الفاظ ہی تک محدود ہے۔ ان کے خیالات میں گہرائی کی کمی ہے۔

ریاض کی خمریہ شاعری کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں جوش و سرمستی اپنے انتہائی کمال پر موجود ہے۔

شرر طور ہے جو موج ہے پیمانے میں
بجلیاں کوندتی ہیں آج تو میخانے میں

س میں شک نہیں کہ انکی خمریات میں شگفتگی بیان اور بلند روازی کے نادر نمونے پائے جاتے ہیں جو اس رندانہ سرمستی کا رنگ اور چوکھا کر دیتے ہیں ۔

ز اتنی تو ہو بیان میں واعظ شگفتگی

ہم رندیوں کے قلقل مینا نہیں جسے

ریاض کے کلام میں دوسرا نمایاں عنصر شوخی ہے ریاض کی شوخی اس وجہ سے لطیف ہے کہ اس کی تہہ میں کوئی فلسفہ یا تلقین نہیں ہے اور نہ یہ پھکڑ پن لئے ہوئے ہے ۔

وہ کون لوگ ہیں جو نئے ادعار لئے ہیں

یہ مئے فروش کو کوئی ادھار لینے دے ہیں

ریاض کی خمریہ شاعری میں مصوری کا رنگ کوٹ کوٹ کر بھرا ہے ۔ مثال کے لئے شعر ملاحظہ ہو ۔

محتسب آیا تو میں خم پر گرا

خم گرا ۔ مینا گرا ۔ ساغر گرا

اس شعر میں محتسب کے آنے پر مئے خانہ کے لوازمات کی عکاسی کی گئی ہے ۔

شراب اور اس کے متعلقات پر قریب قریب ہر شاعر نے کچھ نہ کچھ لکھا ہے مگر ریاض نے اس خوبی سے اس موضوع پر طبع آزمائی کی ہے کہ انکا حصہ ہوگیا ہے ۔ ریاض کے جذبات اپنے جذبات معلوم ہوتے ہیں اس وجہ سے بعض لوگوں کو شبہ ہوتا ہے کہ ریاض نے اس آب آتشیں کو ضرور منہ لگایا ہوگا مگر ایسا نہیں ہے ۔ ریاض کی رندانہ شاعری دنیائے ادب میں بڑی لطیف اور مسرت انگیز چیز ہے وہ اردو ادب کے خیام ہیں ۔

* * *

صفحے ۲۴ سے آگے

کاشت کے دوسرے سال میں ۔ ہزار روپئے فی ہیکٹر کے حساب سے منافع کمایا گیا ہے ۔ نا دلنند میں کاشتکار اسکی کاشت سے دلچسپی رکھتے ہیں ۔ امور تحقیق کی علاقائی لیباریٹری واقع جموں نے اچھی کوالٹی کی ھاپ بیل اگانے کے لئے کوششیں کی ہیں ۔ یہ بیل شراب کی تیاری میں کارآمد ہے ۔ ان کوششوں سے اسکی کاشت بھارت میں ممکن ہوسکی ہے ۔ اندروں ملک ادی گئی بیل باہر سے آنے والی بیل کا مقابلہ کرتی ہے ۔ کشمیر کے کاشتکاروں کی کھمبی کی کاشت سے بھی دلچسپی بڑھ رہی ہے ۔ سڑکوں پر اب پرانے قسم کی بیل گاڑیاں وہاں دیکھنے کو نہیں ملتیں ۔ سائنس سے متعلق بھارتی ادارے واقع بنگلور نے بیل گاڑی کا نیا ڈیزائن تیار کیا ہے ۔ ایک اور لیباریٹری نے سائیکل رکشا کے لئے نئے قسم کے ھب تیار کئے ہیں ۔ اسطرح رکشا چلانے والوں کو تمام راستے پیدل چلانے نہیں پڑتے ۔ اس میں ایک سادہ قسم کا انجن نصب ہوسکتا ہے ۔

تعمیر مکانات کے سلسلے میں بھی سائنس سے مختلف طرح کے فائدے اٹھائے گئے ہیں ۔ گارے مٹی سے بنائے جانے والے مکانات پر تھر کول لیپ دینے سے ان میں جراثیم اور کیڑے مکوڑے داخل نہیں ہوسکتے ۔ پرائمری اسکولوں کی عمارتوں کے لئے پہلے سے تیار کئے گئے عمارتی ڈھانچوں سے کام لیا گیا ہے ۔ اسطرح تعمیر مکانات کی لاگت میں نہ صرف ۲۰ فیصد کی کمی آئی ہے بلکہ انکو تیزی سے تیار کیا جاسکا ۔

روڑکی میں واقع عمارات کے سلسلے میں تحقیق کے مرکزی ادارے نے ادنی مٹی سے اعلی قسم کی اینٹیں تیار کی ہیں ۔ اس مٹی میں نمک اور کوئلے کی راکھ ملادی جاتی ہے ۔ ہریانہ میں شور مٹی میں ان اجزا کو ملا کر اعلی قسم کی اینٹیں تیار کی گئی ہیں ۔ اب کوریا کاندلہ اور بنگلور میں اسی طرح کی مٹی سے اعلی قسم کی اینٹیں تیار کرنے کا عمل جاری ہے ۔

سائنسی ترقی کے عمل سے عوام کو وابستہ کرنے کی ضرورت ہے ۔ سائنس کے نظام کو فروغ دینا ضروری ہے اور مقامی وسائل کی مدد سے عام آدمی کے مسائل کو حل کرنے کی ضرورت ہے ۔

* * * * *

شری جے وینگل راؤ چیف منسٹر نے حیدرآباد میں ۱۳ مارچ کو ایک هفته تک منائے جانے والے تلگو فیسٹیول کا افتتاح کیا ۔ تصویر میں شری پی رنگا ریڈی وزیر فینانس بھی دیکھے جاسکتے ہیں ۔
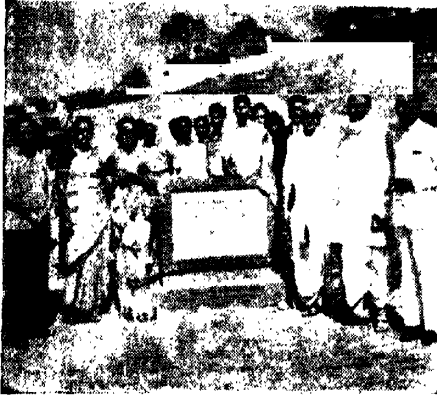
شری جے وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے ۳۱ مارچ کو حیدرآباد میں "شری وینکٹیشورا کلا نیندر،، کا سنگ بنیاد رکھا ۔ شری پی رنگا ریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے تقریب کی صدارت کی تصویر میں شریمتی راجیم سنہا ناظم اطلاعات بھی دیکھی جاسکتی ہیں ۔

خبریں تصویروں میں

شری جے وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے ۳۱ مارچ کو امیر پیٹھ میں خواتین کے ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کے سنگ بنیاد کی تنصیب کے بعد ایک میٹنگ سے خطاب کررہے ہیں۔ تصویر میں شریمتی لکشمی دیوی وزیر بہبودی خواتین اور شری پی رنگا ریڈی وزیر فینانس بھی دیکھے جا سکتے ہیں ۔

شری جے وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے ۳۱مارچ کو نظام آرتھو پیڈک هسپتال حیدرآباد میں نظامس انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل اسپشالٹیز کا افتتاح کیا ڈاکٹر این بھگوان داس چیف سکریٹری حکومت آندھرا پردیش ، شری کے ۔ وی ۔ کیشولو وزیر هینڈ لومس شری کے ۔ راجملووزیر صحت و طبابت " شری سوریه نارائن راجووزیر اوقاف بھی تصویر میں دیکھے جاسکتے ہیں ۔

وقار اقبال

گینڈا

ھندوستان میں جنگلی جانوروں کی بے شمار قدرتی پناہ گاھیں (Sanctuaries) ھیں جو سرکاری طور پر محفوظ کرلی گئی ھیں ۔ انہیں دیکھنے کیلئے ھر سال بیرونی ممالک سے ھزاروں سیاح (Tourists) ھندوستان آتے ھیں ۔ ان سرکاری پناہ گاھوں میں بعض خاص اقسام کے جانور دیکھنے سے تعلق رکھتے ھیں ۔

جسطرح گجرات میں گیر کے جنگلات شیر ببر (Lions) کیلئے شہرت رکھتے ھیں اور ان کو محفوظ کرلیا گیا ھے اسی طرح سے آسام میں کازی رنگا کے جنگل کو بطور ایک پناہ گاہ کے محفوظ کرلیا گیا اس وقت وھاں صرف ایک درجن گینڈے موجود تھے جن کی نسل ناپید ھوتی جارھی تھی لیکن ۱۹۶۶ ع کے اعداد و شمار سے ظاھر ھوتا ھے کہ اب ان کی تعداد ۳۷۰ تک پہنچ چکی ھے ۔

دریائے برھم پتر کے دھانے اور اس کے دوسرے رخ پر واقع سر سبز و شاداب پہاڑی سلسلوں کے درمیانی علاقوں میں جو سرکاری محفوظ جنگل موجود ھیں ان کا رقبہ ۱۶۰ مربع میل ھے یہ جنگل ساری دنیا میں شہرت رکھتے ھیں ۔ ان پناہ گاھوں میں گینڈے کے علاوہ دیگر اقسام کے جانور بھی پائے جاتے ھیں ۔

پہلے ان سرکاری پناہ گاھوں میں بعض لوگ چوری چھپے شکار کھیلا کرتے تھے اب حکومت کی جانب سے اس طرح کے شکار کا سختی کے ساتھ سدباب کردیا گیا ھے ۔

اس ماقبل تاریخی جانور کا شکار کسطرح کیا جاتا ھے یہ ایک دلچسپ امر ھے ۔ گینڈے کو سب سے پہلے اسکے سینگ کے لئے مارا جاتا ھے ۔ ایشیا کے اکثر مقامات کے لوگوں میں ایک عقیدہ یہ ھے کہ خشکی پر رھنے والے گینڈے کا سینگ غیر معمولی طور پر مضبوط ھوتا ھے اسلئے اسکے سینگ دنیا بھر میں جانوروں سے حاصل کی جانے والی قیمتی اشیاء میں سے ھیں ۔ اوسط سائز کے سینگ کی قیمت بھی ممباسا یا کسی ھندوستانی بندرگاہ پر ۳۰۰ روپئے سے کم نہیں ھوتی اور پھر اسے دو بارہ مشرق میں ۱۴۰۰ روپئے تک فروخت کیا جاتا ھے ۔ غیر قانونی طور پر اسکی تجارت بہت بڑھ گئی ھے ۔

گینڈا گو ایک خوشنما جانور نہیں ھے لیکن پھر بھی اسکی نسل ناپید ھوتی جارھی ھے ۔ اسکی اھمیت بڑھتی جارھی ھے اور وہ ایک نایاب جانور بنتا جا رھا ھے ۔

گینڈا قد میں بازوں سے تلووں تک چھ فٹ اونچا اور ناک سے دم تک ۱۲ فٹ لمبا ھوتا ھے ۔ اس کا آگے کو نکلا ھوا برچھا نما سینگ اسکے غیر متناسب سر میں لگا ھوتا ھے ۔ افریقی گینڈے کے دو سینگ ھوتے ھیں ۔ ایک چھوٹا اور ایک بڑا ۔ گینڈا بظاھر مضبوط نظر آتا ھے لیکن نفسیاتی طور پر وہ بہت جلد پریشان ھوجاتا ھے ۔ اسکو بہت جلد غصہ آتا ھے اور بہت جلد یہ اتر بھی جاتا ھے ۔ اگر وہ کسی کی موجودگی محسوس کرتا ھے تو بھاگ جاتا ھے اور فوراً نظروں سے غائب ھو جاتا ھے ۔

افریقہ میں پائے جانے والے جانوروں میں گینڈے کا نام سر فہرست ھے مگر اب وھاں بھی اس کی نسل ناپید ھوتی جارھی ھے ۔ پچاس سال پہلے گینڈے افریقہ میں عام طور پر دیکھے جاتے تھے ۔ نشیبی علاقوں میں اور پہاڑی جنگلوں میں ان کے جھنڈ کے جھنڈ نظر آتے تھے لیکن اب ان کی تعداد صرف ۵۰۰ تک رہ گئی ھے اور دن بہ دن گھٹتی جارھی ھے ۔ گینڈے کی ایک اور نسل ھوتی ھے ۔ "سفید گینڈا"، سفید گینڈا بہت کمیاب اور خطرناک ھوتا ھے ۔

گینڈا ھاتھی کے بعد روئے زمین کا سب سے زیادہ لحیم و شحیم جانور ھے جنوبی افریقہ اور دریائے نیل کے آس پاس کے علاقوں میں اور کانگو کے جنگلات میں گینڈے کثرت سے ملتے ھیں ۔ سفید رنگ کے گینڈے کو پہلوان کشتی لڑنے کی تربیت بھی دیتے ھیں ۔ جنوبی افریقہ میں پہلوان اور سرکاری پناہ گاھوں کے نگران اشخاص خطرناک اور کمیاب سفید رنگ کے گینڈوں کو چھ مہینوں کے اندر کشتی لڑنا سکھا دیتے ھیں کالے رنگ کے گینڈوں کو بھی تربیت دی جاتی ھے ایک بار تربیت پانے پر وہ شائستہ بن جاتا ھے اور اپنی غذا بھی اپنے تربیت دھندہ

کے ہاتھ سے ہی کھاتا ہے اگر وہ اسکے کان کی مالش کرے یا اسکا پیٹ تھپتھپائے تو وہ خاموش کھڑا رہتا ہے ۔

گینڈا کس قدر اضطرا بی فطرت کا حامل ہوتا ہے ۔ اور بعض وقت اپنی اس فطرت کے باعث خطرناک قسم کے نقصانات پہنچا سکتا ہے ۔ اسکے پیر حد سے زیادہ مضحکہ خیز ہوتے ہیں جو اتنے بڑے جسم پر بہت ہی چھوٹے ہوتے ہیں ۔ اسکی جلد بہت ڈھیلی ڈھالی ہوتی ہے اور جسم پر ہمیشہ لٹکتی رہتی ہے ۔ اسکی قوت سماعت اور قوت شامہ بہت تیز ہوتی ہے لیکن اس کا ذہن بہت کند ہوتا ہے ۔ ہاتھی یا بھینسہ انسان کو دیکھ کر ہٹ جاتے ہیں لیکن گینڈا نہیں ہٹتا اور کسی چیز کی موجودگی کا احساس اسے اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک وہ اس سے ٹکرا نہ جائے ۔

گینڈا کافی پھرتیلا جانور ہوتا ہے ۔ وہ ۳۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے ۔ اور ڈھلوان پہاڑیوں پر بھی منٹوں میں چڑھ جاتا ہے وہ موٹر کار یا ٹرک پر بھی حملہ کرسکتا ہے اور اپنے سینگ سے پاش پاش کرسکتا ہے ۔ بعض اوقات وہ بھاپ سے چلنے والے انجنوں کے مقابلے میں بھی ڈٹ جاتا ہے مگر یہ مقابلہ بے جوڑ ہے ۔ ایک جاندار کا مقابلہ مشین سے کیسے ہوسکتا ہے ۔

کالے رنگ کا گینڈا بہت جوشیلا ہوتا ہے اس میں شہوانیت کا جذبہ بہت زیادہ ہوتا ہے ۔ اندھیری راتوں میں ستاروں کی روشنی سے وہ بہت زیادہ جنسیاتی ہوجاتا ہے اور اپنے اندر ایک سرور کی کیفیت محسوس کرتا ہے تب وہ درختوں اور چٹانوں سے ٹکریں مارتا ہے اور بہت دیر کے بعد معمول پر آتا ہے۔ مادہ ڈیڑھ سال تک حاملہ رہتی ہے اور پھر ۶۰ پونڈ کا بچہ جنم دیتی ہے جو دو سال تک اپنی ماں کا دودھ پیتا ہے ۔ ۵ سے ۷ سال تک کی عمر میں وہ جوان ہو جاتا ہے۔اسکا جسم مضبوط پتھر جیسا بن جاتا ہے اور وہ تنہا آزاد زندگی بسر کرنا شروع کردیتا ہے۔ اگر دو گینڈے آمنے سامنے ہوجائیں تو اتنی گھمسان کی لڑائی ہوتی ہے کہ دونوں میں سے ایک مرجاتا ہے یا دونوں مرجاتے ہیں ۔

گینڈا افریقہ کے تمام قدرتی خطوں میں پایا جاتا ہے ۔ دھوپ کی شدت سے جلنے والے صحرا سے لیکر ۱۲۰۰ فٹ اونچی برفانی ٹھنڈی چوٹیوں پر بھی گینڈے ملتے ہیں ۔

گینڈا ایسے علاقوں میں بھی زندہ رہ سکتا ہے جہاں پانی کا قحط ہو ۔ وہ ایسے علاقوں میں رس بھری جھاڑیوں کے پتوں اور پھلوں پر گزر بسر کرتا ہے لیکن اب افریقہ میں گینڈے پائے جانے والے علاقے بہت کم رہ گئے ہیں ۔

گینڈے کا ساتھی ایک پرندہ (Tic-Bird) ہوتا ہے ۔ یہ گینڈے کی پیٹھ پر بیٹھکر اسکی کھال کو نوچتا ہے اور اس میں سے رستا ہوا خون پیتا ہے اگر گینڈے کا شکاری آجائے تو یہ پرندہ ایک آواز نکال کر گینڈے کو با خبر کرتا ہے ۔ شکاری (Tic-Bird) کو دیکھ کر یہ اندازہ لگا لیتے ہیں کہ اس مقام پر گینڈا موجود ہے ۔ شکاریوں کو اکثر ان ہی پرندوں سے گینڈے کی نشان دہی ہوتی ہے ۔ انسان یا دیگر جانداروں کی طرح گینڈا قدرتی دشمن نہیں رکھتا لیکن انسان گینڈے جیسے جانور کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہے جو کسی کا دشمن نہیں ۔ شکاری گینڈے کو بھی زہر آلود تیروں اور بھالوں سے انتہائی بے رحمی سے مارتے ہیں ۔ تار کا ایک پھندا لکڑی کے بڑے بڑے کندوں میں لگا کر کندوں کو اسکی دم سے باندھ دیتے ہیں اور گینڈا اسے لے کر بھاگتا ہے ۔ بھاگتے بھاگتے اتنا تھک جاتا ہے کہ بیٹھ جاتا ہے تب شکاری اسکے سینگ کو سر سے الگ کردیتے ہیں اور بعد میں اسکے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کردیتے ہیں ۔

گینڈا یقیناً ایک قیمتی جانور ہے اور ہمیں اسکی حفاظت کرنی چاہیئے اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہماری آنے والی نسلیں اسکو نہ دیکھ سکیں گی اور روئے زمین سے اس سینکڑوں برس پرانے اور عجیب و غریب حیوان کا خاتمہ ہوجائے گا ۔

* * * *

میراوطن

نظم

جعفر رضا عمران

یہ نرگس اور نسترن ،
گلاب ، سرو ، یاسمن

جوان کلی کا بانکپن
گلوں کا چاک پیرہن

نسیم صبح موجزن
یہ اوس اور یہ کرن

نجوم جیسے ضو فگن
یہ برگ گل در عدن

روش،روش، چمن چمن
یہ مہر خان و سیم تن

یہ مصحفان جان تن
حسین حسین ، مگن مگن

جوان وپیر ومرد و زن
نفس نفس بدن بدن

بہ لحن، دل ہے نغمہ زن
مرا وطن مرا وطن

یہ اپنا دیش ، اپنا گھر
یہ سر زمین سیم و زر

یہ نہر ، وادیاں ، نگر
یہ شہر و دیہ خوب تر

ترقیوں کے لیے شکھر
یہ آبشار تیز تر

یہ کہکشاں سی رہگزر
نجوم ، نور کے گہر

یہ سلگجی شب قمر
یہ جاگتی ہوئی سحر

یہ نقش و رنگ بام و در
یہ خشک وتر شجر حجر

یہ کوہ و دشت و بحر و بر
یہ آب و خاك و عرش وفر

زباں پہ ہے یہی بھجن
مرا وطن مرا وطن

کلی کلی ہے مہ بھری
گلوں پہ ہے شگفتگی

نظاروں میں ہے دلکشی
بہاروں میں ہے تازگی

قدم قدم پہ ہے خوشی
ضیائیں یہ نجوم کی

یہ رقص تن نوئی پری
فضاؤں میں ہے نغمگی

برس رہی ہے روشنی
یہ بو ہے جیسے شہد کی

یہ زرد زرد چاندنی
یہ سرد سرد روشنی

یہ صبح نو سنہری سی
یہ جلوہ ریز زندگی

” یہ کیف و رنگ و انجمن ،،
” مرا وطن مرا وطن ،،

بہ عہد یک صدا و دم
بہ یک نفس بہ یک قدم

یہ اپنا عزم ہو بہم
نہ اپنا سر کہیں ہو خم

وقار اپنا ہو نہ کم
زمین رشک صد ارم

یہ ارض پاك و محترم
نہونے دیں لہو سے نم

نہونے دیں شکار غم
اٹھا ہو اپنا ہر قدم

براہ عزت و حشم
بزور و محنت ا تم

بہ سمیت جادۂ خرم
بہ نظم نو بہ یک ہمم

یہ کہہ رہا ہے سب کا من
مرا وطن مرا وطن

* * * *

موہن حان شوق

نشاط غم کا شاعر

طالب رزاق

دکن میں اردو غزل زندگی ، حیات اور حرکت سے آشنا اور سرشار رہی ہے۔ محنت اور محبت کے ساتھ ساتھ دکن کے غزل گو سخنوروں نے غزلیہ شاعری میں فکر و انبساط ، نشاط و غم ، تمنا اور آرزو ، وصال اور لذت فراق غرض ہر موضوع پر خوب سے خوب تر انداز میں طبع آزمائی کی ۔ عہد عثمانی میں قیام جامعہ عثمانیہ کے بعد دکن میں غزل " شعر گفتن به معشوق،، نہ رہی ، زندگی اور اسکے نشیب و فراز سے اسکا سامنا ہوا ۔ مسائل حیات ، مسرتیں ، رنجش اور تمنائیں غزل کے موضوعات بنتے گئے۔ اور ایک قافلہ چل نکلا ۔ اساتذہ میں صفی اورنگ آبادی، فانی بدایونی ، علی اختر ، علی منظور ، نجم آفندی اور حیرت بدایونی اور جدید سخنوروں کا ایک کاروان رنگ و نور سخن سرا تھا ، جن میں عثمانئیں کے با کمالوں میں مخدوم محی الدین، صاحبزادہ میکش ، سکندر علی وجد ، عبدالقیوم خاں باقی ، امیر احمد خسرو ، کنول پرشاد کنول ، تحسین سروری کے علاوہ شاہد صدیقی ، سلیمان اریب ، نظر حیدر آبادی ، اوج یعقوبی ، سعید شہیدی ، کے دوش بدوش طالب رزاق ، قمر ساحری اور پھر ابن احمد تاب ایسے مقبول عوام شاعر شامل تھے جن سے حیدرآباد کی شعری و ادبی سرگرمیاں عبارت تھیں ۔ اس قافلے کے کتنے ہی سخنور اللہ کو پیارے ہوئے ۔ دکن کی بساط سخن ان کا آج بھی خلا محسوس کرتی ہے ۔ جناب طالب رزاق اس سلسلہ سخن کی اہم کڑی تھے ۔

محمد قطب الدین حسن ، طالب رزاق اب سے ۵۰ سال ۸ ماہ پہلے یکم جولائی سنہ ۱۹۲۱ع کو خودی اور خدا شناس گھرانے میں پیدا ہوئے حیدرآباد انکا وطن ہی نہیں ، یہاں کی تہذیب ، یہاں کی شائستگی ، صبر و قناعت ، اور مزاج اور فکر کی اصابت و غم شناسی کا مامن اور مرکز بھی تھا ، آبا و اجداد کا وطن دریا باد ضلع بارہ بنکی (اتر پردیش) رہا ہے ۔ خاندانی شرافت ، خدا شناسی اور فقر و فاقہ میں سرمستی و رندی طالب رزاق کو گویا ورثہ میں ملی تھی ۔ جسے تادم واپسیں عزیز رکھا ۔ صاحب طرز ادیب ، عالم بے بدل ، صحافی صف شکن فلسفی بے بدل ، حضرت عبدالماجد دریابادی ، جناب طالب رزاق کے عم گرامی اور انکی صحت مند فکر سخن انکی یادوں کو زندہ جاوید بنائے رکھنے کے لئے اہم شناخت نامہ ھیں ۔ جناب طالب رزاق نے زمانے کے رواج کے مطابق والدین کی نگرانی میں ابتدائی تعلیم حاصل کی ، اردو ، فارسی کے علاوہ دینی لٹریچر اور فطری رجحان اور شعر و ادب سے لگاؤ کے پیش نظر کلاسیک سے خود کو سنوارا ۔ حیدر آباد کے ستھرے تہذیبی ماحول سے تاثر قبول کرتے ہوئے خود کو شعر و سخن سے وابستہ کرلیا ۔ علم شعر سے آگہی حاصل کی ، اساتذہ سے انتساب کیا ۔ اولا فانی بدایونی کے آگے علم شعر کی تعلیم حاصل کی ، صلاح و مشورہ سے انکے جوہر کھلے ، کلام فانی کو یوں جذب کیا کہ خود نشاط غم بن گئے ۔ عروض و بلاغت کے اسباق علامہ حیرت بدایونی نے از بر کرائے ۔ فہم و دانش اور کم آمیزی نے غور و فکر کا عادی بنایا ۔ اساتذہ سے جو سیکھا سینے سے لگائے رکھا ۔ قدم قدم پر دل و دماغ سے پوچھ پوچھ کر زندگی کے مسائل اور آداب عشق کے نکتوں کو قافیہ و ردیف کا پابند بنا کر غزل کے سانچے میں نگینوں کی طرح جڑنے کا ہنر سیکھا ۔ نا مساعد زندگی کو سنوارنے کے جتن کئے ، شعر میں آرزؤں ، تمناؤں اور خواھشوں کو برتا اور یوں برتا کہ جس نے بھی بڑھا یا سنا جی جان سے فدا ہوگیا ۔ زندگی عسرت میں گزری مگر غزلیہ شاعری اور سوز و نغمہ کی دولت وافر بھی پائی ، سود و زیاں ، نفع و ضرر دونوں سے نباہ رہا ۔ مسکراتے ہوئے غموں کو سہنے کی ادا ، جناب طالب رزاق کی پوری شاعری کا محور ہے ۔ وہ اس منزل پر فانی کی شاعری کی راہ پہنچے اور ایسے کئی شعر یاد گار چھوڑ گئے ۔

اس حسین خوبصورت زمانے میں ہم سہل سمجھے تھے جینا خدا کی قسم
غم میں جینا پڑا ، زخم سینا پڑا ، زہر پینا پڑا زندگی کے لئے
کچھ پتہ ہے تجھے کیا ہے رنگ جہاں ، کچھ خبر ہے تجھے تیرے طالب یہاں
مسکراتے ہوئے کتنے غم سہہ گئے ، اے صنم ایک تیری خوشی کے لئے

طالب رزاق نے تقریباً ۳۰ سال شعر کہے ، مشاعروں میں
ر کت کی اور بے پناہ داد و تحسین حاصل کی وہ ادبی اور تہذیبی
لقوں میں قدر کی نگاہوں سے مدعو کئے جاتے رہے ۔ قدیم و
دید ہر مکتب فکر نے انہیں چاہا ۔ زندگی کو مسرتوں سے
مکنار کرنے میں روایتی شاعروں کی طرح طالب صاحب نے
رجہ نہیں کی اور تادم آخریں ، نکبت و افلاس میں زندگی
زاری ، تلامذہ یا قدر داں وقتاً فوقتاً اعانت کیا کرتے اور جیسے
یسے بسر ہوتی ۔

طالب صاحب نے نظمیں بھی لکھیں ، قومی اور سیاسی
وضوعات کو بھی چھوا ، غزل تو انکی محبوب صنف ہی تھی ۔
زاجاً اور مسلک کے اعتبار سے وہ اسلامی ذہن کے حامل تھے ،
بیعت میں خاکساری ، انکساری اور تنہائی تھی ، بہت کم
فلوں میں شریک ہوتے ، اگر مشاعروں میں آتے بھی تو
ناموش رہتے ، کلام سنا کر رخصت ہو جاتے ۔ گروہ بندی اور
وڑ توڑ جیسے جانتے ہی نہ تھے ۔ احباب سے ملاقاتیں ہوتیں
و صاحب سلامت سے آگے نہ بڑھتے ، کافی محتاط رہتے اور اگر
م خیال ہو تو دل کھول کر باتیں کرتے ۔

تقریباً ڈیڑھ سال کینسر کے مہلک مرض سے مقابلہ کرتے
ہے ۔ جامی اور اریب کے بعد اس مرض نے آخر کار طالب
ماحب کو بھی لقمہ اجل بنا یا ۔ ۳۱ ۔ ڈسمبر ۱۹۷۵ ع کو
الب صاحب نے وفات پائی اور بقول شاعر ع
" عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا "
سماندوں اور احباب نے آنسو بہائے اردو غزل کا
ایک زرین ورق نم دیدہ ہوا ۔ دل فگاروں اور
لداروں نے میت اٹھائی ، اللہ باقی من کل فان ۔ طالب صاحب
پرد خاک ہوئے ۔ آخری دنوں میں ادبی ٹرسٹ اور روزنامہ
" سیاست " کے درد مند دانشوروں نے دستگیری کی ، اب
ردو اکیڈیمی مرحوم کا انتخاب کلام شائع کرنے کو ایک فرض
یہ تکمیل کو پہنچے ، شاعر کی زندگی میں مناسب قدر و منزلت
ہ کئے جانے کی تلافی تو ہو ۔

طالب رزاق کی غزلیہ شاعری ، سوز و الم ، مسائل حیات
ر نشاط غم کی شاعری ہے ، انسان کی عظمتوں کو آشکار
رنے کی شاعری ہے ۔ جناب خواجہ حمیدالدین شاہد نے
" حیدرآباد کے شاعر " جلد اول کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ
" ان کے کلام میں تخیل کی بلندی ، احساسات کی لطافت اور
وسیقیت پائی جاتی ہے " ساز خاموش ہوگیا ، نغمہ جدا ہوگیا
گر سخن کا شعلہ گرم باقی ہے اور باقی رہے گا ۔

اشعار پر حاشیہ آرائی تو نقادوں کا کام ہے ۔ چند شعر اور
لاحظہ ہوں ، جن سے طالب رزاق کا افق فکر عبارت ہے ۔

طالب رزاق نے اپنی زندگی کا تمام لہو ان اشعار میں نچوڑدیا
ہے ۔ وہ کہتے ہیں ۔

درمان درد انسان ، ارمان حسن دوراں
کیا کیا کروگے طالب تھوڑی سی زندگی میں

زندگی سے کئی باتیں ابھی طے کرنی ہیں
اک ذرا زیست کی میعاد بڑھادی جائے

کاش طالب صاحب کے زیست کی میعاد اور بڑھتی اور وہ اس
مہلک مرض سے شفا پاتے تو یقیناً عصری سخن کے نامور شاعر
قرار پاتے ۔ ویسے بھی طالب صاحب کی شاعری میں زندگی ،
آرزو اور انتظار جیسی علامات زیادہ روشن نظر آتے ہیں جن سے
نئی شاعری کا مزاج عبارت ہے ۔

غم حیات کو جی بھر کے پیار کرلینا
یہ جبر ، جبر سہی اختیار کرلینا

ہر خزاں کے پردے میں ایک بہار ہوتی ہے
ہوسکے تو پیدا کر غم سے ہی خوشی اپنی

زندگی سنورتی ہے حادثوں سے ٹکرا کر
لغزشوں کے صدقے میں آدمی سنورتا ہے

کاتب وقت کا لکھا ہوا مٹتا بھی نہیں
غم پہ ہنسنے کے سوا اب کوئی چارہ بھی نہیں

اب جبکہ وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی کے ۲۰ نکاتی
انقلابی پروگرام کی روشنی میں ملک ترقی کے جادہ پر رواں ہے
اور تیرگی چھٹ رہی ہے ، طالب صاحب کے یہ شعر بیحد یاد
آتے ہیں ۔ انہیں بھی صبح روشن کی کتنی آرزو تھی ۔

خزاں کا ظلم و ستم حد سے جب گذر جائے
یقین آمد فصل بہار کرلینا

خزاں رسیدہ چمن میں بہار لے آؤں
تم اتنی دیر مرا انتظار کرلینا

نئی حیات کا طالب نیا تقاضا ہے
قبول کشمکش روزگار کرلینا

طالب رزاق کی شاعری کی ندرت اور گہرائی ، حقائق کے ادراک
اور عصریت کے شعور کے سبب یاد آتی رہے گی اور دلوں کو
موم کرتی رہے گی ، وہ بھلائے نہ جائیں گے اور یاد رہینگے
میں نے آخری دنوں میں طالب صاحب سے شعر کا ادراک
اور عرفان حاصل کیا ہے ۔ یہ چند سطریں انکی عظمتوں کے
حضور نذرانہ ہیں ۔

کیا رمز ہے ، کیا راز ہے ، کیا بات ہے طالب
اس بھولنے والے کو بھلا کیوں نہیں دیتے

* * * * *

خیرات ندیم

غزل

کروٹیں لے رہا ہے مسلسل عہد حاضر کا ڈھب جانے کیا ہو
آج حالات بتلا رہے ہیں وقت کا ہر غضب جانے کیا ہو

ہر زمانے میں آواز حق پر پھانسیاں بن گئیں ہیں مقدر
کیا مزاج جنوں کا بھروسہ دفعتاً کون کب جانے کیا ہو

دل کی دھڑکن کا میٹھا ترنم صاف سننے لگا ہے زمانہ
آنکھوں آنکھوں میں کچھ گفتگو ہے، وا جو ہو جائیں لب جانے کیا ہو

یہ معطر معطر ہوائیں گنگنانے لگی ہیں فضائیں
یہ قیامت جگاتی ادائیں اور بزم طرب جانے کیا ہو

مستیاں ہی نہیں صرف حاصل کچھ خطوط بدن بھی ہیں شامل
عارضوں کی سحر بھی ہے دلکش تیری زلفوں کی شب جانے کیا ہو

لذت زخم ہی زندگی تھی زخم کیوں مندمل ہو رہے ہیں
اسقدر تیرے حسن کرم کا ڈر رہا ہوں سبب جانے کیا ہو

آرزوؤں کی اس بھیڑ میں خود آرزوؤں کا دم گھٹ رہا ہے
زندگی مانگ کر بھی کروں کیا زندگی کی طلب جانے کیا ہو

زیست کا کرب صدیوں کی کاوش کتنے ذہنوں کی ہے یہ نوازش
وہ ادب آپ کو سونپتے ہیں دیکھئے وہ ادب جانے کیا ہو

اک زمانہ ہیں، تاریخ ہیں ہم، ہم سے برہم ہے کیوں نظم عالم
علم، تہذیب، حسن تمدن، آگہی، عشق سب جانے کیا ہو

وقت کے قاتلوں سے بچا کر لائے ہیں وضع داری نبھا کر
بانکپن ہے ندیم اپنا قائم سوچتا ہوں کہ اب جانے کیا ہو

* * * *

مسز حسنہ سرور

نئے افق!

نظم

کرن کرن میں اجالوں کا رقص جاری ہے
روش روش پہ بہاروں کی خندگی پنہاں
پلک پلک پہ امیدوں کی شمعیں روشن ھیں
وہ دیکھو چھٹ گئے خوف و ہراس کے بادل
وہ نفرتوں کے اندھیرے بھی ہو گئے قلیل

* *

سسک رہی تھی اندھیروں میں زندگی اب تک
پیام صبح طرب گونج اٹھا فضاؤں میں
کہ روشنی کے محافظ نے دی ہے آج صدا

* *

چمک اٹھے جو ستاروں کی انجمن کی طرح
یہ آرزوؤں کی تفسیر ھیں کہ بیس نکات ؟
حسین خوابوں کی تعبیر ھیں کہ بیس نکات !!

* *

یہ سبز کھیت یہ جھرنے یہ گاؤں کے آنچل
یہ کار خانے یہ مزدور یہ غریب کسان
یہی تو میرے وطن کا سہاگ ھیں لوگو!
یہی تو میرے وطن کا بھی بھاگ ھیں لوگو!
حیات جہد مسلسل کا نام ہے لوگو
ہم اپنی قوت بازو کو آزمائیں اٹھو
پہاڑ چیر کے نہریں بہاتے ھیں بازو
زمیں کی کوکھ سے سونا اگاتے ھیں بازو

* *

نئی ادا سے یوں تعمیر گلستاں ہوگی
پلک پلک پہ سجائے ھیں خواب خوشبو کے
بنام جشن بہاراں چمن جلیں نہ کبھی
بنام خضر کوئی راہزن نہ لوٹے گا !!

* * *

شہباز حسین

عوام اور نیا معاشی پروگرام

ہمارے ملک کی آبادی کا بہت بڑا حصہ گاؤں میں رهتا هے۔ زمین کی حد مقرر کرنے کا جو قانون بنایا گیا هے همیں اسکو نافذ کرنا چاهئے اور جو فاضل زمین دستیاب هو اسے بے زمین کسانوں میں تقسیم کرنا چاهئے ۔ زمین کی ملکیت سے متعلق صحیح اندراجات کرنے کے سلسلے میں همیں مقامی لوگوں کی مدد کی ضرورت هے ۔ اس بات کو خاص طور سے دهیان میں رکھنا هوگا که قبائلی لوگ اپنی زمینوں سے محروم نه هونے پائیں ۔

دیہی علاقوں میں گھر بنانے کے لئے زمین مہیا کرنے کے پروگرام میں بہت توسیع کی جائے گی ایسے بے زمین مزدوروں کے لئے جو اپنے مالکوں (زمین داروں) کی طرف سے دی گئی زمینوں میں ایک خاص مدت سے گھر بنائے هوئے هیں ۔ ایسا قانون بنایا جائیگا که وہ ان زمینوں کے مالک بن جائیں ۔ ان کو بے دخل کرنے کی تمام کوششوں کا سختی سے تدارک کیا جائے گا ۔

یکم جولائی ۱۹۷۵ کو وزیر اعظم کا قوم سے خطاب

دیہی علاقے :

دھول اڑاتی سڑکیں ننگ دھڑنگ بچے ، اور کچے پکے مکانات ، بے رونق چہرے اور بے مقصد زندگی ، یه تھے ہمارے دیہات ، جہاں انسان کے بس میں کچھ نه تھا ۔ هر سال سیلاب آتا تھا ۔ وبائی امراض پھوٹ پڑتے تھے ۔ بارش نه هونے کی وجه سے خشک سالی هوتی تھی اور پھر فاقه اور قرض کا لا متناهی چکر کسان کا مقدر تھا ۔ زمیندار کی لوٹ کھسوٹ ، مہاجن کا قرض ، قرق اور بے گار ، ظلم ، جبر اور استحصال ، کروڑوں انسانوں کی یہی زندگی تھی ۔ لہذا جن لوگوں نے ملک کی بھلائی کی سوچی ان کی نظر سب سے پہلے گاؤں پر گئی ۔ اسی لئے مہاتما گاندھی نے کہاتھا ۔ اگر گاؤں تباہ هوگئے تو هندوستان بھی تباہ هوجائے گا اور گاؤں والوں کی خدمت اور بھلائی کا مطلب سوراج هوگا ۔ ،،

اصل هندوستان گاؤں میں هی هے ۔ ملک کی ۵۰ کروڑ ۸۰ لاکھ آبادی میں سے ۴۳ کروڑ ۹۰ لاکھ افراد ۵۷۰۹۳۶ گاؤں میں رهتے هیں (۱۹۷۱ع کی مردم شماری رپورٹ) یه گاؤں صدیوں سے پسماندگی ، جہالت ، توهمات اور افلاس اور بیماریوں کی آما جگاہ تھے ۔ حصول آزادی کے بعدان کی همه جہت اور مربوط ترقی کے لئے ۲ ۔ اکتوبر ۱۹۵۲ع کو اجتماعی ترقی کا پروگرام شروع کیا گیا ۔ یه پروگرام اجتماعی زندگی کے معاشی سماجی اور تہذیبی پہلوؤں پر محیط تھا ۔ پانچویں پنجساله پلان میں کم سے کم ضرورتوں کا ایک عظیم الشان قومی پروگرام شروع کیا گیا هے ۔ اس پروگرام کا مقصد یه هے که مختلف علاقوں اور آبادی کے مختلف طبقوں کی اقل ترین ضرورتیں ضرور پوری هوسکیں ۔ وزیر اعظم نے اپنے ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام میں دیہی ترقی پر بہت زور دیا هے ۔ جس میں جوت کی حد مقرر کرنے کے قانون کا نفاذ ، بے زمین مزدوروں کو مکان بنانے کے لئے زمین کی فراهمی ، دیہی قرضوں کا خاتمه اور زرعی مزدوروں کے لئے جو کم سے کم اجرت مقرر کی گئی هے اسپر نظر ثانی شامل هے ۔

گاؤں والوں کو هر طرح کی سہولتیں بہم پہونچانا اور ان کے معیار زندگی کو بلند کرنا ہماری قومی حکومت کا شروع سے مطمع نظر رها هے ۔ مگر زرعی ترقی پر خصوصی توجه صرف کی گئی هے کیونکه ملک کی آبادی کا ۷۰ فیصد حصه اپنی روزی کھیتی باڑی سے حاصل کرتا هے ۔ اس مسئلے کے کئی پہلو هیں ۔ لہذا زرعی ترقی کے لئے مختلف سطحوں پر متعدد اقدامات کئے گئے هیں تاکه ایسا ڈھانچه کھڑا کردیا جائے جو دیہی زندگی کی تمام ضرورتوں اور مانگوں کو پورا کرسکے ۔

بیج اور کھاد

اچھی اور بڑھیا پیداوار کے لئے اچھے بیج اور کھاد شرط اولین کی حیثیت رکھتے هیں ۔ ریاستی حکومتوں نے بہت سے ایسے فارم کھولے هیں جہاں بڑھیا بیج بوئے جاتے هیں تاکه زیادہ مقدار میں دستیاب هوں اور زیادہ سے زیادہ کسانوں کو دئے جاسکیں ۔ چاول اور گیہوں کے ایسے بیج تیار کئے گئے هیں جن سے اپج کئی گنا زیادہ هوتی هے ۔ ایسے بڑھیا بیجوں کی مانگ بہت بڑھ گئی هے ۔ ان مانگوں کو پورا کرنے کیلئے مرکزی حکومت نے بیجوں کی تیاری اور تقسیم کا بڑے پیمانه

پر انتظام کیا ہے ۔ بیجوں کا قومی کارپوریشن اور ریاستی فارم امداد باہمی کی انجمنوں کیلئے ایسے بیجوں کی تقسیم کا کام کرتے ہیں ۔ ۱۹۷۳-۷۴ع میں ۶۷۸۵۰۰۰ کنٹل بیج تقسیم کئے گئے تھے ۔ بیجوں کی قومی کارپوریشن نے پورے ملک میں تقسیم کنندہ مقرر کر رکھے ہیں ۔ ۹۵۰ منظور شدہ ڈیلر ہیں اور ۷۶ دیگر مراکز ہیں ۔

۱۹۷۱-۷۲ع میں ایسا پروگرام شروع کیا گیا جس کے تحت کسانوں کے کھیت پر ہی ، چاول کے بڑھیا قسم کے بیجوں کی جانچ کی جاتی ہے ۔ زیادہ اپج والے بیجوں اور زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لئے کیمیاوی کھاد کی ضرورت ہوتی ہے ۔ لہذا ملک میں بہت سے کھاد کے کارخانے کھولے گئے ہیں اور ان کی بروقت فراہمی کے لئے ملک میں کواپریٹیو اسٹوروں کا جال بچھا دیا گیا ہے جن کی تعداد ۴۲ ہزار سے اوپر ہے ۔ ۱۹۷۳-۷۴ع میں ۶۲۶۷۹۰۰ کونٹل کھاد تقسیم کی گئی ہے ۔ اسکے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ کیڑے اور بیماریاں فصلوں کو برباد نہ کریں ۔ ۱۹۷۳-۷۴ع میں ۹ لاکھ ۷۶ ہزار کونٹل کرم کش دوائیں تقسیم کی گئیں ۔

• سینچائی :

سینچائی کے بغیر پیداوار میں اضافہ ممکن نہ تھا ۔ لہذا آزادی کے فوراً بعد ہی ملک کے آبی وسائل کا جائزہ لیا گیا تھا اور سینچائی کی ۶۹۰ بڑی اور اوسط اسکیمیں شروع کی گئیں ان میں سے ۴۲۱ اسکیمیں مکمل ہو چکی ہیں اور اسکا پورا فائدہ حاصل ہورہا ہے پنجسالہ پلان کے شروع میں ملک کی کل قابل کاشت اراضی ۱۷½ کروڑ ہیکٹر میں سے صرف ۲,۲۶ کروڑ ہیکٹر میں سینچائی ہوتی تھی ۔ ۱۹۷۴ع تک یہ رقبہ بڑھ کر ۴,۴۷ کروڑ ہیکٹر ہوگیا ہے ۔ سینچائی کی بڑی اوسط اور چھوٹی اسکیموں کے ساتھ ساتھ ہزاروں کی تعداد میں ٹیوب‌ویل لگائے گئے ہیں جسکے لئے کسانوں کو قرض بھی فراہم کیا جاتا ہے ۔

مناسب قیمت :

پیداوار زیادہ بڑھانے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جو پیداوار ہو اسکی مناسب قیمت ملے ۔ ایسا انتظام کیا گیا ہے کہ پیداوار کی مناسب درجہ بندی کردی جائے اور کسانوں کو ضروری اطلاعیں فراہم کی جائیں ۔ گودام اور کولڈ اسٹوریج کافی تعداد میں موجود ہوں تا کہ پیداوار کرنے والوں کو اونے پونے اپنی چیزیں نہ بیچنی پڑیں ۔ فوڈ کارپوریشن آف انڈیا اناج کی خریداری کرتا ہے تا کہ قیمتیں مناسب سطح سے نیچے نہ گریں اور کسانوں کو نقصان نہ ہو ۔

قرض کی سہولت :

زرعی پیداوار کی کوئی بھی کوشش اسوقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کسانوں کو قرض کی سہولتیں حاصل نہ ہوں ۔ پہلے کسان سود خوروں اور مہاجنوں کے بھیانک چنگل میں پھنسے رہتے تھے ۔ اب کواپریٹیو سوسائیٹیوں اور قومیائے گئے بینکوں کے ذریعے انہیں مناسب شرح پر قرض دیا جارہا ہے ۔ ۲ اکتوبر ۱۹۷۵ع کو بھوانی (ہریانہ) جے پور، مرادآباد ، گور کھپور اور مالوہ (مغربی بنگال) میں پانچ دیہی بینک کھولے گئے ہیں یہ بینک چھوٹے کسانوں ، دستکاروں حتی کہ بے زمین مزدوروں تک کو قرض دیں گے ۔ ایسے مزید بینک نسبتاً پسماندہ علاقوں میں کھولے جائیں گے تا کہ ایسے علاقے ترقی کی دوڑ میں آگے بڑھ سکیں ۔

۱۹۷۱ع میں ریزرو بینک آف انڈیا کے ایک سروے کے مطابق ملک کی دیہی آبادی ۳,۹۲۱ کروڑ روپیہ کی مقروض تھی ۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دیہی آبادی کو سود خوروں کے چنگل سے نجات دلانا کتنا ضروری تھا ۔ وزیر اعظم کے ۲۰ نکاتی پروگرام کے اعلان کے بعد دیہی قرضے کو ختم کرنے کا کام بڑے پیمانے پر شروع کیا گیا ہے ۔ بہت سی ریاستوں میں ایسا قانون بنا دیا گیا ہے جس کے رو سے یہ طے کردیا گیا ہے کہ ایک مقررہ میعاد کے بعد کے قرضے واجب الادا نہیں رہینگے ۔ ہریجنوں اور آدی واسیوں کے قرضوں کو ختم کرنے کا قانون بھی بنادیا گیا ہے ۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۷۵ع کو صدر جمہوریہ ہند نے ایک آرڈیننس کے ذریعے بیگار کو ختم کردیا ہے ۔ اس طرح ایسے ہزاروں بے زمین مزدور جو صدیوں سے غلاموں کی طرح زندگی بسر کررہے تھے اس بندھن سے آزاد ہوگئے ہیں ۔ ان کی آباد کاری کا کام بھی شروع کردیا گیا ہے ۔

زرعی آلات

کسانوں کو زرعی آلات مہیا کرنے کے لئے بھی اقدامات کئے گئے ہیں ۔ بہت سی ریاستوں میں ایگرو انڈسٹریز کارپوریشن قائم کئے گئے ہیں جو دوسرے کاموں کے علاوہ زرعی مشینیں آلات اور دیگر ساز و سامان تقسیم کرتے ہیں ۔ ٹریکٹر وغیرہ جیسی مہنگی چیزیں قسطوں پر فراہم کرتے ہیں اور بھیڑ ، بکری ، سور ، گائیں اور بھینسیں پالنے اور پولٹری فارم کھولنے کے سلسلے میں مشورہ ، قرض اور ضروری مشینیں فراہم کرتے ہیں ۔

بجلی کی سپلائی

کھیتی باڑی کے جدید طریقوں کو اپنانے ، مشینوں سے کام لینے دیہی علاقے میں صنعتوں کو فروغ دینے ، جدید ڈھنگ

سے ڈیری فارم اور پولٹری فارم چلانے ، غرضکہ ہرکام کے لئے بجلی کی سخت ضرورت تھی - اس کام میں تیزی لانے کے لئے ۱۹۶۹ ع میں ایک خود مختار ادارہ " رورل الیکٹریفیکیشن کارپوریشن " قائم کیا گیا ہے جس کی کوششوں سے ایک لاکھ ۶۰ ہزار گاؤں میں بجلی پہنچ چکی ہے اور ۲۵ لاکھ سے زائد پمپ سیٹ اور ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں - پانچویں پنجسالہ پلان کے دوران مزید ایک لاکھ دس ہزار گاؤں میں بجلی پہنچانے اور ۱۵ لاکھ پمپ سیٹ لگانے کا نشانہ رکھا گیا ہے - پسماندہ اور پہاڑی علاقوں کے گاؤں کے لئے ایک الگ پروگرام شروع کیا گیا ہے جس کے تحت ۳۶۵۰۰ ایسے گاؤں میں پانچویں پنجسالہ پلان کے دوران بجلی پہنچائی جائیگی - اس طرح توقع کی جاتی ہے کہ اس پلان کے خاتمے تک تقریباً ۴۰ فی صد گاؤں میں بجلی پہنچ جائیگی -

بے زمینوں کو زمین :

زمینداروں اور بڑے کسانوں نے اپنے کھیتوں اور گھروں میں کام کرنے والے مزدوروں کو مکان بنانے کے لئے زمینیں دے رکھی تھیں مگر یہ زمینیں ان مزدوروں کی ملکیت نہیں تھیں اور حسب مرضی انہیں بے دخل کردیاجاتا تھا وزیر اعظم کے حالیہ ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کے نفاذ کے بعد ایسی بے جا بے دخلیوں کو روک دیا گیا ہے - اسکے ساتھ ریاستی حکومتوں نے مکان بنانے کے لئے سستی زمینیں مہیا کرنے کا پروگرام بھی شروع کردیا ہے - سب سے اہم قدم یہ اٹھایا گیا ہے کہ بے زمین مزدوروں کو مکان بنانے کے لئے مفت زمینیں دینے کا پروگرام شروع کیا گیا ہے - ریاستی حکومتوں نے مکان بنانے کے لئے اگست ۱۹۷۵ع تک ۳۲۳۲۳۰۶ قطعہ اراضی بے زمین کسانوں میں تقسیم کئے ہیں - ہریجنوں آدی واسیوں اور بنکروں کے لئے مکان بنانے کی امدادی اسکیم بھی شروع کی گئی ہے اور کسانوں کو مکان بنانے کے لئے قرضے بھی دئے جاتے ہیں -

دیہی روزگار :

دیہی علاقوں کی بے روزگاری دور کرنے کے لئے ہر ریاست کے ہر ضلع میں ایک ایسا پروگرام شروع کیا گیا ہے جس کے تحت سال میں کم از کم دس ماہ تک ایک ہزار لوگوں کو لگا تار روزگار حاصل رہے - یہ لوگ ایسے کام میں لگائے جاتے ہیں جس کو کرنے کے لئے بڑی تعداد میں مزدوروں کی ضرورت ہو - ان کی مدد سے مستقل فائدے کے ایسے کام کرائے جاتے ہیں جن کی مقامی طور پر ضرورت محسوس کی جاتی ہے - یہ کام خاص طور پر ایسے لوگوں کو دیا جاتا ہے جن کے خاندان کا کوئی بھی فرد باروزگار نہیں ہے پھر ایسے لوگوں کو بھی ترجیح دی جاتی ہے جن کے بارے میں سمجھا جاتا ہے کہ انہیں کہیں کوئی کام نہیں مل سکتا -

تعلیم

۶ سے ۱۱ سال کی عمر کے بچوں کو مفت تعلیم دی جاتی ہے - بالغوں کو تعلیم دینے کے لئے ۷۴-۱۹۷۳ع میں تعلیم بالغان کے مزید ۲۰ ہزار سینٹر کھولے گئے ہیں - آل انڈیا ریڈیو اس سلسلہ میں خصوصی تعاون دے رہا ہے - یکم اگست ۱۹۷۵ع سے ٹیلی ویژن کے " سائٹ " پروگرام سے چھ ریاستوں کے ۲۴۰۰ دیہاتوں میں تعلیم کو فروغ مل رہا ہے -

صحت

دیہی آبادی کی صحت اور علاج کی طرف بھی توجہ دی گئی ہے اس وقت تقریباً ۵۲۰۰ صحت کے ابتدائی مرکز دیہی علاقوں میں کام کررہے ہیں ان مرکزوں میں ابتدائی علاج کے ساتھ ساتھ احتیاطی تدابیر ، زچہ و بچہ کی خبر گیری اور دیگر طبی سہولتیں حاصل ہیں - غرضکہ دیہی زندگی کے تمام شعبوں پر توجہ دی گئی ہے -

شہری علاقے

شہری علاقوں کا مسئلہ تھوڑا سا مختلف تھا - دیہی علاقوں میں جو کچھ کیا گیا ہے وہ آزادی کے بعد ہی کیا گیا ہے - مگر شہری علاقوں میں کچھ سہولتیں پہلے سے موجود تھیں مگر ہوا یہ کہ تیز رفتار صنعتی ترقی کی وجہ سے شہروں میں روزگار کے بےشمار مواقع پیدا ہوگئے - لہذا دیہی آبادی بڑی تیزی کے ساتھ شہروں میں منتقل ہونے لگی - جس کی وجہ سے جو کچھ بھی سہولتیں موجود تھیں قطعی ناکافی ثابت ہوئیں - لہذا شہری آبادی کی سہولت اور آرام کے لئے قومی حکومت کو متعدد اقدامات کرنا پڑے ہیں ،

رہائش

بڑے شہروں میں سب سے سنگین مسئلہ مکانوں کا ہے - ایک جائزے کے مطابق شہری علاقوں میں اسوقت ۴۰ لاکھ مکانوں کی کمی ہے - ظاہر ہے اتنی بڑی کمی فوراً دور نہیں ہوسکتی جبکہ مالی وسائل اور عمارتی سازو سامان دونوں کی کمی ہے - لیکن اس کمی کو دور کرنے کے لئے کئی قدم اٹھائے گئے ہیں -

کم آمدنی والے صنعتی مزدوروں ، اور معاشی طور پر کمزور طبقوں کے لئے جن کی آمدنی ۳۵۰ روپیہ ماہوار تک ہے امدادی ہاؤزنگ اسکیم شروع کی گئی ہے - ایسے مکانوں کا کرایہ بہت کم لیا جاتا ہے - کم آمدنی والوں (سالانہ آمدنی ۷۲۰۰ روپیہ) کو مکان کے لئے کل خرچ کا ۸۰ فیصد بطور قرض دیا جاتا ہے - متوسط آمدنی والوں (۷۲۰۱ روپیہ سے لیکر ۱۸ ہزار سالانہ تک) کو

بھی خرچ کا ۸۰ فیصد حصہ بطور قرض دیا جاتا ہے۔ یہ قرض بنے بنائے فلیٹ خریدنے کے لئے بھی دیا جاتا ہے۔ ریاستی اور مرکزی حکومتیں اپنے ملازموں کو کم کرایہ پر کواٹر یا رہائشی مکان مہیا کرتی ہیں۔ مختلف حکومتوں نے اپنے ملازموں کے لئے کئی کالونیاں بنائی ہیں۔

نجی حلقے میں کواپریٹیو سوسائٹیوں کو مکانوں ، فلیٹوں کی تعمیر کے لئے واجب قیمت پر زمینیں ، اور قرضے فراہم کئے جاتے ہیں۔ بڑے شہروں میں ایسی سوسائٹیوں نے حکومت کی مدد سے بڑی بڑی کالونیاں بنائی ہیں۔ دھلی میں ڈی ڈی اے کی طرف سے اور ریاستوں میں دوسری ایجنسیوں کی طرف سے قسطوں پر فلیٹ دئے جاتے ہیں۔ مختلف صنعتی اداروں کی طرف سے بھی ملازمین کے لئے مکان بنائے گئے ہیں۔ اس طرح مکانوں کی کمی کو دور کرنے کی زبردست کوششیں کی جارہی ہیں۔

تعلیم

تعلیمی میدان میں جو زبردست اضافہ ہوا ہے اس کی تفصیل لاحاصل ہے۔ پرائمری سے لیکر اعلی تعلیم کے لئے ان گنت ادارے کھولے گئے ہیں۔ اس کی پوری کوشش کی جارہی ہے کہ ان سہولتوں سے نادار والدین کے ہونہار اور ذہین بچے بھی پوری طرح مستفید ہوں۔ ایسے طالب علموں کے لئے نیشنل اسکالرشپ اسکیم کے تحت بارہ ہزار وظائف دے جاتے ہیں۔ معاشی طور پر پسماندہ طبقوں کے طالب علموں کو نیشنل لون اسکالرشپ کے تحت ۲۰ ہزار وظائف دے جاتے ہیں۔

اسکول ٹیچروں کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے پرائمری اور ہائی سکنڈری کے استادوں کے بچوں کو ہر سال ۵۰۰ وظائف دئے جاتے ہیں۔ کم آمدنی والے والدین کے ذہین بچوں کو حکومت ہند رہائشی پبلک اسکولوں میں تعلیم پانے کے لئے وظائف دیتی ہے۔ جن طالب علموں نے امتیاز کے ساتھ امتحان پاس کئے ہیں اور ایسی تعلیم یا ٹرینگ کے لئے ہندوستان سے باھرجانا چاھتے ہیں مدد دی جاتی ہے۔ جو بعد میں واجب الادا ہوتی ہے۔

تقریباً تمام بڑے شہروں میں شام کی کلاسیں ہوتی ہیں تا کہ وہ لوگ جو نوکری کرتے ہیں یا روزگار میں لگے ہیں وہ تعلیمی اعتبار سے اپنے آپ کو آگے بڑھا سکیں۔ مواسلاتی کورس بھی شروع کئے گئے ہیں جن سے لڑکیاں خاص طور پر فائدہ اٹھاتی ہیں اس لئے کہ وہ گھر پر رہ کر بھی تعلیم حاصل کرسکتی ہیں۔ شہروں میں بڑی بڑی لائبریریاں دارالمطالعے اور چلتی پھرتی لائبریریاں بھی ہیں۔

مختلف قسم کے ٹیکنیکل اداروں کا جال بچھا ہوا ہے۔ ہرطالب علم اپنی پسند اور خواہش کے ادارے میں داخل ہو سکتا ہے۔ اور ہاتھ کا کام سیکھ کر باروزگار ہوسکتا ہے۔

صحت

تعلیم کی طرح شہری علاقوں میں صحت کی سہولتیں بھی وسیع پیمانے پر موجود ہیں۔ بڑے بڑے اسپتالوں میں غریبوں کا علاج بالکل مفت ہوتا ہے۔ سرکاری ملازموں اور صنعتی مزدوروں سے برائے نام ماہانہ رقم لی جاتی ہے۔ اور ان کے پورے خاندان کا مفت علاج کیا جاتا ہے۔ اسپتالوں میں اب ایسے ماہر اور آلات موجود ہیں جو بڑی سی بڑی بیماری کا علاج کرسکتے ہیں۔ احتیاطی تدابیر بھی بڑے پیمانے پر کی جاتی ہیں۔ جن کی وجہ سے وبائی امراض کا تقریباً خاتمہ ہوگیا ہے۔ چیچک ، ہیضہ ، ملیریا اور ٹپ دق سے اموات میں نمایاں کمی آئی ہے۔ زچہ اور بچہ کی خبر گیری کے لئے ان گنت مراکز موجود ہیں ان مرکزوں سے غریب بچوں کو طاقت بخش دوائیں مفت دی جاتی ہیں۔ ملک کا کارآمد اور باوقار شہری بننے کے لئے ضروری ہے کہ ہر باصلاحیت فرد کو روزگار حاصل ہو۔ فی الحال یہ تو ممکن نہیں ہوسکا ہے کہ کام چاہنے والے ہر شخص کو کام دیا جاسکے۔ لیکن روزگار کے مواقع میں اضافے کے لئے طرح طرح کی تدبیریں کی گئی ہیں۔ روزگار کے دفتر کھولے گئے ہیں جو نوجوانوں کو روزگار کے سلسلہ میں مدد اور مشورے دے سکیں۔

روزگار

تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو روزگار دلانے کے لئے ۱۹۶۱ میں اپرنٹس شپ ایکٹ پاس کیا گیا تھا جس کے ذیل میں ۲۰۱ صنعتیں اور ۶۱ کاروبار آتے ہیں۔ ۱۹۷۳ء میں ترمیم کے ذریعہ گریجویٹ اور ڈپلوما ہولڈر انجینیروں کو بھی شامل کیا گیا۔ وزیر اعظم نے اپنے ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام میں اس اسکیم پر بجا طور پر زور دیا ہے اور اسکے بعد اس اسکیم کے نفاذ میں زیادہ تیزی آگئی ہے۔ ایمر جنسی سے پہلے ایک لاکھ ٹریننگ کی جگہوں میں سے صرف ۶۶ ہزار اپرنٹس ٹریننگ حاصل کررہے تھے۔ ریاستی حکومتوں نے اقدام شروع کئے ہیں جن کے تحت ایک لاکھ کا نشانہ جلد ہی پورا ہو جائے گا۔ اس اسکیم کے تحت مختلف صنعتوں اور کاروبار میں ٹریننگ کے افراد منتخب کئے جاتے ہیں جہاں ۶ ماہ سے ۴ سال تک ٹریننگ دی جاتی ہے اور انہیں ہرماہ ایک مقررہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔ اس بات کی خاص ہدایت دی گئی ہے کہ اپرنٹسوں کے انتخاب میں ہریجنوں ، آدی واسیوں اور اقلیتوں کی مناسب نمائندگی کا خیال رکھا جائے۔

بینکوں نے ماہر کاریگروں اور گریجویٹ انجینیروں کو خود روزگاری اسکیم کے تحت قرضے دینے شروع کئے ہیں۔ سرکار

(باقی صفحہ نمبر ۵ پر)

PRINTED BY THE DIRECTOR OF PRINTING, GOVT. OF ANDHRA PRADESH, AT GOVT. CENTRAL PRESS, HYDERABAD
PUBLISH BY THE DIRECTOR OF INFORMATION & PUBLIC RELATIONS ANDHRA PRADESH, HYDERABAD

Regd. No. H./HD-76.

آندھرا پردیش

جون ۱۹۷۶

۵۰ پیسے

آندھرا پردیش بہ یک نظر

* آبادی	۴۳۵,۰۳ لاکھ
* اقوام درج فہرست کی آبادی	۵۷,۷۵ لاکھ
* رقبہ	۲,۷۶,۷۵۴ مربع کیلو میٹر
* اضلاع	۲۱
* تعلقہ جات	۱۹۵
* قصبات اور شہر	۲۲۴
* آباد گاؤں	۲۷,۲۲۱
* پنچائتیں	۱۵,۹۲۰
* پنچائت سمیتیاں	۳۲۴
* ارکان پارلیمنٹ	۵۹
* لیجسلیٹیو اسمبلی کے ارکان بشمول ایک نامزد کردہ رکن	۲۸۸
* لیجسلیٹیو کونسل کے ارکان	۹۰
* یونیورسٹیاں	۵
* پڑھے لکھے لوگ	۱۰۶,۹۰ لاکھ

آندھرا پردیش

ترتیب

ایڈیٹر انچیف

شریمتی راجیم سنہا

جون ۱۹۷۶ع

جیشٹھا ۔ آشاڈھا

شاکھا ۱۸۹۸

جلد نمبر ۱۹ شمارہ ۸

سرورق :—

شری جگجیون رام مرکزی وزیر زراعت حیدرآباد میں منعقدہ ہریجن کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے آئے ۔ چیف منسٹر شری جے وینگل راؤ نے استقبال کیا ۔

سرورق کا تیسرا صفحہ :—

رامپہ کا مندر ورنگل

سرورق کا چوتھا صفحہ

ریاستی ہریجن کانفرنس شہ نشین کی سجاوٹ کا ایک منظر

آندھرا پردیش (اردو) ماھنامہ

زر سالانہ چھ روپیے۔فی پرچہ ۵۰ پیسے

وی پی بھیجنے کا قاعدہ نہیں ۔

چندہ منی آرڈر کے ذریعے روانہ کیا جائے۔

ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ

حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا ۔

شری سوہن لال سکھاڈیا گورنر آندھرا پردیش نے ۲۵ - اپریل کو حیدرآباد میں شریمتی بی سوشیلا ملے بیک آرٹسٹ کو "رسنکیت سرسو ... " خطاب عطا کیا -

سری یو - این - ڈھیبر بھائی نے ۱۰ - اپریل کو جگجیون ...
میں ہریجن سمینار کا افتتاح کیا - شری سوہن لال سکھاڈیا
تقریب کی صدارت کی - سری سریمان نارائن مہمان خصوصی ...
تصویر میں نظر آرہے ہیں -

خبریں تصویروں میں

شری دسردھ رامی ریڈی اسپیکر لیجسلیٹیو اسمبلی آندھرا پردیش نے ۱۰ - اپریل کو حیدرآباد میں ہریجن کانفرنس کی نمائش کا افتتاح کیا - سری جے وینگل راؤ چیف منسٹر بھی تصویر میں دیکھے جاسکتے ہیں -

شری جے وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے ۳۱ - مارچ کو سکندرآباد اسٹیشن پر گولکنڈہ ایکسپریس کو روانگی کے لئے جھنڈی بتائی -

پبلک سیکٹر صنعتوں کے قومی کنوینشن سے وزیر اعظم ہند کا خطاب

حال ھی میں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے نئی دلی یں پبلک سیکٹر کی صنعتوں کے قومی کنونشن کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ پبلک سیکٹر کے اداروں کو اپنی حالیہ کامیابیوں کے پیش نظر کسی تساھل سے کام نہیں لینا چاھئے، خاص طورپر، یسی صورت میں، جبکہ بہت سے یونٹ ابھی تک تسلی بخش ریقے سے کام نہیں کررہے ھیں - یہ صحیح ھے کہ گذشتہ دو رس سے پبلک سیکٹر نے اپنی کار کردگی کو بہت بہتر بنالیا ے، پھر بھی، حکومت نے جب سے صنعتیں قائم کرنے کا پروگرام روع کیا اس وقت سے پبلک سیکٹر کی صنعتیں نقصان میں پل رھی تھیں - اس کی ایک بڑی وجہ تو یہ تھی کہ بہت سی نعتیں اپنی صلاحیت کے مطابق کام نہیں کرپاتی تھیں، اس کے لاوہ نا خوش گوار صنعتی حالات کے باعث بھی کام ٹھیک طریقے ے نہیں ہو پاتا تھا، اس کے ساتھ ھی ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ انتظامیہ کے ممبروں کو بڑی بڑی صنعتیں چلانے کا تجربہ اصل نہ ھواتھا - یہ ھی وجہ تھی کہ سرکاری ملکیت میں پلنے والی صنعتیں اقتصادی ماھرین کی تنقید کا نشانہ بنی ھوئی ھیں، مگر یہ صورت حال آھستہ آھستہ بدلتی گئی اور اب دوبرس ے پبلک سیکٹر کے ادارے مجموعی طور پر نفع میں چل رھے یں، ۷۶ - ۱۹۷۵ع کے دوران ان اداروں نے تین ارب پچاس کروڑ روپئے کا نفع کمایا - یہ ایک بہت ھی حوصلہ افزا ورت حال ھے - مگر یہ کافی نہیں - پبلک سیکٹر کی صنعتوں پر ربوں روپیہ خرچ ھو چکا ھے اور اس سرمائے کو دیکھتے ھوئے ین ارب پچاس کروڑ کی رقم بہت زیادہ نہیں ھے اسکے علاوہ ہ نفع سب اداروں کے مجموعی کام کا نقشہ پیش کرتا ھے اور ہت سی صنعتیں ابھی تک نقصان میں چل رھی ھیں، اس میں ک نہیں کہ حکومت کے لئے مالی فائدہ ھی سب کچھ نہیں ھے اور درحقیقت پبلک سیکٹر میں صنعتیں قائم کرنے کا بڑا مقصد تو یہ تھا کہ ملک خود کفیل ھو اور ھمیں ترقی یافتہ ملکوں کا محتاج نہ ھونا پڑے - حکومت نے بھاری صنعتوں کو شروع کرنے کا کام اسی لئے اپنے ھاتھوں میں لیا تھا، کیونکہ ذاتی سرمایہ لگانے والوں کو ان شعبوں میں زیادہ نفع نظر نہ آتا تھا - آج اگر ھم صنعتی ترقی کی راہ میں اس قدر آگے پہنچ گئے ھیں اور بہت سے ترقی پذیر ملکوں کی مدد کرنے کے قابل ھیں تو اسکی وجہ یہ ھی ھے کہ حکومت نے بھاری صنعتوں پراتنی توجہ صرف کی، اتنا سرمایہ لگایا اور مالی اعتبار سے نقصانات اٹھانے کے باوجود اس کام میں لگی رھی - یہ سب باتیں اپنی جگہ صحیح ھیں مگر ان صنعتوں کے کام کے مالی پہلو کی اھمیت بھی بہت زیادہ ھے اسکی وجہ یہ ھے کہ حکومت کو ترقیاتی کاموں کے لئے پیسہ چاھئیے اور یہ پیسہ اسی صورت میں حاصل ھوسکتا ھے جب پبلک سیکٹر کے ادارے نفع حاصل کریں نوٹ چھاپ کر تو ترقی کے کام کئے نہیں جاسکتے کیونکہ اس طریقے سے سکہ کا پھیلاؤ بڑھتا ھے اور لوگوں کو مہنگائی کا سامنا کرنا پڑتا ھے -

اس لئے یہ بہت ضروری ھے کہ پبلک سیکٹر کے ادارے نہ صرف پیداوار بڑھائیں بلکہ مالی اعتبار سے بھی اپنے کام کو اس سطح پر لے آئیں کہ تجارتی نقطہ نظر سے یہ صنعتیں منفعت بخش ثابت ھوں سرکاری ملکیت میں چلائی جانے والی صنعتوں کے مینیجر اب بہت تجربہ حاصل کرچکے ھیں پبلک سیکٹر کی صنعتیں ھمارے ملک کی معیشت میں بہت زیادہ اھمیت حاصل کرگئی ھیں ان پر اب تک ۸۰ ارب کا سرمایہ لگ چکا ھے اور ۱۶ لاکھ سے زیادہ افراد ان میں کام کرتے ھیں اس میں اگر ریل کے محکمے اور صوبائی حکومتوں کے تحت کام

کرنے والے صنعتی ادارے شامل کرلئے جائیں تو یہ دائرہ اور بھی وسیع ہو جاتا ہے ۔ آنے والے برسوں میں پبلک سیکٹر کو اور بھی زیادہ وسعت حاصل ہوگی ۔ پانچویں پلان میں اس طرح کے ۵۲ نئے ادارے شروع کئے جائیں گے اس لئے پبلک سیکٹر کے مسائل کی ہماری معیشت کے لئے بہت زیادہ اہمیت ہے آجکل ایک بڑا سوال ہمارے سامنے یہ ہے کہ ان صنعتوں کے ذمہ دار اصحاب کو آڈٹ کے کنٹرول سے کسقدر آزادی حاصل ہونی چاھئے ۔ کار کردگی کا معیار اسی صورت میں بہتر ہوسکتا ہے جب بہت زیادہ کنٹرول سے ان کے ھاتھ نہ بندھے ہوں ۔ اس طرح کے بہت سے مسائل پبلک سیکٹر کی صنعتوں کے سامنے ہیں ۔ ان میں سے کچھ مسائل تو صرف تجربہ سے حل ہوں گے امید کی جاتی ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ مسئلے بھی حل ہوجا ئینگے اور پبلک سیکٹر کی کار کردگی بھی بہتر ہوگی ۔

* * * *

شری جے وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش ۱۰ ۔ ابریل کو سمبتی آفس کوالی میں ایک زبردست جلسہ عام سے خطاب کررہے ہیں شری آر دسردھ رامی ریڈی خطیب مجلس مقننہ آندھرا پردیش، شری ایم وینکٹ ریڈی وزیر چھوٹی آبپاشی اور شری اے سنجیوا ریڈی سابق وزیر بھی تصویر میں نظر آرہے ہیں ۔

قوم ترقی کی راہ پر

۱۹۷۴ء کے وسط میں سرکار نے اقتصادی شعبے میں جو پر اثر کارروائی کی اس کے ٹھوس نتیجے نکلے ہیں - سکے میں پھیلاؤ کا رجحان رک گیا اور قیمتیں گر گئیں نومبر ۱۹۷۵ء تک ستمبر ۱۹۷۴ء کے مقابلے میں قیمتوں میں ۱۰ فی صد کمی ہو گئی - ستمبر ۱۹۷۴ء میں دام "سب سے زیادہ" چڑھ گئے تھے اس سال قیمتوں میں ہونے والے عام موسمی اضافے کو بھی بہت حد تک قابو میں کر لیا گیا - اس طرح بھارت دنیا کے ان تھوڑے سے ملکوں میں سے ایک ہے جو سکے کے پھیلاؤ میں نفی کی شرح حاصل کرنے کا دعوی کر سکتے ہیں - سکے کے پھیلاؤ کو روکنے میں درج ذیل طریقوں سے کامیابی حاصل کی گئی (الف) غیر ضروری شعبوں میں سرکاری خرچ میں کمی کر کے اور قرضے کی "منتخبہ" پالسی کو اپنا کر سکے میں اضافے پر کنٹرول کیا گیا - (ب) اسمگلروں، ٹیکس چوروں، ذخیرہ اندوزی کرنے والوں اور دوسرے غیر سماجی عناصر کے خلاف کڑی کارروائی کی گئی، جسکا قیمتوں میں اضافے کو روکنے پر بہت اچھا اثر پڑا اور اس سے جمع شدہ اسٹاک بھی باہر آ گئے (ج) ضروری چیزوں کی تقسیم کے عوامی سسٹم کو مضبوط بنایا گیا - اور ضروری چیزوں کی سپلائی میں بھی اضافہ کیا گیا - جہاں ضرورت محسوس ہوئی اس مقصد کے لئے ضروری چیزوں کی درآمد بھی کی گئی (د) مزید وسائل کو بروئے کار لایا گیا (ہ) ترجیحی سیکٹروں میں پیداوار کو بڑھایا گیا -

سیاسی سطح پر بھی کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں ۱۹۷۴ء میں آندھرا پردیش میں تلنگانہ کا مسئلہ چھ نکاتی فارمولے کے ذریعے سلجھایا گیا جس سے امن اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہوئی اور تلنگانہ کے لوگوں کی پرانی شکایتوں کا ازالہ ہوا - کشمیر میں شیخ عبداللہ کے ساتھ سمجھوتہ ریاست کے لوگوں اور سرکار کے وسیع تر مفاد میں ایک مدبرانہ قدم تھا ۱۹۷۵ء میں ایک اور بڑی کامیابی سکم کے مسئلے کا حل تھی - اپریل ۱۹۷۵ء میں سکم ودھان سبھا نے اتفاق رائے سے یہ تجویز منظور کی کہ سکم کو بھارت کا ایک حصہ بنا دیا جائے، جسے جمہوری اور مکمل طور پر ذمہ دار حکومت قائم کرنے کا حق ملے - اس کے بعد مئی ۱۹۷۵ء میں بھارتی آئین میں ۳۶ ویں ترمیمی قانون کے ذریعے یہ انڈین یونین کا ۲۲ واں پردیش بن گیا - مذکورہ تجویز ۹۷٫۶ فی صد ووٹوں کی حمایت سے منظور کی گئی تھی - اس سے سکم کی جنتا کی امنگیں پوری ہوئی ہیں اور اب یہ پردیش تیزی سے ترقی کرنے کی امیدوں سے آگے بڑھ رہا ہے -

اقتصادی اور سیاسی شعبوں میں چونکہ ان کوششوں کو بڑی کامیابی ملی، شائد اسی لئے ان میں ان سبھی عناصر نے رکاوٹ ڈالی جو سبھی سطحوں پر اقتصادی بدنظمی پیدا کرنے میں یقین رکھتے تھے، اور شائد ان کی یہ کوشش سیاسی شعبے میں پائی جانے والی بد نظمی کا ہی عکس تھی - ملک کے انتظام کو کمزور کیا جارہا تھا اور ملک کے کئی حصوں میں تشدد کی فضا پیدا کی جارہی تھی - استحکام اور ترقی کے مخالف عناصر بدامنی اور انتشار کی فضا پیدا کر رہے تھے اور فرقہ وارانہ جذبات بھڑکا رہے تھے - گجرات اور بہار میں ودھان سبھاؤں کے آئینی طریقے سے چنے ہوئے نمائندوں کی زندگی ہی خطرے میں پڑ گئی تھی - اور انہیں استعفا دینے پر مجبور کیا گیا - اسطرح کی تحریک کو ملک کے دوسرے حصوں میں شروع کرنے کی دھمکیاں بھی دی گئیں تشدد کی اسی فضا کا شکار مرکزی کابینہ کے ایک وزیر شری للت نارائن مصرا بنے بھارت کے چیف جسٹس پر بزدلانہ قاتلانہ حملہ کیا گیا اور پھر آخر میں ملک کی مسلح فوجوں اور پولس کو بھی بغاوت کرنے کے لئے کہا گیا -

ایسی حالت میں یہ بات واضح ہوگئی کہ ملک کا سماجی، سیاسی اور اقتصادی استحکام اور ملک کی ترقی ہی خطرے میں پڑ گئی تھی اس لگاتار بگڑتی ہوئی حالت کو روکنے کے لئے ۲۶ - جون ۱۹۷۵ء کو قومی ایمرجنسی کا اعلان کیا گیا - ایمرجنسی کے نفاذ نے انتشار اور تشدد کو ہوا دینے والی طاقتوں کی روک تھام کی ہے اور اس سے ڈسپلن کی ایک نئی فضا پیدا ہوئی ہے جو کہ قومی وسائل کو ترقی کے لئے بروئے کار لانے اور معاشی و سماجی انصاف کے ڈھانچے میں تیز تر ترقی کے لئے بہت ضروری ہے - اس مقصد کو سامنے رکھ کر پردھان منتری نے یکم جولائی ۱۹۷۵ء کو ۲۰ نکاتی اقتصادی پروگرام کا اعلان کیا جس نے ملک کی توجہ قومی تعمیر نو اور ترقی کے ادھورے کام کی طرف مبذول کی اور سماج کے تمام طبقوں نے اس پروگرام کا خیر مقدم کیا ہے - اس سے لوگوں میں ایک نئی امید پیدا ہوئی ہے -

نیا اقتصادی پروگرام

اس نئے پروگرام کو زیادہ سے زیادہ تیزی اور اعلی کارکردگی سے عملی جامہ پہنایا جارہا ہے اور تھوڑے سے مہینوں کی مختصر مدت میں ہی اس سے موثر نتائج نکلے ہیں - ضروری چیزوں کی قیمتوں کو کم کرنے کے جو اقدامات کئے گئے تھے انہیں اور

مضبوط بنایا گیا ہے اور لوگوں میں ضروری اشیا کی تقسیم کے سسٹم میں کافی اصلاح ہوئی ہے عام لوگوں کے استعمال کی کئی چیزوں کے دام کافی گر گئے اور اب وہ پہلے کی نسبت بہت آسانی سے مل بھی سکتی ہیں۔ اس سے عام لوگوں کو بڑی راحت ملی ہے ۔ ضروری چیزوں کی تقسیم کے عوامی سسٹم کی کامیابی کا انحصار کافی مقدار میں ان کی وصولی اور بہتر کار کردگی پر ہے اس سال خریف کی ریکارڈ فصل ہوئی ہے اور ربیع کی فصل کے بھی کافی اچھا ہونے کی امید ہے ۔ امید ہے کہ بھارت میں ۱۹۷۵-۷۶ ع میں اناج کی پیداوار ۱۱٫۴ کروڑ ٹن ہوگی جو کہ ایک ریکارڈ پیداوار ہوگی زیادہ سے زیادہ اناج کی وصولی اور اناج کا کافی اسٹاک اکٹھا کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں ۔

سبھی پردیشوں میں کوآپریٹیو اداروں کے ذریعے طالب علموں کے ہوسٹلوں میں ضروری چیزوں کی کافی سپلائی کے خاص اقدامات کئے گئے ہیں اسی طرح کنٹرول قیمتوں پر کتابوں اور اسٹیشنری کے سامان کی سپلائی کے لئے انتظامات کئے گئے ہیں نصابی کتابوں اور کاپیوں کو تیار کرنے اور تقسیم کرنے کے لئے مرکزی سرکار نے رعایتی داموں پر پردیشوں کی سرکار کو کاغذ دیا ہے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لئے کتابوں کے دام مقرر کرنے کے لئے اور طالب علموں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کوآپریٹیو اسٹور کھولنے کی کارروائی کی گئی ہے ۔ طالب علموں کی مدد کے لئے بالخصوص شیڈولڈ کاسٹس ، شیڈولڈ قبیلوں اور سماج کے دوسرے پچھڑے ہوئے طبقوں کے طالب علموں کی مدد کے لئے ۷۰ ہزار سے زیادہ '' کتاب بینک،، ملک بھر میں کام کر رہے ہیں ۔ ان اقدامات سے طالب علموں کو کافی اطمینان ہوا ہے ۔ یونیورسٹیوں میں اب بد نظمی کی فضا نہیں ہے ۔

زرعی پیداوار کو اور بڑھانے کیلئے نئے پروگرام میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ ۵۰ لاکھ ہیکٹر مزید زمین کے لئے سینچائی کی سہولتیں مہیا کی جائیں بجلی پیدا کرنے کے پروگرام میں بھی تیزی لائی جارہی ہے ۔ بھارت سرکار نے اس سال سینچائی اور بجلی کی اسکیموں کے لئے پردیشوں کو دی جانے والی رقم میں ۱۰۰ کروڑ روپے کا اضافہ کیا ہے اور پردیشوں کو مرکزی سرکار کی طرف سے ۸۰ کروڑ روپے کی فاضل امداد بھی دی گئی ہے۔ امید ہے کہ اس سال ۲٫۶۰۰ میگاواٹ بجلی کی مزید پیداواری صلاحیت وجود میں آئے گی ، اور ۱۲ لاکھ ہیکٹر رقبہ زمین کے لئے آبپاشی کی مزید سہولتوں کی صلاحیت پیدا ہوگی۔ زمین میں پانی کے وسائل کے جائزوں کا کام اور تیز کردیا گیا ہے۔

صنعتی شعبے میں معیشت کے کچھ اہم سیکٹروں میں پیداوار خاصی بڑھی ہے ۔ اپریل سے اکتوبر ۱۹۷۵ع کے دوران پچھلے سال کی اسی مدت کے مقابلے میں کوئلے کی پیداوار میں ۱۱٫۶ فیصد قابل فروخت فولاد میں ۱۶٫۳ فیصد ، الومنیم میں ۳۸٫۲ فیصد ، نائٹروجنی کھادوں میں ۲۹٫۹ فیصد ، سیمنٹ میں ۱۵٫۳ فیصد بجلی کی پیداوار میں ۹٫۵ فیصد اضافہ ہوا ۔ پبلک سیکٹر اداروں میں کارکردگی کی اصلاح کی رفتار جاری رہی اور پیداوار میں اضافہ کی مجموعی شرح اپریل سے اکتوبر ۱۹۷۵ع کی مدت میں پچھلے سال کی اسی مدت سے ۱۵ فیصد زیادہ رہی۔ ریلوں اور بندرگاہوں کی بہتر کارکردگی سے اب ہماری صنعتی پیداوار میں ٹرانسپورٹ کی مشکلات کی رکاوٹ نہیں رہی ۔ پچھلے کی نسبت اس سال ریلیں فی دن ۱۲ فیصد زیادہ ویگن چلارہی ہیں ۔ اسی طرح جہازوں کا بندرگاہ پر پہنچ کر وہاں سے واپس لوٹنے کا وقت بھی کم ہوگیا ہے سڑکوں کے ذریعے ٹرانسپورٹ کے لئے قومی پرمٹ جاری کرنے کی اسکیم کا اعلان کیا گیا ہے۔ شروع میں ۵٫۳۰۰ پرمٹ جاری کئے جارہے ہیں۔

جبکہ پبلک سیکٹر معیشت کے اہم سیکٹروں کو کنٹرول کرتا ہے ، وہاں پرائیویٹ سیکٹر کو بھی ملک کی ترقی کے لئے ایک خاص رول سونپا گیا ہے ۔ حال ہی میں کئی ایسی تبدیلیاں کی گئی ہیں جن سے یہ سیکٹر خاص طور سے اس رول کو پورا کرسکے ۔ صنعتی لائسنس جاری کرنے کی پالیسیوں اور طریقہ کار میں نرمی کی گئی ہے تا کہ چھوٹے صنعت کار زیادہ پونجی لگا سکیں اور خاص خاص علاقوں میں ترقی کی رفتار تیز ہوسکے ۔ ۲۱ بڑی صنعتوں میں چھوٹے اور درمیانے درجے کے صنعت کاروں کو سرمایہ لگانے کے لئے لائسنسنگ طریقہ کار سے پوری طرح مستثنیٰ کردیا گیا ہے غیر ملکوں میں رہنے والے بھارتیوں کے ذریعے سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے لئے بھی اسکیمیں مرتب کی گئی ہیں ۔ البتہ پرائیویٹ سیکٹر کو اپنی سماجی ذمہ داریوں کو محسوس کرنا ہوگا اور اسے ذخیرہ اندوزی چوربازاری اور ٹیکس چوری کی غیر سماجی حرکتوں سے بچنا ہوگا ۔ ان غیر سماجی کاموں کو روکنے کے لئے زبردست قدم اٹھائے گئے ہیں ، عالیشان عمارتوں کی مالیت کا اندازہ لگانے اور ٹیکسوں کی چوری کے واقعات کا پتہ لگانے کے لئے خاص دستے قائم کئے گئے ہیں۔ اقتصادی جرائم کے لئے سخت سزائیں دینے اور جلدی سے مقدمے چلانے کے لئے خاص قانون بنایا جارہا ہے ، اس کے ساتھ ساتھ اقتصادی جرائم کے لئے جلدی سے اقتصادی نوعیت کی سزا دینے کے خیال سے محکمانہ کارروائی کے ذریعے زیادہ جرمانے کرنے کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ سمگلروں کے خلاف مہم تیز کردی گئی ہے اور اسمگلروں اور زرمبادلہ کی ہیرا پھیری کرنے والے لوگوں کی جائداد کو ضبط کرنے کے بارے میں ایک آرڈیننس بھی جاری کیا گیا ہے۔ خالی پڑی زمینوں کی ملکیت اور قبضے کی حد مقرر کرنے اور شہری مقاصد کے لئے استعمال کی جاسکنے والی زمین کو '' سوشلائز ،، کرنے کا قانون بنایا جارہا ہے۔

پچھلے کئی برسوں میں ہمارے تجارتی توازن پر اناج ، کیمیاوی
کھاد اور تیل — جو ہماری درآمد کی تین بڑی چیزیں ہیں
ت بڑھ جانے سے بہت دباؤ پڑا بمبئی سمندر میں تیل ملنے
دوسرے علاقوں میں تیل کی کھوج کے امکانات سے مستقبل
ب میں کچے تیل کے بارے میں بھارت کے خود کفیل ہوجانے
امکان روشن ہوگیا ہے جس سے ہمارے تجارتی توازن پر پڑنے
بوجھ کافی کم ہوجائے گا۔ برآمد بڑھانے کے لئے ہماری
ششیں برابر جاری ہیں اور اپریل سے اکتوبر ۱۹۷۵ء کی مدت
پچھلے سال کی اسی مدت کی نسبت سے ہماری برآمد میں
۱۴ فیصد اضافہ ہوا سرکار نے درآمد وبرآمد کے طریقہ کار میں
نرمی کی ہے اور غیر روایاتی چیزوں کی برآمد کو بڑھاوا دینے
لئے قدم اٹھائے ہیں۔

مزدوروں میں صنعتی امن کے بارے میں پردھان منتری کی اپیل
بہت اچھا ردعمل ہوا ہے اور صنعتی تعلقات کی فضا میں
مانی انداز میں سدھار ہوا ہے۔ صنعتی جھگڑوں سے حالیہ
ینوں میں جتنے ایام کار کا نقصان ہوا وہ پچھلے سال کی اسی مدت
مقابلے میں ۱۰ویں حصے سے زیادہ نہیں۔ اس طرح سرکار
بائز تالابندیوں چھٹیوں اور جبری چھٹی کو روکنے کے خیال
مناسب قدم اٹھانے پر غور کررہی ہے۔ انتظامات میں
ت کشوں کو شریک کرنے کے خیال سے ''شاپ فلور،، اور
پلانٹ ،، کی سطح پر صنعت میں محنت کشوں کی شرکت
اسکیم پر عمل شروع کیا گیا ہے۔ روزگار اور تربیت ،
خصوص پچھڑے ہوئے طبقوں کے لئے روزگار اور تربیت
دائرے کو وسیع کرنے کے لئے اپرنٹس شپ اسکیم پر
رثانی کی گئی ہے اور ایک تہائی سیٹیں جو خالی پڑی تھیں ،
پر کردی گئی ہیں اور اب بہت ھی تھوڑی سیٹیں خالی رہ
ہیں۔ اپرنٹس شپ اسکیم کو ۱۵ نئی صنعتوں ، انجینیرنگ
ٹیکنالوجی کے ۷۵ شعبوں اور ۴۰ نئی ٹریڈوں میں لاگو کیا
ا ہے۔

لاکھوں بینکروں کی مدد کے لئے ہتھ کرگھا صنعت کی ترقی
ایک اسکیم بنائی گئی ہے جس میں زیادہ حصہ کوآپریٹیو اداروں
ہوگا اور اسکے ذریعہ اس صنعت کے لئے ضروری چیزوں کی
لائی اور مال کی برآمد کی حوصلہ افزائی کے اقدامات کئے
ئینگے۔ ہتھ کرگھوں کے لئے ایک علحدہ ترقیاتی کمشنر کی تنظیم
م کی گئی ہے مل سیکٹر میں کنٹرول کے کپڑے کی اسکیم میں
کی کوالٹی بہتر بنانے کے خیال سے سدھار کیا جا رہا ہے۔
ثانی شدہ ''سپیسیفکشن،، کے مطابق کنٹرول کا کپڑا اب
نی سے مل سکتا ہے۔

زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لئے اور دیہات میں آمدنی اور دولت
کی عدم مساوات کو کم کرنے کے لئے زرعی اصلاحات کو عمل
میں لانا ضروری ہے۔ کئی پردیشوں نے مختلف زرعی اصلاحات
کے اقدامات کو تیزی سے عمل میں لانے اور فاضل زمینوں کو
بے زمین لوگوں میں بانٹنے کیلئے کارروائی کی ہے۔ شیڈولڈ قبیلوں
کے لوگوں کی زمینیں ان سے نہ کی جا سکیں ، اس مقصد کے لئے
بھی قدم اٹھائے جا رہے ہیں اور انکو اپنی گھریلو زمینوں کی
ملکیت کے حقوق دئے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بے زمین اور
پچھڑے ہوئے طبقوں کے لوگوں کو مکان بنانے کی ۶۰ لاکھ سے
زیادہ جگہیں دی گئی ہیں۔ جبری مزدوری کے وحشیانہ طریقہ
کے ذریعے دیہی مزدوروں کی لوٹ کھسوٹ کو روکنے کے لئے
مرکزی سرکار نے ایک آرڈی ننس کے ذریعے ملک میں تمام
قسم کی جبری مزدوری ختم کر دی ہے۔ کم از کم اجرتوں پر
بھی نظرثانی کی گئی ہے۔

دیہی علاقوں میں سب سے نفرت انگیز ڈھنگ کی لوٹ
کھسوٹ ساھوکاروں کے ذریعے کی جاتی ہے ساھوکاروں کے
شکنجے سے چھوٹے کسانوں اور بے زمین لوگوں کو چھٹکارا دلانے
کے لئے قرضوں کی وصولی روک دی گئی ہے اور کئی پردیشوں نے
ان قرضوں کو ختم کرنے کے قانون بھی بنائے ہیں۔ اس اسکیم کے
ساتھ ساتھ قرضہ دینے کے کوآپریٹیو اداروں کو مضبوط کیا جارہا
ہے اور ۵۰ دیہی بنک قائم کرنے کی اسکیم بنائی گئی ہے جن میں
سے ہرایک کی ۱۰۰ شاخیں ہوں گی۔ اس طرح دیہی کاریگروں
اور مارجینل کسانوں کے قرضے کی ضرورتوں کو پورا کرنے کےلئے
۵,۰۰۰ نئے بنک ہوجائیں گے۔ ایسے پانچ بنک ھریانہ میں
بھیوانی میں ' راجستھان میں جے پور میں ، مغربی بنگال میں مالوہ
میں اور اترپردیش میں مرادآباد اور گورکھ پور میں قائم کئے
جا چکے ہیں۔

قومی زندگی کے سبھی شعبوں میں سستی اور نا اھلیت کو
دور کرنے کے لئے قدم اٹھائے گئے ہیں۔ رجحانات اور کام کے
طریقوں میں تبدیلی لانے کے لئے انتظامیہ سسٹم میں کئی اصلاحات
کی جا رہی ہیں۔ نکمے اور بد دیانت عناصر کو ھٹایا جارھا ہے۔
سبھی پبلک ایجنسیوں میں گاھکوں کی بہتر خدمت کے خیال سے
سدھار کیا جارھا ہے۔ اور اس وقت کا نعرہ یہ ہے ''جنتا کی خدمت
کام کرکے دکھلانا،،

اس طرح وسیع پیمانے پر فیصلہ کن قدم اٹھائے جارہے ہیں۔
ملک میں بےرخی اور بےبسی کی جو فضا پیدا ہو گئی تھی وہ اب
اعتماد اور پکے ارادے کی فضا میں بدل گئی ہے۔ ایک دلیر اور
سمجھدار لیڈر شپ کے تحت قوم پوری طاقت سے ایک خود کفیل
اور اعلی کار کردگی والی معیشت کی طرف اور ایک ایسے مبنی

باقی صفحہ ۱۴ پر

بھارت میں سائنسی تحقیق کے دس سال

گذشتہ دس برسوں کے دوران ہندوستان میں سائنس کی ترقی کا جائزہ لیتے وقت سب سے بڑی دو کامیابیاں جو ذہن میں آتی ہیں وہ ہیں زیر زمین ایٹمی دھماکہ اور ہندوستانی مصنوعی سیارے آریہ بھٹ کا خلا میں بھیجا جانا ۔ حقیقت یہ ہے کہ سائنس کے میدان میں ہندوستان نے کئی سمتوں میں ترقی کی ہے اور ان سب کی اگر تفصیل بیان کی جائے تو ایک کتاب ہوسکتی ہے ان میں سے بہت سی کامیابیاں تو ایسی ہیں جن کے متعلق حالانکہ عام لوگوں کو کچھ زیادہ معلوم نہیں مگر مستقبل میں ترقی کے لئے انکی اہمیت کسی سے کم نہیں مثال کےطور پر سائنسی اور صنعتی تحقیق کی کونسل کے سائنسداں مصنوعی ہیرے تیار کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں اسکی تکنیک دنیا میں کچھ ہی ملکوں کو معلوم ہےاسی ادارے نے ملک کے کسانوں کیلئے ایک ایسا ٹریکٹر بھی تیار کیا ہے جو کہ سو فیصد ہندوستانی ہے دوسری طرف دفاع کے شعبے میں کام کرنے والے سائنسدانوں نے کئی چھوٹے جنگی جہازوں کا ڈیزائن بھی بنایا اور انہیں تیار بھی کیا ۔ علاوہ اسکے گذشتہ برسوں کی سب سے بڑی کامیابی تو یہ ہے کہ گیہوں کے بیج کی نئی قسمیں تیار کی گئیں جن سے گیہوں کی پیداوار دوگنی ہوگئی ہے ۔

سائنسی تحقیق کے میدان میں جو کام اب ہورہا ہےاسکی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اب ہمارے سائنس داں تحقیق و تجربے کا میدان منتخب کرتے وقت ملک کے حالات اور روزانہ زندگی کی ضروریات کو بھی نظر میں رکھتے ہیں ۔ ہند سرکار نے ایک قومی کمیٹی مقرر کی ہے جو سائنسی تحقیق کے نئے سمت کا انتخاب اور تعین کرنے میں سائنسدانوں کی مدد کرتی ہے سائنس اور ٹیکنالوجی سے متعلق ملک کے لئے پہلی بار ایک منصوبہ بھی تیار کیا گیا ہےدنیا کے کچھ ہی ملکوں میں سائنس کی ترقی کے لئے ایک منصوبہ بنا کر کام ہوتا ہے علاوہ اسکے سائنس اور ٹیکنالوجی سے متعلق ۱۹۷۱ع سے ایک الگ محکمہ بھی قائم کردیا گیا ہے ۔ اس محکمے کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ سائنس کے شعبے میں ہرگاہ اب کچھ مقاصد کو ذہن میں رکھکر کیا جاتا ہے اور پہلے کی طرح تحقیق برائے تحقیق نہیں ہوتی ۔

اس سلسلے میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سائنسی تحقیق کے کام میں اب دیہات کے لوگوں کی ضروریات کا بھی خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر سائنس اور ٹیکنالوجی کے محکمے نے ہی بیل گاڑی کا ایک جدید ڈیزائن تیار کرنے کا بڑا پراجکٹ شروع کیا ۔ کئی سال پہلے سائنسی اور صنعتی تحقیق کی کونسل نے اندھرا پردیش کے ایک بہت ہی پسماندہ ضلع کریم نگر کی گھریلو دستکاریوں کو جدید تکنیک کے مطابق چلانے کاکام شروع کیا اور وہاں صفائی کرنے ، مکان بنانے اور اشیائے خوردنی کو محفوظ رکھنے کے سستے طریقے دریافت کئے ۔ ان سب کوششوں کا مقصد یہ ہے کہ سائنسی تحقیق سے گاؤں کے لوگ بھی فائدہ اٹھائیں ہمارے سائنسدانوں نے گاؤں کی گندگی اور فضلے کو کھاد اور ایندھن میں تبدیل کرنے کے سستے طریقے بھی دریافت کئے ہیں اس سے نہ صرف گاؤں میں صفائی کاکام زیادہ آسان ہو جائے گا بلکہ گاؤں والوں کے لئے آمدنی کے بھی مزید وسیلے پیدا ہونگے ۔ حقیقت یہ ہے کہ شمسی قوت کو استعمال کرنے کے طریقے دریافت کرکے اور وسیع پیمانے پر گوبر گیس پلانٹ بنا کر ہم دیہات کی زندگی میں ایک انقلاب لاسکتے ہیں ۔

گذشتہ دس برسوں میں یہ کامیابیاں ممکن نہ ہوتیں اگر حکومت قومی لیباریٹریوں کی ہر طرح سے مدد اور حوصلہ افزائی نہ کرتی ۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۶۵ع سے لیکر ۱۹۷۴ع تک تحقیق اور متعلقہ سرگرمیوں کے لئے سالی امداد ۸۵ کروڑ سے دو ارب ۴۶ کروڑ کردی گئی ہے۔ اسکے نتائج بھی ہمارے سامنے ہیں پہلے ہم بہت سی چیزوں کے لئے ترقی یافتہ ملکوں کی مدد کے محتاج رہتے تھے ۔ اب ان چیزوں کی تیاری کے لئے ہم دوسرے ترقی پذیر ملکوں کو مشورہ دیتے ہیں امید کی جاتی ہے کہ آئندہ سائنس کے میدان میں ترقی کی رفتار اور بھی تیز ہوگی ۔

* * *

آندھرا پردیش زرعی ترقی کی راہ پر گامزن

آندھرا پردیش نے زرعی پیداوار کے شعبہ میں قابل ذکر ترقی کی ہے۔ اس ریاست میں زرعی پیداوار ۷۳ - ۱۹۷۲ء میں ۷۰ لاکھ ٹن ہوئی تھی جو ۷۵ - ۱۹۷۴ء میں بڑھ کر ۹۰ لاکھ ٹن ہوگئی۔

اسی مدت میں چاول کی پیداوار ۵۲،۴۲ لاکھ ٹن سے بڑھکر ۷۵ لاکھ ٹن ہوگئی۔ ربیع کی فصل کے دوران میں زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے ایک بھر پور پروگرام شروع کیا گیا، جس کے نتیجے میں ۷۵ - ۱۹۷۴ء میں مذکورہ فصل میں ۱۸ لاکھ ٹن سے زیادہ چاول پیدا ہوا۔ اس کے مقابلہ میں ۷۳ - ۱۹۷۲ء کے دوران میں صرف ۱۲ لاکھ ٹن چاول کی پیداوار ہوئی تھی۔

آندھرا پردیش کے کاشتکاروں نے بھر پور فصلیں اگانے والے بیجوں کی اقسام کا استعمال بہت پہلے ہی شروع کردیا تھا۔ وہاں بھر پور فصلیں اگانے والے بیجوں کی مختلف اقسام کو فروغ دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں تحقیقی کام بھی انجام دیا گیا ہے۔ دھان اور جوار آندھرا پردیش کی دو اہم فصلیں ہیں اور وہاں ان اجناس کی کاشت بڑے وسیع پیمانے پر کی جاتی ہے اور ان کی پیداوار میں مزید اضافہ کرنے کے لئے بھرپور فصلیں دینے والے بیجوں کی اقسام کا استعمال کیا جاتا ہے۔ کچھ منتخبہ اضلاع میں باجرہ اور مکئی کی کھیتی بھی بڑے پیمانے پر کی جاتی ہے۔ اس ریاست میں ۷۵ - ۱۹۷۴ء کے دوران میں ۳۴ لاکھ ہیکٹر سے زیادہ رقبہ اراضی میں بوئی گئی مختلف فصلوں میں بھرپور فصلیں اگانے والے بیجوں کی مختلف قسموں کا استعمال کیا گیا، جبکہ ۷۴ - ۱۹۷۳ء میں صرف ۱۸ لاکھ ہیکٹر زمین میں مذکورہ اقسام کے بیج بوئے گئے تھے۔

ریاست آندھرا پردیش میں جوار کی پیداوار کو فروغ دینے کے لئے ایک ہمہ گیر ترقیاتی پروگرام شروع کیا گیا اور ربیع کی فصل کے دوران میں تمام تر رقبہ اراضی میں بھر پور فصلیں اگانے والے بیجوں کی اعلی اقسام کا استعمال کیا گیا۔ اس اقدام کے نتیجے میں ربیع کی فصل میں ہونے والے اناج کی فی ہیکٹر پیداوار گذشتہ برسوں کے مقابلے میں ۹۹۴ کلو گرام سے بڑھ کر ۷۵ - ۱۹۷۴ء میں ۶۶۸ کلو گرام فی ہیکٹر ہوگئی اور ربیع کی فصل کی مجموعی پیداوار بھی گذشتہ برسوں کے مقابلے میں بڑھ کر ۷۵ - ۱۹۷۴ء میں ۹ لاکھ ٹن ہوئی۔

آندھرا پردیش میں دیگر زرعی ترقیاتی اسکیموں پر عمل کرنے کی بدولت تجارتی اور نقد فصلوں کی پیداوار میں بھی خاصہ اضافہ ہوا ہے۔ ۷۳ - ۱۹۷۲ء میں صرف ۱،۱۳ لاکھ گانٹھوں کے بقدر کپاس کی پیداوار ہوئی تھی جبکہ ۷۵ - ۱۹۷۴ء میں کپاس کی ۵،۷ لاکھ گانٹھوں کی پیداوار ہوئی۔ اسی طرح تلہن اور گڑ کی پیداوار بھی گذشتہ برسوں کے مقابلہ میں ۷۵ - ۱۹۷۴ء میں بڑھکر بالترتیب ۱۵،۸۳ ٹن اور ۱۲،۵۲ لاکھ ٹن ہوئی۔ اسی مدت کے دوران میں تمباکو کی پیداوار ۱،۸۲ لاکھ ٹن ہوئی۔

کپاس کی پیداوار میں یہ نمایاں اضافہ ناگ ارجن ساگر پراجکٹ کی دائیں نہر کے تحت گنٹور اور پرکاشم ضلعوں میں لمبے ریشے والی کپاس کے بیجوں کی اقسام مثلاً ایم سی یو - ۵، وارا لکشمی اور ایچ - ۴ کے استعمال کی بدولت عمل میں آیا ہے۔ ان اضلاع میں کپاس کی پیداوار کے فروغ کے نتیجے میں روئی اوٹنے اور اسکی درجہ بندی سے متعلق کارخانوں کے قیام کے سبب دیہی زرعی مزدوروں کو نفع بخش روزگار کے مواقع حاصل ہوئے ہیں اور ان علاقوں میں زرعی صنعتکاری کو ترقی ملی ہے۔

بھرپور پیداوار اعلی اقسام کے بیجوں کے استعمال سے متعلق ہمہ گیر پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے کیمیاوی کھادوں کے استعمال میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے۔ ۷۶ - ۱۹۷۵ء کے دوران میں ریاست آندھرا پردیش میں کاشتکاروں کے درمیان ۳،۳۴ لاکھ ٹن کیمیاوی کھاد تقسیم کی جائے گی۔ چھوٹے اور نادار کاشتکاروں کو کیمیاوی کھاد کی مناسب فراہمی کے لئے کارڈ سسٹم شروع کیا گیا ہے اور تمام کسانوں کو کھاد آسانی کے ساتھ مہیا کرنے کے لئے دور دراز علاقوں میں کھاد کی بہم رسانی کے مراکز قائم کئے گئے ہیں۔

ریاستی سرکار نے کاشتکاروں کو بیج، کیمیاوی کھاد، جراثیم اور کیڑے مکوڑے مارنے والی دوائیں اور دیگر زرعی سامان کی خریداری کے لئے قلیل المدتی قرضے فراہم کئے ہیں۔ ۱۹۷۵ء میں خریف کی فصل کے دوران میں ۶۱ کروڑ روپئے کی رقم مالی امداد اور قرضوں کی شکل میں کاشتکاروں کو ادا کی گئی۔

معلوماتی مواد، رسالوں، پوسٹروں، نمائشوں، عوامی جلسوں اور میٹنگوں، فلم شو، سینما، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے کاشتکاروں کو زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے مفید معلومات اور مشورے فراہم کئے جاتے ہیں اور انہیں اس بات سے با خبر کیا جاتا ہے کہ حکومت انکی امداد اور زراعت کی ہمہ جہت ترقی کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے۔

* * * * * *

دواسازی کی صنعت کے دس سال

آزادی کے بعد بھارت میں دواسازی کی صنعت نے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے اور اب وہ مستحکم بنیاد پر قائم ہے ۔

۱۹۴۸ع میں ملک میں بارہ کروڑ روپئے کی مالیت کی دوائیں تیار ہوتی تھیں اور وہ بھی باہر کے ملکوں سے منگوائی گئی ادویہ سے تیار کی جاتی تھیں لیکن اب ملک میں چارسو کروڑ روپئے کی مالیت کی دوائیں تیار کی جاتی ہیں ۔ بیشتر دوائیں جنمیں انسانی زندگی کو بچانے والی اہم دوائیں جیسے پنسلین ، اسٹریپٹومیسین ، ٹترا سائیکلن ، پی ۔ اے ایس ، آئی این ایچ اور سلفا دوائیں اب ملک ھی میں تیار کی جارھی ھیں ۔

۱۹۶۳ع میں ملک میں دوائیں تیار کرنے والے بارہ سو یونٹ تھے جنکی تعداد اب ڈھائی ھزار سے زیادہ ھے ۔ ان میں سے ۱۱۶ منظم شعبے میں اور باقی چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کے شعبے میں ھیں ۔

۱۱۶ منظم شعبے کے یونٹوں کے منجملہ ۶۰ یونٹ بھاری دوائیں اور ان دواؤں کی تیاری میں کام آنے والے اجزا‌ٔ بھاری مقدار میں تیار کرتے ھیں ۱۵ یونٹ صرف ادویہ بڑی مقدار میں تیار کرتے ھیں اور ۱۸ یونٹ دواؤں کی تیاری میں کام آنے والے مختلف اجزا‌ٔ وسیع پیمانے پر تیار کرتے ھیں ۔

۱۱۶ یونٹوں کے منجملہ ۲۳ یونٹوں میں بیرونی سرمایہ زائد از پچاس فیصد لگا ھوا ھے ، ۱۳ یونٹوں میں چالیس تا پچاس فیصد اور ۹ یونٹوں میں چھبیس تا ۴۰ فیصد ۔

سرکاری شعبے میں دواسازی سے متعلق دو کمپنیاں ھیں ان میں سے ایک انڈین ڈرگس اینڈ فارموسٹیکلس لمیٹیڈ اور دوسری ھندوستان اینٹی بائیوٹیکس لمیٹیڈ ھے ۔ انڈین ڈرگس اینڈ فارموسٹیکلس کے دوا سازی کے دو یونٹ ھیں ، ایک اینٹی بائیوٹیکس پلانٹ رشی کیش اور دوسرا سنتھٹک ڈرگس پلانٹ حیدرآباد ان دونوں یونٹوں میں نئی قسم کی دوائیں اور جراثیم کش ادویہ تیار ھوتی ھیں ۔ آئی ڈی پی ایل کا تیسرا یونٹ مدراس میں قائم ھے جس نے جراحی آلات کی تیاری پر قابو پالیا ھے ۶۹ - ۱۹۶۸ع میں اس کارخانے کی بنی ھوئی ایک کروڑ روپئے کی مالیت کی دوائیں فروخت ھوئیں ۔ لیکن سنہ ۷۵ - ۱۹۷۴ع میں ۳۵٫۸۶ کروڑ روپئے کی دوائیں فروخت ھوئیں ۔ اسی سال آئی ڈی پی ایل نے ۲٫۴۹ کروڑ روپئے کا خالص منافع کمایا ھے ۔

سرکاری شعبے کا حصہ :

سرکاری شعبے کے تحت دواسازی کے کارخانوں کی ایک تہائی دوائیں بھاری مقدارمیں تیار ھوتی ھیں لیکن دواسازی کی صنعت میں جتنی دوائیں تیار ھوتی ھیں ان کا تخمیناً آٹھ فیصد ھی تیار ھوتا ھے ۔ آئی ڈی پی ایل بتدریج اپنے دواسازی کے نسخوں میں اضافہ کرتا جارھا ھے ، اسکے ساتھ ھی ملک میں بننے والی دواؤں کے لئے درکار ادویہ کی بھاری مقدارمیں تیاری کا کام بھی جاری رکھا جارھا ھے ۔

آئی ڈی پی ایل دواؤں سے لاکھوں بنانے کے لئے لاکھوں کے واسطے دوائیں بنانے کا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کررھا ھے چنانچہ اسی مقصد کے تحت ھرسال زیادہ سے زیادہ دوائیں اور دواؤں کی تیاری میں کام آنے والی دوائیں بڑی مقدار میں تیار کررھا ھے ۔

دواؤں اور دواسازی کی صنعت کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کے لئے شری جئے سکھ لال ھاتھی کی صدارت میں قائم کی گئی کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں یہ سفارش کی ھے کہ سرکاری شعبے کو اس صنعت میں رھنمائی کرنی چاھئے ۔ یہ سفارش قبول کرلی گئی ھے ۔

سرکاری شعبے کے یونٹوں کی توسیع :

چنانچہ اس غرض سے مختلف قسم کی دواؤں اور نسخے جات کی تیاری اور دواسازی میں کام آنےوالی دواؤں کی بھاری مقدار میں تیاری کے کام کو پانچویں منصوبےمیں وسعت دینےکی مہم شروع کی گئی ھے ۔ اس پر ۷۰ کروڑ روپئے صرف ھونگے ۔ حیدرآباد میں واقع سنتھٹک ڈرگس پلانٹ کی صلاحیت کو ۱۹۸۸ ٹن سے ۳۳۸۷ ٹن تک بڑھا دیا جائیگا جس پر ۲۳ کروڑ روپئے خرچ آئیگا ۔ اسی طرح رشی کیش میں کے اینٹی بائیٹکس پلانٹ کی صلاحیت بھی ۲۹۰ ٹن سے تقریباً ۶۰۰ ٹن تک بڑھائی جارھی ھے ۔

اسکےساتھ ہی‌ان دونوں کارخانوں میں ایسی دواؤں کی تیاری کا کام بھی تیز کردیا گیا ہے جو خاص طور پر گاؤں میں رہنے والوں کیلئے سستے داموں پر دوائیں فراہم ہوسکتی ہیں۔توسیعی پروگرام کے تحت نہ صرف موجودہ دواؤں کی تیاری کی مقدار میں اضافہ کیا جائے گا بلکہ کئی اہم نئے نسخوں کی بنیاد پر بھی دوائیں تیارکی جائینگی ۔

ہندوستان اینٹی بائٹکس‌لمیٹیڈ کی توسیع کے پروگرام کے تحت پنسلین پلانٹ پرمزید ۲٫۹۲ کروڑ روپئے ، اسٹرپٹومیسن پلانٹ پر ۲٫۹۱ کروڑ روپئے اور سیمی سنتھٹک پنسلین پلانٹ پر ۱٫۱۷ کروڑ روپئے مزید خرچ کےعلاوہ ۴٫۱۶ کروڑ روپئے کے خرچ سے ایرتھرومیسین پلانٹ کا قیام شامل ہے۔ اسکے علاوہ دوائیں تیار کرنے کے ایک نئے پلانٹ پر ۴٫۴۶ کروڑ روپئے خرچ کئے جائینگے ۔

اہم جراثیم کش دواؤں کی تیاری

پانچویں منصوبے میں مختلف‌النوع دواؤں کی تیاری اور توسیع کے باعث امید ہے کہ آئی ڈی پی ایل کی بدولت جان بچانے والی دواؤں مثلاً ٹٹرا سائیکلن ، آکسی ٹٹرا سائیکلن پینی سیلین اور دوسری ضروری ادویہ جیسےاناالجن ، سلفا ڈیمی ڈین ، فالک ایسڈ ، وٹامن بی ۱ ، وٹامن بی ۲ ، پیپرازین ، فیناسٹین وغیرہ کی تیاری میں ملک کو خود مکتفی بنانے میں مددملے گی ۔ جہاں تک بنیادی ادویہ کی مدد سے عام آدمی کیلئے دواؤں کی تیاری کا تعلق ہےسرکاری شعبے میں انکی تیاری سے پیداوار ، تقسیم اور فراہمی پر سرکاری نگرانی میں مددملیگی ۔

دواؤں کی قیمتوں پر کنٹرول :

۱۹۶۳ع میں چینی حملے کے وقت دواؤں‌کی قیمتوں پر کنٹرول شروع کیا گیا ۔ اس وقت دواؤں کی چلر قیمتیں منجمد کردی گئی تھیں اور سرکار سے اجازت کے بغیر دواؤں کی قیمتوں میں اضافے کی اجازت نہیں تھی ۔ سنہ ۱۹۶۶ع میں ایک حکم جاری کیا گیا جس کے تحت نئی دواؤں کی قیمتیں مقرر کرنے کے لئے سرکار سے منظوری لینا اور دواؤں پر چلر قیمت درج کرنا ضروری قرار دیا گیا ۔ مئی ۱۹۷۰ع میں ایک جامع حکم جاری کیا گیا ۔ جسکے تحت چھوٹے کارخانوں کی مدد اور پچاس‌لاکھ روپئے تک سالانہ دوائیں تیار کرنے والے کارخانوں کو ایسی منظوری سے مستثنی قرار دیا گیا ۔

مئی ۱۹۷۰ع کو ایک ترمیم جاری کی گئی جس کے تحت دوا فروشوں پر یہ پابندی عائد کی گئی کہ وہ دواؤں کی سرکاری منظور شدہ فہرست میں درج قیمتوں سے زائد پر دوا فروخت نہ کریں یا لیبل پر درج قیمت سے زیادہ نہ لیں ۔ یہ ترمیم اسلئے جاری کی گئی تھی کہ دوا فروش قیمتوں میں اضافے کی امید پر پہلے سے خرید کی ہوئی دواؤں کو زیادہ دام پر نہ بیچ سکیں ۔

ہندوستانی دواسازی کی ہمت افزائی

ہاتی کمیٹی کی اس سفارش‌کی بناء پر کہ ہندوستانی دواسازی کی صنعت کی ہر طرح سے ہمت افزائی کی جائے ، دوا سازی کے کارخانے قائم کرنے والے نئے صنعت کاروں کو فراخدلانہ اجازت نامے جاری کئے جارہے ہیں چنانچہ کمیٹی کی رپورٹ ملنے کے بعد سے دوا سازی کے ہندوستانی کارخانہ داروں کو پچاس لائسنس یا اجازت نامے جاری کئے گئے ۔ اسکے بر خلاف بیرون ملک سرمایہ سے دوائیں تیار کرنے والے ۱۶ کارخانوں کو اجازت دی گئی ۔

بیرونی سرمایہ کے اشتراک سے کام کرنے والے کارخانوں کے تمام معاملات کی غیر ملکی زرمبادلہ کے ایکٹ کے تحت جانچ کی جاتی ہے۔ بیرونی کارخانوں کوبوری صلاحیت بروئے کار لانے کی اس وقت تک اجازت نہیں دی جاتی جب تک کہ وہ بنیادی دوائیں ہندوستان ہی میں تیار کرنے کی تجویز پیش نہیں کرتے ۔

تحقیق و ترقی :

تحقیق اور ترقی ، صنعت دوا سازی کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ لا دوا امراض کیلئے دواؤں کا پتہ چلانا اور ایسی ادویہ معلوم کرنا جو زیادہ موثر اور کم سے کم نقصان دہ ہوں تحقیق و ترقی سے ہی ممکن ہے ۔

دواؤں اور دواسازی میں خود مکتفی ہونے کیلئے اور مستقبل میں اس صنعت کی ضروریات کی تکمیل کے لئے تجربہ‌خانوں کا جال بچھانا ضروری ہے۔ جیسے کہ سنٹرل ڈرگس انسٹی ٹیوٹ لکھنو ، نیشنل کیمیکل لیبارٹری پونہ ، ریجنل ریسرچ لیبارٹریز حیدرآباد ، جموں ، جور ہاٹ جو کونسل آف سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ اور ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ لیبارٹریز کے تحت ہیں ۔ اور آئی ڈی پی ایل کے تحت رشی کیش اور حیدرآباد کے کارخانے اور ہندوستان اینٹی بائٹکس کا پمپری میں واقع مرکز شامل ہے ان تحقیقاتی مراکز سے دواؤں اور دوا سازی کی موجودہ تکنیک دوا سازی کے نئے طریقوں اور دواؤں میں کام آنے والے اجزاء کے متبادل معلوم کرنے میں بڑی مدد ملی ہے ۔

سرکاری شعبے میں دوائیں تیار کرنے والے کارخانوں میں تحقیق

سنتھٹک ڈرگس حیدرآباد کے تحقیق اور ترقی کے شعبے نے کئی ایک ضروری دواؤں کی بنیادی تکنیک پر تحقیق کی ہے جس سے سنتھٹک دوا سازی کی صنعت کےلئے ایک ٹھوس بنیاد حاصل

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

محمد برہان حسین

آندھرا پردیش میں کیمیائی صنعت

آندھرا پردیش یقینی طور پر ایک زرعی ریاست ہے جس میں چاول ، گنا ، دالیں ارنڈی اور تمباکو کی پیداوار بکثرت ہوتی ہے - شاید یہی وجہ ہے کہ ریاست میں صنعتوں اور بالخصوص کیمیائی صنعت پر بہت کم توجہ دی گئی - آندھرا پردیش میں کیمیائی صنعت کی تاریخ بہت پرانی ہے - سنہ ۱۸۹۷ء میں ایسٹ انڈیا ڈسٹلریز کے نام سے انگریزوں نے ایک شوگر فیکٹری شکر اور الکوھل کی تیاری اور کشید کے لئے قائم کی تھی - سنہ ۱۹۳۳ء میں حیدرآباد میں آخری نظام کے دور میں ہندوستان بھر میں سب سے پہلا کیمیائی اور حیاتیاتی دواؤں کا کارخانہ ، نیو کیمیکل اینڈ سنتھیٹک پراڈکٹس کے نام سے قائم ہوا تھا - گوداوری کی وادی جو کوئلے اور چونے کے پتھر اور دوسری معدنیات سے مالامال ہے بہترین صنعتی علاقے میں تبدیل ہونے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے - چنانچہ سنہ ۱۹۴۰ء میں حیدرآباد میں تاج گلاس فیکٹری ، عادل آباد میں سرسلک ، سرپور کاغذ نگر میں کاغذ سازی اور سمنٹ کی فیکٹریاں قائم کی گئیں - آندھرا سمنٹ ورکس اور کرشنا سمنٹ ورکس بھی سنہ ۱۹۳۹ء میں وجود میں آئیں -

ریاست آندھرا پردیش کو قدرت نے زرعی دولت کے ساتھ ساتھ معدنی دولت اور اس سے فائدہ اٹھانے کے تمام وسائل سے نواز رکھا ہے - معدنیات میں کوئلہ ، لوہے کی کچی دھات اسبسطاس ، چائنا کلے ، ڈولو مائیٹ ، بیارا ئٹس ، اسٹی ٹائیٹ اور ابرک کے ذخائر موجود ہیں - حال ہی میں سونے اور تانبے کے ذخائر بھی دریافت ہوئے ہیں - ہیروں کے لئے اس ریاست کی شہرت کوہ نور ہیرے کی بدولت تاریخی بن گئی ہے -

ریاست میں دو بڑے دریا گوداوری اور کرشنا اور ان کی بے شمار چھوٹی بڑی معاون ندیاں میٹھے پانی کے لازوال خزانے ہیں - ان پر بند باندھ کر زبردست آبی ذخائر بنائے جاچکے ہیں - میٹھا پانی ہی دراصل زراعت و صنعت کی شہ رگ ہوتا ہے - اس وقت ریاست میں ۸ تھرمل پاور اسٹیشن ہیں یعنی کوئلہ کے بجلی گھر اور کئی ہائیڈل پاور ہاؤز یعنی پن بجلی گھر موجود ہیں -

حال ہی میں ریاستی چیف منسٹر شری جے- وینگل راؤ نے کہا ہے کہ وہ آندھرا پردیش کو پنجاب کی طرح صنعتی ریاست میں تبدیل کرنے کا ارادہ کرچکے ہیں - چنانچہ ریاست میں حکومت کی پوری مشنری متحرک کردی گئی ہے - جس کے نتیجہ میں حکومت ، بینکس اور کئی سرکاری و نیم سرکاری ادارے ، صنعت کاروں کی مدد اور حوصلہ افزائی کے لئے کمر بستہ ہوچکے ہیں - ان میں کے چند اہم اداروں کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں -

آندھراپردیش انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن(APIDC) جو بڑی اور متوسط درجہ کی صنعتوں کو مالیہ فراہم کرتا ہے - آندھراپردیش کا قائم کردہ اسٹیٹ فینانشیل کارپوریشن ، جو صنعت کاروں کو مالیہ فراہم کرتا ہے -

آندھرا پردیش چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی کارپوریشن ، جو چھوٹے صنعت کاروں کو صنعتی جان کاری ، مالیہ اور مارکٹ فراہم کرتا ہے -

آندھراپردیش اسٹیٹ ٹریڈنگ کارپوریشن ہے جو صنعت کاروں کو تجارتی سہولتیں (خصوصیت سے برآمد کرنے کی سہولتیں) مہیا کرتا ہے -

ایک آندھرا پردیش اسٹیٹ انڈسٹریل انفرا اسٹکچرل کارپوریشن بھی قائم ہے جو صنعتوں کو پانی ، زمین ، ذریعہ حمل و نقل اور بجلی کی طاقت مہیا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے - اس ادارے نے شہر حیدرآباد کے اطراف کے علاقوں میں کتنے ہی چھوٹے بڑے صنعتی احاطے تعمیر کئے ہیں جن میں صنعت کاروں کو ہر قسم کی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں اور اسکے معاوضے میں مناسب رقم بطور کرایہ لی جاتی ہے -

اسکے علاوہ شہر حیدرآباد میں نیشنل لیبارٹری - ریجنل ریسرچ لیبارٹری حیدرآباد موجود ہے جو نہ صرف جان کاری مہیا کرتی ہے بلکہ اس میں موجود اعلیٰ کیمیا داں ، ٹکنالوجسٹ اور بہترین عصری آلات صنعت کے مسائل کو حل کرنے میں ہمیشہ مستعد رہتے ہیں- حال ہی میں اس لیبارٹری(CSIR) اور حکومت آندھراپردیش کے اشتراک سے ایک پولی ٹیکنالوجیکل

کلینک بھی کھولا گیا ہے - اسکا مقصد صنعت کاروں کے مسائل کو حل کرنا ہے -

آندھرا پردیش میں ہندوستان بھر کا پہلا اور اکیلا ادارہ اسمال اسکیل انڈسٹریز اکسٹنشن ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ موجود ہے- جہاں ، صنعت کاروں کو صنعت قائم کرنے ، اسکو چلانے اور ترقی دینے کی تربیت دی جاتی ہے - اس میں سائنسی اور تکنکی علوم پر مبنی کتب خانہ بھی ہے جو صنعت کاروں کو جدید ترین معلوماتی کتب اور رسائل فراہم کرتا ہے -

اب ہم اس بات کا مطالعہ کریں گے کہ اسوقت کونسی صنعتیں موجود ہیں اور کن صنعتوں کے قیام کی سہولتیں اور صلاحیتیں ریاست میں ھمدست ہیں -

غیر نامیاتی کیمیائی مرکبات :

ریاست بھر میں سلفیورک ترشہ کے ۵۰ اور کاوی سوڈے کے ۲ کارخانے ہیں -

نامیاتی کیمیائی مرکبات :

الکوہل کے کئی کارخانے ہیں جو در اصل شکر سازی سےملحق ہیں - انہی کارخانوں میں ، اسیٹک ترشہ ، ایتھائل اسیٹیٹ آلڈے ھائیڈ وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں - شہر حیدرآباد میں چند چھوٹے کارخانے ہیں جو نامیاتی فائن کیمیائی مرکبات اور انٹرمیڈیٹس بناتے ہیں -

فرٹلائزرس :

غیر نامیاتی فرٹلائزرس ، کارو منڈل فرٹلائزرس، وشا کھاپٹنم بناتے ہیں - کئی چھوٹے کارخانے ہیں جو پولٹری اور مویشیوں کے چارہ میں استعمال ہونے والے مرکبات بناتے ہیں -

رام گنڈم میں فرٹلائزرس کا کارخانہ کوئلہ کی بیناد پر قائم کیاجارھا ہے ، جو شاید آئندہ سال تک پیداوار شروع کردیگا -

کاغذ اور تالیفی دھاگے :

کاغذ کے دو اور تالیفی دھاگوں کا صرف ایک کارخانہ قدیم سر سلک کا ھی قائم ہے -

الکٹرو کیمیکلز :

کاوی سوڈا اور کلورین اس زمرہ میں آتے ہیں - ملک بھر میں قائم دو ایسے کارخانوں میں سے ایک ریاست میں موجود ہے -

ادویات :

ریاست میں ادویات کی صنعت نے کافی ترقی کی ہے چنانچہ انڈین ڈرگس اینڈ فارماسیوٹیکلز لمیٹیڈ کا سنتھٹک ڈرگس پلانٹ ایشیا کا سب سے بڑا پلانٹ ہے- اس میں کئی امراض کی ادویات کے علاوہ وٹامنس ، کئی انٹرمیڈیٹس اور سکون دینےوالے مرکبات تیار ہوتے ہیں - اسکے علاوہ وارنر ہندوستان اور بیالو جیکل ایوانس ، یونی سانکیو بھی قابل ذکر ہیں آخرالذکر Enzymes تیار کرتا ہے -

پٹرو کیمیکلز :

کالٹکس کی ریفائنری وشا کھا پٹنم میں کروڈ آئیل سے اسکے اجزاء علحدہ کئے جاتے ہیں -

پلاسٹک :

ہندوستان پالیمر (وشا کھا پٹنم) جو اسٹائرن مانومر اور پولی اسٹرن بناتا ہے بیک لائٹ ھائی لیم Resins بناتا ہے -

ریاست میں چونے کے پتھر کے زبردست ذخائر ہیں جن سے پریسیپی ٹیٹڈ کیلسیم کاربونٹ بنانے کے کارخانے قائم کئے جاسکتے ہیں - کوئلہ کے عظیم ذخائر ہیں جن سے کئی قسم کے مرکبات تیار کئے جاسکتے ہیں - چینی کے برتن بنانے کے لئے بہترین قسم کی کالی مٹی ، چینا کلے اور دوسری ضروری معدنیات موجود ہیں - چینی کے برتن بنانے کے دو کارخانے ریاست میں قائم ہیں اور مزید کارخانوں کے قیام کے لئے گنجائش موجود ہے - پینٹ اور وارنش کے کارخانے بھی قائم کئے جاسکتے ہیں ۷۰۰ میل طویل ریاستی ساحل سے فائدہ اٹھاتےہوئے سمندر سےمرکبات کی تلخیص کی کوئی کوشش کی جاسکتی ہے - آندھرا پردیش زرعی ریاست ہے جس میں کیڑے مار مرکبات کی خاصی کھپت ہے نیز اس میں مسلسل اضافےکی توقع ہے اس لیئےان مرکبات کی تیاری کے کارخانوں کی شدید ضرورت ہے - ریجنل ریسرچ لیبارٹری کو ایسے مرکبات کی تیاری کی جان کاری کی دریافت کا مرکز قرار دیا گیا ہے - امید ہے کہ اس جانکاری کی بنیاد پر مستقبل قریب میں کارخانے قائم ہو سکیں گے -

اس خصوص میں یہ وضاحت بے محل نہ ہوگی کہ حالیہ دور میں کتنے ھی کیمیائی مرکبات جو پہلے نباتی ذرائع سے حاصل کئے جاتے تھے پٹرولیم سے بہ آسانی اور سستے داموں میں حاصل ہونے لگے تھے - لیکن پیٹرولیم کی قیمتوں میں زبردست اضافے اور دوسرے ان کی دستیابی کی محدود مدت نے ملک کو دوبارہ نباتی ذرائع پر توجہ دینے پر مجبور کردیا ہے - جیسے ارنڈی کے تیل کو جو اس وقت برآمد کردیا جاتا ہے ، سینٹ،

لیبوبری کینٹ ، عطریات ، ادویات اور جراثیم کش مادہ کی تیاری میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح بنولے کے تیل سے فیٹی ایسڈس حاصل کئے جاسکتے ہیں -

اس لحاظ سے آندھرا پردیش کے لئے بہ حیثیت زرعی ریاست ہونے کے دوہری ذمہ داری اور دہرا موقع ہے کہ وہ اپنی صنعتوں کو معدنیات کے ساتھ ساتھ نباتیات کی بنیاد پر بھی قائم کرے کیونکہ آندھرا پردیش جہاں سالانہ ۸۰ لاکھ ٹن کوئلہ پیدا ہوتا ہے وہیں ہندوستان میں ارنڈی کی کل پیداوار کا ۳۰ فیصد حصہ بھی پیدا ہوتا ہے -

ان حقائق سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ آندھرا پردیش میں قدرتی وسائل سے ہنوز خاطر خواہ فائدہ اٹھانے کے بکثرت مواقع موجود ہیں - صنعتی پسماندگی کے لحاظ سے ملک میں آندھرا پردیش کا چوتھا نمبر ہے آندھرا پردیش میں انفرادی صنعتی آمدنی محض ۲۰ روپیہ ہے جبکہ تامل ناڈو میں ۶۷ روپیہ اور مہاراشٹرا میں ۱۰۶ روپیہ ہے - اگر آندھرا پردیش کو صنعتی ریاست بنانا مقصود ہے تو یہ کام جنگی بنیاد پر کیا جانا چاہئے - تبھی ہماری صنعتیں ملک کی تیز رفتار صنعتی ترقی کے دھارے میں شامل ہو سکیں گی -

* * * *

باقی بسلسلہ صفحہ ۷

بر انصاف سماج کی منزل کی طرف بڑھ رہی ہے جس میں ہر شہری کو اپنی زندگی کو بہتر بنانے کا موقع ملتا ہے ، جس میں ہر شہری اپنے مفاد کو ملک کے وسیع تر مفاد سے وابستہ سمجھتا ہے اور قومی مفاد کو بڑھاوا دینے کے لئے ملک میں جدید ڈھنگ کا ایک ایسا بھارتی طرز زندگی وجود میں لانے کے لئے جس پر آنے والی نسلیں فخر کریں گی ، اپنا پورا تعاون دیتا ہے -

* * * *

باقی بسلسلہ صفحہ ۱۲ سے آگے

ہوئی ہے - نئی اور دواؤں کی تیاری کا سلسلہ بھی جاری ہے اور امید ہے کہ اس سے آئندہ توسیع کیلئے تکنیک فراہم ہو گی -

اس لیباریٹری نے بعض ادویہ کی مصنوعی طور پر تیاری کے لئے متبادل دریافت کرکے موجودہ طریقہ کار میں بہتری پیدا کی ہے جس سے نہ صرف پیداوار اور کوالٹی میں اضافہ ہوا ہے بلکہ بیرونی اجزا کے متبادل اجزا کی دریافت سے ادویہ کی ساری کی لاگت بھی کم ہوئی ہے -

رشی کیش پلانٹ میں تحقیق و ترقی کی کوششوں سے نہ صرف بعض قیمتی خام سامان کے متبادل درآمدات ، بلکہ بعض خلاؤں کو پر کرنے اور ساز و سامان کی کوتاہیوں کو دور کرنے کیلئے تکنیک میں بہتری پیدا ہوئی ہے -

ایچ اے ایل میں بھی تحقیقی کاموں سے تکنیک اور طریقہ کار میں بہتری حاصل ہوئی ہے اسکے علاوہ بعض نئی جراثیم کش دواؤں مثلاً ہامائسن ، اوریٹو فنجن وغیرہ کی تیاری شروع کیجاسکی ہے اسی طرح سے سی ایس آئی آر کے تجربہ خانوں نے صنعت دوا سازی میں بعض نئے مرکبات تجویز کرکے ہندوستان کی دوا سازی کی صنعت کی بنیاد کو مستحکم بنا دیا ہے -

* * * * * *

خواتین کے لئے قرضے :

خواتین کے مالی موقف کو سدھارنے کے لئے آندھرا پردیش ویمنس کوپرآپٹیو فینانشیل کارپوریشن نے ماہ اپریل میں ترکاری کے کاروبار چلانے ، کٹ پیس کپڑے اور کرانہ کی دوکانات وغیرہ چلانے کے لئے ورنگل میں ۳۱ خواتین میں ۳۱۶۰۰ - روپئے کے قرضے تقسیم کئے - سنڈیکیٹ بینک اور بڑودہ بینک کی شاخ ورنگل اور ہنمکنڈہ نے مذکورہ رقم کا ۸۰ فیصد سرمایہ فراہم کیا اور ما بقی ۲۰ فیصد ویمنس فینانشیل کارپوریشن کی جانب سے مہیا کیا گیا -

۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام سے قوم میں نیا جوش :

وجیا نگر کالونی کے ہائی اسکول میں اسکول ڈے کے موقع پر ۳ - اپریل کو ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مسٹر سہیند ر ناتھ وزیر مارکٹنگ نے کہا کہ جس تیز رفتاری اور جوش کے ساتھ ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کو رو بہ عمل لایا جارہا ہے اس سے قوم میں ایک نیا واولہ پیدا ہو گیا ہے - جیسا کہ وزیر اعظم نے کہا ہے عوام کی بہت بڑی تعداد ایمرجنسی کو قومی زندگی میں ایک نئے دور کا آغاز تصور کرتی ہے - وزیر موصوف نے طلباء اور اساتذہ سے خواہش کی کہ وہ خود کو ڈسپلن کا پابند کریں اور خلوص دل سے اپنا کام انجام دیں -

رمپا چوڈاورم میں انٹیگریٹیڈ ٹرائبل ڈیولپمنٹ ایجنسی کا قیام :

مسٹر جے وینگل راؤ چیف منسٹر نے ۴ - اپریل کو رمپا چوڈاورم میں انٹیگریٹیڈ ٹرائبل ڈیولپمنٹ ایجنسی کا افتتاح کیا - اس موقع پر انہوں نے قبائلی عوام کو تلقین کی کہ وہ اپنے بچوں کو آشرم اسکول میں تعلیم دلائیں جہاں حکومت کی جانب سے غذا و مفت تعلیم کے ساتھ ساتھ لباس اور دوسری سہولتیں فراہم کی گئی ہیں تاکہ قبائلی عوام کے بچے ملک کے اچھے شہری بن سکیں - چیف منسٹر نے حکومت کی جانب سے قبائلی عوام کی ترقی کے لئے خرچ کی جانیوالی کثیر رقومات اور دوسری سہولتوں سے بہتر طور پر مستفید ہونے کا قبائلیوں کو مشورہ دیا - انہوں نے کہا کہ حکومت قبائلی عوام کے تعلیم یافتہ بچوں کو روزگار ہمدست ہونے تک ماہانہ ۱۵۰ روپئے دیا کریگی اور اعلان کیا کہ آئی - ٹی - ڈی - اے کے لئے ایک اسپیشل افسر کا تقرر کیا جائیگا - انہوں نے مزید کہا کہ ایجنسی کے علاقے میں حکومت یکم اکتوبر سے سیندھی کے دوکانوں کی تعداد گھٹا دیگی -

چیف منسٹر نے گونڈورو باوا جی تالاب کا سنگ بنیاد رکھا جو ۳۰,۳ لاکھ روپئے کی لاگت سے تعمیر کیا جائیگا اور جس سے ۱۷۰ ایکر زمین سیراب ہو گی - انہوں نے ۴۵ قبائلیوں میں اراضی کے پٹے تقسیم کئے اور ۵ قبائلیوں کو ان کی زمینات واپس کرنے کے احکامات جاری کئے - چیف منسٹر نے زرعی مقاصد کے لئے ۸ آئل انجن تقسیم کئے جن کی مالیت ۳۱۶۰۰ روپئے ہے - ۲۰ لوگوں میں بھیڑوں کے ۳ یونٹ تقسیم کئے - ۵ لوگوں میں تجارتی اغراض کے لئے فی کس ۵۰۰ روپئے کے حساب سے قرضے تقسیم کئے ۵ لوگوں میں ہل چلانے کے بیل تقسیم کئے اور ۱۰ لوگوں میں میوے کے باغ لگانے کے لئے فی کس ایک ہزار روپئے کے حساب سے قرض تقسیم کئے -

ڈاکٹر امبیڈکر کے مجسمے کی نقاب کشائی :

مسٹر ٹی - گوپال راؤ ڈسٹرکٹ ریوینیو افسر ورنگل نے محبوب آباد میں ۱۴ - اپریل کو ڈاکٹر بی - آر - امبیڈکر کے قدآدم مجسمے کی رسم نقاب کشائی انجام دی - اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر امبیڈکر دستور ہند کے بانیوں میں سے تھے - انہوں نے ہریجنوں سے اپیل کی کہ وہ حکومت کی جانب سے فراہم کی جانے والی سہولتوں سے استفادہ کریں -

چیف منسٹر کی جانب سے نوجوانوں کے رول کی وضاحت :

کاولی میں ۱۴ - اپریل کو وینکٹیشورا ہال میں منعقدہ ایک جلسہ میں یوتھ فورم اور گرائجویٹس کو مخاطب کرتے ہوئے مسٹر جے وینگل راؤ چیف منسٹر نے نوجوانوں کو تلقین کی کہ وہ ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کے پیام کو دیہی عوام میں

گھر گھر پہنچائیں ۔ انہوں نے مزید کہا کہ رضاکارانہ تنظیمیں سماج میں بنیادی تبدیلی لانے کے لئے اہم کردار ادا کر سکتی ہیں ۔ چیف منسٹر نے بوتھ فورم کے زیر اہتمام مجاہدین آزادی اور صحافیوں کو اعزازات عطا کرتے ہوئے سال پیش کئے ۔

قبل ازیں مسٹر ایم سنجیوا ریڈی سابق وزیر نے مختلف ویلفیر پروگراموں کو روبہ عمل لانے کے لئے عوام سے چیف منسٹر کے ہاتھ مضبوط کرنے کی اپیل کی ۔

اچا پورم میں کوآپریٹیو سنٹرل بینک کی شاخ کا قیام :

مسٹر واسی ریڈی کرشنا مورتی نائیڈو وزیر متوسط آبپاشی نے ۱۳ - اپریل کو اچا پورم میں سریکاکلم کوآپریٹیو سنٹرل بینک کی شاخ کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ امداد باھمی تنظیم کو عوام کی ضروریات کی تکمیل کے لئے پابند نظم و ضبط اور مضبوط خطوط پر چلایا جانا چاھئے ۔ مسٹر ٹی ۔ وینکٹیا نے جلسے کی صدارت کی ۔

بینک کے صدر نشین مسٹر جی ۔ سری راماو نے کہا کہ سال ۷۶ - ۱۹۷۵ع میں ۱۰۵ کروڑ روپیوں کے قرضے فراہم کئے جا چکے ہیں اور سال ۷۷ - ۱۹۷۶ع کے لئے ۲ کروڑ روپیوں کی گنجائش فراہم کرنے کی تجویز ہے ۔

کھادی اور دیہی صنعتی نمائش :

مسٹر موھن لال سکھاڈیا گورنر آندھرا پردیش نے ۱۶ - اپریل کو بھودان سلور جوبلی تقاریب کے سلسلے کی تروپتی میں منعقدہ کھادی اور دیہی صنعتی نمائش کا افتتاح کرتے ہوئے اس امر کی یاد دھانی کی کہ کھادی قومی تحریک کا ایک لازمی اور اھم جز رھی ہے ۔ انہوں نے کھادی کی صنعت کی ھمت افزائی کرنے کی ضرورت پر زور دیا چونکہ اس کی بدولت دیہات کے بیروزگاروں اور ناکافی روزگار رکھنے والے افراد کو خود روزگار کے مواقع فراہم ہوتے ہیں ۔ گورنر نے عوام پر زور دیا کہ وہ دیہی صنعتوں کی ھمت افزائی کریں ۔ مسٹر پی ۔ نرسا ریڈی وزیر مال اور صدر نشین بھودان سلور جوبلی تقاریب نے اس موقع پر اپنی صدارتی تقریر میں کھادی اور دیہی صنعت نیز بھودان تحریک کی تاریخ پر روشنی ڈالی ۔

کوآپریٹیو فارمنگ سوسائٹی کا گورنر کے ھاتھوں افتتاح :

موضع سداورم ضلع نیلور میں ۱۶ - اپریل کو کوآپریٹیو فارمنگ سوسائیٹی کا افتتاح کرتے ہوئے مسٹر موھن لال سکھاڈیا نے سوسائیٹی کے ممبروں سے کہا کہ ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ قرض کی رقم وقت مقررہ پر ادا کریں ۔ اس لئے کہ مکمل طور پر قرض کی ادائی سے قبل بینک کی جانب سے نئے قرضے جاری نہیں کئے جاتے ۔

اس سوسائٹی سے کمزور طبقات کے ۱۰ خاندانوں کو فائدہ پہنچے گا اور ۸۰ ایکر زمین پر کاشت کی جاسکے گی ۔

گورنر نے مواضعات سداورم ۔ راپور ۔ اور گنڈاولو جائنٹ فارمنگ سو سائٹیز کے ۱۷۱ ممبروں میں اراضی کے پٹے تقسیم کئے ۔ مواضعات نیلا پلی اور دورا پلی کے ۵۰ ھریجنوں میں مکانات کے پٹے تقسیم کئے ۔

نمائش آثار قدیمہ :

نیلور ٹاؤن ھال میں ۱۲ - اپریل کو ڈاکٹر بی ۔ گوپال ریڈی نے آثار قدیمہ کی نمائش کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ محکمہ آثار قدیمہ کی مساعی کی بدولت ماضی کے مشہور و معروف مقامات ۔ ناگر جونا ساگر ۔ ایلورہ ۔ ھمپی اور مو ھنجوداڑو وغیرہ سے موجودہ نسل رو شناس ہو سکی ہے ۔

اس نمائش میں خاص طور پر اضلاع نیلور ۔ پرکاشم اور وساکھا پٹنم میں آباد قدیم زمانے کے لوگوں کے اوزار اور ان کی تیار کردہ خوبصورت اشیاء نمائش کے لئے رکھی گئیں ۔ مسٹر ڈی راما مورتی وظیفہ یاب صدر شعبہ انگریزی وی ۔ آر ۔ کالج نیلور نے تقریب کی صدارت کی ۔

۱۰۵۰ دیہات کو برقیانے کا پروگرام :

۲۰ - اپریل کو مسٹر جے وینگل راؤ چیف منسٹر نے حلقہ کوڈور موضع چٹویل میں ۳۳ کلوواٹ کے ایک سب اسٹیشن کا افتتاح کرتے ہوئے انکشاف کیا کہ اس سال ھر ضلع میں ۵۰ گاؤں کے حساب سے مزید ۱۰۵۰ گاؤں کو برق فراھم کی جائیگی اس مقصد کے لئے حکومت الکٹریسٹی بورڈ کو ۵ کروڑ روپیے فراھم کرچکی ہے ۔ چیف منسٹر نے عوام سے پرجوش اپیل کی کہ وہ بد عنوانیوں کے خاتمے کے لئے حکومت کے ساتھ بھر پور تعاون کریں ۔ انہوں نے مزید کہا کہ حکومت نے مختص کردہ رقم کا ۵۰ فیصد حصہ چھ نکاتی فارمولے کے تحت موجودہ برقی لائنوں کو مستحکم بنانے کے لئے استعمال کیا ہے ۔

مسٹر ٹی ۔ ایس گوپال کرشنا سپرنٹنڈنگ انجینیر نے اپنی خیر مقدمی تقریر میں کہا کہ ۲۶ لاکھ روپئے لاگت والا چٹویل سب اسٹیشن ۱۰ ماہ کی ریکارڈ مدت میں مکمل کرلیا گیا ہے ۔ مسٹر ایے جنگل ریڈی ایم ۔ یل ۔ سی نے شکریہ ادا کیا ۔

قبل ازیں چیف منسٹر نے چٹویل میں مصنوعی بالوں کی تیاری کی سری وینکٹیشورا ویگس پروڈکشن کوآپریٹیو سوسائٹی

کا افتتاح کیا جسکے لئے ڈسٹرکٹ کوآپریٹیو سنٹرل بینک نے ۳۰ ہزار روپئے بطور قرض دئے ہیں جبکہ محکمہ صنعت کی جانب سے ۹۹۰۰ روپئے کی سالی امداد دی گئی ہے۔ چیف منسٹر نے اس کوآپریٹیو سوسائیٹی کی کارگذاری کی ستائش کی جہاں ۱۰۰ خواتین مختلف قسم کے ویکس بنانے میں مصروف ہیں ۔

قبل ازیں چیف منسٹر نے کوڈور میں ایک چھوٹےسوپر بازار کا افتتاح کیا جس کے لئے محکمہ امداد باھمی نے ۲۰ ہزار روپئے کا سرمایہ حصص جمع کیا ہے۔ چیف منسٹر نے راجم پیٹھ میں هریجن ڈیولپمنٹ کوآپریٹیو سوسائیٹی کی جانب سے منعقدہ جلسے میں ۶٫۸۵ لاکھ روپئے مختلف اسکیموں کے تحت منظور کردہ قرضوں کے کاغذات اور چکس تقسیم کئے ۔

فاضل زمینات کی تقسیم :

مسٹر جے۔ وینکل راؤ نے راجم پیٹھ میں ۸۰۵ ایکر فاضل زمینات کو پہلی قسط کے طور پر قانون تحدید اراضی کے تحت ۳۸۰ بے زمین غرباء میں تقسیم کیا ۔

بعد ازاں چیف منسٹر نے ۳۱ ایکر زمین موضع تا گوٹلہ کے بے زمین غریبوں میں تقسیم کی ۔

وردھنا پیٹھ میں ۶ کروڑ کی لاگت سے یس ۔ یف ۔ ڈی ۔ اے پراجکٹ کا آغاز :

کلکٹر ورنگل مسٹر یس ۔ رے نے وردھنا پیٹھ میں اسمال فارمرس ڈیولپمنٹ ایجنسی کے تحت تقریباً ۶۰ کروڑ روپئے کی لاگت سے ایک پراجکٹ کا رسماً آغاز کیا ۔

اسمال فارمرس ڈیولپمنٹ ایجنسی نے ضلع ورنگل کو ۱۰۵ لاکھ روپئے کی بھاری اور فراخدلانہ امداد منظور کی ہے جو تین سال کی مدت کے دوران میں فراھم کی جائے گی ۔ یس ۔ یف ۔ ڈی ۔ اے کے پراجکٹ افسر کی تیار کردہ مختلف اسکیمات کے تحت اس امداد سے ۵۰ ہزار چھوٹے اور مارجنل کسان اور زرعی مزدور مستفید ھو سکیں گے ۔

کلکٹر مسٹر یس ۔ رے نے پراجکٹ کا افتتاح کرتے ہوئے فیلڈ اسٹاف پر زور دیا کہ وہ اس ضمن میں جوش و خروش کے ساتھ کام کریں تا کہ اس پرا جکٹ سے کمزور طبقات کی بہتری کے متوقع نتائج بر آمد ھوں ۔

مسٹر گوپال راؤ ڈسٹر کٹ ریوینیو افسر اور پراجکٹ افسر نے اسکیم کے اهم خد و خال کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ یس ۔ یف ۔ ڈی ۔ اے ایسے چھوٹے کسانوں کو جنکی نشاندھی کی گئی ھو قرض کی ۲۵ فیصد رقم دے گا اور اسکیم کی ما بقی ۷۵ فیصد رقم بطور قرض بینکوں کی جانب سے فراھم کی جائیگی ۔

* * * * *

مسٹر جے - وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش ۳ - اپریل کو ساتو پلی میں کمزور طبقات کو مکانات کی اراضی کے پٹے تقسیم کر رہے ہیں - مسٹر ایم - وی - کرشنا راؤ وزیر تعلیم بھی تصویر میں دیکھے جا سکتے ہیں -

شری جے- وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے تروملا تروپتی دیوستھانم تروپتی میں ۵ - اپریل کو کلیان منڈپم کا سنگ بنیاد رکھا - شری راجا ساگی سوریانارائنا راجو وزیر ہندو اوقاف نے تقریب کی صدارت کی -

خبریں تصویروں میں

شری جے- وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے ۱۰- اپریل کو پوسٹ گریجویٹ رابندرا ساگر (کاوالی جاور بھارتی) کا سنگ بنیاد رکھا - سری ایم - وی - کرشنا راؤ وزیر تعلیم بھی تصویر میں موجود ہیں -

شری جے - وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش ۴ - اپریل کو سری جی کمارا سوامی ریڈی کلکٹر سے اسٹیٹ ریلیف فنڈ کے لئے ۷،۵۰۰ روپئے کا ایک چک وصول کررہے ہیں -

اختر حسن

غالب کا سفر کلکتہ

غالب کا ایک فارسی شعر ہے

اگر بہ دل نہ خلد انچہ در نظر گذرد
خوشا مسافت عمرے کہ در سفر گذرد

یعنی اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ زندگی کی پوری مسافت سفر میں گذر جائے، بہ شرطیکہ آنکھ جو کچھ دیکھے و دل میں نہ چبھے۔ ظاہر ہیکہ سفر کے تجربے ہی اس خیال کے محرک بنے ہوں گے اور ضرور ان تجربوں میں، نظر سے دل میں اترجانے والے نظاروں کی خلش اور چبھن بھی شامل رہی ہوگی، تاہم نیرنگ تمنا کے اس تماشائی نے زندگی کے نوبہ نو جلووں کی جستجو اور خوب سے خوب تر کی تلاش کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

غالب کا یہ انداز فکر اور شیوۂ نظر ہمیں جا بہ جا ان کی شاعری میں ملتا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ہوں میں بھی تماشائی نیرنگ تمنا
مطلب نہیں کچھ اس سے کہ مطلب ہی برآوے

حسد سے دل اگر افسردہ ہے گرم تماشا ہو
کہ چشم تنگ شاید کثرت نظارہ سے واہو

تماشائے گلشن، تمنائے چیدن
بہار آفرینا! گنہگار ہیں ہم

نظارہ دیگرودل خونیں نفس دگر
آئینہ دیکھ، جوہر برگ حنا نہ دیکھ

فریب صنعت ایجاد کا تماشا دیکھ
نگاہ، عکس فروش و خیال، آئینہ ساز

غالب کا یہی شوق تماشا تھا جو زندگی بھر انہیں شہر شہر، صحرا، صحرا لئے پھرتا رہا اور ایسے زمانے میں جب کہ سفر کرنا، ہفت خوان طے کرنے سے کم نہ تھا "تماشائے گلشن تمنائے چیدن"، کی بے اختیاری کے ساتھ، مشکل سے مشکل اور طویل سے طویل سفر بھی، غالب نے بہ انداز مستانہ طے کیا۔

جادۂ سفر ہمیشہ انکی نظر میں "کشش کاف کرم"، بنا رہا اور "تمنا کے دوسرے قدم"، کی تلاش میں، رہنوردی و بادیہ پیائی کے انتہائی صبرآزما مرحلوں کو بھی، وہ بڑی خندہ جبینی کے ساتھ انگیز کرتے رہے۔

ذوق کو باہر سے بلاوا آیا تو انہوں نے صاف کہدیا۔

کون جائے ذوق اب دلی کی گلیاں چھوڑ کر

دلی کی گلیاں غالب کو بھی بہت عزیز تھیں لیکن نجات کے طالب غالب نے کثرت نظارہ کی آرزوئے تماشا کے تحت دور دراز کے سفر بھی، بڑے ذوق و شوق اور اعتماد و اطمینان کے ساتھ سر انجام دئے۔

غالب نے اپنی زندگی میں دو ایک نہیں، متعدد چھوٹے بڑے سفر کئے۔ ہندوستان کے بیسیوں مقامات دیکھے ہزاروں لوگوں سے ملے، انکی معیشت و معاشرت کا گہرا مطالعہ کیا۔ طرح طرح کے تلخ و شیریں تجربوں سے گذرے اور بہ قول مولانا عرشی "غربت میں بھی لوازمات امارت کے پابند رہے"، جہاں گئے بڑے طمطراق کے ساتھ گئے اور جہاں پہنچے ایک ہنگامہ برپا کردیا۔

اپنے ایک خط میں بڑے فخر کے ساتھ لکھتے ہیں کہ:—

"۰۷ برس کی عمر میں عوام سے نہیں خواص سے ستر ہزار آدمی نظر سے گذر چکے ہیں، میں انسان نہیں ہوں انسان شناس ہوں"، غالب کی اس انسان شناسی اور انسان دوستی کی بدولت ان کی شخصیت محبوب خاص و عام بن گئی تھی۔

غالب کے شاگردوں، دوستوں اور نیازمندوں میں، جو ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے تھے، عمایدین سلطنت، اصحاب فضیلت، ارباب شعر و حکمت اور فرنگی حکام ہی نہیں بلکہ ہر فرقے اور طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگ، یہاں تک کہ مئے فروش، مہاجن، ساہوکار اور جواری بھی شامل تھے۔

غالب کے سفر کلکتہ کا بنیادی محرک ان کے موروثی پنشن کا قضیہ تھا اور انہیں امید تھی کہ پنشن کے معاملے میں ان کے رشتہ داروں نے جس حق تلفی کو روا رکھا تھا "انصاف پسند فرنگی" اس کا ازالہ کردیں گے اور ان کا حق انہیں مل جائے گا۔

ایک طرف یہ امید، دوسری طرف سیر و سفر کا شوق — غرض اگست ۱۸۲۶ء میں (اس وقت غالب کی عمر ۲۸ سال ۸ ماہ کی تھی) غالب نے رخت سفر استوار کیا اور گھوڑا گاڑی کے ذریعہ کوئی پندرہ دن کی مسافت طے کر کے کانپور پہنچے۔ غالب کے سب سے پہلے سوانح نگار الطاف حسین حالی نے لکھا ہے کہ :—

"جب مرزا نے دھلی سے کلکتہ جانے کا ارادہ کیا اس وقت راہ میں ٹھیرنے کا قصد نہ تھا مگر چونکہ لکھنو کے بعض ذی اقتدار لوگ مدت سے چاہتے تھے کہ مرزا ایک بار لکھنو آئیں اس لئے کانپور پہنچ کر انکو خیال آیا کہ لکھنو دیکھتے چلئے"

حالی کے بعد سے آج تک غالب پر لکھنے والے تقریباً سبھی اھل قلم نے اسی بات کو دھرایا ھے لیکن ھماری رائے میں حالی کا یہ بیان محل نظر ھے۔ لکھنو کے بعض ذی اقتدار لوگ جب ایک مدت سے اس بات کے آرزو مند تھے کہ مرزا ایک بار لکھنو آئیں تو قرین قیاس یہی امر ھے کہ دھلی سے نکلتے وقت ھی غالب نے لکھنو جانے اور دربار اودھ کے فیض جاریہ سے مستفید ہونے کا تصفیہ کر لیا ھوگا۔

دھلی کے مہاجنوں سے قرض وام لے کر غالب ایک طویل سفر پر نکلے تھے۔ سفر کے کثیر اخرجات کے علاوہ ایک پیچیدہ مقدمے کے بھاری مصارف کا بھی انہیں خوب اندازہ تھا اور یہ بھی جانتے تھے کہ کاربر آری میں دو چار مہینے کیا دو چار برس بھی لگ سکتے ھیں۔

غالب کی شہرت غالب سے پہلے لکھنو پہنچ چکی تھی۔ لکھنو کے بعض نامور شاعروں اور ذی اقتدار لوگوں سے غالب کی خط و کتابت بھی تھی اور دربار اودھ کی ادبی سرپرستی اور داد و دھش سے بھی وہ نا واقف نہیں تھے۔ وہ ضرور پر امید رہے ھونگے کہ اودھ کے بادشاہ اور عائدین سلطنت سے انہیں معقول مالی منفعت حاصل ھو سکے گی اور پھر ان کے ذھن میں یہ بات بھی ضرور آئی ھوگی کہ لکھنو کی ادبی اور تہذیبی سرگرمیوں کی جو خبریں ان کے کانوں تک پہنچی ھیں اپنی آنکھوں سے بھی انہیں دیکھ لیں۔ لہذا وہ کانپور سے ۵۰ میل کا راستہ طے کر کے لکھنو پہنچے اور ایک روایت کے بموجب سلطان المحققین مولانا سید محمد صاحب کے ہاں ٹھیرے۔

مولانا سید محمد ایک صاحب فضل و کمال بزرگ اور غالب کی شاعری کے معترف تھے۔ غالب سے انکی خط و کتابت بھی تھی اور دربار اودھ میں بھی اثر و رسوخ رکھتے تھے۔

سلطنت اودھ کی عنان حکومت ان دنوں غازی الدین حیدر کے ھاتھ میں تھی لیکن سلطنت کے سیاہ و سفید کے مالک نائب السلطنت معتمد الدولہ بہادر عرف سید محمد جان آغا میر بنے ھوئے تھے۔ آغا میر کو جب یہ معلوم ھوا کہ غالب لکھنو میں ھیں تو ان کے ایما سے غالب تک یہ پیام پہنچایا گیا کہ آغا میر ان سے مل کر خوش ھوں گے۔ غالب تو چاھتے ھی تھے کہ کسی عنوان نائب السلطنت سے ملنے اور پھر ان کے توسط سے بادشاہ اودھ کے دربار میں باریاب ھونے کی کوئی صورت نکل آئے لیکن اس منزل پر بھی غالب کی شاعرانہ انانیت اور خود داری نے ایک مسئلہ کھڑا کر دیا آغا میر کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے غالب نے قصیدہ کی بجائے (وقت کی کمی کے باعث) صنعت تعطیل (مہملہ) میں ایک مختصر سی مدحیہ نثر تو لکھ لی لیکن ساتھ ھی ملاقات کے لئے دو شرطیں بھی رکھدیں۔ ایک یہ کہ جب وہ دربار میں پہنچیں تو آغا میر کھڑے ھو کر انکا استقبال کریں اور دوسرے یہ کہ نذر پیش کرنے سے انہیں معاف رکھا جائے آغا میر کا غرور سطوت و دولت ایک شاعر بے نوا کے "آئین خوشین داری" کے اس تقاضے کی بھلا کس طرح تاب لاسکتا تھا "غرور عز و ناز" اور "حجاب پاس وضع" میں تصادم ھوا جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ نہ تو معتمد الدولہ آغا میر سے غالب کی ملاقات ھوسکی اور نہ بادشاہ اودھ کے دربار میں رسائی کی صورت نکل سکی اور پہلے ھی قدم پر خود انکی اپنی خود داری اور عزت نفس سے ٹکرا کر انکی امیدیں پاش پاش ھوگئیں۔

لکھنو میں قریباً نو مہینے غالب کا قیام رہا۔ یہ طویل زمانہ کس طرح گذرا اور اس زمانے میں غالب کے مشاغل کیا رہے اس پر تاریکی کے پردے پڑے ھوئے ھیں قیاس کہتا ھے کہ لکھنو کے ارباب سخن اور اصحاب فضیلت جو غالب کی بلند قامت شخصیت اور ان کے کمال فن سے بے بہرہ نہیں تھے ضرور وہ سب غالب سے ملے ھوں گے (غالب سے انیس و دبیر کی ملاقات کا احوال تو عصری تحریروں اور تذکروں میں بھی ملتا ھے) لیکن یقین کے ساتھ اور تاریخی شواھد کی روشنی میں جو بات ھمیں معلوم ھوئی ھے وہ یہ کہ غالب کے اعزاز میں اھل لکھنو نے ایک شاندار مشاعرہ منعقد کیا جس کے لئے غالب نے ایک تازہ غزل لکھی — جس کا مطلع ھے :—

واں پہنچ کر جو غش آتا پئے ھم ، ھے ھم کو
صدرہ ، آھنگ زمیں بوس قدم ھے ھم کو

شری جگجیون رام نے کانفرنس کو خطاب کیا۔

شری کے برہمانندا ریڈی ، شری کے راگھو رامیا (مرکزی وزرا) شری جے وینگل راؤ چیف منسٹر اور شریمتی مرا لتم چندر شیکھر جنرل سکریٹری اے آئی سی سی جیسی اہم شخصیتوں نے کانفرنس میں شرکت کی کانفرنس کے جز کے طور پر بڑے پیمانے پرتہذیبی پروگراموں کا اہتمام کیا گیا۔

(۸) شہ نشین ایسی تصویروں سجی ہوئی تھی جن میں ہریجنو مندروں میں داخل ہوتے دکھایا گیا تھا۔

) حیدرآباد میں ۱۳ اور ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۷۶ کو
ی مرتبہ ریاستی سطح کی ہریجن کانفرنس منعقد کی گئی

(۲) چیف منسٹر نے ۱۰ - اپریل کو قومی پرچم لہرایا اور کانفرنس کا افتتاح کیا - سنجیواریڈی نگر (فتح میدان) میں کانفرنس کے ایک جز کے طور پر ایک متاثر کن نمائش کا افتتاح کیا گیا جس میں ہریجنوں کی بھلائی کے لئے حکومت کی جانب اختیار کردہ مختلف فلاحی تدابیر کو نمایاں کیا گیا - کانفرنس کے موقعہ پر بزرگوں ، مندوبین اور عوام کی موجود گی

گیارہ اشعار کی اس غزل میں یہ تین (قطعہ بند) اشعار بھی شامل ہیں ۔

لکھنو آنے کا باعث نہیں کھلتا ، یعنی
ہوس سیر و تماشا ، سو وہ کم ہے ہم کو

مقطع سلسلہ شوق نہیں ہے یہ شہر
عزم سیر نجف و طرف حرم ہے ہم کو

لئے جاتی ہے کہیں ایک توقع غالب
جادۂ رہ کشش کاف کرم ہے ہم کو

حالی نے غالب کے قیام لکھنو کے زمانے کے چند لطیفوں کو بھی '' یادگار غالب ،، میں محفوظ کردیا ہے اور اس ضمن ابھی تک ہمارا سرمایہ معلومات اس سے آگے نہیں بڑھا ہے ۔

غالب کے فارسی کلیات کے مطالعے کے دوران میں بعض غزلوں سے ایسے اشارے ملتے ہیں جن سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ غالب نے یہ غزلیں لکھنو میں کہی ہوں گی ۔

عبارت مختصر : قریباً نو مہینے لکھنو میں گذارنے کے بعد ۲۷ - جون ۱۸۲۷ء کو غالب عازم کلکتہ ہوئے ۔ کانپور سے ہوتے ہوئے باندا پہنچے ۔ باندا کے صدر امین مولوی محمدعلی نے جو غالب کے نادیدہ قدر دانوں اور شیدائیوں میں سے تھے ۔ غالب کو اپنے ہاں ٹھیرایا ۔ جی کھول کر ان کی خاطر مدارات کی اور کلکتے کے بعض ذی مرتبت اصحاب کے نام جن سے مولوی محمد علی کے دوستانہ مراسم تھے ، سفارشی خطوط بھی لکھکر غالب کو دئے ۔

باندا سے گھوڑا گاڑی کے ذریعہ موڈا ہوتے ہوئے چلہ تارا پہنچے ۔ چلہ تارا سے الہ آباد کا سفر کشتی کے ذریعہ طے کیا قیاس کہتا ہے کہ الہ آباد میں بھی غالب کے قیام کی مدت خاصی رہی ہوں گی کیونکہ غالب کے دوست اور قدر شناس ۔ شیخ امام بخش ناسخ ، شاہ اودھ کے دربار سے معتوب ہونے کے بعد ان دنوں الہآباد ھی میں مقیم تھے ۔ یقیناً ناسخ نے غالب کو اپنے پاس ٹھیرایا ہوگا ان کی خاطر تواضع میں بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ہوگی اور الہ آباد میں ، غالب کے اعزاز میں شعر و سخن کی محفلیں بھی برپا ہوئی ہوں گی لیکن عصری تواریخ تذکرے اور دوسرے ادبی ناقدوں سے اس بارے میں اب تک مستند معلومات حاصل نہیں ہوسکی ہیں ۔ غالب کے ایک فارسی شعر سے پتہ چلتا ہے کہ الہ آباد میں (جاتے وقت یاواپسی کے وقت) کسی ناگوار واقعے سے بھی دو چار ہونا پڑا ۔

نفس بہ لرزہ زہاد نہیب کلکتہ * نگاہ خیرہ ز ہنگامہ الہ آباد

الہآباد سے بنارس کا سفر غالب نے گھوڑے پر طے کیا ۔ راستے کی صعوبتوں اور سفر کی تکان کے باعث بنارس پہنچتے پہنچتے غالب کی طبیعت ناساز ہوگئی جسکا ذکر انہوں نے رائے چھجو مل کے نام اپنے ایک خط میں اسطرح کیا ہے :- '' داخلی کیفیت یہ ہے کہ معدے کی تکلیف ، برودت جگر ، حرارت قلب اور ضعف قوی کا شکار ہوں اور خارجی احوال یہ ہے کہ

مغلوب سلطنت دل غالب چناں حزیں
کاندر تنش ز ضعف‌تواں گفت جان‌نبود
گویند زندہ تابہ بنارس رسیدہ است
مارا ازیں گیاہ ضعیف ایں گماں نبود

لیکن بنارس کی آب و ہوا غالب کو ایسی راس آئی کہ بہت جلد ان کی طبیعت بحال ہوگئی ۔ قیاس کہتا ہے کہ بنارس میں غالب کے قیام کی مدت خاصی طویل رہی ہوگی ۔ صبح بنارس کی رنگینیوں اور بتان بنارس کی رعنائیوں نے شیخ علی حزیں کی طرح غالب کو بھی اپنا اسیردام بنا لیا تھا ۔ حزیں نے کہا تھا ۔

ازبنارس نہ روم معبد عام است ایں جا
ہر برھمن بچہ لچھمن و رام است ایں جا

غالب کو ہندوستان کا یہ شہر اس درجہ پسند آیا کہ انہوں نے اس کے دلربا مناظر، کنار گنگ کی جلوہ سامانیوں اور بہار بستر و نوروز آغوش ، سہوشوں کی تعریف و توصیف میں ، قیام بنارس کے دوران میں '' چراغ دیر ،، کے نام سے ایک طویل مثنوی لکھکر سرزمین کاشی اور بتان کاشی کے حضور ، اپنا ھدیہ نیاز و محبت پیش کیا ۔غالب کے بعض خطوط اور '' چراغ دیر ،، کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ پورے سفر میں غالب کو سب سے زیادہ جمالیاتی آسودگی اور ' روحانی سکون ، اسی '' بہشت خرم و فردوس معمور ،، میں حاصل ہوا ۔ ایک فارسی غزل کے مقطع میں — یہ غزل یقیناً بنارس ھی میں لکھی گئی ہوگی — غالب نے جس بت کاشی کا ذکر کیا ہے، بلاشبہ اس کا تعلق کسی خیالی صنم سے نہیں ہے بلکہ وہ ایک جیتا جاگتا ، سراپا شباب و جمال ، پیکرخاکی ہے ۔ کس حسرت و تمنا کے ساتھ کہتے ہیں ۔

کاش کاں بت کاشی‌در پذیردم غالب
بندۂ توام ، گویم ، گویدت‌زناز ، آرے ،

ایک اور فارسی غزل میں ۔ اور یہ غزل بھی بنارس ھی میں کہی گئی ہوگی ، غالب کہتے ہیں کہ اگر ہزاروں حوریں بھی میرے سامنے لا کر کھڑی کردی جائیں تو ان میں سے ایک کا بھی انتخاب نہ کروں ۔ میری تمنا تو بس یہ ہے کہ اس دنیا کے حسینوں میں سے ایک حسین مجھے مل جائے۔

غالب کا پہلا سفر اپنی جنم بھومی ، آگرے سے دھلی کا سفر تھا ، اس وقت ان کی عمر لگ بھگ تیرہ برس کی تھی - قریباً پندرہ برس کی عمر میں الٰہی بخش خاں معروف کی صاحبزادی ، امراؤ بیگم سے شادی کے بعد وہ مستقل طور پر آگرے سے دھلی اٹھ آئے لیکن اسکے بعد بھی بہت دنوں تک آگرہ جانے آنے کا سلسلہ جاری رہا کیونکہ انکی ماں اور ننھیالی رشتہ دار آگرے ھی میں رہتے تھے -

دسمبر ۱۸۲۰ع میں غالب نے محاذ جنگ کا تجربہ بھی حاصل کیا - انگریزوں نے بھرت پور کے قلعے پر حملہ کردیا تھا نواب احمد بخش خاں اس معرکے میں انگریزوں کی طرف سے لڑ رہے تھے اور غالب بھی نواب کے ھم رکاب تھے - نواب احمد بخش خاں کی زندگی میں وہ کئی مرتبہ لوھارو گئے اور کلکتہ کے سفر سے پہلے فیروز پور جھرکہ کا سفر بھی کیا -

کلکتے کا سفر غالب کی زندگی کا سب سے طویل سفر تھا - اس سفر کے دوران میں غالب نے شمال مشرق ہندوستان کے کئی چھوٹے بڑے شہروں کی زیارت کی جن میں کانپور ، لکھنو ، باندا ، اله آباد ، بنارس ، پٹنه اور عظیم‌آباد وغیرہ کا ذکر ھمیں انکے خطوط اور سوانح حیات سے ملتا ھے- کلکتے سے واپسی کے بعد ایک طویل مدت تک غالب نے کوئی سفر نہیں کیا لیکن ۱۸۵۷ع کی شورش عظیم کے بعد انہوں نے پھر کئی سفر کئے - ایک مرتبہ میرٹھ گئے اور دو مرتبہ رام پور - ان کے ایک شعر سے بھوپال کے سفر کا اشارہ بھی ملتا ھے -

پیرانہ سال غالب سے کشش کرے گا کیا

بھوپال میں مزید جو دو دن قیام ہو

لیکن یه امر نا معلوم ھے کہ بھوپال کے سفرکی تقریب کیا تھی ، وہ کب بھوپال گئے اور کتنے دن وھاں ٹھیرے -

دھلی میں مستقل سکونت اختیار کرنے کے قریباً چودہ‌برس بعد ، عمرکی انتیسویں منزل میں غالب نے کلکتہ کا سفر کیا - غالب کا سفر کلکتہ کئی حیثیتوں سے ان کی زندگی کا سب سے اھم سفر تھا - اس سفر کی بدولت اگر ایک طرف ان کے دوستوں ، قدردانوں اور شاگردوں کا حلقہ وسیع تر ھوا تو دوسری طرف دشمنوں اور مخالفوں کا ایک چھوٹا سا گروہ بھی پیدا ھوگیا -

ھرچند کہ کلکتے کا سفر ، غالب کے حق میں وسیلہ ظفر نہ بن سکا لیکن غالب کی بعض بہترین تخلیقات کا ذریعہ ضرور بن گیا جن میں " چراغ دیر " جیسی بلند پایہ مثنوی بھی شامل ھے -

اگر غالب کلکتہ نہ جاتے اور دوران سفر میں بنارس سے نہ گذرتے تو ھمارا ادبی سرمایہ غالب کی اس شاھکار شعری تخلیق سے محروم رھتا - اس سفر کے دوران میں غالب نے مثنوی " باد مخالف " (کلکتے میں) متعدد قصیدے، قطعات اور غزلیں (زیادہ تر فارسی میں) لکھیں اور کلکتہ کے زمانہ قیام میں اپنے اردو اور فارسی کلام کا انتخاب بھی " میخانہ آرزو " کے نام سے مرتب کیا-

غالب کے سفر کلکتہ کی زمانہ ھندوستان کی تاریخ کا ایک پرآشوب اور ھنگامہ خیز زمانہ تھا - سات سمندر پار سے آنے والے فرنگیوں نے ھندوستانی معیشت و سیاست پر اپنی گرفت اتنی مضبوط کرلی تھی کہ ان کی جارحیت کے خلاف اٹھنے والی ساری تحریکیں اپنے تمام تر جوش و خروش کے باوجود ، انتشار ، پسپائی اور شکست خوردگی سے دوچار تھیں ، مغل شہنشاھیت کا آفتاب ڈوب رھا تھا - دربار اودھ کے طمطراق میں اگرچہ بظاھر کوئی فرق نہیں آیا تھا لیکن اندر سے اس کی جڑیں کھوکھلی ھو چکی تھیں -

ایسٹ انڈیا کمپنی کا صدر مستقر کلکتہ ، مغرب کی صنعتی تہذیب و معاشرت کا ایک ابھرتا ھوا مرکز بن گیا تھا اور ھر شعبہ حیات میں تبدیلی کی ایک زیریں لہر کروٹ لے رھی تھی کلکتہ میں چھاپہ خانہ آچکا تھا ، کتابیں اور اخبار چھپنے لگے تھے اور انگریزی زبان اور علم و ادب سے لوگوں کی وابستگی بڑھتی جارھی تھی - برھمو سماج اور راجہ‌رام‌موھن‌رائے کی اصلاحی تحریکیں تیزی سے پھیلتی جارھی تھیں اور قومی آزادی کا ایک دھندلا سا تصور بھی پیدا ھوچلا تھا ، تاھم فارسی زبان و ادب کا اثر و نفوذ ھنوز باقی تھا - اکثر انگریز عہدہ‌داروں نے بھی فارسی سیکھ لی تھی اور تعلیم یافتہ بنگالیوں میں بھی فارسی‌عام اور مقبول تھی - فارسی کے ساتھ ساتھ ھندوستان کی نو مولود قومی زبان ، اردو نے بھی اپنا ایک خاص مرتبہ و مقام حاصل کرلیا تھا اور فورٹ ولیم کالج کلکتہ کے‌قیام (۱۸۰۱ع) کی بدولت اردو کا سکہ بھی ایک سکہ رائج الوقت بن گیا تھا -

غالب فارسی اور اردو ، دونوں زبانوں کے شاعرکی حیثیت سے نو جوانی میں شہرت و مقبولیت کی سند حاصل کرچکے تھے - کلکتہ کے سفر کے دوران میں اور اس کے بعد بہت دنوں تک غالب نے اردو سے زیادہ فارسی کو اپنے افکار و جذبات‌کے اظہار کا ذریعہ بنائے رکھا - غالب کے مزاج کو فارسی زبان سے طبعی مناسبت تھی - غالب یہ بھی جانتے تھے کہ کلکتہ میں ان کی فارسی دانی کام آئے گی لیکن شاید انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ فارسی زبان وادب سے ان کی فطری وابستگی اور ان کی فارسی شعرگوئی ، کلکتہ کے ماحول میں ایک لامتناھی ادبی بحث ونزاع کا باعث بھی بن جائے گی -

غالب کی زندگی اور شاعری میں '' چراغ دیر '' کو ایک خصوصی حیثیت حاصل ہے۔ یہ مثنوی نہ صرف غالب کے اعلی جمالیاتی ذوق اور سرزمین ہند سے انکی والہانہ محبت کی آئینہ دار ہے بلکہ ادبی اور فنی نقطہ نظر سے بھی ایک بلند پایہ نظم ہے ۔

سرزمین ہند کو غالب ، اخلاص و محبت کا سرچشمہ سمجھتے تھے - کہتے ہیں -

ہندوستان کی بھی عجب سرزمین ہے
جس میں وفا و مہر و محبت کا ہے وفور
جیسا کہ آفتاب نکلتا ہے شرق سے
اخلاص کا ہوا ہے اسی ملک سے ظہور

غالب نے شام اودھ کا حسن بھی دیکھا، صبح بنارس کے نظاروں سے بھی لطف اندوز ہوئے اور کلکتہ کے افق سے ابھرتی ہوئی نئی زندگی کا بھی مشاہدہ کیا - بنارس اور کلکتہ انہیں اتنے پسند آئے کہ زندگی بھر ان شہروں کی یاد ان کے دل سے محو نہ ہوسکی بنارس ایک مقدس شہر اور مشرقی تہذیب و روحانیت کا گہوارہ تھا جسے غالب نے کعبہ ہندوستان کہا ہے۔ اس کے برعکس ان دنوں ، کلکتہ مغرب کی مادی زندگی کی جلوہ گاہ بنا ہوا تھا اور اس کے '' بتان خودآرا '' بھی '' بتان کاشی '' سے یکسر مختلف تھے لیکن غالب نے جس والہانہ انداز سے کاشی کے حسینوں کو سراہا ہے اسی بے اختیاری کے ساتھ کلکتہ کے نازنینوں کی بھی تعریف کی ہے۔ مشرق کا یہ جمال پرست اور دیدہ‌ور شاعر خوب جانتا تھا کہ -

'' ہے رنگ لالہ و گل و نسریں جدا جدا '' لیکن اسکی نظر میں سب سے اہم اور بنیادی بات یہ تھی کہ—'' ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیئے ''

ایک روایت کے بموجب بنارس میں غالب کے میزبان مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا جمال الدین تھے - '' فروغ اردو '' (لکھنو) نے اپنے غالب نمبر (۱۹۶۹ع) میں مرزاغلام احمد کے شجرے کا نقش ، مرزا جمال الدین کی تصویر ، ان کی حویلی کے صدر دروازے اور اس کمرے کی تصویر شائع کی ہے جس میں غالب کو ٹھیرایا گیا تھا لیکن یہ سب تصویریں کسی حوالے اور سند کے بغیر چھاپی گئیں -

بہر حال بنارس میں غالب جہاں بھی ٹھیرے ہوں ، خارجی شواہد اس امر کا ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ بنارس میں ان کے قیام کی مدت خاصی طویل رہی ہوگی - لکھنو سے غالب ۲۷ - جون ۱۸۲۷ع کو کلکتہ کے سفر پر راونہ ہوئے اور ۲۱ - فروری ۱۸۲۸ع کو کلکتہ پہنچے یعنی لکھنو سے نکلنے کے تقریباً آٹھ مہینے بعد - اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ ان آٹھ مہینوں میں سے، حد سے حد دو مہینے حالت سفر میں گذرے ہوں گے تو قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ باقی مدت انہوں نے کہاں گذاری ہوگی - باندا اور الہ آباد میں غالب نے قطع سفر کیا - ان دونوں مقامات پر وہ بہت ٹھیرے ہوں گے تو پندرہ بیس دن کیوں کہ ان شہروں میں ان کے لئے کوئی سامان کشش نہیں تھا - بنارس کے بعد ان کے سفر کی ایک اہم منزل پٹنہ تھی، یہاں بھی غالب ، ضرور آٹھ دس دن ٹھیرے ہوں گے کیونکہ اس شہر کی سوہن ندی اور اسکا پانی انہیں بہت پسند آیا تھا ۔

مختصر یہ کہ غالب کے قیام بنارس کی صحیح مدت کا، اگرچہ کوئی تعین نہیں کیا جا سکتا ، تا ہم ، مذ کورہ صدر خارجی شواہد کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ بنارس میں ، غالب کم و بیش چار پانچ مہینے قیام پذیر رہے ہوں گے ۔

بنارس سے کلکتہ کا سفر ، غالب ، کشتی کے ذریعہ طے کرنا چاہتے تھے لیکن جب انہوں نے کشتی کا کرایہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بنارس سے پٹنے تک کا کرایہ بیس روپئے سے زیادہ اور کلکتہ تک کا کرایہ سو روپئے ہوگا تو یہ ارادہ ترک کردیا - نا چار بنارس سے گھوڑے گاڑی کے ذریعے کلکتہ روانہ ہوئے - راستے میں کچھ دنوں کے لئے پٹنہ میں قطع سفر کیا - پٹنہ ، غالب کے استاد معنوی اور ان کے ابتدائی دور کے محبوب شاعر مرزا عبدالقادر بیدل کا وطن بھی تھا اور ضرور ہے کہ غالب اپنے اس ذہنی اور روحانی تعلق کے باعث اس شہر میں کچھ دن ٹھیرے ہوں گے - اور پھر پٹنے کی سوہن (سون) ندی کا پانی بھی ، غالب کے بیان کے بموجب بہت عمدہ اور حیات بخش تھا جس کی تعریف اپنی ایک رباعی میں وہ اس طرح کرتے ہیں کہ '' سوہن کا پانی قند و نبات سے بھی زیادہ اچھا اور شیریں ہے۔ نیل، جیحون اور فرات اسکے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ اگر دنیا کے اس قطعہ ارض کو جسے ہندوستان کہتے ہیں - '' ظلمات'' سمجھ لیا جائے تو اس ظلمات میں سوہن ندی چشمہ حیات ہے - اپنے ایک اور فارسی شعر میں بڑے انو کھے انداز سے سوہن ندی کی تعریف کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ :—

''خضر علیہ و سکندر کی گمراہی پرہنسی آتی ہے کہ سوہن ندی کے حیات بخش پانی کی انہیں خبر ہی نہیں یعنی اگر خضر علیہ و سکندر کو سوہن ندی کی خبر ہوتی تو وہ اس طرح بھٹکتے نہ پھرتے اورآب حیات کی تلاش میں چشمہ حیواں کا رخ نہ کرتے ۔

غرض پٹنے سے چل کر ۲۱ - فروری ۱۸۲۸ع (م - ۴ - شعبان ۱۲۴۳ھ) کو منگل کے روز غالب ، کلکتہ پہنچے یعنی دلی سے روانگی کے تقریباً اٹھارہ مہینے اور لکھنو سے روانہ ہونے کے سات مہینے اور ۲۴ دن بعد -

جس روز غالب کلکته پهنچے اسی روز انهیں شمله بازار میں گرو کے تالاب کے قریب مرزاعلی سوداگر کی حویلی میں دس روپئے ماهانه کرائے پر ایک کشاده اور پر فضا مکان مل گیا جس میں ضرورت کی سب چیزیں مهیا تهیں اور صحن کے ایک گوشے میں میٹهے پانی کا ایک کنواں بهی تها غالب نے اطمینان کی سانس لی ، بادهٔ انگور سے سفر کی تکان دور کی اور دوستوں اور عزیزوں کی جدائی کا غم غلط کیا ۔

غالب رسیده ایم به کلکته وز سے

از سینه داغ دوری احباب شسته ایم

غالب کے سفر کلکته کا معاشی محرک ان کے پنشن کا قضیه تها ، انهیں انگریزی عدالتے سے انصاف کی امید تهی لیکن ان کی یه امید بالاخر نقش برآب ثابت هوئی ۔ کلکته کے دوران قیام میں انهیں ایک ادبی اور لسانی معرکے سے بهی گذرنا پڑا اور اسی شهر میں ان کے هزاروں دوستوں اور عقیدت مندوں کے ساته ساته ان کو اپنے ادبی مخالفین کے ایک گروه کا بهی مقابله کرنا پڑا ۔

یه دور غالب کی فارسی شاعری کا دور تها ۔ کلکته میں غالب نے فارسی میں کئی قصیدے ، قطعات مثنویاں اور غزلیں لکهیں ۔ جن میں ان کی مثنوی " باد مخالف ،، کو خاص اهمیت حاصل هے ۔ اردو میں " چکنی سپاری ،، پر ان کے معرکة الارا فی البدیه اشعار اور انکی وه قطعه نما غزل

کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے هم نشیں

اک تیر میرے سینے په مارا که هائے هائے

خاصے کی چیزیں هیں ۔

هر چند که غالب کا سفر کلکته ، معاشی اور مادی حیثیت سے ناکام رها لیکن غالب نے اس سفر میں ، خصوصاً کلکته کے دوران قیام میں تجربے اور شعور کی جو نئی دولت حاصل کی ، ان کے فکر و فن پر اس کے گہرے اور دیرپا اثرات مرتب هوئے ۔

قریباً سات آٹه مهینے کلکتے میں قیام اور کوئی سوا دو برس تک دهلی سے باهر رهنے کے بعد نومبر ۱۸۲۸ع میں دهلی لوٹے ۔

قمر در عقرب و غالب به دهلی

سمندر در شط و ماهی در آتش

* * * * * *

خبریں تصویروں میں

مسٹر جی راجہ رام وزیر برق نے ۳۱- مارچ کو نظام آباد اسٹیشن پر نظام آباد تاناندیڑ چلائی جانے والی ابلورہ ایکسپرس کا افتتاح کیا -

مسٹر جے- چندراؤ وزیر زراعت نے حال ہی میں اسٹیٹ ٹورسٹ انفارمیشن بیورو حیدرآباد میں نمائش کا افتتاح کیا - مسٹر دیوانند راؤ وزیر سیاحت اور مسٹر مہاراج کرن ناظم سیاحت بھی تصویر میں دیکھے جاسکتے ہیں -

مسٹر وی کرشنا مورتی وزیر متوسط آبپاشی نے ۱۸ - اپریل کو حیدرآباد میں آندھراپردیش ڈیویژنل اکاؤنٹنٹس اسوسی ایشن کی ۱۳ ویں کانفرنس کا افتتاح کیا -

مسٹر مہیندر ناتھ وزیر مارکٹنگ کی صدارت میں ۵ - اپریل کو اسٹیٹ اگریکلچرل مارکٹنگ اڈوائزری بورڈ کی ساتویں میٹنگ سکریٹریٹ کے کمیٹی ہال میں منعقد کی گئی -

بدیع الزماں اعظمی

سیارہ مریخ کی کہانی

خود اُس کی زبانی

میری اپنی کہانی اگرچہ حقیقت پر مبنی ہے مگر آپ اسے سن کر یہی فرمائیں گے کہ یہ خواب و خیال کی باتیں ہیں بہر حال میں اسے سنانا چاہتا ہوں ۔ آپ اسے غور سے سنیں :-

میرا اور میرے بھائی بہنوں کا جنم آج سے تقریباً چھ ارب برس قبل ہوا تھا ۔ ہم سب ملکر نو عدد ہیں اور مع اپنے اکتیس عدد چاندوں کے اپنے جد امجد (سورج) کے طواف میں اسی وقت سے سرگرم عمل ہیں ۔ سورج بڑی شفقت پدری سے مجبور ہو کر ہمیں اپنی آغوش میں لئے ہوئے روشنی اور گرمی سے نوازتا رہا ہے اور ہماری زیست کا ضامن بنا ہوا ہے ۔

سورج کے قرب کے لحاظ سے عطارد ، زہرہ ، کرۂ ارض کے بعد میرا ہی نمبر ہے ۔ سیارہ مشتری ، زحل ، یورے نس ، نیپچون اور پلوٹو بالترتیب سورج سے دور ہوتے گئے ہیں ۔ جیسا کہ نیچے دی ہوئی شکل سے ظاہر ہوتا ہے ۔

سورج (۹) نو سیارے اور (۳۱) اکتیس چاند

● چاند کا نشان

سیارہ عطارد سورج سے صرف تین کروڑ ساٹھ لاکھ میل دور ہے جبکہ سورج سے سیارہ پلوٹو کی دوری ۳۶۶ کروڑ میل ہے ۔ اس لئے سورج کا طواف کرنے میں جہاں عطارد کو صرف ۸۸ دن لگتے ہیں وہیں پلوٹو کو ۲۴۸ سال کی مدت درکار ہوتی ہے ۔ چونکہ میں سورج سے ۱۴ کروڑ ۱۷ لاکھ میل کی دوری پر ہوں اس لئے میں اپنے محور پر ۲۴½ گھنٹہ میں ایک بار گھوم جاتا ہوا صرف ۶۸۷ دنوں میں سورج کی ایک گردش کرلیتا ہوں ۔ لہذا میرے بھی شب و روز اتنے ہی بڑے ہوتے ہیں جتنے بڑے کہ کرۂ ارض کے ۔ میرے یہاں بھی چار موسم ہوتے ہیں ۔ مگر تین تین مہینے کے بجائے تقریباً چھ چھ مہینے کے ہوتے ہیں ۔ چونکہ میں کرۂ ارض کے مقابلہ میں سورج سے ڈیڑھ گنا فاصلہ پر واقع ہوں اسلئے نسبتاً کم روشنی اور گرمی پا کر قدرے سرد سیارہ بن چکا ہوں ۔ اگرچہ میں کرۂ باد سے محیط ہوں مگر بادل کی نمی کی وجہ سے پانی کی قلت ہے ۔ سمندر بھی ہیں مگر کم گہرے ۔ جھیلیں بھی ہیں جو خشک موسم میں سوکھ جاتی ہیں ۔ برف کے طوفان آتے رہتے ہیں اور قطبین کی سرزمین جاڑوں میں یخ بستہ ہو جایا کرتی ہے ۔ موسم گرما میں برف کے پگھلنے سے خشک نباتات ہری بھری ہوجاتی ہے ۔ میرے کرہ پر بڑے بڑے ریگستان بھی ہیں ۔ اور گرد و غبار کی آندھیاں بھی اکثر و بیشتر آتی رہتی ہیں ۔

چونکہ جسامت کے اعتبار سے میں کرۂ ارض کا نصف ہوں اس لئے قوت کشش مجھ میں کم ہے یعنی کرۂ ارض کے مقابلہ

میں صرف ۰۰۱/۳۸ حصہ ہے ۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ میں ہوا کے ہلکے عناصر اور پانی کو روک نہ سکا ۔ اسلئے آج میرا دم گھٹ رہا ہے اور میں پانی کو ترس رہا ہوں ۔ ایک سیارہ کی زندگی کے جتنے بھی مدارج ہوتے ہیں ان سب سے گذر چکا ہوں ۔ میں بھی ابتدا میں دھکتی ہوئی گیس کا ایک کرہ تھا ۔ دو تین ارب برس میں نے اسی حالت میں بسر کئے ۔ بعدہ کروڑوں برس تک دھکتے ہوئے لاوا کے مد و جزری سمندر سے محیط رہا ۔ میری اندرونی حرارت بتدریج کم ہوتی گئی ۔ لاوا کا سمندر جم کر ٹھوس چٹانوں میں تبدیل ہوگیا ۔ جب میری بیرونی سطح ٹھنڈی ہو کر ٹھوس بن گئی تب میری سطح پر بے شمار آتش فشاں دہانے پھوٹ نکلے جنکی راہ اندرونی حرارت خارج ہوتی رہی ۔ جب خارج شدہ سیال مادہ ٹھنڈا ہو کر ٹھوس بن گیا تو سورج کی کرنوں اور بارش کے پانی نے زندگی کے آثار پیدا کئے ۔ میری گود ذی روح اور غیر ذی روح مخلوق سے بھر گئی ۔ میں ارتقائی منزلیں طے کرتا ہوا ترقی کے آخری زینہ پر پہنچ کر زوال پذیر ہوگیا ہوں اور اب آخری سانسیں لے رہا ہوں ۔

ایک دور تھا کہ میں بھی قدرت کے گونا گوں عطیات سے مالامال تھا ۔ اس وقت میرے فرزندوں نے بھی علم و سائنس میں حیرتناک ترقی کرلی تھی ۔ جس منزل پر وہ پہنچ چکے تھے اس منزل پر پہنچنے کے لئے خاکی انسانوں نے ابھی پہلا قدم اٹھایا ہے ۔ میرے سائنس دانوں نے بھی خلائی جہاز ، راکٹ اور لاسلکی ایجاد کرلئے تھے ۔ میرے انجینیروں نے پانی کی بڑھتی ہوئی قلت کو دیکھتے ہوئے پورے کرہ پر نہروں کا جال بچھا دیا تھا ۔ انہوں نے قطبین کے درمیان تین ہزار میل لمبی اور تیس سے چالیس میل چوڑی دوہری نہریں کھود کر ہر حصہ کو سیراب کرنے کا انتظام کرلیا تھا۔ دنیا کے ذی علم انسان ان کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے ۔ یہ تو انکے مقابلہ میں طفل مکتب ہی کہے جائیں گے ۔ لیکن اب تو یہ سب قصہ پارینہ ہی کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ حیف ! صد حیف ! !

میرے سائنسدانوں نے مجھے دو ننھے منے چاند بھی عطا کئے تھے ۔ ایک فوبوس (Phobos) جس کا قطر دس میل ہے جو ۷ گھنٹہ اور ۳۹ منٹ میں ایک بار میرا چکر کرلیتا ہے یعنی دن رات کے وقفہ میں تین بار میرا طواف کرلیتا ہے اور دوسرا ڈیموس (Deimos) جس کا قطر صرف پانچ میل ہے ۔ ۳۰ گھنٹے اور ۱۰ منٹ میں میری ایک گردش کرلیتا ہے ۔ اس اثنا میں وہ تین بار ہلالی شکل سے بتدریج ماہ کامل بن جاتا ہے ۔ فوبوس ۳۷۰۰ میل کے فاصلہ سے اور ڈیموس ۱۲۵۰۰ میل کے فاصلہ سے میرا چکر کاٹ رہے ہیں ۔ فوبوس تو مغربی افق سے طلوع ہو کر تقریباً چار گھنٹہ بعد مشرقی افق میں غروب ہو جاتا ہے ۔ اس قلیل مدت میں وہ بھی مختلف اشکال اختیار کر لیتا ہے یعنی ہلالی شکل سے بڑھتے بڑھتے اس کا ۳/۴ حصہ روشن ہو جاتا ہے ۔ انکی گردش کا راستہ نیچے دی ہوئی شکل میں ملاحظہ کیجئے :-

سیارہ مریخ کے گرد فوبوس (Phobos) ڈیموس (Deimos) اور میرینر نمبر ۹ (Mariner -9) کے مدار
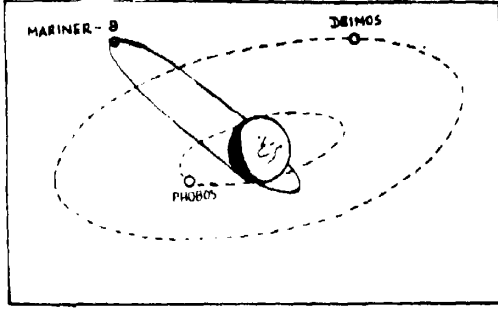
فوبوس (Phobos) کے متعلق روسی ہیئت‌دانوں کی ایک ٹیم نے یہ پتا لگایا ہے کہ اس کا قطر دس میل ہے اور اسکی بیرونی سطح صرف آٹھ انچ دبیز ہے۔اس بنا پر ان ہیئت‌دانوں کا خیال ہے کہ فوبوس یقیناً ایک مصنوعی چاند ہے جسے مریخی مخلوق نے خلائی ٹکنالوجی میں اپنے بڑھے ہوئے علم کی بدولت آج سے لاکھوں برس قبل خلا میں چھوڑ دیا تھا مگر اب امریکہ کا خلائی جہاز میرینر نمبر ۹ (Mariner 9) جو بروقت میرا طواف کررہا ہے اس حقیقت کو جھٹلا رہا ہے۔ اسواسطے کہ اسنے جو تصاویر فوبوس اور ڈیموس کی اپنے زمینی کنٹرول کو بھیجا ہے ان تصاویر کو دیکھنے سے امریکی سائنسداں میرے مصنوعی چاندوں کو کرۂ ارض کے چاند کی شبیہ بتارہے ہیں ۔ یہ تصویریں انہیں یہ بھی بتاتی ہیں کہ انکی سطح نا ہموار ہے اور شہابی گولہ باری کی وجہ سے آتش فشاں دہانوں کی طرح چھوٹے بڑے دہانوں سے پرہیں۔ ان تصاویر کے مطالعہ سے وہ اس نتیجہ پر پہنچ رہے ہیں کہ فوبوس اور ڈیموس فی الحقیقت سیارچے ہیں جنہیں میں نے اپنی مقناطیسی قوت سے اپنی گرفت میں لیکر اپنا تابع بنالیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ اس قسم کے مغالطہ دینے والے کتنے انکشافات ظہور پذیر ہوتے ہیں ۔

دنیا والے مجھے جنگ کا دیوتا کہتے ہیں ۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ میری رنگت خونی ہے ۔ میرے متعلق ہر ملک اور ہر زبان میں عجیب و غریب من گھڑت دیو مالائی زبان زد عام ہیں ۔ میں ارضی ہیئت دانوں کے لئے زمانہ قدیم سے

مرکز جذب و کشش بنا ہوا ہوں ۔ وہ مجھے حریص نگاہوں سے دیکھتے چلے آرہے ہیں ۔ دور بینوں کی ایجاد کے بعد تو وہ پہروں میرا نظارہ کرنے لگے ہیں ۔ خصوصاً اس وقت جبکہ میں اپنی گردش کے سلسلہ میں ہر ۱۵ یا ۱۷ سال بعد کرۂ ارض کے قریب تر ہو جایا کرتا ہوں یعنی کرۂ ارض سے میرا فاصلہ ۵ کروڑ میل کے بجائے صرف ساڑھے تین کروڑ میل رہ جاتا ہے اس وقت وہ اپنی طاقتور دوربینوں کے ذریعہ میرا مشاہدہ ضرور کرتے ہیں ۔ چنانچہ سنہ ۱۸۷۷ع میں جبکہ میں کرۂ ارض کے قریب تر ہو گیا تھا تو اس وقت ایک اطالوی ہیئت داں مسٹر شوپریلی(SCHIAPARELLI) نے دوربین کے ذریعہ میری سطح کا مشاہدہ کرنے کے بعد میری نہروں کی نشاندھی کی تھی ۔ ایک امریکی ہیئت‌داں مسٹر پرسی‌وال‌لوول (Percival Lowell) نے بھی ان نہروں کا مشاہدہ کیا ۔ موصوف کا خیال تھا کہ قطبی خطوں کی برف پگھلنے سے یہ نہریں وجود میں آتی ہیں اور استوائی خطہ تک پھیل جاتی ہیں ۔ انہوں نے اپنی تحقیق سے اس بات کا انکشاف کیا کہ ان نہروں کی بدولت میری سطح کی رنگت سبزی مائل ہو کر گہرا سبز رنگ اختیار کرلیتی ہے ۔ نہروں کے متصل نباتات کا اگنا اور نخلستانوں میں آبادی کا پایا جانا خارج از امکان نہیں ۔

دوربینوں کے ذریعہ جب خاکی انسانوں کو میرے تفصیلی حالات معلوم کرنے میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہو سکی تو انہوں نے دوسرے ذرائع استعمال کرنا شروع کئے ۔ وہ اب میری جانب ایسے راکٹ بھیجنے لگے ہیں جو مختلف‌النوع سائنسی آلات سے لیس ہوتے ہیں ۔ یہ خلائی راکٹ نہ صرف میری تصویریں اتارتے اور زمینی کنٹرول کو بھیجتے ہیں بلکہ ریڈیائی پیغامات بھی نشر کرتے رہتے ہیں ۔ اس سلسلے میں دنیا کے دو بڑے ملک ایک دوسرے سے بازی لیجانے کی سبقت کررہے ہیں ۔ روس اور امریکہ — روس نے ان راکٹوں کا نام مارس (Mars) رکھا ہے اور امریکہ نے میرینرس (Mariners)—

روس نے اپنا پہلا خلائی راکٹ مارس نمبر ۱ مئی ۱۹۶۲ کو میری جانب بھیجا تھا مگر وہ جون ۱۹۶۳ع میں مجھسے ایک لاکھ تیس ہزار میل کی دوری پر ہی رہ گیا ۔ اس کے بعد اس نے مارس نمبر ۲ اور نمبر ۳ مئی سنہ ۱۹۷۱ع میں خلا میں ڈال دیا ۔ ہر ایک کا وزن چار ٹن تھا ۔ مارس نمبر ۳ بتاریخ ۲ ۔ ڈسمبر سنہ ۱۹۷۱ع ایک سائنسی آلہ میری سطح پر اتارنے میں کامیاب ہو گیا ۔ ان دونوں راکٹوں نے میرے فوٹو اتار کر زمینی کنٹرول کو بھیجے ۔ اگرچہ یہ دونوں خلائی راکٹ اب بھی میرا طواف کررہے ہیں اور اپنے کار منصبی میں لگے ہوئے ہیں مگر میری مقناطیسی قوت انہیں بتدریج اپنی طرف کھینچ رہی ہے ۔ وہ دن دور نہیں کہ وہ میری سطح سے ٹکرا کر چکنا چور ہو جائیں گے ۔

امریکہ میری جانب ۹ عدد خلائی راکٹ بھیج چکا ہے ۔ ابتدائی چار راکٹ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے ۔ میرینر نمبر ۴ (Mariner.4) ۵ ۔ نومبر سنہ ۱۹۶۴ع کو میری جانب بھیجا گیا تھا ۔ اسکے بعد میرینر نمبر ۵ ۲۸ ۔ نومبر سنہ ۱۹۶۴ع کو خلا میں ڈال دیا گیا جو قدرے کامیاب ثابت ہوا ۔ اس نے میرے ۲۲ عدد فوٹو لئے جن سے میری سطح پر آتش فشاں دھانوں کا وجود معلوم کیا گیا ۔ اسنے جو ریڈیائی پیغامات بھیجے ان سے ابن آدم کو پتہ چلا کہ میرے کرۂ باد میں کاربن ڈائی آکسائڈ کی فی صد مقدار زیادہ ہے اور آکسیجن کی اتنی کمی ہے جتنی کہ کرۂ ارض پر ماؤنٹ ایورسٹ سے بھی تین گنا اونچی پہاڑی چوٹی پر متوقع ہے ۔ ان معلومات سے اگرچہ ابن آدم کے عزائم کو ایک ٹھیس پہنچی مگر وہ اپنی کوششوں سے باز نہ آیا ۔

میرینر نمبر ۶ ۔ ۷ ۔ ۳۰ ۔ جولائی اور ۴ ۔ اگست سنہ ۱۹۶۹ع کو بالترتیب مجھسے صرف ۲۱۳۰ میل کی دوری سے گذرے انہوں نے میرے استوائی خطے کے بہت سارے فوٹو لئے اور زمینی کنٹرول کو بھیجے ۔ ان تصاویر نے میری سطح پر بکھری ہوئی نہروں کی نشاندھی کرکے مسٹر پرسی‌وال لو ول (Percival Lowell) کے مشاہدہ‌کی تصدیق کردی ۔ ۳۰ ۔ مئی سنہ ۱۹۷۱ع کو جبکہ میں کرۂ ارض کے قریب تر آگیا تھا ایک دوسرا خلائی جہاز میرینر نمبر ۹ (Mariner No. 9) کیپ کینیڈی (امریکہ) کے پیڈ سے میری جانب بھیجا گیا ۔ یہ خلائی‌جہاز دو عدد ٹیلی‌ویژن کیمرہ اور مقیاس‌القوت شعاعی (In fra Red Radio meter) سے لیس تھا ۔ یہ خلائی جہاز ۱۳ ۔ نومبر ۱۹۷۱ع کو میرے دائرہ کشش میں داخل ہو گیا اور اب ایک گونہ میرا مصنوعی سیارچہ بن گیا ہے اور میرا چکر کاٹ رہا ہے ۔ (اوپر دی ہوئی شکل میں ملاحظہ ہو) ۔

میرینر نمبر ۹ اس لئے بھیجا گیا تھا کہ وہ ۹۰ دنوں تک میرا طواف کرکے میری سطح کے بارے میں سائنسی معلومات اپنے زمینی کنٹرول کو بھیجتا رہے چنا نچہ اسنے میری سطح کے متعدد فوٹو بھیجے ہیں جن میں سے ایک فوٹو نے میری سطح پر ایک بڑے شگاف کا پتہ دیا ہے ۔ جس سے کیپ کینیڈی کے انجینیروں کو اس بات کا گمان ہوتا ہے کہ یہ شگاف در اصل میری سطح پر ایک بڑی ندی کی گھاٹی خشک ہے جس کے کگرے کسی قدر بلند

هیں اور بہت ساری چھوٹی چھوٹی ندیوں کی خشک گھاٹیاں اس سے جڑی ہوئی ہیں ۔ امریکی انجینیروں کا اندازہ ہے کہ یہ خلائی جہاز کم سے کم ۱۷ برس تک میرا طواف کرتا رہے گا اور زمینی کنٹرول کو معلومات فراہم کرتا رہیگا

ان معمولی کامیابیوں کے بعد ابن آدم کے حوصلے بلند ہو چکے ہیں ۔ اس کے دل و دماغ میں مجھے تسخیر کرنے کا سودا سمایا ہوا ہے ۔ مجھے اسکے منصوبوں کا بخوبی علم ہے۔ اسے معلوم نہیں کہ مریخی مخلوق کے بچے کھچے چند نفوس سامان زیست کے مفقود ہو جانے کی وجہ سے نئے مسکن کی تلاش میں کرۂ ارض اور سیارہ زھرہ کا چپہ چپہ چھاننے میں مشغول ہیں اور ساتھ ھی ساتھ ابن آدم کے منصوبوں کا پتہ بھی لگا رہے ہیں ۔ میرے خلائی جہازوں کو ابن آدم اڑن طشتریوں کے نام سے منسوب کررھا ہے ۔ یہ اڑن طشتریاں اور انکی برق رفتاری ارضی سائنس دانوں کے لئے ایک معمہ اور ایک عجوبہ بنی ہوئی ہیں ۔ کبھی وہ انہیں مجھسے ، کبھی زھرہ سے اور کبھی دوسرے اجرام فلکی سے منسوب کر رہے ہیں ۔ مجھے انکی حماقتوں پر ھنسی بھی آتی ہے ۔ یہ بات میرے علم میں آچکی ہے کہ ابن آدم بہت جلد یکے بعد دیگرے کئی ایک خلائی جہاز میری سطح پر اتارنے کے منصوبہ کو عملی شکل دینے میں منہمک ہے ۔ جب وہ ان خلائی جہازوں کو میری سطح پر اتارنے میں کامیاب ہو جائیگا تو اپنے پروگرام کے مطابق سنہ ۱۹۸۶ع میں جب میں پھر کرۂ ارض کے قریب تر ہو جاؤں گا انسان کوخلا میں اسلئے بھیجے گا کہ تسخیر ماھتاب کے خلا نوردوں آرم اسٹرانگ اور ایلڈرن کی طرح دوسرے خلانوردوں کے سرتسخیر مریخ کا بھی سہرا باندھ سکیں ۔ لیکن اس کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے گا ۔ بالفعل وہ اپنے منصوبہ میں کامیاب بھی ہوگیا تو اسے حاصل کیا ہوگا ۔ ایک مردہ کرہ پر اتر کر وہ کیا بنا بگاڑلے گا ۔ درجہ حرارت کی کمی کی وجہ سے میں ایک سرد سیارہ بن چکا ہوں ۔ آکسیجن کی کمی کسی ذی روح کو زندہ نہ رہنے دے گی ۔ حرارت کی تھوڑی بہت رمق جو باقی ہے وہ بھی بھڑک کر خاموش ہو جائے گی اور ایک مردہ سیارہ بن کر خلا میں لڑھکتا رہوں گا ۔

اس میں شک نہیں کہ میرا شاندار ماضی میرے جملہ بھائی بہنوں کے لئے ایک سنگ میل کی حیثیت تو ضرور رکھتا ہے مگر حشر سب کا یہی ہونیوالا ہے ۔ ابن آدم کان کھول کر سن لیں کہ کرۂ ارض کا بھی انجام دیر یا سویر وھی ھونیوالا ہے جو آج میرا ہے ۔ آسمانی دنیا میں بقا کسی کو بھی نہیں ہے حتے کہ ہمارے جد امجد سر چشمہ حیات آفتاب عالم‌تاب کو بھی نہیں ہے ۔ بقا تو صرف اس بزرگ و بر تر ہستی کو ہے جو خالق کونین ہے ۔

* * * * *

محمد رضی الدین معظم
بی ۔ کام بی ۔ ایڈ یل یل۔ بی (عثمانیہ

گھریلو حادثات سے باخبر رہیے

اپنی اور اپنے ملک کی بھلائی کے لئے!

سڑکوں اور کارخانوں میں تو حادثات نہ صرف ھندوستان بلکہ ھر ملک میں ہوا کرتے ھیں مگر ان بیرون خانہ حادثات میں بہت زیادہ تعداد ان حادثات کی ہوتی ہے جو آئے دن محض بے احتیاطی اور بے توجہی کی وجہ سے خود اندرون خانہ یعنی گھروں میں ہوا کرتے ھیں اگر مناسب احتیاط سے کام لیاجائے تو ان میں بیشتر گھریلو حادثات کی روک تھام ممکن ہوسکتی ہے یہ سب پر عیاں ہے کہ صحت و زندگی کے حفاظت کے لئے ہرقسم کے حادثات سے بچنا بھی ضروری ہے۔ بہت کم لوگ یہ محسوس کرتے ھیں کہ اگر مناسب احتیاطی تدابیر اختیار نہ کی جائیں تو گھر کا باورچی خانہ زندگی کے لئے کافی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ گھریلو حادثات زیادہ تر باورچی خانہ سے ھی رونما ہوتے ھیں لہذا گھریلو حادثات سے بچنے کے لئے خصوصاً ایسے گھرانوں میں جہاں چھوٹے معصوم بچے موجود ہوں احتیاطی تدابیر کا اختیار کرنا نہایت ضروری ہو جاتا ہے ۔ ہمارے ملک میں ایسے حادثات کا سب سے بڑا سبب انگیٹھی یا گیس کے چولہے (اسٹوو) ہوا کرتے ھیں جنہیں بے احتیاطی سے اکثر و بیشتر زمین پر ھی رکھا جاتا ہے ۔ ان سے نہ صرف گھر کی عورتیں متاثر ہو جاتی ھیں بلکہ چھوٹے بچوں کے لئے خاص طور پر خطرہ ہوتا ہے ۔ بے چاری کتنی ھی عورتیں ڈھیلے پلو یا کپڑوں بالخصوص نت نئے فیشن ایبل ملبوسات میں ملبوس آگ لگنے کی وجہ سے بری طرح جھلس جاتی ھیں ، انکے خوبصورت جسموں پر بد نما داغ لگ جاتے ھیں بلکہ وہ اپنی جانیں بھی گنوا دیتی ھیں۔

کیونکہ آج گھریلو حادثات ایک وبا کی طرح عام ہوگئے ھیں ۔گھریلو حادثات میں جانوں کا اتلاف موذی مرض دق سے مرنے والوں کے قریب قریب ہوگیا ہے۔ ایک تخمینی اندازہ کے مطابق دس ممالک میں لئے گئے ایک جائزہ کے بموجب دق کی وجہ سے تقریباً ساٹھ ھزار افراد موت کا شکار ہوئے جبکہ گھریلو حادثات سے شکار ہونے والے افراد کی تعداد پینتالیس ھزار تھی جو موت کا شکار ہوگئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آج ہم کسی کو دق ہوجائے تو کافی پریشان ہوجاتے ھیں لیکن گھریلو حادثات کی ھمیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی ۔ جن میں لوگ زخمی معذور اور اپاھج ہوجاتے ھیں یا پھر موت کا شکار ہوتے ھیں ۔

گھریلو حادثات کی روک تھام کیلئے سب سے پہلے ایک سادہ کاغذ اور پینسل لیجئے اور جن چیزوں سے حادثہ ہونے کا خطرہ ہے انکی ایک فہرست تیار کیجئے پھر ان میں سے ھر ایک چیز پر الگ الگ نظر ڈالئے۔ آپ کو جان کر ضرور حیرت ہوگی کہ آپ بہت سی اصلاحات محض روپیہ پیسہ خرچ کئے بغیر ھی صرف ضروری توجہ پر عمل میں لاسکتے ھیں ۔ یا زیادہ سے زیادہ آپ کچھ نئے پیسے خرچ کرکے ممکنہ نقصان کی نذر ہونے والے روپئے اور قیمتی جانیں بچا سکتے ھیں ۔

آئیے سب سے پہلے اپنے کمرے میں رکھی ہوئی چیزوں کی ترتیب پر ھی نظر ڈالئے ۔ ظاھر ھیکہ بے ترتیبی سے رکھی ہوئی چیزوں کے مقابلہ میں سلیقہ اور ترتیب سے رکھی ہوئی چیزیں اچھی معلوم ہوتی ھیں ۔ فرض کیجئے کہ آپ کے پاس آئینے تصویر بنانے یا بورڈ وغیرہ لکھنے والے برشوں کے رکھنے کیلئے ، کوئی ایک بورڈ نہیں ہے آپ اسے یوں نہ پڑا رہنے دیجئے یا دیوار کے سہارے کھڑا کرکے مت رکھئے بلکہ ایک ایک لے لیجئے اور اسے کیلی سے دیوار میں لگا دیجئے ۔ دیوار کے سہارے رکھے ہوئے برش اور اسی قسم کی چیزیں کسی بھی وقت نیچے گر سکتی ھیں ۔ ہوسکتا ہے کہ اچانک کوئی برش نیچے انگیٹھی ھیٹر یا چولھے پر رکھے ہوئے کھولتے ہوئے پانی میں گر پڑے اور اس کے چھینٹوں سے آپ کا یا گھر کے کسی اور فرد یا بچہ کا جسم جل جائے ۔

گھریلو کام کاج میں مشینوں کا استعمال روز بروز بڑھتا جارھا ہے اور روزمرہ کے کاموں میں انکے استعمال سے فوائد کے

ساتھ ساتھ خطرا بھی ہیں آجکل باورچی خانہ کھانے پکانے کا کارخانہ بن گیا ہے۔ برقی کیتلیاں، توس سینکنے کا آلہ ، مکسچر یا گوشت کو قیمہ بنانے کی مشین ، پریشر کو کر ، پریشراسٹو اور گیس کے چولھے ۔ یہ تمام ایسی چیزیں ہیں جو ایک کارخانہ کی پلانٹ اور مشنری کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ گھومنے والے تراش یا مکسر کے بلنڈر ایک لینتھ سے زیادہ تیزی سے گھومتے ہیں۔ اور آناً فاناً ایسے زخم لگاسکتے ہیں جیسے آرے ، رندے سے آسکتے ہیں اگرچہ گھریلو استعمال کی چیزیں بظاہر نہایت سبک اور خوش وضع ہوتی ہیں ۔ لیکن اس سے ان سے لاحق ہونے والے خطرات میں کوئی کمی نہیں ہوتی ۔ ان چھوٹے چھوٹے آلات سے بھی بیشمار حادثات پیش آسکتے ہیں جن سے نہ صرف شدید زخم آتے ہیں بلکہ موت بھی واقع ہوسکتی ہے ساتھ ہی ہمیں گھریلو حادثات کے عام اسباب کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے ۔ کھانا پکانے کی چیزوں کو گرم کرنے اور روشنی کا انتظام کرنے کے غیر محفوظ طریقے بے شمار جانوں کا اتلاف کا سبب بنتے ہیں ۔ بوجھ اٹھانے کے غیر محفوظ طریقوں کی وجہ سے جو موچ آتی ہے یا رگ پٹھے بل کھا جاتے ہیں وہ بھی اتنے ہی برے ہوتے ہیں جتنے کہ کارخانے کے ایک مزدور کو پیش آنیوالے حادثے ہوتے ہیں ۔

کچھ برس پہلے عالمی ادارہ صحت (W.H.O.) کی جانب سے کئے گئے ایک سروے کے مطابق اتفاقی حادثات میں انسانی جانوں کا ایک بڑی تعداد میں اتلاف (بالخصوص عورتوں میں) گھریلو حادثات ہی کی وجہ سے ہوا ' ناروے میں اتفاقی حادثات میں مرنے والی عورتوں میں سے (۷۰) فیصد گھریلو حادثات کا شکار ہوئیں ۔ امریکہ میں تین ہزار میں دوسو افراد گھریلو حادثات کا شکار ہونے اور ہر نو میں سے ایک زخمی کو کم از کم ایک دن کے لئے اپنی تمام سرگرمیوں کو معطل کرنا پڑا کام اور تعلیم کے دنوں کا شدید نقصان علحدہ ہے ۔ ہمارے ہاں ہندوستان میں گھریلو حادثات میں جو افراد شکار ہو جاتے ہیں انکا باضابطہ اعداد شمار مہیا نہیں جبکہ امریکہ میں سنہ ۷۴ - ۱۹۷۳ ء کی رپورٹ کے مطابق غیر مہلک گھریلو حادثات میں ہر ایک سو بچوں پر اسکول کے دو ہفتوں کی تعلیم اور ایک سو مزدوروں پر ایک ماہ کے کام کے ایام کا نقصان ہوا ۔ طبی امداد کے مسائل اور معاشی نقصان کے علاوہ ان حادثات کی وجہ سے دکھ درد خاندانوں کی بربادی مستقل معذوری اور اپاہج ہو جانے کے واقعات پیش آتے ہیں بعض لوگوں کو فوراً مناسب طبی امداد مل جاتی ہے لیکن سبھی اتنے خوش قسمت نہیں ہوتے ۔

گھریلو حادثات میں ایک بڑی تعداد گر پڑنے کے حادثے کی ہے ۔ سیڑھیاں بہت زیادہ ڈھلوان نہ ہوں ، نہ زیادہ قریب قریب یا پھر زیادہ دور دور انکے ساتھ ساتھ مضبوط کٹھڑے بنے ہوئے ہوں ان پر ایسی چیزیں جن پر پیر پھسلنے نہ پائے ضرور ڈال دئے جائیں یعنی ٹاٹ ، چٹائی وغیرہ زیادہ سفید ہوتے ہیں یا پھر پائیدان رکھدیں تو بہت زیادہ سفید ہوتے ہیں ۔ نہایت شفاف اور چکنا فرش وقار کی علامت سمجھاجاتا ہے لیکن اس کی وجہ سے اکثر ہڈی ٹوٹ جانے کے کئی حادثات پیش آتے ہیں ۔ ایسی پالش جو فرش کو چکنا نہ کرے یا کھردرا فرش گر پڑنے کے امکانات کو گھٹا دیتا ہے ۔ چمڑے کے بجائے ربر سول کی جوتیاں یا پھر آجکل ہوائی چپلیں ہی زیادہ محفوظ ہوتی ہیں ۔ سلیپر زیادہ خطرناک اور اونچی ایڑی کے چپل یا سینڈل نہایت ہی خطرہ مول لیتی ہیں ۔ لوگ سیڑھیوں پر یا برآمدوں میں محض کفایت کی خاطر روشنی بند کردیتے ہیں یا اتنی دھیمی روشنی رکھتے ہیں کہ جس سے لازماً گر پڑنے کا اندیشہ رہتا ہے ۔ جو روشنی کی کفایت کے مقابلہ میں زیادہ مہنگا پڑتا ہے ۔ بعض دفعہ روشنی کے کھٹکے بلگ سوئچ وغیرہ موزوں مقامات پر نہیں لگائے جاتے ۔ اسلئے اس بات کا امکان رہتا ہے کہ کوئی شخص روشنی کے لئے کھٹکے تک پہنچنے سے ہی پہلے گر پڑے ۔

کھلی اور غیر محفوظ آگ گھروں میں کئی شدید اور مہلک حادثات کا سبب بنتی ہے ۔ آگ کا سب سے عام حادثہ کپڑوں میں آگ لگ جانا ہے ۔ اب تو خطرات اور بھی بڑھ گئے ہیں کیونکہ لوگ کیمیائی اشیاء سے تیار کردہ لباس استعمال کرنے لگے ہیں لہذا اکثر ممالک میں تحقیقات کے بعد ہی ایسے کپڑے بنائے جارہے ہیں جو آتش گیر نہ ہو ۔ کوئلہ یا لکڑی کے پوری طرح نہ جلنے سے کاربن مانو آکسائڈ تیار ہوتی ہے ۔ وہ ہلاکت کا سبب بنتی ہے ۔ سرد علاقوں میں اسکا اور بھی امکان رہتا ہے کیونکہ لوگ گرم رہنے کے لئے کمروں میں آگ جلاتے ہیں ۔ باورچی خانہ میں استعمال کی عام گیس بھی خطرناک ہوتی ہے کیونکہ اکثر حضرات بلا سونچے سمجھے اسکی ٹونٹی کو کھولدیتے ہیں ۔ لہذاانکی ٹونٹیوں کو ہمیشہ اچھی طرح بند رکھئے ۔ اگر ٹونٹی کھلی رہی تو لیک ہونے کے ساتھ ہی آپ کو بو محسوس ہونے لگیگی ۔ اسکا فوراً پتہ چل جائیگا ۔

گھریلو حادثات کا ایک اور سبب زہر خوردنی ہے ۔ سمیت غذا کے باعث یا غلطی سے زہریلی دوائیں پی لینے یا عام استعمال کی بعض دواؤں کی حد سے زیادہ مقدار کھا لینے سے بھی ہلاکت کے واقعات پیش آتے ہیں ۔ گیس کا تیل پی لینے سے بھی کئی اموات ہوئیں جو اکثر دودھ یا شربت کی خالی بوتلوں میں رکھنے سے ایسے حادثات پیش آتے ہیں ۔ کانچ کا سفوف جو پتنگ کا مانجھا بنانے میں کام

آتا ہے اکثر شکر کے دھوکہ میں کھا لیا گیا۔ بعض اور صورتوں میں اس سے چھوٹے بچے ہر پڑی ہوئی چیز کو اٹھا کر منہ میں رکھ لیتے ہیں اور چوسنے لگ جاتے ہیں لہذا مٹی کا تیل ادویہ کی بوتلوں دیا سلائی کی ڈبیوں کوئلہ وغیرہ کی تھیلیوں چاقو چھری حجامت کے بلیڈ پن سوئی اور نوکدار قینچی وغیرہ کو بھولے سے بھی ادھر ادھر مت ڈالئیے اور احتیاط کے ساتھ کسی محفوظ یا اونچے مقام پر رکھا کیجئے ورنہ بچے جن کی فطرت میں تجسس ہوتا ہے انہیں اٹھا کر دیکھتے بھالتے یا چوستے ہیں جسکا نتیجہ نہایت ہی خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ استعمال کے بعد ایسی تمام چیزوں کو محفوظ مقام پر رکھنا نہایت ضروری ہے۔

دو منزلہ مکانوں کے زینوں میں اوپر اور نیچے باقاعدہ دروازے ہونے چاہئیں۔ جنہیں بند رکھیں تا کہ چھوٹے بچے اندر داخل نہ ہونے پائیں کتنے ہی خطرناک حادثے بچوں کے زینہ پر چڑھ کر نیچے گر جانے سے ہوتے ہیں۔ بالائی منزل کی کھڑکیوں میں ہمیشہ سلاخیں رہنی چاہئیے۔ ان کا درمیانی فاصلہ ایسا ہونا چاہئیے کہ چھوٹا بچہ اندر سر نہ ڈال سکے۔ بچہ سلاخوں کے درمیان سے اپنا سر تو آسانی سے داخل کرسکتا ہے مگر پھر اسکے لئے سر کو باہر نکالنا مشکل ہوتا ہے۔

اونچے چبوتروں اور بالکنی اور کمروں سے باہر نکلے ہوئے چھجوں، گیلری یا بالکنی کے بیرونی کناروں پر اونچے کٹہرے روک کیلئے ہونے چاہیئے تا کہ وہاں سے پھسل کر نیچے گرنے کا امکان نہ رہے۔ دواخانہ کے دارالمرضی میں اسکا خاص اہتمام ہونا چاہیئے۔ بعض اوقات مریض نیم خوابی یا بے خبری کے عالم میں اپنے بستر سے اٹھکر کسی بے روک گیلری یا بے سلاخ کھڑکی سے نیچے کود پڑتے اور مہلک طور پر زخمی ہو جاتے ہیں۔ اکثر اوقات نیچے لٹکتا ہوا میز پوش چھوٹے بچوں کے لئے مہلک ثابت ہوتا ہے بچہ اسے پکڑ کر اٹھنا یا کھڑا ہونا چاہتا ہے اور اوپر رکھی ہوئی گرم چائے دان یا کوئی اورچیز اسکے سر اور بدن پر آگرتی ہے اور وہ بری طرح حادثہ کا شکار ہو جاتا ہے۔

کپڑوں پر استری کرنے کے بعد گرم استری کو ٹھنڈا ہونے کے لئے محفوظ مقام پر رکھدینا چاہیئے ورنہ اندیشہ ہے کہ گھر میں کھیلتا ہوا چھوٹا بچہ اسے چھو لے ــ کمروں میں برقی پلگ دیواروں پر خاصے اونچے مقام پر نصب کرنا چاہیئے اور یہ پلگ اچھے مضبوط اور محفوظ ہونے چاہئیے تا کہ کوئی بچہ کھڑا ہو کر انکو ہاتھ نہ لگا سکے۔ اور شاک سے محفوظ رہے۔ اسی طرح بجلی کے تمام تار ربر کا خول چڑھے ہوئے اور محفوظ ہونا چاہیئے۔ تا کہ ان کو چھونے سے دھکا نہ لگے۔ انگیٹھی یا دوسرے گیس وغیرہ کے چولہوں آتش دانوں کو زمین پر ہرگز نہیں رکھنا چاہیئے بلکہ کسی مناسب محفوظ مقام پر میز یا چوکی پر رکھنا چاہیئے جہاں وہ بدن سے دور اور چھوٹے بچوں کی رسائی سے باہر ہوں اور کھڑکیوں اور دروازوں کے پردے آگ کی لپٹ میں نہ آنے پائیں تمام بھڑک اٹھنے والے سیالات و ادویہ کو کسی ٹھنڈی جگہ آگ سے دور رکھنا چاہئیے اگر انگیٹھی وغیرہ کو زمین پر رکھنا ناگزیر ہوتو ایسی جگہ اور باورچی خانہ میں بچوں کو داخل نہیں ہونا چاہیئے۔ یاد رہے کہ باورچی خانہ میں سامان اتنا زیادہ نہ بھر دیا جائے کہ کوئی چیز گم ہوجائے تو ملنا مشکل ہو۔ اکثر اوقات چھوٹے بچے کھیلتے یا رینگتے ہوئے کسی سامان کے پیچھے چھپ جاتے ہیں اور بسا اوقات محترم خواتین بے خیالی میں باورچی خانہ کا دروازہ کام ختم ہونے کے بعد فوری بند کر دیتے ہیں۔ اس طرح سے بھی بچے موت کا شکار ہوتے ہیں۔

تمام دواؤں بالخصوص حشرات کش اور کھٹمل مار دواؤں کو استعمال کے بعد محفوظ مقام پر رکھنا چاہیئے۔ کتنے ہی مہلک حادثات ان دواؤں کی غلطی سے پی لینے سے رونما ہوتے ہیں۔ زہر خوری کے اکثر واقعات میں رنگین چمکیلے قرص اور کیپسول بچوں کے لئے بڑی کشش رکھتے ہیں، دواسازی کے کارخانے ان قرص و کیپسول کو اہم رنگ دیکر ان کی کشش کو کم کرسکتے ہیں یا انکی شیشیاں اسطرح کی بنائی جاسکتی ہیں کہ بچے ان کو آسانی سے نہ کھول سکیں۔ دواؤں کو ہمیشہ مقفل الماری میں اور بچوں کی پہنچ سے دور رکھا جائے اکثر دوائیں کھانے کی میز پر کمروں میں بستر کے سرہانے یا سنگھار میز پر رکھدی جاتی ہیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص بعض دفعہ دوا کھانا بھول جاتا ہے اور پھر ایک بار دوا کھا لیتا ہے۔ لیکن اگر اسے دوا لینے کے لئے دوسرے کمرے تک جانا پڑے تو اس دوران اسکو فوری یاد آجائیگا کہ اس نے دوا کھالی ہے۔ ایسے واقعات روزانہ زیادہ تر دماغی کام کرنے والوں کے ساتھ پیش آتے رہتے ہیں۔ اگرآپ دواؤں کی الماری کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اسمیں نہ معلوم کب کب کی اور غیر ضروری دواؤں کا ذخیرہ جمع ہوگیا ہے ان تمام کو فوری ضائع کردینا چاہیئے۔ دواؤں کی خالی بوتلوں میں گھریلو استعمال کے سیالات اور شربت وغیرہ رکھنے میں بھی بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ بچہ کسی دوا کو بھی شربت سمجھ کر پینے لگتا ہے لہذا تمام بوتلوں کو

اچھی طرح صاف کرکے پھر ان میں کوئی دوسری چیز رکھنی چاہیئے ۔ اور انکے سابقہ لیبل نکالکر صاف کرنا بھی ضروری ہے ۔ کیونکہ اکثر اوقات لیبل نہ نکالنے سے آپ با وجود اسمیں کسی دوسری شے کو رکھنے کے لیبل کے باعث لیبل پر تحریر کردہ شے ہی سمجھتے ہیں ۔ یہ بھی ایک نقصان‌دہ امر ثابت ہوتا ہے ۔ تا کہ آپ کو خود اس سے غلط فہمی نہ ہو ۔

استعمالی اشیاء ظروف مثلاً پیالیوں بالٹیوں اور برش وغیرہ کو استعمال کے بعد جابجا نہیں چھوڑنا چاہیئے ۔ بلکہ انہیں انکے صحیح اور سوزوں مقام پر رکھنا چاہیئے ۔ تا کہ کوئی دوسرا بے خبری میں ان سے نہ ٹکرا جائے یا ان پر پاؤں نہ رکھدے ۔ مختلف چیزوں کو جا بجا بکھرا ہوا چھوڑنے کی عادت بہت سے افراد میں پائی جاتی ہے جسکا آخرش نتیجہ حادثہ کا باعث ہوتا ہے۔ ہر چیز کو انکے صحیح مقام پرر کھنا چاہیئے ، تا کہ آئندہ ضرورت کے وقت اس کو تلاش کرنے میں پریشانی کا ساسنا نہ کرنا پڑے ۔ زینوں کے اوپر اور نیچے اور استعمالی سامان رکھنے کے کمروں میں بجلی کے بلب ایسے قوی لگانا چاہیئے کہ کہیں سے بھی ہر چیز صاف نظر آسکے ۔

اہم مقامات پر روشنی کم رکھنے سے حادثات ہو سکتے ہیں ۔ ایسے میں کفایت شعاری کرنا غلط ہے ۔

شطرنجیوں قالینوں بوریوں وغیرہ کے سوراخوں کی مرمت میں کبھی بھی تاخیر نہ کرنی چاہیئے ایسے سوراخوں میں پاؤں پھنس جانے سے خطرناک حادثات ہو سکتے ہیں ۔ فرش کے ٹوٹے ہوئے پتھروں اور ٹائلس کی بھی فوری مرمت ضروری ہے بعض وقت کسی مقام پر چڑھنے کے لئے ایک دو سیڑھیاں نکل جاتی ہیں یا اتنی ڈھیلی ہو جاتی ہیں کہ پیر رکھتے ہی گرنے کا اندیشہ رہتا ہے لہذا اسکی بھی مرمت جلد از جلد کرانی چاہیئے ۔

ادھر بتائے گئے حالات کے علاوہ کئی ایسے امور ہیں جن پر توجہ رکھنے سے نہ صرف آپ اپنی حفاظت کر سکتے ہیں بلکہ اپنے ملک کو بھی حفاظت کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں کیونکہ جو شخص گھریلو حادثات کی روک تھام میں پوری پوری توجہ دیتا ہے لازمی طور پر سماج میں بھی اسکا خیال رکھتا ہے۔ اسی طرح ہر شہری اسکی طرف توجہ دے تو لازماً ملک کی حفاظت بھی ممکن ہو جاتی ہے ۔

* * * *

وقار جلیل

لوکمانیہ تلک

تحریک آزادی کا عظیم مجاہد

ممتاز ہندوستانی محب وطن اور عظیم جمہوریت دوست بال گنگادھر لوکمانیہ تلک سنہ ۱۸۵۶ع میں پیدا ہوئے اور سوراج کے لئے جد و جہد کرتے ہوئے یکم اگست سنہ ۱۹۲۰ع میں وفات پائی ، اس طرح انہوں نے ۶۴ سال کی عمر پائی اور اب آزاد ہندوستان میں آنجہانی تلک کی ۵۰ ویں برسی منائی جارہی ہے ۔ گاندھی جی ، لوکمانیہ کی پیدائش کے تیرہ برس بعد پیدا ہوئے اور خوش قسمتی سے انہوں نے ۱۹۴۷ع میں سوراج کو اپنی زندگی ہی میں قائم ہوتے دیکھ لیا ۔

تلک نے اپنی سیاسی سرگرمیاں ایک ایسے دور میں شروع کیں جب ہندوستان کے عوام سامراجی ظلم و زیادتی کے خلاف شعوری جد و جہد کے لئے بیدار ہورہے تھے ۔ تلک اور انکے پیروؤں نے جو قابل قدر خدمات انجام دیں ، ان میں سب سے اہم یہ ہے کہ انہوں نے قومی آزادی کی ایک عوامی تحریک کا پیغام دیا اور عوام کو شعوری سیاسی جد و جہد کے لئے تیار کیا ۔ بیسویں صدی کے اوائل سے قبل منظم قومی تحریک ہندوستان میں بہت زیادہ نہیں پھیلی تھی ۔ اعتدال پسند لوگوں نے ، جو اسوقت تحریک کی رہنمائی کر رہے تھے ، قومی شعور کی ترقی میں اہم فرائض انجام دئے اور بال گنگادھر تلک اس رجحان کے مسلمہ رہنما بن گئے ۔

اس زمانے کی قومی تحریک کے اعتدال پسند رہنما جس پالیسی پر عمل کرتے تھے اس سے ترقی پسند محبان وطن مطمئن تھے جن میں متوسط طبقے کے دانشوروں کے گھرانوں کی اکثریت تھی ، ان وطن دوستوں اور جمہوریت پسندوں نے جن کے حالات زندگی انہیں عوام سے قریب رکھتے تھے ، ہندوستانی عوام کی طرف رخ کیا اور انہیں لوگوں نے سامراجی ظلم و استبداد کے خلاف سب سے زیادہ مستقل مزاجی سے جنگ کی ۔ ہندوستانی قومی تحریک میں جمہوری اور انقلابی رجحان لانے والوں میں لوکمانیہ تلک کا نام سر فہرست رہا ہے ۔

بھارت کو انگریز سامراج کی غلامی سے نجات دلانے کی تاریخ کو اور اس مقصد کے لئے عوام کی مجاہدانہ قوم پرستی کے جذبے کو ایک طاقتور آلہ کار میں تبدیل کرنے کی کہانی میں بال گنگادھر تلک اور گاندھی جی کے نام نمایاں نظر آتے ہیں ۔ گاندھی جی مہاراشٹرا کے اس عظیم فرزند کو اپنا استاد کہتے تھے غرض ان دونوں رہنماؤں کی زندگی ایثار اور قربانی کا مثالی نمونہ تھی ۔ اور ان دونوں مہا پرشوں نے یہ مسلک صرف بھارت کو آزاد کرانے کے لئے ہی نہیں بلکہ عوام کے دلوں میں ملک کے شاندار ماضی اور اسکی ثقافتی قدروں کے بارے میں فخر و ناز کا جذبہ پیدا کرنے اور سوراج کے حصول کے لئے بنیادی اوصاف کو فروغ دینے کے لئے اختیار کیا تھا ۔

گاندھی جی اور لوکمانیہ تلک غیر معمولی قابلیت اور اعلیٰ ترین کردار کے حامل تھے ۔ انکی دیانت داری اور صداقت پرستی ضرب المثل تھی ، ان دونوں رہنماؤں نے ہندوستان کے نشاۃ ثانیہ اور عوام کی ہمہ گیر ترقی کے لئے انتھک جد و جہد کی ۔ دونوں روحانی طاقتوں پر اعتقاد رکھتے تھے جو انسانوں اور قوموں کی قسمتوں کا فیصلہ کرتی ہیں ۔

گاندھی جی نے جب عملی سیاست میں قدم رکھا اسوقت لوکمانیہ تلک کی سیاسی شہرت نقطہ عروج پر پہنچ چکی تھی لیکن یہ بات قابل ذکر ہے کہ تلک ایسے دانشمند اور صاحب بصیرت انسان نے بھارت کے سیاسی افق پر جگمگانے والے ستاروں کی تابانی کا اندازہ لگالیا تھا ۔ گاندھی جی سیاست کے میدان میں ابھی نو وارد تھے ، عوامی مسائل ، زندگی ۔ اور پالیٹکس کے بارے میں انکے خیالات خام تھے لیکن اسکے باوجود تلک نے ایک سن رسیدہ مدبر کی حیثیت سے گاندھی جی میں پنہاں عظیم طاقت کا بخوبی اندازہ کرلیا تھا اور اسی لئے انہوں نے اپنے ایک باصلاحیت اور قابل ساتھی کی حیثیت سے گاندھی جی کا اعلانیہ خیر مقدم کیا تھا ۔

گاندھی جی کے ساتھ اپنی پہلی ملاقات اور گفتگو کے بعد تلک نے کرناٹک کے گنگا دھرراؤ سے کہا تھا کہ گاندھی جی دوسروں سے بہت آگے نکل جائیں گے ۔ اور انکا یہ قول گاندھی جی نے عملاً ثابت کرد کھایا ۔ تلک بہت بڑے عالم ، دانش ور

اور فلسفی تھے اسکے باوجود گاندھی جی کو مردقلندر اور مجسمہ روحانیت سمجھتے تھے۔ ایسے کئی مواقع آئے جب لو کمانیہ تلک اور گاندھی جی نے ایک دوسرے کے لئے صدق دلی کے ساتھ خلوص، ستائش اور احترام کے جذبات کا اظہار کیا اور ایک دوسرے کی حمایت کی ۔ گاندھی جی نے جنوبی افریقہ میں جد و جہد کی تھی، تلک نے اپنے اخبار کیسری میں اسکی خوب خوب حمایت کی تھی اسی طرح گاندھی جی نے پونا کے اجلاس میں تحریر کرتے ہوئے شری گوپال کرشن گو کھلے کے مقابلے میں لو کمانیہ تلک کو ایک سمندر کی مانند بتایا ۔ تلک سے خط و کتابت اور گفتگو کے دوران گاندھی جی ہمیشہ انہیں تلک مہاراج کہکر خطاب کرتے تھے ۔ احمد آباد کے آشرم میں گاندھی جی نے ایک دعائیہ جلسہ میں کہا تھا ” بھارت میں صرف ایک ہستی ایسی ہے جس پر کروڑوں انسان فدا ہیں اور جس پر لا کھوں ارباب وطن اپنی جانیں قربان کرسکتے ہیں اور وہ ہستی تلک مہاراج کی ہے۔ “، اهل ملک نے بھی بال گنگا دھر تلک کو ” لو کمانیہ“ کہکر پکارا، جس کے معنی ہیں سب لوگوں کا پیارا ۔

گاندھی جی اور تلک کی حب الوطنی ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے مگر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آگے چل کر گاندھی جی بین الاقوامیت اور انسان دوستی کے نظریہ کی طرف مائل ہو گئے تھے اور کہا تھا کہ میں” انسان ہوں اور مجھے انسانیت سے پیار ہے “۔ تلک کی حب الوطنی اور سیاسی خیالات مغربی اصولوں سے متاثر تھے، جب کہ گاندھی جی کی حب الوطنی محض سیاسی نقطہ نظر کے ماتحت نہیں تھی ۔ شری اربندو گھوش کی طرح ان کا بھی یہ خیال تھا کہ بھارت کے پاس ایک مقصد اور ایک پیغام ہے جو اسے ساری دنیا تک پہنچانا ہے، انہوں نے کہا تھا کہ اگر بھارت عدم تشدد کے ذریعہ آزادی حاصل کرلیتا ہے تو وہ نسل انسانی کو ایک سبق دے سکتا ہے ۔

تلک نے جو انقلابی مزاج کے ساتھ ساتھ سنجیدہ ذہانت کے مالک تھے، اس زمانے میں ہندوستان کے حالات اور جدو جہد کے لئے عوام کی نظریاتی اور تنظیمی تیاری کی سطح کے پیش نظر عدم تشدد کو ترجیح دی ۔ انہوں نے محسوس کیا کہ ہندوستانی سماج کے بعض طبقوں میں سامراجیوں کو سماجی حمایت حاصل ہے ۔ مثلاً انہوں نے ہندوستانی راجاؤں کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ محض کٹھ پتلیاں ہیں، جنکی زند گی کا دار و مدار صرف برطانوی حکومت کی سانسوں پر ہے۔ اور پھر تلک کو اس بات کا احساس ہو چلا تھا کہ سرمایہ داری عوام الناس پر نت نئے مظالم اور مصیبتیں ڈھاتی رہتی ہے تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بغاوت کا وقت ابھی نہیں آیا، اسلئے ابھی ہم نے ان تمام امکانات کو نہیں آزمایا جنہیں قانونی اور جائز عمل قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس کے بر عکس تلک نے ایک عوامی تحریک کی تنظیم اور قومی آزادی کے خیال کا عام پر چار کرنے کا پیغام دیا اور یہ ان کا بہت بڑا تاریخی احسان تھا ۔ یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ عوام کی ایک منظم تحریک کے ذریعہ سازگار حالات میں سوراج حاصل کرنا ممکن ہے انہوں نے انقلابی طاقت کے امکانات کو رد نہیں کیا ۔ اس زمانے میں وہ آزادی کے لئے مسلح جد و جہد کے لئے تیار ہونا بھی ضروری سمجھتے تھے ۔

بقول آر ۔ آر ۔ دوا کر تلک نے اس بات کو بھی تسلیم کیا تھا کہ سچائی اور عدم تشدد کا فلسفہ سب سے اهم اور بنیادی چیز ہے، پھر بھی انکا یہ خیال تھا کہ روزمرہ کی زندگی میں اسے عملی صورت نہیں دی جا سکتی ۔ انکا یہ بھی ادعا تھا کہ صرف سادھو اور سنت ہی اس راستے کو اختیار کرسکتے ہیں اور اس فلسفہ پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں ۔

گاندھی جی اور تلک دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے صحت مندانہ اور نیک احساسات موجود تھے ۔ بھارت کے مفاد کی خاطر دونوں کے خیالات ایک دوسرے سے بہت کچھ متاثر تھے، یہی وجہ تھی کہ آزادی کے اندولن میں دونوں نے متحد ہو کر حصہ لیا اور بھارتی عوام کے مسائل کے حل کے لئے مشترکہ طور پر جد و جہد کی، جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی ۔

لو کمانیہ تلک کو ہماری تحریک آزادی کے ایک عظیم مجاهد اردو کے اهم شاعر حسرت موہانی نے بھر پور خراج تحسین ادا کیا، اس نظم کے چند شعر پیش خدمت ہیں ۔

اے تلک، اے افتخار جذبہ حب وطن
حق شناس و حق پسند و حق یقین و حق پسند

تجھ سے قائم ہے بنا آزادی بے باک کی
تجھ سے روشن، اهل اخلاص و صفا کی انجمن

سب سے پہلے تونے کی برداشت اے فرزند هند
خدمت ہندوستان میں کلفت قید محن

ذات تیری رهنمائے راه آزادی ہوئی
تھے گرفتار غلامی ورنہ یاران وطن

تونے خود داری کا پھونکا اے تلک ایسا فسوں
یک قلم جس سے خوشامد کی مٹی رسم کہن

* * * *

خبریں تصویروں میں

بائیں جانب اوپر :- مسٹر موہن لال سکھاڈیا گورنر آندھرا پردیش نے ۹ - اپریل کو کوتہ گوڑم میں کالریز میں ہسپتال **دیکھا** - مسٹر ی - ین راسن مینیجنگ ڈائرکٹر سنگرینی کالریز **بھی** تصویر میں دیکھے جا سکتے ہیں -

بائیں جانب درمیان میں :- مسٹر موہن لال سکھاڈیا گورنر **آندھرا** پردیش ۹ - اپریل کو سنگارینی کالریز ہسپتال کوتہ گوڑم **میں** خاندانی منصوبہ بندی آپریشن کرنے والی خواتین میں **ساڑیاں** تقسیم کررہے ہیں -

بائیں جانب نیچے :- مسٹر موہن لال سکھاڈیا نے ۱۵ - اپریل **کو** نیلور میں ینوکوسندرا راسی ریڈی میونسپل ہائی اسکول کا **افتتاح** کیا -

دائیں جانب اوپر :- مسٹر بی - پی - موریا مرکزی وزیر مملکت **برائے** صنعت و سیول سپلائیز ۲۵ - اپریل کو نیلور ٹاؤن ہال میں **ڈاکٹر** امبیڈکر کی ۸۵ ویں یوم پیدائش کے موقعہ پر جلسہ عام **خطاب** کررہے ہیں -

نیچے :- یو - آئی - جی گیسٹ ہاؤز نیلور میں ۱۰ - اپریل کو **گورنر** آندھرا پردیش کے دورے کے وقت مجوزہ سومسیلا **پراجکٹ** کا ماڈل رکھا گیا -
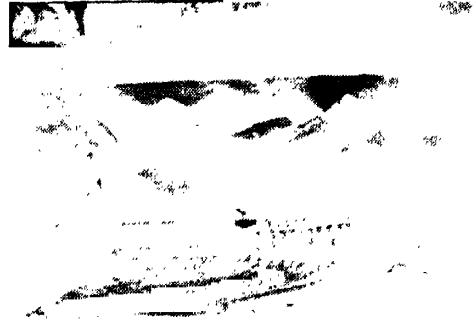
غزل

شب ہجر ہے میں ہوں اور بیکسی ہے
بلاؤں کے آغوش میں زندگی ہے

حکایت غم دل کی یہ سر سری ہے
نہ اسلم شب ہجر روتے کٹی ہے

میں پہچانتا ہوں یہی وہ گلی ہے
جہاں بارہا زندگی لٹ چکی ہے

شب ہجر میں دل کو بہلا رہی ہے
تمہاری تمنا بڑے کام کی ہے

کئی بار ساقی کے ہاتھوں سے پی ہے
ابھی تک مگر شکوۂ تشنگی ہے

یہ اڑتے نہیں ہیں ہواؤں میں تنکے
قفس میں صبا آشیاں لا رہی ہے

تمہاری نگاہ تغافل کے قرباں
رہین الم اپنی ہر اک خوشی ہے

اسی کے سہارے میں اب جی رہا ہوں
وہ دل میں جو دھندلی سی اک روشنی ہے

ہے جلووں کے جھرمٹ میں حسن مجسم
جوانی بڑے چین سے سو رہی ہے

تہہ تیغ جو گیت گائے وطن کا
حقیقت میں اسلم وہی آدمی ہے

* * * *

غزل

شب فراق بصد انتظار گذری ہے
تڑپ تڑپ کے مری جان زار گذری ہے

وہ ہر گھڑی جو مرے دلپہ بار گذری ہے
شب فراق کی آئینہ دار گذری ہے

جو کچھ بھی زندگی مستعار گذری ہے
رہین منت پروردگار گذری ہے

خوشی کا ذکر ہی کیا ؟ اشکبار گذری ہے
فسردہ زیست بہت سوگوار گذری ہے

کبھی جو لے کے صبا بوئے یار گذری ہے
خزاں رسیدہ چمن میں بہار گذری ہے

ہزار وعدۂ فردا کا اعتبار نہیں
تسلیوں میں بصد اعتبار گذری ہے

وہ مسکرا کے سوئے گلستاں گئے شاید
بہار آج برنگ بہار گذری ہے

لہر لہر میں فضاؤں کی سانپ لہرائے
کبھی جو چھو کے صبا زلف یار گذری ہے

خزاں رسیدہ گلوں کے فراق میں شائد
چمن سے ہو کے صبا بیقرار گذری ہے

جودن کو کانٹوں پہ گذری تورات آنکھوں میں
ترے خیال میں یوں بیقرار گذری ہے

غم فراق غم یار اور غم دوراں
انہی غموں میں مری جان زار گذری ہے

وہ روز وعدۂ فردا ارے معاذ اللہ
عجیب کشمکش انتظار گذری ہے

جفا شعار ، جفا جو ، ارے جفا پرور
وفا پرست کی باحال زار گذری ہے

کسی نے ایک نظر مسکرا کے دیکھا تھا
وہی بس ایک نظر دل کے پار گذری ہے

وہ زندگی نہیں نصرت کی زندگی ہرگز
ترے بغیر جو جان بہار گذری ہے

* * * * *

کاشف لکھنوی

غزل

میرا وجود بھی یونہی ہے اس جہاں کے لئے
کہ جیسے قطرہ ہو اک بحر بیکراں کے لئے

یہ شعلے پھول کے سانچوں میں ڈھل کے برسیں گے
خزاں کے بعد بہاریں ہیں گلستاں کے لئے

حیات نام محبت ہے موت نام فراق
یہ لفظ وقف ہیں بس میری داستاں کے لئے

وہ راہرو تھا جنہیں ناز تیز گامی پر
ترس رہے ہیں میری گرد کارواں کے لئے

وہ دن گزر گئے کوئی شریک راہ تھا جب
نفس نفس تھی دعا عمر جاوداں کے لئے

ازل سے کتنی ہی گرہیں صحیفوں نے کھولیں
حقیقت اسکی مگر راز ہے جہاں کے لئے

ہر ایک گوشے میں اب بھی ہیں ظلمتیں کاشف
نئے چراغ بھی لاؤ نئے مکاں کے لئے

کلیمہ تسنیم

نہرو

اسے دیکھا تھا :
پھولوں کے جزیروں میں
تمناؤں کی وادی میں
شگوفوں اور کلیوں میں
بہت پہلے اسے دیکھا :
زمانے نے ، نئی تاریخ نے
تہذیب نے ، باب سیاست نے
تدبر اور فراست کے دریچوں سے
فرنگی تیرگی میں صبح کی مشعل اٹھائے
اجالا بانٹتے ، تاریخ کو آئینہ دکھلاتے
سویرے کی بشارت
روشنی کی مسکراتی خوبصورت سی علامت
کون— ! نہرو

گلاب کی بازیافت

ترائیلے -

وہ روشنی کا تسلسل ، وہ بوئے پیراہن
اسی کی قامت رعنا کا ایک عکس جمیل
مہک رہا ہے تمنا کی وادیوں میں چمن
وہ روشنی کا تسلسل ، وہ بوئے پیراہن
دیار گنگ و جمن ہو کہ سر زمین دکن
تمام بوئے گل تر تمام نقش جمیل
وہ روشنی کا تسلسل ، وہ بوئے پیراہن
اسی کی قامت رعنا کا ایک عکس جمیل

دعائیہ

نئی فصلیں تمنا کی
بہار ایسے مناظر
روشنی ، خوشبو

سفر

جرأت ، مہ ومہتاب رقصاں
ہم قدم دانش کی کرنیں
قلم کی فکر کی ، محنت کی جے ہو
علم ، پیہم عمل ، یقین جم جم
مرا ہندوستاں
زینہ بہ زینہ ارتقاء کی رہگزر پر گامزن ہے

PRINTED BY THE DIRECTOR OF PRINTING, GOVT. OF ANDHRA PRADESH, AT GOVT. CENTRAL PRESS, HYDERABAD
PUBLISHED BY THE DIRECTOR OF INFORMATION & PUBLIC RELATIONS ANDHRA PRADESH, HYDERABAD.

Regd. No. H./HD-76.

آندھرا پردیش

جولائی ۱۹۷۶

آندھرا پردیش بہ یک نظر

* آبادی	۴۳۵,۰۳ لاکھ
* اقوام درج فہرست کی آبادی	۵۷,۷۵ لاکھ
* رقبہ	۲,۷۶,۷۵۴ مربع کیلو میٹر
* اضلاع	۲۱
* تعلقہ جات	۱۹۵
* قصبات اور شہر	۲۲۴
* آباد گاؤں	۲۷,۲۲۱
* پنچائتیں	۱۵,۹۲۰
* پنچائت سمیتیاں	۳۲۴
* ارکان پارلیمنٹ	۵۹
* لیجسلیٹیو اسمبلی کے ارکان بشمول ایک نامزد کردہ رکن	۲۸۸
* لیجسلیٹیو کونسل کے ارکان	۹۰
* یونیورسٹیاں	۵
* پڑھے لکھے لوگ	۱,۰۶,۹۰ لاکھ

آندھرا پردیش

ترتیب

	صفحہ

ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ

حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا۔

ایڈیٹر انچیف

شریمتی راجیم سہنا

★

جولائی ۱۹۷۶

آشاڈ ۔ شراون

شاکھا ۱۸۹۸

جلد نمبر ۱۹

شمارہ ۹

★

سرورق کا پہلا صفحہ :۔

۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کے تحت آندھرا پردیش ترقی کی راہ پر گامزن ہے ۔

سرورق کا چوتھا صفحہ

ململانی ذخیرہ آب کی تعمیر

★

آندھرا پردیش (اردو) ماہنامہ

زر سالانہ چھ روپیے۔فی پرچہ ۵۰ پیسے

وی پی بھیجنے کا قاعدہ نہیں ۔

چندہ منی آرڈر کے ذریعے روانہ کیا جائے ۔

دامودرم سنجیویا میموریل ہال گنڈہ حیدرآباد کو بتاریخ ۷ - مئی شری وائی - بی - چاوان نے اپنے ہاتھوں قوم کے لئے وقف کیا - شری جے - وینگل راؤ چیف منسٹر، شری جی - راجہ رام وزیر برقی شری کے - کے - شاہ گورنر ٹامل ناڈو کو تصویر میں یادگار پر پھول چڑھاتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے -

شری بالا گووند شرما مرکزی نائب وزیر لیبر نے آبادی اور تعلیم پر ۲ - مئی کو جوبلی ہال حیدرآباد میں ایک سمینار کا افتتاح کیا - شری ٹی - انجیا وزیر لیبر نے جلسے کی صدارت کی - یہ سمینار آرگنائزڈسیکٹر (جنوبی سلائیں) کے لیے منعقد کیا گیا -

خبریں تصویروں میں

شری جے - وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے ۱۹ - مئی کو جوبلی ہال حیدرآباد میں اینیمل ہزبینڈری اور ڈیری افیسروں کی کانفرنس کا افتتاح کیا - شری یس وینکٹ رام ریڈی وزیر دیہی ترقیات و افزائش مویشیاں نے صدارت کی - تصویر میں شری کے - وی - کیشولو وزیر ہینڈلوم بھی دیکھے جاسکتے ہیں -

شری موہن لال سکھاڈیا گورنر آندھرا پردیش نے ۱۱ - مئی کو جوبلی ہال حیدرآباد میں ٹیکٹروں کی کانفرنس کا افتتاح کیا - شری جے - وینگل راؤ چیف منسٹر اور شری بی - نرسا ریڈی وزیر مال بھی تصویر میں دکھائی دے رہے ہیں -
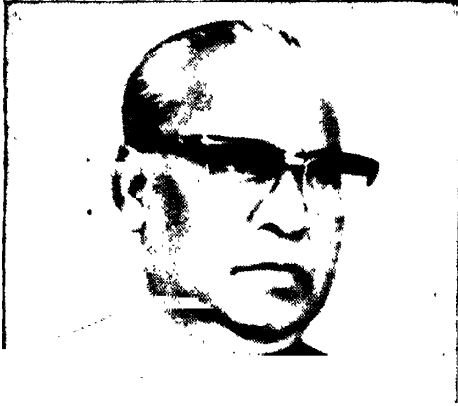
ہمارے نئے گورنر

— شری آر۔ ڈی۔ بھنڈارے

شری آر۔ ڈی بھنڈارے ولد ڈھونڈیبا عربا بھنڈارے ۱۵ - جولائی ۱۹۱۶ع کو پیدا ہوئے انہوں نے ایلفنسٹون کالج، گورنمنٹ لا کالج، اور خالصہ کالج بمبئی میں تعلیم حاصل کی۔ وہ ایڈوکیٹ اور قانون کے پروفیسر بھی رہ چکے ہیں۔

شری بھنڈارے ۱۹۴۲ - ۴۵ تک بمبئی میونسپل کامگار سنگھ کے معتمد، ۱۹۵۲ - ۵۴ تک بمبئی ٹکسٹائل ورکرز یونین اور ۱۹۵۸ - ۶۲ تک سوم بائی کامگار یونین کے نائب صدر تھے۔ ۱۹۶۳ - ۶۶ کے دوران شری بھنڈارے نو بھارت مزدور سبھا ... اور ۱۹۴۹ - ۵۲ کے دوران انمپریر ویلیج سرویسز یونین کے صدر تھے۔ موصوف ۱۹۴۸ - ۵۷ تک بمبئی میونسپل کارپوریشن اور ۱۹۵۲ - ۵۶ تک بمبئی یونیورسٹی سنیٹ کے ممبر رہ چکے ہیں۔ وہ ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر ایجوکیشنل اینڈ سوشیل کلچرل سوسائٹی بمبئی کے صدر نشین اور بھارتیہ بدھا مہاسنگھ کے پریسیڈنٹ بھی تھے۔

بدھ مت کے زمانے کے سوشیل اور پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنوں ر بمبئی یونیورسٹی میں انہوں نے ۳ سال تک پی۔ ایچ۔ ڈی کے ئے تحقیق کی۔

,,ہندوستان میں بدھ مت کے پیرووں کے مسائل،، کے عنوان سے شری بھنڈارے نے ایک کتاب شائع کی۔ ''وطندار گاوں کامگار،، اور ''صبح کے کالجوں کی حمایت میں اور ۱۹۶۲ میں بمبئی یونیورسٹی کے فیصلے کے خلاف استدلال،، کے عنوان سے انہوں نے کتابچے شائع کئے۔

شری بھنڈارے نے بمبئی کی سوشیل، کلچرل اور ایجوکیشنل سرگرمیوں میں زبردست حصہ لیا۔ ۱۹۵۷ سے ۱۹۶۲ تک وہ بمبئی لیجسلیٹیو اسمبلی کے ممبر تھے۔ ۱۹۶۰ سے ۱۹۶۲ تک انہوں نے مہاراشٹرا لیجسلیٹیو اسمبلی میں قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے کام لیا۔ وہ ریپبلکن پارٹی آف انڈیا کے بانیوں میں ہیں اور ۱۹۶۴ سے ۱۹۶۶ تک اس پارٹی کے صدر رہ چکے ہیں۔

شری بھنڈارے مہاراشٹرا روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن ایگزیکٹیو کونسل بنارس ہندو یونیورسٹی۔ اور کورٹ آف جواہرلال نہرو یونیورسٹی کے ممبر رہ چکے ہیں۔ موصوف چوتھی اور پانچویں لوک سبھا کے ممبر بھی چنے گئے۔

شری بھنڈارے لوک سبھا کی پریویلیجس کمیٹی، ایڈوکیٹس بل کی سلکٹ کمیٹی، اور قانون چھوت چھات کی

سلکٹ کمیٹی (۱۹۵۵) کے صدر نشین بھی رہ چکے ہیں - وہ کوٹھاری کمیشن کی رپورٹ کا جائزہ لینے اور ہندوستان کی نئی تعلیمی پالیسی مدون کرنے کی غرض سے مقرر کردہ ارکان پارلیمان کی کمیٹی کے ممبر تھے -

شری بھنڈارے کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے ۲۲ ویں اجلاس میں شرکت کرنے والے وفد کے سینیئر کی حیثیت سے مقرر کیا گیا تھا -

۱۹۶۹ میں ویانا میں آئی - پی - یو کونسل کانفرنس کے منعقدہ اجلاس میں شری بھنڈارے ہندوستانی وفد کے ارکان میں شامل کئے گئے -

شری بھنڈارے امریکہ ، انگلستان، اٹلی ، یونائٹڈ عرب ری پبلک ، - پولینڈ، اسکنڈینیوین ممالک ، جرمنی ، فرانس وغیرہ کا دورہ کر چکے ہیں -

انہیں والی بال ، فٹ بال اور ہندوستانی کھیلوں سے دلچسپی ہے - لکھنا ، مطالعہ کرنا اور اسپورٹس انکے خصوصی مشاغل ہیں سیاسیات ، معاشیات اور مذہب سے انہیں خاص دلچسپی ہے -

۴ - فروری ۱۹۷۳ کو وہ بہار کے گورنر مقرر کئے گئے -

شری بھنڈارے کی شادی ۱۹۳۹ میں شریمتی شکنتلا بائی سے ہوئی - انکے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے -

* * * * * *

۱۶ - جون ۱۹۷۶ع کو شری آر - ڈی بھنڈارے بحیثیت گورنر ، رسم حلف برداری کے موقع پر لی گئی تصویر -

سرکاری ملازمین کے لئے
بیمہ اسکیم

مسٹر پی ۔ رنگاریڈی وزیر فینانس

حیدرآباد اسٹیٹ لائف انشورنس فنڈ کا آغاز سنہ ۱۹۱۳ع میں ایسے سرکاری ملازمین کے افراد خاندان کی پریشانیوں کے ازالے کے لئے کیا گیا جو دوران ملازمت انتقال کرجاتے تھے ۔ اسطرح محکمہ کی جانب سے پیش کی ہوئی ''انڈومنٹ،، پالیسی کی بدولت نہ صرف انکے افراد خاندان کا تحفظ ہوتا تھا بلکہ یہ پالیسی انکے بڑھاپے میں کام آنیوالی رقمی بچت کا ایک ذریعہ بھی بنتی تھی ۔

یہ فنڈ انتہائی چھوٹے پیمانے پر شروع کیا گیا تھا جس کے چندہ دھندوں کی تعداد بہت مختصر تھی ۔ لیکن آج اس فنڈ کے تقریباً ۹۲ ہزار پالیسی ہولڈرس ہیں ۔ ۱۹۵۸ع میں اس اسکیم کو پوری ریاست آندھرا پردیش کے لئے لاگو کردیا گیا ہے ۔ یہ ایک لازمی اسکیم ہے اور تمام سرکاری ملازمین کے لئے ضروری ہے کہ وہ سرکاری انشورنس کے محکمہ کے تحت اپنی زندگی کا بیمہ کروائیں ۔ اس فنڈ میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا ہے ۔ اور فی الوقت فنڈ کی رقم ۶,۵۰ کروڑ روپئے ہے ۔

یہ محکمہ جسکا نام ۱۹۷۴ میں تبدیل کرکے نظامت بیمہ رکھدیا گیا بالکلیہ طور پر سرکاری ملازمین کے فائدے کے لئے کام کرتا ہے ۔ چنانچہ سرکاری ملازمین کے مفاد کے تحفظ کے لئے اس اسکیم میں چند خصوصی امور کو شامل کیا گیا ہے، جو حسب ذیل ہیں جب تک ملازم حکومت آندھرا پردیش کے تحت بر سر خدمت ہے ماہانہ قسط کی عدم ادائی کی صورت میں بھی پالیسی سوخت نہیں ہوگی ۔ پالیسی کو کسی بھی قانونی عدالت کی قرقی سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے ۔ پالیسی کسی فریق ثالث کے نام منتقل نہیں کی جاسکتی ۔ بیوی ، شوہر اور بچوں کے سوا کسی اور کو نامزد کرنے کی اجازت نہیں ہے ۔ اقساط بیمہ چندہ دھندوں کی ماہانہ تنخواہوں سے وضع کرلی جاتی ہیں ۔ اور پالیسی کی رقم میں سے کسی قسم کے سرکاری بقایا جات کی وضعات عمل میں نہیں لائی جاتی ہے ۔ اقساط بیمہ کی جدید شرحیں جو اپریل ۱۹۶۱ع سے شروع کی گئی ہیں پرکشش اور قلیل رقمی ہیں ۔ اور لائف انشورنس کارپوریشن آف انڈیا کی شرح اقساط کی افادیت کے مقابلہ میں کسی طرح کم نہیں ہیں ۔

یہ محکمہ نیم تجارتی خطوط پرکام کرتا ہے ۔ اور ایسی تمام خدمات انجام دیتا ہے جو عام طور پر دوسری بیمہ کمپنیاں انجام دیتی ہیں پالیسیوں پرقرضے فراہم کئے جاتے ہیں ۔ پالیسی کی رقم کی ادائی تیزی کے ساتھ کی جاتی ہے ۔ اور اس سلسلہ میں آسان طریقہ کار پر عمل کیا جاتا ہے ۔

ملازمین کی فلاح و بہبود اور انکی صیانت کے لئے حکومت نے اکتوبر ۱۹۷۴ع میں فیملی بینفٹ فنڈ اسکیم کے نام سے ایک اسکیم کا آغاز کیا ہے جو بلا وقفہ دو سالہ مدت ملازمت مکمل کر لینے والے ملازمین کے حسب ذیل زمروں پر محیط ہے ۔

14-2

حکومت آندھرا پردیش کے تمام ملازمین ـ مجالس مقامی کے ملازمین ـ (ورک چارجڈ اور کنٹنجنٹ عملے کے سوا) بشمول عارضی ملازمین، بیرونی خدمات پر متعین افراد اور آندھرا پردیش کیڈر سے تعلق رکھنے والے کل‌ھند خدمات کے عہدہ دار ـ

ملازمین درجہ چہارم کے سوا اس اسکیم کے تحت آنے والے تمام ملازمین کو ماہانہ ۱۰ روپیہ کے حساب سے اقساط دینی ہونگی جبکہ درجہ چہارم کے ملازمین کے لئے یہ اقساط ماہانہ ۵ روپئے ہیں ـ زاید از ایک ماہ رخصت غیرمعمولی کے زمانے کو چھوڑ کر یہ اقساط ملازمین کو اپنی پوری مدت ملازمت کے دوران ادا کرنی ہونگی ـ

درجہ چہارم کے ملازمین کے سوا اگر کوئی ملازم دوران خدمت انتقال کرجائے تو اسکے نامزد کردہ کسی فرد کو ۱۰ ہزار روپئے دئے جائیں گے اور ملازمین درجہ چہارم کے معاملے میں یہ رقم ۵۰۰۰ روپیہ ہوگی ـ وظیفہ پر علحدگی کی صورت میں ادا شدہ اقساط کی رقم معہ سود ادا کی جائیگی ـ

حال ہی میں نظامت بیمہ کے حسب ذیل علاقہ واری دفاتر قائم کئے گئے ہیں ـ

ورنگل :

اس علاقائی دفتر کے تحت اضلا ع عادل آباد ، ورنگل کریمنگر اور کھمم ہیں ـ

کرنول :

اس علاقائی دفتر کے تحت اضلا ع پرکاشم ، نیلور ، کرنول ، کڑپہ ، اننت پور ، چتور اورگنٹور ہیں ـ

وجے واڑہ :

اس علاقائی دفتر کے تحت سریکاکلم ، وساکھا پٹنم ، مشرق گوداوری ، مغربی گوداوری اور کرشنا کے اضلا ع ہیں ـ

حیدرآباد :

اس علاقائی دفتر کے تحت دونوں شہر اور اضلا ع حیدرآباد میدک ، نلگنڈہ ، محبوب نگر ، اور نظام آباد آتے ہیں ـ

ان دفاتر کے قیام سے پالیسی ہولڈرس کی بہتر خدمت ہو سکیگی او محکمے کی اسکیمات کو زیادہ موثر طور پر روبہ عمل لایا جاسکے گا ـ

محکمے کے روزمرہ کے کارو بار کو بہتر طور پر انجام دینے کے لئے زبردست کوششیں کی جارہی ہیں ـ حسابات وغیرہ کے لئے جدید طرز کی مشینوں سے کام لیا جاتا ہے ـ تا کہ پالیسی ہولڈرس کی بہتر سے بہتر خدمت انجام دی جاسکے ـ

* * * *

بلراج مہتہ (انڈین ایکسپریس)

بڑے صنعت کاروں کے مسائل

پچھلے دنوں نئی دلی میں صنعت و تجارت کی فیڈریشن کا سالانہ اجلاس ہوا - اس اجلاس سے صدر جمہوریہ ہند جناب فخرالدین علی احمد اور وزیر صنعت مسٹر ٹی - اے پائی نے بھی خطاب کیا - اس سے پہلے فیڈریشن کے سالانہ جلسوں میں صنعت کاروں اور تاجروں کی طرف سے حکومت کی اقتصادی پالیسی پر ہمیشہ سخت تنقید کی جاتی اور خدشہ ظاہر کیا جاتا کہ اگر یہی پالیسی رہی تو پرائیویٹ سیکٹر کی موت یقینی ہے - مگر اس سال کے اجلاس میں ماحول بالکل مختلف تھا - اسکی وجہ یہ ہے کہ اس برس ۷۷-۱۹۷۶ع کے بجٹ اور درآمدی پالیسی میں صنعتکاروں اور تاجروں کو بہت سی رعایات دی گئی ہیں - نئی پالیسی کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ پیداوار بڑھے، روزگار کے وسائل وسیع ہوں اور صنعتی ترقی کی رفتار تیز ہو - یہی وجہ ہے کہ صنعتکاروں اور تاجروں کی فیڈریشن کے حالیہ اجلاس میں حکومت کی پالیسی کو بہت حد تک سراھا گیا ہے -

مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ حکومت اور بڑے صنعتکاروں کے درمیان تمام اختلافات ختم ہو گئے ہیں - نئی دلی کے اجلاس میں بھی اختلافات کا کھل کر اظہار کیا گیا اور جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے کہ مطالبات کی ایک طویل فہرست پیش کی گئی - صنعتکاروں کا کہنا یہ ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کے لئے جو کچھ حکومت کر رہی ہے وہ کافی نہیں ہے ، بہت سی صنعتیں مندے کا شکار ہیں اسلئے انہیں اور زیادہ سہولتیں ملنی چاھئیں - بینکوں سے قرضہ لینے کی سہولتوں میں اضافہ ہونا چاھئے ، تاکہ اس برس صنعت اور تجارت کیلئے مزید ۱۶ ارب کے قرضے حاصل کئے جاسکیں اور غیر ملکی سرمائے کو ملک میں آنے کی کھلی اجازت ہونی چاھیئے -

دوسری طرف حکومت کا کہنا ہے کہ صنعتکاروں کے مطالبات ایک حد سے زیادہ نہیں بڑھنے چاھئیں - ہمارے پاس بڑے محدود مالی وسائل ہیں اور ہمیں دوسرے شعبوں اور خاص طور پر زراعت کی ترقی کی طرف بھی توجہ دینی ہے - اسلئے یہ دانشمندی نہیں کہ اتنا سرمایہ پرائیویٹ سیکٹر میں صنعت و تجارت کے لئے وقف کردیا جائے -

واقعہ یہ ہے کہ ہمارے بڑے صنعتکار ایک ایسی مارکٹ میں اپنی اشیاء فروخت کرنے کے عادی ہو چکے ہیں جہاں غیر ملکی اشیاء سے انہیں کوئی مقابلہ نہیں کرنا پڑتا - علاوہ اسکے وہ بینکوں سے بہت ھی آسان شرطوں پر سرمایہ حاصل کرتے رہے ہیں - ان حالات کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان صنعتکاروں کو بہت تھوڑی سی کوشش سے بہت زیادہ منافع حاصل ہوا - اسکے علاوہ انہوں نے قومی ضروریات کی بجائے اپنے منافع پر زیادہ نظر رکھی اور وھی چیزیں تیار کرتے رہے جو جلدی بک جائیں اور زیادہ نفع دیں - یہی وجہ ہے کہ بڑے صنعتکار زیادہ تر اوپر کے طبقے کی ضروریات ھی پوری کرتے رہے - نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ گذشتہ چند برسوں کی مہنگائی کے بعد اب موٹرکار اور ریفریجریٹر جیسی اشیا کی مانگ اسقدر نہیں رہی جو پہلے تھی ، اسلئے انکی فیکٹریاں اب اپنی صلاحیت کے مطابق پیداوار نہیں کر رہی ہیں - حکومت بڑے صنعتکاروں کا مسئلہ سمجھتی ہے مگر ہمارے پاس جو مالی وسائل ہیں انہیں صرف ان ھی صنعتوں کے لئے وقف نہیں کیا جاسکتا - حکومت کو دوسرے شعبوں کی طرف بھی توجہ دینی ہے اور سماجی انصاف کے تقاضے بھی پورے کرنے ہیں - جسقدر سہولتیں بڑے صنعتکاروں کو دی جاسکتی تھیں ، دی جا چکی ہیں - اب یہ ان صنعتکاروں کا کام ہے کہ جو کچھ بھی انہیں دیا گیا ہے اس سے وہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں ، جیسا کہ صدر جمہوریہ ہند نے فیڈریشن کے اجلاس میں کہا کہ تاجروں اور صنعتکاروں کو سرمائے کے معاملے میں دوسرے اداروں پر تکیہ کرنے کی بجائے اپنے وسائل پر بھروسہ کرنے کی عادت ڈالنی چاھئے - حقیقت یہ ہے کہ اسی طریقہ سے وہ ترقی کی رفتار تیز کرسکتے ہیں -

* * * * *

بھارت اور دنیا

بھارت کی خارجہ پالیسی کی روپ ریکھا اسکی پرانی تاریخ اور ایشیا اور دنیا میں اسکی اہم جغرافیائی پوزیشن کا نتیجہ ہے - یہ پالیسی گٹ بندی سے الگ رہنے ، امن اور سب کے لئے دوستی کے اصولوں پر مبنی ہے - تاریخی نقطہ نظر سے یہ پالیسی مہاتما گاندھی اور جواہرلال نہرو ایسی عظیم شخصیتوں کی تعلیمات اور فلسفے کی بنیادوں پر وجود میں آئی -

بھارت کے پہلے پردھان منتری اور وزیر امور خارجہ کی حیثیت سے شری جواہرلال نہرو نے خارجہ پالیسی کو ایک خاص سمت دی - پچھلے دس سالوں میں شریمتی اندرا گاندھی کی رہنمائی میں بھارت نے ان بنیادی اصولوں پر قائم رہنے اور ساتھ ھی بدلتی ہوئی حالت کے مطابق عمل کرسکنے کی صلاحیت کا ثبوت دیا ہے - اس پالیسی کی کچھ خاص باتیں ابھر کر سامنے آئی ھیں جن کا دنیا کے نازک معاملوں اور بڑے ملکوں کے ساتھ تعلق پر اثر پڑا ہے -

اس دس سال کے عرصے میں بھارت نے نہ صرف عالمی امن کے استحکام کے لئے کام کیا بلکہ ایشیا اور افریقہ میں ایسے حالات پیدا کرنے کی کوشش بھی کی جس سے ان میں اقتصادی ترقی ھو سکے اور سب ملکوں میں بین الاقوامی تعاون کو فروغ ملے - سب سے اہم بات یہ ہے کہ بھارت نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ دنیا کے غیر صنعتی ترقی پذیر ملک اس دوسرے صنعتی انقلاب سے فائدہ اٹھانے سے چوک نہ جائیں جس میں سے دنیا اس وقت گذر رہی ہے اور انہیں اپنی اپنی تکنیکی ترقی کا خواہ وہ کتنی ھی محدود ھو پورا فائدہ اٹھانے کا موقع مل سکے -

پڑوسی :

بھارت کو ایشیا میں اہم جغرافیائی پوزیشن حاصل ہے اور اس نے اپنے پڑوسی ملکوں افغانستان، نیپال، بھوٹان، سری لنکا اور برما وغیرہ سے گہرے اور دوستانہ تعلقات قائم کئے ھیں اور اس مقصد کے لئے رہنماؤں نے ایک دوسرے کے ملکوں کا دورہ کیا - باھمی مفاد کے امور پر بات چیت کی اور گفت و شنید کے ذریعے مسائل کو حل کیا - باھمی مفاد کے اصول کی بنیاد پر افغانستان اور نیپال کے ساتھ گہرے معاشی اور کلچرل تعلقات پیدا کئے گئے ھیں - مارچ ۱۹٦۷ع میں برما کے ساتھ حدوں کے بارے میں سمجھوتہ کیا گیا اور جون ۱۹۷۴ع میں سری لنکا کے ساتھ ” پک آبنائے ،، کے پانی کی تقسیم کے بارے میں ایک سمجھوتہ ھوا جس سے ”کچاتیو ،، کا مسئلہ بھی پر امن ڈھنگ سے سلجھا لیا گیا ، یہ دونوں سمجھوتے پڑوسیوں کے ساتھ باھمی بات چیت کے ذریعے مسائل کو حل کرنے کی پالیسی کی کامیابی کا ثبوت ھیں -

بر صغیر :

جہاں تک ھمارے سب سے نزدیکی پڑوسی پاکستان کے ساتھ ھمارے تعلقات کا سوال ہے اس دس سال کے شروع میں حالت کافی اچھی تھی - اس وقت تاشقند کا جو اعلان ھوا اس سے دونوں ملکوں کے مسئلوں کو اچھی طرح سمجھنے کا راستہ کھلا تھا - اگر اسے اچھی طرح عمل میں لایا جاتا تو اس سے مستقبل میں بھائی چارے اور امن کی امید ھو سکتی تھی - جہاں تک بھارت کا تعلق ہے وہ ھمیشہ کی طرح پاکستان کے ساتھ گہرے اور بہت اچھے تعلقات قائم کرنا چاھتا تھا - لیکن پاکستان کے رویے میں اتار چڑھاؤ سے بعد میں آھستہ آھستہ کچھ ایسے حالات پیدا ھوئے جن کا نتیجہ بدقسمتی سے دسمبر ۱۹۷۱ع کی فوجی ٹکر کی صورت میں رونما ھوا اور اسکے بعد پاکستانی فوجوں نے بنا شرط کے ھتیار ڈال دئے اور بھارتی فوجوں کو قابل فخر جیت حاصل ھوئی - اس فوجی کامیابی نے بھی بھارت کو اپنے امن کے مقصد سے ادھر ادھر نہیں ھونے دیا اور اس نے مشرقی پاکستان میں اپنی فتح کے بعد مغربی محاذ پر خود ھی جنگ بندی کا اعلان کرکے ان علاقوں سے فوجیں ھٹانے پر اظہار رضامندی کیا جن پر ۱۹۷۱ع کی لڑائی میں اس نے قبضہ کیا تھا - جولائی ۱۹۷۲ میں شملہ سمجھوتے پر دستخط اس بات کا ایک اور ثبوت تھا کہ بھارت امن کے مقصد پر قائم تھا اور اس سے دونوں ملکوں کے درمیان حالات کو معمول پر لانے میں کافی ترقی ھوئی - حالانکہ یہ کام بہت آسان نہیں تھا لیکن بھارت کے صبر اور اسکی کوششوں سے کئی شعبوں میں سمجھوتے ھوئے - اپریل ۱۹۷۴ع میں دونوں ملکوں نے ۱۹۷۱ع کی جنگ سے پہلے ایک دوسرے ملک کے قیدی بنا کر رکھے ھوئے سبھی شہریوں کو واپس بھیج دینا منظور کیا - ستمبر ۱۹۷۴ع میں ڈاک اور ٹیلی کمیونیکیشن کے تعلقات بحال کرنے کا سمجھوتہ ھوا اس کے بعد دسمبر ۱۹۷۴ع میں ایک تجارتی سمجھوتہ اور جنوری ۱۹۷۵ع میں ایک جہازرانی سمجھوتہ ھوا -

نئے آزاد ہونے والے بنگلہ دیش کے لئے بھی بھارت کے رویئے میں دوستی اور باہمی مفاد کا یہی جذبہ کام کر رہا تھا بنگلہ دیش کے ساتھ گہرے سیاسی اور اقتصادی تعلقات قائم کئے گئے - مارچ ۱۹۷۲ع میں اس وقت کی ڈھاکہ سرکار کے ساتھ امن ، دوستی اور تعاون کے ایک ۲۰ سالہ عہدنامہ پر دستخط کئے گئے - بنگلہ دیش میں حال ہی کے واقعات کے بعد بدلے ہوئے حالات میں بھی نئی سرکار کے نمائندوں کے ساتھ فوراً بات چیت شروع کی گئی - اس بات چیت کے نتیجے میں بھارت اور بنگلہ دیش نے پھر سے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ دونوں کے بیچ دوستی اور تعاون کے جذبہ کو اور زیادہ مضبوط کیاجائیگا اور ڈھاکہ کی سرکار اکثریتی فرقہ کے ساتھ اقلیتی فرقے کی برابری کے حق کا بھی احترام کرے گی -

ایشیائی تعلقات :

بھارت نے مساوات اور باہمی مفاد کی بنا پر جنوب مشرق ایشیا اور مغربی ایشیا کے ملکوں کے ساتھ دوستی اور تعاون کا ہاتھ بڑھایا - اس نے '' ایسین ،، میں شامل ملکوں کے درمیان علاقائی تعاون کو خوش‌آمدید کہا اور جنوب مشرق ایشیا کو امن ، آزادی اور غیر جانبداری کے ایک علاقے کی صورت میں وجود میں لانے کی انکی تمناؤں کی حمایت کی - انڈو نیشیا کے ساتھ بھارت کے تعلقات کی ایک خاص بات یہ تھی کہ دونوں کے درمیان اگست ۱۹۷۴ع میں بر اعظم میں سمندری حد سے متعلق ایک سمجھوتہ ہوا - انڈو چائنا کے بارے میں بھارت نے ہمیشہ اس خیال کی تائید کی کہ اس مسئلے کا کوئی فوجی حل نہیں ہوسکتا تھا اور کہ وہاں کے لوگوں کو کسی بیرونی مداخلت کے بنا اپنے مسائل کا حل تلاش کرنے دیا جائے اور ان ریاستوں کی آزادی ، خود مختاری اور علاقائی سلامتی کو تسلیم کیا جائے - ویت نام اور کمبوڈیا میں قوم پرست طاقتوں کی کامیابی سے یہ بات ٹھیک ثابت ہوئی کہ اس بارے میں بھارت کا رویہ درست تھا - جاپان کے ساتھ بھارت کے تعلقات ، تکنیکی ترقی اور معاشی معاملات میں ایک دوسرے سے تعاون کرنے کے جذبے پر قائم ہوئے اور جنگ کے بعد جاپان نے جو قابل ذکر ترقی کی ہے اسے بھی سراہا گیا -

مغربی ایشیا میں بھارت نے عربوں اور اسرائیل کے جھگڑے میں ہمیشہ عربوں کے کاز کی حمایت کی اور ہمیشہ یہی کہا کہ مغربی ایشیا کے مسئلہ کا تب تک کوئی پائیدار حل نہیں ہوسکتا جب تک کہ فلسطینی لوگوں کو ان کے جائز سیاسی حقوق نہیں مل جاتے اور اسرائیل ان سبھی عرب علاقوں کو خالی نہیں کردیتا جو اس کے غیر قانونی قبضے میں ہیں -

پٹرول کی قیمتوں میں اضافے سے ' انرجی ' کی سپلائی کے بارے میں جو سنکٹ پیدا ہوا اس کے پیش نظر عرب ملکوں کے ساتھ اقتصادی تعلقات کی اہمیت پر زور دیا گیا - بھارت نے باہمی اقتصادی تعاون کی اسکیمیں تیار کیں تاکہ تیل پیدا کرنے والے ملکوں کو انکی صنعتی ترقی میں امداد کے عوض میں بھارت ان سے اپنی ضرورتوں کے لئے برابر تیل حاصل کر سکے - اس سلسلے میں نئی دہلی میں تازہ ترین معاہدہ دسمبر ۱۹۷۵ع کے شروع میں بھارت اور کویت کے درمیان ہوا - اس کے تحت کویت نے بھارت کو طویل عرصے کے لئے پٹرولیم سے تیار شدہ اشیا کی سپلائی کے لئے بات چیت کرنا منظور کیا ہے - اپنی طرف سے بھارت نے ٹیکنالوجی ، ڈیزائن او انجینیرنگ کی صلاحیت اور تربیت یافتہ عملے کے ذریعہ ترقیاتی پروگراموں میں کویت کی مدد کرنےکی پیش کش کی ہے -

غیرعرب ملکوں میں بھارت نےایران کےساتھ گہرا اقتصادی تعاون قائم کیا ہے - ۱۹۶۸ع میں بھارت اور ایران کا ایک مشترکہ کمیشن قائم کیا گیا - جس کا مدعا دونوں کے درمیان اقتصادی ، تجارتی اور تکنیکی تعاون قائم کرنا تھا - ۱۹۷۴ع میں عراق کے ساتھ بھی اس طرح کا ایک کمیشن قائم کیا گیا -

افریقہ :

نسلی امتیاز اور نوآبادیاتی نظریے کے خلاف بھارت کی پالیسی نے اور افریقہ میں اسکی طرف سے آزادی کی تحریکوں کی حمایت نے اسے افریقی ملکوں کے ساتھ گہرے تعلقات قائم کرنے میں مدد دی - کامن ویلتھ کے اور گٹ بندی سے علحدہ رہنے والے گروپوں کے کچھ افریقی ملکوں اور بھارت نے تعلقات کو اور بھی مضبوط کیا - کامن ویلتھ ملکوں کی کانفرنسوں اور گٹ بندی سے الگ رہنےوالے ملکوں کی کانفرنسوں میں منظور کئے گئے ریزولیشنوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بھارت اور افریقی ملکوں کے نظریئے میں بہت سے مسئلوں پر مطابقت پائی جاتی تھی - بالخصوص نسلی امتیاز اور نو آبادیاتی پالیسی کے مسئلوں پر بھارت نے کئی افریقی ملکوں کےساتھ تکنیکی ، اقتصادی اور تجارتی معاہدے بھی کئے ہیں -

پرتگال کی نئی سرکار نے اپنے سمندر پار کے علاقوں موزمبیق ، گنی (بساؤ) اور انگولا کو جو آزادی دی ہے بھارت نے اس کا خیر مقدم کیا ہے- پرتگال کی نئی سرکار کی طرف سے گوا ، دمن دیو اور ناگر حویلی کو بھارت کا حصہ تسلیم کئے جانے سے دونوں ملکوں کے درمیان سفارتی تعلقات قائم ہونےکی راہ ہموار ہوگئی -

گٹ بندیوں سے علحدگی :

دس سال کے اس عرصے میں گٹ بندیوں سے علحدہ رہنے کے اصول کو اور بھی زیادہ وسیع پیمانے پر قبول کیا گیا - اکتوبر

۱۹۶۴ء میں منعقدہ گٹ بندی سے علحدہ رہنے والے ملکوں کی دوسری کانفرنس میں ۴۷ ملک شریک ہوئے اور دس ملکوں نے آبزرور کے طور پر شرکت کی تھی لیکن ۱۹۷۰ء میں لوساکا میں منعقدہ ایسی تیسری کانفرنس میں ۵۴ ملکوں نے اور اس کے علاوہ گیارہ ملکوں نے بطور آبزرور شرکت کی دسمبر ۱۹۷۳ء میں اس سلسلے کی چوتھی " چوٹی کانفرنس ، الجیریا میں ہوئی جس میں پچھتر ملکوں نے اور انکے علاوہ چوبیس نے آبزرور کے طور پر حصہ لیا - ان میں صرف مغربی ایشیا اور جنوب مشرق ایشیا کے ملک ھی شامل نہیں تھے بلکہ افریقہ کیر بین اور لاطینی امریکہ کے ملک بھی شامل تھے ان سب کانفرنسوں میں بھارت نے اس بات پر زور دیا کہ گٹ بندیوں سے الگ رہنے والے ملکوں کو باھمی ایکتا اور تعاون کی طرف قدم اٹھانا چاھئے -

گٹ بندی سے الگ رہنے والی پالیسی سے بڑی طاقتوں کے ساتھ بھی بھارت کے تعلقات کی ترقی ختم نہیں ہوئی - بھارت نے امریکہ اور روس کے باھمی تعلقات میں سدھار کا اور اسکے نتیجے میں بین الاقوامی تناؤ کم ھوجانے کا امن اور حفاظت کی طرف ایک قدم کی صورت میں سواگت کیا -

روس اور مشرقی یورپ :

ایک مضبوط ایشیائی پڑوسی کی شکل میں بھارت نے روس کو ایک ایسا ملک پایا جس میں بھارت کی پالیسیوں ، ضرورتوں اور امنگوں کو همدردی سے سمجھا گیا - بھارت اور روس کے تعلقات کی ایک خاص بات یہ ہے کہ ۱۹۷۱ء میں روس اور بھارت کے درمیان امن ، دوستی اور تعاون کے بارے میں ایک معاھدے پر دستخط کئے گئے - اس معاھدے سے بھارتی بر صغیر میں استحکام اور امن کے قیام میں بڑی مدد ملی - اس سے بھارت کے خلاف کسی حملے یا حملے کے خطرے کی صورت میں روسی مدد کا یقین بھی حاصل ہوا ، حالانکہ اس معاھدے کا مقصد کسی تیسرے ملک کے خلاف نہیں تھا دسمبر ۱۹۷۰ء میں بھارت اور روس کے درمیان ایک پانچ سالہ تجارتی سمجھوتہ ھو جانے سے بھارتی معیشت کے بنیادی شعبوں میں دونوں ملکوں کے بیچ تعاون کا اهتمام کیا گیا - اس کے علاوہ بھارت اور روس کے درمیان ہونے والے بیوپار کی مالیت ۱۹۷۳ء میں ۴۱۲ کروڑ روپیہ سے بڑھ کر ۱۹۷۴ء میں ۵۰۷ کروڑ روپئے ھوگئی - دونوں ملک ۱۹۸۰ء تک باھمی تجارت کو دوگنا کرنے کے بارے میں رضامند ھو گئے ھیں -

روس کے ساتھ گہرے تعلقات کے علاوہ مشرق یورپ کے ملکوں کے ساتھ بھی بھارت کے تعاون میں خاص ترقی ہوئی - یہ تعاون محض بین الاقوامی مسئلوں پر بھارت اور ان ملکوں کے نظریئے میں پائی جانے والی یکسانیت پر ھی مبنی نہیں تھا بلکہ ان ملکوں کے ساتھ بھارت کے گہرے اقتصادی تعلقات قائم ہونے سے اسے اور بھی فروغ ملا - چیکو سلواکیہ کے ساتھ ۱۹۶۶ء میں ، بلغاریہ اور ھنگری کے ساتھ ۱۹۷۳ء میں اور رومانیہ اور جرمن ڈیموکریٹک ری پبلک کے ساتھ ۱۹۷۴ء میں مشترکہ کمیشنوں کے قیام سے یہ بات واضح ہوگئی کہ بھارت ان ملکوں کے ساتھ گہرے تعاون کو بڑھاوا دینے کو کتنی اہمیت دیتا ہے - ان مشترکہ کمیشنوں سے بھارت اور ان دیشوں کے بیچ اقتصادی ، تجارتی ، صنعتی ، سائنسی اور تکنیکی شعبوں میں سرگرمیوں کو تیزتر کرنے اور انمیں تال میل قائم کرنے میں مدد ملی ہے - دسمبر ۱۹۷۵ء میں بھارت اور جرمن ڈیموکریٹک ری پبلک کے درمیان ایک "کنونشن" پر دستخط ہوئے جسکا مقصد دونوں ملکوں کے درمیان قونصل خانوں سے متعلق (سفارتی) تعلقات کو ضابطے میں لانا تھا دوستانہ تعلقات کو مضبوط بنانے کی طرف یہ ایک اور قدم تھا -

امریکہ اور مغربی یورپ :

بھارت یہ نہیں سمجھتا ، جیسا کہ اس نے بار بار کہا ہے کہ روس اور مشرقی یورپ کے ساتھ اسکے اچھے تعلقات ہونے سے امریکہ کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم ہونے میں رکاوٹ پڑے گی - بھارت امریکہ کی طرح آزادی اور جمہوریت کے مشترکہ آدرشوں میں یقین رکھتا ہے - دونوں ملکوں نے یہ محسوس کیا ہے کہ بین الاقوامی شعبے میں بدلتی ہوئی اقتصادی و سیاسی حالت میں باھمی تعاون اور ایک دوسرے پر انحصار رکھنے کی ضرورت ہے - بھارت نے امریکہ کے ساتھ کئی شعبوں میں تعاون کیا اور امریکہ نے بھارت کو اقتصادی مدد دی - اکتوبر ۱۹۷۴ء میں ڈاکٹر کسنجر کی بھارت میں آمد کے دوران کئے گئے ایک سمجھوتے میں باھمی خیر سگالی کے جذبے کی بنیادوں پر دونوں ملکوں میں گہرے تعلقات قائم کرنے کی خواہش ظاہر ہوئی - ڈاکٹر کسنجر کی اس آمد کے نتیجے میں اقتصادی ، تکنیکی اور سائنسی شعبوں میں دونوں ملکوں کے بیچ تعاون کے لئے مشترکہ کمیشن قائم کئے گئے -

۱۹۷۵ء کے شروع میں امریکی سرکار کے ذریعے پاکستان کو اسلحہ کی سپلائی پر دس سال پرانی پابندی کو ھٹائے جانے سے بھارت میں تشویش پیدا ہوئی یہ محسوس کیا گیا کہ اس فیصلے سے بھارتی بر صغیر (سبکانٹینینٹ) میں حالات کو معمول پر لانے میں رکاوٹ پیدا ہوگی پھر بھی بھارت مساوات ، باھمی احترام اور باھمی مفاد کی بنیادوں پر امریکہ کے ساتھ تعاون کرنے کی پالیسی پر برابر عمل کر رہا ہے اس رویئے کے نتیجے میں حال ھی میں بھارت کے وزیر امور خارجہ نے واشنگٹن کا

دورہ کیا اور ایک مشترکہ بزنس کونسل قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ۔ یہ کونسل دونوں ملکوں کے بیچ بیوپار کو بڑھانے امریکہ کو بھارتی برآمدات کو بڑھانے ، تیسرے ملکوں میں مشترکہ صنعتوں کے قیام ، اور اقتصادی ، سماجی ، تعلیمی ، سائنسی اور تکنیکی ترقی کی حوصلہ افزائی کرے گی ۔

امریکہ کے علاوہ بھارت نے مغربی یورپ کے ملکوں کے ساتھ گہرے تعلقات کو بڑھاوا دیا ہے ۔ برطانیہ ، فرانس اور فیڈرل ری پبلک آف جرمنی کے ساتھ سیاسی سطح پر بات چیت کے ذریعے بین الاقوامی معاملوں پر تبادلہ خیال سے ایک دوسرے کو سمجھنے میں مدد ملی ہے ۔ برطانیہ کے ساتھ مفاہمت پیدا کرنے میں اس بات سے زیادہ آسانی ہوئی کہ دونوں کامن ویلتھ کے ممبر ہیں ۔ مغربی یورپی ملکوں نے بھارت کو اقتصادی ترقی کے لئے مدد دی ہے ۔

جہاں تک چین کا تعلق ہے ، جو بھارت کا ایک اہم پڑوسی ہے ، بھارت لگاتار اس پالیسی پر عمل کررہا ہے کہ چین کے ساتھ تعلقات اچھے بنائے جائیں ۔ چین کی طرف سے اس کا کوئی رد عمل نہیں ہوا اور اسلئے چین کے ساتھ بھارت کے تعلقات میں کوئی قابل ذکر تبدیلی نہیں ہوئی ۔

بحر ہند :

جہاں بھارت کو یہ احساس تھا کہ بڑی طاقتوں کے درمیان تعلقات اچھے ہورہے ہیں وہاں وہ یہ بھی محسوس کرتا تھا کہ بڑی طاقتیں دنیا کے مختلف حصوں میں اپنے اپنے حلقہ رسوخ کو بڑھانے کی کوشش کر رہی ہیں اس سلسلے میں ایک اہم بات یہ ہے کہ ان کی اس کشمکش کا دائرہ ان کی بحری سرگرمیوں کے نتیجے میں بحر ھند تک وسیع ہوگیا ۔ بحر ھند میں جو حالت پیدا ہورہی ہے اسے دیکھتے ہوئے اپنے لمبے سمندری ساحل کی وجہ سے بھارت کو اپنی حفاظت کے بارے میں تشویش ہونا قدرتی ہے ۔ بھارت نے لگاتار مانگ کی ہے کہ بحر ھند کے علاقے کو بڑے ملکوں کی رقابت سے دور رکھا جائے ۔ اس میں غیر ملکی اڈے نہ بنیں اور یہ ایٹمی ہتھیاروں سے بھی دور رہے ۔ اس لئے بھارت نے انجمن اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی طرف سے اس خواہش کی متفقہ تائید کا سواگت کیا ۔

اقتصادی تعاون پر زور :

اس دس سال کے عرصے میں بھارت کی غیر ملکی پالیسی کا ایک اہم پہلو اقتصادی تعاون پر زیادہ سے زیادہ زور دینا تھا ۔ مختلف ملکوں کے ساتھ اقتصادی تعاون کے لئے قائم کئے گئے مشترکہ کمیشن ، بھارت کی طرف سے تکنیکی و اقتصادی تعاون کے پروگراموں ، بالخصوص ایشیا ، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ملکوں کے لئے اور علاقائی اور بین الاقوامی سطحوں پر بھارت کی طرف سے اقتصادی تعاون کی حمایت ، بھارت کی خارجہ پالیسی کے معاشی پہلوؤں کی وسعت کا پتہ دیتے ہیں ۔ گٹ بندیوں سے الگ رہنے والے ملکوں کی مختلف کانفرنسوں میں منظور کئے گئے ریزولیشنوں ، اپریل رمئی ۱۹۷۵ء میں کنگسٹن میں منعقدہ کامن ویلتھ ملکوں کے سر براہوں کی کانفرنس کے' اعلامیہ ، انکٹاڈ کے اجلاس میں ، یو ۔ این ۔ او میں اقتصادی مسائل پر خصوصی غور و خوض میں اور بالخصوص کچے مال اور ترقی کے بارے میں جنرل اسمبلی کی بحث میں اقتصادی تعاون کی اہمیت پر اور زیادہ زور دیا گیا ۔

مطابقت پیدا کرنے کی اہلیت اور رد عمل :

مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان سالوں میں بھارت نے دنیا میں امن کے حلقے قائم کرنے کی کوشش کی ہے اور امن کی فضا بنائے رکھنے میں تعاون دیا ہے ۔ ان برسوں میں جیسے جیسے بھارت اپنے ایک کے بعد دوسرے اندرونی مسئلوں پر قابو پاتا رہا ہے ویسے ویسے حالات کا سامنا کرنے کی اسکی طاقت بڑھتی گئی اور اس سے اسے اپنا وقار بڑھانے میں مدد ملی ۔ گٹ بندیوں سے الگ رہنے ، امن اور سب کے لئے دوستی کے تین بنیادی اصول ، وقت کی کسوٹی پر پورے اترے ہیں اور انکی زیادہ وسیع پیمانے پر سراہنا کی گئی ہے اور انہیں قبول بھی کیا گیا ہے ۔

حالیہ برسوں میں ملک کے مسائل برابر بڑھتے گئے لیکن وہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے اور پھر سے اعتماد اور طاقت کا احساس پیدا کرنے میں کامیاب ہوا ہے ۔ ۱۹۷۱ء میں بنگلہ دیش کے سنکٹ نے ایک شاندار ڈھنگ سے یہ ثابت کردیا کہ بھارت ایک پختہ کار قوم کی حیثیت سے حالات کا سامنا کرنے کی اہلیت رکھتا ہے ۔ اس کے ساتھ ھی اس شاندار فوجی فتح کے باوجود امن اور استحکام قائم کرنے کا مقصد بھی بھارت کی آنکھوں سے کبھی اوجھل نہیں ہوا ۔ شملہ سمجھوتہ تاریخی اہمیت کی دور اندیشی ، تدبر اور فراخدلی کا ایک مظاہرہ تھا ۔

ان اور دوسرے حالات میں بھارت نے جس خارجہ پالیسی پر عمل کیا ہے اس میں آدرشوں کے ساتھ ساتھ حقائق پرستی کا جذبہ بھی شامل رہا ہے ۔ جیسا کہ شریمتی اندرا گاندھی نے کہا ہے " پختہ اعتقاد ۔ جرأت اور قومی فخر ہماری خارجہ پالیسی کے لازمی جزو ہیں جن کا بین الاقوامی مسائل کے حقیقت پسندانہ تجزیے سے گہرا ربط ہے "، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جیسا شریمتی اندرا گاندھی نے خود کہا ہے کہ اس پالیسی کا بنیادی فلسفہ " موجودہ دوستیوں کو مضبوط کرنا بے رخی کے رویے کو دوستی میں بدلنا اور جہاں کہیں دشمنی موجود ہو اسے کم کرنا ہے "

* * * * * * * *

شیخ محمد

تاریخ ہند کے دور جدید کا سنہرا سال

یہ بات ہمارے ذہنوں میں ابھی تازہ ہے کہ ۲۵ - جون سنہ ۱۹۷۵ ع کو صدر جمہوریہ ہند نے بھارتی آئین کی دفعہ ۳۵۲ ضمن (۱) کے تحت محصلہ اختیارات استعمال کرتے ہوئے ملک کی سلامتی کو اندرونی جھگڑوں سے در پیش خطرے کے پیش نظر ایمرجنسی یا ہنگامی حالات کا اعلان کیا تھا اور پوری قوم اسکی گواہ ہے کہ ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد ملک بھر میں حالات کس درجہ بہتر ہوئے ہیں۔ ایمرجنسی کی کامیابی کے باوجود حکومت مطمئن نہیں ہوئی کیونکہ ملک میں امن و امان کی بحالی ہی مسئلہ کا حل نہیں تھا ۔ چنانچہ پہلی جولائی سنہ ۷۵ع کو وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۲۰ - نکاتی اقتصادی پروگرام کا اعلان کیا ۔ اس پروگرام کا مقصد پچھلے تین برسوں سے چلی آرہی بہت سی خرابیوں کو دور کرنا تھا جس میں بیگار کی لعنت اور دیہی قرضداری کا خاتمہ بھی تھا ۔

اس موقعہ پر ایمرجنسی کے نفاذ اور ۲۰ - نکاتی پروگرام کے اعلان کے بعد اس ایک سال کی مدت میں ملک اور قوم کو جو فائدے پہنچے ہیں انکا مختصراً جائزہ لینا مناسب ہوگا ۔

یہ بات بھی ابھی ہمارے ذہنوں میں تازہ ہے کہ ایمرجنسی کے نفاذ سے پہلے قیمتیں بہت زیادہ چڑھ گئی تھیں اور عوام گرانی کے بوجھ تلے دبے جارہے تھے ۔ ایمرجنسی کے نفاذ کے نو مہینے بعد ہی یعنی ختم مارچ سنہ ۱۹۷۶ع کو تھوک قیمتیں دو سال پہلے یعنی ۱۹۷۴ع کی سطح پر واپس آگئیں اور اس طرح دو ساله افراط زر پر مکمل قابو پالیا گیا ۔ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ جیسے ادارے نے یہ تسلیم کرلیا کہ سنہ ۱۹۷۵ع میں بھارت میں قیمتوں میں بڑی کمی آئی جب کہ دوسرے ملکوں میں قیمتوں میں اضافہ ہوا ۔ اس سال کی ایک اور خاص بات یہ تھی کہ مرکزی موازنے سے پہلے عام طور پر قیمتوں میں جو اضافہ ہرسال ہوا کرتا تھا وہ نہیں ہوا اور نہ ہی موسمی حالات کی وجہ سے قیمتوں میں کوئی اضافہ ہوا ۔

ملک کی صنعتی پیداوار میں سنہ ۷۶ - ۱۹۷۵ع میں چار اعشاریہ پانچ فیصد اضافہ ہوا جبکہ ۷۵ - ۱۹۷۴ع میں دو اعشاریہ پانچ فیصد تھا ۔ سرکاری شعبوں کی صنعتوں کی پیداوار میں کافی اضافہ ہوا ۔ فولاد کی صنعت میں پچھلے سال کے مقابلہ میں پیداوار دس لاکھ ٹن زیادہ ہوئی جو ایک ریکارڈ ہے ۔ کوئلہ کی پیداوار میں ایک کروڑ پندرہ لاکھ ٹن کا اضافہ ہوا جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا ۔ اسی طرح بجلی کی پیداوار میں تیرہ فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا ۔ پچھلے سال کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ صنعتی امن و امان برقرار رہا اور کام کے دن ضائع نہیں ہوئے ، صنعتی تعلقات میں نمایاں بہتری پیدا ہوئی ۔ سرکار نے تالہ بندی اور چھٹنی کو روکنے کے لئے ضروری قانون نافذ کئے ۔

غذائی محاذ پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایک سال میں گیارہ کروڑ چالیس لاکھ ٹن غذائی پیداوار حاصل ہوئی اور تقریباً تمام ضروری غذائی اجناس کی قیمتیں گر گئیں ۔

زرعی اصلاحات کے ضمن میں بھی بڑا نمایاں بلکہ انقلابی قدم اٹھایا گیا ۔ تقریباً تمام پردیشوں میں زمین کی حد بندی سے متعلق قانون نافذ کئے گئے اور اسکے تحت جو فاضل زمینات سرکار کو حاصل ہوئیں وہ بے زمین لوگوں میں تقسیم کی جارہی ہیں اور اب تک ایک لاکھ بیس ہزار ایکڑ سے زیادہ زمین تقسیم کی جا چکی ہے ۔

ایک کروڑ سے زیادہ مکان کی تعمیر کے قطعات بے زمین اور کمزور طبقات کو تقسیم کئے گئے ہیں ۔ بعض ریاستوں نے جنمیں آندھرا پردیش بھی شامل ہے ان قطعات پر مکانات کی تعمیر کا پروگرام بھی شروع کیا ہے ۔ اب تک ایسے قطعات پر دو لاکھ سے زیادہ مکانات بے زمین لوگوں کیلئے تعمیر کئے جا چکے ہیں ۔ ہمارے آندھرا پردیش میں جنوری سنہ ۱۹۷۶ع کے ختم تک ۲ لاکھ ۹۸ ہزار تین سو سولہ کنبوں کو تعمیر مکان کے لئے زمین کے قطعات الاٹ کئے جا چکے ہیں ۔

بیگار کا خاتمہ ، ایمرجنسی کی ایک قابل ذکر دین ہے ۔ اب تک ملک بھر میں تقریباً ساٹھ ہزار سے زیادہ بیگاروں کو آزاد کرایا گیا ہے اور انکے گذر بسر کے متبادل انتظامات کئے جارہے ہیں ۔

دیہی علاقوں میں کھیت مزدوروں اور چھوٹے کسانوں کو مہاجنوں کے قرض سے چھٹکارا دلانے کے لئے تمام ریاستوں میں قانون منظور ہو چکے ہیں ۔ قرض کی متبادل سہولت فراہم کرنے کے لئے دس علاقائی دیہی بنک کھولے گئے ہیں ۔ اس مالی سال کے دوران ایسے مزید پچاس بنک کھولے جائینگے ۔

تمام ریاستوں میں زرعی مزدوروں کی کم سے کم اجرتوں پر نظر ثانی کی گئی ہے اور اسمیں اضافے کئے گئے ہیں ۔

شہری زمینات کی حد بندی کا قانون ۱۷ - فروری سنہ ۷۶ع سے نافذ ہو چکا ہے جس کے تحت خالی زمینات کی حد مقرر کی گئی اور ایسی زمینات کی منتقلی پر پابندی لگادی گئی ہے۔ آئندہ تعمیر ہونے والے مکانات کے تعمیری رقبے کی حد کا تعین کردیا گیا ہے۔

رضاکارانہ طور پر اپنی دولت کے اظہار سے متعلق اسکیم کے تحت ڈھائی لاکھ افراد نے پندرہ ارب ستاسی کروڑ روپئے کی چھپی دولت کا اعلان کیا جس سے سرکار کو تقریباً ڈھائی ارب روپئے آمدنی ہوئی محاصل کی وصولی میں بھی پچھلے سال کے مقابلے میں ستائیس (۲۷) اعشاریہ چار فیصد اضافہ ہوا ۔

اسمگلرس اور بدیشی سکے کے نا جائز کار و بار کرنے والوں کے خلاف سخت سہم اختیار کی گئی ۔ ملک بھر میں چوٹی کے اسمگلروں کو چن چن کر گرفتار کیا گیا ۔ ۲۴ مفرور اسمگلروں کی جائدادیں ضبط کرلی گئیں ۔

صنعتی مزدوروں کے لئے تو یہ سال خاص طور پر یادگار رہے گا ۔ شاپ اور پلانٹ کی سطح پر مزدوروں کو ساجھے دار بنانے کی اسکیم پر عمل شروع کیا گیا ۔ یہ اسکیم دو سو اداروں میں نافذ ہوچکی ہے جسمیں مرکزی حکومت کے سینتالیس کار خانے اور ادارے شامل ہیں ۔

صنعتوں میں اپرنٹس شپ اسکیم کے تحت وسعت دیگئی اور اب ایک سو تیس صنعتی شعبے اور دو سو سولہ صنعتیں اس اسکیم کے تحت لائی گئی ہیں ۔ کارآموزی کیلئے سترہ ہزار افراد کی تربیت کے لئے مزید گنجائش فراہم کی گئی ہے جس سے اپرنٹس شپ کی گنجائش ایک لاکھ ا کیس ہزار سے متجاوز ہو چکی ہے درج فہرست اقوام اور قبائل اور کمزور طبقات کے چوبیس ہزار سے زیادہ افراد اس اسکیم کے تحت فائدہ اٹھا رہے ہیں ۔ نئے موازنے میں شخصی آمدنی کے تحت محصول آمدنی کی شرح گھٹادی گئی ہے اور اب آٹھ ہزار روپئے آمدنی والوں کو محصول آمدنی سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے ۔ دوسری طرف محصول ادا کنندگان کے دائرے میں دو لاکھ چالیس ہزار افراد کو لایا گیا ہے ۔

تعلیم کے میدان میں اس سال بہت غیر معمولی تبدیلی ہوئی ہے ۔ تعلیمی ماحول یکسر بدل گیا ہے اور تعلیمی اداروں میں پر امن ماحول پیدا ہوگیا ہے ۔ امداد باہمی اداروں کے ذریعے طلبا کو ضروری اشیا کی فراہمی کی اسکیم کے تحت طلباء کے چھ ہزار سے زیادہ اقامت خانوں کے ذریعے سات لاکھ باسٹھ ہزار طلباء مستفید ہورہے ہیں ۔

نصابی کتابیں اور کاپیاں اب آسانی سے کم داموں پرملنے لگی ہیں ۔ چھتر ہزار آٹھ سو اڑسٹھ کالجوں اور اسکولوں میں بک بنک کھولے گئے ہیں جن سے غریب اور بالخصوص درج فہرست قبائل کے طلباء کو بہت فائدہ پہنچ رہا ہے ۔

۲۰ - نکاتی پروگرام میں شامل بعض اسکیموں کی عمل آوری کیلئے مزید رقمی گنجائش درکار تھی چنانچہ ۱۹۷۶ - ۷۷ع کے منصوبہ میں ۲۳ارب ۳۷ کروڑ ۴۷ لاکھ روپئے کی گنجائش فراہم کی گئی ہے اور ریاستی منصوبوں میں ۲۰ نکاتی پروگرام کے لئے ۲۱ ارب ۴۷ کروڑ ۸۸ لاکھ روپئے رکھے گئے ہیں ۔ آندھرا پردیش کے سالانہ منصوبے میں اس غرض سے ایک ارب ۸۴ کروڑ ۶۲ لاکھ روپئے کی گنجائش فراہم کی گئی ہے ۔

ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد ملک بھر میں امن و سکون کی فضا قائم ہوئی ہے اور تشدد ، احتجاج اور کشیدگی کے ماحول کاخاتمہ ہو گیا ہے ۔ علاقائی تعصب اور طبقہ واری اختلافات بھلادئے گئے ہیں ۔ یہاں تک کہ مختلف ریاستوں کے درمیان نزاعی مسائل جیسے گوداوری کے پانی کا قدیم مسئلہ باہمی بات چیت کے ذریعے طے کرلیا گیا ہے ۔ ملک میں مکمل ہم آہنگی کی فضا قائم ہو گئی ہے اور فرقہ وارانہ تشدد اب کہیں نہیں ملتا ۔

ناگا لینڈ کا پرانا مسئلہ تقریباً حل ہو چکا ہے ۔ میزورام کے باغیوں نے ہتیار ڈالدئے ہیں ۔ سماجی اصلاح کی طرف بھی نمایاں پیش رفت ہوئی ہے ۔ جہیز کی فرسودہ رسم کے خلاف ملک بھر میں سہم چلائی گئی ہے ۔ خاندانی منصوبہ بندی کی سہم کو ایک نئی صورت دی گئی ہے اور اس پر تیزی سے عمل ہورہا ہے ۔ آبادی سے متعلق قومی پالیسی کا اعلان کر دیا گیا ہے جس کے تحت لڑکیوں کی شادی کی عمر ۱۸ سال مقرر کی گئی ہے ۔

بدیشی تعلقات میں بھی نمایاں بہتری ہوئی ہے ۔ قدیم رشتوں کو مضبوط بنایا گیا ہے اور نئے نئے رشتے جوڑے جارہے ہیں ۔ تیرہ سال کے طویل وقفے کے بعد اب چین کے ساتھ دوبارہ سفارتی تعلقات قائم ہونگے اور سنہ ۱۹۷۱ع میں پاکستان کے ساتھ جو تعلقات منقطع ہوگئے تھے وہ بھی بہت جلد ریل ، سڑک ، اور ہوائی راستوں کی بحالی کے ذریعے بحال ہو جائینگے ۔ روس کے ساتھ ہمارے تعلقات کئی اور شعبوں میں وسیع اور مستحکم ہونے والے ہیں ۔ وزیر اعظم کے حالیہ دورے روس سے ہند روس تعلقات ہی کو مزید استحکام نہیں ملا ہے بلکہ بھارت

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

ہمارا تعلیمی نظام ـ مسائل اور کامیابیاں

بھارت کا نظام تعلیم اپنی ہیئت اور کمیت کے اعتبار سے دنیا میں دوسرا سب سے بڑا تعلیمی نظام ہے ۔ اسکے تحت تقریباً ۸ لاکھ تعلیمی ادارے اور لگ بھگ ۱۰ کروڑ طالب علم آتے ہیں ۔ ہمارے یہاں ہر ایک سو افراد میں سے ۱۶ افراد اسکول یا کالج میں پڑھتے ہیں ۔ اس طرح گذشتہ دس برسوں میں ہمارے تعلیمی نظام نے ایک نمایاں بیش رفت حاصل کی ہے ۔

معیار کے نقطہ نگاہ سے ہمارے تعلیمی نظام نے ہمارے طرز زندگی میں نمایاں بہتری پیدا کی ہے ، غیر استحقاق یافتہ زمرے کے لوگوں کو آگے بڑھنے کی قوت عطا کی ہے اور ملک کے وسیع اور پیچیدہ انتظامی ڈھانچے کو چلانے میں مدد کی ہے ۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اس نظام نے ایک ایسی تربیت یافتہ اور با صلاحیت افرادی قوت مہیا کی ہے جسکا شمار دنیا میں تیسرے نمبر پر ہوتا ہے ۔ یہ کامیابی دو برسوں کی اس مسلسل جستجو اور جدوجہد کا نتیجہ ہے جو تعلیمی نظام کی خامیوں کی نشاندھی کے سلسلے میں کی جاتی رہی ہیں ۔ اگر تعلیمی سرگرمیوں کو اعداد و شمار کے پیمانے سے ناپا جائے تو ان میں ایک زبردست وسعت نظر آئے گی ۔ ۱۹۶۶ع میں ہمارے ملک میں پرائمری ، مڈل اور سیکنڈری اسکولوں کی تعداد ۴۹۴۳۳۹ تھی جو اسوقت بڑھکر تقریبا ۶۵۰۰۰۰ کی حد تک پہنچ گئی ہے اسی طرح کالجوں کی تعداد ۲۵۰۰ سے بڑھکر ۴۴۴۰ ہو گئی ہے ۔ یونیورسٹیوں کی تعداد بھی ۶۴ سے بڑھکر ۱۰۱ ہو گئی ہے ۔ اس کے علاوہ ۹ ایسے ادارے بھی ہیں جو یونیورسٹی تصور کئے جاتے ہیں ۔ قومی اھمیت کے حامل اس قسم کے ۹ دیگر ادارے بھی ہیں ۔ پرائمری سطح اور یونیورسٹی سطح کے درمیان طالب علموں کی مجموعی تعداد ۱۷۵ لاکھ سے بڑھکر اسوقت تقریباً دس کروڑ ہو گئی ہے جو کہ بہت سے ملکوں کی مجموعی تعداد کے برابر ہے ۔ اعلی تعلیم کی سطح پر بھی طالبعلموں کی تعداد میں تقریباً تین گنا اضافہ ہوا ہے حالانکہ فیصد کے اعتبار سے اس مدت میں اس سطح پر طالب علموں کی تعداد میں اضافے کی سالانہ شرح میں کمی واقع ہوئی ہے اور یہ ۱۲ فیصد سے گھٹ کر ۹,۹ فیصد ہو گئی ہے ۔ مضامین کے اعتبار سے بھی طالب علموں کی تعداد میں کمی بیشی واقع ہوئی ہے ۔ اس مدت میں کامرس اور قانون پڑھنے والے طالب علموں کی تعداد بڑھی ہے اور سائنس پڑھنے والے طالب علموں کی تعداد کم ہوئی ہے ۔ ۱۹۷۰-۷۱ع میں کامرس پڑھنے والے طالب علموں کی تعداد ۲ لاکھ پچاس ہزار تھی جو کہ اسوقت بڑھکر تقریباً ۴ لاکھ پچاس ہزار ہو گئی ہے ۔ اس مدت میں قانون پڑھنے والے طالب علموں کی تعداد ۷۰ ہزار سے بڑھکر ایک لاکھ تک پہنچ گئی ہے جب کہ سائنس پڑھنے والے طالب علموں کی تعداد ۵ لاکھ سے گھٹ کر تقریباً ۴ لاکھ ۷۰ ہزار ہو گئی ہے ۔

اعداد و شمار میں یہ نمایاں اضافہ اطمینان کا باعث تو ہے لیکن اس کے ساتھ ھی ساتھ یہ اس ضرورت کا بھی احساس دلاتا ہے کہ قومی معیشت کی تمام تر دشواریوں کے با وجود ہمیں ایک بہتر نظام تعلیم کے لئے معیار کو بہتر بنانا پڑے گا ۔

اس سال کے بجٹ میں تعلیم کے شعبے کے مصارف کے لئے ۱۶۹ لاکھ ۵۰ ہزار روپئے کی جو زیادہ رقم مخصوص کی گئی ہے وہ نئے مالی سال (۱۹۷۶-۷۷ع) کے لئے جو کہ ابھی حال ھی میں شروع ہوا ہے ، ایک فال نیک ہے ۔ ۱۹۷۵-۷۶ع کے نظر ثانی شدہ تخمینہ جات کے مطابق اس مد کے لئے ۱۴۶ لاکھ ۱۵ ہزار روپئے کی رقم رکھی گئی تھی ۔ گذشتہ چار برسوں کا زمانہ ہمارے لئے دشواریوں اور مشکلات کا زور رہا ہے کیونکہ ان برسوں میں ہمیں بنگلہ دیش سے کثیر تعداد میں پناہ گزینوں کی آمد ، پاکستان کے ساتھ جنگ ، ایجیٹیشن وغیرہ کے باعث سیاسی زندگی میں خلفشار اور برے موسمی حالات جیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑا ۔ زراعت ، آبرسانی ، بجلی اور صنعت جیسے کئی اہم شعبوں کو زیادہ ترجیح دینی پڑی ۔ لیکن ان تمام دشواریوں کے باوجود ایک تنظیم نو شروع کی گئی ۔ تعلیم کے لئے ایک ایسا رویہ اختیار کیا گیا جسکا مقصد تعلیم سے متعلق کمیشن کی سفارشوں نیز قومی تعلیمی پالیسی کی سرکاری قرارداد کو عملی جامہ پہنانا ہے تا کہ تعلیمی سرگرمیوں کو ملک کی سماجی اور معاشی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جا سکے ۔ تعلیم کے مرکزی مشاورتی بورڈ نے کافی غور و خوص کے بعد ایک ایسا پروگرام تیار کیا ہے جو ترجیحی بنیاد پر عمل میں لایا جائے گا ۔ اس پروگرام کے تحت ابتدائی تعلیم کے فروغ اور تعلیمی شعبے میں جمود و تضیع کے تدارک ، ۱۰+۲+۳ کے نئے

نظام کے نفاذ ، پہلی سے دسویں کلاس کے طالب علموں کو کام کاج کی تربیت ، ھائر سکنڈری سطح پر پیشہ ورانہ تعلیم کے آغاز ، وظیفے کے ایک منصوبہ بند پروگرام کے ذریعے ذہین طالبعلموں کی ہمت افزائی ، تمام شعبوں میں تحقیقی سرگرمیوں کے فروغ اور تعلیم کی تمام سطحوں پر معیاری بہتری پر زور دیا گیا ھے -

ابتدائی تعلیم

ابتدائی تعلیم کے شعبے میں ایک اہم کامیابی یہ ہوئی ھے کہ آج چھ سال اور گیارہ سال کی عمر کے درمیان کے ۹۰ فیصد سے زیادہ بچوں کے لئے ان کے گھر کے نزدیک اسکول کی سہولت دستیاب ھے یعنی آج تقریباً ھر ڈیڑھ کلو میٹر کے علاقے میں ایک اسکول ھے - تیسرے تعلیمی جائزے کی بنیاد پر پرائمری اور مڈل اسکولوں کی تعداد کچھ اس انداز سے بڑھانے کی تجویز ھے کہ ہر بچے کو پرائمری اور مڈل دونوں اسکولوں کی سہولت ان کے گھر سے اتنے فاصلے پر مہیا کی جائے کہ وہ بآسانی پیدل آجا سکے - اسکول میں داخلہ لینے کی عمر (کچھ ریاستوں میں یہ عمر پانچ سال اور کچھ ریاستوں میں چھ سال ھے) کے جتنے بچے ہیں ان میں دو تہائی سے زیادہ بچے اس وقت اسکولوں میں پڑھ رہے ہیں - اسکول میں داخلہ نہیں لینے والے بچوں میں زیادہ تعداد لڑکیوں کی یا ان گھروں کے بچوں کی ھے جو غیر استحقاق یافتہ زمرے سے تعلق رکھتے ہیں - یہ تضیع اس وقت سب سے مشکل مسئلہ بنی ہوئی ھے - پہلی کلاس میں پڑھنے والے ھر سو بچوں میں صرف ۳۸ بچے ھی پانچویں کلاس میں اور صرف ۲۵ بچے آٹھویں کلاس میں پہنچ پاتے ہیں -

داخلہ نہیں لینے یا پڑھائی چھوڑ دینے کی صورت حال پر قابو پانے کے لئے ایک زبردست پروگرام شروع کیا گیا ھے - جسکے تحت بچوں کو جزوی وقت میں تعلیم دی جاتی ھے - اس پروگرام کے تحت خاص طور پر ۹ سال اور ۱۴ سال کی عمر کے بچوں پر توجہ دی جاتی ھے کیونکہ زیادہ تر بچے اس عمر میں کام کاج کرنے کی ضرورت کے تحت اپنی پڑھائی ترک کرتے ہیں - ریاستی سرکاریں بھی اس قسم کے اقدامات کررھی ہیں -

ثانوی تعلیم

تعلیمی شعبے میں ایک اہم اصلاح اسکولوں اور کالجوں میں ۱۰+۲+۳ کے نئے نظام کے نفاذ کی صورت میں کی گئی ھے - یہ نیا نظام گو ناگوں فوائد کا حامل ھے - اسکا ایک فائدہ تو یہ ھے کہ اس سے یونیورسٹیوں کے لئے بڑی اچھی صلاحیت کے طالب علم تیار ہوں گے اور یونیورسٹیاں اپنے آنرز نصابات کے معیار کو بین الاقوامی سطحوں کے ہم پلہ بنا سکیں گی - اس نظام کے تحت طلباء اپنے پیشوں کا انتخاب اب پندرہ سولہ سال کی عمر میں کرسکیں گے - جبکہ پہلے ھائر سیکنڈری نظام کے تحت طالب علموں میں پیشے کا انتخاب تیرہ چودہ سال کی عمر میں عمل میں آتا تھا - نئے نظام میں متعدد پیشہ ورانہ نصابات شروع کئے جائیں گے جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اعلی تعلیم کے لئے طالبعلموں کی بھیڑ بہت کم ہو جانے کی اسوقت جو طلباء محض پیشہ ورانہ نصابات کے نہ ہونے کی وجہ سے یونیورسٹیوں میں داخلہ لیتے ہیں اب وہ پیشہ ورانہ نصابات کی طرف راغب ہونے لگیں گے - اس نظام کے تحت سیکنڈری سطح تک کے تمام طالب علموں کو دس سال تک عام تعلیم دی جائے گی جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ طالبعلموں کو سائنس ، عمرانیات اور مختلف پیشوں کے بارے میں کافی معلومات ہوں گی - اسکے علاوہ تعلیم کے یکساں نظام ہونے کی وجہ سے طالب علموں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے ، تعلیمی یکجہتی کو فروغ دینے اور تعلیمی معیارات کو بہتر بنانے میں بہت مدد ملے گی -

تعلیم کے مرکزی مشاورتی بورڈ نے تجویز کیا ھے کہ مذکورہ نیا نظام پانچویں پنجسالہ منصوبے کے دوران پورے ملک میں شروع کیا جائے - آندھرا پردیش ، کیرالا ، کرناٹک اور اتر پردیش میں اسکولوں میں تعلیم کا ۱۲ سالہ نظام شروع کیا گیا ھے - آسام ، جموں و کشمیر ، مغربی بنگال اور مہاراشٹرا نے سیکنڈری تعلیم کا نظر ثانی شدہ نظام شروع کیا ھے اور ھائر سیکنڈری سطح پر دو سالہ کورس شروع کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں - بہار ، گجرات ، مدھیہ پردیش ، ناگا لینڈ ، تامل ناڈو ، ھماچل پردیش ، منی پور ، تریپورہ اور راجستھان نے نئے نظام کو منظور کرلیا ھے اور اسکو عمل میں لانے کی تفصیلات تیار کررھی ہیں - دلی انتظامیہ اور ثانوی تعلیم کے مرکزی بورڈ نے اس نظام کو پچھلے سال مئی کے مہینے میں شروع کیا تھا -

معیار میں بہتری

اسکے ساتھ ھی ساتھ اسکول کی تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے کئی اقدامات کئے گئے ہیں - دلی اسکول ایجوکیشن ایکٹ ۱۹۷۳ء کو جسکا مقصد ٹیچروں کی ملازمت کو تحفظ دینا ھے متعدد ریاستی سرکاروں نے اپنایا ھے - تعلیمی تحقیق اور تربیت کی قومی کونسل نے مثالی درسی کتابوں کی تیاری کا ایک پروگرام شروع کیا ھے - اس پروگرام کے تحت تیار کی گئی بہت سی کتابیں کئی ریاستوں میں شروع کی جارھی ہیں - قومی یکجہتی کے نقطہ نظر سے ریاستی درسی کتابوں کی بھی

کی جاتی ہے اور ان کتابوں کے معیار کو بہتر بنانے کے بارے مفید مشورے دیئے جاتے ہیں ۔ درسی کتابیں چھاپنے کے چنڈی گڈھ ، بھونیشور اور میسور میں تین بڑے پریس قائم کئے ہیں ان پریسوں کو چھپائی کا کاغذ رعائتی شرح پر فراہم نے کے اقدامات کئے گئے ہیں۔ سائنس کی تعلیم پر بھی خاص ہ دی جارہی ہے ۔ تعلیمی تحقیق اور تربیت کی قومی کونسل سائنس کے موضوع پر جو کتابیں تیار کی ہیں انمیں سے بیشتر بوں کو ریاستی سرکاروں نے تیسری کلاس سے اوپر کی دسوں تک کے لئے اپنا یا ہے ۔ ملک کے مختلف حصوں میں ہزار اسکولوں اور ٹیچروں کی تربیت سے متعلق ۵۰۰ اداروں سائنسی کٹ (تھیلہ جس میں تمام ضروری ساز وسامان ہوتا ہے) تجربہ گاہوں میں استعمال کئے جانے والے آلات مہیا کئے ہیں ۔ اسکولوں میں امتحان کے نظام میں اصلاح کے لئے ی ایک پروگرام شروع کیا جارہا ہے جسکے تحت مسلسل خلی جائزوں پر خاص زور دیا جائے گا ۔ تعلیم کی منصوبہ بندی ر انتظام سے متعلق قومی اسٹاف کالج نے ضلعی سطح کے سروں کو تربیت دینے کا بھی ایک پروگرام شروع کیا ہے ۔

ٹیچروں کے لئے بہتر سہولت

اسکول میں پڑھانے والے ٹیچروں کی تنخواہوں میں نمایاں افہ ہوا ہے ۔ تیسرے تنخواہ کمیشن کی سفارشوں کو مرکز کے ر انتظام تمام علاقوں میں نافذ کیا گیا ہے اور ریاستی سرکاریں ی اس ضمن میں ضروری اقدامات کررہی ہیں ۔

اس مقصد کے پیش نظر یونیورسٹی اور کالج کے ٹیچروں کی خواہوں پر بھی نظر ثانی کی گئی ہے تا کہ یونیورسٹی نظام کو ہین ٹیچروں کی خدمات حاصل ہوتی رہیں ۔ ریاستی سرکاروں ے کہا گیا ہے کہ وہ بھی تنخواہ کی ان شرحوں کو یا مقامی الات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان سے کم شرحوں کو اپنائیں نچویں پنجسالہ منصوبے کے اختتام تک اس مقصد کے لئے استی سرکاروں کو ان کے اضافی اخراجات کے ۸۰ فیصد کی حد ک کی مالی امداد دینے کی پیش کش کی گئی ہے ۔

مرکزی یونیورسٹیوں میں تنخواہ کی نئی شرحیں یکم جنوری ۱۹۷ء سے لاگو کی گئی ہیں ۔ اتر پردیش ، مغربی بنگال ، ہاراشٹرا اور پنجاب میں تنخواہ کی نظر ثانی شدہ شرحوں پر ملدرآمد کے لئے تمام ضروری تفصیلات تیار کرلی گئی ہیں ۔ ریانہ ، راجستھان ، تریپورہ ، آندھرا پردیش ، گجرات ، اور بہار ریاستوں نے ان نظر ثانی شدہ شرحوں کو اصولی طور پر مان لیا ہے ۔ آندھرا پردیش اور کیرالا کی حکومتوں نے مرکزی تجویز کردہ تنخواہوں سے کم تنخواہ کی شرحیں اپنانے کا فیصلہ کیا ہے ۔ دوسری ریاستیں بھی اس مسئلے پر غور کر رہی ہیں ۔

اعلی تعلیم

اعلی تعلیم ایک طرف قومی ترقی کی بنیاد ہے اور دوسری طرف اسکول کی تعلیم میں بہتری کا موجب ہے ۔ اعلی تعلیم کے لئے ایک خصوصی پروگرام پر زور دیا گیا ہے جسکا مقصد طالبعلموں کے داخلے میں باقاعدگی پیدا کرنا اورتعلیم کے معیار کو بہتر بنانا ہے ۔ اعلی تعلیم کے لئے طالب علموں کے داخلہ میں باقاعدگی پیدا کرنے کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں انکے بڑے اچھے نتائج برآمد ہوئے ہیں ۔ ۱۹۶۹ - ۷۰ء میں اعلی تعلیم کے طالب علموں کی تعداد ۱۷ لاکھ ۹۰ ہزار تھی جو ۱۹۷۳ - ۷۴ء میں بڑھ کر ۲۲ لاکھ ۳۰ ہزار کے قریب ہوگئی ۔ اس تعداد میں پری یونیورسٹی اور انٹرمیڈیٹ کلاسوں کے طالب علموں کی تعداد شامل نہیں ہے اس تعداد میں اگر ان طالب علموں کی تعداد کو بھی شامل کیا جائے تو اعلی تعلیم کے طالب علموں کی مجموعی تعداد ۲۸ لاکھ سے بڑھ کر ۳۱ لاکھ ہوجائے گی ۔ بہر حال اس مدت میں اعلی تعلیم کے طالب علموں کی تعداد میں اضافہ کی سالانہ شرح میں مسلسل کمی واقع ہوئی ہے ۔ ۱۹۶۹ - ۷۰ء میں یہ شرح ۱۴٫۵ فیصد تھی جو گھٹ کر ۱۹۷۰ - ۷۱ء میں ۹٫۵ فیصد ، ۱۹۷۱ - ۷۲ء میں ۷٫۵ فیصد ، ۱۹۷۲ - ۷۳ء میں ۵٫۰ فیصد اور ۱۹۷۳ - ۷۴ء میں ۳٫۰ فیصد ہوگئی لیکن جہاں تک پوسٹ گریجویٹ سطح کا تعلق ہے اسمیں طالب علموں کے داخلے کی شرح ۱۱ فیصد سالانہ کے حساب سے بڑھ رہی ہے ۔ اس سلسلے میں اس بات کا خاص خیال رکھا جارہا ہے کہ سماج کے نادار طبقوں اور پسماندہ علاقوں پر اسکا کوئی خراب اثر نہ مرتب ہونے پائے ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس وقت درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کو اعلی تعلیم کی پہلے سے زیادہ سہولت حاصل ہے اور اس مقصد کے لئے انکے وظیفوں کی تعداد اور رقم میں اضافہ کیا گیا ہے ۔ ۱۱ یونیورسٹیوں میں مراسلاتی نصابات شروع کئے گئے ہیں جن سے تقریباً ۵۰ ہزار طالب علم فائدہ اٹھا رہے ہیں ۔ یونیورسٹی امتحانات کی سہولت پرائیویٹ امیدواروں کو بھی مہیا کی جارہی ہے ۔ تقریباً ۵۰ یونیورسٹیوں میں پرائیویٹ امیدواروں کو یہ سہولت مہیا کی جا چکی ہے ۔ اس سہولت کو فروغ دینے کے لئے مزید اقدامات کئے جا رہے ہیں ۔

* * * *

اپیندر واجپئی

آبادی سے متعلق قومی پالیسی

صحت اور خاندانی منصوبہ بندی کے مرکزی وزیر ڈاکٹر کرن سنگھ نے ۱۶ اپریل ۱۹۷۶ع کو آبادی سے متعلق جس قومی پالیسی کا اعلان کیا تھا اس کے بارے میں ابتدائی آراء سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عام طور پر اس پالیسی کا خیر مقدم کیا گیا ہے ۔

مگر حکومت کے اس فیصلے کا ایک مناسب جائزہ لینے کے لئے ضروری ہے کہ اسکی اہم خصوصیات پر غور کیا جائے ۔

غالباً اس اعلان کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ اس میں لڑکیوں کے لئے شادی کی عمر کی حد ۱۴ سال سے بڑھا کر ۱۸ سال اور لڑکوں کے لئے یہ حد ۱۸ سال سے بڑھا کر ۲۱ سال کردی گئی ہے ۔ ریاستوں کو یہ آزادی دی گئی ہے کہ وہ جبریہ نس بندی کا طریقہ اختیار کرسکتی ہیں مگر یہ طریقہ صرف ان والدین کے سلسلے میں ہی استعمال کیا جاسکتا ہے جنکے تین یا اس سے زیادہ بچے ہیں ۔ اس سلسلے میں یہ بھی واضح کردیا گیا ہے کہ اس طریقے کے استعمال میں کسی ذات ، نسل یا فرقے کے ساتھ کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا ۔

اس اعلان کا دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ لوک سبھا اور ریاستی مجالس قانون ساز میں نمائندگی کا تناسب ۱۹۷۱ع کی مردم شماری پر مبنی کردیا گیا ہے ۔ ان تمام معاملات میں جنکے لئے فیصلے آبادی کی بنیاد پر کئے جاتے ہیں مثلاً ریاستی منصوبوں کے لئے مرکزی امداد کا تعین وغیرہ ، ۱۹۷۱ع کی مردم شماری کو ہی بنیاد تصور کیا جائے گا ۔ ریاستی منصوبوں کے لئے مرکزی امداد کا آٹھ فیصد حصہ خاندانی منصوبہ بندی میں ان کی خصوصی کارگذاری کی بنیاد پر فراہم کیا جائے گا ۔

آبادی سے متعلق قومی پالیسی کا تیسرا پہلو ترغیبات سے متعلق ہے۔ عورتوں اور مردوں کی نس بندی کے لئے دی جانے والی مالی ترغیب کی حد یکساں طور پر بڑھا دی گئی ہے ۔ دو یا اس سے کم بچوں والے اشخاص کے لئے یہ حد ۱۵۰ روپئے، تین بچوں والے اشخاص کے لئے یہ حد ایکسو روپئے اور چار یا اس سے زیادہ بچوں والے اشخاص کے لئے یہ حد ۷۰ روپئے مقرر کی گئی ہے ۔ سرکاری یا لوکل باڈیز کے اداروں اور تسلیم شدہ تنظیموں کو عطیات کے طور پر جو رقوم دی جائیں گی ان پر آمدنی ٹیکس سے پوری چھوٹ دی جائے گی ۔ مرکزی ملازمین کی ملازمت اور انکے ضابطۂ اخلاق سے متعلق قواعد میں مناسب ترمیم کی جائے گی تا کہ ملازمین کو چھوٹے کنبے کے اصول پر عمل کرنے کے لئے پابند بنایا جا سکے ۔

اسکول کے نصابات میں آبادی سے متعلق تعلیم بھی شامل کی جائے گی ۔ ضبط تولید کے شعبے میں تحقیق کی طرف خاص توجہ دی جائے گی اور نشر و اشاعت کے وسائل کے ذریعے خاندانی منصوبہ بندی کے پیغام کو مقبول عام بنانے کی پرزور کوشش کی جائے گی ۔

ریاستی سرکاروں سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے ترغیبی پروگرام خود ہی وضع کریں مثلاً مکانات اور قرضے ترجیحی بنیاد پر فراہم کئے جائیں اور تعلیم نسواں کے فروغ کے لئے کوشش تیز کی جائے ۔ شادیوں کے لازمی اندراج کے سوال پر بھی سرگرمی سے غور کیا جارہا ہے ۔ بظاہر اس اعلان میں کوئی جلدی نہیں کی گئی ہے ۔

اس صدی کے آغاز سے اب تک بھارت کی آبادی میں ڈھائی گنا اضافہ ہوا ہے۔ ۱۹۰۱ع میں ہمارے ملک کی آبادی ۲۳ کروڑ ۸۰ لاکھ تھی جو اب بڑھ کر تخمیناً ۶۰ کروڑ ہوگئی ہے ۔ اس سلسلے میں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ۱۹۰۱ع میں بھارت کی جو آبادی تھی اسمیں پاکستان اور بنگلہ دیش کی آبادی بھی شامل تھی ۔ وزیر موصوف نے پالیسی سے متعلق اپنے بیان میں اس امر کا بھی ذکر کیا کہ اس وقت پوری دنیا کی آبادی کا ۱۵ فیصد حصہ بھارت میں رہتا ہے جبکہ اس ملک کا رقبہ دنیا کے رقبہ کے صرف ۲٫۴ فیصد کے برابر ہے۔ اگر آبادی موجودہ شرح پر بڑھتی رہی تو اس صدی کے آخر تک یعنی اب سے ۲۵ سال بعد ہماری آبادی ایک ارب تک پہنچ جائے گی ۔ ضبط تولید کے موجودہ اقدامات کی بنیاد پر بھی اگر حساب لگایا جائے تو روکی گئی پیدائشوں اور نئی پیدائشوں کا تناسب ۱٫۴

ہوگا ۔ چنانچہ ڈاکٹر کرن سنگھ نے ۱۶ اپریل ۱۹۷۶ع کو **اپنے بیان میں ٹھیک ہی کہا** کہ " **اب تک اس مسئلے کا صرف ایک معمولی حصہ ہی** حل کیا جاسکا ہے " ۔ **اگر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو معلوم ہوگا** کہ شادی کی عمر میں اضافہ **شرح پیدائش کو روکنے** میں سب سے بڑے قدم کی حیثیت رکھتا **ہے ۔ پہلے** ۵۰ فیصد شادیاں بالخصوص دیہی علاقوں میں لڑکی **کی عمر ۱۴ سال** ہوتے ہی کردی جاتی تھیں ۔ شادی کی عمر **میں چار سال کے مجوزہ فرق** سے وہی نتائج حاصل کئے جاسکتے **ہیں جو گذشتہ** دس برسوں میں نس بندی ، مانع حمل گولیوں **کے استعال اور دوسرے طریقوں** سے حاصل کئے گئے ہیں۔

جبریہ نس بندی سے متعدد مسائل پیدا ہو سکتے ہیں ۔ مرکز نے یہ بہت اچھا کیا ہے کہ اس نے اس مقصد کے لئے **قومی سطح** پر کوئی قانون نہیں بنایا ہے ، کیونکہ جب لا اینڈ **آرڈر کی مشنری** کو صحت اور خاندانی منصوبہ بندی کی ذمہ داریاں **انجام دینی** پڑتیں تو مرکز کو اس معاملے سے بالکل علحدہ **رہنا مشکل ہو جاتا** ۔

آبادی سے متعلق قومی پالیسی کے دوسرے پہلو بھی اچھے ہیں ۔ شادیوں کے لازمی اندراج کے معاملے کو زیادہ دیر تک ملتوی نہیں رکھا جانا چاہئے ۔ اس قسم کے اندراج سے شادی کی عمر کے بڑھانے کے فیصلے کو موثر بنانے میں بڑی مدد ملے گی ۔ گاؤں میں شادیوں کے اندراج کا اختیار پنچائتوں کو دیا جانا چاہئے تا کہ آسانی ہو ۔

بھارت جیسے ملک میں جہاں ۵۶۷۱۰۹ گاؤوں میں سے ۴۵۵۰۰۰ گاؤوں میں پانی کی فراہمی کے لئے ابھی بھی پرانے ذرائع پر انحصار کیا جارہا ہے ! جہاں آدھے سے زیادہ گاؤوں میں ابھی بھی بجلی کا انتظام کرنا باقی ہے (ایک سال میں صرف پانچ ہزار گاؤوں میں بجلی پہنچائی جاتی ہے) جہاں کی ۴۰ فیصد آبادی ابھی بھی غریبی کی سطح سے نچلی سطح پر زندگی گذار رہی ہے ! خاندانی منصوبہ بندی کو زندگی کے ایک اصول کے طور پر اپنانا ہی ہوگا ورنہ قوم کا وجود خطرے میں پڑ جائے گا ۔

* * *

(صفحہ ۱۳ سے آگے)

کی خارجہ پالیسی اور ذیلی بر اعظم میں طاقتور وجود کا دنیا میں **سکہ بیٹھ گیا ہے** ۔

اقتصادی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو ہماری معیشت **وسعت کے دور** میں داخل ہوگئی ہے ۔ خریف کی پیداوار کے **تخمینے پہلے** کے مقابلے میں زیادہ ہیں ۔ صنعتی ترقی کی شرح **بڑھی ہے** ، **قیمتوں پر قابو برقرار ہے** اور بدیسی زر مبادلہ کے **محفوظات** میں اضافہ ہوا ہے ۔

معیشت کی ترقی کا اس بات سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ **ملازمین سرکاری قوت خرید** میں اضافہ ہوا ہے ۔ جولائی **سنہ ۱۹۷۵ع** کے مقابلے میں سرکاری ملازمین کی قوت خرید **۱۹ فیصد اور صنعتی** مزدوروں کی **قوت خرید** ۱۰ فیصد بڑھی ہے۔ **پچھلے آٹھ** مہینے سے روپئے کی قیمت پونڈ اسٹرلنگ کے مقابلے **میں برابر بڑھتی جا رہی ہے اور** اٹھارہ روپئے کی بجائے سولہ روپئے **فی پونڈ ہوگئی ہے** ۔

صنعتی اور زرعی پیداوار میں اضافے کے بعد طلب اور رسد **کا فرق گھٹ گیا ہے** جس کے باعث اشیاء کی قیمتیں بھی کم **ہوئی ہیں اور** بہ آسانی ملنے لگی ہیں ۔ چور بازاری ، ذخیرہ **اندوزی کے خلاف** موثر اقدامات کئے گئے ہیں ۔

پچھلے ایک سال میں کھاد ، وناسپتی ، پٹ سن اور دیگر **اشیاء** کی پیداوار میں بھی اضافہ ہوا ہے ۔ قیمتوں کے اشاریہ **میں اس سال پچھلے** سال کے مقابلہ میں ۷ فیصد کمی ہوئی ہے۔

مالی حالت کی بہتری کا اس امر سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ سالانہ منصوبہ کی رقم میں ۳۱٫۶ فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے اور اسطرح سالانہ منصوبے کا خرچ ۷۸٫۵۲ کروڑ روپئے رکھا گیا ہے تا کہ اہم پرو جکٹوں کی تکمیل ہو سکے ۔

ہماری برآمدات میں ۱۶ فیصد اضافہ ہوا ہے ۔ کل برآمدات ۳۸۶۳ کروڑ روپئے رہیں جو پچھلے سال کے مقابلے میں بقدر ۵۳۳ کروڑ روپئے زیادہ ہیں ۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ معیشت کے ہر شعبہ میں نمایاں ترقی ہوئی ہے ۔

بہر حال پچھلے ایک سال میں بھارت نے اقتصادی ، سیاسی سماجی ، اور تعلیمی میدانوں میں جو کامیابیاں حاصل کی ہیں وہ سیاسی عزم اور قومی نظم و ضبط کی رہین منت ہیں ۔ ایمرجنسی کا ایک سال بھارت کی تاریخ کا شاندار انقلابی سال ہے جسکی دنیا میں نظیر نہیں مل سکتی ۔ ساٹھ کروڑ عوام کو انحطاط کے دور سے ترقی کے دور میں لیجانا کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہو سکتا ۔ اس عظیم کارنامے کی کامیابی میں عوام کا تعاون حکومت کیلئے ہمت افزائی کا موجب رہا ہے ۔ عوام کے حوصلے اور عوام کی امنگیں ایک نئے سویرے سے رو شناس ہیں اور قوم وزیر اعظم کی قیادت حسن و تدبر و رہنمائی کی احسان مند ہے ۔ نئی تاریخ کا مورخ قوم کے قائد اور ایمرجنسی کے اس پہلے سال کو سنہری الفاظ میں لکھے گا ۔

* * *

مسٹر راگھون نائیر

صنعتوں میں مزدوروں کا سیکٹر

ریزرو بنک (Reserve Bank) کے پاس اس وقت مزدوروں اور سرکاری ملازموں کے مہنگائی الاؤنس میں سے دس ارب روپئے سے زیادہ کی رقم رکھی ہے ۔ کچھ عرصہ ہوا حکومت نے فیصلہ کیا تھا کہ مہنگائی الاؤنس میں اضافے کا کچھ حصہ ملازمین کو دئے جانے کی بجائے ریزرو بنک کے پاس رہے گا تاکہ سکے کے پھیلاؤ اور گرانی کو روکا جاسکے۔ وزیر خزانہ مسٹر سبرامنیم ابھی تک یہ رقم تقسیم کرنے پر رضامند نہیں ، کیونکہ اگر ایسا کیا گیا تو سکے کا پھیلاؤ پھر بڑھے گا ۔ اور خدشہ ہے کہ قیمتوں پر بھی اسکا خراب اثر ہوگا ۔ اگر ایسا ہوا تو حکومت نے اب تک قیمتوں میں استحکام لانے کی جتنی بھی کوششیں کی ہیں وہ بیکار جائیں گی ۔ اگر ہم گذشتہ چند برسوں کی اقتصادی صورت حال کا اچھی طرح سے جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ مہنگائی الاؤنس کے بڑھنے کا ملازمین پر کبھی کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا ۔ کیونکہ جب بھی الاؤنس بڑھا تاجروں نے اس کے ساتھ ہی ساتھ قیمتیں بھی بڑھا دیں ۔ اسی لئے حکومت نے فیصلہ کیا تھا کہ آئندہ سے اس رقم میں جو بھی اضافہ ہوگا اسکا ایک حصہ لازمی بجٹ کے طور پر ریزرو بنک کے پاس جمع رہے گا ۔

مگر مہنگائی کو اچھی طرح سے ختم کرنے کیلئے یہ اقدام کافی نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ پیداوار بڑھے اور پیداوار بڑھانے کے لئے لازمی ہے کہ صنعتی اداروں کی کارکردگی کا معیار بہتر بنانے میں مزدوروں کی گہری دلچسپی ہو ۔ اسی لئے صنعتی اداروں کے انتظام میں مزدوروں کو شریک کرنے کے اقدامات کئے گئے ۔ اس کے ساتھ ہی اس بات کا بھی انتظام کیا گیا کہ تالہ بندی اور چھٹنی وغیرہ کا سلسلہ بند ہوجائے اور مزدوروں میں ہڑتالیں وغیرہ کرنے کا رجحان ختم ہو ۔ ان فیصلوں کے نتیجے میں مرکزی اور صوبائی سطح پر مزدوروں اور مالکان کے نمائندوں پر مشتمل کچھ کمیٹیاں بنائی گئیں ۔ علاوہ اسکے موت یا حادثہ ہونے کی صورت میں مزوروں کو معاوضہ دینے کے قانون میں ترمیم کی گئی ، جس سے مزدوروں کو اب زیادہ رقمیں ملا کریں گی ۔ اسکے ساتھ ہی ہمیں یہ نہ بھولنا چاہئے کہ مہنگائی پر قابو پالینے اور قیمتوں کے کم ہو جانے سے مزدوروں کو بھی بہت فائدہ ہوا ہے۔ ان کی تنخواہوں میں بھلے ہی اضافہ نہ ہوا ہو مگر وہ جتنے پیسے گھر لے جاتے ہیں ان سے وہ ضرورت کی زیادہ چیزیں خرید سکتے ہیں۔

ریزرو بنک کے پاس مہنگائی الاؤنس کی جو رقم جمع ہے، اسکا معاملہ اسی پس منظر میں دیکھنا چاہئے ۔ اب اگر دس ارب روپیہ مزدوروں اور سرکاری ملازموں میں تقسیم کرد یا جائے تو جو بھی کامیابی ہم نے گذشتہ ایک برس میں حاصل کی ہے اس پر پانی پھر جائے گا ۔ حکومت کیلئے یہ ایک بہت ہی پیچیدہ مسئلہ ہے ۔ ان سب مسائل کو دیکھتے ہوئے وزیر خزانہ نے تجویز کیا ہے کہ یہ سرمایہ مزدوروں کی طرف سے صنعتوں میں لگایا جائے ۔ مسٹر سبرامنیم کا کہنا ہے کہ ورکشاپ کی سطح پر صنعتی ادارے کے انتظام میں مزدوروں کی شرکت کافی نہیں ہے ، اعلیٰ سطح پر بھی انکی شرکت ہونی چاہئے۔ اس سلسلے میں سب باتوں کا جائزہ لینے کے بعد وزارت خزانہ کے ماہرین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مزدوروں کیلئے سرمایہ کاری کی ایک کارپوریشن قائم کی جاسکتی ہے جسکی مدد سے مزدور صنعتی اداروں کو ملنے والے منافع کا کچھ حصہ حاصل کرسکیں گے ۔ اگر مزدوروں کا پیسہ ایسے اداروں میں لگایا گیا تو امید ہے کہ ملک کی معیشت بہت زیادہ مضبوط ہوگی ۔ ایسی صورت میں مزدور یقیناً چاہیں گے کہ یہ صنعتیں اچھی طرح سے چلیں اور منافع کمائیں ۔ اس سے کارکردگی کا معیار بہتر ہوگا ، ہڑتالیں کرنے کا رجحان ختم ہو جائے گا اور منتظمین کے تئیں مزدور یونینوں کی پالیسی بدل جائے گی ۔ اس سے نہ صرف مزدوروں اور صنعتوں کو فائدہ ہوگا بلکہ اسکی بدولت پورا ملک ترقی کی راہ پر آگے بڑھے گا ۔

* * * *

خبریں تصویروں میں

بائیں جانب اوپر :— شری موہن لال سکھاڈیا گورنر آندھرا پردیش نے ۲۹ - مئی کو سنگاریڈی میں بیک ورڈ کلاسس گرلز ہاسٹل کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا ۔

بائیں جانب درمیان میں :— شری جے - وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے ۸ - مئی کو کوڈنا پورم اور سرنگاراباڈو کے تالابوں کا معائنہ کیا ۔

بائیں جانب نیچے :— چیف منسٹر نے ۹ - مئی کو وجے واڑہ میں ایلورو کنال پر تعمیر ہونے والے سبونسبل پل کا سنگ بنیاد رکھا ۔

دائیں جانب اوپر :— شری آئی - کے - گجرال ہندوستانی نامزد سفیر برائے سویٹ یونین ۴ - مئی کو اپنی آمد کے فوری بعد وائس اڈمرل سوراج پرکاش فلاگ افسر کمانڈنگ ان چیف ایسٹرن نیول کمانڈ اور شری پی لکشمن داس وزیر پنچایت راج آندھرا پردیش کے همراہ وشاکھا پٹنم ایر پورٹ پر دیکھے جاسکتے ہیں ۔

دائیں جانب نیچے :— چیف منسٹر نے ۵ - مئی کو سنگاریڈی میں پولیس افسر گیسٹ ھاؤز کا سنگ بنیاد رکھا ۔ شری سی - وینکٹ سوامی منڈی نائب وزیر رسد و باز آباد کاری اور شری سی - جگناتھ راؤ صدر نشین ملکانہ پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ کمیٹی بھی تصویر میں دیکھے جاسکتے ہیں ۔

ضلعوں کے آنچل سے

گورنر نے خام اشیا کے ڈپو کا سنگ بنیاد رکھا۔

مسٹر موھن لال سکھاڈیا گورنر آندھرا پردیش نے عادل آباد میں ۲۹ - اپریل کو آندھرا پردیش لیدر انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے خام اشیا کے ڈپو کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس کی تعمیر پر ۵ لاکھ روپئے کے خرچ کا تخمینہ کیا گیا ہے۔

اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے گورنر نے تلقین کی کہ ضلع میں دستیاب خام اشیا کو استعمال میں لایا جائے۔ سیتا گنڈی میں گورنر نے اگر بتی میں استعمال ہونیوالی کاڑیاں تیار کرنے کے یونٹ کا افتتاح کیا۔ جس پر ۳ لاکھ روپیہ کی لاگت آئیگی اور چھ نکاتی فارمولے کے تحت اسکا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

اوٹنور میں گورنر نے چائیلڈ ڈیولپمنٹ اینڈ ہیلتھ اسکیم کا افتتاح کیا۔ گورنر نے قبائلیوں کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم دلوائیں اور زیادہ فصل دینے والے بیج اور کیمیاوی کھاد کے استعمال سے زیادہ سے زیادہ پیداوار نکالیں۔ عادل آباد میں گورنر نے ۱۰ اشخاص میں ہل چلانے کے بیلوں بھینسوں کی خریدی اور بھیڑوں کے یونٹ کے قیام، سیوے کی دوکانیں قائم کرنے نیز سمنٹ کی کویلو تیار کرنے کے لئے قرض کی منظوری کے کاغذات تقسیم کئے۔ سیتا گنڈی میں گورنر نے ۶۴ افراد کو زمینات کے پٹے - ۲۱۱ افراد میں مکانات کی اراضی کے پٹے اور ۱٫۰۵ لاکھ روپئے کے قرض کے منظورہ کاغذات تقسیم کئے۔

اوٹنور میں گورنر نے اسمال فارمرس ڈیولپمنٹ ایجنسی اور انٹیگریٹیڈ ٹرائبل ڈیولپمنٹ ایجنسی کے تحت ۳۲ افراد میں ۸۶۸۵۰ روپئے قرض کے منظورہ کاغذات تقسیم کئے۔ ۹۲ افراد کو زمینات کے سرٹیفکیٹس تقسیم کئے۔ اوٹنور اور بوتھ تعلقوں کے ۱۷۱ اشخاص کو قرضوں اور زمینات کے پٹوں کے سرٹیفکیٹس دئے گئے اور ۳۴ اشخاص کو مکانات کی اراضی کے سرٹیفکیٹس دئے گئے۔

آگ سے متاثرہ افراد کی امداد :

مسٹر جے وینگل راؤ چیف منسٹر نے منگلا گیری ضلع گنٹور کے آگ سے متاثر ہونے والے افراد کو ۲۰ ہزار روپیے کی امداد دی یہ رقم چیف منسٹر ڈسکریشنری فنڈ سے دی گئی۔

ضلع محبوب نگر کی جائزہ کمیٹی کا اجلاس :

دوبارہ تشکیل شدہ ضلع کی جائزہ کمیٹی کا پہلا اجلاس مسٹر بتنا سبا راؤ وزیر امداد باھمی کی صدارت میں ۵ - مئی کو ضلع پریشد ہال محبوب نگر میں منعقد ہوا۔ وزیر موصوف نے ضلع میں ۲۰ - نکاتی معاش پروگرام کی عمل آوری کے بارے میں مختصر سا بیان دیا۔ مسٹر پی مہیندر ناتھ وزیر مارکٹنگ نے تجویز پیش کی کہ تحدید اراضی، جبری محنت کا خاتمہ اور دوسرے معاشی اقدامات کے بارے میں جو کمزور طبقات کی بھلائی کی غرض سے کئے گئے ہیں تازہ معلومات حاصل کرنے کے لئے ضلع کی جائزہ کمیٹی کا اجلاس ڈویژنل سطح پر منعقد کیا جاناچاہئے جائزہ کمیٹی نے وزیر مارکٹنگ کی تجویز پر غور کرنے کے بعد اسے قبول کرلیا۔

کمیٹی کی جانب سے یہ خیال ظاہر کیا گیا کہ پالمور کے مزدور جوسخت محنت کرنے کے عادی ہیں جبریہ محنت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس بارے میں سروے کرنے پر غور کیا گیا تاکہ اندازہ لگایا جاسکے کہ ریاست کے تمام پراجکٹوں میں کتنے مزدور ہیں۔ کمیٹی نے ضلع میں تحدید اراضی پر عمل آوری کا بھی جائزہ لیا۔ کمیٹی نے یہ محسوس کیا کہ اراضیات کا حصول اور تقسیم بہت قلیل مقدار میں ہوئی ہے۔ کمیٹی نے ہریجنوں اور کمزور طبقات کے لیئے مکانات کی اراضی کے حصول کا بھی جائزہ لیا۔

مندروں سے ہونیوالی آمدنی کو بینکوں میں مشغول کیا جائیگا :

مسٹر جے۔ وینگل راؤ چیف منسٹر نے مچھلی پٹنم میں ۷ لاکھ روپیے کی لاگت سے تعمیر کئے جانے والے کلیانہ منٹپم کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے چیف منسٹر نے کہا کہ حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام مندروں کی آمد کا ۲۰ فیصد حصہ بینکوں میں محفوظ سرمائے کی حیثیت سے اس شرط پر مشغول کیا جائے کہ یہ بینک کمزور طبقات کی امداد کیلئے اختیار کی جانیوالی ترقیاتی سرگرمیوں میں رقم بطور قرض دیں۔

مسٹر ساگی سوریہ نارائن راجو وزیر ھندو اوقاف نے جلسے کی صدارت کی اور مسٹر یم - وی - کرشنا راؤ وزیر تعلیم نے تروملا ترو پتی دیو ستھانم کا ثقافتی سرگرمیوں کی ترقی میں امداد دینے پر شکریہ ادا کیا -

چیف منسٹر نے ٹیچرس گلڈ ھوم کا سنگ بنیاد بھی رکھا جو سابق صدر نشین ضلع پریشد کرشنا مسٹر بناسالیتی مسٹر کوٹیشور راؤ کے نام سے موسوم کیا گیا ھے -

بنجر زمینات کی تقسیم :

ضلع چتور کے انتظامیہ نے امرجنسی کے نفاذ کے بعد سے اب تک ۳۲ هزار ایکر سرکاری زمینات بے زمین غرباء میں تقسیم کی ھیں اسطرح زمینات کی تقسیم میں ایک ریکارڈ قائم کیا ھے - ضلع کے انتظامیہ کی جانب سے اب تک تقسیم شدہ اراضی ۲.۷ لاکھ ایکر ھے مزید ۷۰ هزار ایکر قابل تقسیم اراضی موجود ھے -

تقریباً ۱۹ هزار ایکڑ پٹے پر دی ہوئی زمین کو کمزور طبقات میں تقسیم کرنیکا پروگرام ھے - متمول زمیندار جو سرکاری زمینات پر قابض ھیں انہیں زمینات سے بے دخل کرنے کے اقدامات کئے گئے ھیں - اس ضمن میں تمام کاروائیاں مکمل کرلی گئی ھیں اور اراضی کو کمزور طبقات میں تقسیم کیا جا رھا ھے -

دیہی علاقوں میں جمہوریت کی فضاء

مسٹر پی - سہندر ناتھ وزیر مارکٹنگ کو عوام کی جانب سے سینکڑوں کی تعداد میں نمائندگیاں وصول ہوئیں جنکا خصوصیت سے ہریجنوں اور عوامی مسائل سے تعلق تھا - تعلقہ کنسٹرکشن ورکرز اسوسی ایشن کی جانب سے منعقد کردہ ایک جلسے عام میں عوام کی کثیر تعداد شریک ہوئی جسکی بدولت یہ محسوس ہورھا تھا کہ گاندھیائی جمہوریت کے تصور اور جذبے سے ضلع محبوب نگر کے دیہی علاقوں کی فضاء پر ھے اور عوام کے دل جمہوریت کی طلب و احساس اور نظریات سے بھرے ہوئے ھیں -

بنیادی سطح پر ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کی عمل آوری کے تعلق سے تازہ معلومات کے حصول اور حقیقت سے روشناس ہونیکے جذبے کے تحت وزیر مارکٹینگ نے شادنگر - محبوب نگر - اچم پیٹھ - ناگر کرنول - کولا پور تعلقوں کے مواضعات کا دورہ کیا - ان علاقوں کے کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے عوام نے وزیر موصوف سے نمائندگی کی کہ انہیں مکانات کی زمین - کاشت کرنیکے لئے زمینات اور پینے کے پانی کی باؤلیاں آبپاشی کے لئے کمیونٹی باؤلیاں وغیرہ کا انتظام کیا جائے -

مسٹر سہندرناتھ نے کہا کہ مسٹر جے - وینگل راؤ چیف منسٹر کو اس بات سے خاص دلچسپی ھیکہ عام آدمی کے موقف کو معاشی اعتبار سے مستحکم کیا جائے اور وزیر آعظم کا ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام ہریجنوں اور کمزور طبقات کی بہتری کے لئے تیار کیا گیا ھے -

اس با مقصد دورے کی اھم غرض عوام کو جمہوری ملک کے ایک شہری کی حیثیت سے انکے حقوق سے آگاہ کرنا اور معاشی پروگرام کی عمل آوری میں تعاون کرنے پر انہیں آمادہ کرنا تھا -

جلسے عام میں سڑکوں پر پل تعمیر کرنے - سوشیل ویلفیر ھاسٹلوں کے بچوں میں لباس کی تقسیم - اسکول کی عمارتوں کا انتظام کرنا - تالابوں کے بندھ کی تعمیر - بجلی کی سربراھی شکستہ تالابوں کی درستگی وغیرہ کے تعلق سے عوام نے نمائندگی کی -

ضلع ورنگل کی جائزہ کمیٹی کا اجلاس

مسٹر پی - رنگاریڈی وزیر فینانس نے مشورہ دیا کہ بے زمین غرباء میں زمینات کی تقسیم جیسی اسکیمات کی گہری جانچ کرنے کے لئے سرکاری اور غیر سرکاری اشخاص کی جماعتیں مختلف مقامات کا دورہ کریں اور دیکھیں کہ مذکورہ اسکیمات کے مطلوبہ نتائج بر آمد ہوئے ھیں یا نہیں -

مسٹر رنگاریڈی ضلع ورنگل کی ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کی جائزہ کمیٹی کے اجلاس کو مخاطب کررھے تھے اس کمیٹی کے ارکان میں ارکان اسمبلی ، پارلیمنٹ اور سرکاری عہدہ دار شامل ھیں جسکے صدر مسٹر پی - رنگاریڈی وزیر فینانس ھیں اور ضلع ورنگل میں ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کی عمل آوری کی حد تک ضلع ورنگل کے انچارج ھیں -

مسٹر رنگاریڈی نے ممبروں سے کہا کہ انہیں پروگرام کے تمام پہلوؤں کی جانچ کے مواقع حاصل ھیں اور وہ پروگرام کی مناسب عمل آوری کے لئے تجاویز پیش کرسکتے ھیں لیکن انہیں چاھئے کہ انتظامیہ کے قانونی اختیارات میں مداخلت نہ کریں - انہیں چاھئے کہ وہ صرف عوامی شکایات کی جانب متعلقہ سرکاری عہدہ داروں کی توجہ مبذول کرائیں تاکہ انکا ازالہ کیا جاسکے -

مسٹر رنگاریڈی نے متعاقب کارروائیوں کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ صرف زرعی زمینات - مکانات کی تعمیر کے لئے اراضی کی تقسیم سے زمینات حاصل کرنے والے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا - اس کے لئے ان اشخاص کو قرض کی

سہولتیں وغیرہ فراہم کرنا چاہئے ورنہ اس پروگرام کا مقصد ھی ختم ھو جائیگا ۔

انہوں نے کہا کہ بے زمین غریبوں میں ۳ لاکھ ایکر مکانات کی اراضی کے علاوہ ۲۲ لاکھ ایکر زمین تقسیم کی گئی ۔ وزیر فینانس نے تجویز پیش کی کہ سڑکوں اور آبرسانی کی سہولت بہم پہنچانے کے لئے رھائشی مکانات کی اراضی کی فراھمی کے تعلق سے بلاکس کی تشکیل دی جا سکتی ھے ۔ انہوں نے کہا کہ تقسیم شدہ تمام رھائشی زمینات پر مکانات کی تعمیر کرنا حکومت کے لئے ممکن نہیں اور مشورہ دیا کہ زمینات حاصل کرنےوالے اپنی کوآپریٹیو سوسائیٹیاں بنا کر مکانات کی تعمیر کے لئے ادارہ جاتی مالیہ حاصل کریں ۔

ضلع کی جائزہ کمیٹی کی اس ماہ کے اوائل میں دوبارہ تشکیل کے بعد جائزہ کمیٹی کا یہ پہلا اجلاس ھے ۔ کارروائی کے آغاز کرنے میں ورنگل ضلع ریاست کے تمام اضلاع میں آگے ھے ۔ کمیٹی کے ارکان نے ایجنڈے میں ترتیب دئے ھوئے مختلف امور پر آزادانہ تبادلہ خیال کیاجس میں اشیائے ضروریہ ، سرکاری اخراجات میں کفایت ، قانون تحدید اراضی ، قانون قولداری ، جبریہ محنت زرعی مزدوروں کے لئے اقل ترین اجرتیں اور کارآموزوں سے متعلق قانون کی عمل آوری وغیرہ شامل تھے۔

سرکاری طور پر کمیٹی کو مطلع کیا گیا کہ ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد سے اشیائے ضروری کی قیمتوں میں قابل لحاظ کمی ھوئی ھے ۔ کمیٹی کو یہ بھی بتایا گیا کہ ضلع میں ۵۰ ہزار ھیکٹر زمین پر زیادہ فصل دینے والے اقسام کی پیداوار اگانے کی تجویز ھے۔

ایک سہیلا سوپربازار کے علاوہ ضلع کے تمام تعلقہ جات میں سوپربازار کام کررھے ھیں ۔ لیوی اسکیم کے تحت ضلع کی مارکٹنگ سوسائٹیوں نے ۳۰ لاکھ کنٹل دھان جمع کئے ھیں ۔ ضلع میں جبریہ محنت کے واقعات کی کوئی اطلاع اب تک نہیں ملی ۔

بھگوان مہاویر میوزیم کے سنگ بنیاد کی تنصیب

مسٹر سوھن لال سکھاڈیا گورنر آندھرا پردیش نے ۱۵ ۔ مئی کو حکومت کی جانب سے تعمیر کی جانیوالی بھگوان مہاویر میوزیم کا سنگ بنیاد رکھا ۔ جسکی تعمیر پر ایک لاکھ روپئے کا خرچ آئے گا ۔ یہ میوزیم پرکاشم سینٹنزی پارک کے قریب تعمیر کیا جائے گا ۔

اس موقع پر تقریر کرتے ھوئے گورنر نے کہا کہ قدیم زمانہ کی چیزیں نیز فن اور سنگتراشی کے نمونوں کو جمع کر کے محفوظ کیا جانا چاہئے ۔ تاکہ ھندوستانی تہذیب اور رواج کی عکاسی ھو سکے ۔ انہوں نے کہا کہ میوزیموں کے ذریعے نہ صرف قدیم تہذیب اور رواج کی عکاسی ھونی چاھئے بلکہ اس سے قوم کی تاریخ کا بھی علم ھونا چاھئے ۔ انہوں نے مقامی جین اسوسی ایشن کی جانب سے عطیے دینے پر مبارکباد دی اور اپیل کی کہ بھگوان مہاویر کی یاد میں منائے جانے والی سینٹنزی تقاریب کے سلسلے میں ایسے پراجکٹوں کا آغاز کریں۔

مسٹر بی ۔ یل ۔ سنجیوا ریڈی ڈسٹرکٹ کلکٹر نے جلسے کی صدارت کرتے ھوئے کہا کہ رائلسیما میں یہ اپنے قسم کی پہلی میوزیم ھے ۔ انہوں نے کہا کہ محکمہ مال ۔ اطلاعات اور متعلقہ محکموں کو باخبر کردیا گیا ھے کہ وہ فن اور سنگ تراشی کے نمونے جمع کرے۔

مسٹر راجچندرا سورتی میوزیم اور آثار قدیمہ کے رجسٹریشن آفسر نے مجوزہ میوزیم کا مختصر خاکہ پیش کیا ۔

مسٹر رتن چند رنکا نے شکریہ ادا کیا ۔

بعدازاں گورنر نے یتیم خانے کے احاطے میں مسلم یتیم خانے کے دوسرے حصے کی تعمیر کا سنگ بنیاد رکھا ۔ مسٹر محمد رحمت اللہ ۔ پی ۔ نے صدارت کی ۔

گورنر نے یتیم خانہ کی کمیٹی کو مبارکباد دی کہ وہ ۳۸ سال سے اس یتیم خانے کو چلارھی ھے اور ممبروں سے اپیل کی کہ وہ یتیم بچوں میں ذات پات کے فرق میں پڑے بغیر ایکتا اور اتحاد پیدا کریں ۔ انہوں نے کمیٹی کو یقین دلایا کہ وہ اقامت کے اخراجات ۲۰ روپئے سے ۴۰ روپئے تک بڑھانے کے مطالبہ پر غور کرینگے ۔ گورنر نے یتیم بچوں میں لباس تقسیم کیا ۔

انہوں نے موضع ونٹی میٹا تعلقہ سدھوٹ میں سری کوڈنڈا راماسوامی مندر کے قریب ۵۰ ہزار روپئے کی لاگت سے تعمیر کردہ ایک پولٹری کا افتتاح کیا ۔ یہ رقم تروملا ترو پتی دیوستھانم کی جانب سے دی گئی ۔

گریجنوں کے مسائل پر دو روزہ سمینار

سریکاکلم میں گریجنوں کے مسائل پر منعقدہ دو روزہ سمینار کا افتتاح کرتے ھوئے وزیر ھریجن اور گریجن ویلفیر منسٹر مسٹر بی ۔ سری رام مورتی نے کہا کہ قبائلیوں کے معیار زندگی کو سماج اور جمہوریت کے استحکام کے لئے میدانی علاقوں میں رھنے والوں کے معیار زندگی کے مساوی کیا جانا

باقی صفحہ ۳۹ پر

جلالی شاهجہاں پوری

فضیلت ہند کی کہانی

کچھ اپنوں اور کچھ غیروں کی زبانی

خاک ہند کی عظمت اور آسماں رسیدگی ہمیشہ شک و شبہ سے بالا تر رہی ہے خطیبان عذب البیان کی بے غرض مدح سرائیاں اسکے لئے وقف رہی ہیں ، زلف فطرت کے گرہ کشا فلسفیوں نے اس کے حکمت پزدہ فلسفہ کو ہمیشہ سرا ہا ہے ، جالینوسان جہاں اس کے طبی دستر خوان کے ریزہ چیں رہے ہیں ، دنیا کے فکری اور صناع ذہنوں نے اس کے تخلیقی ذہن اور اختراعی دماغ کے سامنے ہمیشہ نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے ، جہاں نوردوں نے اس عروس الممالک کے صرف دیدار سے مشرف ہونے کے لئے شہروں شہروں اورملکوں کی خاک چھانی ، پرخار راستوں ، سنگلاخ زمینوں پر آبلہ پائی کی صدہا صعوبتیں اٹھائیں لیکن انکی ہمت مردانہ نے راستہ سے منہ نہ موڑا ، اور اس بزم فطرت کی رنگینیوں کے مشاہدہ سے دریطہ حیرت میں پڑ گئے ، نقاشان عالم نے اسکی صورت گری اور نقاشی کے سامنے مانی و بہزاد کے مصورانہ شاہ کاروں کو افسانہ در افسانہ سے زیادہ اہمیت نہ دی ، علمائے زمانہ اس کے ہمہ داں ودیا ساگروں کے سامنے ایک ادنی تلمیذ کی حیثیت سے زانو نشیں ہوئے ، محققین زمانہ اسکی پر اسرار وادیوں میں آثار قدرت کی تلاش وجستجو میں ہر قسم کی تکلیف و مصیبت برداشت کرتے رہے لیکن ان وادیوں کی جلوہ فروشیوں کے نظاروں نے ان کے چہروں پر تکان کے آثار ظاہر نہ ہونے دئے ، طالبان صحت کو اسکی سر سبز و شاداب کوہستانی بلندیاں اور نشیب کے مرغزاری حصے صرف دعوت صحت ہی نہیں دیتے رہے بلکہ اس کے یہ صحت نواز اور زندگی بخش خطے اجسام مردہ میں روح زندگی دوڑانے میں اپنی نظیر نہیں رکھتے ، یہاں کی بل کھاتی گنگناتی اور رسیلی غزلیں گاتی رواں دواں ندیاں دیدۂ نظارہ بین کے لئے صد ہزار جلوہ سامانیاں اپنے جلو میں رکھتی آئی ہیں - سعدی شیرازی نے ایران کی زمین شور دیکھکر نصیحت کی تھی :-

زمین شور سنبل برنیاید * درو تخم عمل ضائع مگرداں

لیکن یہاں کی نمو پرور آب و ہوا کا زمین شور میں سنبل و تکاں کی روئیدگی ایک ادنی سا چٹکلا ہے ، بے آب و گیاہ میدانوں اور سنگریز خطوں کو گل پوش و سمن بر بنادینا اسکا ایک مستقل مشغلہ ہے - بلکہ خاک کے منجمد ذروں میں روح روئیدگی دوڑانا اسکا ایک ادنی کرشمہ ہے :-

نہ روید ہزیں زمیں برگ گیاہے * کہ بنود میل اوبا کہرباۓ

چنانچہ یہ اسی آب و ہوا کا اثر تھا کہ یہاں کے باسیوں میں شعور و دانش اور فہم و ذکا کی قوتیں سب سے پہلے ابھریں -

محب اللہ بہاری نے اپنی مشہور زمانہ عربی کتاب " مسلم الثبوت " میں لکھا ہے کہ

" بعض بزرگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ہند کے شمالی پہاڑوں میں ایک برہمن رہتا تھا جس نے ہند کی آب و ہوا کے خوش گوار اثرات سے کچھ ایسے اصول وضع کرلئے تھے جن کے ذریعہ وہ ہر زبان کو آسانی سے سمجھ لیتا تھا " -

ڈاکٹر رابرٹ سن کے بقول " روئے زمین کا کوئی ملک اپنی ضروریات

میں دوسرے ملکوں سے اتنا مستغنی
نہیں جتنا ہندوستان اسکی مناسب آب و
ہوا ، زرخیز زمین اور باشندوں کی ذہانت
نے وہ سب کچھ اس کو مہیا کردیا
جس کی اس کو ضرورت تھی " -

ذہن ہندی کی اسی شہرت کی بنا پر ڈاکٹر اقبال نے بندۂ مومن کے لئے شکوہ ترکمانی اور نطق اعرابی کے عطا ہونے جو دعائیہ پیشین گوئی کی ہے اس میں ذہن ہندی بھی شامل ہے -

عطا مومن کو پھر درگاہ حق سے ہونے والی ہے
شکوۂ ترکمانی ، ذہن ہندی ، نطق اعرابی

ہند کی عروج یافتہ تہذیب سے عربوں کے دلوں میں ایک عقیدت سی پیدا ہوگئی تھی چنانچہ حضرت عمر کے واسطے سے ایک عرب سیاح کا بیان تاریخی کتابوں میں ملتا ہے -

'' بحرھا در و جبلھا یاقوۃ و شجرھا معطر ''

یعنی '' ہندوستان کے دریا موتی ، پہاڑ یاقوت ، اور درخت عطر ہیں '' - حقیقت میں عرب سیاح کا یہ بیان اپنے اندر تشبیہ و استعارہ کی نوعیت رکھتا ہے- مقصد یہ ہے کہ ہند کے غیر ذی روح ذروں میں اسکی تہذیبی تابناکی سے جان سی پڑگئی ہے اور یہاں کے زخمی ناگن کی طرح بل کھاتے دریاؤں کے قطرات حقیقت میں تہذیب و تمدن کے چمکتے ہوئے موتی ہیں ، اور یہاں کے فلک بوس پہاڑ سینہ زمین پر بے حس و حرکت سنگی میخیں نہیں ہیں بلکہ حقیقت شناس نظروں کے سامنے دھکتے ہوئے تہذیبی یاقوت ہیں جن کی درخشندگی پر کسی کی نظر بغیر خیر گی کے جم نہیں سکتی اور یہ سر سبز و شاداب شجرہائے رنگین و پر میوہ اور گلہائے رنگا رنگ اپنی تمدنی عطر بیزیوں اور تہذیبی عنبر فشانیوں سے مشام جان کو معطر کر رھی ہیں -

تیسری صدی ھجری کے عرب شاعر ابو ضلع نے (جس نے سندھ میں سکونت اختیار کرلی تھی) ہند کی تعریف میں مدحیہ قصیدہ لکھا تھا اس کا ہر لفظ ہند سے محبت و شیفتگی اور دلبستگی کا آئینہ دار ہے - چنانچہ وہ کہتا ہے کہ

جب ہند اور اسکے شمشیر و سنان کی معرکہ جدال میں تعریف کی جارھی تھی تو میرے دوستوں نے اس سے انکار کیا جو کسی نوع سے صحیح نہیں ، میری جان کی قسم کہ یہ وہ سر زمین ہے جب اس پر پانی برستا ہے تو موتی اور یاقوت اس سے پیدا ہوتے ہیں ان کے لئے جو آرائشی سامان سے خالی ہیں اور اس کی خاص چیزوں میں مشک ، کافور ، عنبر ، عود ، اور طرح طرح کی خوشبوئیں ہیں ان کے لئے جو میلے رہتے ہیں - اور قسم قسم کے عطریات ، جائفل ، سنبل ، ہاتھی دانت ، ساگوان اور دوسری خوشبودار لکڑیاں اور صندل وغیرہ ہیں ، اس میں توتیا سب سے بڑے پہاڑ کی طرح ہے ، اور یہاں شیر ، ببر ، چیتے ، ہاتھی ہوتے ہیں ، یہاں پرندوں میں کلنگ ، طوطے ، مور ، اور کبوتر ہیں ، اور درختوں میں ناریل ، آبنوس اور سیاہ مرچوں کے درخت بھی ہیں اور ہتیاروں میں آبدار شمشیریں ہیں جن کو کبھی صیقل کی حاجت نہیں ہوتی اور ایسے نیزے بھی ہیں کہ جب وہ حرکت میں آتے ہیں تو فوج کی فوج ان سے ہل جاتی ہے اور آخر میں شاعر سوال کرتے ہوئے کہتا ہے

فہل ینکر ھذالفضل الاالرجل الاختل

'' یعنی ایسی صورت میں کیا بیوقوف کے سوا اور بھی ہندوستان کی ان خوبیوں کا منکر ہو سکتا ہے '' -

ہندی تلواروں کو صیقل کی حاجت نہ ہونا حقیقت ہے اور ہندی شمشیر سازوں کو اس پر فخر بھی رہا ہے ، سلطان التمش کے زمانہ میں فنون جنگ پر ایک کتاب '' آداب الحرب والشاعتہ '' نام کی لکھی گئی تھی مصنف نے ساخت کے لحاظ سے متعدد ممالک کے نام بتائے ہیں لیکن تیغ ہندی کو دنیا بھرکی تلواروں میں سب سے بہتر اور جوہر برش میں بے نظیر بتایا ہے ، ساتھ ھی تیغ ہندی کے مختلف نام بھی مصنف نے تحریر کئے ہیں جن میں باحری نام کی تلوار سب سے بہتر بتاتی ہے - اور یہ حقیقت بھی مصنف نے واضح کردی ہے کہ خراسان ، ایران ، عراق اور یمن کے بعض صناعوں نے باحری تلوار کی نقل اتارنی چاہی لیکن ہندوستان جیسی تیغ جوہردار تیار نہ کرسکے- مشہور زمانہ صوفی شاعر امیر خسرو کو سرزمین ہندکی رعنائیوں سے عشق تھا یہی وجہ تھی کہ اسکی پر رنگینی کو دیکھکر وہ مست و سر خوش ہو جاتے اور رقص کرنے لگتے اور جب وہ اپنے جذبات عشق صفحہ قرطاس پر قلمبند کرتے تو انکا جذبات نگار قلم بھی طاؤس کی طرح حالت رقص میں آجاتا ، موصوف نے اپنے مشہورعالم مثنوی '' نہ سپہر '' میں ایک مستقل باب فضائل ہند کے نام سے میں لکھا ہے جس میں ہند کی صہبا اثر آب و ھوا ، پھلوں پھولوں پرندوں ، جانوروں اور یہاں کے علوم و فنون اور زبانوں سے متعلق بہت سی مفید اور معلوماتی باتیں تحریر کی ہیں ، وہ ہند کو بہشت سے تشبیہ دیتے ہیں کیونکہ انکے بیان کے مطابق حضرت آدم جنت سے نکل کر ہندوستان ھی آئے تھے ان کے نزدیک سرزمین ہند اپنی خوبصورتی اور دوسری خوبیوں کے لحاظ سے خراسان او اور دوسرے ممالک سے بہت بہتر ہے اور یہ فضیات کچھ جذباتی اور فرضی نہیں ثبوت میں حقیقت پسندانہ دلیلیں بھی ہیں -

(۱) علم حساب میں صفر ہندوستان کی ایجاد ہے- صرف صفر اور ترتیب اعداد میں اسکی مقامی قیمت کا تعین ھی ذہن ہندی کی ایجاد نہیں ، بلکہ ریاضی کے بہت سے دوسرے قاعدے بھی اس کی قوت اختراع کا نتیجہ ہیں ، خصوصاً اعشاریہ ا کسور اعشاریہ ہندی ریاضی دانوں کی ایجاد ہیں - بصرہ کے مشہور فلاسفر جاحظ کا بیان بھی اسکی تصدیق کرتا ہے -

(۲) کلیلہ د منہ جس کا تر جمہ دنیاکی تمام مہذب زبانوں میں ہوچکا ہے ہندوستان ھی کی تصنیف ہے - مشہور مور یعقوبی بھی اس رائے سے کلیتاً متفق ہے -

(۳) فن موسیقی میں جو ترقی ہندوستان میں ہوئی جو راگ راگنیاں یہاں عالم ایجاد میں آئیں وہ کسی دوسری نہیں وہ ہندی موسیقی کو آگ سے تشبیہ دیتے ہیں جو قلب روح دونوں کو جلاتی ہے اور جو دوسرے تمام ممالک سے بہ

ان کے بیان کے مطابق ہندی موسیقی صرف آدمیوں کو نہیں
روں کو بھی مسحور کردیتی ہے " عمل صالح " کے مصنف
نزدیک یہاں جتنے ماہرین موسیقی پیدا ہوئے اتنے کسی اور
، نہیں اور اسکے خیال میں ہندی موسیقی میں جلوۂ
رنگ نہیں بلکہ جلوۂ ہزار رنگ ہے ، اس میں درد دل ،
، اور دل گدازیت انتہا درجہ کی ہے ۔

(۴) شطرنج ہندوستان ہی کی ایجاد ہے ۔ خسرو کے علاوہ
سروں نے چوسر کو بھی ذہن ہندی کی ایجاد کہا ہے

(۵) سرزمین ہند میں تمام دنیا کے لوگ تحصیل علم کے
آتے رہے لیکن کوئی ہندی اس غرض سے باہر نہیں گیا ۔
نکہ علوم ہندیہ جسد بے روح نہ تھے ، ان میں روح تھی
ر صداقت و کشش بھی ، ایسی صورت میں اہل ہند کا دنیا
طرف نظر اٹھانا ہی بے سود تھا ، گھر ہی جب جواہر علمیہ
ے معمور ہو تو دوسری طرف نظر افگنی کی ضرورت ہی کیا ،
سی بناء پر تاریخ کے اوراق کسی باہر جانے والے
ندی کے نام سے خالی ہیں ، ہاں مشرق و مغرب کے صدہا
البان علم و تحقیق نے اس وسعت آباد علم میں بصد ادب قدم
کھا اور فیوض علمیہ سے فیض یاب ہوکر واپس ہوئے چنانچہ
سٹری آف فلاسفی کے مصنف ڈاکٹر ان فیلڈ نے یونان کے قدیم
بشتہ جات کے حوالوں سے متعدد یونانی فلسفیوں اور مورخوں
ہند میں آنا ثابت کیا ہے ، چینی سیاح فاہیان ، ہوانگ سانگ
ر اتسنگ وغیرہ کی ہند میں آمد ، اور علوم ہندیہ کی تحقیق اور
صول کے سلسلہ میں ہند کے گوشہ گوشہ میں چکر لگانا کوئی
ز کی بات نہیں ، غرض ان آنے والوں میں خطیبان سحر بیان
ی تھے اور مورخان حقیقت نگار بھی ، مصنف بھی اور فلسفہ
حکمت کے شیدائی بھی ، ریاضی وہندسہ کے ماہرین بھی تھے
ر علمائے بالغ نظر بھی ، صوفیان روشن ضمیر بھی تھے اور
مرائے رنگین بیان بھی ، منشیان سحر نگار بھی تھے اور صناع
تاجر بھی ، ہیئت و نجوم کے رمز شناس بھی تھے اور مناظر
رت کے نظارہ بیں بھی ۔

(۶) یہاں علم نے تمام دنیا کی نسبت زیادہ وسعت اختیار
، خسرو نے اپنے بیان میں صرف وسعت علمی کا ذکر کیا ہے
کن شیخ علی رومی نے اس سلسلہ میں دنیا کی پہلی تصنیف کا
ہرا بھی ہند کے سر باندھا ہے ، ان کے بیان کے متن سے بھی
ی کاوش تحقیق نظروں کے سامنے آجاتی ہے ۔

" اول موضع وضعت فیہ الکتب والنفجرت منہ ینابیع الحکمہ
ی الہند "

ی ہندوستان ہی وہ جگہ ہے جہاں سب سے پہلے کتاب
تصنیف کی گئی اور جہاں سے علم و حکمت کے چشمے پھوٹے ۔

(۷) اہل ہند دنیا کی زبانیں نہایت آسانی سے سیکھ سکتے ہیں اور ان میں اہل زبان کی طرح گفتگو بھی کر سکتے ہیں لیکن دوسرے ملک کا باشندہ ہندی زبانیں مادری زبان کی طرح نہیں بول سکتا ۔ اسی سلسلہ بیان میں موصوف نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ سرزمین یونان گو حکمت و فلسفہ میں مشہور ہے لیکن ہندوستان بھی اس میں تہی مایہ نہیں ، یہاں منطق بھی ہے نجوم بھی اور علم کلام بھی اور یہاں طبیعات ، ریاضیات اور ہیئت و فلکیات کے بڑے ماہر بھی ہیں ۔

ہند کے خوش رنگ خوش گلو پرندوں کے ساتھ دوسرے حیوانوں کا ذکر بھی بڑی گرم جوشی سے کرتے ہیں " یہاں کے طوطے اور شارک آدمیوں کی طرح بول سکتے ہیں یہاں کے طاؤس صد جلوہ میں عروس نو کی تمام رعنایاں جلوہ فگن ہیں ، یہاں کے گھوڑے تال سر کے ساتھ قدم اٹھاتے ہیں ۔ یہاں کے بندر اور ہاتھی بظاہر حیوان ہیں لیکن عمل میں انسان ہیں " ۔

ہند کے ثمر ہائے خوش رنگ و خوش ذائقہ میں آم کا ذکر شہد کے بوندوں جیسے شیریں الفاظ میں کرتے ہیں اور تمام دنیا کے پھلوں کا بادشاہ بتاتے ہیں اور گلہائے رنگا رنگ میں چمپا کو پھولوں کا بادشاہ اور سیوتی کو پھولوں کا محبوب کہتے ہیں ۔

ہندی پھولوں کی طرح وہ حسینان ہند کو خوبان عالم پر مثبت دلیلوں کے ساتھ ترجیح دیتے ہیں ان کے بیان کے مطابق چینی حسن ، ہندی حسن کے مقابلہ میں بالکل پھیکا ہے اسی طرح یغما اور بلخ کا حسن بھی ہندی حسن کی کشش و کہربائیت کا مقابلہ نہیں کرسکتا دلیل یہ کہ اول الذکر کے حسین تیز چشم اور ترش رو ہوتے ہیں ، خراسان کے حسین سرخ و سفید ضرور ہوتے ہیں لیکن ان پھولوں کی طرح ہیں جن میں رنگ تو ہوتا ہے لیکن خوشبو نہیں ، اور ترکی حسینوں میں عجز و انکسار کا نام نہیں وہ برف کی طرح سرد ، اور سفید ہوتے ہیں ، تاتاری حسینوں کے لبوں پر ہنسی دکھائی نہیں دیتی اور ختن کے حسن میں نمک نہیں ، سمرقند اور بخارا کی خوبصورتی میں کہربائیت کا کہیں پتہ نہیں مصر و روم کے سیمیں بدن ، ہندی مہ جبینوں کی طرح عشوہ بداماں اور نزاکت آفریں نہیں ہوتے "

ہند کی ہر قابل ذکر چیز کے بیان میں ان کا اعجاز رقم اور حقیقت نگار قلم بڑی چابکدستی سے جولاں اور متحرک نظر آتا ہے ، ہندوستان کے دیدہ زیب کپڑوں خصوصاً جنوبی ہند کے ساختہ کپڑوں کی نفاست نزاکت اور حسن و خوبی کی تعریف کرتے ہوئے موصوف نے لکھا ہے کہ

'' یہ گلاب اور لالہ کی طرح خوش رنگ و بصارت نواز ہوتے ہیں ان میں سے بعض اتنے باریک و لطیف ہوتے ہیں کہ سوئی کے ناکے میں سما جاتے ہیں حتی کے بعض کپڑے اپنی لطافت کی وجہ سے دکھائی بھی نہیں دیتے '' ۔

ہر چند یہ شاعرانہ مبالغہ آرائی ہے لیکن مقصد صرف دکھنی کپڑوں کی نفاست و خوبی کا اظہار ہے اپنے ممدوح کیقباد کے درباری زیب و زینت کے کپڑوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

'' اس میں اطلس ، زربفت اور یاقوت کے حسین ترین پردے دیواروں پر اس طرح لٹکے ہوئے تھے کہ دیوار کے پتھر اطلس و زر بفت اور یاقوت کے ہم رنگ معلوم ہوتے '' ۔

عصامی تغلقی عہد کا ایک ممتاز شاعر ہے اس نے ہند کی محبت میں فردوسی کی طرح ایک شاہ نامہ '' فتوح السلاطین '' نام سے لکھا تھا جس میں ہندوستان سے اس کے قلبی لگاؤ کا جابجا اظہار ہوتا ہے وہ لکھتا ہے

کسے کاندریں بوستان طرب * رسید از عراقین و سند و عرب
چناں بست دل اندریں خوش بلاد * کہ از مولد خود نم آورد یاد

یعنی جو کوئی بھی ہندوستان جیسے بوستان طرب میں عراق عرب ، عراق عجم ، سندھ اور عرب سے آتا ہے اسکا دل اس حسین و دلکش ملک میں ایسا لگتا ہے کہ اس کا اپنا مسکن و مولد بھی بہت کم یاد آتا ہے ۔

دوسری جگہ کہتا ہے کہ '' دنیا کے بڑے بڑے سیاح کسی جگہ ایک ماہ سے زاید قیام نہیں کرتے لیکن اگر وہ یہاں آجاتے ہیں تو سیاحت چھوڑ کر سکونت پذیر ہو جاتے ہیں اور اس ملک سے ان کو ایسی شیفتگی ہو جاتی ہے کہ اگر ان کی جان بھی چلی جائے تو وہ دل گیر نہیں ہوتے '' ۔

سرزمین ہند کی رونق و بہار کے بیان میں کہتا ہے کہ سرزمین ہند کتنی بارونق ہے کہ اس پر جنت بھی رشک کرتی ہے ۔

خوشا رونق ملک ہندوستان * کہ جنت برد رشک از بوستاں

اس کے حقیقت پسندانہ اشعار کا یہ مفہوم بھی اس کے جذبات محبت کی عکاسی اور ترجمانی کرتا ہے کہ

'' یہاں کی سرسبز و شاداب ، جوانی بدوش آغشتہ رنگ و بو اور منظر تابش و نور سرزمین تمام روئے زمین کے لئے باعث صد زینت و آراستگی ہے جیسے کسی نازنین اور ماہوش کے رخسار پر تل ، اسکی خاک سے سرخ کندھک پیدا ہوتی ہے اور اس گلشن پناہ کے چاروں موسموں کی آب و ہوا بہشت کی ہوا کی طرح ہے اور اس صد رشک ارم زمین کی مٹی گلاب سے خمیر کی ہوئی ہے اور اسکی مٹی پر شبنم بادل کی طرح اثر کرتی ہے یہ پاسبان رنگ و بو سرزمین پھلواریوں اور شجرہائے میوہ دار سے بھری ہوئی ہے ، اسکی ٹھنڈک اور اس کا سایہ اس کے گھنے درختوں کی وجہ سے ہے ، اس کی خاک بوئے گل سے معطر ہے اس کا پانی گلاب سے معطر ہے انسانیت کی اصل یہاں کی خاک کی وجہ سے ہوئی ہے ۔

خاکش بوی گشتہ اصل بشر * زیادش شدہ خوش ہوائے سحر

آگے چل کر کہتا ہے کہ '' نسیم صبح گاہی جب یہاں کے چمن پرور ، اور گلستاں نشان مزروعہ خطوں کو اپنی حیات بخش آغوش میں جھولا جھلاتی برسم سے گساراں گذرتی ہے تو ایک کیفیت سکر پیدا کردیتی ہے اور ناظر تماشہ ان مسحور کن جلووں میں گم ہو کر رہ جاتا ہے ۔

شاید مرزا غالب نے ہوا کی اسی مستی و سر خوشی سے متاثر ہو کر کہا تھا ۔

ہے ہوا میں شراب کی تاثیر * بادہ نوشی ہے باد پیمائی

سرزمین ہند میں کچھ ایسی دلکشی اور کہربائیت تھی کہ بیرونی دنیا کے ارباب کمال اور صاحبان فضل یہاں آنے کے لئے بے چین و مضطرب رہتے تھے ملک الشعراء طالب آملی ہند کی طرف قدم بڑھانے والے کو مشورہ دیتا ہے کہ جب بھی کوئی اس گلستان نشان زمین کی طرف چلنے کا ارادہ کرے تو اسکو چاہئے کہ اپنی بد بختی ایران ہی میں چھوڑ جائے ۔

بخت سیاہ خویش بہ ایران بگذار

یہی ملک الشعرا ہندوستان آنے ہوئے جب لاہور کو دیکھتا ہے تو عالم سر خوشی میں پکار اٹھتا ہے ۔

گمانم نیست کاندر ہفت کشور * بود شہرے بہ آب و تاب لاہور

یعنی ہفت کشور میں لاہور جیسا حسین و خوبصورت شہر کوئی نہیں ۔

اور پھر لاہور ، دہلی اور ملتان کے لالہ رخوں ، زہرہ جمالوں اور مست غزالوں کو دیکھ مست ہو جاتا ہے اور کہتا ہے ۔

نگاران لاہور و خوبان دہلی * بدل کردہ بودند پیوند جانم
غزالان ملتان بہ نیرنگ سازی * کہ بندند ازغمزہ دست ودہانم

شاہجہانی دربار کے ملک الشعراء ابو طالب کلیم نے ہند کی تعریف میں جو شعر کہا ہے وہ اپنی مدحیہ خصوصیت کی بناء پر آج بھی اکثر کے لوح دل پر محفوظ ہے ۔

تواں بہشت دوم گفتنش بہ ایں معنی
کہ ہر کہ رفت ازیں بوستاں پشیماں شد

یعنی سر زمین ایک دوسری بہشت ہے اس بوستان سرائے سے جو بھی گیا وہ عمر بھر پشیمان رہا دوسرے موقع پر اپنے جذبات محبت کی ترجمانی اس طرح کرتا ہے ۔

ز شوق ہند زان سا چشم حسرت برقفاد ارم
کہ روہم گر براہ آرم نمی بینم مقابل را

یعنی ہند کی محبت اور اس کے دیدار کے شوق میں میری آنکھیں اس طرح پشت پر لگی ہوئی ہیں کہ سامنے کے رخ پر نظر ڈالتا ہوں تو سامنے کا آدمی نظر نہیں آتا اور اس دامن گرفتگی کی وجہ علی قلی سلیم کے نزدیک صرف یہی تھی کہ اصحاب فن کی تکمیل یہاں آ کر ہی ہو سکتی ہے۔

نیست در ایران زمین سامان تحصیل کمال
تا نیاید سوئے ہندوستاں ، حنا رنگین نہ شد

شیدا نامی ایک شاعر نے ہند کی تعریف میں ایک عجیب استدلال سے کام لیا ہے وہ لکھتا ہے کہ اہل ایران احساس برتری کی بنا پر ہندی نژاد فارسی گو شعرا کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتے حالانکہ وہ اس حقیقت کو بھول گئے ہیں کہ حضرت آدم نے جنت سے نکل کر سراندیپ کی زمین کو اپنی ذات سے مشرف فرمایا تھا اس بنا پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت آدم ہندی ہیں اور جن لوگوں نے ہند میں نشو و نما پائی ان میں آدمیت بہت زیادہ ہے ۔

غرض جس نے بھی اس فردوس بر روئے زمین خطہ پر قدم رکھا وہ اس کا بندۂ بے دام بن گیا ، سچ تو یہ ہے کہ جس نے بھی اس عروس بہار کی طرف نظر ڈالی وہ اس کے زلف و گیسو کے پیچ و خم میں ایسا گرفتار ہوا کہ رستگاری کا نام بھی اس کے مذہب محبت میں کفر سے کم نہ رہا ۔

نالہ از بہر رہائی نہ کند مرغ اسیر
خورد افسوس زمانے کہ گرفتار نہ بود

ابوالفضل نے آئین اکبری میں ہند کے حیوانات و نباتات اور جمادات پر سیر حاصل بحث کی ہے اور ہند کے علوم و فنون اور فن موسیقی میں سروں اور راگ رانیوں کی ایسی تفصیل بیان کی ہے جس سے فن موسیقی کے اکثر ماہرین بھی پورے طور پر واقف نہ ہوں گے ۔

حقیقت میں سرزمین ہند وہ مقدس سر زمین ہے جہاں آسمانی خلافت اور نبوت کا ظہور ہوا ، اور حضرت آدم سر اندیپ میں اتارے گئے اسی لئے یہ کہنا حق بجانب ہے کہ نور محمدی کا ظہور ، سے پہلے اپنے جد امجد کی پیشانی میں اسی سرزمین پر جلوہ فگن ہوا ، اور اس خاک کے ذروں کو منور کیا، علامہ سیوطی نے اپنی تفسیر " در منثور "، میں متعدد روایتیں اسی مفہوم کی نقل کی ہیں کہ " حضرت آدم جنت سے نکل کر سر زمین ہند میں تشریف فرما ہوئے اور اپنے ساتھ جنت کی تمام خوشبودار چیزیں بھی لیتے آئے ۔ مولانا اخلاق حسین قاسمی کے نزدیک ہند میں ہبوط آدم کا ثبوت آپ کے جلیل القدر لڑکے اور رسول حضرت شیث علیہ السلام کا اجودھیا فیض آباد میں آسودۂ راحت (۱) ہونا ہے علامہ سید سلیمان ندوی نے " عرب و ہند کے تعلقات "، کے صفحہ دو پر ابن جریر ، ابن ابی حاتم اور حا کم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ " ہند میں ہبوط آدم کی جگہ کا نام وجنا ہے اور موصوف کی رائے میں یہ وجنا ہند کا دکھن یا دکھنا ہے جو ہند کے جنوبی حصہ کا نام ہے "، اسی بنا پر کسی حقیقت نگار نے لکھا ہے کہ

ہند است کہ نعم البدل فردوس است
آدم ز بہشت ہیں کہ افتاد بہند

چونکہ ہر قسم کے مسالے اور خوشبودار چیزیں اسی جنوبی ہند سے مشرق وسطی کے علاقوں میں پہنچتی تھیں اور پھر عربوں کی وساطت سے مشرق و مغرب کے اکثر ممالک میں جایا کرتی تھیں اس لئے انکے نزدیک یہ چیزیں ان تحائف کی یادگار ہیں جو حضرت آدم جنت سے لائے تھے ، ان تحائف لذیذہ میں لیموں، کیلا، امرود اب بھی یہاں موجود ہیں ، ایک دوسری روایت میں صاحب " در منثور "، نے گنگا اور دریائے سندھ کو جنت کے دریا کہا ہے "سبحۃ المرجان فی آثار ہند "، میں میرآزادعلی بلگرامی ہند میں ہبوط آدم کو فضائل ہند میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ " سرزمین ہند میں ہبوط آدم کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی پہلی وحی ہند میں نازل ہوئی ، چونکہ نور محمدیؐ حضرت آدم کی پیشانی مطہر میں " امانت تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم کا ابتدائی ظہور اسی سر زمین پر ہوا ، مقصد یہ کہ رسول آخرالزماں کی ذات اقدس ، اور خدا کے آخری پیغام یعنی اسلام کا سرزمین ہند سے خاص تعلق ہے اور اسی تعلق خاص کی بنا پر سرور عالم نے ایک دن فرمایا تھا کہ مجھے ہند کی طرف سے ربانی خوشبو آرہی ہے "، علامہ اقبال نے اسی ارشاد کو اساس بنا کر یہ شعر سپرد قلم کیا ہے ۔

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے ، میرا وطن وہی ہے

تفسیر ابن کثیر جلد اول کے صفحہ ۸۰ پر حضور اکرم کے صحابہ کرام اور تابعین عظام سے متعدد ایسی احادیث اس

(۱) ہندوستان قدرت کا بیش قیمت عطیہ از مولانا قاسمی ۔

بارے میں نقل کی گئی ہیں جن سے سرزمین ہند کی تاریخی عظمت پر روشنی پڑتی ہے گو علامہ ندوی کے نزدیک یہ روایتیں فن روایت کے مقررہ اصول پر پوری نہیں اترتیں پھر بھی موصوف کی رائے میں عربوں کا اس مردم خیز خطہ سے موروثی تعلق کا اظہار ضرور ہوتا ہے ۔ اس سلسلہ میں علامہ موصوف '' عرب و ہند کے تعلقات ،، میں رقم طراز ہیں کہ '' سادات عظام کا بڑا حصہ حضرت زین العابدین کی نسل سے ہے اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نسبی تعلق ایران کے شاہی خاندان کے بجائے خاندان برامکہ کی وساطت سے سرزمین ہند سے ہے اس لئے عرب کے اشرف و اقدس خاندان کے پیدا کرنے میں ہند کا نسبی حصہ ہے ،، ۔

علامہ سیوطی نے در منثور میں حضرت کا یہ قول نقل کیا ہے کہ '' اطیب ریحاً ارض الہند ،، یعنی سب سے بہتر اور معطر آب و ہوا سر زمین ہند کی ہے اسکا شاعرانہ ترجمہ اس شعر میں موجود ہے ۔

خوشبو سے اسکی ساری دنیا مہک رہی ہے
نسرین و نسترن ہے ہندوستاں ہمارا

عورتوں کا ہندہ نام رکھنا بھی عربوں کا ہند سے خصوصی تعلق کا بین ثبوت ہے ۔

مشہور فلاسفر جاحظ مورخ یعقوبی ، اور ادریسی کی متفقہ رائے ہے کہ '' اہل ہند نجوم و حساب ، فلسفہ و طب اور ادب و اخلاق میں تمام دنیا سے بہت آگے ہیں ، فن تعمیر ، مصوری اور موسیقی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے ، انکی ذہانت و شجاعت کے سامنے اہل چین کی کوئی حقیقت نہیں افسانوی ادب کی روح کلیلہ دمنہ انہی سے ہم کو ملی ہے ، '' سدھانت ،، جس سے عربوں ، ایرانیوں اور یونانیوں نے فائدہ اٹھایا ہے انہی کی ذہانت و طباعی کا نتیجہ ہے ، صداقت و ایمانداری میں دنیا بھر کے معتمد ہیں ، جوتش و نجوم میں ان کا کوئی مقابل نہیں فن طب کے بعض عجیب راز اور مہلک امراض کی دوائیں ان کو معلوم ہیں ۔ 9 تک ہندسے لکھنے کا طریقہ چونکہ عربوں نے اہل ہند سے سیکھا تھا اسی وجہ سے اہل عرب اس طریقہ حساب کو '' ارقام ہندیہ کہتے آئے ہیں ،، تمثیلی حقائق میں ڈوبا ہوا ' نغمہ اقبال ، ' سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا ،

صرف شاعرانہ رنگ بیان یا طائر تخیل کی پرواز نہیں بلکہ حقائق نگاری ہے ۔ دنیا کا کوئی صاحب فکر اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا نہ

سب فلسفی ہیں خطہ مغرب کے رام ہند
روشن تر از سحر ہے زمانہ میں شام ہند

مسٹر نہارنٹن ، جان کوپر اور پی ڈیوی کی ملی جلی رائے ہے کہ '' یورپ کو تہذیب و تمدن کی روشنی سے منور کرنے والے یونانی و روما جب خود قعر جہالت میں مقید تھے ہندوستان مذہبیت کی دولت سے مالا مال تھا اور عقل و خرد کی دنیا میں مشہور اور جس زمانہ میں لندن کا کوئی نام بھی نہیں جانتا تھا ہندوستان صنعتی اور تمدنی دنیا کا سب سے بڑا مرکز تھا ،، مختصر یہ کہ جب یونان ، مصر کی انجمن میں شمع علم روشن بھی نہ ہوئی تھی اسوقت اس وادی کہن میں مہر علم و دانش پوری تابناکی سے چمک رہا تھا اور اس خاک دل نشیں سے علم و حکمت کے وہ طویل و عریض چشمے جاری تھے جن سے چین و عرب کی سر زمین سیراب ہو رہی تھی ۔

اس خاک دل نشیں سے چشمے ہوئے وہ جاری
چین و عرب میں جن سے ہوتی تھی آبیاری
سارے جہاں پر جب تھا وحشت کا ابر طاری
چشم و چراغ عالم تھی سر زمیں ہماری
شمع ادب نہ تھی جب یوناں کی انجمن میں
تاباں تھا مہر دانش اس وادی کہن میں

* * * * *

ں کے ساتھ جاری ہے۔

۔ آدمی اور مشین ایک دوسرے

ں ۔

محمد شمس الدین تاباں

غزل

یہ ایسا دور ہے کس کی سمجھ میں آئے کون
مجھے پتہ نہیں کون اپنے ہیں پرائے کون

جہاں حسن و محبت سے لو لگائے کون
اس آزمائی مصیبت کو آزمائے کون

ہر اک کمال ہے گویا زوال آمادہ
بہار لالہ و گل کے فریب کھائے کون

تمہیں بہلانے کی کوشش تو کر رہا ہوں مگر
تمہی بتاؤ کہ رہ رہ کے یاد آئے کون

یہ حسن و عشق کی دنیا ہمارے دم سے ہے
جو ہم نہ ہوں تو زمانے کے ناز اٹھائے کون

تمہی بتاؤ کہ یہ کس کی ذمہ داری ہے
میرے وجود میں چپکے سے یوں درآئے کون

یہ زخم زخم محبت سہی مگر تاباں
یہ چوٹ چوٹ ہے پھر بھی یہ چوٹ کھائے کون

* * * *

معراج طاہر

ہمارے قومی شاعر پنڈت برج نرائن چکبست

هر ادب ایک مخصوص مادی ماحول میں پرورش پاتا ہے۔ اور ارتقاء کے منازل طے کرتا ہے ۔ قوموں کی تاریخ بنانے میں اقتصادی اور ثقافتی حالات کی بڑی اہمیت ہوتی ہے اور ان سے ادب کا متاثر ہونا ناگزیر ہے چونکہ سماج کی ہر تبدیلی اور ترقی براہ راست انسانی جد و جہد کا نتیجہ ہوتی ہے ۔ اسلئے سماجی تبدیلیوں کا اثر ہمارے ذوق و وجدان اور احساس پر بھی اسی طرح پڑتا ہے جسطرح عام مادی مظاہر پر پڑتا ہے ۔ مختصر یہ کہ اردو میں قومی ادب کی کمی نہیں ہے بلکہ اس سلسلہ میں ہمارے پاس جو سرمایہ موجود ہے اسے دیکھکر ہمارا سر فخر سے بلند ہوجاتا ہے۔ اردو ادب نے ہماری قومی تاریخ کے سب سے اہم موڑ پر جو نمایاں خدمات سر انجام دیں اور انگریزوں کے خلاف بغاوت کے جذبات ابھارنے اور آزادی کی تحریک کو آگے بڑھانے میں جس طرح بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اسے ہم کبھی فراموش نہیں کر سکتے ۔

قومی ادب کی ابتدا دیر میں ضرور ہوئی لیکن اس دیر کا سبب یہ نہیں تھا کہ ہمارے ادیب درباروں سے وابستہ تھے ۔ بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ زوال پذیر درباروں اور خانقاہوں نے ہماری شاعری کو صالح قومی عناصر سے محروم کردیا تھا ۔ ارباب نظر جانتے ہیں کہ سبھی زبانیں سلطنت مذہب اور تجارت کے بل بوتے پر آگے بڑھتی ہیں ۔

دراصل اردو ہمارے متوسط طبقے کی محبوب اور عوام کی منظور نظر زبان تھی اسے ہمیشہ میر ۔ مصحفی ۔ انیس ۔ نظیر ، اکبر اور چکبست جیسی گرانقدر ہستیاں دستیاب ہوتی رہیں ۔

پنڈت برج نارائن چکبست ایک محب وطن اور قومی شاعر کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں یہ بات قابل ذکر ہے کہ چکبست نو سال کی عمر سے ہی شعر کہنے لگے تھے ۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب ہندوستان میں غلامی کا احساس عام ہوگیا تھا ۔ اور سیاسی آزادی کے لئے کش مکش بھی شروع ہو چکی تھی ۔ گذشتہ نصف صدی میں آزادی کی یہ جد و جہد ہندوستانی تاریخ کی اہم ترین تحریک تھی تمام ذکی الحس ہندوستانی اس تحریک کی طرف مقناطیسی قوت سے کھنچتے چلے آرہے تھے ۔ شعراء نے بھی اس تحریک میں حصہ لیا ۔ اکبر پہلے اردو شاعر ہیں جن میں یہ احساس پیدا نظرآتا ہے لیکن سرکاری خدمت اور خانگی حالات کی مجبوری سے وہ علی الاعلان اپنے مسلک کا اظہار نہ کرسکے ۔ اقبال کے کلام میں یہ احساس پوری قوت کے ساتھ ظاہر ہوا ۔ لیکن اقبال کے حب وطن کے نظریے میں ہلکا سا مگر بنیادی تغیر ہوگیا تھا ۔ چکبست شروع سے آخر تک وطن اور قوم کی محبت میں ڈوبے رہے ۔

چکبست نے ۱۹۰۵ع سے قومی شاعری شروع کی تھی ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قومی شاعری کا الہام چکبست نے اقبال کے کلام سے حاصل کیا چنانچہ چکبست کی ابتدائی نظموں جیسے خاک ہند ، وطن کا راگ ، آوازۂ قوم ، وغیرہ پر اقبال کے اثرات ثبت ہیں لیکن بعد میں چکبست نے انفرادیت قائم کرلی تھی ۔

چکبست کی شاعری کے زبردست محرکات ۔ وطن اور قوم کی محبت تاریخی یا پبلک واقعات مناظر اور مذہبی عقائد ہیں ۔ لیکن ان میں پہلا محرک سب سے زیادہ قومی ہے انکی شاعری کا بیشتر حصہ قوم اور وطن کی محبت کے احساس سے پر ہے ۔ اردو شاعری میں قومی احساس حالی کے زمانے ہی سے پیدا ہو چکاتھا ۔ اقبال خیالی ، ذہنی اور روحانی ہر طرح کی نجات کے خواہش مند تھے ۔ لیکن چکبست سیاسی و معاشرتی غلامی سے خلاصی چاہتے تھے انکی یہ خواہش انکی نظموں میں بہت ہی صنعت گرانہ انداز میں ظاہر ہوتی ہے انکی نظم ''فریاد قوم'' کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں ۔

ہے آج اور ہی کچھ صورت بیاں میری
تڑپ رہی ہے دھن میں زباں میری
چھدیں گے قلب و جگر تیرے فغاں میری
لہو کے رنگ میں ڈوبی ہے داستاں میری
مبالغہ نہیں تمہید شاعرانہ نہیں
غریب قوم کا ہے مرثیہ ، فسانہ نہیں

قوم کے سچے فدائی کی طرح چکبست کو قوم کی خوشی سے انبساط اور تکلیف سے رنج ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ایسے موقعوں پر اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتے تھے اور ان کی بھر پور عکاسی کے لئے وہ قلم کا سہارا لیتے تھے انکا دل قوم کی اس حالت زار پر تڑپ اٹھتا تھا۔ انکا تخیل اقبال کی طرح کوئی بلند فلسفیانہ تخیل نہیں تھا چکبست کا نصب العین صاف اور سادہ ہوتا تھا۔ آزادی کی راہ میں فرقہ وارانہ کش مکش سے روڑے اٹک رہے تھے اقبال کے ساتھ چکبست کا دل بھی اس نزاع پر جلتا تھا۔ چکبست اس پر اظہار تاسف کرتے ہیں لیکن انکی شاعری میں قنوطیت نہیں پائی جاتی اقبال کی طرح وہ بھی رہ جاتی ہیں۔ چکبست ہندوستان کے لئے ایک متحدہ قومیت کا خوش گوار خواب دیکھ رہے تھے اور جب اس خواب کی تعبیر میں الجھنیں پڑتی نظر آتیں تو وہ بے تاب ہو جاتے تھے۔

نئے جھگڑے نرالی کاوشیں ایجاد کرتے ہیں
وطن کی آبرو اہل وطن برباد کرتے ہیں
بلائے جان ہیں یہ تسبیح اور زنار کے پھندے
دل حق بیں کو ہم اس قید سے آزاد کرتے ہیں
قوم کی شیرازہ بندی کا گلہ بیکار ہے
طرز ہندو دیکھکر رنگ مسلماں دیکھکر
انتشار قوم سے جاتی رہی تسکین قلب
نیند رخصت ہو گئی خواب پریشاں دیکھکر

چکبست کو خاک ہند اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھی انکو ہندوستان کے ذرے ذرے سے انس و محبت تھی اور اپنی ایک نظم خاک ہند میں یوں مدح سرائی کرتے ہیں۔

اے خاک ہند تیری عظمت میں کیا گماں ہے
دریائے فیض تیرے لئے رواں ہے
تیری جبیں سے نور حسن ازل عیاں ہے
اللہ رے زیب و زینت کیا اوج عز وشاں ہے
ہر صبح ہے یہ خدمت خورشید پر ضیا کی
کرنوں سے گوندھتا ہے چوٹی ہمالیہ کی

ایک بار کلکتہ یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر کرزن نے اپنی تقریر میں ہندوستان کی تہذیب و اخلاق پر بہت نا روا حملے کئے اسی واقعہ سے متاثر ہو کر چکبست نے اک نظم ”کرزن سے جھپٹ“ لکھی اور یہ نظم اودھ پنچ کے اخبار میں شائع کرائی۔

جس سے ناشاد رعایا ہے وہ ہے دور تیرا
کردیا ملک کو اس پانچ برس میں چوپٹ
بس تیرا چل نہ سکا قحط و وبا سے کچھ بھی
شہر ویران ہیں آباد ہوئے ہیں مرگھٹ
اب مناسب ہے یہی کیجئے پنجرا خالی
ہم بھی خوش آپ بھی خوش اور نہیں کچھ جھنجھٹ
تو ہوجائے جو راضی تو قسم سر کی تیرے
کر کے چندہ تجھے ہم لے دیں ولایت کا ٹکٹ

چکبست نے نہ صرف قومی نظمیں لکھیں بلکہ غزلیں بھی لکھی تھیں لیکن غزل کی فضا کو محدود پاکر وہ مرثیوں کی طرف مائل ہوئے لیکن زمانے کے رجحانات اس قدر بدل گئے کہ یہ کام بھی ان سے نہ ہو سکا البتہ انہوں نے رامائن کے بعض دلچسپ اور موثر واقعات کو مسدس کی شکل میں انیس کے انداز میں لکھا ہے انکی یہ نظم حزنیہ ہے اور اس میں ڈرامائی عنصر بڑی حد تک موجود ہے، نظم کا اٹھان مرثیہ کے اس قدر مشابہ ہے کہ اگر کسی انجان شخص کے سامنے اسکے بعض ٹکڑے رکھ دئے جائیں تو وہ انکو مرثیہ کے بند سمجھے گا مثال کے لئے ذیل کا بند ملاحظہ ہو۔

رخصت ہوا وہ باپ سے لے کر خدا کا نام
راہ وفا کی منزل اول ہوئی تمام
منظور تھا جو ماں کی محبت کا انتظام
دامن سے اشک پونچھ کے دل سے کیا کلام

چکبست نے بعض قومی رہنماؤں کے انتقال پر مرثیے بھی لکھے ہیں۔ مناظر قدرت پر بھی آپ نے چند نظمیں لکھی ہیں سیر ڈیرہ دون، منظر نگاری، جزئیات نگاری، صفائی اور قطعیت کے اعتبار سے اردو شاعری میں ایک بیش بہا اضافہ ہے۔

چکبست کا مذاق سخن بہت سادہ مگر شستہ تھا انکا ذہن صالح اور انکے شخصی خواص منفرد تھے۔ اسلئے انکی شاعری سادہ صنعت گری کا نمونہ ہے۔ جسکا مطالعہ ہمارے قلوب میں انبساط پیدا کرتا ہے اور ہماری روح اور اخلاق کی تہذیب کا بھی غیر شعوری طور پر سبب بن سکتا ہے۔

چکبست کی شاعری کی اصل اہمیت یہ ہے کہ وہ حقیقی ہندوستانی شاعری معلوم ہوتی ہے اسکی روح اور قالب دونوں ہندوستانی ہیں۔ انکی شاعری میں تنگ نظری یا مذہبی تعصب نام کو نہیں ہے حب وطن سے ان کا دل مملو تھا انکی شاعری مبالغہ آمیزی سے کوسوں دور ہے ان تمام گو ناگوں خوبیوں کی بناپر انکی شاعری ابر آلود فضا میں بھی مسرت کی ایک شعاع بن کر چمکتی نظر آتی ہے۔

چکبست کی شاعری سیدھی سادھی ہونے کی وجہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گی کیونکہ انکی شاعری قوم کی زندگی سے وابستہ ہو گئی ہے۔

* * *

نصرت قریشی

قلمکار

نظم

اداس راھوں کی تیرگی میں چراغ فکر و نظر جلائے
نحیف کاندھوں پہ زندگی کی صلیب ھنس کر میں ڈھو رہا ھوں
سلگتے لمحوں میں حسن نغمہ، بکھر گیا تھا جو اشک بن کر
تلاش کرکے حسین نغموں کی ایک مالا پرو رہا ھوں

بکھر گیا ھوں برنگ شبنم، بچشم پرنم، بصورت غم
اداس تنہائی کی چتا پر میں جسم اپنا جلا رھا ھوں
نہ کوئی نالہ، نہ کوئی آنسو، نہ کوئی نوحہ کناں ھے مجھ پر
میں زندگی کے اداس مقتل میں آپ اپنا ھی مرثیہ ھوں

سلگتی تنہائیوں کے صحرا میں جل گئیں ھمسفر صدائیں
ھجوم بیچارگی کا زنداں بھی روح ھستی کو ڈس گیا ھے
نہ ھم سخن، ھمزباں ھے کوئی، نہ مونس درد جاں ھے کوئی
حد نظر تک خلاء کی صورت بس ایک سناٹا ھی ملا ھے

کبھی کبھی جشن زندگی میں سلگتے زخموں کے پھول لے کر
حسین چہروں کے آئینوں پر غموں کی پرچھائیاں چھوڑ آیا
نگار خانوں میں بھیگی شامیں، کرم کا پیکر بنی ھیں جب بھی
میں 'ذات' کو خول میں چھپا کر خوشی کی پروائیاں چھوڑ آیا

کبھی کبھی جسم کا یہ زنداں بھی گھٹتی چیخوں کی گونج بن کر
اداس لمحوں میں ساز ھستی کو زخمی نغمے عطا کرے ھے
دلوں کے صد چاک پیرھن ھیں، دریدہ تن اپنا ھی کفن ھیں
عظیم قدروں کا نور لے کر، مرا قلم روشنی بھرے ھے

عدم زدہ ھے وجود پھر بھی، وجود پیہم کی داستاں ھوں
میں کرب کے بیکراں سمندر میں زندگی بن کے جاوداں ھوں

* * * * * *

حسن الدین احمد آئی - اے - یس

سید جلال الدین توفیق حیدر آبادی

اعلحضرت میر محبوب علی خاں نظام حیدرآباد کا سفر کلکتہ (۱۸۸۴ع) سیاسی وجوہات کی بناء پر کئی اندیشوں کا باعث تھا ۔ یہی وجہ تھی کہ جب اعلحضرت اس سفر سے کامیاب و کامران لوٹے تو شہر حیدرآباد میں ان کا شاندار استقبال کیا گیا ۔ دیوان دیوڑھی کے پاس ایک کمان پر یہ قطعہ لکھوایا گیا تھا ۔

هزار شکر کہ کلکتہ سے مرا آقا
خدا کے فضل سے منصور و کامیاب آیا

شہ دکن کی سواری دکن میں آ پہنچی
پلٹ کے برج میں پھر اپنے آفتاب آیا

شاہ دکن نے جو خود بھی شاعر تھے اور آصف تخلص فرماتے تھے اس قطعہ کو بہت پسند کیا ۔ اور شاعر سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی ۔ عہدہ دار متعلقہ طلبی کا مژدہ لے کر شاعر کے گھر پہنچے تو بیس سالہ شاعر دوسرے دروازہ سے باہر نکل چکا تھا ۔

توفیق عمر بھر انکساری ۔ خود داری اور خاکساری کا نمونہ رہے لال بہادر شاستری پرائم منسٹر بننے کے بعد پہلی مرتبہ حیدرآباد تشریف لائے تو انہوں نے ایر پورٹ پر توفیق کا یہ شعر پڑھا تھا ۔

رہے سلامت جو خاکساری کبھی تو اپنی ہوا بندھے گی
کبھی تو اٹھیں گے گرد بن کر کبھی تو اونچا غبار ہوگا

۱۹۶۴ع کے حیدرآبادیوں میں سے بہت کم لوگ یہ جانتے ہوں گے کہ یہ شعر حیدرآباد کے ایک قابل فخر شاعر کا تھا اور یہ کہ اس شاعر نے پچاس سال قبل حیدرآباد کے ادبی حلقوں میں ایک تہلکہ مچا رکھا تھا ۔ جس شاعر کا جادو جمہوریہ ہند کے وزیر اعظم کے سر چڑھ کر بول رہا تھا وہ اس بات کا بہ ہمہ وجوہ مستحق تھا کہ ۱۹۶۴ع میں اس کی سو سالہ سالگرہ منائی جاتی اہل اردو کو تو یہ سعادت حاصل نہ ہو سکی لیکن لال بہادر شاستری نے اس شعر کو پڑھ کر توفیق کو اپنا خراج عقیدت پیش کردیا ۔ انہوں نے خود اسکے اپنے شہر میں ایک فراموش کردہ شاعر کا شعر سنا کر در اصل اس بات کو ظاہر کردیا کہ انہیں اردو ادب سے کتنا گہرا لگاؤ ہے ۔ ساتھ ہی اس شعر کے ذریعہ انہوں نے اپنی شخصیت اور اندازفکر کو بھی اجاگر کیا ۔

ایک اور انداز سے توفیق کو شائد اس سے بڑا خراج عقیدت اس وقت مل چکا تھا جب کہ شاعر مشرق علامہ اقبال نے اسی غزل سے متاثر ہو کر اس زمین میں ایک غزل مارچ ۱۹۰۷ ع میں لکھی جس کا مطلع ہے۔

زمانہ آیا ہے بے حجابی کا عام دیدار یار ہوگا
سکوت ہے پردہ دار جس کا وہ راز اب آشکار ہوگا

اور توفیق کی ایک غزل جس کا مطلع ہے ۔

سکوں آموز بیتابی ہے فرقت میں فغاں میری
ٹہرتا ہے جو دل پہلو میں چلتی ہے زباں میری

سے متاثر ہو کر اس زمین میں ایک غزل

نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

لکھی اور اسی طرح توفیق کی مشہور غزل جس کا مطلع ہے :

کبھی پردہ در ہوں میں راز کا کبھی ہوں میں پردۂ راز میں
کہ حقیقت اک مری مشترک ہے حقیقت اور مجاز میں

کی زمین میں ایک غزل ۔

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

لکھی اور اگر پروفیسر عبدالقادر سروری کا کہنا درست ہے تو اقبال کی یہ غزل توفیق کی بلندی کو نہیں پہنچ سکتی ۔

توفیق اور اقبال ہم عصر تھے ۔ ربع صدی تک یعنی ۱۸۹۶ع (جب کہ اقبال کی شاعری کی ابتدا ہوئی) سے ۱۹۲۱ع تک (جب کہ توفیق کا انتقال ہوا) دونوں نے مل کر شاعری کی ایک ہم عصر ، دور افتادہ اور خلوت پسند شاعر سے اقبال کا متاثر ہونا کافی اہمیت کی حامل بات ہے ۔

ایک دوسرے انداز سے توفیق کو خراج تحسین اس وقت ملا تھا جب خواجہ الطاف حسین حالی نے جو سرکاری مہمان کی حیثیت سے ۱۹۰۵ء میں حیدرآباد تشریف لائے تھے ، توفیق کا کلام سن کر فرمایا تھا " استاد مرحوم (مرزا غالب) زندہ ہوتے تو آپ کے کلام کی خوب داد دیتے " ۔

لیکن اعتراف فن کے ان انفرادی واقعات کو چھوڑ کرجن کی گنتی انگلیوں پر بھی پوری نہیں ہو پاتی اس شاعری کو جو اعتراف سے بےنیاز ہے زمانی اور مکانی ہر دو اعتبار سے اتنا محدود رکھا گیا کہ کل شمالی ہند والے توفیق سے نا واقف تھے آج تو اہل دکن کے لئے بھی وہ غیر معروف ہیں ۔ یہ ہے بے اعتنائی کی معراج ۔

سید جلال الدین توفیق ۱۸۶۳ء میں بمقام سکندرآباد پیدا ہوئے ۔ انکا تعلق سادات سہدویہ سے تھا ۔ انکے جد اعلی سید علی گجرات کے رہنے والے تھے جو سلطان ابراھیم قطب شاہ کے عہد میں حیدرآباد آئے ۔

توفیق کے والد سید ابراھیم محکمہ کوتوالی میں ملازم تھے ۔ وہ شاعر بھی تھے اور تصدیق تخلص کرتے تھے ۔ وہ نا سخ کے شاگرد تھے ۔

تصدیق نے اپنے فرزند توفیق کی تعلیم و تربیت کا خاص اہتمام کیا توفیق نے بیس سال کی عمر میں اردو ۔ ھندی ۔ فارسی ۔ عربی ۔ طب ۔ منطق ۔ رمل ۔ خطاطی اور موسیقی میں دسترس حاصل کی ۔ اور محکمہ کروڑگیری میں درجہ سوم کے اھلکار ہوگئے لیکن جلد ھی اس ملازمت کو چھوڑ کر صدر محاسبی میں ملازم ہوگئے ۔

حصول ملازمت کے بعد اپنے پھوپی زاد بھائی سید علی مدد گار صدر محاسبی کی دختر سے شادی کی ۔ کچھ ھی عرصہ بعد انکی رفیقہ حیات نے داغ مفارقت دیا اور توفیق

نہ ہو خلاف میں قسمت امید کیا توفیق
موافق اپنا اگر روزگار ہو بھی گیا

کی تفسیر بن گئے ۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے دوسری شادی کی ۔ دوسری بیوی کے بطن سے انکے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں ۔ ایک صاحبزادے سید امیرالدین توصیف شاعر تھے اور انہوں نے توفیق کے مجموعہ کلام کی اشاعت کا اہتمام بھی کیا ۔

توفیق ۱۳ ، ۱۴ سال کی عمر ھی سے شعر کہتے تھے ۔ انہیں شاعر بنانے میں انکے والد تصدیق کا بڑا ھاتھ رہا ۔ توفیق ابتداً ان ھی سے اصلاح سخن لیا کرتے تھے ۔

توفیق نے ابتداً روایاتی انداز کو اپنایا ۔ اور وہ لکھنوی دبستان شاعری کے زیر اثر رہے ۔ پھر غالب اور مومن کے رنگ میں نہایت کامیابی کے ساتھ طبع آزمائی کی ۔ انہوں نے مومن کی کامیاب تقلیدکی ۔ جب مومن کی ایک غزل پر خمسہ لکھا تو داغ دھلوی کو کہنا پڑا کہ " میں مولانا توفیق کے اس خمسہ کو تخمیس نہیں سمجھتا بلکہ یہ کہونگا کہ خاں صاحب (مومن خاں مومن) نے اپنی غزل پر آپ تخمیس فرمائی ہے " ۔ اسی طرح توفیق نے غالب کی بیشتر غزلوں پر غزلیں ھی نہیں کہیں بلکہ غالب ھی سے مضامین کو اپنے طور پر باندھا ہے اور خوب باندھا ہے غالب کے کلام کی ساری خوبیاں ان کے ھاں ملتی ھیں اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ غالب کے رنگ میں بھی کامیاب رہے ۔ توفیق نے اپنی غزلوں میں مکالمے پیش کئے ھیں یہ ان کا خاص انداز ہے جسکی مثال اردو شاعری میں مشکل ھی سے ملے گی ۔ یہ تمام دلچسپ تجربے کرنے کے بعد وہ اپنی شاعری کے آخری دور میں اپنا مخصوص اسلوب بنانے میں کامیاب ہوگئے ۔ انہوں نے تقریباً تمام ھی اصناف سخن میں طبع آزمائی کی لیکن بنیادی طور پر وہ غزل کے شاعر ھیں ۔

توفیق نے جو تصانیف اپنی یادگار چھوڑی ھیں ان میں مطبوعہ بھی ھیں اور غیر مطبوعہ بھی ۔ نثر میں بھی ھیں او شاعری میں بھی ۔ اردو میں بھی ھیں اور فارسی میں بھی ۔ نیرنگ خیال ۔ انجمن خیال اور بزم خیال اردو کلام کے مجموعے ھیں ۔ ایک مختصر مجموعہ کلام ان کے شاگرد رحمت علی رفیق نے " گل میں توفیق " کے نام سے مرتب کیا تھا اور اسکو شمس الاسلام پریس میں طبع کروا کر ۱۹۰۹ء میں شائع کیا گیا تھا جو اب عدم دستیاب ہے ۔

دوسرا انتخاب فانوس خیال کے نام سے خود توفیق نے ترتیب دیا تھا ۔ اس کی اشاعت کا اہتمام مولوی عبدالوھاب عندلیب نے کیا تھا ۔ نصف حصہ کی تصحیح خود توفیق نے کی تھی ۔ لیکن عمر نے وفا نہ کی ۔ ابھی یہ مجموعہ زیر اشاعت ھی تھا کہ ۲۱ ۔ اگست ۱۹۲۱ء کو توفیق کا انتقال ہوگیا ۔ اس طرح فانوس خیال کا پہلا ایڈیشن ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا ۔ اس کی طباعت مطبع اعظم جاھی میں ہوئی تھی ۔ یہ اب تقریباً عدم دستیاب ہے ۔ دوسرا ایڈیشن انکے فرزند سید امیر الدین توصیف نے خاص اہتمام سے ۱۹۳۶ء میں طبع کروایا ۔ اس کا مقدمہ عبدالرزاق راشد نے لکھا ہے ۔

جذبات توفیق اردو کی ۹۰ اور فارسی کی ۱۰ غزلیات کا مجموعہ ہے ۔ صد پارہ دل سو فارسی رباعیات کا مجموعہ ہے جو شائع ہوچکا ہے فارسی دیوان غیر مطبوعہ ہے ۔ نثری تصانیف میں تذکرہ شعرائے فارسی موسوم بہ جواھر خانہ دکن غیرمطبوعہ

ہے۔ الحقائق۔ اسلوک غیر مطبوعہ رسالے ہیں۔ رسالہ علم عروض غیر مطبوعہ ہے ۔ زہریلی قربانی غیر مطبوعہ اردو ڈرامہ ہے ۔

ادھر چند روز قبل دھلی کے چند اھل ذوق حضرات کو میں توفیق کے چند اشعار جو مجھے پسند ھیں سنا رھا تھا مثلاً

مری شہر میں مجھے کھینچ لائیں فریب دے کے وگرنہ میں
وہ طلسم عالم راز ھوں کہ رھا ھوں مدتوں راز میں

پیدا ھوا ھوں جب سے آمادہ فنا ھوں
بے تابی شرر ھوں بربادی ھوا ھوں

آئے خیال میں بھی تو حد خیال تک
مل کر بھی وہ رہے تو ھمیشہ جدا رہے

ھزارھا پردۂ حیا میں بھی جلوہ گر حسن یار ھوگا
چھپے گا جتنا یہ راز بن کر اسی قدر آشکار ھوگا

جھکی جاتی ہے گردن بار احساں مروت سے
ھم اس سے سر سے ملتے ھیں جو ھم سے دل سے ملتا ہے

خود حسرت گم نامی شہرت مجھے دے لیگی
خود مجھکو اڑا لے گی بے بال و پری میری

توفیق بزم خیال میں نہ ملے گا میرا پتہ کہیں
نگہ حقیقت شوق ھوں مجھے ڈھونڈ چشم مجاز میں

ان حضرات کی توفیق سے عدم واقفیت اور ساتھ ھی ان اشعار کو اردو شاعری کے چوٹی کے اشعار قرار دینے پر مجھے اس ادبی جرم کا شدید احساس ھورھا تھا جو ھم اھل دکن سے اردو کے ایک بڑے شاعر کے تعلق سے سرزد ھوا ہے ۔ اب بھی شائد بہت دیر نہیں ھوئی ہے کہ توفیق کا حقیقی اور شایان شان تعارف کروایا جائے اور انکے مطبوعہ لیکن نا پید اور غیر مطبوعہ کلام کی اشاعت وسیع پیمانہ پر کروائی جائے ۔

* * *

(صفحہ ۳۲ سے آگے)

چاھئے ۔ انہوں نے کہا کہ نظرانداز کئے ھوئے قبائلوں کی ترقی پر خصوصیت سے توجہ کی جانی چاھئے ۔

وزیر موصوف نے گریجن ڈیولپمنٹ کے لئے کام کرنے والے عہدیداروں کو تلقین کی کہ وہ گریجنوں کی بہبودی کے لئے تیار کی گئی سرکاری اسکیمات کو سخت محنت ۔ جوش اور جذبے کیساتھ رو بہ عمل لائیں انہوں نے کہا کہ ریاست میں ۱۶ لاکھ قبائل رھتے ھیں جس میں سے ۷ لاکھ قبائل جو ۲ لاکھ خاندانوں پر مشتمل ھیں ایجنسی علاقوں میں رھتے ھیں ھر خاندان کو روزگار کے مواقع فراھم کرتے ھوئے ترقی کرنے کی ترغیب دی جا چاھئے ۔ حکومت بھی اب غریب قبائل کو ترقی دینے کے لئے ایجنسی علاقوں میں صنعتیں قائم کرنے پر غور کر رھی ہے ۔

وزیر موصوف نے کہا کہ ضلع پریشد وں کے موازنے میں رکھی گئی ۲ کروڑ کی رقم خرچ نہیں کی جا سکی یہ ایک افسوس ناک بات ہے ۔

بشمول خواتین کے تقریباً ۵۰۰ قبائلیوں نے سمینار میں حصہ لیا ۔ سمینار میں زرعی پیداوار پائیڈو کاشت ۔ ذیلی روزگار ۔ اسمال اسکیل انڈسٹریز ۔ تعلیم ۔ سماجی تعلیم نشہ بندی ۔ امداد باھمی ۔ قبائلیوں کے قرضے وغیرہ پر تبادلہ خیال کیا گیا ۔

* * * *

یس - یچ - یچ - عقیل ہاشمی

نذر قلی

یہ صدیوں پرانی ہے، اک داستاں
آج بھی کتنی تازہ ہے
اور خوشگوار

اک محبت کے رسیا نے ڈالی بنا
" شہراخلاص " کی اس جگہ - بے گماں
وہ متوالا ساجن تھا
اک تاجور

صاحب سیف اور وہ قلم کا دھنی
جسکی خاطر بسایا " نگر " دلنشیں

وہ تھی محبوبہ دلنواز و حسیں
آرزوؤں کے سائے میں جاگے تھے " بھاگ "

گنگا جمنی تھی تہذیب
اسکا سہاگ

پھر مروت و اخلاق کے گارے چونے کی اینٹیں چنیں
وسعتیں بام و در کی جو نازاں ہوئیں
طلعتیں علم و فن کی فروزاں ہوئیں
رفعتیں بن گئیں ساری — اوج فلک
ذکر اسکا ہے ہر ہر ورق سے عیاں —

اے قطب شاہ ہے تری دعا مستجاب
آج بھی " شہر لوگاں سے معمور " ہے
" جیسے دریا میں رکھیا ہے من با سمیع "

* * * *

نعیم راھی

ضرب صوت

کچھ درندہ صفت بھیڑیئے
اپنے ناپاک عزائم کو لیکر اٹھے
زندگی کے حسین شہر کو ڈھائینگے ۔
رھنمائی کا اوڑھے ھوئے اک لبادہ
یسے جمہوریت کو کچل دیں!
قوم کے جسم پر کینسر کی طرح یہ ابھرتے گئے
پھر اک آواز اٹھی
ظلمتوں میں نئی نور کی اک کرن جگمگانے لگی
جس کی طاقت کی کرنوں سے کینسر بھٹے
اور جمہوریت کو صحت مل گئی۔
ایک آواز اٹھی
ایسی آواز سارے جمہور نے
اپنے سینے سے جس کو لگایا
دیویوں ، دیوتاؤں کے لب پر ھنسی آگئی
بیس نکتے فضاؤں میں لہرا گئے ۔
پیار کو زیست کو اک اماں مل گئی
کاروان جنوں پھر سے بڑھنے لگا
مشعلیں جل اٹھیں۔
راستے اپنی منزل پہ جانے لگے
پھر سے جمہور کو زندگی مل گئی
آگہی مل گئی۔

* * * * * * *

عوامی امیدوں کی تکمیل کا دور

(۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کے بارے میں ضمیمہ)

اس پروگرام کے ۲۰ نکات ان پہلوؤں پر محیط ہیں جنہیں ہم عوام کے بعض کمزور ترین طبقات کی مدد کے لئے اہم ترین سمجھتے ہیں ۔ یہ پروگرام ان تمام سرگرمیوں کے ایک جز کی حیثیت رکھتا ہے جو ملک کی ترقی کے لئے کی جا رہی ہیں ۔ عوام سے ہم نے جو وعدے کئے ہیں ان کو پورا کرنے کے قابل بننے میں ہماری اعانت بالاخر زیادہ پیداوار اور بڑھی چڑھی ترقیاتی جد و جہد سے ہی ہوگی ۔

— وزیر اعظم
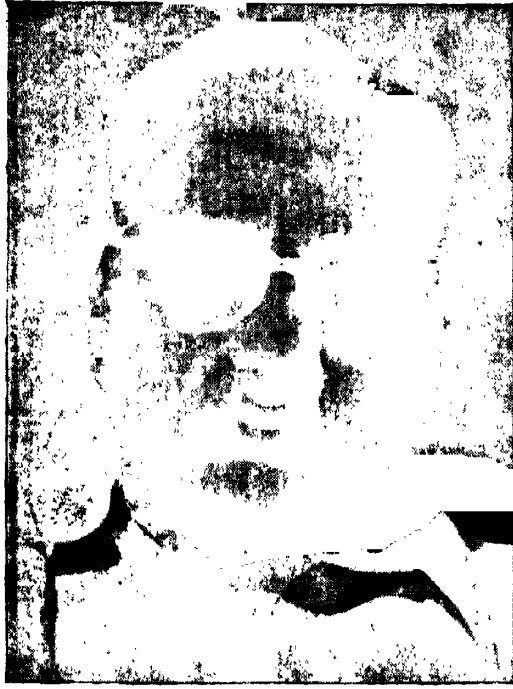
چیف منسٹر شری جے۔ وینگل راؤ

۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام نے دیہاتوں میں زندگی کی ایک نئی روح پھونک دی ہے - ملک کے دوسرے علاقوں کی طرح آندھرا پردیش میں بھی اس پروگرام کو پوری قوت اور جوش و خروش کے ساتھ روبہ عمل لایا جارہا ہے - نئے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے حکومت کی مشنری پوری طرح سے سرگرم عمل ہے لیکن عوام کے تمام طبقات کی جانب سے جو حمایت ، تعاون اور اشتراک حکومت کو مل رہا ہے وہ پروگرام کی کامیاب عمل آوری میں سب سے بڑا اور اہم عنصر ہے - یہ پروگرام در اصل عوام کا پروگرام ہے -

پروگرام کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے یکم نومبر ۱۹۷۵ سے ۱۷- نومبر ۱۹۷۵ تک ایک آندھرا پردیش فیسٹیول منعقد کیا گیا - پھر ۳۰ - جنوری ۱۹۷۶ ع کو یوم ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام منایا گیا - ان تقاریب نے ریاست کے تمام علاقوں کے عوام میں زبردست جوش و خروش پیدا کردیا -

اگلے صفحات میں ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کے تحت آندھرا پردیش میں جو اہم سرگرمیاں جاری ہیں ان کا ایک سرسری خاکہ پیش کیا گیا ہے - ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام غریب دیہاتیوں اور سماج کے کمزور طبقات کی ترقی اور آسودگی کے لئے ایک منشور کی حیثیت رکھتا ہے - قوم نے جن نئی منزلوں کا تعین کیا ہے ان کو پالینے کے لئے ہم پورے عزم کے ساتھ آگے بڑھتے رہیں گے -

* * * *

۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام

تعارف :

اگلے صفحات میں وزیر اعظم کے ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کی آندھرا پردیش میں عمل آوری اور اس سلسلے میں اختیار کردہ تدابیر کے اہم خد و خال پیش کئے جاتے ہیں -

ریاستی حکومت نے اس پروگرام کی عمل آوری کا مسلسل جائزہ لیتے رہنے کے لئے اقدامات کئے ہیں - اس مقصد کے تحت چیف منسٹر کی صدارت میں ریاستی سطح کی ایک جائزہ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے -اضلاع کی سطح پر بھی کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں جو ۲۰-نکاتی معاشی پروگرام کی عمل آوری کا جائزہ لیتی رہتی ہیں اور اس سلسلے میں ایسی سفارشات پیش کرتی ہیں جن سے تیز رفتار اور موزوں کارروائیاں کرنے میں مدد ملتی ہے- حال ھی میں تشکیل دی ہوئی ان کمیٹیوں کے صدور ، وزراء ہوتے ہیں اور متعلقہ ضلع کے ممبران پارلیمنٹ و ریاستی مقننہ نیز عہدہ داران ضلع ان کے اراکین ہوتے ہیں -

۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے پورے آندھرا پردیش میں یکم نومبر ۱۹۷۵ع سے ۱۹ - نومبر ۱۹۷۵ ع تک تقریبات کا ایک تہوار سا منایا گیا پھر ۲۴ - جنوری ۱۹۷۶ ع کو ریاست میں یوم ۲۰-نکاتی معاشی پروگرام منایا گیا - ان تقریبات میں عوام نے جس جوش و خروش کے ساتھ حصہ لیا اس سے عوام کے تمام طبقات میں اس پروگرام کی بے پناہ مقبولیت کا ثبوت فراہم ہوتا ہے -

(۱) اشیائے ضروریہ کا حصول اور انکی قیمتوں پر نگرانی -

زرعی پیداوار میں اضافہ ——سرکاری اخراجات میں کفایت -

غذائی اجناس کے حصول میں اضافے کے لئے اور اشیائے ضروریہ کی سربراھی میں بہتری کے لئے نیز کمزور طبقات میں ان اشیاء کی منصفانہ تقسیم یقینی بنانے کے لئے بڑے پیمانے پر متعدد تدابیر اختیار کی گئیں -

غذائی اجناس کا حصول -

حالیہ برسوں کے دوران میں ریاست کے اندر حاصل کردہ چاول کی مقدار میں زبردست اضافہ ہوا ہے جیسا کہ ذیل کے تختے سے ظاہر ہوتا -

سال	حاصل کردہ مقدار (لاکھ ٹن میں)
۱۹۷۱ - ۷۲	۲,۶۲
۱۹۷۲ - ۷۳	۳,۲۴
۱۹۷۳ - ۷۴	۷,۱۲
۱۹۷۴ - ۷۵	۸,۸۳
۱۹۷۵ - ۷۶	۱۲,۰۰

۷۶ - ۱۹۷۵ کے لئے ۹,۰۰ لاکھ ٹن کا جو نشانہ مقرر کیا گیا تھا اس سے اب تک حاصل کردہ مقدار تجاوز کر گئی ہے اور ابھی وصولی جاری ہے - توقع ہے کہ سال کے اختتام تک حاصل کردہ مقدار ۱۲ لاکھ ٹن ہو جائیگی -

گذشتہ دو برسوں کے دوران میں حصول کے نظام کی یہ اہم خصوصیت رہی کہ راست کاشتکاروں سے حاصل کردہ مقدار جو ۷۳ - ۱۹۷۲ ع میں صرف ۱۰۰۰۰ ٹن تھی سال ۷۵ - ۱۹۷۴ ع میں ساڑھے چار لاکھ ٹن سے زیادہ ہو گئی -

غذائی اجناس کے حصول میں اضافے کی بدولت ہماری ریاست مرکز کی جانب سے کمی والی ریاستوں کی ضروریات کے

کے لئے قائم کردہ غذائی اجناس کے ذخیرے میں بڑھ چڑھ کر حصہ ادا کرنے کے قابل بن سکی۔ ۱۹۷۴-۷۵ع میں مرکزی ذخیرے میں ۵،۲۰ لاکھ ٹن چاول جمع کئے گئے جبکہ سال رواں کے دوران میں مرکزی ذخیرے کے واسطے ۷ لاکھ ٹن مقدار کی اجرائی عمل میں آئی ہے۔ مرکزی ذخیرے کی خاطر اجرائیوں کے علاوہ ریاستی حکومت نے ۱۹۷۴-۷۵ع کے دوران میں دوسری ریاستوں کو برآمد کرنے کے لئے ۸۰ ہزار ٹن چاول مختص کئے۔ اسی طرح جاریہ سال کے دوران میں اس مقصد کے لئے ایک لاکھ ٹن کا پیشکش کیا گیا ہے۔

جاریہ سال کھلے بازار میں زرعی اجناس کی قیمتیں امدادی سطح کے قریب قریب گر جانے کے نتیجے میں حکومت نے کاشتکاروں سے متعلقہ نرخوں پر دھان کی خریدی کے لئے ۲۸۰ مراکز خریدی کھولنے کے انتظامات کئے ہیں۔ اس اقدام کی بدولت متعلقہ سطح سے اوپر قیمتوں کے استحکام میں زبردست مدد ملی ہے۔

اجناس کے حصول کی مقدار میں زبردست اضافے کے باعث حاصل کردہ اجناس کو ذخیرہ کرنے میں مشکلات درپیش آرہی ہیں۔ اس سلسلے میں فوڈ کارپوریشن آف انڈیا نے ذخیرہ کرنے کے لئے کچھ زائد انتظامات کئے ہیں لیکن ان انتظامات میں مزید اضافہ کرنا ہے اور کم سے کم ۳ لاکھ ٹن زائد اناج کے ذخیرے کیلئے ریاست میں انتظامات کی فراہمی بالکلیہ طور پر لازمی اور ضروری ہے۔

تقسیم اور قیمتیں

ریاست میں ۲۰ ہزار سے زائد ارزاں فروشی کی دوکانات کے ذریعہ اشیائے ضروریہ جیسے چاول، گیہوں، گیہوں سے بنی ہوئی چیزیں۔ دالیں اور شکر کی تقسیم عمل میں لائی جارہی ہے جن میں امداد باہمی کی جانب سے چلائی جانے والی متعدد دوکانیں بھی شامل ہیں۔ دوکانات ارزاں فروشی کی کارکردگی کی نگرانی کے لئے دیہی اور شہری علاقوں میں غذائی مشاورتی کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ عوامی شعبے کی ایجنسیوں کے ذریعے دالوں کی خریدی اور صارفین کی امداد باہمی انجمنوں کے ذریعہ ان کی فروخت کے انتظامات بھی شروع کئے گئے ہیں۔

خواتین کا سوپر بازار

سخت محنت ہی کامیابی کا راز ہے ۔

اشیائے ضروریہ کی تقسیم میں صنعتی مزدوروں، طالب علموں اور کمزور طبقات کی ضروریات کا خصوصی طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔ صنعتی اداروں کی کینٹینوں کو گیہوں کی اشیا کی سربراہی سے تقریباً ۵۰ ہزار مزدوروں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ چاول ، گیہوں ، شکر اور گیہوں سے تیار ہونے والی اشیا کی طلبا کے اقامت خانوں کو فراہمی سے ۱,۳۲ لاکھ طلبا مستفید ہوتے ہیں جن میں درج فہرست اقوام اور درج فہرست قبائل سے تعلق رکھنے والے ..... طلبا شامل ہیں ۔

اشیا ضروریہ کی چور بازاری اور ذخیرہ اندوزی کے انسداد کے لئے مختلف احکامات نگرانی کو سختی کے ساتھ نافذ کیا جا رہا ہے ۔ بڑے کاشتکاروں میں دھان کی وافر مقدار کو چھپالینے کے رجحان کی حوصلہ شکنی کے لئے ایسے احکامات جاری کئے گئے ہیں جنکے بہ موجب بڑے کاشتکاروں کو اپنے اسٹاک کے متعلق ماہواری اطلاع نامے داخل کرنے کا پابند کیا گیا ہے۔ اس تدبیر کی بدولت غذائی اجناس کی قیمتوں پر بڑا اچھا اثر مرتب ہوا ہے ۔ ساتھ ہی ساتھ بین ریاستی چوکیوں کی کارکردگی کو موثر بنایا گیا ہے تاکہ ریاست کی سرحدوں پر اسمگلنگ کی روک تھام بہتر طور پر عمل میں لائی جائے ۔

اختیار کردہ مختلف تدابیر کے نتیجے میں ایمر جنسی کے فوراً بعد کھلے بازار میں غذائی اجناس کی قیمتوں میں زبردست کمی رونما ہوئی ہے ۔ اپریل ۱۹۷۵ ع سے اپریل ۱۹۷۶ ع تک اشیائے ضروریہ کی تھوک قیمتوں کا نقشہ یہاں منسلک کیا جاتا ہے ۔ اس نقشے کو دیکھنے سے ظاہر ہوتا کہ اپریل ۱۹۷۵ ع میں چاول کی رائج قیمتوں کے مقابلے میں اپریل ۱۹۷۶ع میں چاول کی قیمتیں ۳۰ فیصد کی سطح تک گر گئی ہیں ۔

زرعی ترقی کی خاطر آبپاشی کے پانی اور دوسری اشیا کے استعمال میں کفایت ۔

قانونی اقدامات کا سختی کے ساتھ نفاذ قیمتوں کو قابو میں رکھنے کا ایک اہم ذریعہ ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ اشیائے ضروریہ اور خصوصیت کے ساتھ غذائی اجناس کی پیداوار میں وسیع پیمانے پر اضافہ کرنے اور انکی دستیابی کو اطمینان بخش بنانے کے لئے ایک طویل مدتی حکمت عملی کی تدوین بھی ضروری ہے۔ اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ریاستی حکومت کی جانب سے گذشتہ دو برسوں کے دوران میں ریاست میں تیز رفتاری کے ساتھ غذائی اجناس کی پیداوار میں معقول اضافہ کرنے کی نیت سے نئی نئی حکمت عملیاں بروئے کار لائی گئیں ۔ ان کوششوں کے

باعث جو کامیابی حاصل ہوئی اسکا اندازہ حسب ذیل تختے سے لگایا جاسکتا ہے ۔

سال	غذائی اجناس کی پیداوار (لاکھ ٹن میں)
۷۳ - ۱۹۷۲ع	۶۷٫۰۸
۷۴ - ۱۹۷۳ع	۸۶٫۶۹
۷۵ - ۱۹۷۴ع	۹۰٫۸۶
۷۶ - ۱۹۷۵ع	۹۳٫۲۹

(۷۶ - ۱۹۷۵ع کی مقدار تخمینی ہے جس میں اضافہ ہوجانے کا امکان ہے)

موافق موسمی حالات مفروض کرتے ہوئے آنیوالے سال ۷۷ - ۱۹۷۶ع کے لئے غذائی اجناس کی پیداوار کا نشانہ ۱۰۰ لاکھ ٹن تجویز کیا گیا ہے ۔ اس طرح اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ چوتھے پانچ سالہ منصوبے کے دوران میں غذائی پیداوار میں جو ٹھہراؤ پیدا ہوگیا تھا اسکو ختم کردیا گیا ہے اور ریاست اب زرعی ترقی کی راہ پر گامزن ہوگئی ہے ۔

زرعی پیداوار میں اضافہ کرنے کے پروگرام میں کامیابی ریاستی حکومت کی جانب سے اختیار کردہ مختلف تدابیر کی بدولت حاصل ہو سکی ۔ ان تدابیر میں زرعی تحقیقاتی اداروں کے ساتھ قریبی ربط کا قیام اور تحقیقاتی ماہرین کے بھر پور تعاون کا حصول، اعلی پیداوار دینے والے اقسام کے تحت ایک وسیع پیداواری پروگرام کی عمل آوری ' درکار پیداواری ضروریات کی بروقت اور متواتر فراہمی اور مقامی حالات سے نمٹنے کے لئے موزوں تدابیر پر عمل پیرائی جیسی سرگرمیاں شامل ہیں ۔ ان سرگرمیوں کا رخ زیادہ تر آبپاشی کے علاقوں کی جانب رہا لیکن خشکی کی اراضی پر کی جانے والی کاشت کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ۔ ربیع فصلوں اور جوار کی کاشت میں اضافے کے لئے حکومت کی جانب سے اختیار کردہ پروگرام خصوصیت کے ساتھ زبر دست طور پر کامیاب رہا ۔ چنانچہ ربیع فصلوں اور جوار کی پیداوار جو ۷۲ - ۱۹۷۱ع میں ۵٫۷۴ لاکھ ٹن تھی بڑھکر ۷۵ - ۱۹۷۴ میں ۹ لاکھ ٹن ہوگئی ۔

وسادھرا پراجکٹ سریکا کلم ڈسڑکٹ

سرکاری اخراجات میں کفایت شعاری اور منصوبوں کے لئے گنجائش

سرکاری اخراجات پر کڑی نگرانی رکھی جارہی ہے - جبکہ وسائل کو مجتمع کرنے کا ایک وسیع پروگرام کامیابی کے ساتھ روبعمل لایا جارہا ہے وہیں پر اس بات کا خصوصیت کے ساتھ خیال رکھا جارہا ہے کہ حاصل شدہ وسائل کو پیداواری مقاصد میں لگایا جائے - ریاستی حکومت کی جانب سے اختیار کردہ مالیاتی باضابطگی کے نتیجے میں منصوبہ جاتی خرچ جو ۱۹۷۳-۷۴ ع میں ۹۰ کروڑ روپیے تھا بڑھا کر ۱۹۷۶-۷۷ ع میں ۲۶۲ کروڑ روپیے کردیا گیا - ساتھ ہی ساتھ ریاستی حکومت نے پانچویں منصوبے کے دوران میں کوئی رقم اوورڈرافٹ پر حاصل نہیں کی بلکہ وہ قابل لحاظ رقم مد محفوظ کے طور پر بچائے رکھنے کے موقف میں رہی -

۲ - تحدید اراضی - محفوظ قولداروں کو زمینات کی منتقلی - سرکاری زمینات کی تقسیم -

رہنمایانہ قومی خطوط کی مطابقت میں آندھرا پردیش قانون اصلاحات اراضی (زرعی مقبوضوں کی حد بندی) بابت ۱۹۷۳ ع کے نام سے ریاست میں زرعی اراضی کی تحدید سے متعلق ایک جامع قانون مدون کیا گیا اور دستور ہند کے ۹ ویں شیڈول میں شمولیت کے بعد اس قانون کو جنوری ۱۹۷۵ ع سے نافذالعمل کیا گیا -

اس قانون کے تحت قابضین اراضی کے پاس ۴٫۳۸ لاکھ اقراری اطلاع نامے وصول ہوئے - اس قانون کے تحت اضافہ شدہ کام کی اجرائی کے لئے ریاست بھر میں نائب تحصیلداروں کے درجے کے ۳۱۱ عہدہ داران پر مشتمل انتظامی عملہ متعین کیا گیا اور ۳۹ لینڈ ریونیو ٹریبونلز کا قیام عمل میں لایا گیا - اب تک ۳٫۳۲ لاکھ اقراری اطلاع ناموں کی تنقیح کی جاچکی ہے جو وصول شدہ تعداد کے تین چوتھائی کے مساوی ہیں - مابقی اطلاع ناموں کی تنقیح جون ۱۹۷۶ ع کے ختم تک مکمل کرلی جائیگی یہ ٹریبیونلز اب تک ۱٫۰۶ لاکھ مقدمات کے متعلق تصفیے کرچکی ہیں اور انہوں نے ۱٫۰۵ لاکھ ایکڑ سے زائد اراضی کو فاضل قرار دیا ہے - اراضیات کو فاضل قرار دینے کے بعد کی کارروائیاں بھی شروع کی جاچکی ہیں او

۱۲۵۰۰ ایکڑ سے زائد اراضی کو قبضے میں لے لیا گیا ہے ۔ فاضل اراضیات کی تقسیم کا کام آغاز کردیا گیا ہے اور تقریباً ۲۰۰۰ ایکڑ اراضی مستحقین کو حوالے بھی کی جاچکی ہے ۔ آنیوالے مہینوں میں اس کام کی رفتار میں زبردست اضافے کی امید ہے ۔ تعلقوں کی سطح پر سرکاری اور غیر سرکاری افراد پر مشتمل کمیٹیاں بھی تشکیل دی گئی ہیں جو مستحقین میں فاضل اراضیات کی تقسیم کے سلسلے میں مشورے دیں گی ۔

قانون حد بندی کی عمل آوری کے ساتھ ساتھ علاقہ تلنگانہ میں متعلقہ قانون لگانداری کے تحت قابضین اراضی کے پاس سے محفوظ قولداروں کو اراضی کی منتقلی کی کارروائی بھی علحدہ طور پر کی جارہی ہے ۔ اس کارروائی کے نتیجے میں ۴ء۷ لاکھ ایکڑ اراضی کے تعلق سے کوئی ۸۷۰۰۰ محفوظ قولداروں کو مالکین اراضی قرار دیا گیا ہے ۔

ساتھ ہی ساتھ افتادہ سرکاری اراضیات کو بے زمین غریبوں کے حوالے کرنے کی حکمت عملی کو بھی حکومت کی جانب سے شد و مد کے ساتھ روبہ عمل لایا جارہا ہے اور اس سلسلے میں درج فہرست اقوام ۔ درج فہرست قبائل اور دوسرے پسماندہ طبقات کے ساتھ ترجیحی سلوک روا رکھا جارہا ہے ۔ تفویض اراضی کے پروگرام کے آغاز سے اب تک ۲۲ لاکھ ایکڑ سے زائد اراضی کی تفویض عمل میں لائی جا چکی ہے ۔

۳ ۔ بے زمین اور کمزور طبقات کے لئے رہائشی زمینات اور رہائشی حقوق :

آندھرا پردیش میں کچھ برسوں سے درج فہرست اقوام درج فہرست قبائل اور پسماندہ طبقات کو مکانات کے لئے زمینات فراہم کرنیکا پروگرام زیر عمل آوری ہے ۔ اسکیم کے تحت مستحقین کو تری علاقوں میں ۳ سینٹس اور خشکی علاقوں میں ۵ سینٹس کے حساب سے رہائشی زمینات بلا قیمت فراہم کی جاتی ہیں ۔ جون ۱۹۷۵ع کے ختم تک ۱۹۵۰۰۰ خاندانوں کو ۶٫۴۴ کروڑ روپیے مالیت کی رہائشی جگہیں فراہم کی گئیں ۔

۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کے اعلان کے بعد سے ریاستی حکومت نے مکانات کے لئے زمینات فراہم کرنے کی اسکیم کو بڑے پیمانے پر وسعت دینے کا ایک پروگرام شروع کیا ہے ۔ اس پروگرام کو تیزرفتاری کے ساتھ روبعمل لانے اور اسکے تحت روبعمل لائی جانے والی کارروائیوں میں مزید اضافہ کرنے کی خاطر حکومت نے مقررہ گنجائش موازنہ ۱٫۵ کروڑ روپئے میں ایک کروڑ روپیوں کا اضافہ کرکے اسکو ۲٫۵ کروڑ روپیے کردیا ہے اور ساتھ ہی قانون تحصیل اراضی میں اسطرح کی ترمیم عمل میں لائی گئی ہے جسکی بدولت ضلع کلکٹروں کے اختیارات بڑھ گئے ہیں اور زمینات کے معاوضوں کی ادائی اقساط میں قابل عمل ہوگئی ہے ۔ ان تدابیر کے نتیجے میں ۷۶ - ۱۹۷۵ع کے لئے ۳ لاکھ رہائشی جگہوں کے مقررہ نشانے سے تجاوز کرلیا گیا ہے اور اپریل ۱۹۷۵ع کے بعد سے کوئی ۴٫۶۶ لاکھ خاندانوں کو رہائشی اراضیات منظور کی چکی ہیں ۔ سال ۷۷-۱۹۷۶ع کے دوران اس اسکیم کے لئے موازنے میں گنجائش کو مزید بڑھا کر ۳٫۵ کروڑ روپیے کردیا گیا ہے ۔

مذکورہ بالا اسکیم کے علاوہ جو وصول کے بعد خانگی اراضیات اور سرکاری اراضیات بے گھر افراد کو تفویض کرنے سے متعلق ہے ایسے اقدامات بھی کئے گئے ہیں جن کی بدولت ان بے زمین کاشتکاروں ۔ زرعی مزدوروں اور دیہی صناعوں کو رہائشی حقوق عطا کئے جاسکتے ہیں جو خانگی زمینات پر سکونت پذیر

اور قابض ہیں ۔ اس مقصد کے تحت ضروری قانون کی تدوین عمل میں آچکی ہے اور ایک سروے کے مطابق ۳۰۰۰۰ سے زائد خاندانوں کو اس قانون کی بدولت فائدہ پہنچیگا ۔ قانون کو روبعمل لانیکا کام شروع ہو چکا ہے اور امید ہے کہ یہ کام آئندہ ۳ مہینوں میں مکمل ہو جائیگا ۔

۴ ۔ مکفول محنت کا خاتمہ :

آندھرا پردیش میں عام طور پر مکفول محنت کا رواج نہیں پایا جاتا ہے لیکن پھر بھی اس بات کی طمانیت حاصل کرنے کے لئے کہ اگر کسی مقام پر اسکا چلن ہو بھی تو اسکا خاتمہ ہو جائے اگست ۱۹۷۵ء میں ایک آرڈیننس نافذ کیا گیا جسکے مطابق ریاست بھر میں مکفول محنت کو مسدود کردیا گیا ۔ بعد میں اس آرڈیننس کی جگہ پر ایک مرکزی قانون لایا گیا جو اکتوبر ۱۹۷۵ء سے نافذالعمل ہے ۔ مکفول محنت کی مسدودی سے متعلق تشہیر وسیع طور پر کی گئی اور کلکٹروں کو احکامات دئے گئے کہ ان کے علم میں اگر مکفول محنت کا کوئی واقعہ آئے تو اسکے تعلق سے موثر کارروائی کریں ۔ ضلع کلکٹروں کو یہ اختیارات بھی دئے گئے ہیں کہ وہ عوام میں سے کسی ایسے فرد کو ۱۰۰ روپئے کا انعام دے سکتے ہیں جو مکفول محنت کے کسی واقعہ کی اطلاع دے ۔ کلکٹروں کو وثائق خوشنودی کی اجرائی کے اور اس سلسلے میں قابل قدر اور احسن خدمات انجام دینے والے سرکاری ملازمین کی شخصی مثلوں میں ضروری اندراجات کرنیکے اختیارات بھی دئے گئے ہیں ۔ اب تک صرف چند اضلاع سے مکفول محنت کے اکا دکا واقعات کی اطلاع ملی ہے ۔

حکومت نے ریاست کے تین اضلاع میں نگران کار کمیٹیاں تشکیل دی ہیں اور تمام ریوینیو ڈیویژنل افسروں اور تحصیلداروں کو مکفول محنت کے تحت مجرموں کے مقدمات کی سماعت کے عدالتی اختیارات دیئے گئے ہیں ۔

آندھرا پردیش میں اس مسئلے کی محدود نوعیت کے پیش نظر مکفول محنت سے نجات پانے والے افراد کی بازآباد کاری میں کسی قسم کی دشواری کا اندیشہ نہیں ہے ۔ ایسے افراد کو ترجیحی اساس پر زرعی زمینات دینے اور انکے بچوں کے لئے مفت تعلیم اور اقامت خانوں کی مفت سہولتیں فراہم کرنے کے تعلق سے بھی ہدایات جاری کی گئی ہیں ۔ مکفول محنت سے آزاد ہونے والوں کے لئے کاشتکاری کے واسطے رعائتی شرح سود پر قرضوں کی فراہمی کے انتظامات کرنے کے احکامات بھی ضلع کلکٹروں کو دئے گئے ہیں ۔

(۵) دیہی قرضداروں کو سہولت ۔ چھوٹے کاشتکاروں اور کمزور طبقات کی ضروریات قرض کی پابجائی ۔

آندھرا پردیش کے اندر اگسٹ ۱۹۷۰ع میں ایک آرڈیننس کے نفاذ کے ذریعہ چھوٹے کاشتکاروں ، بے زمین مزدوروں اور دیہی صناعوں سے قرضوں کی وصولی پر التوا عائد کردیا گیا ۔ اسکے بعد قرضے دینے والوں اور رہن رکھنے والوں کو اپنے قرضوں کی وصولی کے لئے رہن رکھی ہوئی اشیا فروخت کرنے سے روک دینے کا فیصلہ کیا گیا ۔ فروری ۱۹۷۶ع میں مذکورہ بالا آرڈیننس کی جگہ پر ایک قانون منظور کیا گیا جس میں رہن

اشیا سے متعلق مندرجہ بالا فیصلے کو بھی ایک دفعہ میں شامل کرلیا گیا ۔ اس قانونی اقدام کے نتیجے میں تقریباً ۲۲ ہزار مقدمات اور قریب قریب ۶ کروڑ روپیوں پر مشتمل ۱۳۰۸ تعمیلی درخواستوں پر کارروائی ملتوی ہوجانے کی اطلاع ملی ہے ۔

مذکورہ بالا قانون سے قرضوں کی واپسی پر التوا عائد ہو گیا ہے اسکے ساتھ ہی ساتھ ایک ایسا مستقل قانون مدون کرنے کی تجویز ہے جسکی بدولت دیہی آبادی کے کمزور طبقات کو خاطر خواہ فائدہ ہوگا ۔ زیر غور قانون میں غریب ترین طبقات کے قرضوں کی بالکلیہ معافی کی گنجائش رکھی گئی ہے اور جو طبقات نسبتاً بہتر موقف میں ہیں ان کے قرضوں میں کمی کردینے کی تجویز ہے ۔

مذکورہ بالا اقدامات سے فوری طور پر درکار عارضی امداد اور رعایت کا تو انتظام ہو جائیگا لیکن مستقل نوعیت کے فوائد اس وقت تک بہم نہیں پہنچائے جاسکتے جب تک کہ دیہاتوں کے غریب لوگوں کے لئے قرض حاصل کرنے کے متبادل ذرائع کا انتظام نہ کیا جائے ۔ اس طرح کا انتظام خصوصیت کے ساتھ اس لئے ضروری ہوگیا ہے کہ وصولی پر التوا کے بعد انفرادی طور پر قرض کا کاروبار کرنے والے قرض دینے میں پس و پیش کرنے لگے ہیں ۔ اس صورتحال کو پیش نظر رکھتے ہوئے ریاستی حکومت نے امداد باہمی قرضوں کی جملہ رقم میں اضافہ کرنے کے تعلق سے کارآمد اور وسیع اقدامات کئے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ان قرضوں کی اجرائی سے متعلق ضوابط میں نرمی پیدا کردی ہے تا کہ کاشتکار برادری کے کمزور طبقات کو زیادہ سے زیادہ فائدہ

پہنچے ۔ چنانچہ ۷۳ - ۱۹۷۲ ع تک دئے جانیوالے قلیل مدتی قرضوں کی سالانہ رقم ۲۰ کروڑ روپیوں کے مقابلے میں ۷۶-۱۹۷۵ کے دوران میں اجرا شدہ قرضوں کی رقم تین گنی یعنی ۷۸ کروڑ روپئے ہوگئی ۔ توقع ہے کہ ۷۷-۱۹۷۶ع میں ۱۰۰ کروڑ روپیوں کے قرضے فراہم کرنے کا نشانہ مکمل کر لیا جائیگا ۔

قرض کی رقم میں اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ ایسے متعدد اقدامات کئے گئے ہیں جو کاشتکاروں کے کمزور طبقات کی ضروریات کی ترجیحی اساس پر تکمیل کے ضامن ہیں ۔ امداد باھمی ڈھانچے میں بنیادی تبدیلیاں عمل میں لائی گئی ہیں ۔ قانون امداد باھمی میں اس طرح ترمیم کی گئی کہ عام رکنیت سازی سہولت بخش بن گئی ہے اور انتظامیہ میں کمزور طبقات کے لئے ۵۰ فیصد کا تحفظ یقینی بنادیا گیا ہے ۔

زرعی زمینات کی بہتری اور پیداواری پروگراموں کے لئے دیئے جانے والے طویل مدتی قرضوں کو بھی قابل لحاظ حد تک بڑھا دیا گیا ہے چنانچہ اس سال ان قرضوں کے تحت تقسیم شدہ رقم ۲۷٫۶ کروڑ روپیے ایک ریکارڈ مقدار کی حیثیت رکھتی ہے ۔

چھوٹے اور مارجینل کسانوں کی قرضوں کی ضروریات کی پابجائی کے لئے اختیار کردہ تدابیر کو جو کامیابی ملی ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اپریل ۱۹۷۵ ع کے بعد سے چھوٹے اور مارجینل کسانوں کی ۲٫۷۶ لاکھ سے زائد تعداد کو ۵۶ کروڑ روپیوں سے زیادہ رقم کے قرضے زرعی اغراض کے لئے فراہم کئے گئے ۔

اس رقم کے علاوہ سال ۷۶ - ۱۹۷۵ ع کے دوران میں ڈیریئنگ اور افزائش سویشیاں وغیرہ جیسے ضمنی کاروبار کی انجام‌دھی میں امداد دینے کے لئے ۱۰٫۲۹ کروڑ روپیوں کے قرضے مہیا کئے گئے ۔

چھوٹے اور مارجینل کسانوں کی ایجنسیاں

چھوٹے اور مارجینل کسانوں کے فائدے کے لئے ضروری اسکیمات کی عمل آوری میں '' اسمال اینڈ مارجینل فارمرس ایجنسیز ،، ایک اہم ادارہ جاتی حیثیت کی حامل ہوتی ہیں ۔ آندھرا پردیش کے ۲۱ اضلاع میں سے ۱۶ اضلاع کے علاقوں میں یہ ایجنسیاں سرگرم عمل ہے ۔ اپریل ۱۹۷۵ ع سے ان ایجنسیوں کی سرگرمیوں میں قابل لحاظ اضافہ ہوا ہے ۔ ان ایجنسیوں کی سرگرمی والے علاقوں میں کندید گئی باؤلیات ، آئل انجنوں اور برقی موٹروں کی فراھمی ، ڈیری اسکیمات اور بھیڑوں کی پرورش نیز مرغبانی کی یونٹوں وغیرہ جیسے مختلف پروگراموں کے تحت زرعی مزدوروں کے تقریباً ڈھائی لاکھ خاندانوں کو فائدہ پہنچا ہے ۔ ان پروگراموں کو روبہ عمل لانے کے لئے ۱۷ کروڑ روپئے سے زائد رقم کے ادارہ‌جاتی قرضے فراہم کئے گئے ۔

کمزور طبقات کے لئے خصوصی کارپوریشنز

شناخت شدہ کمزور طبقات کی اقتصادی بہتری کے لئے خصوصی اداروں کے قیام کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ریاستی حکومت نے درج فہرست اقوام اور درج فہرست قبائل میں

متعلق امدادی پروگراموں کی اعانت کے لئے علحدہ علحدہ کارپوریشنز قائم کئے ہیں - اسی طرح خواتین کی بھلائی کے پروگراموں کو روبہ عمل لانے کے لئے بھی ایک کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے - یہ کارپوریشنز کمزور طبقات کے فائدے کے لئے دوسرے مالیاتی اداروں جیسے بنکوں وغیرہ کے اشتراک سے مختلف النوع اقسام کی اسکیمات روبہ عمل لا رہے ہیں - شیڈولڈ کاسٹ کارپوریشن نے اب تک کوئی ۳۰ء۵ کروڑ روپیوں کے اخرجات سے اسکیمات کا آغاز کیا ہے جن سے ۳۰۷۷ مستحقین مستفید ہو رہے ہیں - اس طرح بیاک ورڈ کلاسس کارپوریشن نے بھی ۱۰ء۶ کروڑ روپئے لاگت کی اسکیمیں ۴۷۰۰ مستحقین کے فائدے کے لئے شروع کی ہیں - بہبودئی خواتین کے کارپوریشن نے بھی ۳۶ لاکھ روپئے مالیت کی کچھ اسکیمس شروع کی ہیں جن سے ۲۲۰۰ مستحقین کو فائدہ پہنچ رہا ہے - ان اسکیموں کے تحت باؤلیوں کی کھدائی - ڈیری اور مرغبانی یونٹوں کے قیام ، چوڑھے کاروباروں کے آغاز اور خود روزگار اسکیموں کے لئے اوزار و آلات کی خریدی وغیرہ کے لئے امداد دی جاتی ہے -

(۶) اقل ترین زرعی اجرتوں میں اضافہ کے لئے نظر ثانی

زرعی مزدوروں کی اجرتوں پر آخری مرتبہ اگسٹ ۱۹۷۴ع میں نظر ثانی کی گئی تھی - وزیر اعظم کے ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کے اعلان کے بعد زرعی مزدوروں کی اقل ترین اجرتوں کی شرح پر نظر ثانی کر کے ان میں اضافہ کردیا گیا - ان نظرثانی شدہ شرحوں کے مطابق جن کا نفاذ ۲ - ڈسمبر ۱۹۷۵ع سے عمل میں آیا ایک بالغ کھیت مزدور کے لئے زون نمبر (۱) میں سالانہ ۱۳۰۰ روپئے - زون نمبر (۲) میں سالانہ ۱۱۰۰ روپئے اور زون نمبر (۳) میں ۹۰۰ روپئے اجرتیں مقرر کی گئی ہیں - موقتی مزدوروں کی اجرتوں میں بھی مختلف منطقوں کے اندر ان کے کام اور زون کے لحاظ سے یومیہ ۳ تا ۵ روپئے کا اضافہ کیا گیا ہے - اجرتوں پر نظر ثانی ہونے سے پہلے عورتوں اور مردوں کی اجرتوں میں مساوات نہیں تھی اب دونوں کی اجرتوں کو مساوی کردیا گیا ہے -

حکومت نے اضلاع میں اقل ترین اجرتوں کی ادائی کی پابندی کرانے کے لئے مختلف قسم کے اقدامات کئے ہیں - اس مقصد کے لئے ہر ضلع میں لیبر انفورسمنٹ افسر کا تقرر عمل میں لایا گیا ہے - اسکے علاوہ اسسٹنٹ انسپکٹرس آف لیبر، بلاک ڈیولپمنٹ آفیسرز ، ایکسٹینشن آفیسر (زراعت) اور پنچایت راج ڈپارٹمنٹ کے ولیج ڈیولپمنٹ آفیسرز کو اقل ترین اجرتوں کے قانون کے تحت انسپکٹرس مقرر کیا گیا ہے - اس امر کی خاطر خواہ تشہیر کے لئے کہ اقل ترین اجرتوں کا تعین ہوگیا ہے - زرعی مزدوروں کی کانفرنسوں کا انعقاد بھی عمل میں لایا گیا -

زرعی اور غیر زرعی دونوں شعبوں میں واقع ۳۴ درج فہرست روز گاروں میں سے ۲۸ روز گاروں کے تعلق سے ریاستی حکومت نے اقل ترین اجرتوں کا تعین کردیا ہے اور جملہ ۲۲ لاکھ مزدوروں میں سے ۱۷ لاکھ مزدور قانون اقل ترین اجرت کے تحت آگئے ہیں -

(۷) آبپاشی میں توسیع اور زیر زمین پانی سے استفادہ :

وزیر اعظم نے یہ تجویز کیا ہے کہ مزید ۰۵ لاکھ ہیکٹر رقبہ اراضی کو آبپاشی کے تحت لایا جائے ۔ آندھرا پردیش اپنے معقول آبی وسائل کی بدولت اس پروگرام کو پورا کرنے میں نمایاں حصہ ادا کرسکتا ہے ۔ چنانچہ اس سمت میں مختلف اقدامات کئے جاچکے ہیں ۔

آبپاشی کے فروغ کے لئے ریاستی حکومت کی حکمت عملی حسب ذیل امور کی انجام دہی پر مشتمل ہے ۔

(الف) بشمول ناگرجونا ساگر اور پوچم پاڑ - بڑے پراجکٹوں کو مکمل کرلینے کے پروگراموں کی مقررہ مدت کے اندر عمل آوری تا کہ اراضی کے زیادہ سے زیادہ رقبوں کو آبپاشی کے تحت لایا جائے ۔

(ب) ریاست کے مختلف حصوں میں اوسط آبپاشی پراجکٹوں کی تکمیل ، تاکہ واجبی لاگت پر مختلف علاقوں میں آبپاشی کو عجلت کے ساتھ فروغ حاصل ہو ۔

(ج) ریاست کے ایسے حصوں میں جو دریائی پانی کے وسائل سے محروم ہیں اور جو صرف بارش کے پانی پر تکیہ کرتے ہیں چھوٹی آبپاشی اسکیموں کی تیز تر عمل آوری خصوصیت کے ساتھ قبائلی اور پسماندہ علاقوں میں ۔

(د) ایسے علاقوں میں زیر زمین پانی سے استفادہ جہاں بہتا ہوا پانی ناکافی ہے یا جہاں زیر زمین پانی سے بہتے پانی کا تکملہ کیا جاسکتا ہے تاکہ ان علاقوں میں زیادہ سے زیادہ رقبہ جات اراضی کو سیراب کیا جاسکے اور ان پر ایک سے زائد مرتبہ کاشت کی جاسکے ۔

مندرجہ بالا مقاصد کی تکمیل کے لئے متعدد تدابیر اختیار کی گئی ہیں ۔ حالیہ برسوں میں منصوبے کے تحت بڑے پراجکٹوں پر مصارف میں معقول اضافہ کیا گیا ہے مثال کے طور پر ناگرجونا ساگر کے لئے ۷۵ - ۱۹۷۴ ع میں صرف ۷٫۳۶ کروڑ روپئے مختص کئے گئے تھے جبکہ ۷۷ - ۱۹۷۶ کے لئے ۱۸ کروڑ روپیوں جیسی بڑی رقمی گنجائش رکھی گئی ہے ۔ اس پراجکٹ کے واسطے اب عالمی بینک نے ۱۴۵ ملین ڈالر کی امداد دینی منظور کرلی ہے چنانچہ تجویز ہے کہ مقررہ رقمی گنجائش میں مزید اضافہ کرکے پورے پراجکٹ کو آئندہ ۵ سال کی مدت کے اندر مکمل کرلیا جائے تاکہ مزید ۱۱ لاکھ ایکڑ اراضی کی آبپاشی کے لئے گنجائش فراہم ہو جائے ۔ اس طرح اوسط آبپاشی کے شعبے میں اس سال ۱۴ نئی اسکیمیں آغاز کرنے کی تجویز ہے جنکی بدولت مزید ۱۴۸۰۰۰ ایکڑ رقبہ اراضی کو سیراب کرنے کی گنجائش نکل آئیگی ۔ گذشتہ تین برس کے عرصہ میں چھوٹی آبپاشی کی اسکیمات کے لئے بھی رقومات میں تین گنا اضافہ کردیا گیا ہے اور حکومت ہند کی خصوصی امداد سے ریاست کے پسماندہ علاقوں میں اور قبائلی خطوں میں متعدد اسکیمیں شروع کی جارہی ہیں ۔ زیر زمین پانی کے تعلق سے روبہ عمل لائے گئے ابتدائی سروے سے ریاست کے مختلف علاقوں میں زیر زمین پانی کے ذخائر کی موجودگی کا علم ہوا ہے ۔ اس شعبے میں ٹیجانیوالی مختلف اداروں کی سرگرمیوں میں ربط و ضبط پیدا کرنے کی خاطر زیر زمین پانی کے ایک ریاستی بورڈ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اور ریاست میں زیر زمین پانی کی ترقیاتی اسکیموں کی عمل آوری کے لئے ایک اریگیشن ڈیولپمنٹ کارپوریشن عالم وجود میں لایا گیا ہے ۔ اریگیشن ڈیولپمنٹ کارپوریشن نے ریاست میں ۷۷-۱۹۷۶ کے دوران میں ۷۰ ٹیوب باؤلیاں کھودنے کا پروگرام بنایا ہے ۔

دریائے گوداوری کے پانی کے استعمال کے بارے میں متعلقہ ریاستوں کے درمیان جو سمجھوتا ہوا ہے اس کی بدولت ریاست میں بڑے اور اوسط آبپاشی پراجکٹوں کی تکمیل میں بڑی سہولت پیدا ہوگئی ہے ۔ اس سمجھوتے کے نتیجے میں ریاستی حکومت کے لئے بڑی اور اوسط آبپاشی کی متعدد اسکیموں کی جانچ پڑتال اور عمل آوری ممکن بن گئی ہے ۔

ریاستی حکومت آبپاشی کے فروغ پر جو زور دے رہی ہے اسکا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۷۴ - ۱۹۷۳ ع میں آبپاشی پر کئے جانے والے مصارف کی مقدار صرف ۲۱٫۶۱ کروڑ روپئے تھی جبکہ ۷۷ - ۱۹۷۶ ع میں مصارف کی رقم بڑھا کر ۱۷٫۳۰ کروڑ روپئے کردی گئی ہے اور منصوبہ جاتی گنجائش کے ماسوا فراہم کردہ رقومات اسکے علاوہ ہیں ۔

ریاستی حکومت کو اس بات کی امید ہیکہ پانچویں منصوبے کی مدت کے دوران میں مزید ۹ لاکھ ہیکٹر اراضی کو آبپاشی کے تحت لے آیا جائیگا ۔ ۷۵-۱۹۷۴ ع کے دوران میں ۸۶۰۰۰ ہیکٹر زائد رقبے کو سیراب کرنے کی گنجائش پیدا کرلی گئی تھی اور ۷۶ - ۱۹۷۵ ع میں اس رقبے میں مزید ۶۹۷۰۰ ہیکٹر کا اضافہ کیا گیا ۔

ریاستی حکومت اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ آبپاشی پراجکٹوں سے بھرپور استفادہ کے لئے ان پرجکٹوں کے تحت آنیوالے رقبوں کے ارتقاء کے لئے برقت تدابیر اختیار کرنا انتہائی ضروری ہے ۔ اس غرض کے تحت کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ ڈپارٹمنٹ کے نام سے ایک علحدہ محکمہ قائم کیا گیا ہے جسکے ذمہ مختلف پروجکٹوں کے تحت آنیوالے رقبوں کو بہتر بنانے کا کام تفویض کیا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ مختلف پراجکٹوں کے لئے علحدہ علحدہ کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹیز بھی قائم کی گئی ہیں جو میدانی سطح پر پانی کے انتظام اور کھیتوں سے متعلق ترقیاتی تدابیر کا اہتمام کرتی ہیں ۔ کمانڈ ایریا سے متعلق ترقیاتی اسکیمات کی عمل آوری کے لئے عالمی بینک نے بھی امداد دینی منظور کرلی ہے ۔

(۸) برق کے تیز رفتار پروگرام اور سوپر تھرمل اسٹیشنز :

حکومت آندھرا پردیش ریاست میں برق کے ارتقاء اور فروغ کو زبردست اہمیت دے رہی ہے ۔ پانچویں منصوبے کے آغاز کے وقت برق پیدا کرنے کے لئے تنصیبی صلاحیت ۶۶۸ میگاواٹ تھی۔ پانچویں منصوبے کے دوران میں ۱۳۷ میگاواٹ کی مزید تنصیبی صلاحیت پیدا کرنیکا پروگرام ہے ۔ ۷۴-۱۹۷۳ ع میں برق کے لئے سالانہ منصوبہ جاتی گنجائش صرف ۴۰ کروڑ روپئے تھی جو بڑھکر ۷۵-۱۹۷۴ع میں ۵۶ کروڑ روپئے اور ۷۶-۱۹۷۵ میں ۷۶ کروڑ روپئے ہوگئی ۔ سال ۷۷-۱۹۷۶ کے لئے برق کے واسطے منصوبہ جاتی گنجائش کو بڑھا کر ۱۰۶ کروڑ روپیہ کردیا گیا ہے جو ۷۴-۱۹۷۳ع کے لئے پورے سالانہ ریاستی منصوبے کے اخراجات سے زیادہ ہے ۔ پانچویں منصوبے کے دوران میں اب تک تنصیبی صلاحیت میں ۳۲۰ میگاواٹ کا اضافہ عمل میں لایا جاچکا ہے اور تھرمل اور ہائیڈروالکٹرک صلاحیت میں مزید اضافہ کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں ۔ اس سلسلے میں اھم زیر تکمیل اسکیموں میں کتہ گوڑم اور وجے واڑہ تھرمل اسکیات اورسری سیلم ، لوئر سلیرو اور ناگر جوناساگر کی ہائیڈرو الکٹرک اسکیات ہیں ۔

دیہاتوں کے لئے برق :

آندھرا پردیش میں پانچویں منصوبے کی مدت شروع ہونے کے وقت تقریباً ۱۰۴۸۵ قصبات اور مواضعات کو جو جملہ تعداد کا ۴۰ فیصد ھیں برقا لیا گیا تھا ۔ ۷۵-۱۹۷۴ع میں مزید ۱۶۹ مواضعات کو برقایا گیا اسکے بعد کے سال میں ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کے اعلان کے بعد اسکیم کی عمل آوری میں تیزی پیدا کردی گئی اور ۷۰۶ مواضعات کو برقا لیا گیا ۔ آنیوالے سال میں اس پروگرام میں مزید تیزی پیدا کی جارہی ہے اورر ۲۰۰۰ نئے مواضعات کو برقیا لینے کی تجویز ہے ۔

حکومت کے نزدیک ھریجن واڑوں میں بجلی کی سربراھی کاکام خصوصی طور پر اھمیت رکھتا ہے ۔ چنانچہ ۵۸ لاکھ روپیوں کی اسکیات منظور کی گئی ھیں جنکے تحت ۱۶۱۹ ھریجن واڑوں کو برق کی سربراھی مقصود ہے ۔ ھریجن واڑوں کی اس مجوزہ تعداد میں سے ۱۰۷۶ کو برق کی سربراھی کاکام مکمل بھی کرلیا گیا ہے ۔

پانچویں منصوبے کے پہلے دو برسوں کے دوران میں ۲۵۰۰۰ زرعی پمپ سٹوں کو برق قوت فراھم کی گئی اور اسطرح برق قوت سے چلنے والے پمپ سٹوں کی کل تعداد ۲۸۶۰۰۰ ھوگئی ۔ اس پروگرام کی رفتار میں بھی تیزی پیدا کی جارھی ہے اور آنیوالے سال میں مزید ۲۵۰۰۰ پمپ سٹوں کو برق قوت فراھم کردی جائیگی ۔

جنوبی گوداوری کوئلہ پٹی کے وسط میں واقع راماگنڈم کا علاقہ سوپر تھرمل اسٹیشن کے قیام کے لئے انتہائی موزوں ہے ۔ مرکزی حکومت کی جانب سے مرکزی شعبے کے تحت ایک سو پر تھرمل اسٹیشن کے قیام کے لئے منتخبہ مقامات میں راماگنڈم کا نام بھی تجویز کیا گیا ہے ۔

(۹) اور (۱۰) شعبہ دستی پارچہ باف کا ارتقاء — عوامی کپڑا :

دستی کپڑا بننے والوں کا شمار ریاست کے دوسرے بڑے پیشہ ورانہ طبقے کی حیثیت سے ھوتا ہے اور جنکا نمبر صرف کاشتکار طبقے کے بعد ہے ۔ انکی فلاح و بہبود کے لئے ریاستی حکومت نے متعدد اقدامات کئے ھیں جو شعبہ امداد باھمی کے اندر اور باھر کے دونوں بنکروں پر محیط ھیں ۔ بنکروں کی ترقی کے لئے جو اقدامات کئے گئے ھیں ان میں حسب ذیل اقدامات بھی شامل ھیں ۔

(الف) جملہ ۳۴ لاکھ روپیوں کی رقمی امداد سے تقریباً ۳۰۰ بنکر امداد باھمی انجمنوں کی تجدید اور ۲۰ نئی انجمنوں کی منظوری جنکی بدولت ۳۷۰۰۰ بنکروں کو روزگار فراھم ہوا ۔

(ب) ضلع دستی پارچہ سارتنگ امداد باھمی کی ۲۰ انجمنوں کا قیام ۔

(ج) اپیکس ویورس کواپریٹیو سوسائٹیز کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو اپیکس اداروں سے اور موخرالذکر کو ریزرو بینک سے مالیہ حاصل کرنیکے قابل بنانے کے لئے ضمانت کی فراھمی ۔

(د) ویورس کواپریٹیو سوسائٹیز کے لئے امداد کی منظوری ۔

(ہ) ابتدائی تیار کنندوں کے پاس سے تخمیناً ۶۰ ۴ روپئے مالیت کے اسٹاک کی اپیکس سوسائٹیز اور ٹکسٹائیل ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے ذریعے نکاسی ۔

ایک ریاستی ٹکسٹائل ڈیولپمنٹ کارپوریشن کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے جو دوسرے امور کے علاوہ امداد باھمی زمرے کے باھر کے بنکروں کی بھی مدد کریگا ۔ اس کارپوریشن نے ۱۰ مراکز پیداوار و تحصیل قائم کئے ھیں جنکی بدولت ۲۰۰۰ بنکروں کو روزگار مہیا ہوا ہے ۔ حکومت ھند نے دستی پارچہ باف کی ترقی کیلئے ۱۸۵ لاکھ روپئے لاگت والے ایک پراجکٹ کی اجازت دے دی ہے جسکی بدولت ۱۰۳۰۰ بافندوں کو روزگار ملے گا ۔ ریاستی حکومت نے بھی شعبہ امداد باھمی میں واقع موجودہ گرنیوں اور نئی نئی شروع ہونیوالی گرنیوں کے فائدے کے لئے مالی امداد کی فراھمی کا انتظام کیا ہے ۔

لائق برآمد کپڑے کی اقسام کی تیاری کیلئے اختیار کردہ خصوصی مُہم کے نتیجے میں ایک سو سے زائد انجمنوں نے اسطرح کی اقسام کا کپڑا تیار کرنا شروع کردیا ہے اور اس قسم کی پیدا وار کے حصول میں فی الوقت ۴۰۰۰ کرگھے مصروف کارہیں ۔ تیار ہونے والے کپڑے میں ضروری فنی خوبیاں پیدا کرنے کے لئے ریاستی حکومت کی جانب سے امداد باہمی انجمنوں کو مناسب و موزوں امداد بھی مہیا کی گئی ہے ۔ مرکزی امداد سے قائم ہونے والے برآمدی کپڑے کی تیاری کے تحت ۱۰۰۰ کرگھوں کو لائق برآمد کپڑے کی تیاری میں مصروف کیا جائیگا ۔

مذکورہ بالا اسکیموں کی عمل آوری کے نتیجے میں بنکر امداد باہمی انجمنوں اور دوسرے دستی پارچہ تیار کنندوں کی جانب سے فراہم کردہ روزگار کے علاوہ تقریباً ۸۰ ہزار بنکروں کو روزگار مل جائیگا ۔ ریاستی ٹکسٹائل ڈیولپمنٹ کارپوریشن نے تقریباً ۱۶۰۰ برقی کرگھوں کے قیام میں بنکر امداد باہمی انجمنوں کی امداد دی ہے ۔ اس کارپوریشن اور دوسری ایجنسیوں نے تقریباً ۵ لاکھ روپئے مالیت کے ملبوسات برآمد کئے ہیں ۔

(۱۱) شہری اور ایسی زمینات کو جو شہری بن سکتی ہیں سماجی ملک میں لینا ۔ شہری مقبوضوں کی حد بندی ۔

پارلیمنٹ کا مدون کردہ '' اربن لینڈ سیلنگ اینڈ ریگولیشن ایکٹ ،، بابت ۱۹۷۶ ع کا نفاذ ۱۷ ۔ فروری ۱۹۷۶ ع سے عمل میں آچکا ہے اور یہ ریاست آندھرا پردیش پر بھی محیط ہے ۔ موجودہ حالت میں اس قانون کے تحت پانچ شہری منطقے یعنی حیدرآباد ۔ وساکھا پٹنم ۔ وجے واڑہ ۔ گنٹور اور ورنگل آتے ہیں ۔ ریاستی حکومت نے ایک اور دو لاکھ آبادی والے مزید شہروں کو اس قانون کے تحت لے آنیکی تجویز کی ہے ۔

ریاستی حکومت کی جانب سے اس قانون کی عمل آوری کے سلسلے میں ضروری اقدامات کئے جاچکے ہیں ۔ مختلف شہری منطقوں کے لئے عہدہ‌داران مجاز کا اعلان کردیا گیا ہے اور ایک اربن لینڈز ٹریبیو نل مقرر کی گئی ہے ۔ اس قانون سے متعلق فرائض کی انجام دہی کے لئے خصوصی عملے کا تقرر کیا جاچکا ہے اور عوام کو فارمس وغیرہ سر براہ کئے گئے ہیں ۔

ریاستی حکومت شہری اراضی کی حد بندی سے متعلق قانون کو موثر طور پر روبہ عمل لانے کی امید رکھتی ہے تاکہ شہروں کی نشونما باقاعدگی کے ساتھ ہو۔ قیاس آرائیوں کا انسداد ہو اور قومی مطالبات نیز شہریوں خاص طور پر کمزور طبقات کی رہائش و ضروریات کی تکمیل ہو ۔

شہروں کی مناسب نشوونما اور منصوبہ بندی کو سہولت بخش بنانے کی خاطر حیدرآباد اور سکندر آباد کے دونوں شہروں کے لئے ایک اربن اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا جاچکا ہے اور دوسرے اہم شہری منطقوں کے لئے بھی اسی طرح کی اتھاریٹیز قائم کرنے کی تجویز ہے ۔

(۱۲) ٹکسوں کی چوری کا انسداد

دستاویزی محصول ایک ایسا شعبہ ہے جس میں جائداد کی مالیت کم بتا کر قابل لحاظ حد تک محصول کی چوری کرلی جاتی ہے ۔ اس چوری کے انسداد کے لئے ریاست میں اگسٹ ۱۹۷۵ ع سے قانون دستاویزات میں ترمیم کی گئی ہے جس کے مطابق جائداد کی اصل مالیت کی بنیاد پر دستاویزی محصول کی وصولی کو قابل عمل بنادیا گیا ہے ۔

دوسرے سرکاری محصولات اور واجبات کی چوری کی روک تھام کے لئے بھی حفاظتی اقدامات عمل میں لائے گئے ہیں ۔ الکٹریسٹی بورڈ نے برقی قوت کی چوری کے انسداد کے لئے اپنی کارروائیوں میں اضافہ کردیا ہے ۔ ۱۹۷۵-۷۶ ع کے دوران میں برقی کی چوری کے ۵۰۰۰ سے زائد واقعات کا پتہ چلایا گیا اور خاطیوں کے خلاف کارروائی کی گئی ۔

(۱۳) اور (۱۴) اقتصادی جرائم

ریاستی حکومت اقتصادی جرائم کے لئے انسداد کے مرکزی اداروں سے مکمل تعاون کررہی ہے۔ صنعتی اداروں کی رجسٹری اور خام مال کے تعلق سے رہنمایانہ ہدایات کی اجرائی بھی عمل میں لائی گئی ہے ۔

(۱۵) صنعتوں میں مزدوروں کی شراکت

حکومت ہند کی اعلان کردہ اسکیم میں ہر ایسے ادارے میں جہاں ۵۰۰ اور اس سے زیادہ تعداد میں مزدور کام کرتے ہیں پلانٹ اور دوکان کی سطح پر کونسلوں کے قیام کی تجویز پیش کی گئی ہے لیکن آندھرا پردیش میں ریاستی حکومت نے تصفیہ کیا ہے کہ دوکان کی سطح اور پلانٹ کی سطح پر کونسلوں کے قیام سے متعلق اسکیم کو ایسے اداروں میں رو بہ عمل لایا جائے جن میں ۳۰۰ اور اس سے زیادہ مزدور کام کرتے ہیں ۔

۳۰۰ یا اس سے زیادہ مزدوروں والے کل ۲۱۰ اداروں میں سے ۱۲۷ ادارے موسمی ہیں ۔ اس طرح پورے موسموں میں کام کرنے والے اداروں کی تعداد ۸۳ رہ جاتی ہے جن میں سے ۵۶ اداروں میں کونسلوں کی تشکیل عمل میں لائی گئی ہے ۔ ان ۵۶ اداروں میں عوامی شعبہ کے ۲۱ اور امداد باہمی شعبے کے ۷ ادارے بھی شامل ہیں ۔ ماباقی ۲۷ اداروں میں بھی کونسلوں کے قیام کے لئے کوششیں جاری ہیں ۔ آندھرا پردیش

میں ۳۰۰ یا اس سے زیادہ ملازمین رکھنے والا کوئی تجارتی ادارہ نہیں ہے ۔

(۱۶) روڈ ٹرانسپورٹ کے لئے قومی پرمٹ اسکیم

مال بردار گاڑیوں کے لئے قومی پرمٹ منظور کرنیکی اسکیم کی مطابقت میں حکومت ہند نے ریاست کو ۲۰۵ پرمٹ الاٹ کئے تھے لیکن آندھرا پردیش میں پرمٹوں کی اجرائی کے لئے جملہ ۱،۰۳۳ درخواستیں وصول ہوئیں اور اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ اتھارٹی نے ۲۰۵ پرمٹوں کی منظوری کی حد تک اپنے تصفیئے کا اعلان کردیا ۔ وصول شدہ درخواستوں کی بھاری تعداد کے پیش نظر حکومت ہند سے آندھرا پردیش کے لئے ۵۰۰ پرمٹ الاٹ کرنے کی درخواست کی گئی تھی مرکزی حکومت کی جانب سے اس امر کا اظہار کیا گیا ہے کہ ایک سال کے بعد اس اسکیم کی عمل آوری کا جائزہ لیتے وقت اس درخواست پر غور کیا جائیگا ۔

(۱۷) متوسط طبقے کے لئے محصول آمدنی میں رعائت

قانون محصول آمدنی کے اطلاق کے لئے اقل ترین حد ۸۰۰۰ روپئے مقرر کی گئی ہے ۔

(۱۸) طلباء کے اقامت خانوں میں اشیائےضروریہ کی سربراہی

سرکاری اور غیر سرکاری ایجنسیوں کی جانب سے چلائے جانے والے طلباء کے اقامت خانوں کو اشیائے ضروریہ جیسے چاول گیہوں ۔ شکر اور گیہوں سے بنی ہوئی اشیاء کنٹرول نرخوں پر سربراہ کی جاتی ہیں ۔ اس پروگرام کے تحت ۲۲۳۶ اقامت خانوں کو اشیاء کی سربراہی کی جاتی ہے جس سے ۱۳۲۰۰۰ مقیمین کو فائدہ پہنچتا ہے جن میں درج فہرست اقوام سے تعلق رکھنے والے زائد از ۴۴۰۰۰ طلباء اور درج فہرست قبائل کے ۲۷۰۰۰ طلباء شامل ہیں ۔

نمونے کے طور پر لئے جانے والے ایک سروے کے مطابق جولائی ۱۹۷۵ء کے مقابلے میں ان اقامت خانوں میں اب کھانے کے اخراجات فی طالب علم ۱۰ تا ۲۰ روپئے کم ہو گئے ہیں ۔

(۱۹) طلباء کو کنٹرول نرخوں پر کتابوں اوراسٹیشنری کیفراہمی

ریاست میں ابتدائی اور ثانوی مدارس کی نصابی کتابوں کو قومیا لیا گیا ہے اور حکومت کی جانب سے اس قسم کی کتابوں کی طباعت اور مقررہ قیمتوں پر ان کی تقسیم سے متعلق ایک اسکیم رو بہ عمل لائی جارہی ہے ۔ سال ۱۹۷۵ء کے دوران میں ایک کروڑ کی تعداد میں کتابیں چھپوا کر فراہم کی گئیں ۔ کتابوں کی یہ تعداد گزشتہ برسوں کے اوسط سے ۴۰ فیصد زیادہ ہے ۔ صفحوں کی تعداد بڑھ جانیکے باعث تیاری کی لاگت میں اضافے کے باوجود گذشتہ پانچ سال یا اس سے زیادہ عرصے سے زیر استعمال کتابوں کی قیمتوں کو کسی اضافے کے بغیر برقرار رکھا گیا ۔ یہ بات حکومت ہند کی جانب سے رعایتی قیمت پر کاغذ کی فراہمی کی بدولت ممکن ہو سکی ۔

قومیائی ہوئی درسی کتابوں کی قیمتوں میں کمی کرنیکے امکانات کا جائزہ لیا جارہا ہے ۔ درج فہرست اقوام اور درج فہرست قبائل سے تعلق رکھنے والے دسویں جماعت تک کے تمام طلباء کو نصابی کتابیں مفت فراہم کی جاتی ہیں ۔ ۱۹۷۵ - ۷۶ کے تعلیمی سال کے دوران میں درج فہرست اقوام اور درج فہرست قبائل کے تقریباً ۲ لاکھ طالب علموں کو ۱۲۰۸۷ لاکھ روپئے قیمت کی کتابیں مفت تقسیم کی گئیں ۔

۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کے اعلان کے بعد حکومت نے ۳۱۰۰ فوقانی مدارس میں " بک بینکس " کے قیام کے لئے بھی احکامات جاری کئے ۔ علاوہ ازیں سرکاری کالجوں اور جونیر کالجوں میں بھی بک بینکس قائم کئے گئے ہیں ۔

حکومت نے مقررہ قیمتوں پر مشقی بیاضوں کی سربراہی کے بھی انتظامات کئے ہیں ۔ مرکز سے وصول ہونے والے رہنما خطوط کی روشنی میں فروری ۱۹۷۶ء میں نظر ثانی شدہ قیمتوں کا اعلان کیا گیا جو بعض صورتوں میں حکومت ہند کی مجوزہ قیمتوں سے بھی کم ہیں ۔ تعلیمی اداروں ، طلباء کی امداد باہمی انجمنوں اور دوسری ایجنسیوں کو ریاستی سطح کی کمیٹی کے ذریعے کاغذ کی تقسیم عمل میں لائی جاتی ہے ۔ حکومت زیرنگرانی مشقی بیاضوں کی تیاری ایک مرکز کے روبہ عمل لانے کے امکانات کا بھی جائزہ لیا جارہا ہے ۔

(۲۰) روزدر کے مواقع بڑھانے کے لئے کار آموزی اور تربیت کی نئی اسکیم خاص طور پر کمزور طبقات کے واسطے

روزگار اور تربیت کے موقعوں میں اضافہ کی خاطر خاص طور پر کمزور طبقات کے لئے ریاست میں کار آموزی اسکیم کی عمل آوری کے لئے پرزور اقدامات کئے گئے ہیں ۔ ۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کے اعلان سے قبل صرف ۱۷۸۲ نو آموز عملی تربیت حاصل کررہے تھے ۔ فی الوقت نو آموزوں کی تربیت کے لئے ہمدست ۴۳۱۲ جگہوں کے مقابلے میں ۴۴۸۷ اپرنٹس زیر تربیت ہیں ۔ اسطرح کارآموزی اسکیم کی عمل آوری میں ۱۰۴ فی صد کامیابی حاصل کی گئی ۔

اس سلسلے میں کمزور طبقات کے مفادات کا خصوصیت کے ساتھ خیال رکھا جاتا ہے ۔ چنانچہ فی الوقت درج فہرست اقوام کے ۳۷۰ ، درج فہرست قبائل کے ۴۸ اور جسمانی طور پر معذور ۱۴ امیدوار تربیت حاصل کر رہے ہیں ۔ زیر تربیت اپرنٹسوں میں دیہی علاقوں کے ۱۵۶۸ اور پسماندہ طبقات و اقلیتوں کے ۱۱۰۲ امیدوار شامل ہیں ۔

منسلکہ

ریاست میں اشیائے ضروریہ کی تھوک قیمتوں کا اوسط

نشان سلسلہ	شئے کا نام	اپریل سنہ ۱۹۷۵	مئی سنہ ۱۹۷۵	جون سنہ ۱۹۷۵	جولائی سنہ ۱۹۷۵	اگست سنہ ۱۹۷۵	ستمبر سنہ ۱۹۷۵
(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)	(۶)	(۷)	(۸)
۱	دھان (قسم اول)	۱۴۲,۹۵	۱۴۰,۰۷	۱۵۶,۱۷	۱۴۰,۲۷	۱۳۰,۷۰	۱۳۱,۴۷
۲	دھان (قسم دوم)	۱۱۸,۲۴	۱۱۸,۸۶	۱۲۲,۹۹	۱۱۳,۶۶	۱۰۱,۸۰	۱۰۴,۰۱
۳	چاول (قسم اول)	۲۳۶,۷۷	۲۴۱,۲۰	۲۳۵,۳۸	۲۴۶,۵۳	۲۲۹,۹۹	۲۲۳,۴۵
۴	چاول (قسم دوم)	۲۰۶,۲۳	۲۰۶,۴۹	۲۱۴,۰۶	۱۹۹,۵۳	۱۸۱,۰۲	۱۷۵,۵۲
۵	جوار (پیلی)	۱۵۰,۰۰	۱۴۵,۰۰	۱۴۴,۷۰	۱۴۱,۰۰	۱۳۳,۰۰	۱۱۵,۰۰
۶	جوار (سفید)	۱۴۹,۰۰	۱۵۰,۰۰	۱۴۶,۴۳	۱۴۴,۰۰	۱۲۴,۰۰	۱۲۹,۰۰
۷	باجرہ	۱۶۲,۳۷	۱۵۱,۹۰	۱۳۳,۶۹	۱۳۲,۲۹	۱۱۸,۸۲	۱۰۰,۱۴
۸	راگی	۱۴۹,۷۵	۱۴۵,۹۵	۱۳۸,۱۲	۱۳۲,۴۶	۱۱۶,۷۹	۱۰۱,۴۴
۹	مکئی	۱۱۷,۰۰	۱۰۹,۰۰	۱۱۶,۸۲	۱۱۰,۰۰	۱۰۷,۰۰	۹۷,۰۰
۱۰	مسور کی دال	۲۵۶,۰۰	۲۵۵,۰۰	۲۵۵,۸۸	۲۵۳,۰۰	۲۴۲,۰۰	۲۴۷,۰۰
۱۱	چنے کی دال	۲۷۱,۰۰	۲۶۸,۰۰	۲۷۰,۵۲	۲۵۱,۰۰	۲۵۰,۰۰	۲۶۱,۰۰
۱۲	مونگ کی دال	..	..	۳۱۴,۱۹	..	..	..
۱۳	ماش کی دال	..	..	..	..	..	..
۱۴	مونگ پھلی کا تیل	۸۸۲,۰۰	۷۸۲,۰۰	۷۸۴,۷۶	۷۲۴,۰۰	۷۴۷,۰۰	۶۳۲,۰۰
۱۵	تل کا تیل	۹۰۸,۰۰	۹۵۰,۰۰	۹۰۲,۷۲	۸۷۴,۰۰	۸۶۸,۰۰	۸۱۳,۰۰
۱۶	بناسپتی	۱۰۱۴,۰۰	۱۰۳۵,۰۰	۱۰۹۴,۰۰	۹۶۶,۰۰	۸۰۰,۰۰	۱۰۴۴,۰۰
۱۷	شکر	۴۲۸,۰۰	۴۲۸,۰۰	۴۶۵,۰۰	۴۱۳,۰۰	۴۵۴,۰۰	۴۴۲,۰۰

اپریل سنہ ۱۹۷۵ء تا اپریل ۱۹۷۶ء (فی کنٹل روپیوں میں)

اکتوبر سنہ ۱۹۷۵	نومبر سنہ ۱۹۷۵	ڈسمبر سنہ ۱۹۷۵	جنوری سنہ ۱۹۷۶	فروری سنہ ۱۹۷۶	مارچ سنہ ۱۹۷۶	اپریل سنہ ۱۹۷۶
(۹)	(۱۰)	(۱۱)	(۱۲)	(۱۲)	(۱۳)	(۱۵)
۱۲۳٫۰۰	۱۱۲٫۸۰	۱۰۳٫۷۰	۱۰۰٫۶۹	۹۵٫۹۱	۸۹٫۸۱	۹۷٫۱۰
۹۳٫۳۵	۸۵٫۸۸	۸۳٫۶۲	۸۳٫۳۳	۸۲٫۳۸	۸۳٫۸۵	۷۹٫۹۳
۲۱۰٫۷۵	۲۰۱٫۱۳	۱۸۶٫۵۳	۱۷۳٫۶۲	۱۶۸٫۵۱	۱۶۵٫۱۰	۱۶۶٫۸۹
۱۶۳٫۷۵	۱۵۶٫۰۱	۱۳۷٫۳۳	۱۳۳٫۳۷	۱۳۱٫۰۶	۱۳۲٫۶۹	۱۳۰٫۶۵
۱۰۹٫۰۰	۱۰۵٫۰۰	۹۷٫۰۰	۱۰۲٫۲۵	۱۰۱٫۵۳	۸۵٫۳۳	۹۸٫۷۶
۱۲۵٫۰۰	۱۲۳٫۰۰	۱۱۷٫۰۰	۱۲۳٫۷۵	۱۱۸٫۵۶	۰۲٫۵۸	۱۱۲٫۵۲
۹۷٫۶۷	۹۳٫۶۵	۹۳٫۶۵	۸۳٫۸۳	۸۱٫۵۸	۷۵٫۰۰	۸۲٫۳۰
۹۹٫۵۶	۹۲٫۱۰	۸۹٫۸۵	۸۵٫۹۹	۸۳٫۱۰	۷۷٫۶۷	۸۱٫۲۲
۸۰٫۰۰	۸۰٫۰۰	۷۳٫۰۰	۸۰٫۶۲	۷۸٫۲۷	۷۷٫۸۰	۷۳٫۷۳
۲۵۳٫۰۰	۲۵۹٫۰۰	۲۳۵٫۰۰	۲۲۲٫۸۶	۱۸۱٫۹۸	۱۶۹٫۳۶	۱۸۶٫۳۳
۲۶۱٫۰۰	۲۶۶٫۰۰	۲۵۶٫۰۰	۲۵۶٫۳۷	۲۵۰٫۶۹	۲۱۳٫۲۷	۱۸۹٫۳۲
۲۳۰٫۰۰	۲۲۳٫۰۷	۲۰۵٫۳۲	۱۹۳٫۹۳	۱۸۶٫۷۷	۱۷۰٫۰۰	۲۱۰٫۱۱
۲۹۷٫۳۶	۲۷۳٫۲۹	۲۳۳٫۰۷	۲۳۰٫۳۷	۲۳۱٫۸۸	۲۲۲٫۶۳	۲۸۶٫۷۷
۷۰۳٫۰۰	۶۳۵٫۰۰	۵۷۳٫۰۰	۵۳۹٫۱۷	۳۷۵٫۳۸	۳۶۳٫۵۸	۳۷۶٫۲۶
۷۸۰٫۰۰	۷۹۳٫۰۰	۷۱۸٫۰۰	۷۸۲٫۳۱	۷۳۸٫۹۷	۸۱۹٫۹۳	۷۹۳٫۹۶
۹۲۰٫۰۰	۱۰۱٫۶۰	۸۵۲٫۰۰	۷۷۰٫۳۹	۶۹۸٫۰۳	۶۹۵٫۲۰	۶۹۳٫۹۷
۳۲۰٫۰۰	۳۲۲٫۰۰	۳۹۹٫۰۰	۳۹۳٫۱۳	۳۹۲٫۳۹	۳۹۷٫۵۰	۳۱۹٫۲۷

مہدی پرتاپگڈھی

اعتراف

وزیر اعظم اندرا گاندھی کی جرات و بیباکی سے متاثر ہو کر

شر پسندوں میں نفع خوروں میں وہ جذبہ تھا
شورشیں عام تھیں ، ہڑتالیں تھیں ہنگامہ تھا
سارا ماحول ہی تہذیب سے بیگانہ تھا

اتنی جانسوز ہوئی جاتی تھی گلشن کی فضا
زہر میں جیسے سموئی ہوئی آتی تھی ہوا
خون برسا کے گذرتی تھی ہر اك آن گھٹا

اس طرح بند تھا اذہان پہ تعمیر کا باب
سر پھرے کرتے تھے ، ہر دست ہنرور پہ عتاب
تھے وہ حالات کہ ہر گام پہ تھی زیست عذاب

ہر طرف بڑھتے گئے ملک میں تخریب کے پاؤں
شر سے محفوظ رہا ان کے کوئی شہر نہ گاؤں
بر بریت کی تھی وہ دھوپ کہ عنقا ہوئی چھاؤں

لیکن اك دست حنائی کہ تھا دست فولاد
تیرہ ذہنوں کی سنی اس نے نہ کوئی فریاد
کاٹ کر دست ستم ، توڑ دی رسم بیداد

اس کی حکمت نے اگائے نئے سورج ہر سو
اس کی دانش نے کیا ذہنوں پہ ایسا جادو
ہر طرف پھیل گئی امن و سکوں کی خوشبو

صحن گلشن میں نظر آنے لگی خوش نظمی
وہ کرن ہوئی کہ ہر گام پہ ہے خوش حالی
دشت و کہسار میں کرتی ہے صبا گلپیری

اس کی حکمت ہے کہ اٹھتا نہیں تخریب کا سر
خوف شورش کا رہا باقی نہ ہڑتالوں کا ڈر
اب سر فراز ہوا پھر سے ہر اك دست ہنر

مئے خوشرنگ چھلکنے لگی پیمانوں میں
ہے طرب خیز فضا ، شہروں میں ، ویرانوں میں
گیت پھر جاگ اٹھے ، کھیتوں میں ، کھلیانوں میں

کارواں ملک کا سوشلزم کی جانب ہے رواں
راہرو چلتا ہے اس راہ پہ بے وہم و گماں
اندرا جیسا مقدر سے ملا ہے نگراں

* * * *

PUBLISHED BY THE DIRECTOR OF INFORMATION & PUBLIC RELATIONS ANDHRA PRADESH, HYDERABAD
PRINTED BY THE DIRECTOR OF PRINTING, GOVT. OF ANDHRA PRADESH, AT GOVT. CENTRAL PRESS, HYDERABAD

اب کی جمہوریت ہو بہو پہلے جیسی جمہوریت نہیں ہے کیونکہ پہلے جمہوریت کا غلط استعمال ہو رہا تھا ۔ اہم ترین سوال یہ ہے کہ جمہوریت کس کے لئے ، انصاف کس کے لئے اور اظہار خیال کی آزادی کس کے لئے ؟ بعض وقت ہمارے دماغ انتشاری کیفیت کا شکار ہو جاتے ہیں اور ہم خیال کرنے لگتے ہیں کہ عوام کی ایک بڑی اکثریت کو آگے بڑھنے کی آزادی دینے کے مقابلے میں چند افراد کی آزادی زیادہ اہم ہے ۔

— اندرا گاندھی

KALYANI DAS

آندھرا پردیش

اگست ۱۹۷۶ آزادی نمبر ۵۰ پیسے

آندھرا پردیش بہ یک نظر

* آبادی	۴۳۵,۰۳ لاکھ
* اقوام درج فہرست کی آبادی	۵۷,۷۵ لاکھ
* رقبہ	۲,۷۶,۷۵۴ مربع کیلو میٹر
* اضلاع	۲۱
* تعلقہ جات	۱۹۵
* قصبات اور شہر	۲۲۴
* آباد گاؤں	۲۷,۲۲۱
* پنچائتیں	۱۵,۹۲۰
* پنچائت سمیتیاں	۳۲۴
* ارکان پارلیمنٹ	۵۹
* لیجسلیٹیو اسمبلی کے ارکان بشمول ایک نامزد کردہ رکن	۲۸۸
* لیجسلیٹیو کونسل کے ارکان	۹۰
* یونیورسٹیاں	۵
* پڑھے لکھے لوگ	۱,۰۶,۹۰ لاکھ

آندھرا پردیش

ترتیب

صفحہ

ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ
حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا۔

ایڈیٹرانچیف

شریمتی سری راجیم سنہا

★

اگسٹ ۱۹۷٦ع

شراون - بھادرپا

شاکھا ۱۸۹۸

جلد نمبر ۱۹

شمارہ ۱۰

★

سرورق کا پہلا صفحہ :-

وزیرآعظم مخاطب کررھی ھیں
(تصویر سری کاشی ناتھ)

سرورق کا چوتھا صفحہ

روشن مستقبل کے لئے منصوبہ بندی

اس شمارے میں اھل قلم نے انفرادی طور پر جن حالات کا اظہار کیا ھے ان سے لازمی طور پر حکومت کا متفق ھونا ضروری نہیں -

★

آندھرا پردیش (اردو) ماھنامہ
زر سالانہ چھ روپیے-فی پرچہ ۵۰ پیسے
وی پی بھیجنے کا قاعدہ نہیں -
چندہ منی آرڈر کے ذریعے روانہ کیا جائے۔

چیف منسٹر کا پیام

رسالہ آندھرا پردیش کیلئے

اگست کے مہینے کو تحریک آزادی ہند کی تاریخ میں خصوصی اہمیت کا مقام حاصل ہے - اسی مہینے میں "ہندوستان چھوڑدو" تحریک کا آغاز کرکے بدیسی حکمرانوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ہمارے ملک سے چلے جائیں - پھر اسی مہینے میں چار سال بعد سنہ ۱۹۴۷ میں ملک کو آزادی حاصل ہوئی جس نے موجودہ اور آنیوالی نسلوں کے ذہنوں پر لازوال تاثرات چھوڑے -

ایمرجنسی کے نفاذ اور ۲۰ - نکاتی پرو گرام کی عمل آوری کو شروع ہوئے ایک سال گذرچکا ہے - ہم نے تمام شعبوں میں قابل تعریف کارنامے انجام دئے ہیں - اس ایک سال میں عوام کے ان خوابوں کی تکمیل ہوئی ہے جو وہ ایک طویل عرصے سے دیکھتے چلے آرہے تھے - خصوصیت کے ساتھ سماج کے کمزور طبقات کو ان کا جائز مقام دلایا جارہا ہے -

گذشتہ ایک سال میں خصوصی طور پر اقتصادی عدم مساوات کو دور کرنے والے پرو گراموں کو نئی وسعتیں حاصل ہوئی ہیں - ہمارے عوام نے نئی نئی بلندیوں کو سر کیا ہے - ہم کو چاہیئے کہ قومی ایمرجنسی کے نتیجے میں ہمہ گیر نظم و ضبط اور سخت محنت کی جو فضا پیدا ہوئی ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک کی معاشی ترقی کے کام کو سرعت تیز رفتار بنائیں -

رسالہ آندھرا پردیش ریاست بھر میں عوام کے تقریبا تمام طبقات تک پہنچتا ہے - یہ ایک خوشی کی بات ہے کہ اس رسالے میں دیہات سدھار کے پرو گراموں اور تعلقہ و ضلع کی سطحوں پر روبعمل لائی جانے والی ترقیاتی سرگرمیوں کو واجبی اہمیت دی جارہی ہے - ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد سے اخباروں اور صحافتی جریدوں کے رویے میں قابل لحاظ تبدیلی رونما ہوئی ہے - ہماری آزادی کے استحکام اور ایک با جبر سوشلسٹ سماج کے قیام جیسے ہمارے قومی مقاصد کے حصول کے سلسلے میں اخباروں پر ایک بھاری ذمہ داری عاید ہوتی ہے - مجھے یقین ہے کہ اخبارات اپنی اس ذمہ داری کو خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دیں گے -

* * * * *

خبریں تصویروں میں

بائیں جانب اوپر :- شری بی - رنگاریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے ۵ - جون کو حیدرآباد میں ماحول سے متعلق ریاستی سطح کی کمیٹی کا افتتاح کیا -

بائیں جانب درمیان :- گورنر نے یکم جولائی کو راج بھون میں شری جسٹس بی - جے - دیوان کو بحیثیت چیف جسٹس آندھرا پردیش ہائیکورٹ کے حلف دیا -

بائیں جانب نیچے : شری جے - وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے ۲۷ - جون کو وزیر اعظم کے خصوصی سفیر شری محمد یونس کو مبارکباد دینے کے لئے نمائش میدان میں منعقدہ ایک تقریب میں [illegible] کیا -

دائیں جانب اوپر :- شری راج بہادر مرکزی وزیر سیاحت اور شہری ہوابازی نے ۸ - جون کو ٹراویل اینڈ ٹورزم ڈیولپمنٹ (اے - پی) پرائیویٹ لمیٹیڈ کا افتتاح کیا -

نیچے :- شری آر - ڈی - بھنڈارے گورنر آندھرا پردیش نے یکم جولائی کو حیدرآباد میں ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام میں '' اساتذہ کے رول '' پر ایک کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے -
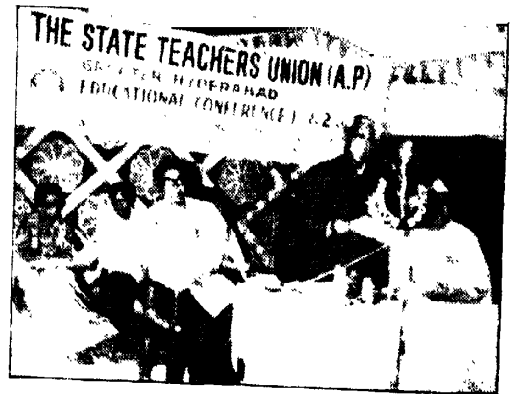
ہم کسی سے پیچھے نہیں ہیں

مسٹر جے۔ وینگل راو چیف منسٹر

ایمرجنسی کے اعلان کو ٹھیک ایک سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ ایک سال قبل کے حالات اور موجودہ حالات میں جو فرق ہے اس سے آپ سب واقف ہیں ۔ اس عظیم فرق کی کیا وجوہات ہیں ؟ ۔ ترقیاتی سرگرمیاں ایمرجنسی سے پہلے بھی جاری تھیں اور آج بھی جاری ہیں لیکن ان میں فرق ہے ۔ پہلے ترقیاتی سرگرمیوں کے فوائد اور عام آدمی کے درمیان میں سماج اور ترقی کے دشمن عناصر حائل تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت نے عوام کی بھلائی کے لئے جو کچھ بھی کیا اسکے ثمرات سے عوام بہرہ یاب نہ ہو سکے ۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ ان سماج دشمن عناصر نے یہ پروپگنڈہ بھی پھیلا رکھا تھا کہ حکومت عام آدمی کے لئے کچھ نہیں کر رہی ہے ۔ لیکن آج حکومت کی کوششوں کے ثمرات راست عوام کو حاصل ہو رہے ہیں ۔

ایک سال قبل ملک تاریخ کے ایک چوراہے پر کھڑا تھا ۔ ہماری آزادی کو خطرے میں ڈالنے والی طاقتوں کو کھلی چھٹی حاصل تھی ۔ ملک کی بعض خود غرض سیاسی جماعتوں نے ملک میں لاقانونیت کے حالات پیدا کرنے کا منصوبہ بنایا تھا ۔ سماج دشمن طاقتوں اور خود غرض سیاسی جماعتوں نے حکومت کی سرگرمیوں کو معطل کردینے اور عوام کو غیرقانونی حرکتوں پر ابھارنے کا ایک زبردست پلان تیار کر لیا تھا ۔ جمہوری طور پر منتخب عوامی نمائندوں کو اپنے عہدوں سے مستعفی ہوجانے پر مجبور کرنے کے لئے پر تشدد طریقوں سے کام لیا گیا ۔ توڑ پھوڑ اور سماج دشمن سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کی گئی ۔ ان سماج دشمن عناصر نے عام لوگوں میں سراسیمگی اور افراتفری پیدا کرنے کے منصوبے بنائے اور حکومت وقت کو ہٹانے کی خاطر احتجاجی رویہ اختیار کیا ۔ نہ صرف یہ بلکہ ان لوگوں نے حکومت کی ذمہ دار شخصیتوں کو ہلاک کرنے کے منصوبے بھی تیار کئے تھے ۔ ان کے بعض قائدین تو یہاں تک کہا کہ افواج ۔ پولیس اور سرکاری ملازمین کو حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کے لئے ورغلایا ۔ ان حرکتوں کے باعث عوامی زندگی کے تمام شعبے بری طرح متاثر ہوئے اور پیداوار رک گئی ۔ بے ضابطگی ، ہڑتالیں ، تالہ بندیاں اور پر تشدد سرگرمیاں روز مرہ کا معمول بن گئیں ۔ ان حالات کا شکار ہونے والے بہت سے معصوم اور بے گناہ لوگوں کو زبردست خمیازہ بھگتنا پڑا ۔

اگر اس صورتحال کو جاری رہنے دیا جاتا تو ہماری آزادی خطرے میں پڑ جاتی اور ہمارے دشمنوں کو اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب ہونے کا موقع ہاتھ آجاتا ۔ ان حالات میں ایمرجنسی کا اعلان عوام اور ملک کے بچاؤ کی خاطر ناگزیر ہو گیا تھا ۔

• ایک طرح سے ایمرجنسی نے جادو کی چھڑی کا کام کیا ۔ خود غرض جماعتوں کی سرگرمیاں ختم کردی گئیں ۔ آزادی تقریر کا سہارا لیکر غیر ذمہ دارانہ باتیں کرنے والوں کے منہ بند ہوگئے۔ آزادیٔ عمل کے نام پر کئے جانے والے پر تشدد اعمال اور جلوسوں کو روک لگ گئی ۔ ملک میں ڈسپلن کا احساس جو اب تک ناپید تھا اجاگر ہو گیا ۔ حکومت ، سماج دشمن اور خودغرض عناصر کو قابو میں رکھنے کے قابل ہو گئی ۔ عوام کے دلوں سے خوف و تردد کی کیفیت دور ہوگئی ۔ طالب علموں کے طبقے اور صنعتی مزدوروں میں ہڑتالوں ، جلوسوں ، دھرنوں ، ستیہ گرھوں اور بھوک ہڑتالوں کا جو رجحان پیدا ہوگیا تھا اس میں تبدیلی رونما ہوگئی ۔ ملک میں سیاسی استحکام قائم ہوا ۔ عوام نے حکومت پر اپنے بڑھتے ہوئے اعتماد کا اظہار کرنا شروع کردیا ۔ حکومت کی کوششوں کو تمام طبقات کی تائید حاصل ہونا شروع ہوگئی ۔ تمام شعبوں کے اندر پیداوار میں اضافہ ہوا ۔ اشیائے ضروریہ کی فراھمی میں باقاعدگی پیدا کردی گئی ۔ سماج کے کمزور طبقات کے سماجی اور اقتصادی معیار کو بلند کرنے کے لئے فلاحی تدابیر بڑے پیمانے پر اختیار کی گئیں ۔ اب عوام نے اس نئے دور میں نئی نئی امیدوں کے ساتھ قدم رکھا ھے ۔

ایمر جنسی نے ھماری ریاست میں بھی ایک نئی فضا پیدا کردی ھے ۔ سیاسی استحکام کو مزید تقویت حاصل ہوئی ھے۔ حکومت نے نکسلائیٹ خطرے کو مکمل طور پر قابو میں کرلیا ھے ۔ افواھوں کے پھیلانے ، سیاسی چالبازیاں بنانے اور غیرذمہ دارانہ تبصرے کرنے کے لئے اب قطعی گنجائش نہیں ھے زندگی کے تمام شعبوں میں ایک صحتمند فضا پیدا کرلی گئی ھے ۔ نظم و ضبط ، اب روز مرہ کی زندگی کا ایک جز بن گیا ھے عوام کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو گیاھے۔ صنعتی مزدوروں نے اب یہ جان لیا ھے کہ ان کا اور ملک کا مفاد سخت اور تابع نظم و ضبط محنت میں ھے جس سے کہ پیداوار میں اضافہ ہو ۔ طالب علموں نے اپنی توجہ کا رخ پڑھائی کی جانب موڑ دیا ھے ۔ سماجی جرائم میں کمی ہو گئی ۔ اب ترقیاتی کاموں کی تکمیل کے لئے زمین ہموار کرلی گئی ھے ۔

بیس نکاتی معاشی پروگرام

موجودہ سازگار فضا میں ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنے کی خاطر ھماری وزیراعظم نے ۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کا اعلان کیا جس کا اولین مقصد ایک عام آدمی کی زندگی کو بہتر بنانا ھے ۔ یہ پروگرام سوشلسٹ طرز کے سماج کے قیام میں معاون و مدد گار ھے ۔ اس پروگرام کا مقصد یہ ھے کہ تمام شعبوں میں سماجی و اقتصادی انصاف کو بروئے کار لا کر زیادہ سے زیادہ پیداوار کے حصول کے لئے راہ ھموار کی جائے تا کہ ملک میں انصاف اور مساوات کا قیام یقینی ہو جائے ۔ قومی دولت کی مساویانہ تقسیم ۔ غریبوں اور دولتمندوں کے درمیان واقع فرق کا خاتمہ اور اضافہ صنعتی و زرعی پیداوار کا حصول اس پروگرام کی نمایاں خصوصیات ھیں ۔

اس حرکیاتی ۲۰ ۔ نکاتی پروگرام کو روبہ عمل لانے میں ہم دوسری ریاستوں سے کسی طرح پیچھے نہیں ھیں ۔ حقیقت تو یہ ھے کہ اس پروگرام کے بعض نکات کی عمل آوری میں ہم دوسروں سے آگے نکل گئے ھیں ۔ اس پروگرام میں شامل بعض کاموں کا آغاز ہم نے پروگرام کے اعلان سے قبل ھی شروع کردیا تھا ۔ ہم نے اب ان کاموں کے لئے اضافہ رقمی گنجائشیں مختص کی ھیں اور پوری قوت کے ساتھ ان کو روبہ عمل لارھے ھیں ۔ پروگرام کے تحت نئے کاموں کو بھی بڑے جوش و خروش کے ساتھ شروع کیا گیا ھے اور پوری سنجیدگی کے ساتھ ان کو رو بہ عمل لایا جارھاھے۔

اصلاحات اراضی

ھماری ریاست میں اصلاحات اراضی کا کام وسیع پیمانے پر شروع کیا جاچکا ھے اس مقصد کے حصول کے لئے حکومت کی جانب سے خصوصی انتظامات عمل میں لائے گئے ھیں ۔ اب تک ارضی مقبوضوں کے تعلق سے ۴ لاکھ ۳۸ ہزار اقراری اطلاع نامے داخل کئے جاچکے ھیں ۔ ان میں سے ۳ لاکھ ۵۰ ہزار کی تنقیح مکمل کرلی گئی ھے ۔ ما باقی کی تنقیح ختم جون تک مکمل کرلی جائیگی ۔ اب تک کی جانے والی تنقیح کے نتیجے میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار ھیکٹر اراضی فاضل نکلی ھے ۔ ماہ جون کے اختتام تک فاضل اراضی کی جملہ مقدار کا پتہ چل جائیگا ۔ حکومت کا مطمع نظر یہ ھے کہ اس فاضل اراضی کو بے زمین غریبوں خاص طور پر درج فہرست اقوام ، درج فہرست قبائل اور پسماندہ طبقات کے لوگوں میں بانٹ دیا جائے ۔ اصلاحات اراضی کے تحت جاری کام کے ساتھ ساتھ حکومت نے زمینداروں کے پاس سے محفوظ تولداروں کو اراضیات کی منتقلی کا کام بھی شروع کردیا ھے ۔ ان اقدامات کے نتیجے میں ۸۷ ہزار محفوظ تولداروں کے لئے ملکیت کے مواقع نکل آئے ھیں ۔ سرکاری افتادہ اراضیات کی تقسیم کے تعلق سے بھی حکومت اقدامات کررھی ھے اور اب تک ۲۲ لاکھ ایکڑ سے زائد بنجر اراضیات کی تقسیم عمل میں آچکی ھے۔

رهائشی جگہوں کی تقسیم

اصلاحات اراضی کے علاوہ حکومت غریب طبقات میں رهائشی جگہوں کی تقسیم کے کام میں تیزی پیدا کرنے کے لئے بھی اقدامات کررهی هے - هماری ریاست کے اندر کچھ عرصے سے درج فہرست اقوام ، درج فہرست قبائل اور پسماندہ طبقات میں رهائشی اراضیات کی تقسیم کا کام هو رها هے - ۲۰ - نکاتی پروگرام کے اعلان کے بعد سے حکومت نے اس کام میں مزید شدت پیدا کردی هے - اس مقصد کے تحت موازنہ میں اضافہ رقمی گنجائش کی فراهمی کے علاوہ قانون تحصیل اراضی میں بھی ترمیم کی گئی هے- ۷۶ - ۱۹۷۵ ع کے لئے ۳ لاکھ رهائشی اراضیات کی تقسیم کا جو نشانہ مقرر کیا گیا تھا اس سے تجاوز کرلیا گیا هے اور ۴ لاکھ ۶۶ هزار خاندانوں کو رهائشی اراضیات کی تفویض عمل میں لائی جاچکی هے- حکومت نے ایسے بے زمین کسانوں - زرعی مزدوروں اور دیہی صناعوں کو ان خانگی اراضیات کے حقوق ملکیت عطا کرنے کے سلسلے میں بھی اقدامات کئے هیں جن پر وہ قابض اور مکین هیں - ان اقدامات سے تقریباً ۳۵ هزار خاندانوں کو فائدہ پہنچے گا -

۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کے اعلان کے بعد حکومت نے کھیت مزدوروں کی اجرتوں میں اضافے سے متعلق ایک قانون بنایا هے - اس قانون کے تحت اب مردوں اور عورتوں دونوں کو مساوی اجرتیں ملا کریں گی -

حکومت بے زمین غریبوں کو صرف قابل کاشت اراضی اور رهائشی جگہوں کی فراهمی پر هی اکتفا نہیں کر رهی هے بلکہ اس کی جانب سے کاشت اور تعمیر امکنہ کے لئے اقتصادی امداد مہیا کرنے کے بھی اقدامات کئے گئے هیں - چھوٹے کاشتکاروں - کھیت مزدوروں اور دیہی صناعوں نے خانگی ساهوکاروں سے جو قرضے لئے تھے ان کی وصولی پر التوا عائد کردئے جانے کی بدولت تقریباً ۲۲ هزار مقدمات اور ۶ کروڑ روپیوں پر مشتمل ۱۴۰۰ ڈگری درخواستوں پر کارروائی ملتوی رکھی گئی هے - حکومت ایک ایسے قانون کی تدوین پر بھی غور کر رهی هے جس کی رو سے ان لوگوں نے جو قرضے لئے هیں ان کو الکلیہ طور پر معاف کردیا جائیگا یا ان میں کمی کردی جائیگی-

حکومت کے ان اقدامات کے نتیجہ میں دیہی باشندوں کو عارضی طور پر کچھ سکون حاصل هوا هے- حکومت ان لوگوں کو قرضوں کی فراهمی کی ضرورت سے واقف هے اس لئے کہ اب وہ خانگی ساهوکاروں سے قرضے حاصل نہیں کر سکینگے - چنانچہ ان کے لئے امداد باهمی قرضوں کی فراهمی کے سلسلے میں اقدامات کئے گئے هیں- گذشتہ سال کے مقابلے میں امداد باهمی ذرائع سے دئے جانے والے قرضوں کی رقم تین گنی هوگئی هے - حکومت نے فیصلہ کیا هے کہ سال ۷۷ - ۱۹۷۶ ع میں امداد باهمی انجمنوں کے ذریعہ ۱۰۰ کروڑ روپیوں کے قرضے فراهم کئے جائیں - گذشتہ سال اگسٹ کے مہینے میں ایک آرڈیننس کے نفاذ کے ذریعہ مکفول محنت کے رواج کو ختم کردیا گیا بعد میں اس آرڈیننس کو گذشتہ ماہ اکتوبر میں ایک مرکزی قانون سے بدل دیا گیا - مکفول محنت کے واقعات کی اطلاع دینے والوں کے لئے حکومت کی جانب سے ۱۰۰ روپیوں کے نقد انعام کا اعلان کیا گیا هے -

پیشہ زراعت کے بعد دستی کپڑے کی صنعت ایک ایسا شعبہ هے جس پر عوام کی ایک بڑی تعداد کی روزی کا دارومدار هے - حکومت بافندوں کی فلاح و بہبود کے لئے خصوصی تدابیر اختیار کر رهی هے - حکومت نے نہ صرف امداد باهمی زمرے کے بافندوں کی بھلائی کے لئے اقدامات کئے هیں بلکہ امداد باهمی دائرے سے باهر کے بافندوں کی بہبود کو بھی پیش نظر رکھا هے - اپیکس سوسائٹیوں کو منظور کئے جانے والے قرضوں کی رقم کو حکومت نے بڑھا دیا هے - حکومت نے ایک ٹکسٹائل کارپوریشن بھی قائم کیا هے -

حکومت نے حال هی میں طالبعلموں اور مزدوروں کی اعانت کے لئے بہت سے پروگرام هاتھ پر لئے هیں - غریب تر طبقات سے تعلق رکھنے والے طلبا کو درسی کتابیں - اسٹیشنری کی چیزیں اور اشیاء ضروریہ کی کنٹرول نرخوں پر فراهمی سے هوسٹلوں میں مقیم تقریباً ایک لاکھ ۴۳ هزار طلبا کو فائدہ پہنچا هے - درج فہرست اقوام ، درج فہرست قبائل اور دوسرے پسماندہ طبقات سے تعلق رکھنے والے دسویں جماعت تک کے طلبا کو درسی کتابیں مفت سربراہ کی جاتی هیں -

آج ایک عام آدمی کے بیشتر مسائل حل کئے جارهے هیں حکومت اس سمت میں مسلسل جدوجہد کئے جارهی هے - مستقبل قریب میں ریاست کے عوام غذا ، مکان اور کپڑے کی اقل ترین ضرورت کی پابجائی کی توقع رکھ سکتے هیں - هم انتہائی اعتماد کے ساتھ اس بات پر یقین کر سکتے هیں کہ عام آدمی کی زندگی میں ایک نیا مرحلہ آپہنچا هے - هم نے آج جو سال مکمل کیا هے وہ واقعی سرگرمیوں سے بھر پور ایک تاریخی سال تھا -

* * * *

بے زمین غریبوں کے لئے حیات نو کا پیغام

> گذشتہ ایک سال کے دوران میں ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کی بدولت بے زمین لوگوں میں فاضل اراضیات کی تقسیم کے کام کو زبردست بڑھاوا ملا ہے ۔

یہ ۱۹۵۱ ع کی بات ہے کہ ایک مقدس شخصیت جنوبی ہند کے دورے میں مصروف تھی اس بزرگ ہستی کے دورے کا مقصد ایسے افراد کو انبساط و مسرت سے ہمکنار کرنا تھا جو مختلف نظریوں کے درمیان جاری کشمکش کے باعث بے اطمینانی اور بد حالی کی زندگی گذار رہے تھے ۔ ضلع نلگنڈہ کے ایک بد نصیب موضع پوچم پلی کے بھوکے پیاسے اور بدحال بے زمین ہریجن اس بزرگ کے گرد اپنے دلوں کا بوجھ ہلکا کرنے اور اپنے افلاس کے مداوا کے لئے جمع ہو گئے ۔

اس مقدس شخصیت نے جو اچاریہ ونو با بھاوے کے سوا کوئی اور نہیں تھی ۔ آخر کار یہ محسوس کیا کہ انہوں نے ان مفلوک الحال لوگوں کے قدیم زمانہ مسئلے کا حل معلوم کرلیا ہے ۔ چنانچہ ان کی دلوں کو ہلا دینے والی آواز سے متاثر ہو کر پوچم پلی کے ایک وسیع القلب زمیندار شری وی ۔ رامچندر ریڈی نے نیک قدم اٹھایا اور اپنی اراضیات کا ایک بڑا حصہ بے زمین افراد میں تقسیم کرنے کے لئے ونوبا جی کی خدمت میں پیش کردیا ۔

یہ تھا بھودان تحریک کا آغاز جو ہماری دادو دہش کی روایات کے عین مطابق تھا ۔ اسکے بعد اچاریہ جی پیچھے مڑ کے دیکھے بغیر اپنی تحریک کو لئے آگے ہی بڑھتے رہے غرضکہ اصلاحات اراضی کے سلسلے میں ایک ایسے نئے باب کا آغاز ہوا جسکی بدولت آندھراپردیش کو ایک دن لائق افتخار مقام حاصل ہونا تھا ۔

اقتصادی مساوات

اصلاحات اراضی تعلق کا ہندوستان کی تاریخی جنگ آزادی سے رہا ہے ۔ اقتصادی آزادی حاصل کرنے کے لئے اقتصادی مساوات کا حصول اولین قدم کی حیثیت رکھتا ہے ۔ چنانچہ آزادی ہند کے فوراً بعد ہی زمینداریوں اور جاگیرداریوں کا خاتمہ کیا گیا اور اسکے نتیجہ میں ''انعام'' اور قولداری جیسے دوسرے درمیانی نظام برخاست کردئے گئے ۔ آگے بڑھتے ہوئے عوام کے دلوں اور دماغوں نے سوشلسٹ طرز کے سماج کے قیام کو کسی قسم کی ہچکچاہٹ کے بغیر قبول کرلیا اور انتظامیہ نے بھی اس عہد کی توثیق کردی کہ ''زمین ہل چلانے والے کی'' ہونی چاہئے ارضی اقتصادیات سے متعلق دوبارہ قانون سازی اور معاشی نظام کی ازسرنو صورت گری کرنے کے سلسلے میں ۱۹۶۱ ع کا قانون تحدید اراضی پہلا اقدام تھا جو بعد میں بے جان ہو کر رہ گیا ۔

مرکزی کمیٹی برائے اصلاحات اراضی کی سفارشات کی مطابقت میں اور بعدازاں پیس آنیوالے قومی مباحثے کی روشنی میں ریاستی مقننہ نے آندھراپردیش لینڈ فارمس سیلنگ ایکٹ بابت ۱۹۷۲ ع تدوین کیا ۔ اس قانون کو ۱۹۷۳ ع میں صدر جمہوریہ کی منظوری حاصل ہوئی ۔ ایک ایسے خاندان کے لئے جس کے افراد کی تعداد پانچ سے زیادہ نہیں ہے مقررہ حد کو معیاری مقبوضہ قرار دیا گیا جو تری کی زمین کے لئے ۴،۰۵ ہیکٹر (۱۰ ایکر) اور خشکی کی زمین کے لئے ۱۰ ہیکٹر (۲۵ ایکڑ) ہے ۔

ایسے خاندان جنکے افراد کی تعداد پانچ سے زیادہ ہے ایک معیاری مقبوضے کے مساوی زمین کے علاوہ ہر زائد فرد کے لئے معیاری مقبوضے کے پانچویں حصے کے مساوی زمین رکھ سکتے ہیں لیکن ایسے ایک خاندان کے قبضے میں دو معیاری مقبوضوں سے زیادہ زمین نہیں ہونی چاہیئے ۔ اگر کسی شخص کے مقبوضے میں تری اور خشکی دونوں اراضیات شامل ہیں تو

ی کے ایک ہیکٹر کو خشکی کے ڈھائی ہیکٹر کے مساوی تصور کیا جائیگا ۔

اس طرح ریاست میں اراضی کی حد بندی کے سلسلے میں اریخ ساز اقدامات کے لئے میدان ہموار کرلیا گیا ۔ جنوری ۱۹۷۵ع ے اس قانون کا نفاذ عمل میں آیا اور اس تاریخ سے اس قانون کی مل آوری انتہائی پھرتی اور تندھی کے ساتھ شروع کردی گئی ۔ س قانون کی عمل آوری کے لئے جو وسیع انتظامات رو بہ عمل ئے گئے وہ بہت متاثر کن ھیں ۔

اقراری اطلاعناموں کی وصولی کے لئے کوئی ۹۳ سالگزاری ریبونل قائم کئے گئے ۔ یاد ہوگا کہ اقراری اطلاع ناموں کی صولی کے لئے آخری تاریخ ۲۸ ۔ فروری ۱۹۷۵ع مقرر کی گئی ھی جسکو بعد میں بڑھا کر ۱۱ ۔ اپریل ۱۹۷۵ع کردیا گیا قراری اطلاع ناموں کی تنقیح کا کام جولائی ۷۵ع سے شروع کیا گیا ۔

وصول شدہ ۴٫۳۹ لاکھ اقراری اطلاعناموں میں سے ۳٫۷۱ لاکھ کی تنقیح میدانی عملے نے انجام دیکر انکو ٹریبیونلس کے اس پیش کردیا ھے۔ ٹریبیونلس نے ۱۸۱۸۳۵ ایکڑ خشکی مینات اور ۹۰۰۰ ایکڑ تری زمینات کے تعلق سے ۱۸۵۶۲۱ غیر فاضل اراضی کے مقدمات اور ۱۰۴۹۴ فاضل اراضی کے مقدمات کے تصفئیے کر دئے ھیں ۔ ۱۸۱۸۳۵ ایکڑ خشکی راضی اور ۹۰۰۰ ایکڑ تری اراضی کو فاضل رقبہ قرار دیا گیا ھے ۔

فاضل اراضیات کی تقسیم

مئی ۱۹۷۶ع کے ختم تک ۱۰۷۰۴۰ ایکڑ خشکی اراضیات اور ۱۰۴۰ ایکڑ تری اراضیات کو تحویل میں لے لیا گیا ۔ یہاں یہ تحریر کرتے ہوئے مسرت ہوتی ھے کہ قانون کے دفعات کے مطابقت میں اب تک ۲۰۰۰۰ ایکڑ اراضی بے زمین غریبوں میں تقسیم کی جا چکی ھے اور ۸۰ فیصد کی حد تک تنقیح کا کام ۵۰ فیصد مقدمات پر کارروائی مئی ۱۹۷۶ع تک مکمل کرلی گئی ھے ۔

یہاں اس امر کی وضاحت بھی کی جاسکتی ھے کہ تعلقوں کی سطح پر غیر سرکاری افراد پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل دی گئی ھیں جو مستحقین و فاضل اراضیات کی تفویض کے سلسلے میں مشورے دیتی ھیں ۔ قانون حد بندی کی عمل آوری کے کے ساتھساتھ ریاست کے تلنگانہ علاقے میں متعلقہ قولداری قانون کے دفعات کے تحت قابضین اراضیات سے محفوظ قولداروں کے نام زمینات کی منتقلی کی کارروائی بھی انجام دی جارھی ھے۔ اس کارروائی کے نتیجے میں تقریباً ۸۷۰۰۰ محفوظ قولداروں کو ۳٫۲۷ لاکھ ایکڑ سے زاید اراضی کے تعلق سے مالکین اراضی قرار دیا جا چکا ھے ۔

افتادہ اراضیات کی تفویض

ساتھ ھی ساتھ حکومت افتادہ سرکاری اراضیات کو غریب لوگوں کو تفویض کرنے کی حکمت عملی پر شد و مد کے ساتھ عمل پیرا ھے ۔ اس سلسلے میں درج فہرست اقوام ، درج فہرست قبائل اور پسماندہ طبقات کو ترجیح دی جاتی ھے ۔ افتادہ اراضیات کی تفویض کے پروگرام کے آغاز سے اب تک ۲۲ لاکھ ایکڑ سے زائد افتادہ اراضی بے زمین غریبوں کے حوالے کی جاچکی ھے ۔

ھریجنوں اور سماج کے دوسرے ضرورتمند طبقات میں تقسیم کے لئے درکار زرعی اراضی کے مطالبے کی پابجائی ان فاضل اراضیات سے بھی کی جائے گی جو قانون حد بندی کی عمل آوری کے نتیجے میں ھمدست ھوں گی ۔ ھماری وزیر اعظم نے سچ کہا ھے کہ '' ھمارے عوام کی وسیع اکثریت دیہی علاقوں میں بستی ھے اس لئے ھم کو حد بندی کے قوانین کی عمل آوری اور بے زمین غریبوں میں فاضل اراضی کی تقسیم کے سلسلے میں زبردست سر گرمی دکھانی چاھئیے '' — آج ریاست اس نصب العین کو سامنے رکھکر نئی منزلوں کی جانب پیش قدمی کرنے میں ھمہ تن مصروف ھے ۔

* * * *

چیف منسٹر نے ۱۱ - جون کو کوشائی گوڑہ حیدرآباد میں الکٹرانک ٹسٹنگ اینڈ ڈیولپمنٹ سنٹر کا افتتاح کیا تصویر میں وزیر صنعت شری باسی ریڈی اور شری کے سباراؤ ایم - ایل - اے اور صدر نشین اے پی اسمال اسکیل ڈیولپمنٹ کارپوریشن بھی دیکھے جاسکتے ھیں -

شری این بھگوان داس چیف سکریٹری حکومت آندھراپردیش نے ۲۶ - جون کو آندھرا پردیش پبلک سروس کمیشن ایمپلائیز ایسوسی ایشن کی پہلی سالانہ تقریب کا افتتاح کیا - شری ایس - اے قادر صدر نشین اے - پی - پبلک سروس کمیشن نے صدارت کی -

خبریں تصویروں میں

مسٹر جے - چوکاراؤ وزیر زراعت اور حمل و نقل نے برکت پورہ حیدرآباد میں ۱۹ - جون کو "کنزیومرس پراڈائیز" (ڈپارٹمنٹل اسٹور) کا افتتاح کیا - شریمتی ایم لکشمی دیوی وزیر بہبودی خواتین نے صدارت کی -

انسانیت کے مندر

نہرو جی نے آبپاشی اور برقی پراجکٹوں کو '' انسانیت کے مندر ،، کہا تھا ۔ ۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کی بدولت ان پراجکٹوں کے فروغ اور ارتقاء کو زبردست بڑھاوا ملا ہے ۔

ہماری جیسی غالب طور پر زرعی معیشت کے لئے یہ ایک لازمی عنصر ہے کہ کھیتی باڑی کے لئے جو چیزیں درکار ہوتی ہیں خاطر خواہ طور پر ان کے ہمدست ہونے کی طمانیت پیدا کرلی جائے ۔ جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے ان میں بلاشبہ پانی سب سے زیادہ اہم ہے ۔ چنانچہ ہمارے پانچسالہ منصوبے میں زرائع آبپاشی کی فراہمی کو زبردست اہمیت دی گئی ہے اور ۱۹۶۶ ع میں تیسرے پانچسالہ منصوبے کے اختتام سے اس سلسلے میں کی جانے والی کوششوں میں اضافہ کردیا گیا ہے۔

آبپاشی کے پراجکٹوں کی درجہ بندی تین زمروں میں کی گئی ہے بعض بڑے پراجکٹ جن پر پانچ کروڑ روپیوں سے زیادہ لاگت آتی ہے ۔ اوسط پراجکٹ جن پر میدانی علاقوں میں ۲۵ لاکھ تا ۵ کروڑ روپئے اور پہاڑی علاقوں میں ۳۰ لاکھ تا ۵ کروڑ روپئے لاگت آتی ہے اور چھوٹے پراجکٹ جن پر میدانی علاقوں میں ۲۵ لاکھ روپئے اور پہاڑی علاقوں میں ۳۰ لاکھ روپئے سے کم لاگت آتی ہے ۔ اندازہ ہے کہ بڑی اور اوسط اسکیموں سے پورے ملک میں تقریباً ۷،۵ کروڑ ہیکٹر اراضی کو سیراب کرنے کی گنجائش موجود ہے ۔ موجودہ صورت میں ہم نے بڑے اور چھوٹے آبپاشی پراجکٹوں سے ۲،۱۸ کروڑ ہیکٹر اراضی کو سیراب کرنے کی گنجائش پیدا کرلی ہے اور توقع ہے کہ سال ۱۹۷۸-۷۹ ع تک ہندوستان میں ۲،۷۱ کروڑ ہیکٹر اراضی کی آبپاشی ممکن ہو جائے گی ۔

آندھرا پردیش میں پہلے پانچسالہ منصوبے کے پہلے سال ۱۹۵۱-۵۲ ع اور چوتھے پانچسالہ کے تیسرے سال ۱۹۷۱-۷۲ ع کے درمیان کی مدت میں آبپاشی کے فروغ کے لئے کی ہوئی کامیاب سرگرمیاں کافی متاثر کن ہیں ۔ اس مدت کے دوران ہماری ریاست میں بڑے اور اوسط پراجکٹوں کے ذریعے ۲۱،۰۷ لاکھ ایکڑ اراضی کو سیراب کرنے کی گنجائش پیدا کی گئی جبکہ چھوٹے پراجکٹوں کے ذریعے ۳۵،۴۸ لاکھ ایکڑ اراضی کو آبپاشی کے تحت لے آیا گیا ۔

وزیر اعظم کے ۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام میں آبپاشی کے فروغ کو زبردست اہمیت دی گئی ہے اور مزید ۵۰ لاکھ ہیکٹر اراضی کو پانچویں منصوبے کے اختتام تک آبپاشی کے تحت لے آنیکا نشانہ مقرر کیا گیا ہے ۔ اس حوصلہ مندانہ کل ہند نشانے کے پیش نظر ریاست میں مختلف آبپاشی اسکیموں میں کئے جانے والے اخراجات کی مقدار میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا ہے۔ ۱۹۷۳-۷۴ میں آبپاشی کے لئے مقررہ جملہ خرچ صرف ۲۱،۶۱ کروڑ روپئے تھا لیکن ۱۹۷۶-۷۷ ع کے دوران میں اس مد پر خرچ کی جانے والی رقم کو بڑھا کر ۳۰،۱۷ کروڑ روپیے کردیا گیا ہے ۔

ریاست کا سب سے زیادہ بلند حوصلہ آبپاشی پراجکٹ ناگر جونا ساگر ہے ۔ اس پراجکٹ کے لئے ۱۹۷۶-۷۷ ع کے دوران میں ۱۸ کروڑ روپیوں کے اخراجات مقرر کئے گئے ہیں جب کہ ۱۹۷۴-۷۵ ع میں اس پراجکٹ کے لئے ساڑھے سات کروڑ روپئے مختص کئے گئے تھے ۔ ناگر جونا ساگر کے لئے عالمی بینک نے ۱۴۵ ملین ڈالر امداد فراہم کرنی منظور کرلی ہے ۔ چنانچہ اس حوصلہ افزا پس منظر میں یہ توقع ہے کہ آئندہ پانچ سال کی مدت میں پورے پراجکٹ کو مکمل کرلیا جائے گا اور نتیجے میں مزید ۱۱ لاکھ ایکڑ اراضی کو قابل کاشت بنا لیا جائے گا ۔

اوسط آبپاشی :

اسی طرح اوسط آبپاشی کے شعبے میں بھی اس سال ۱۴ نئی اسکیمیں شروع کرنے کی تجویز ہے جنکی بدولت مزید

۱۳۸۰۰۰ ایکڑ اراضی آبپاشی کے تحت آجا ئیگی ۔ گذشتہ تین برسوں کے دوران میں اوسط آبپاشی کے فنڈز کو بڑھا کر تین گنا کردیا گیا ہے ۔

دریائے گوداوری کے حیات بخش پانی سے استفادہ کرنے کے حالیہ سمجھوتے کی بدولت ہماری ریاست میں بڑے اور اوسط پراجکٹوں کی تعمیر کے لئے ابتدائی تحقیقات روبعمل لانے میں بڑی سہولت پیدا ہوگئی ہے ۔ علیحدہ طور پر ایک کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ ڈپارٹمنٹ کے قیام سے مختلف پراجکٹوں کے تحت آنیوالی آیاکٹ اراضیات کی عاجلانہ بہتری اور ترقی کے کاموں پر مفید اور اہم اثرات مرتب ہونے ہیں اور توقع ہے کہ پانچویں منصوبے کی مدت کے دوران میں مزید ۹ لاکھ ہیکٹر اراضی کو کاشت کے قابل بنا لیا جائے گا ۔

برق قوت

اس بات سے سبھی واقف ہیں کہ صنعتی اور زرعی پیداوار میں اضافے اور عوام کے معیار زندگی میں بہتری پیدا کرنے والی سرگرمیوں کی کامیابی کا انحصار بنیادی طور پر خاطر خواہ مقدار میں برق قوت کی دستیابی پر ہے ۔ اس لئے قومی منصوبہ بندی میں برق کی تیاری ، ترسیل اور تقسیم کے کاموں کو اولین فوقیت دی گئی ہے ۔

گذشتہ دس برسوں میں ملک کے اندر برق کی پیداوار میں دو چند سے بھی زیادہ اضافہ ہوا ہے یعنی مارچ ۱۹۶۶ع میں موجود برق کی تنصیبی صلاحیت ۱۰٫۱۷ ملین کلو واٹ کے مقابلے میں مارچ ۱۹۷۶ع میں تنصیبی صلاحیت تقریباً ۲۲٫۳ ملین کلو واٹ ہوگئی ۔

ریاست آندھرا پردیش میں بھی گذشتہ دو دھوں کی منصوبہ بندی میں مصروف کردہ رقومات کی بدولت برق کی تنصیبی صلاحیت جو ۵۱-۱۹۵۰ع میں محض ۲۱ میگاواٹ تھی بڑھکر ۷۱-۱۹۷۰ع میں ۶۰۵ میگاواٹ ہوگئی ۔ برقیائے ہوئے قصبات اور مواضعات کی تعداد ۵۱-۱۹۵۰ع میں (پہلے منصوبے کے وقت) ۲۰۰ تھی جو ۷۱-۱۹۷۰ع (چوتھے منصوبے کے دوسرے سال) میں ۸۳۰۰ سے زیادہ ہوگئی ۔

۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام میں برق شعبے کی تیز رفتار ترقی کو قابل لحاظ اہمیت دی گئی ہے ۔ پانچویں منصوبے کے آغاز پر برق کی پیداوار کے لئے تنصیبی صلاحیت ۶۶۸ میگاواٹ تھی پانچویں منصوبے کی مدت کے دوران میں اس صلاحیت میں ۱۳۷۰ میگاواٹ کے اضافے کا پروگرام بنا یا گیا ہے ۔ سال ۷۴-۱۹۷۳ع میں برق کے سالانہ منصوبے کے لئے ۴۵ کروڑ روپئے مقرر کئے گئے تھے اس رقم کو بڑھا کر ۷۵-۱۹۷۴ع کے لئے ۵۶ کروڑ روپیے اور ۷۶-۱۹۷۵ع کے لئے ۶۷ کروڑ روپئے کردیا گیا ۔ ۷۷-۱۹۷۶ع کے لئے ۱۰۶ کروڑ روپیے مختص کئے گئے ہیں جو ۷۴-۱۹۷۳ع کے لئے ریاست کے پورے منصوبے کے اخراجات سے بھی زیادہ ہیں ۔

پانچویں منصوبے کے دوران میں اب تک تنصیبی صلاحیت میں ۳۲۰ میگاواٹ کا اضافہ کیا جا چکا ہے ۔ ۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کے جذبے کی اتباع میں تھرمل اور ہائیڈرو الکٹرک دونوں قسم کی برق صلاحیتوں کو وسعت دینے کے لئے لگاتار سرگرمیاں جاری ہیں ۔ ان سرگرمیوں کے تحت زیر تکمیل زیادہ اہم اسکیموں میں کتہ گوڑم اور وجے واڑہ تھرمل اسکیمات اور لوئرسلیرو ۔ سری سیلم اور نا گر جونا سا گر ہائیڈرو الکٹرک اسکیمات شامل ہیں ۔

اب ایسے وقت جبکہ دیہی ہندوستان کے کمزور طبقات کی بھلائی کے کاموں پر زور دیا جارہا ہے دیہاتوں کو برق کی سربراہی کا کام یگانہ اہمیت کا حامل ہے ۔ پانچویں منصوبے کی مدت کے آغاز تک آندھرا پردیش میں تقریباً ۱۰۴۸۰ قصبات اور مواضعات کو جو کل تعداد کے ۴۰ فیصد کے برابر ہیں ، برق سربراہ کی جا چکی ہے ۔ ۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کے اعلان کے بعد اس کام کی رفتار کو تیزتر کردیا گیا اور پچھلے سال کی تعداد ۱۶۹ مواضعات کے مقابلے میں ۷۶-۱۹۷۵ع کے دوران ۷۰۶ مواضعات کو برقیا لیا گیا ۔ جاریہ سال کے لئے ۲۰۰۰ جدید مواضعات کو برقیانے کا بلند حوصلہ نشانہ مقرر کیا گیا ہے ۔

برق کی سربراہی کے سلسلے میں ہریجن واڑوں پر خصوصی توجہ دی گئی ہے ۔ ۱۶۱۹ ہریجن واڑوں کو برقیانے کے لئے ۵۸ لاکھ روپیوں کی اسکیمات منظور کی گئی ہیں ۔ مذکورہ بالا تعداد میں سے مارچ ۱۹۷۶ع تک ۱۰۷۶ ہریجن واڑوں کو برق کی سربراہی کا کام مکمل بھی کرلیا گیا ہے ۔

یہ بات باعث مسرت ہے کہ حکومت ہند نے مرکزی شعبے کے تحت ایک سوپر تھرمل اسٹیشن کے قیام کے لئے منتخبہ مقامات میں راما گنڈم کا نام بھی تجویز کیا ہے ۔

ان بلند حوصلہ اسکیمات کی بدولت ریاست کی معیشت پر نمایاں اور واضح اثرات مرتب ہوں گے اور وہ دن دور نہیں جب آندھرا پردیش میں دودھ اور شہد کی ندیاں بہیں گی ۔

* * * * *

ایک مسلسل اور لگاتار جستجو

> کمزور طبقات کی فلاح و بہبود کی سرگرمیاں بلا شبہ ایک مسلسل اور لگاتار جستجو کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام نے اس سعی اور جستجو کو نئی تقویت عطا کی ہے ۔

وزیر اعظم نے حال ہی میں ایک موقع پر اس طرح اظہار خیال کیا " غریبوں اور کمزوروں کو فائدہ پہنچانے والے پروگراموں کی مسلسل تلاش کی جاتی رہنی چاہئے اور ان کو بہتر سے بہتر طور پر رو بہ عمل لانے کی جدوجہد کی جانی چاہئے اس امر میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ۲۰ - نکاتی پروگرام کے آغاز کے بعد سے کمزور طبقات کی بھلائی کے پروگراموں کی تیز تر عمل آوری کے لئے مسلسل جدوجہد جاری ہے ۔ آج ان پروگراموں کے تحت کی جانے والی سرگرمیاں زبردست وسعت کی حامل ہیں اور ان کے اثرات انتہائی نمایاں اور واضح ہیں ۔

۱۹۴۷ء میں آزادی کی صبح ہونیکے ساتھ ہی ملک میں زبردست ترقیاتی سرگرمیوں اور سماجی بھلائی کے وسیع پروگراموں کا ایک نیا دور شروع ہوا ۔ اس بات کا احساس تو کافی پہلے ہو چکا تھا کہ جب تک معاشی اور سماجی ضروریات سے نجات نہ ملے سیاسی آزادی نا مکمل ہے ۔ وسیع معنوں میں ہمارے پانچ سالہ منصوبوں کی تدوین کچھ اس طرح عمل میں لائی گئی ہے کہ وہ بڑی حد تک اسی طرز فکر کے تابع ہیں ۔ ہمارا دستور بھی مملکت کو ایک ایسے سماجی اور اقتصادی نظام کے قیام کا پابند بناتا ہے جو آزادی اور جمہوریت کی قدروں پر مبنی ہو اور جس کے تحت قومی زندگی کے تمام شعبوں میں سماجی، اقتصادی اور سیاسی انصاف کا دور دورہ ہو ۔

برتر توجہ

یہاں پر یہ واضح کیا جاسکتا ہے کہ کمزور طبقات آندھرا پردیش میں درج فہرست اقوام اور پسماندہ طبقات پر مشتمل ہیں اور ریاست کی کل آبادی کا تقریباً ۵۰ فیصد ہیں ۔ ۲۰ - نکاتی پروگرام کی ابتداء کے بعد سے ان کی جانب برتر توجہ دی جارہی ہے ۔ یاد ہوگا کہ گزشتہ چند برسوں سے ریاست میں درج فہرست اقوام اور درج فہرست قبائل کو رہائیشی زمینات کی فراہمی کا پروگرام روبہ عمل لایا جارہا ہے اس پروگرام کے تحت مستحقین کو تری علاقوں میں ۳ سینٹس اور خشکی علاقوں میں ۵ سینٹس کی حد تک رہائیشی جگہیں بلا قیمت فراہم کی جاتی ہیں ۔ جون ۱۹۷۵ء کے اختتام تک ۱۹۵۰۰۰ خاندانوں کو ۶،۴۴ کروڑ روپئے مالیت کی رہائشی جگہیں فراہم کی جا چکی ہیں ۔

اس پروگرام کو مزید وسعت دینے کی خاطر ایک طرف مقررہ گنجائیش ۱,۵ کروڑ روپیوں میں ایک کروڑ روپیوں کا اضافہ کر کے اس کو ۲,۵ کروڑ روپئے کردیا گیا اور دوسری طرف قانون تحصیل اراضی میں اس طرح کی ترمیم عمل میں لائی گئی کہ ضلع کلکٹروں کو اضافہ اختیارات حاصل ہو گئے اور معاوضہ اراضی کی اقساط میں ادائی قابل عمل ہو گئی ۔ ان اقدامات کے نتیجے میں سال ۷۶-۱۹۷۵ء کے لئے ۳ لاکھ رہائیشی جگہوں کی فراہمی کا جو نشانہ مقرر کیا گیا تھا اس سے کہیں بڑھکر رہائیشی جگہیں فراہم کی گئیں اور اپریل ۱۹۷۵ء کے بعد سے ۴،۶۶ لاکھ خاندان اس اسکیم سے مستفید ہوئے ۔ جاریہ سال کے لئے اس مد کے تحت گنجائیش موازنہ کو ۶,۵ کروڑ روپیے تک بڑھادیا گیا ہے ۔

فوری اور موقتی سکون

یاد ہوگا کہ دیہی قرضداری پر التواء عائد کرنے سے چھوٹے کاشتکاروں ، بے زمین مزدوروں اور دیہی صناعوں کو فوری اور موقتی اطمینان حاصل ہو گیا تھا ۔ ان لوگوں کو مستقل طور پر سود خوار ساہوکاروں سے نجات دلانے کی خاطر

متبادل ذرائع سے سہولت بخش شرائیط پر قرضوں کی فراھمی کے انتظامات رو به عمل لائے گئے - ۳-۱۹۷۲ع تک پیداواری اغراض کے لئے اجرا شدہ قلیل مدتی زرعی قرضوں کی سالانه مقدار ۲۵ کروڑ روپیے تھی جو ۷۶-۱۹۷۵ ع میں بڑھکر ۷۸ کروڑ روپیے یعنی ۳ گنی ھوگئی - جاریه سال کے لئے ۱۰۰ کروڑ روپیے کا نشانه مقرر کیا گیا ھے -

قرض کی مقدار میں اضافه کے ساتھ ساتھ کاشتکاروں کے کمزور طبقات کی ضروریات کی ترجیحی اساس پر پابجائی کے لئے متعدد تدابیر اختیار کی گئی ھیں - امداد باھمی ڈھانچے میں بنیادی تبدیلیاں رو به عمل لائی گئیں ھیں - عام رکنیت سازی کو آسان بنانے کی نیت سے اور امداد باھمی اداروں کے انتظامیه میں کمزور طبقات کے لئے ۵۰ فیصد کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے قانون امداد باھمی میں ترمیم کی گئی ھے - چھوٹے کسانوں کے لئے قرضوں کے مقررہ تناسب کو بڑھا کر ۸۰ فی صد کردیا گیا ھے - یه بھی ھدایات جاری کردی گئیں ھیں که ابتدائی زرعی امداد باھمی انجمنیں کمزور طبقات کو متفرق مصارف کے لئے فی رکن زیادہ سے زیادہ ۲۵۰ روپیے کے حساب سے قرضے اجرا کرسکتی ھیں -

آندھرا پردیش بیاک ورڈ کلاسس کوآپریٹیو فینانس کارپوریشن اور آندھرا پردیش شیڈولڈ کاسٹس کوآپریٹیو فینانس کارپوریشن نے کمزور طبقات کی جانب مخصوص توجه دینے کی خاطر اپنی سرگرمیوں میں اضافه کردیا ھے - اول الذکر کارپوریشن کی جانب سے اب تک ۶٫۱۰ کروڑ روپیے مالیت کی اسکیمات شروع کی گئی ھیں جن سے ۴۷۰۰۰ مستحقین کو فائدہ پہنچا ھے - جب که آخرالذکر کی جانب سے شروع کردہ اسکیمات کی مالیت ۵٫۳۰ کروڑ روپیے اور مستحقین کی تعداد ۳۰۷۷۷ ھے - کارپوریشن برائے بہبودی خواتین نے بھی ۲۶ لاکھ روپیے مالیت کی اسکیموں کا آغاز کیا ھے جن سے ۲۲۰۰ مستحقین کو فائدہ پہنچا ھے -

طبقه طلبا کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ھے - طالبعلموں کے تقریباً ۲۲۳۶ اقامت خانوں کو کنٹرول نرخوں پر اشیائے ضروریه فراھم کی جاتی ھیں جن سے ان اقامت خانوں میں مقیم ۱۴۲۰۰۰ طلبا مستفید ھوتے ھیں - ان طلبا میں ۴۴۰۰۰ سے زائد طلبا درج فہرست اقوام اور درج فہرست قبائل کے ھیں اس بات سے تو عام طور پر سب لوگ ھی واقف ھیں که درج فہرست اقوام اور درج فہرست قبائل سے تعلق رکھنے والے دسویں جماعت تک کے طلبا کو درسی کتابیں بلا قیمت سربراہ کی جاتی ھیں - چنانچه سال ۷۶-۱۹۷۵ع کے دوران میں ۱۲٫۸۷ لاکھ روپیے کی درسی کتابیں قریب قریب ۲ لاکھ درج فہرست اقوام اور درج فہرست قبائل طلبا میں مفت تقسیم کی گیئں -

اپرنٹس شپ ٹریننگ

کمزور طبقات کے واسطے روزگار کے مواقعات کو وسیع کرنے کے لئے آرموزی اسکیم کو پوری قوت کے ساتھ رو به عمل لایا جارھا ھے - فی الوقت ۸۴۴۷ اپرینٹس تربیت حاصل کر رھے ھیں ان میں ۳۷۰ درج فہرست اقوام سے ۸۴ درج فہرست قبائل سے اور ۱۱۰۲ پسماندہ طبقات سے تعلق رکھتے ھیں -

اس طرح ایک روشن مستقبل کمزور طبقات کا منتظر ھے- انہوں نے بڑی حوصله مندی کے ساتھ بدلتے ھوئے حالات کا ساتھ دیا ھے - اس میں کوئی شک نہیں که آنے والے فیصله کن برسوں میں وہ قومی زندگی کے دھارے کی تشکیل اور ارتقا میں پائیدار حصه ادا کرینگے -

* * * *

قیصر سر مست

حاجی ترنگ زئی

(ھند اور افغانستان دوستی کی اولین کڑی)

یہ لقب ھے اس بہادر افغان سردار "حاجی فضل واحد"، کا جنھوں نے ھندوستان کی جنگ آزادی میں کافی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور جنھیں انگریز اپنے بغض اور اپنی فطری بدطینتی کی وجہ سے " قبائلی لٹیرے "، کا نام دے کر اپنے تئیں خوش ھوتے رھے ۔ حاجی فضل واحد اس جری ، بہادر اور سرکش قبیلے کے سردار تھے جس نے کبھی انگریزوں کی اطاعت قبول نہیں کی اور نہ کبھی انگریز حکومت کو چین سے بیٹھنے دیا ۔ حالانکہ اپنی عادت کے مطابق انگریز ان میں پھوٹ ڈالنے کی ھر ممکن کوشش کرکے تھک گئے ۔ ادھر تو انگریز ان میں پھوٹ ڈالنے میں کوشاں رھے اور ادھر پٹھان کسی نہ کسی سردار کی قیادت میں انگریزوں کے خلاف بغاوت کرتے رھے جب انگریز انھیں کسی طرح اپنے قابو میں نہیں کرسکے تو ان کی بہادری اور سرفروشانہ جذبے کو لوٹ مار کا نام دے کر اپنی تسکین کا سامان کرنے لگے ۔ چنانچہ حاجی فضل واحد کو بھی ایک " لٹیرا "، کہنے لگے اور عوام سے انھیں اسی طرح روشناس کرایا اور اس طرح انکی شخصیت کی بلندی ، مجاھدانہ جذبے اور ھندوستان کی آزادی کی لڑائی میں انکی اھمیت کو ھندوستانی عوام کی نظروں سے دور کردیا اور بہت کم لوگ جان سکے کہ جنگ آزادی کے اس سورما نے کیا کارنامے انجام دئے۔

حاجی فضل واحد صاحب کا تعلق دراصل ولی اللھی تحریک سے تھا جسکے چھٹے امام مولانا محمودالحسن اور ساتویں امام مولانا عبیداللہ سندھی تھے۔اس تحریک کے ایک اور روح رواں سید احمدصاحب بریلوی کے انتقال کے بعد انکے جانباز شاگردوں نے اس تحریک کو جاری رکھا اور سنہ ۱۸۴۹ع میں سرحد کے اس علاقہ پر انگریزوں کا قبضہ ھوگیا تو " سنیانا "، نام کے پہاڑی مقام پر ان جانبازوں نے چھاؤنی بنا کر انگریزوں سے چھیڑ جاری رکھی انگریزوں نے تنگ آکر سنہ ۱۸۵۸ع میں اس چھاؤنی کو برباد کرڈالا اور اس طرح ان لوگوں کو " ملکا "، گاؤں میں پناہ لینی پڑی ۔ لیکن ان مجاھدین کا انگریزوں کو " ملکا گاؤں "، میں رھنا پسند نہیں آیا ۔ یوں سمجھئے کہ انسے خطرہ محسوس کرکے انگریزوں نے پانچ ھزار فوج لے کر حملہ کردیا ۔ لیکن یہ لڑائی دو ماہ تک جاری رھی اور ملکا گاؤں تباہ ھوتا رھا ۔ ان مجاھدوں کو الگ الگ قبیلے بنا کر اس لڑائی کو جاری رکھنا پڑا ۔ ان مختلف گروھوں میں سے ایک گروہ کے لیڈر تھے مولانا نجم الدین صاحب جنھیں تاریخ میں " ملا ھڈا "، کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ھے ، ان ھی " ملا ھڈا "، کے شاگرد دست راست اور خلیفہ تھے " ملا ھڈا "، کے انتقال کے بعد حاجی فضل واحد صاحب کو متفقہ طور پر لیڈر چن لیا گیا ۔ لیڈر چنے جانے کے بعد حاجی صاحب نے اپنے آبائی گاؤں " * ترنگ زئی "، میں رھنا پسند کیا ۔

لیڈر منتخب ھونے کے بعد مجاھدین کے رواج کے مطابق حاجی صاحب کو بھی انگریزوں کے خلاف تلوار سونت کر آزادی کی جنگ میں کود جانا ضروری تھا یا کم از کم اعلان جنگ کرھی دینا چاھیئے تھا لیکن انھوں نے جذبات سے مغلوب ھو کر کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا ۔ وہ جانتے تھے کہ بغیر موقع لڑتے بھڑتے رھنا خود کو تباہ کرلینا اور جنگ آزادی کی تحریک کو نیست و نابود کردینا ھے ۔ کیونکہ انھیں معلوم تھا کہ اسی جذبے نے ھزاروں سپوتوں کو میٹھی نیند سلادیا ھے ۔ ان کی نظر اس پر بھی تھی کہ انگریز اپنی طاقت سرحد پر پھیلاتے ھی جارھے ھیں ۔ اگر ان سے اسی طرح بر سر پیکار رھے تو اپنی قوت کھو دینگے ۔ اس لئے انھوں نے انگریزوں کے خلاف قدم اٹھانے سے پہلے مناسب یہ سمجھا کہ قبائلی علاقوں سے باھر رھنے والے پٹھانوں اور غیر پٹھانوں کو آزادی کی چاہ سے واقف کرائیں اور انھیں بتائیں کہ " غلامی "، کتنی بڑی لعنت ھے ۔ تاکہ جب ھم انگریزوں کے خلاف صف آرا ھوں تو ھمارے یہ بھائی ھمارے مقابلے کے لئے نہ آئیں ۔ اس طرح ھم انگریزی حکومت کا شیرازہ باسانی بکھیر سکتے ھیں ۔ سرحدی علاقے کے لوگوں کو اگر کوئی اور لیڈر یہ دور اندیشی کا سبق دیتا تو اسے انگریزوں کا آلہ کار سمجھکر اسکی بوٹی بوٹی نوچ لی جاتی لیکن بات چونکہ حاجی صاحب جیسے مخلص ، سچے ، نیک چلن اور خدا پرست نے کہی تھی اسلئے سب کے حلق سے نیچے اتر گئی ۔ یہ

---

* یہ گاؤں سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خان کے گاؤں اتمان زئی سے تقریباً ایک میل دور واقع ھے۔

حاجی صاحب کا کارنامہ ہے ۔ اور اس طرح وہ پہلے لیڈر ہیں جنہوں نے پٹھانوں کی آزادی کے مسئلے کو پورے ہندوستان کی آزادی کے ساتھ ملا دیا ۔ اور جہاد کے مذہبی جوش سے الگ رہ کر اس پر ایک سیاسی لیڈر کی طرح غور کیا ۔ اسکے بعد حاجی صاحب نے پورے ہندوستان کی سیاست پر غور کیا اور انہوں نے بڑی خاموشی سے ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں حصہ لینے والی اس سیاسی پارٹی کو تلاش لیا جو انکی مکمل طور پر مدد کرسکے ۔ یہ اتفاق ہے کہ اسی زمانے میں ولی اللہی جماعت کے چھٹے امام مولانا محمود الحسن صاحب بھی سرحدی صوبے سے تعلقات استوار کرنے کی دھن میں لگے ہوئے تھے ۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۹ع کے قریب حاجی فضل واحد اور مولانا محمودالحسن صاحب میں خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا ۔ حاجی صاحب نے قبائلی علاقے کے چند لڑکوں کو پڑھوانے کے بہانے دیوبند بھیجا (یہ لڑکے ایک طرح سے جاسوسی کے فرائض انجام دے رہے تھے) جب ان سے یہ معلوم ہوگیا کہ مولانا محمود الحسن حقیقتاً ہندوستان کی آزادی چاہتے ہیں اور اس کے حصول کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں تو انہوں نے محمودالحسن صاحب کی قیادت میں کام کرنا پسند کر لیا ۔ اسطرح حاجی صاحب کی جماعت ، تحریک آزادی کی ولی اللہی جماعت میں ضم ہوگئی ۔ اس کے دو سال بعد حاجی صاحب نے اپنے علاقے میں دیوبندی طرح کے مدرسے قائم کئے جن میں بظاہر مذہبی تعلیم دی جاتی تھی لیکن وہ پٹھانوں میں آزادی کے پرچار کا عمدہ ذریعہ تھے ۔ اور تعلیم کے لئے اس سے قبل سرحد میں کوئی انتظام نہ تھا اسلئے حاجی صاحب کے اس کام کو کافی سراہا گیا ۔ ان ہی مدرسوں کے ذریعے خان عبد الغفار خان قومی کام کرنے کے لئے میدان میں آئے تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ خان صاحب آج بھی حاجی فضل واحد صاحب کو اپنا اور تمام سرحد کا سب سے پہلا سیاسی پیشوا مانتے ہیں ۔

حاجی صاحب کے یہ مدرسے بحسن و خوبی اپنا کام انجام دے رہے تھے کہ انیس احمد نے جن کا تعلق علی گڈھ یونیورسٹی سے تھا انگریزوں سے مخبری کردی کہ حاجی صاحب کے مدرسوں کا تعلق جنگ آزادی کی تحریک سے ہے تو انگریز حکام نے زبردستی یہ مدرسے بند کرا دئے اور حاجی صاحب کو گرفتار اسلئے نہیں کرسکے کہ ان کی گرفتاری عام بغاوت اختیار کرلیتی تھی اسلئے انپر کڑی نگرانی رکھی گئی ۔ اور بہت سے جاسوس ان کے آگے پیچھے لگے رہنے لگے ۔ لیکن اسکے باوجود حاجی صاحب اور مولانا محمودالحسن کا تعلق برابر قائم رہا اور وہ پٹھانوں میں برابر آزادی کی تبلیغ کرتے رہے ۔ سنہ ۱۹۱۴ع میں یورپ میں لڑائی شروع ہوتے ہی مولانا محمودالحسن نے حاجی صاحب کو یہ پیغام بھیجا کہ ہم کو اس زرین موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انگریزوں سے لڑائی شروع کردینی چاہئے ۔ اس پیغام کے ملتے ہی حاجی صاحب نے ۲۰ جون کو برٹش علاقہ خاموشی سے چھوڑدیا اور قبائلی علاقے میں آگئے اور انکے تحت جگہ جگہ مجاہدین کی فوج جمع ہونے لگی اور ۱۷ اگست کو اس فوج نے امبیلادرے سے ہو کر برٹش علاقے پر حملہ کردیا اور اس پر قبضہ کرلیا ۔ اسکے بعد دوسری جگہوں پر پر حملے کرکے وہاں کی چوکیوں سے انگریزوں کو بھاگنے پر مجبور کردیا اور اسطرح جگہ جگہ انگریزوں کی فوج کا صفایا ہونے لگا ۔

ان کامیابیوں کے باوجود حاجی صاحب اس نتیجے پر پہنچے کہ جب تک وافر مقدار میں رسد اور ہتھیار نہ ہوں اس وقت تک پوری طرح کامیابی ممکن نہیں ۔ ان چیزوں کا انتظام کرنے کے لئے انہوں نے مولانا محمودالحسن کو لکھا ۔ چنانچہ مولانا نے اپنے شاگرد مولانا عبیداللہ سندھی کو کابل بھیجا اور خود مکہ مدینہ گئے اور غالب پاشا اور ترکی سے مدد چاہی لیکن کچھ ایسے حالات پیدا ہوئے کہ کہیں سے امداد نہیں ملی ۔ جس کی وجہ سے حاجی صاحب کی مختصر سی فوج آہستہ آہستہ بکھر گئی ۔ اس طرح حاجی صاحب کا ملک کی آزادی کا وہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوا جو وہ برسہا برس سے دیکھ رہے تھے اس پر طرفہ تماشہ یہ کہ حاجی صاحب کے ساتھی سیف الرحمان بھی انگریزوں سے جاملے اور اس طرح حاجی صاحب کی گرفتاری کے لئے جال بچھائے جانے لگے ۔

یورپ کی لڑائی کے خاتمہ کے ساتھ ہی ہمارے ملک میں رولٹ بل کے خلاف تحریک شروع ہوئی ۔ یہ اطلاع ملتے ہی کابل کے نئے بادشاہ امان اللہ خاں نے انگریزوں کے خلاف ہندوستان پر چڑھائی کردی ۔ اس میں بھی حاجی صاحب کا پورا پورا ہاتھ رہا ۔ کیونکہ ان سے یہ طے پایا تھا کہ ہندوستان کو انگریز سلطنت سے پاک کرنے کی صورت میں ہندوستان کابل کی مدد کریگا ۔ اس طرح کابل ہندوستان کی آزادی منظور کرلے گا ۔ انہی وجوہات کو سامنے رکھکر حاجی صاحب نے کافی حصہ لیا اور انگریز فوج کو بھاری نقصان پہنچایا ۔ لیکن انگریزوں نے تمام الجھنوں سے نجات پانے کے لئے حکومت کابل سے صلح کرلی اور کابل کی آزادی تسلیم کرلی ۔ اس تسلیم و رضا کے بعد حکومت کابل نے سرحد پر سے اپنی فوجیں ہٹالیں ۔ فوجوں کا ہٹنا حاجی صاحب کو بڑا شاق گذرا کیونکہ یہ بھی ایک طرح سے ان کی ناکامی تھی ۔

اس صلح کے بعد سنہ ۲۱ - ۱۹۲۰ع میں تمام ہندوستان کی سرحدات پر پھر سے اسہیوگ کا طوفان اٹھا جس کی قیادت حاجی صاحب کے پیرو خان عبدالغفار خاں کررہے تھے اسی

آگے صفحہ ۱۹ پر

منشی بنارسی داس سکسینہ قمر پیلی بھیتی

شری گوپال کرشن گوکھلے

بمبئی (مہاراشٹر اسٹیٹ) کے رتنا گری ضلع کے تعلقہ چپلن کے ایک چھوٹے سے گاؤں کولھا پور (کتلک) میں شری کرشن راؤ گوکھلے رہتے تھے - یہ بہت ھی غریب تھے ان کا گھرانہ علمیت و راست بازی میں تو بہت مشہور تھا مگر اس کے حصے میں دولت نہ آئی تھی شاید اسکی وجہ یہی ہوسکتی ھے کہ شری سرسوتی جی (علم کی دیوی) اور شری لکشمی جی (دولت کی دیوی) دونوں شاذ و نادر ھی کسی ایک گھر میں اتفاقاً آگئی ہوں مگر عام طور پر نہیں آتیں -

۹ - مئی سنہ ۱۸۶۶ع کو ان کے ھاں ایک لڑکے نے جنم لیا جسکا نام گوپال کرشن رکھا گیا - چونکہ گوکھلے ان کا خاندانی نام تھا اس لئے اس لڑکے کو گوپال کرشن گوکھلے کے نام سے پکارا جانے لگا -

جس طرح کہ غریب بچوں کی پرورش ہوتی ھے اسی طرح یہ بھی پرورش پانے لگے - ابھی ان کی عمر تیرہ ھی سال کی تھی کہ ان کے پتا مر گئے - ان کے بڑے بھائی شری گووندراؤ گوکھلے اور انکی ماتا جی نے بڑی مشکل سے انکا پالن پوشن کیا اور انہیں پڑھا یا لکھایا -

یہ بڑے ذہین ، ہوشیار ، محنتی ، نڈر ، حاضر جواب ، راست گو ، وعدہ و وقت کے پابند ، تیز ، چاق چوبند ، خلیق اور ملنسار تھے - ھر ایک کی سیوا سچی لگن سے کرتے باتیں بہت ھی کم اور کام بہت ھی زیادہ کرتے تھے - گھر کے جملہ کاموں کو بڑی خوشی سے انجام دیتے ، ہمیشہ وقت پر اسکول پہنچتے - استاد جو کچھ پڑھاتے اور سمجھاتے وہ بڑے غور سے سنتے اور استاد جو کچھ بلیک بورڈ پر لکھتے اسے بڑے دھیان سے دیکھتے اور اپنی کاپی میں لکھ لیتے - ساتھیوں سے بڑی محبت اور استادوں کا بڑا ادب کرتے - استادوں کو بنانے کا رواج تو اس زمانے میں تھا ھی نہیں - یہ کبھی کسی کو نہ چھیڑتے اور کسی حالت میں اسکول کا ہوم ورک دوسرے دن پر نہ اٹھا رکھتے -

یہ انگریزی کی چھٹی جماعت میں پڑھتے تھے کہ ایک دن ان کے ٹیچر نے انہیں ہوم ورک میں چند سوال حل کرنے کو دئے - سوال بہت ھی مشکل تھے - یہ ساڑھے چار بجے شام اسکول سے گھر آئے جو کھانا کھا کر بیٹھے تو رات کے دو بجے تک لگا تار ان سوالوں کو حل کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر سوال حل نہیں ہوئے -

جب نیند کے جھونکے بہت ھی آنے لگے تو مجبوراً سو گئے صبح چھ بجے اٹھے اور پھر بھی بہتیری کوشش کی سوال ''لیلاوتی'' پستک کے تھے اور اتنے کٹھن تھے کہ ان سے حل نہ ہو سکے بہت دیر تک سوچنے وچارنے کے بعد ان کے دماغ میں ایک ترکیب آئی انہوں نے اپنے پڑوسی شری شیام بہاری لال (جو کہ ایک دوسرے اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے) سے وہ سب سوالات حل کرا لئے - اور بڑی خوشی سے اسکول پہنچے -

کلاس میں چھیالیس بچے تھے اور اس دن سب کے سب حاضر - ٹیچر نے سب کے حل کئے ہوئے سوالات دیکھے - سوائے شری گوکھلے کے بقیہ سب بچوں کے جوابات غلط تھے - ٹیچر نے انہیں شاباش دی ان کی پیٹھ ٹھونکی اور پیار کر کے ان کے ذہن اور دماغ کی بہت ھی تعریف کی اور کہا کہ ان تمام بچوں میں تم ھی سب سے زیادہ عقلمند ہو آج سے تم پہلی لائن میں پہلے نمبر پر بیٹھا کرو -

یہ سنتے ھی شری گوکھلے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے - ٹیچر نے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے صحیح صحیح بات

بتادی - ٹیچر نے کہا کہ ہم تمہاری سچائی سے اور بھی بہت خوش ہیں اگر چیکہ تم نو سوالوں کے اس طرح حل کرنے کی وجہ سے پہلی لائن کے پہلے نمبر پر نہیں بٹھایا جاسکتا مگر تم کو تمہاری سچائی کی وجہ سے تو بٹھایا جاسکتا ھے اور اب اسی لئے بٹھا یا جارہا ھے -

یہ غریب تھے اس وجہ سے نہیں بلکہ قدرتی طور پر انہیں سیر تماشوں سیر سپاٹوں اور غلط تفریح کے کاموں سے نفرت تھی ایک دن ان کے اسکول کے ایک مالدار ساتھی نے انہیں اپنے ساتھ ناٹک دیکھنے چلنے کے لئے انتہائی مجبور کیا وہ انہیں ناٹک دکھانے لے گیا اپنے اور ان کے دونوں کے ٹکٹ اسی نے اپنے پیسوں سے مول لئے -

دوسرے دن جب وہ اسکول میں ان سے ملا تو اس نے اپنی کم ظرفی کی وجہ سے ان سے اپنے دلائے ہوئے ٹکٹ کے دو آنے مانگے - انہیں خواب و خیال بھی نہ تھا کہ ان کا وہ ساتھی اتنی گری ہوئی حرکت کرے گا - انہوں نے بادل نخواستہ اسے دو آنے دے دئے -

چونکہ اس مہینے کے خرچ میں دو آنے کم ہوگئے اس لئے ان کی پورتی (پابجائی) کرنے کے لئے انہوں نے منصوبہ بنا یا اور نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے رات میں پڑھنے کے لئے مٹی کا تیل (گیاس کا تیل) مول نہیں لیا بلکہ سڑک کے سرکاری لیمپوں کے نیچے کھڑے ہو ہو کر اپنے سبق یاد کئے اور اسکول کے ہوم ورک پورے کئے -

اپریل سنہ ۱۸۸۳ ع میں انفنسٹن کالج سے انہوں نے امتیازی نمبرات سے بی - اے (بیچلر آف آرٹس) کا امتحان پاس کیا اس وقت انکی عمر صرف اٹھارہ ھی سال کی تھی - سنہ ۱۸۸۵ ع میں پونہ (جسے آج کل '' پونے،، کہا جاتا ھے) کے نیو انگلش اسکول میں پچھتر روپئے ماھانہ پر مدرس ہوگئے مگر یہ صرف چالیس روپئے ھی ماھانہ بطور الونس لیتے تھے -
تھوڑے ھی دنوں کے بعد فرگسن کالج میں پروفیسر ہوگئے اور سنہ ۱۹۰۳ ع تک یہیں اسی معمولی الاونس پر کام کرتے رہے -

پونہ کی ایک تعلیمی سوسائٹی کا نام تھا '' دکن ایجوکیشن سوسائٹی ،، نیو انگلش اسکول اور فرگسن کالج اسی سوسائٹی کے زیر انتظام تھے - اس سوسائٹی کے اراکین سری گوکھلے کی بہت ھی عزت کرتے تھے اور ھر معاملے میں ان سے صلاح و مشورہ کرتے تھے -

کئی دفعہ اس سوسائٹی نے انہیں مجبور کیا کہ اس الونس میں جو یہ لیتے ھیں ھم کچھ اضافہ کریں وہ یہ قبول کرلیں انہوں نے صاف انکار کردیا اور کہا کہ مدرس کی ضروریات مختصر ہوتی ھیں اس کی نگاہ میں آرائش و نمائش بناؤ سنگھار فضول اور آرام حرام ھے -

بھاری بھاری تنخواہ کی بڑی بڑی ملازمتوں کے انہیں متعدد آفر آتے رہے چونکہ انہیں پیسے کا لالچ نہیں تھا اور شہرت کی بھی خواہش نہیں تھی اسلئے سب کو ٹھکراتے رہے - ان کا کہنا تھا کہ پیشہ مدرسی ھی ایک ایسا پیشہ ھے جو قوم کے ہونہار اور نو نہالوں کو جس ڈگر کی طرف چاھے موڑ سکتا ھے - مدرس چونکہ بچوں کی زندگی بناتے ھیں اسی لئے انہیں معمار قوم کہا جاتا ھے -

یہ تعلیمی و تدریسی خدمتیں انجام دینے کے ساتھ ساتھ قومی و ملکی و سماجی و اصلاحی وغیرہ خدمتیں انجام دیتے رہتے تھے -

سنہ ۱۸۸۷ ع میں انکی ملاقات سری مہادیو گووند راناڈے جسٹس ھائی کورٹ بمبئی سے ہوئی - یہ سیاسی معاملات میں ان سے ان کی وفات (شری راناڈے کی وفات) سنہ ۱۹۰۱ ع تک صلاح و مشورہ لیتے رھے -

سنہ ۱۸۹۵ ع میں بمبئی یونیورسٹی کی فیلو شپ کیلئے منتخب ہوئے اور اسی سال '' سرو جنک سبھا ،، کے جوائنٹ سکریٹری چنے گئے -

ان کی قوت حافظہ بلا کی تیز تھی- خود غرضی انہیں چھو کر بھی نہیں گئی تھی دیش بھگتی میں ڈوبے اور ہمیشہ دیش کی بھلائی کے لئے سوچتے رہتے تھے - اپنی تمام خوبیوں اور بے لوث خدمتوں کی وجہ سے پبلک میں انکی بہت عزت تھی -

ایک دفعہ بمبئی میں پلیگ سے بہت سے لوگ مرنے لگے انہوں نے پبلک کی وہ لاجواب سیوائیں کیں کہ ان کا اعتراف گورنمنٹ آف انڈیا نے بھی کیا -

بھارت کی مالی حالت کی جانچ کرنے کے لئے سنہ ۱۸۹۶ ع میں ولایت میں ایک کمیشن بیٹھا اس میں شریک ہونے کے لئے بھارت کے چند بڑے بڑے آدمیوں کو بلوایا گیا ان میں سری گوکھلے بھی تھے -انہوں نے وھاں پرجوش اور دھواں دھار تقریر کرکے بھارت کی سچی حالت اور کیفیت اس طرح بیان کی کہ اہل ولایت کو بھارت کا سچا ہمدرد بنادیا - بھارت واپس آنے پر ان کا زبردست سواگت کیا گیا -

انگریز انکی سوجھ بوجھ اور صلاحیت کے انتہائی قائل تھے چنانچہ سنہ ۱۸۹۹ ع میں ھز اکسیلنسی دی وائسرائے ھند نے انہیں

اپنی سبھا کا ممبر بنا لیا ۔ انہوں نے دو سال تک اس کونسل میں اپنے فرائض بڑی خوش اسلوبی سے انجام دئے جب شری فیروز شاہ مہتا کی کرسی امپیریل کونسل میں خالی ہوئی تو انکی جگہ شری گوکھلے کا انتخاب عمل میں آیا۔ انہوں نے یہاں بڑی آزادی کا ندرتا اور قابلیت کے ساتھ اپنا فرض پورا کیا اسی سال پونہ میونسپل کارپوریشن کے میئرھو ئے ۔

سنه ۱۹۰۵ع میں انہیں کاشی میں کانگریس دل کا صدر بنا یا گیا ۔ انہوں نے بھارت کی سیوا کرنے کے لئے '' بھارت سیوک سنگھ ،، (سرونٹ آف انڈیا سوسائٹی) کی بنیاد ڈالی ۔

ان کا ظاہر و باطن ایک تھا ، تقریر و تحریر میں مطابقت اور قول و فعل میں یکسانیت تھی اپنے عملی کاموں اور تقریروں کے ذریعہ انہوں نے جنتا میں دیش بھگتی اور دیش سیوا کی بھاؤنا پیدا کردی تھی ۔

عمر بھر قومی و ملکی لاجواب خدمتیں انجام دے کر ۱۹ - فروری سنه ۱۹۱۵ع کو ہمیشہ کی نیند سوگئے ۔

سنه ۱۹۰۴ع میں فرگسن کالج پونہ سے جب سبکدوش ہوئے تو انہوں نے جو تقریر کی وہ فلسکیپ کے بیس صفحات پر مشتمل ہے ۔ انکی یہ تقریر کئی زبانوں میں چھاپی گئی ۔

ایک دفعہ کسی بڑے آدمی کی سالگرہ منانے پر انہوں نے یہ کہا کہ '' کسی میدان کے کسی بڑے آدمی کی سالگرہ منانے پر صرف تالیاں بجا کر ادا کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا بلکہ انکی زندگی جو سبق دیتی ہے اسکی پیروی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ۔ اور انکے خیالات کو اپنے دل و دماغ کا جز بنا لینا چاہئے ،، ۔

۴ - فروری سنه ۱۹۰۷ع کو الہ آباد (اتر پردیش) میں ایک جلسہ ہوا جسکے صدر ہمارے پوجیہ پنڈت جواہرلال نہرو کے پتا شری پنڈت موتی لال جی نہرو تھے ۔ اس میں ''موجودہ کام کی نسبت ،، پر شری گوکھلے نے جو تقریر کی اس سے ایک لاکھ حاضرین جلسہ جھوم اٹھے اور سامعین نے تالیاں بجا بجا کر واہ واہ کی ۔

ان کی تقریروں کے مختلف عنوانات میں سے صرف چند حسب ذیل ہیں ۔ سودیشی تحریک ، ہندوستانی اور پبلک سرویسز ، ہندو اور مسلمانوں کا اتحاد ، ہندوستانی سوتی مال پر محصول ، نیچ ذاتوں کی نجات ، اونچ نیچ کی تفریق کیوں ، چھوت چھات کیوں ، آپس میں بھید بھاؤ کیا معنی ، طلبا اور پالٹکس ، تعلیم کا مقصد ، ترقی کا راز ، سادگی وغیرہ

اردو فارسی کے بڑے زبردست ، شہرہ آفاق ، جادو بیان شاعر علامہ پنڈت برج نارائن چکبست لکھنوی نے شری گوکھلے پر ایک کتاب لکھی ہے جس کی چند سطریں درج ذیل ہیں :-

مسٹر گوکھلے مرحوم کی تقریروں کا سب سے بڑا جوہر یہ ہے کہ اگر کوئی مرد خدا قومی و ملکی مسائل کی چھان بین کرنا چاہے تو اسکی نظر کا معیار درست کرنے کے لئے ان کا مطالعہ نہایت ہی سود مند ثابت ہوگا ۔

یہ ظاہر ہے کہ ہندوستان میں اکثر ایسے وطن پرست گذرے ہیں جن کی زبان اور قلم کے جوہر یادگار زمانہ ہیں مگر جس فلسفیانہ نظر اور شان مدبری کا جلوہ مسٹر گوکھلے مرحوم کی تحریر و تقریر میں نظر آتا ہے اسکی نظیر دوسری جگہ مشکل سے ملے گی ۔

اکثر طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی پرواز ہمیشہ فلسفیانہ اصولوں کی بلندی کی طرف مائل رہتی ہے عملی زندگی کے الجھیڑوں سے انہیں زیادہ سرو کار نہیں رہتا ۔ ان کا کام صرف اس قدر ہوتا ہے کہ وہ اصولوں کے چراغ روشن کردیں تاکہ دوسرے عملی زندگی کے راستے میں ٹھوکریں کھانے سے بچیں ۔

بعض دماغ واقعات کا ذخیرہ فراہم کرنے میں خاص ملکہ رکھتے ہیں اور معاملات کا عملی پہلو خوب سمجھتے ہیں مگر فلسفیانہ نظر کی دور اندیشی کے لئے دوسروں کے محتاج ہوتے ہیں ۔

مسٹر گوکھلے مرحوم کے دماغ کا خاص جوہر یہ تھا کہ اس میں عملی زندگی کی معاملہ فہمی کے ساتھ فلسفیانہ دور اندیشی بھی کافی حیثیت سے موجود تھی ۔

یہ ہمیشہ رعایائے ہند کے بے زبان لوگوں کے سیاسی حقوق کی توسیع اور انتظام ملکی کی اصلاح کے لئے سرکار کی خدمت میں ہمیشہ وکالت کرتے رہے ۔

بابائے قوم مہاتما گاندھی(پوجیہ باپو موہن داس کرم چند گاندھی) نے ایک دفعہ اپنی تقریر میں فرمایا :-

'' یوں تو میں شری گوکھلے کی تقریریں اخباروں اور کتابوں میں پڑھتا رہتا تھا ان کی علمیت اور یکتائے روزگار صلاحیت سے ان کی عزت میرے دل میں بہت ہی زیادہ تھی مگر جلسوں میں شریک ہو کر صرف دوہی دفعہ شری گوکھلے کی تقریریں (ایک تو سنه ۱۹۰۷ع میں انڈین نیشنل کانگریس سورت سشن میں اور دوسری دفعہ ۱۹۰۸ع میں جبکہ وہ ولسن کالج بمبئی میں طلبا کو مخاطب کررہے تھے) سنیں ۔ ان تقریروں سے اور ان کے طرز تقریر سے میں بہت ہی متاثر ہوا ۔ ان کی

قریریں ادبی ، قومی ، ملکی ، سیاسی، سماجی ، تعلیمی، اصلاحی
معاشی اور معاشرتی وغیرہ ہر طرح کے پہلو پر حاوی تھیں -
میں نے اپنے اخبار YOUNG INDIA '' مورخہ
۳۰ - اپریل سنہ ۱۹۳۱ع میں ان کی مختصر سوانح حیات چھاپی
اور ان کی تقریریں اور مضامین تو میں ہمیشہ چھاپتا ہی رہتا
ہوں '' -

پوجیہ مہاتما گاندھی نے ان پر ایک کتاب لکھی جس کا
نام ہے :-

GOKHALE

My Political Guru

مسٹر رابرٹ سن (Robertson) کالج آف ایجوکیشن
دھلی میں ٹیچروں کے پروفیسر تھے - ایک دفعہ انہوں نے
شری گوکھلے کے بارے میں ایک مضمون لکھا - لکھتے ہیں :

> **"I had never heard an Indian speak English so grammatically correct and so pure in pronunciation as Gokhale. So when I heard him speak, I was probably more interested in the manner of his speech than in its matter."**

شری گوکھلے کی سوانح حیات اور ان کی معرکۃالآرا
تقریروں پر مشتمل انگریزی میں متعدد کتابیں چھپ چکی ہیں
اور ہندوستان میں متعدد زبانوں میں ایسی کتابیں چھپی ہیں
جن میں سے بعض میں تو صرف سوانح حیات ہی ہے اور بعض
میں صرف تقریریں - اور بعض میں دونوں مختصر -

شری کنہیالال شاہ نے گجراتی میں ، شری کھنڈے راؤ
نے مرہٹی میں ، شری جوالاپرشاد نے ہندی میں ، شری
کشن پرشاد کول نے اردو میں ، شری جی - رنگیا نے تلگو میں
ایسی کتابیں لکھی ہیں جن میں شری گوکھلے کی بہت ہی
مختصر سوانح حیات اور بہت ہی کم تقریروں کے خلاصے درج
ہیں -

شری گوکھلے نے چھوٹی موٹی تقریروں کے علاوہ سات سو
چھیالیس تقریریں ایسی کی ہیں جو اپنا جواب نہیں رکھتیں -

شری گوکھلے کی علمیت و صلاحیت سے متاثر ہو کر
جاپان کے مشہور مصنف مسٹر '' نی شائن شو '' نے جاپانی
زبان میں اور چین کے مشہور مصنف مسٹر '' یوچی ہوسانگ ''
نے چینی زبان میں ان کی تقریروں کے ضخیم مجموعے
چھاپے ہیں -

ایک دفعہ پوجیہ مہاتما گاندھی نے پورے بھارت باسیوں سے
اپیل کی تھی کہ '' آنجہانی گوکھلے کی تقریروں کا ہر دیسی
زبان میں ترجمہ شائع کرکے ان کی بہترین یادگار قائم کریں ''

* * * *

باقی صفحہ ۱۵

دوران حاجی صاحب کے اور جنگی آزادی کے زبردست حامی و
مددگار مولانا محمودالحسن صاحب بھی سالٹا کی نظربندی سے رہا
ہوکر ہندوستان واپس آگئے تھے - چنانچہ انہوں نے بھی اس
تحریک میں دلچسپی لی - اور حاجی صاحب تو پہلے سے تیار
بیٹھے تھے - چونکہ وہ برٹش علاقے کے باہر تھے اسلئے دل کے
ارمان نہ نکال سکے لیکن دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے اپنے
اثر کے تمام قبیلوں کو امن سے رہنے اور کوئی غلط قدم اٹھانے سے
روکے رکھا - جس کی وجہ سے قبائلیوں پر بغاوت کا الزام لگا کر
انگریز حکومت پٹھانوں پر کوئی ظلم یا زیادتی نہ کرسکی -

اسکے بعد حاجی صاحب نے اپنے اظہار اور تبلیغ کے لئے
پشتو زبان میں ایک اخبار '' چنگاری '' نکالا (غالباً یہ پشتو زبان
کا سب سے پہلا اخبار ہے) جو پہاڑوں کے غاروں میں طبع ہوتا
تھا - سرحدات کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان انگریزوں کا
بویا ہوا نفاق کا بیج زمین سے سر نکال رہا تھا حاجی صاحب کی
'' چنگاری '' نے آگ نہیں لگائی بلکہ دونوں کو صحیح راستہ
دکھایا اور آپسی خون خرابے سے باز رکھا -

اس کے بعد سنہ ۳۱ - ۱۹۳۰ع میں کانگریس نے آزادی
کی جنگ کا اعلان کیا تو حاجی صاحب نے ہندوستان اور
ہندوستانیوں کی پوری پوری تائید کی - اور جب انگریز افسروں
نے مجاہدین آزادی پر دل ہلادینے والے مظالم ڈھائے تو بوڑھے
حاجی فضل واحد صاحب نے جون سنہ ۱۹۳۰ع میں مہمندوں اور
آفریدیوں پر مشتمل ایک لشکر لے کر پشاور پر ہندوستان کی
تائید میں حملہ کردیا جسکی وجہ سے انگریز تھوڑی مدت کے
لئے ہی سہی بڑی بھیانک مشکل میں پڑگئے تھے - لیکن اس
کامیاب حملے کے کچھ عرصہ بعد یعنی سنہ ۱۹۳۰ع کے کسی
حصہ میں حاجی صاحب کا انتقال ہوگیا - اور اسطرح ہندوستان
کی جنگ آزادی کی بھرپور حمایت کرنے والا سپوت جو اپنی زندگی
کا نصب العین اس تحریک آزادی کو بنا چکا تھا اور جس کے نام
سے ہندوستان کے دشمن ہراساں رہتے تھے داغ مفارقت دے گیا
اور ہندوستان ایک سچے ہمدرد سے محروم ہوگیا -

* * * *

بڑھتی آبادی

شجاع فاروقی

آبادی کی بات ہے یارو
یہ موسم برسات ہے یارو
تنگدستی کا ساتھ ہے یارو
بیکاری کے پیڑ اگے ہیں
سیلے ناداری کے لگے ہیں

سنصوبے پامال ہیں سارے
خوش نہیں جو بدحال ہیں سارے
جیتے جی کنگال ہیں سارے
بوجھ بڑا ہے ہم پر بھاری
کس پر ہے یہ ذمہ داری

آبادی کو ہم نے بڑھایا
بیکاری کو ہم نے اڑایا
ناداری کو گلے لگایا
قدرت پر الزام نہ تھوپیں
جرم ہے اپنا خود ہم سوچیں

مذہب دھرم کی بات نہیں ہے
جادو ٹونا کہانی نہیں ہے
افسانہ سوغات نہیں ہے
کب تک قوم کی یہ بربادی
روکو یہ بڑھتی آبادی

ڈال پہ دو پھول کھلے ہوں
شان میں اپنی کتنے چنے ہوں
زینت گلشن کی وہ بنے ہوں
ناز کرینگی ان پہ بہاریں
برسیں گی خوشیوں کی پھواریں

شوہر بیوی اور دو بچے
کنبہ چھوٹا سپنے سچے
جیون کے سب دن ہوں اچھے
خوشحالی ہی خوشحالی ہو
ہو گھر میں اک دیوالی ہو

چھوٹا کنبہ جیون بادیں
عیش میں گذرینگے دن راتیں
خوشیوں کی ہوں گی برساتیں
گھر گھر یہ سندیس سناؤ
اندرا جی کی بات نبھاؤ

تعمیری انداز بتاؤ
جینے کا ہر راز سکھاؤ
خوشحالی کا راگ سناؤ
وقت کی ہم آواز کو جانو
فرض ہے کیا اپنا پہچانو

آبادی جو اپنی گھٹے گی
بیماری بھوک آپ چھٹے گی
سنکٹ کی یہ رات کٹے گی
صبح مسرت لوٹ آئے گی
دھرتی گیت نئے گائیگی

صلاح الدین نیر

غزل

ناگفتنی تھے ہم تو خیالات میں رہے
تجھ سے نظر ملی تو تری ذات میں رہے

اس واسطے ہمیں بھی اجالے عزیز ہیں
کچھ دن تلک تو ہم بھی سیہ رات میں رہے

یارب ! دیار غیر میں آوارہ گر پھروں
مٹی مرے وطن کی مرے ہاتھ میں رہے

شہروں میں اونچ نیچ کا جب فرق آ گیا
سارے ذہین لوگ خرابات میں رہے

جب خود فریبی جرم تھی تہذیب کے لئے
کیوں خود شناس لوگ حجابات میں رہے

موسم کی تازہ خوشبو میں کل بھیگتے ہوئے
کچھ دیر ہم یوں پھولوں کی برسات میں رہے

رشتوں کے اس ہجوم میں نیر یہ سوچ لو
کیوں امتیاز اپنی ملاقات میں رہے

* * * * * *

غزل

تھکن سفر کی ہے اب تک بھی خواب گاہوں میں
بھٹک نہ جائیں کہیں قافلے اجالوں میں

اندھیرے راہ نہ روکیں کہ ہم چلے آؤ
ہے روشنی ابھی بجھتی ہوئی نگاہوں میں

سہاگ رات کی شمعوں کا سارا سوز و گداز
سمٹ کے رہ گیا ان ڈوبتے ستاروں میں

مجھکو تنگی دامن پہ ہے پشیمانی
بہت سے پھول کھلے ہیں تری نگاہوں میں

نسیم صبح دکن پھر رہی ہے آوارہ
یہ کون کھو گیا کشمیر کی بہاروں میں

سحر فریب اندھیروں سے مجھکو کیا نیر
بہت سی شمعیں ہیں روشن مرے خیالوں میں

* * * * * *

ہم نے مشکلات پر قابو پالیا۔

آج ریاست کے ہریجن واڑوں میں تمام بنیادی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔ بڑے پیمانے پر خود روزگار اسکیمات کے ذریعے غربا اور ضرورتمندوں کو مساوی مواقع فراہم کئے جارہے ہیں۔ آبپاشی، برق اور صنعتوں کے کلیدی شعبوں کی بدولت لاکھوں کی تعداد میں عوام کو روزگار میسر ہوا ہے۔ یہ شعبے برق کے میدان میں ایک ریکارڈ قائم کرچکے ہیں۔ غریبوں کے لئے مکانات کی اراضی، بے زمینوں کیلئے زمینات، بہتر زراعت کے لئے ضروری اشیاء کی فراہمی جیسی فلاحی سرگرمیاں روزمرہ کا دستور بن گئی ہیں۔
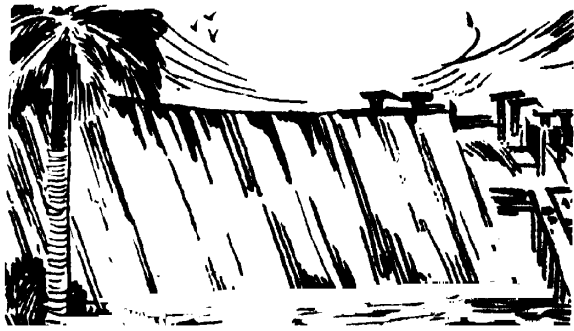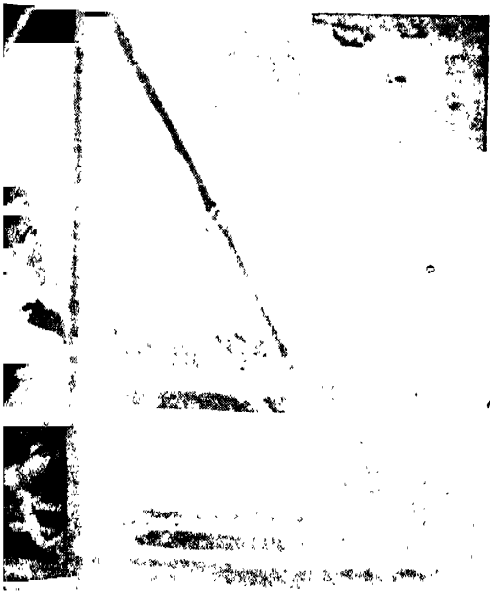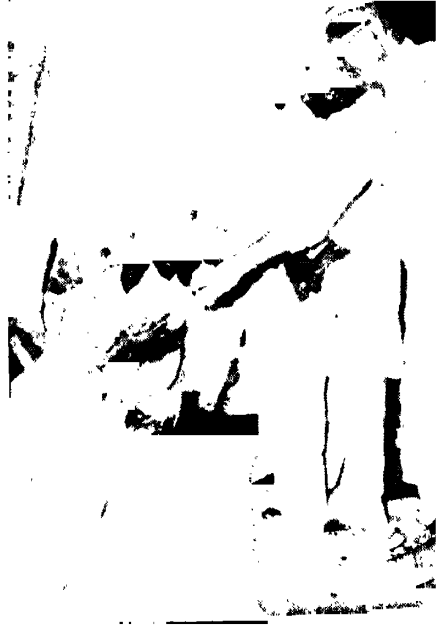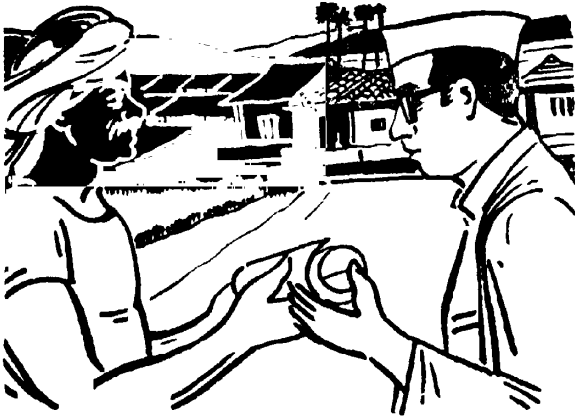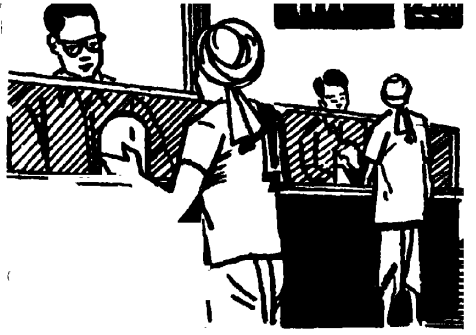
وزیر اعظم کا ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام گاندھی جی
کے آزادی اور سماجی انصاف کے خواب کی تعبیر
ہے ۔ خواب کی تکمیل کے اس پروگرام نے ملک
میں ایک خاموش سماجی اور معاشی انقلاب برپا
کیا ہے ۔
گاندھی جی کے معاشی آزادی کے
تصور کی تکمیل
نیا معاشی پروگرام سنہرے مستقبل کا ضامن ہے ۔

عقیل ہاشمی

قلندر صفت شاعر صفی اورنگ آبادی

حیدرآباد کی سرزمین ادب نے ایسے ایسے در آبدار پیدا کئے کہ جنکی چمک دمک نے اہل نگاہ کی آنکھیں خیرہ کردیں، پھر انہیں موتیوں کو اس سرزمین نے اپنے دامن میں چھپا لیا۔

حضرت بہبود علی صفی مرحوم بھی اسی سرزمین علم و ادب کے ایسے در شاہوار تھے جنکا وجود محبت کا راگ تھا جنکی غزل، غزل نہیں بھی غزل کا سہاگ تھی جن کی اردو پر اردو کو ناز تھا جنکی صبح ادب سہرِ درخشاں اور جنکی شام غزل شمع شبستاں لئے ہوئے ہوتی۔ جنہوں نے محاورات دکن کو معناً استعمال کیا اور ایک طرح سے انہیں حیات دوام بخش دی دراصل کسی بھی شاعر کے جذبات میں خلوص ہو تو جو بات وہ کہنا چاہتا ہے یا پھر جس جادو کو وہ جگانا چاہتا ہے اس کے لئے موزوں الفاظ بندشیں اور ترکیبیں اسے مل ہی جاتی ہیں بشرطیکہ شاعر کو زبان و بیان پر قدرت حاصل ہو اور الفاظ کی معنوی وسعت، گہرائی و گیرائی، صوتی خصوصیات، مضمرات اور امکانات پر اسے عبور حاصل رہے یقیناً وہ فطرت کی جانب سے شاعر پیدا ہوا قرار دیا جائیگا اس سمت پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ صفی اورنگ آبادی ایک مکمل شاعر، اعلیٰ تخلیق کار اور ایک بہترین سحر طراز تھے۔ طبیعت کی موزونیت، زبان و بیان کی ندرت انکی خاصیت تھی بلکہ یہہ ان کے مزاج کا اقتضا تھا کہ وہ کلام کی رنگینی میں جاذبیت اور جزبائیت دونوں کو سمو دیتے تھے۔

کسی بھی شاعر کے کلام کے مطالعے کے دوران اس کے مزاج، رنگ شاعری، اور میلان طبع کا خاص خیال رکھا جاتا ہے یوں ہم ہر دور ہر زمانے کے مختلف شعراء کے طبائع اور رجحانات سے واقف ہو جاتے ہیں ان شاعروں کے لب و لہجے میں یکسانیت کے باوجود کبھی کبھی جو انفرادیت پیدا ہو جاتی ہے وہ محض مشق سخن یا حالات کے نشیب و فراز کا دین نہ ہوگی بلکہ یہ شاعر کی اعلیٰ تخلیقی صلاحیت و رجحان کی آئینہ داری سمجھی جائیگی۔ صفی مرحوم اور ان کی شاعری کے بارے میں اس سے قبل بہت کچھ لکھا جا چکا ہے مگر آج کی صحبت میں، میں چاہونگا کہ صفی کی شاعری کے ان گوشوں کو بے نقاب کیا جائے جس پر شاید کچھ دبیز پردے پڑے ہیں۔ میری مراد صفی کی غزل گوئی ان کے محاورات کا استعمال، روزمرہ کا برجستہ و بر محل چلن اور خدا معلوم کون کون سی خوبیوں اور کس کس انداز سخن کا حسن بیان نہیں بلکہ یہاں صفی نے غزل سے ہٹ کر دیگر مسائل پر بھی جہاں جہاں اپنے قلم کو جنبش دی ہے وہاں وہاں اپنے مخصوص رنگ و رعنائی کو ہاتھ سے جانے نہ دیا وہی زبان اور وہی زبان کے چٹخارے جس میں ایک انبساطی کیفیت ایک وجدانی کیف و سرور ہو کا جو شعور و ادراک کے سہارے خال خال ہی شعراء کے لئے وصف اضافی کی صورت رکھتا ہے۔ یہ لطف و انبساط کا ابتدائی لمحہ بڑا جانگداز بھی ہوتا ہے اور جان لیوا بھی کیونکہ بعض اوقات اس لمحہ نشاط میں ہلکی سی ترشی و تلخی بھی شامل ہو جاتی ہے۔ ویسے بھی انسان کی زندگی مجموعہ اضداد سے جدا کب ہے خوشی و غم، عروج و زوال اور ایسی ہی لاتعداد چھوٹی چھوٹی باتیں زندگی کا حاصل ہی تو ہیں جیسے تسبیح کے دانے۔ ان کیفیات سے صفی مبرا کب تھے وہ بھی انسان تھے اور انکا مسلک بھی انسان دوستی تھا۔ شاعری میں صفی کی شخصیت گمبھیر ہی نہیں دلآویز بھی ہے وہ قنوطی حسرت و یاس کے عالم میں بھی زندگی کی رعنائیوں، آرزوؤں، امنگوں اور سکون و انبساط کے متلاشی ہیں ان کی شاعری میں تذبذب کا وصف نہیں ملتا جو کچھ بھی کہنا ہوتا ہے وہ دو ٹوک کہتے نظر آتے ہیں اور یہی چیز ان کو ان کے ہمعصروں میں نمایاں مقام دلاتی ہے یہ شاعر رنگیں نوا جو دیدہ بینائے قوم بھی تھا مختلف حیثیتوں سے ہمارے روبرو آتا ہے اس کی شاعری پر غائر نظر ڈالیں تو عقیدہ و مذہب محبت و ایقان سے مملو مضامین کی کمی نہیں جسکی روشنی میں وہ مرد قلندر نظر آتے ہیں۔

صفی اورنگ آبادی نے انسانی جذبات و احساسات کے اس آبگینے کو بھی چھیڑا ہے جو ایمان و عمل، ایقان و عقیدت کے

حسین امتزاج کا نام ہے دیکھئے صفی اپنے معبود حقیقی رب العزت سے رجوع ہیں ۔

گنہگاروں پہ سایہ دیکھکر داماں رحمت کا
تپش سے اپنی خود منہ فق ہے خورشید قیامت کا

واضح رہے کہ شاعری میں ایک حسن ہوتا ہے اور یہ ابدی حسن جدید رجحانات کی اساس پر خود حسن ہے اور سقراط کے تصور حسن سے قریب بھی یعنی روحانی اقدار اور مادی حقیقت کا اشتراک اور اس اعتراف میں انحراف کی کوئی گنجائیش نہیں بالفاظ دیگر روحانی اقدار اور مادی حقیقت دو جداگانہ چیزیں نہیں صفی اس بات کو یوں کہتے ہیں ۔

حسن سے خالی صفی کی شاعری
عیب سے خالی خدا کی ذات ہے

گویا یہ اظہار خفا بھی کامل آگہی کا انداز رکھتا ہے اور پھر وہ شاعرانہ مشرب جو اعلی ربط بھی ہو دل میں تجلی کی لگن بھی رکھتا ہے جیسے احساس ندامت بھی ہے طالب مغفرت بھی ہے متوکل کیوں نہ ہوتا مگر کمال یہ ہے کہ شان توکل کے اظہار میں بھی زبان اردو کی خدمت ہورہی ہے ۔

صفی بندے جو ہوتے ہیں خدا کے
بھروسہ ان کو ہوتا ہے خدا پر
دنیا کے رہنے والوں پہ میرا بھرم نہ کھول
ایسا گنہگار خدایا نہیں ہوں میں

تمنائے مغفرت ملاحظہ ہو ۔

دوستوں سے یہ التجا ہے میری
مغفرت کے لئے دعا کرنا

اس تمنائے مغفرت کے ساتھ احساس ندامت بھی دیکھئے ۔

آنکھیں ، آنسو بغیر بے آب
لبریز نہ ہوں تو جام ہی کیا

بلا شبہ صفی ایک رند لاابالی سہی لیکن اپنے فانی جسم میں صاف شفاف مثل آئینہ ایک ایسا دل بھی رکھتے تھے جہاں زنگ کدورت تو درکنار احساس غیریت بھی نہ تھا وہ شب کی تنہائیوں میں اپنے خدا کو " الہی کیا کروں " کہکر یاد کرتے مگر غیرت نفس نے کبھی ضبط کا دامن نہ چھوڑا ۔ اور کبھی دست سوال دراز نہ کیا اس آبروباختہ نے زندگی بھر مایوسی محرومی کے باوجود کبھی اداسی ناامیدی اور یاس و حرمان نصیبی کو اپنے پاس پھٹکنے نہ دیا البتہ وہ آنسو پینے کے عادی ہو گئے تھے یہ آذوقہ حیات ان کے لئے آبحیات تھا انہوں نے کبھی کسی بندۂ خدا کا احسان نہ اٹھایا ۔

احسان نا خدا کا اٹھائے مری بلا
کشتی خدا پہ چھوڑ دوں لنگر کو توڑ دوں

کیونکہ صفی جانتے تھے کہ اس ابتلائی دنیا میں سچ کہنا کتنا دشوار ہے مگر صفی نے سچ کہنا سیکھ لیا تھا جو وہ بلا تامل بلا خوف و خطر اور برملا کہتے تھے ۔

شاعری کی آڑ اچھی مل گئی تجھکو صفی
عمر بھر اس جھوٹ کے پردے میں سچ کہتا گیا

دراصل شاعری کو ہمیشہ جھوٹ اور مبالغہ آرائی کا پلندہ سمجھا گیا مگر کبھی کبھی اسکے برتاؤ میں وہ تیر و نشتر یکجا ہو جاتے ہیں کہ بس خدا کی پناہ ۔ اور یہ چیز شاعر کو اقدار عالیہ کا پابند تو کیا خوگر ضرور بنادیتی ہے جس میں اس کے تجربات ، مشاہدات ، اپنی اپنی آن کو سجائے زمانے کے روبرو آجاتے ہیں ۔

نئی سوجھی ہے درد عشق کے اظہار پر کیا کیا
لکھا ہے یار لوگوں نے تری دیوار پر کیا کیا ؟
گریۂ بیساختہ سے پوچھتا ہوں
وہ بھی برہم ہو چلا تو ہائے اب کیا کروں ؟

صفی مرحوم کے یہاں صفائی سچائی تہذیبی اور سماجی بلندی اور تلقین کی آواز صاف سنائی دیتی ہے ان کا شعور اس لمحہ جان سوز سے ہمکنار ہے جیسے چراغ آرزو کی لو نے بھڑکایا ہے صفی نے ہمیشہ اس انسان کو مخاطب کیا جو کسی نہ کسی صورت سے عقیدت محبت مذہبی اقدار و رجحان اور ایمان کا دلدادہ ہے باوجود عوامی شاعر ہونے کے صفی اپنی خصوصیت اور انفرادیت کے علمبردار ہیں ، اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ غزل کا یہ شہنشاہ اپنے مخصوص رنگ شاعری میں محدود ہوتے ہوئے بھی لا محدود و پنہائیوں کا مالک ہے اس کی آواز نحیف و کمزور سہی لیکن وزن‌دار ضرور ہے ،

صفی کی رند مشربی مشہور زمانہ سہی مگر حقیقت یہ ہے کہ صفی میں صوفیانہ رنگ بھی پنہاں تھا غزل گوئی کے شور و غوغا میں ان کے یہ جذبات لطیف ذرا دب گئے لیکن مجروح کسی طرح بھی نہ ہوئے ۔ صفی نے جہاں اپنی شاعری کے ذریعے حیات و کائنات کی قدروں کا معیار مقرر کیا وہیں انہوں نے انسانی جذبات و احساسات کے اس پہلو کو بھی نظرانداز نہیں ہونے دیا جو روحانی اور (ملکوتی) مذہبی کہلائے جانے کے مکلف ہیں اس قلندر منش شاعر کو دکن کے مشہور

زمانہ بزرگ حضرت مرزاسرداربیگ صاحب قبلہ رح کے سلسلے میں کسی مرشد سے بیعت تھی اور آج بھی صفی اسی بارگاہ میں محواستراحت ھیں جسے شہر خموشاں نہیں بلکہ زندوں کی بستی کہنا چاھئے ، شاید ذیل کے شعر میں وہ اپنے رہبر اپنے پیر و مرشد سے مخاطب ھیں ۔

ہر نظر سوج مئے ہو پیر مغاں
رنگنا ھے مجھے تو ایسا رنگ

اسی صاحب نسبت کا ایک اور شعر سنئے :

دیجئے اب تو جواب دیجئے * دل ھی دل میں پکارتا ھوں

یہ دل ھی دل میں پکارنا وصف اضافی نہیں ضمیر کی آواز تھی جو اس رند لا ابالی کے خانہ دل سے ابھرتی تھی ۔ حقیقتاً صفی کی شغل مئے پرستی رند مشربی بلکہ بلانوشی نے بدنام کردیا وگرنہ صفی اس حقیقت سے خوب آگاہ و خبردار تھے ۔ وہ چپکے چپکے غم پنہاں اور غم دوراں کے آنسو پیتے اور اسکے عادی تھے ۔

ھوا ھوں جب سے مفلس اپنے آنسو آپ پینا ھوں
کروں کیا اے صفی عادت بری ھوتی ھے پینے کی

باوجود اس عادت بد کے صفی تلقین و نصیحت سے کبھی دامن کش نہ ھوئے :

تم کام وہ کرو کہ کریں لوگ آرزو
تم چال وہ چلو کہ زمانہ مثال دے

صفی کے ھاں ناصحانہ انداز کے اشعار کمی نہیں مگر موضوع کے مد نظر اس بحث و تمحیص سے گریز کرتے ھوئے دو ایک شعر پر اکتفا کروں گا ۔

بڑھاپے میں بےکار ھے شعر و ذوق
یہ ھیں اللہ اللہ کرنے کے دن

پھر نہ کہہ ایسا خدا نے کیوں بنایا ھے مجھے
توبہ توبہ کر ، ارے بندے خدا پر اعتراض

یہ خدا دانی ، خدا شناسی صفی کے ضمیر کی آواز تھی وہ خدا اور اسکے عقیدہ کے سلسلے میں مسئلہ وحدت‌الوجود کے قائل تھے ۔

اسکے ساتھ ساتھ وہ رسالت کے مقام و مرتبہ سے خوب واقف و آگاہ تھے بقول غالب ۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتم
کاں ذات پاک مرتبہ داں محمد است

ذرا نعتیہ رنگ ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے مکتب داغ کا یہ سند یافتہ شاعر رنگین نوا اس منزل پر کیا کہتا ھے ۔

کیا کہوں منہ سے کہ قرآں کا منہ ھے ورنہ
حمد کا لفظ تو ھونا تھا محمد کے لئے

مزید برآں اس تعلق سے کہ حضور اکرم صلعم کو سایہ نہ تھا مداحان رسول اور عاشقان پیغمبر نے مختلف انداز سے اپنے جذبات پیش کئے صفی کا یہ رنگ تعلق بھی دیکھئے ۔

چاند سورج ھیں حسین اور ھیں بے سایہ بھی
آپ نے سایہ تو ان پر نہیں ڈالا اپنا

بہر حال یہ قلندر شعر و سخن ایمان و ایقان کی اس منزل کا مکین تھا جہاں فقر و استغنا میں کوئی امتیاز نہیں کیا جاسکتا ۔ یہاں جو لفظ قلندر استعمال کیا گیا ھے وہ کوئی بے محل یا خود ساختہ نہیں اور نہ ھی صفی جیسے رند مشرب لاابالی شاعر کے لئے غیر موزوں بلکہ یہ لقب صفی مرحوم کے ایک مداح مخلص و مقدس دوست علامہ حضرت سید عبدالباقی شطاری صاحب قبلہ کا عطا کردہ ھے چنانچہ اسی مخاطبہ سے متاثر ھوکر صفی نے ارتجالاً کہا تھا ۔

صد وسی سال وہ باقی رھے دنیائے فانی میں
صفی جس نے میری نسبت کہا ھے یہ قلندر ھے

غرض صفی اورنگ‌آبادی صرف غزل گو شاعر نہ تھے بلکہ ان کے کلام میں انکی ھمہ رنگ شخصیت کے اظہار کا کوئی نہ کوئی وصف مل ھی جاتا ھے ۔

حدیث شوق نہ دانستہ ام کہ تا چند است
جز ایں قدر کہ دلم سخت آرزو مند است

* * * * *

سید موسی میاں کرنولی

ویالاواڑہ کے پالیگار نرسمہا ریڈی

رائل سیما کا فراموش کردہ محب وطن

پہلی جنگ آزادی ہند (سنہ ۱۸۵۷ع) کے قبل انگلش ایسٹ انڈیا کمپنی کے خلاف مسلح بغاوت کرنے والے ہندوستانی والیان ریاست ، زمینداروں اور سرداروں میں پالیگار نرسمہا ریڈی بھی ایک تھے ۔ انہوں نے سنہ ۱۸۴۶ع میں انگریزی سرکاری خزانوں کو لوٹکر بولس نا کوں پر حملہ کرکے علاوہ رائل سما میں انگریزوں کے اقتدار کو زبردست دھکہ پہنچایا تھا لیکن اپنے عہد کے تمام محبان وطن کی طرح نرسمہاریڈی کو بھی شکست کھانی بڑی رائل سیما کی بغاوت کو انگریزوں نے بڑی بےدردی سے کچل ڈالا اور باغی قائد نرسمہا ریڈی کو سنہ ۱۸۴۷ع میں پھانسی دیدی گئی اس عظیم محب وطن کا نام زمانے نے تقریباً فراموش کردیا ھے مگر اسکے کارناموں سے تاریخ کا طالب علم ابھی واقف ھے ۔

نرسمہاریڈی ، ویالاواڑہ (ضلع کڑپہ) کے ایک وظیفہ یاب پالیگار تھے ۔ سلطنت وجیا نگر میں ہندو فوجی جاگیردار کو پالیگار (پالیگاڑ) کہا کرتے تھے ۔ پالیگار کی جاگیر کو ''پالیم،، کہا جاتا تھا ۔ پالیموں میں امن و امان کا قیام پالیگاروں کی ذمہ داری ہوا کرتی تھی ۔ یہ پالیگار اپنے پالیموں میں خود مختار حکمرانوں کی طرح حکومت کیا کرتے تھے ۔ وہ ایک قسم کے منصف بھی ہوا کرتے تھے ۔ انکے درباروں میں مقدمات کے فیصلے بھی ہوا کرتے تھے ۔ پالیگاروں کو ''کاولی،، نامی ایک ٹیکس وصول کرنے کا حق بھی حاصل تھا ۔ سلطنت وجیا نگر کے آخری دور میں بیشمار پالیگار اپنے اپنے علاقوں میں تقریباً خود مختار ہوگئے تھے ۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی عیسوی میں ان پالیگاروں نے جنوبی ہند کی سیاست میں سرگرم حصہ لیا تھا ۔ رائل سیما کے پالیگار ہر بڑی ابھرتی ہوئی طاقت کے ماتحت ہوجایا کرتے تھے ۔ انیسویں صدی عیسوی کے شروع میں نوسم ، ویمولا ، ویلور ، اور ویالا واڑہ کے پالیگار رائل سیما کے مشہور پالیگار گزرے ہیں ۔ سنہ ۱۸۰۰ع میں نظام دکن نے اننت پور ، بلاری ، کڑپہ اور کرنول کے اضلاع کو حیدرآباد میں مقیم انگریزی فوج کے اخراجات کیلئے انگلش ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالہ کردیا ۔ ان اضلاع کا مشترکہ نام رائل سیما بھی ھے ۔ رائل سے مراد وجیا نگر کے راجے اور سیما سے مراد علاقہ کے ہیں غرض کہ یہ علاقہ وجیا نگر کے رائلوں (راجاؤں) کے نام سے موسوم کیا گیا ھے ۔ رائل سیما کے پالیگار انگریزوں کے لئے درد سر بن گئے ۔ رائل سیما میں انگریزی نظام کو رائج کرنے اور پالیگاروں کے اقتدار کو ختم کرنے کے لئے مدراس پریسیڈنسی کے گورنر نے سر تھامس منرو کو علاقہ رائل سیما کا ''پرنسپل کلکٹر،، مقرر کیا ۔ سر تھامس منرو ایک بہترین منتظم اور تجربہ کار انگریز افسر تھا ۔ منرو نے شہر اننت پور کو اپنا مستقر بنا کر علاقہ رائل سیما میں انگریزی نظام کی بنیاد ڈالی ۔ انگریز ، پالیگاروں کے پالیموں کو ''حکومت در حکومت،، سمجھتے تھے منرو نے بڑی چالاکی سے ان تمام پالیگاروں کے اقتدار کو چھین کر انکو پنشن دیدیا پہلے تو پالیگاروں نے احتجاج کیا مگر بعد میں انہوں نے انگریزی اقتدار کے سامنے گھٹنے ٹیک دئے ۔

آبا و اجداد

پالیگار نرسمہاریڈی ، پالیگار نوسم کے خاندان کے چشم و چراغ تھے ۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں ''پالیم نوسم،، بڑی ھی مشہور پالیم تھی ۔ سنہ ۱۷۰۹ع میں پالیگار گوپال ریڈی نوسم کے پالیگار تھے ۔ انکے بھائی کرشنا ریڈی ، نواب داؤد خاں پنی ، مغل صوبہ دار دکن کے طرفدار تھے ۔ نواب مذکور نے فوجی مہمات میں کرشنا ریڈی کے خدمات کے صلے میں انکو کئی قرئیے بطور جاگیر عطا کئے تھے ۔ نواب حیدرعلی خاں والی میسور نے تسخیر رائل سیما کے دوران پالیم نوسم پر حملہ کرکے اسکو سنہ ۱۷۷۹ع میں اپنی سلطنت میں شامل کرلیا تھا ۔ میسور کی چوتھی لڑائی کے بعد یہ پالیم نوسم نظام دکن کے حصہ میں آئی تو نظام دکن نے پالیگار جیارام ریڈی کو پالیگار نوسم تسلیم کرلیا ۔ پالیگار جیارام ریڈی نے نظام دکن کو سالانہ آٹھ ہزار روپیوں کی پیشکش گذارنے کا وعدہ کیا ۔ پالیم نوسم کے قریب ویالا واڑہ نامی ایک چھوٹی سی پالیم تھی ۔ یہاں جیارام ریڈی کے پوتے نرسمہا ریڈی کا اقتدار تھا ۔ منرو نے جب طریقہ پالیگاری کا خاتمہ کرکے تمام پالیگاروں کو انگریزوں کی جانب سے وظیفے

جاری کئے تو پالیگار نرسمہا ریڈی بھی انگریزوں کے ایک **وظیفہ یاب پالیگار بن گئے۔ اقتدار چھن جانے کے بعد پالیگاروں کو بڑی دقت پیش آنے لگی۔**

بغاوت

پالیگار نرسمہا ریڈی بچپن ہی سے بڑے ہی غیور طبیعت کے مالک تھے۔ انگریزوں سے انکو بڑی نفرت تھی کیونکہ انہوں نے پالیگاری نظام کا خاتمہ کیا تھا۔ نئے انگریزی نظام میں لوگوں کو روزگار کی فراہمی کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ پالیگاروں کے ماتحت ملازم بے روزگار ہوگئے۔ انگریزوں نے ان بےروزگاروں کے لئے کچھ نہ کیا غریبوں میں بے روزگاری دن بدن بڑھتی گئی۔ ان لوگوں میں ایک قسم کی سیاسی بداسنی پھیلنے لگی۔ یہ حالات بغاوت کا پیش خیمہ ثابت ہوئے۔ پالیگار نرسمہا ریڈی کو انگریز چند سال تک پنشن دیتے رہے۔ اسکے بعد انہوں نے نرسمہاریڈی کو پنشن دینا بند کردیا۔ پنشن جاری کروانے کے لئے کارروائی کے ضمن میں وہ ایک دفعہ علاقہ کوئل کنٹلا کے سرکاری خزانے کے افسر سے ملنے گئے۔ انگریزی افسر ماتحتی نے انہیں پریشان کردیا۔ سرکاری خزانے کے ایک هندوستانی منشی نے انکی بے عزتی کی۔ ان سے بے عزتی برداشت نہ کی گئی۔ نرسمہا ریڈی نے طیش میں آکر هندوستانی منشی کو دفتر هی میں قتل کردیا۔ اور انکے ساتھیوں نے سرکاری خزانے کو لوٹ لیا۔ انگریزی سرکار نے نرسمہا ریڈی کی گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا۔ نرسمہاریڈی نے قریوں کے پانچ هزار بےروزگاروں کی فوج تیار کرکے سنہ ۱۸۴۶ء میں انگریزوں کے خلاف علم بغاوت بلند کردیا۔ نلا ملا جنگل کا جغرافیہ باغیوں کیلئے بڑا هی سازگار ثابت هوا۔ اضلاع کرنول و کڑپہ کی سرکاری خزانوں کو نرسمہا ریڈی نے لوٹ لیا اور پولس تھانوں پر انہوں نے حملے کرکے انگریزی سرکار کو هراساں کیا۔ دیکھتے هی دیکھتے یہ بغاوت جنگل کی آگ کی طرح رائل سیما میں پھیل گئی۔ اس بغاوت سے انگریز سخت پریشان هوگئے۔ رائل سیما میں اس نوعیت کی بغاوت انگریزوں کے خلاف کبھی بھی برپا نہیں هوئی تھی۔

انگریزوں نے بڑے هی منظم طریقہ سے اس بغاوت کو فروغ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ علاقہ رائل سیما میں کرنول، بلاری اور کڑپہ میں انگریزوں کی فوجیں متعین تھیں۔ کرنول میں انگریزوں کی ایک بڑی چھاؤنی تھی۔ نرسمہاریڈی کی بغاوت سے صرف سات سال پہلے انگریزوں نے نواب غلام رسول خاں والی کرنول کو انگریزوں کے خلاف سازش کرنے کے الزام میں گرفتار کرکے نوابی علاقہ کرنول کو مدراس پریسیڈنسی میں ضم کردیا تھا۔ اس علاقہ میں امن و امان کو قائم کرنے کے لئے انگریزوں نے ایک گھوڑا سوار فوج کو رکھا تھا۔ اس رجمنٹ کا نام "کرنول هارس،، (Kurnool Horse) تھا۔ اسکے کمانڈنٹ، لفٹنٹ کرنل رسل تھے۔ کیپٹن ناٹ کی سرکردگی میں کرنول هارس کا ایک دستہ نرسمہاریڈی کے تعاقب کے لئے روانہ هوا۔ مسٹر جے۔ ایچ۔ کوکرین، مجسٹریٹ کڑپہ نے اس بغاوت کو فروغ کرنے کے لئے هر ممکن کوشش کی۔ اس بغاوت کی وجہ رائل سیما میں انگریزی سرکاری مشنری تقریباً مفلوج هوکر رہ گئی تھی۔ ایک لڑائی کے دوران نرسمہاریڈی نے تحصیلدار کھمم کو قتل کردیا۔ نرسمہاریڈی کی بغاوت کو پوری طرح ختم کرنے کے لئے انگریزوں نے لفٹنٹ کرنل واٹسن کی سرکردگی میں ایک فوج کو گدالور (ضلع پرکاشم) روانہ کیا جہاں نرسمہاریڈی کی سرگرمیاں زوروں پر تھیں۔ انگریزی فوج جدید هتیاروں سے مسلح تھی۔ نرسمہاریڈی کی فوج غیر تربیت یافتہ تھی۔ انکے پاس عصری هتیاروں کی کمی تھی۔ خود نرسمہاریڈی قائدبغاوت کوئی تجربہ کار جرنل نہیں تھے۔ انگریزی فوج کے کمانڈر تجربہ کار تھے۔ غرضکہ انگریزی اور دیسی افواج کے درمیان زمین و آسمان کا فرق تھا۔ باغیوں نے بڑی هی بہادری سے مسلح انگریزی افواج کا مقابلہ کیا۔ ان لڑائیوں میں انگریزی افواج کو بہت هی زیادہ جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ مگر انگریزوں نے نرسمہاریڈی کی فوج کو کئی دفعہ شکست دی۔ متواتر شکستوں اور هتیاروں کی کمی کی وجہ سے نرسمہاریڈی کی فوج کی همتیں دن بدن گرتی گئیں اور نرسمہاریڈی کو مجبوراً اپنی فوج کو تحلیل کرکے جنگلوں میں پناہ لینی پڑی۔

گرفتاری

انگریزی فوجی حکام نے نرسمہاریڈی کو گرفتار کرنے کے لئے تمام حربوں کا استعمال کیا۔ آخر انہوں نے ایک هندوستانی غدار کی مدد سے نرسمہاریڈی کو قریہ "پیروسوملا"، (واقع علاقہ کوئل کنٹلا) کے ایک مندر سے گرفتار کرلیا۔ انہوں نے اس محب وطن کو انگریزی سلطنت کا خطرناک ترین باغی قرار دیکر سنہ ۱۸۴۷ء میں ایک نیم کے درخت پر پھانسی دیدی۔ انگریزی سرکار نے علاقہ رائل سیما میں دهشت پھیلانے کیلئے نرسمہاریڈی کے سر کو سنہ ۱۸۷۷ء تک کوئل کنٹلا کے ایک قلعہ میں لٹکائے رکھا تاکہ لوگوں کو سرکار انگلشیہ کے خلاف بغاوت کرنے کا انجام معلوم هوسکے۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی کے محبان وطن نے مسلح بغاوت کے ذریعہ هندوستان کو آزاد کرانیکی کوششیں کیں مگر انکی تمام کوششیں بیکار گئیں۔ اسی طرح اس دور سے تعلق رکھنے والے نرسمہاریڈی کو بھی انگریزوں کے خلاف رائل سیما میں بغاوت کرکے شکست کھانی پڑی۔

آج بھی ضلع کڑپہ کے لوگ نرسمہاریڈی کے بہادری کے کارناموں کے لوک گیت گاتے هیں

خواجہ ضمیر

غزل

ملال اس کا نہیں دشمنی نے لوٹ لیا
خوشی تو یہ ہے ہمیں دوستی نے لوٹ لیا

جو پینے والے تھے میخانہ پی گئے میکش
ہمیں تو اپنے غم تشنگی نے لوٹ لیا

وفا کے شہر میں ہر ایک موڑ پر اے دوست
فریب دے کے کسی کو کسی نے لوٹ لیا

تمام عمر رہا ضبط کا بھرم لیکن
دل حزیں تیری افسردگی نے لوٹ لیا

جفا سے آپ کی ذوق وفا ملا مجھکو
میں کیسے کہدوں مجھے آپ ہی نے لوٹ لیا

رہی نہ لاج کوئی میکدے کی اے ساقی
ہر ایک رند کو جام تہی نے لوٹ لیا

اجالے بانٹتے پھرتے ہیں جو زمانے کو
انہیں کے گھر کو غم تیرگی نے لوٹ لیا

متاع عظمت انساں کو عہد نو میں ضمیر
یہ کیا ستم ہے کہ خود آدمی نے لوٹ لیا

* * * * *

غلام ربانی

شاعری اور جغرافیہ

موسم بہار کی صبح ، ہلکی ہلکی نسیم ، کلیوں کا مسکرانا شام کو افق کی ڈھلانوں پر بکھلے ہوئے سونے کے نقش و نگار ، آسمان پر ستاروں کی افشاں ، کالے بادلوں میں بجلی کا لہریا ، کھجوروں کے جھنڈ کے پیچھے سے ابھرتا ہوا چاند ، ندی کا بلندی سے گر کر پاش پاش ہو جانا ، اس در موس وقزح کی رنگینی ، اونچے پہاڑوں کی رو پہلی چوٹیاں ، سمندر کی لہروں کا چٹانوں سے ٹکرانا ، جوالا مکھی کی آتش فشانی اور ایسے بے شمار مناظر ہیں ، جن پر قدرت کو ناز ہے قدرت کے یہ نظارے طرح طرح کے جذبات پیدا کرتے اور انسان کو وہ چیز سکھاتے ہیں ، جو کسی بڑے سے بڑے عالم کے بس کی بات نہیں ۔ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہوں نے کتابیں نہیں پڑھیں اور مطالعہ قدرت سے بڑے دانشمند کہلائے کسی ملک کی شاعری اس کے جغرافیائی حالات سے الگ نہیں ہو سکتی ، شاعر جتنا بڑا ہوگا ، اتنا ہی اس کا مشاہدہ وسیع ہوگا ۔ حیوانات ، نباتات ، اور طبعی حالات گونا گوں جذبات پیدا کرتے ہیں ۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے شاعر کن کن درختوں ، پودوں اور پھولوں کو پسند کرتے تھے ۔ چرند اور پرند میں کون کون سے جانور زیادہ پسند تھے اور سورج ، چاند اور ستاروں کو کس نظر سے دیکھتے تھے ۔

بڑ ، پیپل ، آم ، نیم ، کیکر ، املی وغیرہ بہت سے درختوں کا ذکر شاعری میں موجود ہے ۔ بلکہ بعض درختوں پر مستقل نظمیں ہیں ۔ درختوں نے جس طرح ہماری زمین کو خوبصورت بنایا ہے ، اسی طرح ہماری شاعری کو بھی باغ و بہار بنادیا ہے ۔ ابتداً میں ہر شاعر اپنی استادی کا سکہ بٹھانے کے لئے بہاریہ قصیدہ لکھا کرتا تھا اگر ان قصیدوں کو جمع کیا جائے تو ایک ایسا باغ لگ جائے جس میں زمین اور آسمان کے تمام درخت ، پودے ، پھل اور پھول موجود ہوں گے ۔ بے نظیر شاہ بہار کے بیان میں ۔:—

وہ گدرائے پھل رنگ لانے لگے
انار اپنا جوبن دکھانے لگے

وہ انگور وہ رس بھری لیچیاں
ٹپکتی ہیں آموں کی وہ کیریاں

وہ پھولا ہوا ڈھاک بھی ہر طرف
لگی ہے اک آگ سی ہر طرف

وہ سرخی میں سنبھل کے گل بے عدیل
دکھاتے ہیں لطف ریاض خلیل

گلے میں کھجوروں کے وہ چمپئی
پہنائی ہے موسم نے چمپا کلی

سنہری امر بیل کی نتھ بیول
وہ پہنے ہے اور کیل ہے زرد پھول

چمکتی ہے وہ کوندنی دور سے
یہ قدرتی زرد موتی بھلے

وہ ہلتی ہے سرلے کی سوکھی پھلی
لٹکتی ہے سونے کی یا پچلڑی

جو بندے ہیں پکھراج کے زرد بیر
دکھاتے ہیں سونے کے جگنو کنیر

وہ سہجن کے وہ سرخ کھو نکجی کے پھول
املتاس اور مال کنگنی کے پھول

کدھر سے یہ آئی ہوا یا عجیب
مکر ہے کروندے کا جنگل قریب

اناروں میں کلیاں بھی لو آ گئیں
وہ کیلوں کی پھلیاں بھی گدرا گئیں

ہری سیب امرود پکنے لگے
وہ شاخوں میں کولے چمکنے لگے

وہ پک کر شریفے بھی سب کھل گئے
ٹپک پڑتے ہیں جو ذرا ہل گئے

لدی ہیں درختوں میں نارنگیاں
پھٹی پڑتی ہیں بوجھ سے ڈالیاں

رو ، شمشاد اور انار باغ کی زینت ہیں ان سے محبوب کے قد کو شبیہ دی گئی ہے :-

گلزار نسیم :

خوش قد وہ چلا گل وطن میں
شمشاد رواں ہوا چمن میں

مسدس حالی :

قد دلربا سرو اور ناروں کا
رخ جانفزا لالہ و نسترن کا

ناسخ :

کان میں اے سرو آویزے ، زمرد کے نہیں
دانہ انگور یہ پیدا ہوئے شمشاد سے

کبھی شمشاد سے سولی کا کام لیا جاتا ہے :

تاج الملوک نے پھول لے لیا ہے بکاؤلی صبح کو اٹھکر منہ دھونے حوض پر جاتی ہے پھول کو غائب پا کر اس طرح برہم ہوتی ہے :

نرگس تو بتا کدھر گیا گل * سوسن تو بتا کدھر گیا گل
سنبل مرا تازیانہ لانا * شمشاد اسے سولی پر چڑھانا
پرائیں خواص صورت بید * ایک ایک سے پوچھنے لگیں بھید

ٹکیسر پر بہار آئی ہے تو معلوم ہوتا ہے قدرت نے سارے درخت کو زعفران کے حوض میں ڈبو کر نکالا ہے مگر ہمارے شعراء کی نظر ادھر نہیں پڑی ، اس کی جگہ چنار نے لے لی ہے ، چنار کشمیر میں ہوتا ہے ، دلی اور لکھنو کے شعراء نے اسے بہت باندھا ہے :-

ذوق :

بجھنے کی دل کی آگ نہیں زیر خاک بھی
ہوگا درخت گور پہ میرے چنار کا

انیس :

کوسوں کسی شجر پہ نہ گل تھے نہ برگ و بار
ہر ایک نخل جل رہا تھا صورت چنار

پھول بجائے خود اشعار ہوتے ہیں ان سے ہماری شاعری مہک رہی ہے ، میر حسن نے باغ کا سماں اس طرح باندھا ہے :-

گل اشرفی نے کیا زر نثار	روش کی صفائی پہ بے اختیار
کہیں نرگس و گل کہیں نسترن	چمن سے ہوا باغ گل سے چمن
کہیں رائے بیل اور کہیں موگرا	چنبیلی کہیں اور کہیں موتیا
مدن بان کی اور ہی آن بان	پڑے شاخ شبو کے ہرجا نشان
سماں شب کو داؤدیوں کا کہیں	کہیں جعفری اور گیندا کہیں
کہیں تو کہ خوشبوؤں کے پہاڑ	کہیں سرو کی طرح چمپا کے جھاڑ
عجیب رنگ کے زعفرانی چمن	کہیں زرد نسریں کہیں نسترن
پڑے ہر طرف سولسریوں کے پھول	صبا جو گئی ڈھیریاں کر کے پھول

آم ، خربوزہ ، تربوز ، کیلا ، سنترہ ، ککڑی وغیرہ بہت سے پھلوں پر نظمیں موجود ہیں آم پر نظیر شاہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :-

ہوا زور سے چلتی ہے سرد سرد
تو ہلتے ہیں کیا آم وہ زرد زرد
ہے تشبیہ آموں کی یہ بر محل
زمرد کے پتے زمرد کے پھل
جو سیندوریہ ان میں ہیں بے شمار
ہیں لعل بدخشاں بھی ان پہ نثار
وہ ہلتے ہیں زرد آم جو سامنے
لٹکتے ہیں پکھراج کے قمقمے
پڑے ہیں وہ ٹپکے ہوئے بے شمار
زمیں ہو رہی ہے جواہر نگار

سید مخدوم عالم اثر :-

میووں میں اثر قابل تعظیم ہے آم
فردوس میں ہم مشرب تسنیم ہے آم
ہے آم کا نام اپنے اسلام پہ دال
اللہ و محمد کا الف میم ہے آم

شوق :

سبزہ انگور کا ہے رنگترے میں
عمل تربوز کا ہے رنگترے میں
ہیں اشعار ہلالی اس کی پھانکیں
یہ مضمون دور کا ہے رنگترے میں

جانوروں میں گائے ، بھینس ، بھیڑ ، بکری ، گھوڑا ، اونٹ ، ہاتھی ، شیر ، ریچھ ، بندر ، وغیرہ پر شعراء نے بہت کچھ لکھا ہے بلکہ اکثر جانوروں پر مستقل نظمیں ہیں ، اشعار میں لومڑی کا فریب ، اونٹ کا کینہ ، کتے کی دربانی ، گھوڑے کی چال اور دوسرے جانوروں کی خصلتوں کا ذکر کیا گیا ہے ۔

گھوڑے کی چال کو میر ، سودا ، ذوق ، اور دوسرے اساتذہ نے بھی بیان کیا ہے ، میر انیس لکھتے ہیں :-

آھو کی جست شیر کی آمد پری کی چال
کبک دری خجل دل طاوس پائمال
سبزہ سبک روی میں قدم کے تلے نہال
اک دو قدم میں بھول گئے چوکڑی غزال

گینڈے تک کو غزلوں میں جگہ ملی ھے :—

ناسخ :— پناہ ملتی ھے خلقت کو مرگ ظالم سے
جو کر گدن کو کریں قتل ہو سپر پیدا
ظالم کو بعد مرگ ہوی ھے ظالموں سے ربط
خنجر کا دستہ کیوں نہ بنے کرگدن کی شاخ

ھاتھی پر سودا کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :—

اس کی گجگاہ کی اللہ رے چہرہ بہ لٹک
کہکشاں جوں شب یلدا میں نمایاں بہ فلک
بیٹھنے میں ھے وہ کوہ اٹھنے میں ھے ابر سیاہ
عرش رفعت میں ھے چلنے میں جوں چرخ اتھک
جھول پر اس کی ستاروں کا کھوں کیا میں حسن
تارے جس طرح رہیں رات اندھیری میں چھٹک
لے لے خرطوم میں زنجیر پھراوے وہ اگر
اس کے دانتوں کو یہ سمجھے جو کوئی ہو زیرک
لیلی نے ھاتھ نکالے ھیں سیاہ خیمے سے
ملنے کو مجنوں سے سن سلسلہ پا کی دھمک

سانپ بھی عجیب جانور ھے ، اس کی آنکھیں ھمیشہ کھلی رھتی ھیں ، جب سوتا ھے تو بھی آنکھیں کھلی رھتی ھیں بات یہ ھے اس کے پپوٹے نہیں ھوتے ، آدمی کا سخت دشمن ھے ، شعرا نے اس کو طرح طرح سے باندھا ھے ، میر انیس نیزہ کی تعریف میں :—

گویا زباں نکالے ہوئے اژدھا چلا

اس سے دو نیزوں کے ٹکرانے کا مضمون پیدا کیا ھے :—

دو سانپ گتھ گئے تھے زبانیں نکال کے

سید ھاشمی فریدآبادی نے اپنی نظم '' ناگن ،، میں اس کو '' کالی بجلی ،، کہا ھے ۔

چڑیا ، فاختہ ، کبوتر ، بلبل ، کوا ، مور ، تیتری ، مرغابی ، بگلا ، سارس اور بہت سے پرندوں پر نظمیں موجود ھیں ، ننھے ننھے پرند اڑتے ھوئے پھول ھیں ان کا ذکر ہماری شاعری میں بہت ھے ۔ نظیر اکبرآبادی نے ایک طویل نظم '' ھنس نامہ ،، لکھی ھے ، اس میں جن پرندوں کا ذکر ھے ، ان میں کچھ یہ ھیں :—

چنڈول ، اگن ، ابلقا ، جھیاں ، بیا ، بٹیر ، توتا ، مینا ، ٹوئیاں ، لیر ، بلبل ، کوکلا ، کویل ، کھنجن ، کلنگ ، سارس ، حواصل ، باز ، لگڑ ، جرہ ، شاھین ، شکرا ، سینک ، ھریوا ، پنڈخی ، غوغائی ، بگیری ، لٹورا ، پپیہا ، لال ، پورتا ، پدڑی ، ان کے علاوہ اور نام ھیں جو غیر معروف ھیں ۔

سرخاب کے جوڑے کی محبت ضرب المثل ھے دن بھر ندی کے کنارے رھتے ھیں ، رات کو ایک اس کنارے پر دوسرا اس کنارے پر چلا جاتا ھے اور صبح کا انتظار کرتے رھتے ھیں ، ان کی شب ھجر کو شاعروں نے بہت باندھا ھے اور مسلسل نظمیں بھی ھیں ۔ نواب واجد علی شاہ کی ایک طویل غزل ھے جس کی ردیف سرخاب ھے ، مطلع یہ ھے :—

فراق وصل سے ھے مرغ دل مرا سرخاب
مدام شب کو ھے سرخاب سے جدا سرخاب

امانت :—

دن کو پروانے کے پہلو میں جلا کرتا ہوں
رات کو روتا ہوں میں بیٹھ کے سرخاب کے پاس

گرمی ، سردی اور برسات کے موسموں پر بہت کچھ لکھا گیا ھے ۔ برسات پر میر تقی میر ، نظیر اکبرآبادی ، مولانا حالی اور عظمت اللہ خاں کی نظمیں بہت دلچسپ ھیں اور کون ایسا شاعر ھے جس کے شعروں میں برسات کی کیفیت بیان نہ ہوئی ہو ، یہاں تک کہ بعض غزلوں کی ردیف برسات ، ساون بھادوں ھے ۔

امیر مینائی :—

چھوٹتے ھیں فوارہ سڑدں روزوشب ان آنکھوں سے
یوں نہ برسنے دیکھے ہوں گے مل کے کسی نے ساون بھادوں
ٹانکنے کو بھرتی ھے بجلی اس میں گوٹ تماسی کی
دامن ابر کے ٹکڑوں کو جب لگتے ھیں سینے ساون بھادوں
کان جواھر کیونکہ سمجھے کھیت کو دھقاں اولوں سے
برساتے ھیں موتیوں میں ھیرے کے نگینے ساون بھادوں

اس قسم کے اشعار بے شمار ھیں :—

ھوا دونوں آنکھوں سے بہ سیل اشک
کہ گنگا سے جمنا مقابل ھوئی
دونوں آنکھوں نے سماں برسات کا دکھلا دیا
روتے روتے ایک ساون ایک بھادوں ھوگئی

برکھا رت کی طرح دوسرے موسموں پر بھی بہت کچھ کہا گیا ھے بسنت پر امانت لکھنوی کہتے ھیں :—

ھیں جلوہ تن سے درو دیوار بسنتی
پوشاک جو پہنے ھے مرا یار بسنتی

گیندا ہے کھلا باغ میں میدان میں سرسوں
صحرا وہ بسنتی ہے یہ گلزار بسنتی
گبندوں کے درختوں پہ نمایاں نہیں گیندے
ہر شاخ کے سر پر ہے یہ دستار بسنتی

مومن : واں تو ہے زرد پوشش یہاں میں ہوں زرد رنگ
واں تیرے گھر بسنت ہے یاں میرے گھر بسنت

ہمالہ ، گنگا ، جمنا ، بنارس ، الہ آباد ، ہر دوار ، متھرا ، اجنتا ، ایلورہ اور دوسرے مشہور مقامات پر اچھی نظمیں موجود ہیں " بانگ درا " کھولیے ہی نظریں ہمالہ کی بلندیوں سے ٹکراتی ہیں نظم کے کچھ اشعار پیش ہیں :-

اے ہمالہ اے فصیل کشور ہندوستاں
چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں
تجھ میں کچھ پیدا نہیں دیرینہ روزی کے نشاں
تو جواں ہے گردش شام و سحر کے درمیاں
ایک جلوہ تھا کلیم طور سینا کے لئے
تو تجلی ہے سراپا چشم بینا کے لئے
لیلئی شب کھولتی ہے آکے جب زلف سیاہ
دامن دل کھینچتی ہے آبشاروں کی صدا

صبح بنارس پر بہت نظمیں ہیں رعنا اکبر آبادی کے چند اشعار پیش ہیں :-

اے بنارس اے دل ہندوستاں
کائنات حسن کے روح رواں

اے پرستش گاہ اے قصر بتاں
اور ہیں تیرے زمین و آسماں

اہل دل مرتے ہیں تیرے نام پر
صبح بھاری ہے اودھ کی شام پر

تیرے مندر تیری عظمت کے گواہ
جن سے شرمندہ ہیں قصر بادشاہ

عشق میں نکلی ہے گنگا جھومتی
بڑھ گئی ہے تیرا دامن چومتی

گنگا ، جمنا ، بیاس ، اور راوی پر نظمیں ہیں ان کے علاوہ ہندوستان کے دوسرے دریاؤں کا ذکر بھی ہے -

ناسخ :
ایک جانب گومتی ہے ایک جانب سیل شک
لکھنو بھی میرے رونے سے دوآبہ ہوگیا

بلند پہاڑوں کی چوٹیاں برف سے ڈھکی رہتی ہیں پہلے لوگوں کو اس کی وجہ معلوم نہیں تھی ، وہ سمجھتے تھے کہ کرہ ہوائی کے اوپر کرہ زمہریر ہے جو بالکل سرد ہے چنانچہ غالب کہتے ہیں :-

کچھ تو جاڑے میں چاہیئے آخر
تا نہ دے باد زمہریر آزار

پہلے زمانے میں صرف پانچ سیارے معلوم تھے ان کے نام یہ ہیں ، عطارد ، زہرہ ، مریخ ، مشتری ، اور زحل - ان کی گردشیں بہت پیچیدہ تھیں ، چنانچہ بڑے سوچ بچار کے بعد یہ سمجھ لیا گیا کہ سات شفاف آسمان ہیں ، جن میں یہ پانچ سیارے ، سورج اور چاند جڑے ہوئے ہیں - ان سات سیاروں کے لئے سبع سیارہ ، ہفت اختر ، ہفت اورنگ ، ہفت پیکر ، ہفت تن ، ہفت آئینہ ، بہت سے کنائے ہیں - ان سیاروں کے سعد و نحس اثرات ہیں چنانچہ ذوق نے ایک قصیدہ میں ان کو اس طرح بیان کیا ہے :-

سریرآرائے گردوں جب تلک سلطان خاور ہو
قمر دستور اعظم صدر اعلی سعد اکبر ہو — مشتری
عطارد میر منشی زہرہ ناظر آسماں پر ہو
زحل میر عمارت ترک گردوں میر لشکر ہو — مریخ
یہ نیرا دور دور مشتری ہو بلکہ بہتر ہو
ترے زیر نگیں مانند کیواں ہفت کشور ہو
سر ہفت آسماں جب تک کہ دور ہفت اختر ہو
الہی یہ بہادر شاہ شاہ ہفت کشور ہو

سات سیاروں کے پیچھے آٹھواں آسمان ستاروں کا ہے اس کو فلک الثوابت کہتے ہیں ، ان سب آسمانوں کے پیچھے ایک اور آسمان ہے اسکو فلک الافلاک یا فلک اعظم کہتے ہیں ، یہ نواں آسمان ہے ان نو آسمانوں کے بہت سے کنائے ہیں مثلاً نہ بام ، نہ سپہر ، نہ فلک نہ ورق وغیرہ

محسن کاکوروی :
ہر اک صفحہ پر نہ ورق ہوں نثار
وہ لکھ نعت محبوب پرور دگار

ذوق :
کہیں کیا دل کی وسعت اپنی ہم اللہ رے وسعت
اگر نو آسماں ہوں جمع اک خال سویدا ہو

باقی صفحہ ۴۴ پر

خبریں تصویروں میں

دائیں جانب اوپر :- سری جے - وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے ۹ - جون کو ضلع نلگنڈہ میں سیم دلی واگو کے پل کا سنگ بنیاد رکھا - تصویر میں سری - وی - پرشوتم ریڈی وزیر ابکاری و معدنیات بھی دیکھے جا سکتے ہیں -

بائیں جانب درمیان میں :- سری ٹی - رنگاریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے ترمالاپور میں ۳۰ - جون کو الوری سیتارامن راجو میموریل بلڈنگ میں الوری سیتارامن راجو کی تصویر کی نقاب کشائی کر رہے ہیں -

بائیں جانب نیچے :- سری یس - اے - شکور ورنگل ۱۳ - جون کو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ڈرائیورس اسوسی ایشن کی عمارت کا افتتاح کر رہے ہیں -

دائیں جانب اوپر :- چیف منسٹر نے وسکناپورہ ضلع کھمم کے قریب پالم واگو پر ۳۱ جون کو سڑک کیلئے تعمیر کئے جانے والے پل کا سنگ بنیاد رکھا -

شری داسر ہر ناشم یم - یل اے حلقہ اندرکی موضع کونڈہ راؤ اپاڑو میں اپنی پد یاترا کے دوران ۶ - جون کو غریبوں کے مسائل پر تبادلہ خیال کر رہے ہیں -

ضلعوں کے آنچل سے

جائینٹ کوآپریٹیو فارمنگ سوسائٹی کا افتتاح

کوآپریٹیو جائنٹ فارمنگ سوسائٹی کے ۹ ارکان کو جملہ ۱۰ ایکڑ زمین دی گئی تھی ایلاراؤ پالم متعلقہ آتما کور میں آبپاشی کی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ اس علاقے کے کمزور طبقات میں زمینات تقسیم کی گئی تھیں مگر آبپاشی کی سہولتیں نہ ہونے اور دوسری رکاوٹیں پیش آنے کی وجہ سے یہ لوگ ان اراضیات پر کاشت نہیں کرسکے۔ ضلع کے انتظامیہ کی جانب سے انجنوں کی تنصیب کے ساتھ مدد بالکلیہ فراہم کرنے کی ایک سکیم تیار کی گئی ہے جو ان لوگوں کے لئے ایک نعمت کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسمال فارمرس ڈیولپمنٹ ایجنسی اور شیڈولڈ کاسٹس اور بیک ورڈ کلاس فینانشیل کارپوریشن کی جانب سے اس اسکیم کو مالی امداد دی جائیگی۔ اس پراجکٹ کو کمزور طبقات کی معاشی ترقی کے لئے ایک سنگ میل کہا گیا ہے۔

۱۵ - جون کو جائنٹ فارمنگ سوسائٹی کا افتتاح کرتے ہوئے مسٹر اے۔ وینکٹ ریڈی وزیر [illegible] نے ہریجنوں سے اپیل کی کہ وہ سخت محنت کریں اور انکی بھلائی کے لئے مہیا کی گئی ان سہولتوں سے استفادہ کریں۔ وزیر موصوف نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ نشہ کرنا ترک کردیں۔

دیہی آبرسانی اسکیم کا سنگ بنیاد

مسٹر بھیم سری رام مورتی وزیر سماجی بھلائی نے راپنے کوڈ میں دیہی آبرسانی اسکیم کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے ہریجنوں کو مشورہ دیا کہ وہ آپسی ذات پات کے فرق کو بھول جائیں۔ موضع راپنے کوڈ میں وزیر موصوف نے بجلی کی سربراہی کا بھی افتتاح کیا جو ۲۰ ہزار کی لاگت سے تکمیل کی گئی ہے۔ مسٹر بادرینڈی پی۔ یل۔ اے نے کثیر اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بینکوں کی جانب سے دی جانے والی مالی امداد دور دراز کے دیہات میں رہنے والے ضرورتمندوں کو دی جانی چاہئے۔ مسٹر بھیم سری رام مورتی نے ہریجنوں میں ہل چلانیوالے بیل خریدنے کے لئے قرضے اور مکانات کی اراضی کے سرٹیفکیٹس تقسیم کئے۔

قرض کی منظوری کے کاغذات کی تقسیم

مسز کے۔ لکشمی دیوی وزیر بہبودی خواتین نے توقع ظاہر کی کہ ضلع پرکاشم میں ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کے تحت کمزور طبقات کی ترقی کے لئے اختیار کردہ تمام اسکیمات کو ۶ ماہ کے اندر روبعمل لایا جائیگا۔ انہوں نے قرض حاصل کرنیوالوں سے اپیل کی کہ وہ پابندی کے ساتھ بینکوں کو قرض ادا کریں۔ انہوں نے خواتین کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے شوہروں کو نشہ بازی کی عادت ترک کرنے کی ترغیب دیں۔ انہوں نے ایگریکلچرل ڈیولپمنٹ بینک پوڈیلی کی جانب سے منظور کردہ ۱۹ ہزار روپئے کے قرض کے کاغذات آبپاشی کی باؤلیوں اور بھیڑیں پالنے کی یونٹوں کے لئے ۱۲ افراد میں تقسیم

گئے۔ اسکے علاوہ ۳۲ افراد میں دودھیارے سویشیوں کی خریدی کےلئے ۳۰ ہزار روپئے کی منظوری کے کاغذات تقسیم کئے اور مکانات کی اراضی کے ۸۶ پٹے بھی تقسیم کئے ۔

کلکٹرکی جانب سے پیشہ ورانہ آلات و اوزار کی تقسیم

مسٹر چکرورتی ڈسٹرکٹ کلکٹر اننت پور نے ۲۳ ۔ جون کو ۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کی عمل آوری کے سلسلے میں تاڈی پتری کے مقام پر کمزور طبقات میں ۳۴ ہزار روپئے کے پیشہ ورانہ آلات و اوزار تقسیم کئے ۔ انہوں نے ہریجنوں میں ۱۵ رکشائیں اور نائی برہمنوں میں ۱۲ پیشہ ورانہ اوزاروں کے یونٹس اور خواتین میں ۸ سلائی مشینیں تقسیم کیں ۔ یہ اشیاء ایک جلسہ عام میں تقسیم کی گئیں ۔

اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے ڈسٹرکٹ کلکٹر نے کہا کہ قرض حاصل کرنے والوں کو چاہیئے کہ وہ پابندی کے ساتھ ادائی کرتے ہوئے سرکاری عہدہ داروں یا تجارتی بینکوں کا اعتماد حاصل کریں اور قرض کی رقم کو موزوں طریقے پر استعمال کریں تاکہ قرض کی رقم مناسب انداز میں ہر ایک کو میسر آسکے ۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ کاروبار کے امکانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مختلف قسم کی اسکیمات رائج کی جائیں ۔

مسٹر جی ۔ راج پریسیڈنٹ رکشا سوسائٹی نے جلسے کی صدارت کی ۔

سب ٹریژری کا افتتاح

کریم نگر میں کل سب ٹریژری کا افتتاح کرتے ہوئے مسٹر پی۔ رنگاریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے کہا کہ ریاست میں ۲۱ ٹریژری ۱۸۹ بینکنگ سب ٹریژری اور ۱۸ غیر بینکنگ ٹریژری دفاتر موجود ہیں انہوں نے کہا کہ کریم نگر کی سب ٹریژری تمام ۱۳ دیہی پنچائتوں ۔ ۳ پنچایت سمیتیوں یعنی کریم نگر ۔ حسن آباد اور گنگادھرم پنچایت سمیتیوں کے لئے کام کرے گی ۔ وزیر فینانس نے کہا کہ وہ اسٹیٹ انشورنس اسکیم میں شریک ممبروں کو انکے اپنے ذاتی مکان بنانے کے لئے ایک خصوصی اسکیم رائج کرنے پر غور کر رہے ہیں ۔

انہوں نے کہا کہ ملازمین درجہ چہارم کے لئے ۴۰ لاکھ روپئے ین ۔ جی اوز کے لئے ۳۰ لاکھ روپئے گزیٹڈ عہدہ داروں کے لئے ایک کروڑ روپئے کا موازنہ مختص کیا جائیگا ۔

وزیر موصوف نے مزید کہا کہ اگر ملازمین کم سے کم مکان کی زمین اور ایک ہزار روپئےکے ساتھ آگے بڑھیں تو وہ درجہ چہارم کے ملازمین کو ۸ ہزار مکان کی قیمت مہیا کریں گے ۔

انہوں نے انکشاف کیا کہ اسٹیٹ انشورنس ڈپارٹمنٹ مکانات کی تعمیر کی خاطر سرکاری ملازمین کو ایک کروڑ روپئے فراہم کرنے تیار ہے ۔

حکومت کی جانب سے لئے گئے اقدامات کی وضاحت کرتے ہوئے وزیر فینانس نے کہا کہ وہ تمام زیر تصفیہ وظیفے کی کارروائیوں کو ۲ ماہ کے اندر طے کرادیں گے ۔ انہوں نے ایمرجنسی کی بدولت عام لوگوں کو جو فوائد ہوئے انکی تفصیل سے وضاحت کی ۔ وزیر فینانس نے سرکاری عہدہ داروں کو خلوص ۔ سخت محنت اور خدمت کے جذبے سےاپنے فرائض انجام دینے اور ۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کو روبعمل لانے کی ہدایت کی ۔

سوما سیلا پراجکٹ

مسٹر جی ۔ راجا راؤ چیف انجینیر اوسط آبپاشی نے کل اندور کو ایک بیٹھک میں کہا کہ نیلور سوماسیلا پراجکٹ کا پہلا مرحلہ ۴ سال کے اندر مکمل کرلیا جائیگا جبکہ تعلقہ اودے گیری میں واقع کنڈی بالم پراجکٹ جون ۱۹۷۸ء سے قبل مکمل ہو جائیگا ۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ سال رواں کے دوران کنپور کنال اسکیم کے لئے ۶۰ لاکھ روپئے کی رقم جاری کی جاچکی ہے اور یہ اسکیم تکمیل ہونے کے قریب ہے ۔ بیان دیتے ہوئے انہوں نے برسر تذکرہ یہ بات بتائی کہ رواں مالی سال کے دوران ریاست میں ۱۴ اوسط آبپاشی کی اسکیمات کی تکمیل کاکام شروع کیا گیا ہے ۔ بڑے پراجکٹ جیسے پوچم پاڈ ۔ گوداوری بیریج اور ناگر جوناساگر کے لئے عالمی بینک کی امداد حاصل کی جارہی ہے ۔

تاڑبن کے علاقے میں بدیاتر

مسٹر بھیم سری رام مورتی وزیر ہریجن و ٹرائبل ویلفیر نے سرکاری عہدہ داروں کے ہمراہ تاڑبن کی نرساریڈی نگر کالونی میں بدیاترا کی ۔ وزیر موصوف ہریجن کالونی تشریف لے گئے اور انکے مسائل کے بارے میں معلومات حاصل کیں ۔ انہوں نے عوام کو تلقین کی کہ وہ ۲۰ ۔ نکاتی معاشی پروگرام کی عمل آوری میں تعاون کریں ۔

اس موقع پر منعقدہ ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر بھیم سری رام مورتی نے تیقن دیا کہ ضلع پریشد کے انجینیروں کو سڑکوں اور ڈرینیج کاکام شروع کرنے کے لئے ضروری ہدایات دی جائیں گی ۔ پینے کے پانی کی سربراہی کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہ نلوں کی تنصیب کے لئے ارباب بلدیہ کو ہدایات جاری کریں گے ۔

کمزور طبقات کے لئے قرضے

مسز یم - لکشمی دیوی وزیر بہبودی خواتین و اطفال نے ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کی پیش رفت کا جائزہ لینے کے سلسلے میں ضلع اونگول کا دورہ کرتے ہوئے ۱,۶۰ لاکھ روپئے قرض کے منظورہ کاغذات ۳۰۵ خاندانوں میں تقسیم کئے - یہ رقم ان خاندانوں کو آئل انجنوں - دودھیارے جانوروں - بیلوں اور گاڑیوں کی خریدی نیز زرعی زمینات کے حصول کے لئے دی گئی ہے۔ اسکیم کے لئے سنڈیکیٹ بینک کی جانب سے مالیہ فراہم کیا گیا اور اسمال فارمرس ڈیولپمنٹ ایجنسی- شیڈولڈ کاسٹس کارپوریشن بیک ورڈ کلاس کارپوریشن نے یہ اسکیم تیار کی - شریمتی لکشمی دیوی نے ملازمین سرکار کے پسماندگان کی اسکیم کے تحت پنچایت سمیتی کے ایک اٹینڈر کی بیوہ کو ۵۰۰۷ روپئے دئے -

قبل ازیں انہوں نے ۲ سلائی مشینیں تقسیم کیں اور مہیلا منڈلی کی جانب سے منعقد کردہ ایک نمائش کا افتتاح کیا - بہترین دستکاری اشیاء کے لئے انعامات تقسیم کئے -

مسٹر کے پٹھابھی راما سوامی چودھری ضلع کانگریس صدر نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے مدانور سے موتومالا تک ماہی گیروں کی سہولت کے لئے ایک سڑک تعمیر کرنے کی درخواست کی تاکہ مچھلیوں کے حمل و نقل میں ان لوگوں کو سہولت ہو - مسٹر اریتی کوٹیا یم- یل- اے نے کیمیائی کھاد کی منصفانہ سربراہی پر ضلع نظم و نسق کا شکریہ ادا کیا اور درخواست کی کہ اس علاقے میں جتنے بھی لوگ ترکاری اگاتے ہیں انکو امونیم سلفیٹ سربراہ کی جائے - انہوں نے ۲۰-نکاتی فارمولے کے تحت قبائلیوں کے بچوں کے لئے آشرم اسکول کے قیام کی بھی درخواست کی -

ایک دن قبل ۲۲ - جون کو دودھیارے جانوروں کی خریدی کے لئے خواتین میں قرض کے منظورہ کاغذات ماہی گیروں میں قرض تقسیم کرتے ہوئے ضلع اونگول کے مواضعات الاوله پلڈو اور سنگلو میں شریمتی لکشمی دیوی نے ضلع نظم و نسق اور بینکوں کو مشورہ دیا کہ وہ چھوٹے قرضوں کو دیہات کی سطح پر ہی تقسیم کریں -

سالٹ ورکرز کوآپریٹیو پروڈکشن اینڈ سیلس سوسائٹی کا افتتاح

۲۲ - جون کو موضع گوگلا پلی ضلع نیلور میں سالٹ ورکرز کوآپریٹیو پروڈکشن اینڈ سیلس سوسائٹی کا افتتاح کرتے ہوئے مسٹر آر - دسرتھ رامی ریڈی اسپیکر اے پی لیجسلیٹیو اسمبلی نے کہا کہ ملک اسی وقت آگے بڑھ سکتا ہے جبکہ سخت محنت کے ذریعے غربت کو ختم کردیا جائے - انہوں نے مختلف ترقیاتی پروگراموں اور ۲۰- نکاتی معاشی پروگرام کے تحت حاصل کردہ ترقیاتی کارناموں پر مسرت کا اظہار کیا -

اسپیکر نے ۵ آئل انجنوں کا افتتاح کیا جن پر ۳۲۵۰۰ روپئے کی لاگت آئی اور ان سے نمک کی تیاری میں ۱۷۸ ھریجنوں کو مدد ملے گی اور انہوں نے ٹھیکہ داروں کے پٹے تقسیم کئے -

مسٹر سی - ارجن راؤ ڈسٹرکٹ کلکٹر نے سوسائٹی کے اہم خد و خال کی وضاحت کرتے ہوئے ممبروں کو سخت محنت کرنے کی تلقین کی - حکومت کی جانب سے انکی سماجی ترقی کے لئے مہیا کی جانے والی مختلف سہولتوں کا بھرپور فائدہ اٹھانے کا مشورہ دیا -

بعد ازاں اسپکر نے اسکا پلی میں سالٹ ورکرز کے لئے فیلڈ لیبر کوآپریٹیو سوسائٹی اور ایمبھونی پالم میں سالٹ ورکرز کوآپریٹیو پروڈکشن اور سیلس سوسائٹی کا افتتاح کیا انہوں نے اسکاپلی سوسائٹی کے ۶ آئیل انجنوں کا بھی افتتاح کیا جن پر ۳۳ ہزار کی لاگت آئی ہے-

سات روزہ آئی کیمپ کا اختتام -

مسٹر ایم وینکٹ ریڈی وزیر چھوٹی آبپاشی نے ۱۳ - جون کو بچی ریڈی پالم میں منعقدہ سات روزہ آنکھوں کے مفت کیمپ کے اختتام پر تقریر کرتے ہوئے رضاکارانہ تنظیموں جیسے روٹری لائنس وغیرہ کو پسماندہ علاقوں میں اندھے پن کو ختم کرنے اور ماحول کو بہترین بنانے کے لئے سرویس کیمپوں کا انعقاد عمل میں لائیں - انہوں نے کیمپ کے انعقاد کے لئے دیہات کے مخیر حضرات کی جانب سے پہل کرنے پر انکی ستائش کی - وزیر موصوف نے ڈاکٹروں کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے فرصت کے اوقات کو دور دراز رہنے والے کمزور طبقات کی خدمت میں صرف کریں -

مسٹر لکشمی نرساریڈی سابق یم- پی نے جلسے کی صدارت کی - ڈاکٹر پی - رگھوراما ریڈی ماہر امراض چشم - مسٹر کے - گوپال ریڈی صدر روٹری کلب مسٹر بتروواڑہ دشرتھ رامی ریڈی صدر آئی کیمپ کمیٹی نے اس موقع پر مخاطب کیا -

لیبر کانفرنس

مسٹر ٹی انجیا وزیر لیبر نے ورنگل میں ۲۰ - جون کو ایک کلیدی بیان دیتے ہوئے کہا کہ ملک میں صنعتی امن برقرار رکھا گیا ہے - تمام شعبوں کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے - سخت محنت کرنے والے مزدور مناسب معاوضہ حاصل کرنے کے مستحق ہیں - ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کی عمل آوری کی بدولت اقل ترین اجرتوں کی ادائی پر عمل ہورہا ہے - زرعی اور صنعتی مزدوروں کو اقل ترین اجرتوں کی ادائی کی حکومت سختی سے پابندی کررہی ہے - ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کی بدولت معاشی سرگرمیوں میں ایک نئے قسم کی تیز رفتاری پیدا ہوگئی ہے -

اسکول کی سالگرہ

مسٹر دسرتھ رامی ریڈی اسپیکر آندھرا پردیش لیجسلیٹیو اسمبلی نے اندو کور پیٹھ کے سریتی کو پائی ونکٹ سبما ضلع پریشد ہائی اسکول کے پہلے سالانہ جلسے کی صدارت کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کی جانب سے امتحان کے طریقہ کار کے سلسلے میں حال میں کئے گئے اقدامات کی بدولت ریاست میں تعلیم کا معیار بلند ہورہا ہے - انہوں نے توقع ظاہر کی کہ آنیوالے برسوں میں بہتر تعلیمی نتائج حاصل ہونگے - اسپیکر نے مسٹر جی - راجچندرا ریڈی ایم- ایل- سی کو اپنی والدہ کے نام سے موسوم ایک گرلز ہائی اسکول قائم کرنے پر مبارک باد دی - مسٹر سی - ارجن راؤ ڈسٹرکٹ کلکٹر نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ گرلز ہاسٹل کے لئے ایک نئی عمارت تعمیر کی جائے گی جسکے لئے مسٹر راجچندرا ریڈی ایم- ایل- سی نے عمارت کی تعمیر کا ۵۰ فیصد خرچ برداشت کرنے کا وعدہ کیا - کلکٹر نے اسکول کے لئے سہولتیں فراہم کرنے پر موضع کے عوام کی ستائش کی اور ان سے اپیل کی کہ دیہی علاقوں میں تعلیمی اداروں کی ترقی کے لئے وہ گہری دلچسپی کا مظاہرہ کریں -

قبل ازیں مسٹر سی- راما مورتی ہیڈ ماسٹر نے حاضرین کا خیر مقدم کیا اور مدرسے کی رپورٹ پیش کی - مسٹر جی - راجچندرا ریڈی ایم- ایل- سی کی اہلیہ شریمتی گنوپاٹی لکشمی کانتما نے اسکول کے لئے وینا پیش کیا - مسٹر سی - سبارامی ریڈی صدر کواپریٹیو رورل بینک نے اس موقع پر اسکول کو موسیقی کے آلات خریدنے کے لئے ۱۰۰۰ روپئے کا عطیہ دیا اور ۳۰۰ روپئے نقد کلکٹر کو دئے - محکمہ اطلاعات کی برا کتھا پارٹی نے ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام پر ایک شو پیش کیا - اسپیکر نے کل شام ۲۰- نکاتی معاشی پروگرام کے اثرات کا جائزہ لینے کے لئے کلکٹر کے ہمراہ اندوکور پیٹھ کے ہریجن علاقوں کی پدیاترا کی - قبل ازیں اسپیکر نے اندوکور پیٹھ کے قریب نندیرہ میں جائینٹ فارمنگ سوسائٹی کا افتتاح کیا -

فینانس منسٹر کی پدیاترا

گدالور ضلع پرکاشم کے ہریجن واڑوں میں کل پدیاترا پروگرام کا افتتاح کرتے ہوئے مسٹر پی - رنگاریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے کہا کہ پدیاترا پروگرام ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کی تشہیر کی غرض سے شروع کیا جارہا ہے - وزیر فینانس نے کہا کہ اب تک ریاست میں ۲۲ لاکھ ایکر مکانات کی اراضی سماج کے کمزور طبقات میں تقسیم کی جا چکی ہے - انہوں نے یہ بھی کہا کہ آبادی میں اضافہ غربت کی اصل وجہ ہے اور غریب طبقات کو مشورہ دیا کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی پروگرام پر عمل پیرا ہوجائیں - وزیر فینانس نے یہاں کے نوجوان کارکنوں اور بزرگوں کو عوام کی معاشی حالات دریافت کرنے ۲۰- نکاتی معاشی پروگرام کے دیہاتوں پر اثرات اور دیہی قرضہ جات کی ادائی پر التوا لگانے کے اعلان کے بعد کواپریٹیو اداروں کی جانب سے قرض کی سہولتوں کی جانچ کرنے کے لئے پدیاترا کے پروگرام اختیار کرنے پر مبارک باد دی - مسٹر رنگاریڈی نے دیہاتیوں کو مشورہ دیا کہ اپنے علاقوں کو ترقی دینے کے لئے آگے بڑھیں - انہوں نے ۷۰ ہزار روپئے قرض کے منظورہ کاغذات رکشاؤں - دودھیارے جانوروں اور ترکاری کے دوکانات کے لئے ۷۰ افراد میں تقسیم کرتے ہوئے انہیں مشورہ دیا کہ وہ ان قرضوں کو بہتر اور مناسب طریقہ پر استعمال کرکے پابندی کے ساتھ ادائی کرتے رہیں - قرض کی منظوری کے کاغذات تقسیم کرتے ہوئے وزیر فینانس نے کانگریس کے نوجوان کارکنوں کو ہدایت کی کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی - صفائی اور دیہاتوں میں درخت لگانے کے پروگراموں کی تشہیر کریں - انہوں نے کہا کہ پدیاترا کے ۱۲ جنپے دیہاتوں کا دورہ کرکے مکانات او زراعت کی زمینات حاصل کرنیوالوں کے بارے میں دریافت کرینگے کہ وہ کس طرح ان زمینات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں -

سری سیلم پراجکٹ کے ذریعے دریائے کرشنا کا پانی رائلسیما کے علاقوں کو دیا جائیگا

کرشنا اور گوداوری کا آبی تنازعہ حال ہی میں ہمارے چیف منسٹر کی کوششوں کی بدولت دوستانہ انداز میں طے پا ہے - اس لئے دریائے کرشنا کے پانی کو سری سیلم پراجکٹ کے ذریعے رائلسیما کے قحط زدہ علاقوں کو پہنچانا اب ممکن ہوگ کھمبم اور گدالو تعلقوں میں مزید ۵۰ ہزار ایکڑ زمین کو زیر کاشت لانے کی غرض سے کھمبم اور ومسادھر تالابوں کو

پانی مہیا کرنے پر سرگرم انداز میں غور کیا جا رہا ہے ۔ نالیوں کی گونج میں مسٹر پی ۔ رنگاریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے یہ اعلان کیا جو ۱۰ ۔ جون کو پد یاترا کے دوران روی باڈو میں ایک میٹنگ کو مخاطب کر رہے تھے ۔ انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ حکومت نے ایک انجینیرنگ ڈیویژن قائم کیا ہے جو رائلسیما کے ان علاقوں کی جانچ کرے گا جہاں سے دریائے کرشنا کے کنال گزریں گے ۔ یہ ڈیویژن کھمبم کے پانی سے ان نشیبی اراضیات پر کاشت کرنے کے امکانات پر بھی جانچ کریگا ۔

مسٹر رنگاریڈی نے عوام سے اپیل کی کہ وزیراعظم کے ساتھ پھر تعاون کریں جو سماج کے امیروں اور غریبوں کے درمیان کی خلیج کو پاٹنے کے لئے انتھک کوشش کررہی ہیں ۔

ملک میں پائے جانیوالے جوش و خروش کا حوالہ دیتے ہوئے مسٹر رنگاریڈی نے کہا کہ سالگزشتہ کمزور طبقات کے ۳ لاکھ خاندانوں میں مکانات کی اراضی تقسیم کی گئی اور اس سال مزید ۵ لاکھ خاندانوں میں مکانات کی اراضی تقسیم کی جائیگی ۔

مسٹر رنگاریڈی نے یہ بھی وضاحت کی کہ پد یاترا کا مقصد عوام سے شخصی طور پر ربط قائم کرنا اور انکے مسائل سے واقف ہونا نیز اس کا حل معلوم کرنا ہے ۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ گدالور تعلقہ کی تمام تر ترقی کے لئے ایک ملا جلا منصوبہ تیار کیا جائیگا۔

مسٹر رنگاریڈی نے کہا کہ گدالور تعلقہ میں کمزور طبقات کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں کواپریٹیو اداروں کے ممبر بنانے کے لئے کوششیں کی جائیں گی تا کہ انہیں قرضے دیکر زندگی گزارنے کے ذرائع فراہم کئے جا سکیں ۔

روی پاڈو کے سرپنچ کی جانب سے پیش کردہ ایک یادداشت کا جواب دیتے ہوئے وزیر موصوف نے "پاپا گلوا" کو سمنٹ لگانے کے لئے فنڈس کی منظوری دینے کا وعدہ کیا ۔ انہوں نے وہاں سڑک کی تعمیر کے لئے فنڈس مہیا کرنے کا بھی وعدہ کیا بشرطیکہ اس معاملے میں عوام آگے آئیں ۔ اور سڑک کی تعمیر کے لئے اپنی اراضیات بغیر معاوضے کے عطیہ دیں ۔

وزیر موصوف نے کہا کہ وینو گوپال سوامی مندر کی تعمیر و ترمیم کے لئے عوام کی جانب سے جمع کردہ سرمائے کے مساوی فنڈس منظور کروائیں گے ۔

مسٹر جی ۔ نندی ریڈی نے میٹنگ کی صدارت کی ۔ قبل ازیں موضع کے سر پنچ نے حاضرین کا خیر مقدم کیا اور تفصیل کے ساتھ موضع کے مسائل حاضرین کے سامنے رکھے ۔

قبائلیوں کو خاندانی منصوبہ بندی اختیار کرنیکا مشورہ

مسٹر جی ۔ راجہ رام وزیر برقی و پسماندہ طبقات نے موضع سینپا گوڑم ضلع مغربی گوداوری میں قبائلیوں کی ایک میٹنگ کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں مشورہ دیا کہ وہ چھوٹے خاندان کے اصول کو اپنائیں اور نشہ کرنیکی عادت ترک کردیں ۔ بجلی کی قبائلی علاقوں تک توسیع دینے کے لئے مسٹر کانتی راماو ٹرائیبل یم۔ ایل۔ اے کی درخواست کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس درخواست کو اولین فوقیت دی جائیگی ۔

مسٹر کو ساریڈی سوریانارائنا یم پی نے ۲۰۔ نکاتی پروگرام کے تحت ہونے والے فوائد کا بھر پور طور پر استعمال کرنے کی وکالت کی ۔

چھوٹے کسانوں کی بھلائی کے لئے ہر ممکن کوشش

مسٹر پی ۔ رنگاریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے کہا کہ گدالور تعلقہ کے قحط زدہ علاقوں کے حالات کو بہتر بنانے کی کوششوں کے ساتھ ساتھ اس علاقے کے چھوٹے کسانوں کی بھلائی کی اسکیمات شروع کرنے کی بھی کوشش کی جارہی ہے۔ وزیر موصوف ۱۰ ۔ جون کو رادھاویڈو کے مقام پر پدیاترا کے سلسلے میں منعقد کردہ ایک جلسے عام سے خطاب کر رہے تھے اس بھلائی کی اسکیمات کے تحت چھوٹے کسانوں کو بکریاں مرغیاں اور دودھ دینے والے جانور پال کر اپنی آمدنی میں اضافہ کرنا ممکن ہو سکے گا ۔

مسٹر رنگاریڈی نے کہا کہ وہ ۵۰۰ ایکر پر محیط اس علاقے کے کسی گاؤں میں ایک مرکز قائم کرنے کی کوشش کریں گے ۔ آبرسانی ۔ ٹیلیفون ۔ بینکوں کا قیام بھی بس سروس وغیرہ کی سہولتیں میسر ہوں تا کہ مویشی پالنے میں سہولت ہو ۔ آئندہ سال غرباء کیلئے ایک ہاسٹل قائم کیا جائیگا انہوں نے تمام لوگوں سے ۲۰۔ نکاتی معاشی پروگرام کا تہ دل سے حمایت کرنے کی اپیل کی ۔ جس کا مقصد غرباء کی مدد کرنا اور انکی حالت بہتر بنانا ہے ۔

مسٹر رنگاریڈی نے مواضعات پاپی نینی پلی اور پلوپلی کے کمزور طبقات میں ۱۷ اراضی اور مکانات زمین کے لئے تقسیم کئے ۔ بیناوائی پیٹھ پنچائت سمیتی کے سابق صدر نے جلسے کی صدارت کی ۔ قبل ازیں مسٹر پی ۔ شیشاریڈی نے حاضرین کا خیر مقدم کیا ۔

فاضل اراضیات کو جلد سے جلد تقسیم کیا جائیگا

مسٹر پی رنگاریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے آکوپلی میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحدید اراضی

کی بدولت وقوع میں آنیوالی فاضل زمینات کو غریبوں میں جلد سے جلد اور بہتر انداز میں تقسیم کیا جائیگا - جلسے کا انعقاد وزیر موصوف کو پدیاترا کے سلسلے میں عمل میں لایا گیا تھا - ہل چلانے والے کو زمین دینے کے اصول کے فوائد بتاتے ہوئے وزیر فینانس نے کہا کہ دیہاتوں کی معاشی حالت کو سدھارنے کے لیے قائم کئے گئے بعض کواپریٹیو سوسائٹیوں کی ناقص کار کردگی کو ٹھیک کر دیا جائیگا -

مقامی مسائل کو حل کرنے کے لئے لئے گئے اقدامات کی تفصیل بتاتے ہوئے مسٹر بی- رنگاریڈی نے وعدہ کیا کہ وہ رنگاپور وادی کے مواضعات پاپاسکو اور کونابلی کے درمیان گاؤں کو، ۱ لاکھ کے خرچ سے برقی کی سربراہی کی اسکیم منظور کروانے کی کوشش کریں گے - وزیر فینانس نے خاندانی منصوبہ بندی کو اختیار کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنا چاہئے کیونکہ اسکی وجہ سے پنجسالہ منصوبوں کے ذریعے حاصل کردہ ترقی کو نقصان پہنچ رہا ہے - انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ جنگلات کو تباہ نہ کریں بلکہ نئے درخت لگائیں خصوصیت کے ساتھ میوے پیدا کرنے والے درخت لگائیں تاکہ موسمی حالت میں تبدیلی ہو سکے -

ویم پلی میں درخت لگاؤ پروگرام کا افتتاح

مسٹر ابراهیم علی انصاری وزیر جنگلات نے موضع ویم پلی کاغذ نگر فاریسٹ ڈیویژن میں ۲۶-جون کو درخت لگانے کے ایک بھاری پروگرام کا افتتاح کیا - اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے وزیر موصوف نے نہروں کے کناروں پر درخت لگانے کی اہمیت کی وضاحت کی اور کسانوں سے اپیل کی کہ وہ درخت لگانے کے پروگرام کو دل جمعی کے ساتھ اختیار کریں -

چیف کنزرویٹر آف فاریسٹ نے سایہ دار درخت لگانے کی ضرورت اور انکے فوائد کی وضاحت کی - انہوں نے سرپور پیپرملز کے ارباب سے درخواست کی کہ وہ اس ضمن میں کسانوں کی مدد کرتے ہوئے ان کی ہمت افزائی کریں -

مسٹر آئی - یم - بھنڈاری نائب صدر سرپور پیپرملز لمیٹڈ نے کاغذ کی تیاری کیلئے اسطرح اگائے ہوئے درختوں کی لکڑی خریدنے پر رضامندی کا اظہار کیا -

موضع کے سرپنچ مسٹر کشمباراؤ اور وهاں کے اور کسانوں نے وزیر موصوف کی اپیل پر خشک علاقوں میں درخت لگا کر انہیں سرسبز و شاداب خطوں میں بدلنے پر آمادگی ظاہر کی -

بعد ازاں وزیر جنگلات نے موضع ویم پلی میں فاریسٹ ریسرچ پلاٹ آف سرپور پیپر ملز لمیٹڈ کا افتتاح کیا جہاں تیزی سے بڑھنے والے مختلف درخت اگانے کا تجربہ کیا جائیگا جو پلپ کی تیاری میں مفید ثابت ہوں گے - انہوں نے ساگوان یوکلپٹس اور اندوک کے درختوں کا معائنہ کیا - کنزرویٹر آف فاریسٹ نے تجربہ کے اہم خد و خال سے وزیر جنگلات کو واقف کروایا -

بعدازاں کاغذ نگر میں سرسلک لمیٹڈ کے احاطے میں درخت لگانے کے پروگرام کا افتتاح کرتے ہوئے وزیر موصوف نے صنعتی علاقوں میں درخت لگانے کی ضرورت پر زور دیا اور انہوں نے سرسلک لمیٹڈ کے انتظامیہ کی ستائش کی اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ ہر سال درخت لگانے کے پروگرام پر عمل کرتے رهیں -

بین جامعاتی نیشنل سرویس اسکیم کا افتتاح

مسٹر انم وینکٹ ریڈی وزیر چھوٹی آبپاشی نے کل یہاں سے ۱۰۰ کلو میٹر کے فاصلے پر ادیا گیری میں مری اونلاوا کو پراجکٹ کے قریب بین جامعاتی نیشنل سرویس اسکیم کیمپ کا افتتاح کیا - وزیر موصوف نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے طلباء میں ایک دوسرے سے قربت اور بھائی چارگی کو فروغ دینے کے لئے بین جامعاتی کیمپس منعقد کرنے کے طریقہ کار کی ستائش کی - انہوں نے طلباء والنٹیرس سے کہا کہ وہ اپنے آپ کو دیہی عوام سے مربوط کریں اور انکے رهن سہن کے حالات کی ملک میں ۲۰-نکاتی معاشی پروگرام کی عمل آوری کے مطابق جانچ کریں - وزیر موصوف نے اعلان کیا کہ مری اونلاوا کو پراجکٹ سے آئندہ چند مہینوں کے اندر پانی چھوڑا جائیگا - بین جامعاتی کیمپ میں جو ملک میں اپنی قسم کا پہلا کیمپ ہے سری وینکٹیشورا یونیورسٹی اور عثمانیہ یونیورسٹی سے جملہ ۳۰۰ طلباء والنٹیرس نے حصہ لیا -

مسٹر رام موهن سوپرنٹینڈنگ انجینیر پی - ڈبلیو - ڈی نیلور نے اس موقع پر صدارت کرتے ہوئے ارباب جامعات پر زور دیا کہ وہ اس پراجکٹ کے علاقے میں انجینیرنگ طلباء والنٹیرس کے فیلڈ کیمپس چلائیں - مسٹر سی ارجن راؤ ڈسٹرکٹ کلکٹر نیلور نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس پراجکٹ کے تحت اس وقت ۱۵۰۰ ایکر سرکاری زمین موجود ہے جو ۵ جائینٹ فارمنگ سوسائٹیوں کی تشکیل کے ذریعے کمزور طبقات کو دیدی گئی ہے - اس زمین کو ترقی دینے کے لئے درکار مالیہ کا ۵۰ فیصد گرانٹ کی بنیاد پر اسمال فارمرس ڈیولپمنٹ ایجنسی کی جانب سے فراهم کیا جارها ہے -

کلکٹر نے کہا کہ زمین کو ترقی دینے کی تمام سہولتیں فراهم کی جارهی هیں - انہوں نے کمزور طبقات کو مشورہ دیا

کہ وہ سخت محنت کرتے ہوئے ۲۰۔نکاتی معاشی پروگرام سے استفادہ کریں ۔

قبائلی سواضعات میں وزیرہریجن و قبائلی بہبود کا دورہ

مسٹر بھیم سری رام سورتی وزیرہریجن و ٹرائبل ویلفیر نے ۹ ۔ جون کو ضلع وسا کھا پٹنم کے قبائلی علاقوں کا تفصیلی دورہ کرتے ہوئے آراکو اور اننت گیری کے علاقے کو تشریف لے گئے جہاں انہوں نے قبائلی بہبود کے پروگراموں سے متعلق افسروں اور خانگی اشخاص سے تبادلہ خیال کیا ۔ وزیر موصوف نے کہا کہ باہر سے آئے ہوئے ٹھیکہ داروں اور تاجروں کو قبائلیوں کا اور انکی آمدنی کا استحصال کرنے کا موقع نہیں دیا جانا چاہئے ۔ مسٹر بی ۔ سری رام سورتی نے بر سر موقع فیصلہ کرتے ہوئے سرکاری عہدہ داروں کو حکم دیا کہ وہ شیوالنکم پورم میں پرائمری اسکول کا آغاز کریں ۔ اور انہوں نے بمبو کواپریٹیو سوسائٹی کی تشکیل دینے کا اور بمبوؤں کی حمل و نقل کے لئے مالی امداد پہنچانے کا بھی مشورہ دیا تا کہ بمبوؤں کو میدانی علاقوں میں منتقل کرکے واجبی قیمت حاصل کی جاسکے ۔

آراکو کے علاقے میں عہدہ داروں اور خانگی افراد سے گفتگو کے دوران وزیر موصوف نے قبائلیوں کو جبریہ محنت سے آزادی دلانے پر پسندیدگی اور اطمینان کا اظہار کیا ۔ جبریہ محنت سے ۳۶ قبائلی اشخاص کو اس علاقے میں اب تک آزادی مل چکی ہے ۔ ۱۰ ۔ جون کو وزیر ہریجن ولفیر نے سواضعات شندیات اور سونچنگی پٹ کا دورہ کیا جہاں سے قبائلی علاقے میں پیداہونیوالی سالانہ ایک کروڑ روپئے کی اشیاء بیرون ریاست کی منڈیوں کو بھیجی جاتی ہیں ۔ انہوں نے سونچنگی پٹ سمیتی کے سوضع پداگول میں آشرم اسکول کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا جس پر ۵۷ ہزار روپئے کی لاگت آئیگی ۔

سب کلکٹر وزیانگرم مسٹر وی ۔ پی ۔ جوہری ۔ ڈائرکٹر ٹرائبل ویلفیر مسٹر یم ۔ آر ۔ وینکٹیشم ۔ پراجکٹ افسر مسٹر مرلی دھرراؤ ۔ ٹرائبل ویلفیرافسر مسٹر سباراؤ اور گریجن کارپوریشن کے عہدہ دار وزیر ہریجن و ٹرائبل ویلفیر کے ساتھ تھے ۔ وزیر موصوف نے قبائلیوں کو بعض امور میں اور اس علاقے کے منظورہ کاموں کی تکمیل کے لئے مالی امداد پہنچانے کے لئے برسر موقع فیصلے کئے ۔

چیف منسٹر نے قبائلیوں کے لئے ہاسٹل کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا ۔

مسٹر جے ۔ وینگل راؤ چیف منسٹر نے ۷ ۔ جون سنہ ۱۹۷۶ ع کو کھمم میں قبائلیوں کے لئے ۸۰ ہزار روپئے کی لاگت سے تعمیر کی جانے والی ہاسٹل کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے کہا کہ حکومت کھمم کے پسماندہ علاقوں کے ہریجنوں اور گریجنوں کے لئے مختص کردہ ایک ایک روپیہ انکی بہبودی کے لئے خرچ کرے گی ۔

مسٹر بی ۔ وی آر کے پرشاد کلکٹر نے خیر مقدم کیا ۔ چیف منسٹر نے ۵۳۳ ایکر زمین بھی تعمیر امکنہ کے لئے تقسیم کی اور مختلف مقامات کے کمزور طبقات کے ۸۱۹ خاندانوں کو اراضی کے پٹے دئے ۔ انہوں نے ۵۱۰ افراد میں ۱۵،۸۸ لاکھ روپئے طویل اور قلیل مدتی قرضوں کےطور پر تقسیم کئے ۔ کواپریٹیو سنٹرل بینک ۔ اگریکلچر ڈیولپمنٹ بینک اور اسٹیٹ بینک آف حیدرآباد کی جانب سے معاشی امدادی اسکیموں کے تحت قرضوں کی رقم فراہم کی گئی اور شیڈولڈ کسٹس اور بیک ورڈ کلاسس فینانس کارپوریشن انٹیسیو ٹرائبل ڈیولپمنٹ ایجنسی اور اسمال فارمرس ڈیولپمنٹ ایجنسی نے قرضے منظور کئے ۔

وجئے واڑہ میں ریجنل اسٹیٹ انشورنس کا افتتاح

مسٹر پی ۔ رنگا ریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے وجئے واڑہ میں ۵ ۔ جون سنہ ۱۹۷۶ ع ڈائرکٹر انشورنس کے ریجنل آفس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ ریاستی ملازمین کے لئے اسٹیٹ لائف انشورنس کی بیمہ پالیسی لینا منفعت بخش ہوگا کیونکہ اسٹیٹ لائف انشورنس میں انکے لئے خصوصی فوائد موجود ہیں ۔

وزیر فینانس نے اس بات پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا کہ اس اسکیم میں صرف ایک لاکھ کے قریب ھی سرکاری ملازمین شریک ہوئے ہیں ۔ انہوں نے سرکاری ملازمین کو خبردار کیا کہ اگر وہ ڈسمبر ۱۹۷۶ ع تک اسٹیٹ انشورنس کا بیمہ حاصل نہیں کرینگے تو حکومت ضروری اقدامات کریگی جن میں تنخواہ کا روکنا بھی شامل ہے ۔

ھاؤزنگ اسکیم کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اگر یہ اسکیم کامیابی سے روبعمل لائی گئی تو ہر ملازم سرکار ۱۰ سال کے اندر ایک مکان حاصل کرلیگا ۔ وزیر فینانس نے مزید کہا کہ ھاؤزنگ کی نئی اسکیم کے تحت درجہ چہارم کے ملازمین کے لئے ۴۰ لاکھ روپئے۔ ین جی اوز کے لئے ۳۰ لاکھ روپئے اور گزیٹیڈ عہدہ داروں کے لئے ۳۰ لاکھ روپئے مختص کئے جائینگے ۔

مس ایم ۔ چٹوپادیا ڈائرکٹر انشورنس نے صدارت کی اور مسٹر آر ۔ کے ۔ پرناتھ با با ڈپٹی ڈائرکٹر نے شکریہ ادا کیا ۔

خبریں تصویروں میں

بائیں جانب اوپر :— شری جے وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے ۳۰ - جون کو موضع سارا پلی ضلع میدک میں محفوظ آبرسانی اسکیم کا افتتاح کیا ۔

بائیں جانب درمیان میں :— شری ۔ ار ۔ ایس ۔ ۔ وریہ نارائن راجو وزیر ہندو اوقاف ۱۶ - جون کو کھمم میں ناگرجونا گرامینا بینک کی جانب منظور کردہ قرضے کمزور طبقات میں تقسیم کررہے ہیں۔

بائیں جانب نیچے :— شری ڈی ۔ کے ۔ سمبا ۔ ۔ ی آتما کور نے ۶ - جون کو موضع کلاپارتی پلی ضلع نیلور میں سابق فوجیوں کو پٹے پر دی جانے والی اراضیات تقسیم کیں ۔

دائیں جانب اوپر : شری پی ۔ رنگاریڈی وزیر فینانس اور اطلاعات نے کڈالور علاقے میں پدیاترا کے دوران ۸ - جون کو موضع ایداماکو میں کوسنگل "اجتماعی پدیاترا" کی صدارت کی۔

نیچے :— شری بی ۔ انجیا وزیر محنت و روزگار نے ۱۸ - جون کو اننت پور ضلع پریشد ہال میں ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کی جائزہ کمیٹی کو مخاطب کیا ۔ تصویر میں شری … وزیر بلدی نظم و نسق بھی دیکھے جاسکتے ہیں ۔

ضلع اننت پور کے قحط سے متاثر ہونیوالے علاقوں کی ترقی کا پروگرام

ضلع اننت پور ملک کے ان چند اضلاع میں سے ایک ہے جن کو قحط سے متاثر ہونے والے علاقوں کی ترقی کے پروگرام کی عمل آوری کیلئے عالمی بینک سے مالی امداد دی جارہی ہے ۔ اس پروگرام کے تحت اسکیمات کی عمل آوری کے لئے اس ضلع کے آٹھ مقامات کا انتخاب کیا گیا ہے ۔

۱۹۷۵-۷۶ء سے ۱۹۷۹-۸۰ء تک یہ ایک پانچ سالہ پروگرام ہے ۔ ان اسکیمات پر تقریباً ۱۳ کروڑ روپیے کی لاگت آئیگی ۔ ان اسکیمات پر خرچ کی جانیوالی رقم مرکزی حکومت ، ریاستی حکومت اور عالمی بینک مساوی تناسب میں برداشت کریں گے ۔ اسکے علاوہ قومیائے ہوئے بینکوں ، کوآپریٹیو بینکوں کی جانب سے مویشیوں کی خریدی ، باولیوں کی کھدائی اور زراعت کے کاموں کے لیئے قابل لحاظ رقم دی جائیگی ۔ قحط سے متاثر ہونے والے علاقوں کے پروگرام کے تحت ترقی کی اہم سرگرمیاں ڈیری اور [illegible] ڈیولپمنٹ ، جنگلات لگانا ، زمین کی حفاظت اور چراگاہوں کی ترقی ، آبپاشی اور خشکی زراعت پر مشتمل ہیں ۔

منصوبے کے پہلے سال ۱۹۷۵-۷۶ء کے دوران ۹۰،۸۷ لاکھ خرچ کی گنجائش تھی جس میں سے ۶۷ لاکھ روپیے حکومت اور ۲۳،۸۷ لاکھ روپیے قرض کی سہولتیں فراہم کرنیوالے اداروں کی جانب سے فراہم کئے گئے ۔ مذکورہ رقم میں سے آج تک ۵۵،۱۰ لاکھ روپیے خرچ کئے گئے یعنی ۴۲،۳۱ لاکھ روپیے سرکاری شعبے سے اور ۱۲،۷۹ لاکھ روپیے مالیہ فراہم کرنیوالے اداروں کی جانب سے دیئے گئے ۔

سال رواں کے دوران کارکردگی

باولیات ۳۷۵ مجوزہ باولیوں میں سے کوآپریٹیو سنٹرل بینک نے ۱۶۹ باولیوں کی کھدائی کے لئے ۸،۲۳ لاکھ روپیے منظور کئے ہیں ۔ چھوٹے اور مارجنل کسانوں کو بالترتیب ۲۵ فیصد یا ۳۳ فیصد مالی امداد دی جائیگی

تالابوں کے کام

اروکنڈہ میں ۸۳،۵ لاکھ روپیے کی لاگت سے تالاب کے ٹوٹے ہوئے بند کی درستگی عمل میں لائی گئی ۔ [illegible] علاقے میں [illegible] ۹۷،۱ لاکھ روپیے کی لاگت سے باندھ کی تعمیر شروع کی گئی ۔ [illegible] علاقے میں ۲۷،۱۵ لاکھ روپیے کی لاگت سے نئے تالاب کی تعمیر کا آغاز کیا گیا ہے ۔ [illegible] علاقے میں [illegible] کے قریب ۹،۲۱ لاکھ روپیے کی لاگت سے نئے تالاب کی تعمیر شروع کی گئی ہے ۔

زیر زمین پانی

جہاں کہیں قحط سے متاثر ہونیوالے علاقے کے پروگرام کو روبہ عمل لایا جارہا ہے وہاں کم پانی والے خطوں میں زیر زمین پانی کیلئے تفصیلی پیمائش اور سابقہ تمام ضلع میں نیوی اسطرح کی پیمائش زیر غور ہے ۔

زرعی اراضیات کا تحفظ

پانچ سال کی مدت کے دوران ۸۰ ہزار ایکر کو زرعی اراضیات کے تحفظ کے تحت لئے جانیکی تجویز ہے اور اس پر ۱،۳۱ کروڑ روپیے کی لاگت آئیگی ۔ سال ۱۹۷۵-۷۶ء کے دوران ۱۲،۰۱ لاکھ روپیے خرچ کیے جاچکے ہیں ۔ اس اسکیم کو تیزی سے روبہ عمل لانے کے اقدامات کیئے جارہے ہیں ۔

خشک فصلوں کی کاشت

انٹرنیشنل کراپ ریسرچ انسٹیٹیوٹ آف سیمی ایرڈ ٹراپکس اینڈ آل انڈیا کوآرڈینیٹیڈ ڈرائی فارمنگ ریسرچ اسٹیشن کی رہنمائی میں بہتر انداز میں فصل اگانے کے طریقہ کار کو استعمال کرتے ہوئے جسکے تحت مختلف اقسام کی خشک فصلوں کی مخلوط کاشت کا منصوبہ مقامی حالات کی مناسبت سے روبہ عمل لایا جارہا ہے ۔

جنگلات لگانا

پانچ سالہ مدت کے دوران چراگاہوں کی ترقی اور جنگلات لگانے کے کام پر ۱،۲ کروڑ روپیے کی رقم خرچ کیئے جانیکی توقع ہے - پہلے سال کے دوران میں ان کاموں پر ۱۸،۶۱ لاکھ روپیے مختص کردہ نشانے میں سے ۱۳ لاکھ روپیے خرچ کیئے جاچکے ہیں - چراگاہوں کی ترقی کے پروگرام کے تحت ۲۵۰۰ ایکڑ زمین کو چراگاہوں کے قابل بنایا گیا ہے - ۵۰۰ ایکڑ پر نعلی ببول کے درخت لگائے گیئے ہیں - اور مزید ۷۵۰ ایکڑ زمین کو تیار کیا گیا ہے - جس پر آئیوالے موسم میں درخت لگائے جائیں گے - ۶ لاکھ درخت لگانے کے لئے اگائے جا چکے ہیں یہ درخت اس علاقے کے کسانوں میں تقسیم کیئے جائیں گے - ۲۵۰ ایکڑ زمین پر بھی ببول وغیرہ کے درخت لگائے گئے ہیں ۳۰ کیلو میٹر طویل نیشنل ھائی وے پر دونوں جانب سایہ‌دار درخت لگائے جا چکے ہیں - بالی تھین کی تھیلیوں میں ۸۰ ہزار درخت اگائے گیئے - جنہیں تقسیم کردیا گیا ہے -

ڈیری ڈیولپمنٹ

پروگرام کی مدت کے دوران میں ڈیری ڈیولپمنٹ پر ۳ کروڑ روپیے کی رقم خرچ کیئے جانیکی توقع ہے - سال ۷۶-۱۹۷۵ء کے دوران ۹،۹ لاکھ روپیے اس اسکیم پر خرچ کئے جاچکے ہیں - اس کے علاوہ مالیہ فراہم کرنے والے اداروں کی جانب سے ۶۴،۴ لاکھ روپیے بطور قرض مہیا کیئے گیئے - اننت پور سے ۱۵ تا ۲۰ میل کے حدود کے اندر ۴۰ ڈیری ڈیولپمنٹ سوسائٹیاں قائم کی گئیں ہیں - سال گزشتہ اس مدت کے دوران ۱۱۰۰ لیٹر دودھ جمع کیا جاتا تھا - اسکے مقابلے میں سال رواں کے دوران دودھ کی مقدار پانچ ہزار لیٹر تک پہنچ گئی ہے - ۳ ہزار مرا بھینسیں اور مخلوط النسل گائیں تقسیم کی جا چکی ہیں ہندو پور میں ۱۰ لاکھ روپیوں کی لاگت سے ملک چلنگ کا ایک چھوٹا پلانٹ قائم کیا جانے والا ہے -

ریشم کے کیڑوں کی افزائش

اس ضلع میں ریشم کے کیڑوں کی افزائش کے لئے ۶۵،۹۰ لاکھ روپیوں سے ایک زبردست پروگرام تیار کیا جا چکا ہے جو مرکزی حکومت اور عالمی بینک کو بھیجا گیا ہے -

بندوبست اراضی

قحط سے متاثر ہونے والے علاقوں کی ترقی کے پروگرام جہاں بھی روبہ عمل لائے جارہے ہیں وہاں کے مواضعات کی زمینوں کے ریکارڈ نئے سرے سے تیار کروائے جائیں گے تاکہ قرض حاصل کرنے میں کسانوں کو سہولت ہو - اس مقصد کے لئے پروگرام میں ۹۳ لاکھ روپیے کی گنجائش رکھی گئی ہے - اس اسکیم کے تحت ایک اسپیشل ڈپٹی تحصیلدار اور دس یو - ڈی - ریونیو انسپکٹروں کو مامور کیا گیا ہے جنہوں نے پانچ تعلقوں میں کام کا آغاز کردیا ہے - ۸۰۷۶ کاروائیوں کی تحقیق کی جا چکی ہے - خصوصی عملے کی جانب سے قطعی احکامات صادر کیئے جانے والے ہیں -

اس طرح سے اننت پور ڈسٹرکٹ میں ابتدائی مشکلات پر قابو پانے کے لئے قحط سے متاثر ہونے والے علاقوں کے پروگرام کے تحت کام کا آغاز ہو چکا ہے -

* * * * * * *

صفحہ ۳۳ سے آگے

پہلے لوگوں نے آسمان کو ستاروں کے لحاظ سے مختلف شکلوں میں تقسیم کر رکھا ہے ، ان میں جو زیادہ روشن ستارے ہیں ان کے نام بھی ہیں شاعروں نے ان کو غزلوں میں استعمال کیا ہے ہماری شاعری میں زمین اور آسمان کی ساری چیزیں آ گئی ہیں مگرسمندر کا ذکر بہت کم ہے - کوئی شخص سمندر کے کنارے کھڑا ہو کر اسکی طوفانی موجوں کو ساحل سے ٹکراتا دیکھے تو بے اختیار سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہے - مگر ہمارے شاعر اس سے کچھ زیادہ متاثر نہیں ہوئے - شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ شمالی ہند کے شعراء سمندر سے بہت دور تھے -

* * * * * * *

PUBLISHED BY THE DIRECTOR OF INFORMATION & PUBLIC RELATIONS ANDHRA PRADESH, HYDERABAD
PRINTED BY THE DIRECTOR OF PRINTING, GOVT. OF ANDHRA PRADESH, AT GOVT. CENTRAL PRESS, HYDERABAD

Regd. No. H./HD-76

ہم ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کے خواہشمند ہیں جہاں
ہر طرف امن و سکون اور جذباتی ہم آہنگی کا ماحول پایا جائے ۔
اور ہر طرح کے تنازعات سے بچا جائے ۔ ہمارے نظریے کے مطابق
تمام ہنگاموں اور شورشوں کو امن و آشتی کے ذریعے، تمام تنازعات
کو مستقل مزاجی کے ذریعے اور تمام مصائب کو صبر و سکون
کے ذریعے ختم کیا جاسکتا ہے ۔ انسان کو تنگ نظری سے بالاتر
ہو کر بلند مقاصد کے لئے جیناچاہیئے ۔ یہی ہمارا مقصد حیات ہونا
چاہیئے ۔

— اندرا گاندھی

آندھرا پردیش

۵۰ پیسے

اکتوبر سنہ ۱۹۷۶ء

آندھرا پردیش بہ یک نظر

* آبادی	۴۳۵,۰۳ لاکھ
* اقوام درج فہرست کی آبادی	۵۷,۷۵ لاکھ
* رقبہ	۲,۷۶,۷۵۴ مربع کیلومیٹر
* اضلاع	۲۱
* تعلقہ جات	۱۹۵
* قصبات اور شہر	۲۲۳
* آباد گاؤں	۲۷,۲۲۱
* پنچائتیں	۱۵,۹۲۰
* پنچائت سمیتیاں	۳۲۴
* ارکان پارلیمنٹ	۵۹
* لیجسلیٹیو اسمبلی کے ارکان بشمول ایک نامزد کردہ رکن	۲۸۸
* لیجسلیٹیو کونسل کے ارکان	۹۰
* یونیورسٹیاں	۵
* پڑھے لکھے لوگ	۱,۰۶,۹۰ لاکھ

آندھرا پردیش

ترتیب

ایڈیٹر انچیف

شریمتی راجیم سنہا

★

اکتوبر سنہ ۱۹۷۶ع

آشوین – کارتک

شاکھا ۱۸۹۸

جلد نمبر ۱۹

شمارہ ۱۲

★

سرورق کا پہلا صفحہ

خوشحالی تک پہنچنے کا راستہ

سرورق کا چوتھا صفحہ

روشنی کے سمت رہنمائی

(فوٹو شری شیخ اسد اللہ احمد)

اس شمارے میں اہل قلم نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان سے لازمی طور پر حکومت کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

آندھرا پردیش (اردو) ماہنامہ
زر سالانہ چھ روپئے۔فی پرچہ ۵۰ پیسے
وی پی بھیجنے کا قاعدہ نہیں۔
چندہ منی آرڈر کے ذریعے روانہ کیا جائے۔

ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ
حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا۔

صدر جمہوریہ ہند شری فخرالدین علی احمد اور بیگم عابدہ احمد کی ۲۹ - اگست کو حیدرآباد میں آمد کے موقع پر شری آر۔ ڈی۔ بھنڈارے گورنر، شریمتی شکنتلا بائی بھنڈارے، شری جے۔ وینگل راؤ چیف منسٹر اور دوسری ممتاز شخصیتوں نے صدر جمہوریہ اور بیگم عابدہ احمد کا استقبال کیا۔

صدر جمہوریہ حیدر آباد میں

شریمتی لکشمی رگھورامیا خواتین کی کل ہند کانفرس کی صدر منتخب ہونے پر ۴ - سپٹمبر کو رویندرا بھارتی حیدر آباد میں منعقدہ تہنیتی جلسے کی ، شری فخرالدین علی احمد صدر جمہوریہ ہند نے صدارت کی -

سری فخرالدین علی احمد صدر جمہوریہ ہند نے یکم سپٹمبر کو ایڈمنسٹریٹیو اسٹاف کالج آف انڈیا حیدرآباد کی نیو لائبریری کمپیوٹر سنٹر کا افتتاح کیا - بیگم عابدہ احمد اور آر۔ ڈی۔ بھنڈارے گورنر آندھرا پردیش بھی تصویر میں دیکھے جا سکتے ہیں -

شری پی ۔ ین ۔ ھکسر نائب صدرنشین پلاننگ کمیشن نے ۲۵ ۔ اگسٹ کو جوبلی ھال حیدر آباد میں آندھرا پردیش کے پلاننگ اٹلس کی رسم اجراء ادا کی۔ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے تقریب کی صدارت کی ۔ تصویر میں شری بی ۔ پی ۔ آر وٹھل فینانس اینڈ پلاننگ سکریٹری بھی دیکھے جا سکتے ھیں

شری کے ۔ بی ۔ لال سکنڈ سکریٹری حکومت آندھرا پردیش ۲۱ ۔ اگسٹ کو جوبلی ھال میں منعقدہ ''افرادی قوت ،، پر سمینار میں اختتامی خطبہ دے رہے

بابائے قوم

شری پڑتلا رنگاریڈی وزیر فینانس و اطلاعات

"اور پھر گاندھی آئے ۔ وہ تازہ ہوا کے ایک طاقتور جھونکے کے مانند تھے جسکی بدولت ہم انگڑائی لیکر جاگ اٹھے اور اعتماد سے بھر پور اور گہری اور لمبی سانسیں لینے لگے ۔ وہ روشنی کی ایک ایسی شعاع کے مانند تھے جو تاریکیوں کو چھوتی ہوئی در آئی اور جس نے ہماری آنکھوں پر پڑے ہوئے پردے کو ہٹا دیا ۔ وہ ایک ایسے گرد باد کے مانند تھے جس نے ہر شئے کو الٹ کر رکھ دیا اور خصوصاً عوام کے دماغوں میں ایک بھونچال کی سی کیفیت پیدا کر دی ۔ گاندھی کسی عالم بالا سے نہیں اترے بلکہ وہ کروڑوں ہندوستانیوں میں سے ہی نمودار ہوئے ۔ وہ انہیں کی زبان بولتے تھے اور مسلسل انہیں کی جانب اور انکی عبرت ناک حالت کی جانب توجہ مبذول کراتے تھے۔" پنڈت نہرو نے اپنی کتاب " ڈسکوری آف انڈیا " میں ہندوستانی سیاست کی افق پر مہاتما کے ظہور کے واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے ۔

گاندھی جی نے اس وقت حق و صداقت کی مشعل روشن کی جبکہ زمین پر تاریکی کا دور دورہ اور آسمان پر وحشت ناک سماں چھایا ہوا تھا ۔ پھر زمین روشن ہو گئی اور آسمان پر اجالا پھیل گیا ۔ انہوں نے ناکارہ اور پست ہمت انسانوں میں ایک نئی روح پھونک کر سرفروشوں اور جانبازوں کی ایک فوج تیار کی انہوں نے منتشر اور پراگندہ دماغ انسانوں کو متحد کر کے ایک قوم کی صورت گری کی ۔ بابائے قوم نے نڈھال اور پژمردہ

انسانوں کو آہنی عزم اور خاک نشینوں کو محلوں کے مکینوں سے ٹکر لینے کی ہمت عطا کی۔ انہوں نے محبت اور صداقت کو آلات کارزار بنا کر ایک تاریخی جنگ لڑی۔ ہندوستان جواں ہمت سورماؤں کی سر زمین بن گیا۔ ہر شئے متحرک ہوگئی اور ہر طرف بہادری اور جوانمردی کے کارنامے انجام دئے جانے لگے۔ گاندھی جی اخلاقی قانون کی برتری پر ایقان رکھتے تھے۔ انہوں نے اس بات کی تعلیم دی کہ انسان کا عمل اسکے نظریات کے مطابق ہونا چاہئے۔ گاندھی جی کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور انکا چھوٹے سے چھوٹا عمل اس بات کا شاھد ہے کہ وہ جن نظریات کی تعلیم دیتے تھے انپر خود عمل کرنے کی حتی الامکان کوشش بھی کرتے تھے۔ ان کے اس عمل کو آج سب سے زیادہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔

گاندھی جی کا پیام عالمگیر نوعیت کا حامل تھا۔ موجودہ صدی کے دوران سیاسی میدان کے سربرآوردہ انقلابیوں جیسے لینن ہٹلر۔ اسٹالن۔ اور ماؤمیں تنہا گاندھی جی نے تخریب کے بغیر اصلاح کی توقعات کے امکانات پیش کئے۔ انہوں نے کبھی ناامیدیوں اور مایوسیوں کا استحصال نہیں کیا بلکہ انہوں نے یہ کوشش کی کہ ہر فرد میں خود داری کا احساس اور باطنی قوت پیدا ہو۔ انہوں نے بظاہر اور ثابت کردیا کہ جبر و تشدد سے نمٹنے کے لئے عدم تشدد کا طریقہ کتنا با اثر اورکارگرد ہوتا ہے۔

باپوجی نے جمہوریت میں نظم و ضبط کی ضرورت پر شدت کے ساتھ زور دیا ہے موجودہ ایمرجنسی کے زمانے میں اس ضرورت کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔ انہوں نے ایک موقع پر کہا تھا جمہوریت اس فرد کو فطرتاً حاصل ہو جاتی ہے جو بہ رضاؑ و رغبت تمام قوانین کی چاہے وہ انسانی ہوں یا خدائی اطاعت کرنا اپنی عادت بنا لیتا ہے۔ میں شخصی آزادی کی قدر کرتا ہوں مگر یہ نہ بھولنا چاہئے کہ انسان لازمی طور پر ایک سماجی ہستی ہے۔ وہ اپنے موجودہ درجے کو اپنی انفرادیت اور سماجی ارتقاؑ کے تقاضوں میں مطابقت پیدا کرکے پہنچا ہے۔ پورے معاشرے کی بھلائی کی خاطر سماجی پابندیوں پر رضامندی کے ساتھ عمل کرنے سے دونوں کا بھلا ہوتا ہے۔ فرد کا بھی اور معاشرے کا بھی جس کا کہ وہ رکن ہے۔

گاندھی جی کو محض ایک ایسا سپاھی تصور نہیں کیا جا سکتا جس نے ہندوستان کی آزادی کیلئے بیرونی حکومت سے جنگ لڑی۔ انہوں نے ہندوستانی سماج کی تعمیر نو کیلئے ایک جامع اور مکمل سماجی و اقتصادی پروگرام ہمارے سامنے رکھا جس کی بدولت ترقیاتی سرگرمیوں اور سماجی انصاف کے فوائد چھوٹے بڑے کو پہنچتے ہیں۔ گرام سوراج کا انکا تصور کوئی خیالی یا ناقابل عمل بات نہیں تھی۔ انہوں نے دیہاتیوں کی ضروریات کا اندازہ خود دیہاتیوں کے نقطہ نظر سے لگایا۔ وہ اس ماہر منصوبہ ساز کے مانند نہیں تھے جو شہر میں بیٹھ کر گاؤں کے لئے منصوبہ تیار کرتا ہے۔ گاندھی جی کا مقصد اور مطمح نظر یہ کہ ہر دیہات خود مکتفی ہوجائے اور ہر دیہاتی معاشرے میں اپنا ایک با عزت مقام بنالے۔

وہ آدمی کو مشین کا غلام بنادینے کے مخالف تھے۔ ان کے نزدیک محنت و مشقت کو ایک پر وقار اور اہم مقام حاصل تھا۔ چاہے جنوبی افریقہ کا ٹالسٹائے فارم یا فونکس سٹلمنٹ یا سابرمتی آشرم گاندھی جی نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا کہ ہر شخص اپنا کام خود ہاتھ سے کرنا چاہئے اور کسی طرح کی مشینی امداد کے بغیر اپنی ضروریات کی تکمیل کرنی چاہئے۔ آج کی مشینی دنیا میں ہمیں یہ خیال عجیب و غریب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن مغرب کے معاشرے پر ایک نظر ڈالنے سے ہم کو ماننا پڑتا ہے کہ وہ دور شروع ہوچکا جس میں کہ انسان مشینوں کے بغیر بے بس ہو جائیگا۔ ایک خانہ دار خاتون کے کام کو کم کرنے کیلئے اتنی مشینی اشیاؑ ایجاد ہو چکی ہیں کہ اسکی سمجھ میں نہیں آتا کہ بچے ہوئے وقت کو کس طرح کاٹا جائے۔ مغربی ممالک میں روز بروز طلاق کے واقعات میں جو اضافہ ہورہا ہے اسکی ایک وجہ بیکار وقت کی بہتات اور نتیجتاً تن آسانی بھی ہو سکتی ہے۔ کچھ بھی ہو ہماری دیہاتی زندگی میں ایک حد سے زیادہ مشینوں کا دخل موزوں نہیں معلوم ہوتا۔ ہمارے دیہاتی باشندوں کے ذہنوں سے محنت و مشقت کی قدر و قیمت فراموش ہونی نہیں چاہیئے۔ اسکول جانے والا ہر لڑکا جانتا ہے کہ حد سے زیادہ عیش و نشاط رومنوں کے زوال کا سبب بنا۔

گاندھی جی کے تصور '' گرام سوراج ،، میں دیہی صنعتوں اور صناعوں کی ترقی کو اہم مقام حاصل تھا۔ ہمارا ملک اپنی دستی صنعتوں کی فنکارانہ خوبی کے لئے پوری دنیا میں شہرت رکھتا تھا۔ ہماری دستی صنعتیں کچھ تو غیر ملکی حکومت کے حاسدانہ رویے کے باعث اور کچھ خود ہماری شہری باشندوں کی مشینی اشیاؑ کی جانب مجنونانہ رغبت کے باعث زوال پذیر ہوگئیں۔

باباۓ قوم نے جو سودیشی تحریک شروع کی تھی اس کا مقصد ملک کی دم توڑتی ہوئی صنعتوں کو از سر نو زندگی بخشنا تھا۔ آپ اپنے پیروں پر کھڑے ہونیکا جو عزم ہندوستانیوں میں پیدا ہوگیا تھا کھادی اس عزم کا مظہر بن گئی۔

نیک سیرت انسانوں کا یہ شیوہ ہوتا ہیکہ وہ جس امر کی نصیحت کرتے ہیں اس پر خود بھی عمل کرتے ہیں۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ گاندھی جی نے اپنی تعلیمات پر خود عمل نہیں کیا ۔ وہ گاندھی جی کی ہی شخصیت تھی جس نے سیاست میں اخلاقی اقدار کو متعارف کرایا ۔ انہوں نے ہماری جدوجہد آزادی کو حق و انصاف کی جنگ کی شکل دیکر اس کی توقیر بڑھادی ۔ جیسا کہ ابراھم لنکن نے کسی دوسرے سلسلے میں کیا تھا گاندھی جی نے بھی کسی کے خلاف نفرت و عناد کے بغیر صداقت و دیانت کی جنگ لڑی ۔

یہ واقعی ایک لایق شکر امر ہیکہ شریمتی اندرا گاندھی جو ایک قابل باپ کی قابل بیٹی ہیں ۔ گاندھی جی کے خوابوں کو حقیقت کا روپ دے رہی ہیں ۔ اب بار بار گاندھی جی کے نظریات و تصورات کا محض زبانی تذکرہ کرنے کا وقت گزر چکا ہے ۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہندوستان کا ہر فرزند اور دختر با بائے قوم کے چھوڑے ہوئے نقوش قدم پرگامزن ہو جائے ۔ ہم گاندھی جی کی زندگی اور شخصیت کی سرہنا اور ستائش سے نہیں بلکہ انکے اعلی و ارفع تصورات کو عملی جامہ پہنا کر ہی جدید ہندوستان کی تعمیر کرسکتے ہیں ۔

* * * *

شری آر ۔ ڈی ۔ بھنڈارے گورنر آندھرا پردیش نے ۱۲۔ اگسٹ کو جوبلی ہال حیدر آباد میں ڈاکٹر پی ۔ جگن موہن ریڈی وائس چانسلر عثمانیہ یونیورسٹی کو یونٹی ایوارڈ پیش کیا ۔ یہ ایوارڈ '' ہندو مسلم یونٹی فرنٹ حیدر آباد کی جانب سے دیا گیا ۔

چھوٹا کنبہ ہمیشہ خوش حال کنبہ ہوتا ہے

آج آبادی میں دھماکہ خیز اضافہ ہندوستان کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ ہے ہمارے ملک میں ۱۹۲۱ء تک اموات اور ولادت کی شرحیں تقریباً برابر تھیں - یعنی ۴۷ - ۴۸ فی ہزار کے قریب قریب جسکے نتیجہ میں آبادی کے اضافہ میں رفتار سست تھی لیکن ۱۹۲۱ء کے بعد سے اموات اور ولادت کی شرحوں میں فرق بڑھتا ھی جارہا ہے- طبی خدمات میں بہتری اور امراض و اموات پر زیادہ قابو حاصل ہوجانے کی بدولت آزادی کے بعد زندگی کے امکانات میں اضافہ اور اموات میں زبردست کمی ہوئی اور اس طرح شرح اموات اور شرح ولادت میں واقع فرق وسیع تر ہو گیا۔

۱۹۲۱ء اور ۱۹۵۱ء کی درمیانی برسوں میں ہندوستان کی آبادی ۲۵۱ ملین سے بڑھکر ۳۶۱ ملین ہوگئی اور بعد کے دھے میں اس میں مزید ۸۰ ملین کا اضافہ ہوا - ۱۹۷۱ء میں ہندوستان کی آبادی ۵۴۸ ملین ہوگئی یعنی ہر دس برس میں ۲۰ فیصد کے حساب سے آبادی میں اضافہ ہوا - اضافہ آبادی کی رفتار کو اگر روکا نہ گیا تو اس بات کے پورے امکانات ہیں کہ اس صدی کے ختم تک ہمارے ملک کی آبادی ۱۰۰۰ ملین کی سطح تک پہنچ جائیگی جو انتہائی خطرناک اور پریشان کن قسم کی بات ہوگی -

حصول آزادی سے قبل اس مسئلہ کی جانب توجہ نہیں دی گئی حالانکہ آبادی میں لائق توجہ اضافہ ہوچکا تھا - پھر بھی قومی قیادت اس مسئلہ کی سنگینی سے لاعلم نہیں تھی - چنانچہ ۱۹۳۰ء میں ھی انڈین نیشنل کانگریس کی قومی منصوبہ بندی کمیٹی نے جواھرلال کی صدر نشینی میں سفارش کی تھی کہ خاندانی خوشحالی اور اقتصادی فروغ کے مفاد میں ''خاندانی منصوبہ بندی ،، اور بچوں کی تعداد کو محدود کرنا ضروری ہے اور مملکت کو چاھیئے کہ وہ ایسی حکمت عملی اختیار کرے جس سے ان امور کی ہمت افزائی ہو۔،

آزادی کے بعد

آزادی حاصل کرنے کے بعد ہم نے بڑھتی ہوئی آبادی کے مسئلہ سے نمٹنے میں کوئی وقت ضائع نہیں کیا - ہمارے منصوبہ سازوں نے بہت جلد یہ محسوس کرلیا کہ بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنے کے لئے کچھ نہ کچھ اشد ضروری بنیادوں پر کیا جانا چاھیئے اس لئے اس کے باعث اقتصادی فروغ کے سلسلہ میں جو کچھ کیا جارہا ہے اسکے خاطر خواہ فوائد حاصل نہیں ہورہے ھیں - اگر ترقیاتی سرگرمیوں کے ثمرات سے عوام کو معقول طور پر بہرہ یاب کرنا ہے تو شرح ولادت کو بڑھنے سے روکنا اور اسکو قابو میں رکھنا ضروری ہے -

پہلے پانچسالہ منصوبے سے ھی ایک پرزور خاندانی منصوبہ بندی پروگرام شروع کیا گیا - اس پروگرام کا مقصد یہ تھا کہ شادی شدہ جوڑوں میں جہاں تک ممکن ہو سکے چھوٹے کنبے کے تصور کو مقبول بنایا جائے - اس کے ساتھ ھی ساتھ ملک بھر میں معاون ضبط تولید اشیا اور خدمت کی فراہمی کے لئے ایک نظم قائم کیا گیا - بعد کے منصوبوں میں خاندانی منصوبہ بندی پروگرام پر بڑھ چڑھکر توجہ دی گئی - اور اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے زیادہ تعداد میں وسائل کو مجتمع کیا گیا - چنانچہ پہلے منصوبہ میں خاندانی منصوبہ بندی کے واسطے فراہم کردہ ۱٫۴۵ ملین روپیوں کی معمولی رقم ایک دم بڑھ کر تیسرے منصوبہ میں ۲۵۰ ملین روپئے اور چوتھے منصوبہ میں ۲۸۰۰ ملین روپئے ہو گئی - اس پروگرام کی ماھیت اور اھمیت پر پانچویں منصوبہ میں اور زیادہ زور دیا گیا ہے اور اس کے لئے ۵۰۰۰ ملین روپیوں سے زاید رقمی گنجائش فراہم کی گئی ہے -

ہمارے "ملک" میں خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی عمل آوری وسیع تر حفظ صحت کے پروگراموں کے ایک جز کے طور پر ہو رہی ہے - ہندوستان میں اس وقت ۳۸۰۰۰ سے زائد طبی- نیم طبی اور دوسری اقسام کے افراد پر مشتمل عملہ خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کے تحت سرگرم عمل ہے- دیہی علاقوں میں خاندانی منصوبہ بندی اور بہبود کے ۵۱۳۲ مراکز اور ۳۳۳۷۰ ذیلی مراکز ھیں - ضلع فیملی پلاننگ بیورکس سے ۲۲۸ متحرک یونٹ ملحق ھیں جو نس بندی آئی یو ڈی کی سہولتیں فراہم کرتی ھیں - اسکے علاوہ شہری علاقوں میں ۱۹۷۵ خاندانی بہبود و منصوبہ بندی مراکز ھیں - خاندانی

منصوبہ بندی [illegible] فراہم کرنے کےلئے ضلع مستقر دواخانوں کی اکثریت میں [illegible]دریسی اداروں میں پوسٹ پارٹم سنٹرس قائم ھیں ۔

خاندانی منصوبہ بندی کی خدمات ملک بھر میں بلا معاوضہ فراہم کی جاتی ھیں ۔ وہ طریقے جن پر وسیع طور پر عمل کیا جاتا ھے یہ ھیں ۔ نس بندی ۔ آئی یو ڈی اور مانع حمل کے روایتی طریقے اور خوردنی گولیاں ۔ خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے آغاز سے ۱۹۷۵ء کے ختم تک تقریباً ۱۲٫۶ ملین مردانہ اور ۶٫۳ ملین زنانی مانع تولید آپریشن کئے گئے اور ۵٫۷ ملین آئی یو ڈی داخل کرنے کے عمل کئے گئے ۔ دنیا بھر میں کئے جانے والے مانع تولید عملیات کی تعداد کا ۹۰ فیصد حصہ ہندوستان میں انجام دیا گیا ۔ مزید برآں اندازہ ھے کہ ۲٫۵ ملین اشخاص روائتی مانع تولید اشیا خصوصاً " نرودھ " کا استعمال کررھے ھیں ۔ خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے تحت اختیار کئے جانے والے مختلف طریقوں کے مجموعی اثرات کے نتیجہ میں ۱۷٫۱ ملین جوڑوں کو حمل ٹھہرنے کے امکانات سے محفوظ کیا گیا ھے ۔

وندھیا کے جنوب میں واقع آندھرا پردیش بھی خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی عمل آوری میں کسی سے پیچھے نہیں ھے حقیقت تو یہ ھے کہ ماضی میں آندھرا پردیش نے خاندانی منصوبہ بندی کے تحت مقررہ نشانوں کی معقول طورپر تکمیل کےلئے پانچ سالہ قومی ایوارڈ حاصل کیا ۔ اس سلسلے میں ھماری ریاست کو ۶۹-۱۹۶۸ء ۷۱-۱۹۷۰ء اور ۷۳-۱۹۷۲ء میں ہندوستانی ریاستوں میں دوسرا اور ۷۰-۱۹۶۹ء اور ۷۳-۱۹۷۲ء میں تیسرا مقام حاصل رہا ۔

عورتوں کے لئے مانع حمل آپریشنوں کے سلسلے میں بڑے کیمپوں کے قیام کا ذریعہ قائم کرنے میں آندھرا پردیش کو اولیت حاصل ھے اور واقعہ تو یہ ھے کہ ۱۹۶۷ء میں گناورم کے مقام پر قائم کردہ کیمپ عالم گیر توجہ کا حامل بن گیا بعد ازاں ملک کی تمام دوسری ریاستوں نے بھی اس طرح کے کیمپوں کے قیام کو پروگرام کی عمل آوری کا ذریعہ بنایا ۔ یہاں یہ بھی واضح کیا جاسکتا ھے کہ پہلی مرتبہ نرودھ کا پندرھواڑہ ۷۰-۱۹۶۹ء کے دوران میں آندھرا پردیش میں منایا گیا جسکی بدولت نرودھ کو قابل قدر مقبولیت حاصل ھوئی ۔

آندھرا پردیش میں ۷۲-۱۹۷۱ء کے دوران میں مردوں کی نس بندی کے لئے چار اضلاع میں بڑے کیمپوں کا قیام عمل میں لایا گیا ۔ حکومت ہند نے ان کیمپوں کو دوسری ریاستوں میں قائم ھونے والے کیمپوں کے مقابلہ میں زیادہ متاثر کن تسلیم کیا ۔ بعد میں ۷۳-۱۹۷۲ء کے دوران میں آندھرا پردیش کے تقریباً پورے اضلاع میں کیمپوں کا قیام عمل میں لایا گیا جنکے ذریعہ ایک لاکھ سے زائد مردانہ نس بندی آپریشن انجام دئے گئے ۔

۷۷-۱۹۷۶ء کے پہلے چار مہینوں کے دوران میں یعنی جولائی کے اختتام تک تقریباً ۶۰ هزار مانع تولید عمل کئے گئے لیکن یہ تعداد کچھ متاثر کن نہیں اس لئے کہ موسمی حالات کے لحاظ سے خاندانی منصوبہ بندی کے لئے یہ زمانہ کچھ زیادہ موافق نہیں ھوتا ھے ۔ توقع ھے کہ آئندہ آٹھ مہینوں میں مقررہ نشانوں کو پورا کرلیا جائے گا ۔

یہ ایک مسلمہ بات ھے کہ مالی امداد کی ترغیب خصوصیت کے ساتھ غریب طبقات میں نس بندی کو کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ھے ۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ دو یا اس سے کم بچے رکھنے والے جوڑوں کو نس بندی کرانے پر دیا جانیوالے ترغیبی انعام بڑھا کر ۱۵۰ روپیے اور تین بچے والوں کو ۱۰۰ روپیے اور چار یا زیادہ بچے والوں کو ۷۰ روپیے کردیا جائے اس فیصلہ پر یکم مئی ۱۹۷۶ء سے عمل کیا جارہا ھے ۔

یہاں پر اس امر کا بھی اضافہ کیا جاسکتا ھے کہ حال ھی میں حکومت آندھرا پردیش نے سرکاری ملازمین میں چھوٹے کنبے کے تخیل کو پسندیدہ اور مقبول بنانیکی خاطر متعدد ترغیبات اور تحدیدات کا اعلان کیا ھے ۔ اگر ھم اس قول کی صداقت کو کہ " چھوٹا کنبہ خوشحال کنبہ ھوتا ھے " منوانے میں کامیاب ھوگئے تو گویا ھم نے ملک میں موجود اس ھمالیائی مسئلے کو حل کرنے میں نصف کامیابی حاصل کرلی ۔

* * * * *

انہوں نے ایوارڈ حاصل کیا

کماری جے ۔ سوسانہ

کماری جے ۔ اوشارانی

شری ٹی ۔ گوپی ناتھ

آندھرا پردیش کے طلباء نے آل انڈیا ایوارڈر حاصل کئے

ملک کے ۱۱۹ طلباء میں سے آندھرا پردیش کے ۳ طلباء نے نیشنل ریسرچ ڈیولپمنٹ کارپوریشن آف انڈیا کی جانب سے سال ۱۹۷۰ کے لئے دئے جانے والے آل انڈیا ایوارڈز حاصل کئے۔ یہ ایوارڈز کل ھند اساس پر اور ساتھ ھی ساتھ ھر ریاست کے لئے و نیز اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم پانے والے طلباء کے لئے منعقد کئے جانے والے ایجادی صلاحیت کے مقابلے اور نئی ایجادات سے متعلق مضامین کے مقابلے کے لئے علحدہ علحدہ دئے جاتے ھیں ۔ آندھرا پردیش سے ایوارڈز حاصل کرنے والے طلباء یہ ھیں ۔

کماری جیٹی سوسانہ نیلور ڈسٹرکٹ نے ایجادات کی صلاحیت کے مقابلے میں ۱,۰۰۰ روپئے کا پہلا انعام اور ایجادات سے متعلق مضامین کے مقابلے میں بھی ۴۰۰ روپئے کا پہلا انعام حاصل کیا۔

کماری اوشارانی۔ یہ بھی نیلور ڈسٹرکٹ سے تعلق رکھتی ھیں اور نئی ایجادات کے صلاحیت کے مقابلے میں حاصل ھونے والے ۱,۰۰۰ روپئے کے پہلے انعام میں کماری جیٹی سوسانہ کے ساتھ شریک ھیں ۔

شری آئی ۔ گوپی ناتھ بی ۔ ای سال سوم، ایس ۔ وی ۔ یونیورسٹی کالج آف ایوننگ تروپتی نے نئی ایجادات سے متعلق مضامین کے مقابلے میں ۵۰۰ روپئے کا دوسرا انعام حاصل کیا ۔

جاوید مرزا

ھندوستان کے آئین میں ترمیم

آج کل ملک کے دستور میں ترمیم کرنے کے سوال کا بہت چرچا ھے ۔ کچھ عرصہ ھوا کانگریس پارٹی کی طرف سے سردار سورن سنگھ کی سرکردگی میں ایک کمیٹی بنائی گئی تھی تاکہ اس سوال پر تفصیل سے غور کیا جائے ۔ سورن سنگھ کمیٹی کی تجاویز کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی منظور کرچکی ھے اور خیال ھے کہ وزیر قانون مسٹر گوکھلے پارلیمنٹ کے مانسون اجلاس میں ایک بل پیش کریں گے جسمیں وہ سب تجاویز آجائیں گی جن کی سفارش اس کمیٹی نے کی تھی ۔

کچھ لوگوں کا کہنا ھے کہ آئین میں اسطرح سے ترمیم نہیں ھونی چاھیئے جسکی سفارش کی گئی ھے اس سلسلے میں ایک اھم بات یہ ھے کہ ھندوستان کے دستور میں ترمیم کی ضرورت سے کسی کو انکار نہیں ھو سکتا ۔ ۲۶ - ۲۷ سال پہلے جب ھمارا آئین بنا یا گیا تھا اس وقت سے اب تک حالات میں بہت بڑی تبدیلی آچکی ھے اب ھمارے سامنے نئے مسئلے ھیں اور کچھ قانونی دشواریاں دور کرنے کے لئے ضروری ھے کہ ھم اپنے آئین کو بھی کسی حد تک بدلیں ۔

سورن سنگھ کمیٹی کی سفارشات پر نکتہ چینی کرنے والوں کا ایک اعتراض یہ ھے کہ آئین کی تمہید میں ھندوستان کے لئے سوشلسٹ اور سیکولر جمہوریہ کے الفاظ کا اضافہ کیوں کیا جارھا ھے یہ بھی کہا جا رھا ھے کہ تمہید تو آئین کا حصہ ھی نہیں ھے اور اسمیں ترمیم نہیں ھوسکتی ۔ یہ اعتراض بالکل غلط ھے اور اگر ھم پچھلے ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں تو ھمیں معلوم ھوگا کہ آئین ساز اسمبلی کے صدر ، سورگیہ ڈاکٹر راجندرپرشاد نے بھی دستور کی منظوری کے وقت یہ بات صاف کردی تھی کہ یہ تمہید آئین ھی کا حصہ ھے اسلئے اگر آئین کی دفعات میں ترمیم ھوسکتی ھے تو اس میں بھی ھوسکتی ھے ۔ جہاں تک سوشلسٹ جمہوریہ کے الفاظ کو شامل کرنے کا تعلق ھے یہ بھی ھمارے قومی مقاصد میں شامل ھے ۔ ھم نے ملک کی معیشت کے لئے سوشلزم کو اپنی منزل قرار دیا ھے اور اگر آئین میں بھی اسکا ذکر ھے تو اسپر اعتراض نہ ھونا چاھیئے ۔ اس میں تو شک نہیں کہ لفظ سوشلزم کو آجکل بہت سے معنوں میں استعمال کیا جاتا ھے مگر وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے یہ بات بہت پہلے ھی واضح کردی ھے کہ ھمارے لئے سوشلزم کا مطلب یہ ھے کہ ملک کی ترقی میں ھر طبقے کو حصہ ملے ۔ چاھے وہ کتنا ھی پسماندہ کیوں نہ ھو ۔ اسلئے یہ سمجھنا غلط ھے کہ اگر ھم ھندوستان کو سوشلسٹ جمہوریہ کہنے لگیں گے تو ھمارا نظام حکومت بدل جائے گا ۔

ایک اور اعتراض یہ ھے کہ بنیادی حقوق میں ترمیم کرنے کا پارلیمنٹ کو اختیار نہیں ھونا چاھئے ۔ اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ھے کہ بنیادی حقوق کا نظریہ ھر دور میں مختلف رھا ھے ۔ جس وقت ھمارا آئین بنا اس وقت ھمارے سامنے سماجی انصاف قائم کرنے کے موجودہ مسئلے نہیں تھے پھر جب ھم کچھ اصلاحات کو عملی جامہ پہنانے لگے تو ھمیں معلوم ھوا کہ آئین کی کئی دفعات جن کا تعلق بنیادی حقوق سے بھی ھے ھماری راہ میں حائل ھوتی ھیں ۔ اسی لئے دستور کے ان حصوں میں ترمیم کرنے کی ضرورت محسوس ھوئی ۔ کوئی بھی دستور آسمانی صحیفہ نہیں ھوتا اور اگر ھماری ترقی و خوشحالی کی راہ میں کوئی قانون حائل ھوتا ھے تو اس میں ترمیم کرنا عوام کے نمائندوں کا فرض ھے ۔

ان سب باتوں کے علاوہ سورن سنگھ کمیٹی نے یہ بھی تجویز کیا ھے کہ آئین میں حقوق کے ساتھ ساتھ لوگوں کے فرائض کا بھی ذکر کیا جائے یہ کوئی نئی بات نہیں ۔ دنیا کے کئی جمہوری ملکوں کے آئین میں فرائض کا ذکر کیا گیا ھے ۔ آج تک ھم صرف اپنے حقوق کے بارے میں سوچتے آئے ھیں ۔ اس بات کو بہت کم لوگوں نے سمجھا کہ ھمارے کچھ فرائض بھی ھیں ملک میں ڈسپلن کی کمی کا ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ ھندوستان کے لوگ اپنے فرائض کو بھول گئے ۔ اس آئین میں اگر اسکا ذکر ھوگا تو لوگوں پر ایک نفسیاتی اثر پڑیگا ۔ اس لئے یہ ایک اچھی تجویز ھے اور ھر باشعور شہری کو اسکا خیر مقدم کرنا چاھئے ۔

* * * * *

ریلوں کے محکمے میں کنبہ بندی

ریلوں کا محکمہ ۱۶-جولائی ۱۹۷۶ع سے خاندانی منصوبہ بندی کا خصوصی پندرھواڑہ منا رہا ہے تا کہ صحت ، خاندانی منصوبہ بندی اور زچہ اور بچہ کی صحت جیسے امور پر زیادہ توجہ دی جا سکے یہ وہ امور ہیں جو سماجی اور اقتصادی ترقی اور عوام کی خوشحالی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں ۔

بھارت میں ریلوے کا نظام قومی معیشت میں شہ رگ کی طرح ہے ۔ یہ ملک میں پبلک سکٹر کا عظیم ترین ادارہ ہے ۔ اس محکمے میں باقاعدہ ملازمین کی تعداد ۱۴ لاکھ ۳۴ ہزار ہے ۔ جبکہ ان کے کنبہ والوں کے ارکان کی تعداد ۷۰ لاکھ ہے۔ یہ ارکان ملک کے طول و عرض میں بستے ہیں ۔ ریلوے عملے کی بہبود کی خاطر ۱۹۶۵ع میں ریلوے کے محکمے میں خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کو بڑے پیمانے پر شروع کیا گیا ۔

ریلوے عملے کے چار لاکھ بیس ہزار ارکان نے خاندانی منصوبہ بندی کا کوئی نہ کوئی طریقہ اپنا لیا ہے جبکہ خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں کو اپنانے کے مجاز جوڑوں کی تعداد ۱۱ لاکھ ۸۰ ہزار ہے جب کسی شادی شدہ جوڑے کے یہاں دوسرا بچہ دو سال کا ہوتا ہے تو اسے خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں کو اپنانے کی ترغیب دی جاتی ہے اور نس بندی آپریشن کا مشورہ دیا جاتا ہے ۔ ریلوے ملازمین کو یہ بھی مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ پہلے اور دوسرے بچےکی پیدائش کے درمیان تین سال کا وقفہ دیں اور اس عرصے میں خاندانی منصوبہ بندی کے روایتی طریقوں کا استعمال کریں ۔ نئے شادی شدہ جوڑے کو مشورہ دیا جاتا ہیکہ وہ پہلا بچہ تین سال بعد ہونے دیں ۔ غیر شادی شدہ ارکان کو ازدواجی زندگی کے بارے میں معلومات بہم پہونچائی جاتی ہیں۔

ابتداً میں خاندانی منصوبہ بندی کیلئے ترغیب دینے کے سلسلے میں اجتماعی انداز نظر اپنایا گیا ۔ اسکے بعد گروھی انداز اپنانے پر زور دیا گیا ۔

ریلوں کے محکمے نے خاندانی منصوبہ بندی کو مقبول عام بنانے کے لئے ۶۲ مراکز، ۹۴ ذیلی مراکز ، ۶۷ اسقاط حمل کے مراکز گولیوں کے استعمال کو مقبول بنانے والے ۱۱۹ مراکز اور نرودھ کی فروخت کرنے والے ۲۳۹۰ مراکز قائم کئے ہیں۔

خاندانی منصوبہ بندی پروگرام میں زچہ اور بچہ کی صحت کو خاص اہمیت دی گئی ہے تاکہ نو زائدہ بچوں کو ٹیٹانس خناق (ڈفتھیریا) پولیو اور چیچک سے بچایا جاسکے اور ان کے جسم کو فولک ایسڈنیز آئیرن بخشنے والی دوائیں مہیا کی جا سکیں ۔

مارچ ۱۹۷۶ع سے ریلوں کے محکمے میں ۲ لاکھ ۳ ہزار افراد نے نس بندی آپریشن کرائے ہیں اور ۶۲ ہزار خواتین نے لوپ لگوائے ہیں ۔ تقریباً ۲ لاکھ ۷ ہزار ارکان روائتی مانع حمل طریقوں کو باقاعدگی سے اپنائے ہوئے ہیں ۔

خاندانی منصوبہ بندی کے پروگراموں کو مقبول عام بنانے کے لئے ریلوں کا محکمہ سپروائزروں ، (نگران) عملے ، رضاکاروں اور رہنماوں کے لئے تجدیدی نصابات کا اہتمام کررہا ہے ۔ زونل ٹرینگ اسکول خاندانی منصوبہ بندی کے باقاعدہ نصابات کا اہتمام کرتے ہیں ۔

یہ مطالعہ خالی از دلچسپی نہیں ہیکہ مارچ ۱۹۷۶ع سے اب تک ریلوں کے محکمے میں خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں کی مدد سے ۳۰۶۸۰۷ پیدائشوں کو روکا جا سکا ہے ۔

53-6

ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد خاندانی منصوبہ بندی کے پروگراموں نے ریلوے میں اچھی ترقی کی ہے ۔ اس عرصے میں زونل اور ڈویژنل افسروں کو اس پروگرام میں شریک کیا گیا اور مقامی مہیلا سمیتیوں کا تعاون حاصل کیا گیا ۔ اسکے علاوہ ٹریڈ یونینوں اور رضاکارانہ تنظیموں سے بھی مدد لی گئی۔ ایمرجنسی کے اعلان کے بعد نس بندی آپریشن کا جس قدر نشانہ مقرر کیا گیا اس میں سو فی صد کامیابی حاصل کی گئی۔

۷۶-۱۹۷۵ع میں ۱۳۲۰۰ نس بندی آپریشنوں. ۳۳۰ لوپ پہنانے اور ایک لاکھ ۸۰ ہزار افراد کے لئے مانع حمل روائتی طریقوں کے اپنانے کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا ۔ جبکہ اس عرصے میں ۲۷۳۰۷ نس بندی آپریشن کرائے گئے ۳۵۹۳ خواتین نے لوپ کا استعمال کیا اور ۲۰۷۷۷۹ افراد نے روائتی طریقوں کو اپنایا ۔ اس طرح یہ کارگذاری مقررہ نشانے کے ۱۲۲ فی صد کے بقدر ہوگئی ۔

۱۶- جولائی سے ۳۱ - جولائی ۱۹۷۶ع تک ریلوں کا محکمہ خاندانی منصوبہ بندی کا خصوصی پندرھواڑہ منا رہا ہے ۔ اس عرصے میں خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں کو بھارت کے دور دراز علاقوں تک پہونچانے کی کوشش کی جائے گی ۔ اس سلسلے میں سامعی و بصری ذرائع و توسط سے مثلاً یہ کہ ٹیپ ریکارڈر چارٹس فلم وغیرہ سے مدد لی جائے گی ۔ اسکے علاوہ خاندانی منصوبہ بندی کی سہولتوں کو بہتر بنانے پر زور دیا جائے گا ۔

* * * * *

اب سبحان ایک سیکل شاپ کا مالک ہے

شیخ سبحان موضع پلی پالم تعلقہ کاکی ناڈا ضلع مشرق گوداوری کا رہنے والا ہے اور اسکا تعلق پسماندہ طبقے سے ہے۔ شدید غربت کے باعث وہ چوتھی جماعت کے بعد سے تعلیم ترک کرنے پر مجبور ہوگیا اور جس طرح بھی ہو سکے چھوٹے پیمانے پر اپنے خاندان کی آمدنی میں اضافہ کے لئے وہ اپنے باپ کا ھاتھ بٹانے لگا ۔ اس نے سرکاری نوکری حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا ۔ آخرکار اپنے وطن ھی میں اس نے ایک سیکل کی دوکان پر هیلپر کی حیثیت سے نوکری شروع کی ۔ اسکی کمائی بہت قلیل تھی ۔ جو اس کے اپنے لئے بھی ناکافی تھی۔

بہتر زندگی گزار نے کی خاطر وہ اپنے گاؤں سے نکل کر راجمندراپورم میں آباد ہوگیا جہاں اس نے ۲۰ سال کی عمر میں شادی کی اور اپنے طور پر سیکلیں درست کرنے کا کام شروع کیا ۔ اس کی آمدنی ۳ روپئے روزانہ سے زیادہ نہیں بڑھ سکی۔ اگرچیکہ اسکی آمدنی میں اضافہ نہیں ہوا لیکن اس کے گھر میں تین افراد کا اضافہ ہوگیا ۔ اسطرح اسکے لئے زندگی گزارنا دشوار ہوگیا۔ بہتر سواقعوں کی تلاش میں وہ یہاں سے بھی نقل مقام کرنے پر غور کرنے لگا ۔

ایک دن اس نے آل انڈیا ریڈیو پر ایک خاکہ نشر ہوتے ہوئے سنا جس سے اسکو اس بات کا علم ہوا کہ اسکی طرح کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد کو بہتر کاروبار کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے ۔ سبحان کلکٹر ضلع مشرق گوداوری کے ھاں امداد حاصل کرنے کے لئے پہنچ گیا ۔ کلکٹر نے بیک ورڈ کلاسس فینانس کارپوریشن سے سبحان کے لئے ۳ هزار روپیے بطور قرض دلوائے ۔

۶ - اپریل ۱۹۷۶ کو اس رقم سے سبحان نے ۸ سیکلیں خریدیں اور راجمندراپورم کے صدر بازار پر سیکل ٹیکسی کے کاروبار شروع کئے ۔

اب سبحان کو روزانہ ۱۰ روپئے کی آمدنی ہو رہی ہے وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ قرض کی ادائی کے لئے اٹھا رکھتا ہے۔ ۲۰ نکاتی معاشی پروگرام کا یہ احسان ہے کہ سبحان اور اس کا خاندان آج بہت خوشحال ہیں ۔

شری جے ۔ وینگل راؤ چیف منسٹر ۵ ۔ اگسٹ کو شری وی ۔ پرونوتم ریڈی وزیر آبکاری سے ڈاکٹر امبیڈکر کالج حیدرآباد کی امداد کے لئے چیک حاصل کررہے ہیں تصویر میں ڈاکٹر پی ۔ جگن موہن ریڈی وائیس چانسلر عثمانیہ یونیورسٹی ، شری پی ۔ سباراؤ وزیر امداد باہمی شری پی ۔ رنگاریڈی وزیر فینانس و اطلاعات اور شری پی ۔ نرساریڈی وزیر مال بھی دیکھے جاسکتے ہیں ۔
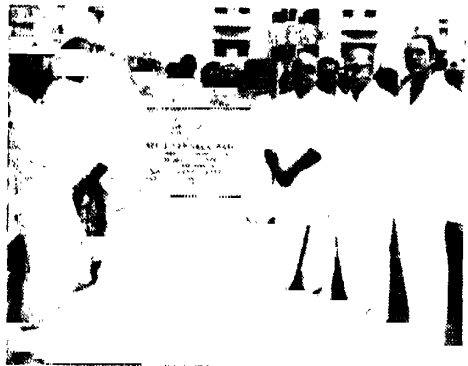
خبریں تصویروں میں

بائیں جانب درمیان میں :—حال ہی میں چیف منسٹر نے مکرم جاہی روڈ حیدرآباد پر ہاؤزنگ اور کمرشیل کامپلکس کا افتتاح کیا ۔ شری پی ۔ رنگاریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے صدارت کی ۔

بائیں جانب نیچے :—چیف منسٹر نے ۱۶ ۔ اگسٹ کو مکرم جاہی روڈ پر ہینڈلوم ہاؤز کا سنگ بنیاد رکھا ۔ شری کے ۔ وی ۔ کیشولو وزیر ہینڈلومس نے صدارت کی ۔

دائیں جانب اوپر :—چیف منسٹر نے ارم منزل کالونی حیدرآباد میں ۲۶ ۔ اگسٹ کو آندھرا پردیش کوآپریٹیو مارکٹنگ فیڈریشن کی گھر گھر سامان پہنچانے کی سرویس کا افتتاح کیا ۔ شریمتی سنگیتاوینگل راؤ نے صارفین کو اشیاء تقسیم کرنے کی رسم ادا کی ۔ شری بتینی سبا راؤ وزیر امداد باہمی بھی تصویر میں دیکھے جا سکتے ہیں ۔

دائیں جانب نیچے :—چیف منسٹر آندھرا پردیش نے ۲ ۔ اگسٹ کو حیدرآباد میں خود روزگار کمیونٹی ورک سنٹر برائے لیدر آرٹیزنز کا افتتاح کیا ۔

35-7

ڈاکٹر آر۔ این باسو

ملک سے چیچک کا خاتمہ ــ ایک عظیم کارنامہ

ملک میں چیچک کے آخری کیس کی اطلاع ۱۷ - مئی سنہ ۱۹۷۵ع کو بہار کے ضلع کٹھیار سے موصول ہوئی تھی - اس کے بعد آسام کے ضلع کچھار میں بھی چیچک کا ایک واقعہ ۲۴ - مئی ۱۹۷۵ع کو پیش آیا تھا - اس واقعے کے چھ ہفتے بعد ۵ - جولائی سنہ ۱۹۷۵ع کو ملک سے چیچک کے مکمل خاتمے کا اعلان کردیا گیا - اس کے بعد سے زبردست چھان بین اور نگرانی کے باوجود، ملک میں چیچک کے کسی واقعے کی اطلاع نہیں ملی ہے - ملک میں چیچک کے واقعات کا نہ ہونا ایک انتہائی اہم کامیابی ہے اور ملک سے چیچک کے مکمل انسداد کو عملی شکل دینے کی سمت میں یہ ایک ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔ بھارت نے چیچک کی بیماری کی روک تھام کے لئے پہلا کام یہ کیا کہ اعلی قسم کی ویکسین کی تیاری کا کام چار مراکز کو سونپ دیا - یہ مراکز پٹوادنگار (اتر پردیش) حیدرآباد (آندھرا پردیش) گوئنڈی (تامل ناڈو) اور بیلگام (کرناٹک) میں قائم ہیں - ان مراکز میں تیار شدہ ویکسین بہتر کوالٹی کی ہوتی ہے اور بین الاقوامی معیار پر پوری اترتی ہے -

چیچک کا ٹیکہ لگانے کے طریقہ کار کو بھی اب کافی آسان بنا دیا گیا ہے -

ملک میں انسداد چیچک کا قومی پروگرام سنہ ۱۹۶۲ع میں شروع کیا گیا - اس کے تحت وسیع پیمانے پر عوام کو چیچک کے ٹیکے لگائے گئے -

اس ہمہ گیر پروگرام پر عمل درآمد کے نتیجے میں چیچک کی بیماری پر کافی حد تک قابو پالیا گیا ہے - لیکن ملک سے چیچک کے مکمل انسداد کو یقینی بنانے کے لئے متعدد دیگر احتیاطی تدابیر بروئے کار لائی گئیں تاکہ یہ بیماری ملک کے کسی حصے میں بھی وبائی شکل اختیار نہ کرسکے اور اسکے جراثیم پھیل نہ سکیں - اس مقصد کے حصول کے لئے چیچک کی روک تھام سے متعلق ایک جامع مہم شروع کی گئی، جس کے تحت ملک میں چیچک کے واقعات کی چھان بین اور چیچک کے جراثیم کا پتہ لگانے اور انہیں پھیلنے سے روک دینے کا کام وسیع پیمانے پر شروع کیا گیا - اس اقدام سے ملک سے چیچک کے انسداد میں بڑی مدد ملی -

ملک سے چیچک کے انسداد کے قومی پروگرام کو کامیاب بنانے میں، بھارت سرکار، عالمی ادارۂ صحت، ریاستی حکومتوں، رضاکار تنظیموں، پبلک سیکٹر کے اداروں، نجی کمپنیوں اور عوام الناس کے درمیان موثر تال میل کے سبب خاطر خواہ نتائج سامنے آئے ہیں - خصوصی طور پر تربیت یافتہ عملے کے ارکان کی نگرانی اور تدارکی اقدامات کے ذریعے بھی چیچک کی بیماری کا قلع قمع کرنے میں کافی مدد ملی ہے -

بھارت سرکار نے ۷۵ - ۱۹۷۴ع کے دوران میں چیچک کی خشک ویکسین کی فراہمی تیز چیچک کی روک تھام سے متعلق ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے مزید عملے کے تقرر کے لئے ریاستی حکومتوں کو ۴ کروڑ روپئے کے بقدر مالی امداد مہیا کی - عالمی ادارۂ صحت نے چیچک کے انسداد کے قومی پروگرام کے لئے ایک سال کے اندر ۲ کروڑ روپے کی مالی امداد فراہم کی -

ملک سے چیچک کا خاتمہ کرنے کے اہم کام میں محکمہ صحت کے ساتھ عام انتظامیہ، شعبہ دفاع، ریلوے، پبلک سکیٹر صنعتی اداروں اور رضاکاراداروں نے بھر پور تعاون کرکے اور ہر مرحلے پر زبردست تال میل کا ثبوت دیکر ایک اعلی مثال قائم کی ہے -

ملک سے چیچک کا مکمل انسداد بلا شبہ ایک عظیم کارنامہ ہے اور یہ اہم کامیابی مشترکہ تال میل، تعاون، مستعدی اور مسلسل جد و جہد کا نتیجہ ہے - ان اصولوں پر عمل کر کے ہم ملک سے دیگر بیماریوں کا خاتمہ بھی کرسکتے ہیں -

* * * *

دیہی علاقوں میں حفظ صحت کی بہتر خدمات

ایک برادری کی یہ سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اراکین کو بہتر صحت و تندرستی کی طمانیت فراہم کرے ۔ اس طرح کی طمانیت فراہم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ امراض کے خلاف انتھک جنگ جاری رکھی جائے ۔ غذائی خرابی کو دور کیا جائے اور ایسا سازگار ماحول پیدا کیا جائے جو سماج کی ابتدائی اکائی یعنی ایک خاندان کی جسمانی ۔ ذہنی اور روحانی ترقی میں ممد و معاون ثابت ہو ۔ وسیع مفہوم میں حفظ صحت و خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کا یہی مقصد ہے جو ہندوستان کی سماجی و اقتصادی ترقی سے متعلق وسیع تر حکمت عملی کا جز ہے ۔ اس سلسلہ میں یہ سچ ہے کہ ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے لیکن آزادی کے بعد سے جو کچھ بھی کیا جا چکا ہے وہ ناقابل نظر انداز اور کافی اہم ہے ۔

اطمینان بخش تاثرات :

ان پروگراموں کے جو تاثرات مرتب ہوئے ہیں وہ انتہائی اطمینان بخش اور ہمت افزا ہیں ۔ ہم کو آزادی ملنے سے فوراً قبل کے برسوں میں ایک ہندوستانی کے لئے عمر کا اوسط صرف ۲۷ سال تھا ۔ لیکن اب ہندوستان میں پیدا ہونے والے بچے سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ ۵۰ سال سے زائد عرصہ تک زندہ رہ سکتا ہے ۔ چیچک کا مرض جو بنی آدم کی تاریخ کے آغاز سے ایک خوفناک وبا تصور کیا جاتا تھا اب بالکلیہ طور پر نیست و نابود کردیا گیا ہے ۔ اسکے علاوہ جذام ۔ دق ۔ فلیریا اور ہیضہ جیسے مہلک امراض کے خلاف بھی نمایاں کامیابی حاصل کی گئی ہے ۔

منصوبہ جاتی مدت کے دوران میں حفظ صحت کے سلسلے میں جو کاوشیں انجام دی گئیں وہ کافی قابل ستائش ہیں ۔ کل ہند سطح پر اور آندھرا پردیش میں بھی پہلے تین پانچسالہ منصوبوں میں بنیادی ضروریات کی پابجائی کے انتظامات کئے گئے تا کہ بہتر طور پر حفظ صحت کی خدمات کی فراہمی کو ممکن بنایا جاسکے ۔ چوتھے منصوبے کے اختتام تک ابتدائی مراکز صحت کو مزید کارآمد اور مستحکم بنا کر دیہی علاقوں میں حفظ صحت سے متعلق کاموں کی جڑوں کو مضبوط کردیا گیا ۔

پانچویں منصوبے کے دوران میں صحت ۔ خاندانی منصوبہ بندی ۔ زچہ و بچہ کی دیکھ بھال اور بہتر غذا سے متعلق سرگرمیوں پر محمول خدمات کا ایک ملا جلا پروگرام روبہ عمل لایا جائے گا جسکی بدولت عوام کو ترغیب ہوگی کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی کی تدابیر کو صحت عامہ کے ایک جز کے طور پر اختیار کریں ۔ چنانچہ حفظ صحت و خاندانی منصوبہ بندی کی اسکیمات پر مشتمل یہ پروگرام " اقل ترین ضروریات کے پروگرام، کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔

خاندانی منصوبہ بندی کا فروغ ملک کی ہمہ جہتی ترقی سے متعلق سرگرمیوں کا ایک جز ہے اور حقیقتاً ملک سے غربت کو ہٹانے کے لئے جو حکمت عملی اختیار کی جارہی ہے اس کا ایک لازمی حصہ ہے ۔ ہمارا ارادہ ہے کہ آئندہ تین برسوں میں شرح پیدائش کو فی ہزار ۳۰ کے حساب سے گھٹادیا جائے اس مقصد کے حصول کے لئے جیسا کہ ہمارے قائدین نے اکثر زور دیا ہے خاندانی منصوبہ بندی کو ایک عوامی تحریک کی صورت دیدی جانی چاہیئے ۔ چھوٹے کنبے کی مقبولیت بڑھانے کی غرض سے ترغیبات و موانعات کی نئی نئی اسکیمات مرتب کی جارہی ہیں ۔

وسیع تر پس منظر :

اس وسیع تر پس منظر میں ریاست آندھرا پردیش کے اندر صحت سے متعلق خدمات کو فروغ کے لئے مختلف اسکیمات بنائی جارہی ہیں اور دیہی عوام کو بھی ان اسکیمات سے مستفید ہونیکے مواقع ہمدست کئے جائیں گے ۔ دوسری ریاستوں کی طرح ہماری ریاست میں بھی ابتدائی اور ذیلی مراکز صحت دیہی برادری کی ضروریات کی پابجائی کررہے ہیں ۔ ریاست میں ابتدائی مراکز صحت کے لئے عمارات ۔ ادویہ اور انسانی طاقت کی خاطرخواہ فراہمی کی جانب خصوصی توجہ دی جارہی ہے ۔ تا کہ یہ مراکز نہ صرف علاج و معالجہ کے مرکز بن جائیں بلکہ یہ صحت کے اصولوں کی آگاہی اور خاندانی بہبود کے علم کے سرچشموں کی حیثیت بھی حاصل کرلیں ۔ اس طرح اقل ترین ضروریات کے پروگرام کا ۷۵-۱۹۷۴ میں آغاز کیا گیا جسکا مقصد صحت، اغذیہ اور خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق خدمات کا ایک ملا جلا پروگرام دیہی علاقوں

ہیں رویہ عمل لانا تھا - ۱۹۷۵ - ۷۶ع کے دوران میں اس پروگرام کے لئے ۰.۱ لاکھ روپیوں کی رقم مختص کی گئی -

اس سال اضلاع وساکھا پٹنم اور مشرق گوداوری کے قبائلی علاقوں میں چار ابتدائی مراکز صحت میں ڈاکٹروں اور عملے کے واسطے رہائشی کوارٹرس کی تعمیر کے کام کا آغاز کیا گیا - پیاسمپلی ضلع کڑپہ اور پالاکورتی ضلع ورنگل کے ابتدائی مراکز صحت میں ۳۰ پلنگوں والے دواخانوں کی تعمیر شروع کی گئی -

تعلقہ ہسپتال :

اہمیت کے لحاظ سے ابتدائی مراکز صحت کے بعد تعلقہ ہسپتالوں کا نمبر آتا ہے - آندھرا پردیش میں کل ۱۹۶ تعلقے ہیں - پہلے پانچسالہ منصوبے کے آغاز کے وقت بھی پانچ تعلقے ایسے تھے جو طبی سہولتوں سے محروم تھے - چنانچہ ان تعلقوں یعنی اونکی ، سومپیدورم ، آلاسور ، یلاواڑہ اور نوگور میں سرکاری دواخانے کھولے گئے - یہاں اس امر کی وضاحت کی جاسکتی ہے کہ ریاستی حکومت تعلقہ دواخانوں میں پلنگوں کی تعداد بتدریج بڑھاکر ۳۰ کردینے کی تجویز رکھتی ہے - ۱۹۷۵ - ۷۶ع کے دوران میں درج ذیل تعلقوں کے دواخانوں میں پلنگوں کی تعداد بڑھا دی گئی - بھائنسا ، مدھولے ، کھاناپور ، سرپور ، کلوا کرتی ، آلم پور ، رامنا پیٹھ ، سنیاویڑو ، ینگانور ، بھیما پٹنم ، ریاچوٹی اور ستناپلی زیر تبصرہ مدت کے دوران میں اضلاع کے مستقروں کے دواخانوں اور تدریسی دواخانوں کی جانب بھی قابل لحاظ توجہ دی گئی -

یہ بات سب جانتے ہیں کہ طبابت و حفظ صحت کی تعلیم اولین توجہ کی مستحق ہے اس لئے کہ اس تعلیم کی بدولت ہی طبی اور حفظ صحت کی بہتر سہولتوں کی داغ بیل پڑتی ہے - چنانچہ دیہی علاقوں میں رہنے والے ہماری ۸۰ فیصد آبادی کی ضروریات کی تکمیل کے لئے موجودہ طبی تعلیمی نظام کو بہتر بنایا جارہا ہے - انڈر گرائجویٹ اور پوسٹ گرائجویٹ تعلیم - نرسنگ کی تعلیم - فنی تعلیم - فارمیسی تعلیم اور پیرامیڈیکل و ہیلتھ ورکرز تعلیم کو مربوط کرنے اور ان میں بہتری پیدا کرنے کا سوال بھی زیر غور ہے - فی الوقت ریاست کے ۸ میڈیکل کالجوں میں انڈر گرائجویٹ تعلیم کے لئے ایک ہزار طلباء کے لئے اور پوسٹ گرائجویٹ تعلیم کے لئے ۵۰۰ طلباء کو داخلہ دیا جاتا ہے -

پوسٹ گرائجویٹ نصاب :

یاد ہوگا کہ تعلیمی سال ۱۹۷۵ - ۷۶ع کے دوران میں سری وینکٹیسورا میڈیکل کالج تروپتی میں پوسٹ گرائجویٹ نصاب آغاز کیا گیا - اس وقت ریاست کے اندر ۸ کالجوں میں پوسٹ گرائجویٹ نصاب کی تعلیم دی جارہی ہے - تعلیم کی موجودہ سہولتوں میں اضافہ کے لئے تدابیر اختیار کی جارہی ہیں - اور ریاست کی ضروریات نیز علاقہ واری تقسیم کو پیش نظر رکھتے ہوئے میڈیکل کالجوں میں نشستوں کا الاٹمنٹ زیر غور ہے -

یاد ہوگا کہ ۱۹۵۲ع میں قومی خاندانی منصوبہ بندی پروگرام شروع کیا گیا تھا - اس پروگرام کے تحت جو کام انجام دیا گیا وہ ماضی قریب میں انتہائی کامیاب و شاندار رہا - ۱۹۶۷ - ۶۸ع سے اس پروگرام کی عمل آوری میں تند و تیز کے ساتھ تیزی پیدا ہوگئی اور آندھرا پردیش میں اپنی نمایاں کارکردگی کی بدولت کوئی پانچ مرتبہ سالانہ قومی انعام حاصل کیا - پروگرام کے آغاز سے اب تک تقریباً بیس لاکھ نس بندی کے آپریشن کئے گئے - کیمپوں کے قیام کے ذریعہ نس بندی کرنے کے طریقے کو رواج دینے میں آندھرا پردیش کا مقام پہلا ہے -

آج آندھرا پردیش میں شہریوں کو اور خاص طور پر دیہاتی بھائیوں کو پہلے سے کہیں زیادہ طبی سہولتیں حاصل ہیں اسطرح اس سلسلہ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوچکا ہے -

* * * * *

شری کے۔ وی۔ کیشولو وزیر ہینڈلوم اینڈ ٹیکسٹائیل نے ۲۔ اگست کو چکڑپلی حیدرآباد میں آندھرا پردیش اسٹیٹ ہینڈلوم ویورس کوآپریٹیو سوسائٹی لمیٹڈ کے نئے سیلس ایمپوریم کا افتتاح کیا۔

سرویس ہوم سلک پیٹھ حیدر آباد میں قیام پذیر ایک جوڑے کی شادی ۳۱۔ اگسٹ کو منعقد ہوئی۔ شریمتی کرشنا وینی سنجیویا وزیر بہبودی خواتین نے شادی میں شرکت کی اور شادی شدہ جوڑے کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

خبریں تصویروں میں

شری جے۔ وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے گورنمنٹ سٹی ہاسپٹل حیدر آباد میں آوٹ پیشنٹ کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ شری کے۔ راجملو وزیر صحت بھی تصویر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

شری آر۔ ڈی۔ بھنڈارے گورنر آندھرا پردیش نے حال ہی میں ویدک اسکالروں کی جماعت کو راج بھون میں اعزاز عطا کیا۔

دیہی علاقوں میں ترقیاتی سرگرمیاں

بھارت کے زیادہ ترلوگ دیہات میں رہتے ھیں ۔ ملک کی ۷۰ فیصدی آبادی کا گذارہ کھیتی پر ھے اور لگ بھگ آدھی قومی آمدنی کھیتی باڑی سے ھی ھوتی ھے ۔ سالہاسال سے کسان اس ملک کا بوجھ اٹھاتے چلے آرھے ھیں ۔ اس لئے بھارت کے مستقبل کا انحصار اس بات پر ھے کہ ھم کسانوں کی حالت سدھارنے میں کس حد تک کامیاب ھوتے ھیں ۔

جب سے ملک آزاد ھوا ھے بھارت کے دیہی علاقوں کی ترقی پر خاص زور دیا جارھا ھے ۔ پردھان منتری نے جس ۲۰ نکاتی پروگرام کا اعلان کیا ھے اس میں بھی دیہات سدھار کو اھم مقام دیا گیا ھے ۔ اس پروگرام کو اب ملک بھر میں عملی جامہ پہنایا جارھا ھے ۔

دیہی علاقوں کی ترقی کے لئے ھمہ گیر کوششوں کی ضرورت ھے ، بالخصوص زمین اور پانی جیسے قدرتی وسائل کو ترقی دینے اور انہیں سنبھال کر استعمال کرنے کی تاکہ دیہات کے لوگوں کا معیار زندگی اونچا کیا جاسکے ۔

اس مشکل کام کو پورا کرنے کے لئے اکتوبر ۱۹۷۴ع وزارت زراعت و آبپاشی میں ایک نیا محکمہ قائم کیا گیا جس کا نام ''ڈپارٹمنٹ آف رورل ڈیولپمنٹ،، یعنی دیہی ترقی کا محکمہ ھے ۔ اس محکمے کو وہ کام سونپا گیا جو پہلے اجتماعی ترقی کا محکمہ سر انجام دے رھا تھا ۔ اس کے علاوہ دیہاتی قرضوں اور کھیتی باڑی کے شعبوں میں امداد باھمی کا کام بھی اس محکمے کی ذمہ داری میں شامل کیا گیا ھے ۔ اس محکمے کی اھم ذمہ داریاں درج ذیل ھیں :—

(الف) دیہی ترقی کے تمام پہلو بشمول اجتماعی ترقی اور پنچائتی راج

(ب) چھوٹے کسانوں اور غریب دیہاتیوں کی حالت سدھارنے کے خاص پروگرام ، جن علاقوں میں سوکھا پڑنے کا اندیشہ رھتا ھے ان کی اور قبائلی اور پہاڑی علاقوں کی ترقی کے پروگرام اور دیہات میں رھنے والے لوگوں کے لئے روزگار کی ضروریات سے متعلق پروگرام

(ج) کھیتی کے لئے قرضوں کا انتظام ، مارکیٹنگ اور کوالٹی کنٹرول (ایگمارک) اور ضابطہ کے تحت کام کرنے والی منڈیوں کی ترقی کے اقدامات ۔

اجتماعی ترقی اور پنچائتی راج :

اجتماعی ترقی کا پروگرام ۲ ۔ اکتوبر ۱۹۵۲ع کو شروع کیا گیا تھا ۔ اس پروگرام کو اب دیہی ترقی کے ایک مربوط پروگرام کی صورت دی جارھی ھے ۔ اس پروگرام کا مقصد دیہی علاقوں کی ھر پہلو سے ترقی ھے ۔ اس کا مقصد متعلقہ علاقوں کے انسانی اور مادی وسائل ، دونوں سے پورا پورا فائدہ اٹھانا ھے تاکہ دیہات کے لوگوں کے تعاون سے ان کا معیار زندگی بلند کیا جاسکے ۔ اس پروگرام میں سب سے زیادہ اھمیت زرعی ترقی کو دی گئی ھے ۔ اس کے علاوہ رسل و رسائل کے ذرائع میں سدھار، صحت و صفائی ، مکانوں کی تعمیر ، تعلیم، روزگار ، عورتوں اور بچوں کی بہبود اور گھریلو و چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی ترقی بھی اس پروگرام کے دائرہ کار میں شامل ھے ۔

اس وقت ملک میں اجتماعی ترقی کے بلاکوں کی گنتی ۵,۱۲۳ ھے ۔ ھر بلاک کی ترقی کے پروگرام کے دو مرحلے ھیں ۔ پانچ سال کے لئے یہ بلاک ترقیاتی پروگرام کے پہلے مرحلے میں رھتے ھیں اور اس کے بعد کے پانچ سال ان کی ترقی کے پروگراموں کے دوسرے مرحلے میں شمار کئے جاتے ھیں ۔

پانچویں پانچ سالہ پلان میں تمام پردیشوں اور مرکزی انتظام کے علاقوں میں اجتماعی ترقی اور پنچائتی راج کے شعبوں کے لئے ۱۲۹,۸۰ کروڑ روپے کی رقم مخصوص کی گئی ھے ۔ ۷۶-۱۹۷۵ کے لئے اس ضمن میں ۱۳,۶۵ کروڑ روپے کی رقم منظور کی گئی ھے ۔

ھر بلاک میں ایک بلاک ڈیولپمنٹ افسر ھوتا ھے اس کے تحت ۸ ٹکنیکل ماھرین ھوتے ھیں جنہیں ''ایکسٹنشن آفیسر،، کہا جاتا ھے ۔ یہ ماھر کھیتی باڑی ، مویشیوں کی پرورش ، گھریلو صنعتوں، دیہاتی انجینیرنگ ، صحت عامہ ، امداد باھمی، پنچائتوں اور سماجی تعلیم سے متعلق سرگرمیوں کی دیکھ بھال کرتے ھیں ۔ اس کے علاوہ گاؤں کی سطح پر کام کرنے کے لئے ھر بلاک میں ۱۰ گرام سیوک اور ۲ گرام سیوکائیں تعینات کی جاتی ھیں ۔

مقامی ایڈمنسٹریشن کی ترقی کے لئے تین سطحوں کے پنچائتی راج سسٹم کو ۱۵ پردیشوں میں اپنایا جا چکا ھے ۔ یہ پردیش ھیں : آندھرا پردیش ، آسام ، بہار ، (صرف ۸ ضلعوں

میں) ۔ گجرات ، ہریانہ ، ہماچل پردیش ، کرناٹک ۔ مدھیہ پردیش مہاراشٹرا ، اڑیسہ پنجاب راجستھان ، اترپردیش تامل ناڈو اور مغربی بنگال ۔ لیکن جموں و کشمیر ، کیرل ، منی پور اور تری پورہ میں صرف گرام پنچائتیں کام کررہی ہیں ۔ ناگالینڈ اور میگھالیہ میں پنچائتی راج سسٹم نہیں ہے لیکن ناگالینڈ میں اس کی جگہ قبائلی کونسلیں کام کرتی ہیں ۔

جزائر انڈومان و نکوبار ، دھلی ، گوا ، دمن اور دیو کے مرکزی انتظام کے علاقوں میں صرف گرام پنچائتیں کام کررہی ہیں ۔ اروناچل پردیش ، چنڈی گڈھ اور دادرا و ناگر حویلی میں تین سطحی اور دو سطحی پنچائتی راج سسٹم موجود ہے ۔ پانڈیچیری کے علاقے میں بھی پنچائتی راج کے ادارے قائم کئے گئے ہیں ۔

اس وقت بھارت میں ۲,۱۹,۸۹۲ گرام پنچائتیں کام کررہی ہیں ۔ جن کے دائرے میں ۵,۴۴,۳۰۰ گاؤں آتے ہیں اور انکی آبادی ۴۰.۶۸ کروڑ ہے ۔ ان کے علاوہ ۳,۸۶۳ پنچایت سمتیاں اور ۲۰۱ ضلع پریشد کام کررہی ہیں ۔

ٹریننگ :

اندازہ لگایا گیا ہے کہ دیہات کی ترقی کے پروگراموں میں مصروف کار تقریباً ۲۵ لاکھ چنے ہوئے نمائندوں کو ٹریننگ دینے کی ضرورت ہے ۔ دیہات کی ترقی سے متعلق مختلف کاموں کی ٹریننگ دینے کے لئے بھارت میں ۲۰۰ سے زیادہ ٹریننگ سنٹر ہیں ۔ ان کے علاوہ حیدرآباد میں اجتماعی ترقی سے متعلق ایک قومی انسٹیٹیوٹ بھی ہے ۔ پہلے یہ انسٹی ٹیوٹ مسوری میں و جون سنہ ۱۹۵۸ ع کو قائم کیا گیا تھا ۔ اس وقت یہ اجتماعی ترقی کے شعبے میں مطالعہ و تحقیق کے مرکزی ادارے کی حیثیت سے کام کررہا تھا ۔ ۱۹۶۴ ع میں اسے حیدرآباد میں منتقل کردیا گیا ۔ اور ۱۹۶۵ ع میں اسے ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کی شکل دی گئی ۔ یہ انسٹیٹیوٹ اونچے سرکاری اور غیر سرکاری عملے کو اجتماعی ترقی اور پنچائتی راج کے اغراض و مقاصد کے بارے میں ضروری ٹریننگ دیتا ہے اور اس کے ساتھ ھی اجتماعی ترقی کے پروگرام کے ذریعے پیدا ہونے والی سماجی تبدیلیوں کے بارے میں مطالعہ و تحقیق کے پروگرام بھی شروع کرتا ہے ۔ اس کے علاوہ یہ اجتماعی ترقی اورپنچائتی راج کے بارے میں ضروری اطلاعات بھی فراہم کرتا ہے ۔ اب اس نے مختلف پردیشوں کی سرکاروں اور دوسری تنظیموں کو اس بارے میں صلاح مشورہ دینے کا کام بھی شروع کردیا ہے ۔

پانچویں پلان میں ایک نئی اسکیم پر عمل شروع کیا گیا ہے جس کا مدعا ترقی کے سلسلے میں لوگوں کی رضاکارانہ سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے ۔ اس اسکیم پر پلان کی مدت میں ۱,۷۸ کروڑ روپئے خرچ کئے جائیں گے ۔

پچھڑے ہوئے طبقوں کے لئے پروگرام :

چوتھے پانچ سالہ پلان کے دوران سرکار نے پچھڑے ہوئے لوگوں کے فائدے کے لئے دو اسکیموں پر عمل شروع کیا ۔ پہلی ”چھوٹے کسانوں کی ترقی سے متعلق ایجنسیاں“ (اسمال فارمرز ڈیولپمنٹ ایجنسیز) ۔ (ایس ۔ ایف ۔ ڈی ۔ اے) اور دوسری ”زرعی محنت کشوں کی ترقی سے متعلق ایجنسیاں“ (ایگریکلچرل لیبررز ڈیولپمنٹ ایجنسیز (ایم ۔ ایف ۔ اے ۔ ایل) ان ایجنسیوں کا بڑا مقصد چھوٹے اور مارجینل کسانوں اور زرعی محنت کشوں کے مسائل کا مطالعہ کرنا ، ان کے حل کے لئے پروگرام بنانا ، پروگراموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ضروری خدمات اور سہولتوں کا انتظام کرنا اور انکی نگرانی کے فرائض انجام دینا ہے ۔

تین سال سے زیادہ عرصہ سے ایسے ۸۷ پروجیکٹ چل رہے ہیں ۔ ۴۶ ایس ۔ ایف ۔ ڈی ۔ اے ۔ کے اور ۴۱ ایم ۔ ایف ۔ اے ۔ ایل کے ۔ توقع کی جاتی ہے کہ ۷۶ ۔ ۱۹۷۵ ع تک کے پانچ سال کے عرصہ میں ایس ۔ ایف ۔ ڈی ۔ اے کی ہر ایجنسی کے دائرہ کار میں ۵۰ ہزار چھوٹے کسان اور ایم ۔ ایف ۔ اے ۔ ایل کے ہر پروجکٹ کے دائرہ کار میں ۲۰ ہزار مارجینل کسان اور کھیت مزدور آجائیں گے ۔ چوتھے پانچ سالہ پلان میں ایس ۔ ایف ۔ ڈی ۔ اے کے ہر پروجیکٹ کے لئے ڈیڑھ کروڑ روپئے اور ایم ۔ ایف ۔ اے ۔ ایل کے ہر پروجیکٹ کے لئے ایک کروڑ روپئے کی رقم مخصوص کی گئی تھی ۔ ایم ۔ ایف ۔ اے ۔ ایل ایجنسی کے علاقوں میں اضافی روزگار کے وسیلے پیدا کرنے کے لئے دیہی تعمیری پروگراموں کا اہتمام بھی کیا گیا ہے ۔ چوتھے پانچ سالہ پلان کے دوران سرکار نے ایس ۔ ایف ۔ ڈی ۔ اے اور ایم ۔ ایف ۔ اے ۔ ایل کی ۸۷ ایجنسیوں کو کل ۶۱,۸۴ کروڑ روپئے کی گرانٹ دی ۔

پانچویں پانچ سالہ پلان کے تحت ان پروجکٹوں کی کل گنتی موجودہ ۸۷ پروجیکٹوں سے ۱۶۰ تک پہنچ جائے گی ۔ ان اسکیموں کے لئے پلان میں کل ۲۰۰ کروڑ روپئے کی رقم مخصوص کی گئی ہے ۔ کھیتی سے متعلق قومی کمیشن کی سفارشوں کے پیش نظر مذکورہ دونوں پروگراموں یعنی ایس ۔ ایف ۔ ڈی ۔ اے اور ایم ۔ ایف ۔ اے ۔ ایل میں کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا اور مقررہ علاقوں میں تمام چھوٹے کسانوں ، مارجینل کسانوں اور کھیت مزدوروں کی حالت سدھارنے کے لئے ایک جامع نقطہ نظر اپنایا گیا ہے ۔ مقصد یہ ہے کہ تمام علاقہ کی بحیثیت مجموعی

ترقی ہو اور اس میں زیادہ زور فصلوں کی حالت سدھارنے اور اس سے ملحقہ دوسرے پروگراموں مثلاً سینچائی کے چھوٹے پیمانے کے انتظامات ، زمینوں کے سدھار اور ڈیری ، پولٹری اور بھیڑیں اور دوسرے مویشی وغیرہ پالنے کے پروگراموں پر زور دیا جائے ۔

قبائلی ترقی کے لئے آزمائشی پروجیکٹ :

سنہ ۱۹۷۰ - ۷۱ع میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ قبائلی ترقی کے بلاکوں کے علاوہ آندھرا پردیش ، بہار ، مدھیہ پردیش اور اڑیسہ کے چھ ضلعوں میں پانچ سال کے عرصہ کے لئے پروجیکٹ شروع کئے جائیں اور ہرآزمائشی پروجیکٹ کے تحت ڈیڑھ کروڑ روپئے معاشی ترقی کے کاموں پر اور پانچ لاکھ روپئے چھوٹی سڑکیں تعمیر کرنے پر خرچ کئے جائیں ۔

قبائلی ترقی سے متعلق ان ایجنسیوں کو جون ۱۹۷۵ع کے آخر تک ۶٫۹۰ کروڑ روپئے بطور گرانٹ دئے گئے ۔ پانچویں پلان کے تحت اڑیسہ میں مزید دو ایسے پروجیکٹوں کی منظوری دی گئی ہے اور ان تمام ۸ پروجیکٹوں کے لئے پانچویں پلان میں ۱۰ کروڑ روپئے کی رقم مخصوص کی گئی ہے ۔

قبائلی ترقی کے پروجیکٹوں کے اقتصادی پروگراموں سے اب تک تقریباً ۱٫۴۳٫۰۰۰ قبائیلیوں کو فائدہ پہنچ چکا ہے ۔ ۲٫۰۰۹ لاکھ ایکڑ زمین میں نئے طریقوں سے کاشت شروع کی گئی ہے ۔ اقتصادی طریقہ کے ساتھ ساتھ قبائلی علاقوں میں چھوٹی سڑکیں بنانے کا پروگرام بھی شروع کیا گیا ہے ۔

عملی غذائی پروگرام :

عملی غذائی پروگرام کا مقصد دیہات کے لوگوں کو صحت بخش غذا کے بارے میں جانکاری دینا ہے ۔ یہ پروگرام کچھ بین الاقوامی تنظیموں کے تعاون سے چلایا جارہا ہے ۔ جن میں بچوں کی بہبود سے متعلق یو ۔ این ۔ او کا ہنگامی فنڈ ، خوراک اور کھیتی باڑی سے متعلق عالمی تنظیم اور صحت عامہ سے متعلق عالمی تنظیم شامل ہیں ۔ اس پروگرام کے ذریعہ جہاں لوگوں کو اچھی خوراک کے بارے میں جانکاری ملتی ہے وہاں اسکے تحت غذائی پیداوار بڑھانے کی کارروائیاں بھی کی جاتی ہیں ۔ خاص کر اس پروگرام کا مقصد ۵ سال سے کم عمر کے بچوں ، حاملہ عورتوں اور دودھ پلانے والی ماؤں کے لئے صحت بخش غذا کا بند و بست کرنا ہے ۔ یوتھ منڈل اور سہیلا منڈل صحت بخش غذا کی پیداوار کے پروگرام میں سرگرمی سے ہاتھ بٹاتے ہیں ۔

۱۹۷۳ - ۷۴ع کے آخر تک یہ پروگرام ۱٫۱۸۱ ترقیاتی بلاکوں میں شروع ہوچکا تھا ۔ پانچویں پلان کے دوران مزید ۷۰۰ نئے بلاکوں میں اس پر عمل شروع کیا جائیگا ۔ پانچویں پلان میں اس کے لئے ۲۰ کروڑ روپئے کی رقم مخصوص کی گئی ہے ۔

خشک سالی کے امکانات والے علاقے :

بھارت کی ۱۳ مختلف ریاستوں کے ۷۴ اضلاع ایسے ہیں جہاں کلی یا جزوی طور پر خشک سالی پڑنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ ان اضلاع کی آبادی لگ بھگ ۶ کروڑ ہے اور ان کا رقبہ لگ بھگ ۵۸۰ ہزار مربع کلو میٹر ہے ۔ یہ ملک کے کل رقبہ کا تقریباً ۱۹ فیصد حصہ ہے اور اس علاقے کی آبادی ملک کی کل آبادی کا تقریباً ۱۲ فیصد حصہ ہے ۔ راجستھان میں لگ بھگ ۵۶ فیصد علاقہ اور ۳۳ فیصد آبادی اور آندھرا پردیش میں ۳۳ فیصد علاقہ اور ۲۲ فیصد آبادی ایسی ہے جس کے لئے خشک سالی کا خطرہ رہتا ہے ۔ ان اضلاع میں چھوٹے کسانوں ، مارجینل کسانوں ، اور زرعی محنت کشوں کے کنبوں کی آبادی لگ بھگ ۷۰ لاکھ ہے ۔

ان اضلاع میں سوکھے کے خطرے سے نمٹنے سے متعلق پروگرام ۱۹۷۰ - ۷۱ع میں شروع کیا گیا اور اسکے لئے ۱۰۰ کروڑ روپئے کی رقم مخصوص کی گئی ۔ مقصد یہ تھا کہ سینچائی ، زمین کے تحفظ ، جنگلات اگانے اور سڑکیں تیار کرنے کے شعبوں میں مستقل نوعیت کے کچھ پروگرام شروع کئے جائیں جن کی بنیادوں پر مزید ترقیاتی پروگراموں کو عملی شکل دی جا سکے ۔ ۱۱۱٫۸۱ کروڑ روپئے کی اسکیموں کی منظوری دی گئی ۔ لیکن سرکار کی طرف سے اصل میں صرف ۸۴٫۸۸ کروڑ روپیہ دیا گیا ۔ اس سلسلے میں چوتھے پلان کے تحت درج ذیل نشانے حاصل کئے گئے ۔

آبپاشی	..	۲ لاکھ ہیکٹر
زمینوں کا تحفظ	..	۴٫۷ لاکھ ہیکٹر
جنگلات کا اگانا	..	۱٫۷ لاکھ ہیکٹر
سڑکیں	..	۶٫۰۰۰ کلو میٹر

چوتھے پلان میں ۱٫۵۰۵ لاکھ ایام کار کے مساوی روزگار کے مواقع پیدا ہوئے ۔

پانچویں پلان کے دوران اس پروگرام میں زیادہ زور کھیتی باڑی اور دوسرے ملحقہ شعبوں میں دیہی ترقی کی جامع اسکیموں پر دیا گیاہے۔ پانچویں پلان میں اس کے لئے ۱۶۷ کروڑ روپئے کی رقم رکھی گئی ہے اور اتنی ہی رقم ریاستی سرکاروں کی طرف سے صرف کی جائیگی ۔ اس کے علا وہ پانچویں پلان کے دوران خشک سالی کے اندیشے کے ۷۴ منتخبہ اضلاع میں مختلف

اداروں کی طرف سے قرض کی صورت میں ۵۰۰ کروڑ روپئے کی رقم خرچ کی جائے گی ۔

توقع ہے کہ ان پروگراموں سے چھوٹے اور مارجینل کسانوں کے تقریباً ۷۰ لاکھ کنبوں کو فائدہ پہنچے گا ۔ پانچویں پلان میں اس پروگرام سے ۳ لاکھ ہیکٹر زمین کے لئے سینچائی کی سہولتیں میسر آئیں گی اور چھ لاکھ ہیکٹر زمین پر جنگلات اگائے جائیں گے ۔ اس کے علاوہ کھیتی باڑی اور مویشی پالنے کے شعبوں میں بھی ان علاقوں کے لوگوں کو کئی فائدے پہنچیں گے ۔

پہاڑی علاقوں کی ترقی کا پروگرام :

پہاڑی علاقوں میں کھیتی کی ہمہ گیر ترقی اور کسانوں کے رہن سہن کے سدھار کے لئے ہماچل پردیش ، اترپردیش اور تامل ناڈو میں انڈو جرمن امدادی پروگرام کے تحت کچھ پروجیکٹ پہلے شروع کئے گئے تھے ۔ ان پر عملدرآمد کے نتائج سے حوصلہ پا کر چوتھے پانچ سالہ پلان کے آخری سال میں اتر پردیش اور منی پور میں دو اور ایسے پروجیکٹ شروع کئے گئے ۔ یہ پروجیکٹ بالکل سودیشی ذرائع سے شروع کئے گئے ۔ پانچویں پلان میں ان پروجیکٹوں پر عمل جاری رہے گا اور اس مقصد کے لئے عارضی طور پر ۳ کروڑ روپئے کی رقم مخصوص کی گئی ہے ۔

دیہی علاقوں کے لئے روزگار :

کسی علاقہ کی جامع ترقی کے لئے ضروری ہے کہ روزگار میں توسیع کے ساتھ ساتھ معاشی ترقی کے فائدوں کی زیادہ تر مساویانہ تقسیم کی کوششیں بھی کی جائیں ۔ ۷۲ - ۱۹۷۱ع میں دیہی علاقوں کے بیروزگار افراد کو کام پر لگانے کی ایک فوری اسکیم شروع کی گئی ۔ اس اسکیم کے تحت ہرضلع میں ہرسال اوسطاً ایک ہزار افراد کے لئے روزگار پیدا کرنے کا نشانہ ہے ۔ اگرسال میں کام کی مدت ۱۰ مہینے مان لی جائے توہر ضلع میں ڈھائی لاکھ ایام کار کے مساوی روزگار پیدا ہوگا ۔ اس طرح ملک کے ۳۵۰ دیہی اضلاع میں سال میں کل ۸ کروڑ ۷۵ لاکھ ایام کار کے مساوی روزگار میسر آنے کا امکان ہے ۔

دیہی روزگار سے متعلق آزمائشی اسکیم :

دیہی علاقوں میں بیروزگاری کے مسئلے کی وسعت کا جائزہ لینے اور مکمل روزگار کے وسائل پیدا کرنے کے لئے درکار اخراجات اور ان کے ڈھانچہ کا جائزہ لینے کے لئے ۷۳ - ۱۹۷۲ع میں ایک آزمائشی اسکیم شروع کی گئی جس پر عمل جاری ہے ۔ اس اسکیم کے تحت مختلف سماجی اور اقتصادی حالات والے ۱۵ منتخبہ ترقیاتی بلاکوں میں کھوج کرکے یہ پتہ لگایا جائے گا کہ دیہات میں بیروزگاری اور نیم روزگار کے مسئلوں سے نمٹنے کے لئے کیا موزوں اقدامات کئے جاسکتے ہیں ۔ اب تک روزگار بڑھانے کے پروگرام پر ۵٫۱۹ کروڑ روپئے صرف کرکے ۱۱۸٫۵۳ لاکھ ایام کار کے مساوی روزگار کے مواقع پیدا کئے گئے ہیں ۔

زرعی قرضے اور مارکیٹنگ :

۱۹۶۰ع کی دہائی کے شروع میں ریزرو بینک آف انڈیا نے دیہاتی قرضوں کا جائزہ لینے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ۔ اس کمیٹی نے یہ سفارش کی کہ امداد باہمی کی تحریک کو تیزی سے فروغ دیا جائے تاکہ زرعی شعبے میں ہمہ گیر ترقی ہوسکے ۔ اسکے بعد اس تحریک کو دوسرے شعبوں میں بھی جیسے زرعی پیداوار، چھوٹے پیمانے کی سینچائی کی اسکیموں ، کھادوں اور بیجوں وغیرہ کی تقسیم اور کسانوں کے لئے ٹیکنیکل اور دوسری ضروری خدمات کے بندو بست وغیرہ کے سلسلے میں وسعت دی گئی ۔ پچھلے کچھ برسوں میں دیہاتی قرضوں سے متعلق پالیسی میں نرمی کی گئی ہے جس سے دیہات کے غریب لوگوں کو فائدہ پہنچے گا ۔ اس سلسلے میں مختلف ریاستوں نے تازہ ترین کارروائی یہ کی ہے کہ دیہاتی قرضوں کی وصولی پر فی الحال التوا لگادیا ہے ۔ یہ ۲۰ نکاتی اقتصادی پروگرام کا اہم جزو ہے ۔ اس پروگرام کو پورا کرنے کے لئے ریزرو بینک آف انڈیا کی طرف سے قرضے دینے کے انتظامات کئے جارہے ہیں ۔ ابھی تک کسانوں کو قرضے زیادہ تر کواپریٹیو اداروں سے ہی ملتے تھے ۔

کسانوں کی قرضے کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے سرکار نے علاقائی دیہی بینک کھولنے کی ایک اسکیم شروع کی ہے ۔ ان بنکوں کا کام کمرشیل بنکوں سے مختلف ہوتا ہے ۔ ان کا دائرہ کار ایک یا دو ضلعوں تک محدود ہوتا ہے ۔ یہ بنک چھوٹے کسانوں مارجینل کسانوں ، زرعی محنت کشوں، دیہی دستکاروں، چھوٹے صنعت کاروں اور تجارت یا اور کوئی چھوٹا موٹا کام کرنے والے افراد کو قرضے دیتے ہیں ۔ ۲ اکتوبر ۱۹۷۵ع کو اس سلسلے کے پانچ بنک کھولے گئے ۔ یہ بنک اترپردیش میں مرادآباد اور گورکھپور کے مقامات پر ہریانہ میں بھیوانی کے مقام پر ، راجستھان میں جے پور (لون) کے مقام پر اور مغربی بنگال میں مالدہ میں کھولے گئے ہیں ۔ توقع ہے کہ ۱۹۷۵ع کے آخر تک مزید ۱۰ علاقائی دیہی بنک قائم کردئے جائیں گے ۔

۱۹۶۹ع میں ۱۴ بڑے قومی بنکوں کی نیشنلائزیشن کے بعد ان بنکوں کی طرف سے کسانوں کو دئے جانے والے قرضوں کی رقم بہت بڑھ گئی ہے ۔ جون ۱۹۶۹ع میں یہ رقم ۴۰٫۲۱ کروڑ روپئے تھی ۔ جو ۱۹۷۴ع کے آخر میں ۵۴۰ کروڑ روپئے تک پہنچ گئی ۔ چھوٹے اور غریب کسانوں کی مدد کے لئے قرضے کی شرطیں بھی نرم کی گئی ہیں ۔ زراعت سے متعلق قومی کمیشن کی

35—11

سفارشات کے مطابق کسانوں کو قرضے ، کھیتی باڑی کے لئے ضروری چیزیں اور سرویسز مہیا کرنے کے لئے آزمائشی طور پر فارمرز سروس سوسائٹیاں قائم کی جارہی ہیں ۔

زرعی '' ریفینانس،، کارپوریشن :

۶۴ - ۱۹۶۳ع سے کواپریٹیو لینڈ ڈیولپمنٹ بنک زرعی ''ریفینانس،، کارپوریشن کی مدد سے کچھ خصوصی پروگراموں کو عملی جامہ پہنارہے ہیں ۔ پچھلے سال اپریل کے آخر تک مذکورہ کارپوریشن نے زرعی ترقی کے لئے ۱,۹۳۹ اسکیموں کی منظوری دی جن پر کل ۹۲۲,۲۰ کروڑ روپئے کے مصارف کا تخمینہ تھا ۔ اس کارپوریشن کا بڑا مقصد کھیتی باڑی کے کاموں میں سرمایہ کاری کی رفتار کو تیز تر کرنا اور مختلف علاقوں ، بالخصوص مشرقی اور شمال مشرقی علاقوں میں سرمایہ کاری میں زیادہ یکسانیت لانا ہے ۔

زرعی پیداوار کی فروخت کے انتظامات :

پچھڑے علاقوں میں ضابطہ کے تحت کام کرنے والی منتخبہ منڈیوں کے لئے قرضے دینے کی اسکیم چوتھے پانچ سالہ پلان میں شروع کی گئی ۔ اس اسکیم کے تحت مختلف ریاستوں کی ۱۰۲ ایسی منڈیوں کے لئے تقریباً ۲۳ لاکھ روپئے کی مالی امداد دی گئی ۔ پانچویں پلان میں کپاس ، پٹسن اور تمباکو ایسی اہم تجارتی فصلوں کی بکری سے متعلق منڈیوں اور '' کمانڈ ایریاز،، کی ایسی منڈیوں کی ترقی پر خاص توجہ دی جارہی ہے ۔

زرعی پیداوار کے گریڈنگ اور مارکٹینگ ایکٹ کے تحت فصلوں کو ان کی کوالٹی کی بناپر مختلف گریڈوں میں بانٹنے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے تاکہ کسانوں کو اپنی فصل کی قیمت اسکی کوالٹی کے مطابق مل سکے ۔ '' ایگمارک،، کے تحت گریڈنگ کے معیار کو قائم رکھنے کے لئے سائنسی جانچ کی مزید لیبارٹریاں قائم کی جارہی ہیں ۔

آج ہمارے ملک کے دیہات میں طرح طرح کی ترقیاتی سرگرمیاں جاری ہیں ۔ نئی سڑکیں بنائی جارہی ہیں ۔ نئے اسکول کھل رہے ہیں اور دیہات کے لوگوں کی اقتصادی حالت کو سدھارنے کے لئے مزید کواپریٹیو سوسائٹیاں قائم کی جارہی ہیں ۔ کامیابی کی ان ظاہرہ علامتوں کے علاوہ اس سے بھی زیادہ اہم کامیابی—جو بھلے ہی ناپی یا تولی نہیں جاسکتی— یہ ہے کہ اب ہمارے دیہات کے لوگوں میں ترقی کرنے کا شوق پیدا ہوگیا ہے ۔ ان میں جمود کی حالت ختم ہوگئی ہے ، قومی کاموں کے لئے مل جل کر کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوگیا ہے اور وہ قومی تعمیر کے عظیم کام میں اپنی شرکت کی اہمیت کو محسوس کرنے لگے ہیں ۔

* * * * *

ایمرجنسی کے سو نئے فائدوں کو مستحکم بنائیے

چیف منسٹر نے ۲۸ - اگسٹ کو ضلع مغربی گوداوری میں الی و.رو کے قریب جلیرو ریزروائر اسکیم کا سنگ بنیاد رکھا -

شری ٹی - اے - پائی مرکزی وزیر انڈسٹریز اور سیول سپلائز نے ضلع چتور میں رینی گنٹہ کے قریب ۷ - اگسٹ کو گجولامنڈیم انڈسٹریل ایریا کا افتتاح کیا - چیف منسٹر نے تقریب کی صدارت کی -

خبریں

تصویروں میں

چیف منسٹر نے ۶ - اگسٹ کو کڑپہ میں سری وینکٹیسورا کلا کیندرا کا سنگ بنیاد رکھا - شری بی - رنگا ریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے تقریب کی صدارت کی -

چیف منسٹر نے ۲۱ - اگسٹ کو پرملا پلی کے بڑے تالاب کے لئے ناگرجونا ساگر کا پانی چھوڑا - شریمتی جیاپرادھا صدر نشین کوسٹل آندھرا پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ کمیٹی بھی تصویر میں دیکھی جا سکتی ہیں -

چیف منسٹر نے ۴ - اگسٹ کو گنٹور میں کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والوں کے لئے پوسٹ گرائجویٹس اور انڈر گرائجویٹس ہاسٹل کا افتتاح کیا -

ضلعوں کے آنچل سے

گنٹور گرلز ہاسٹل ڈے :

موضع ولوورتی توٹا ضلع گنٹور میں طالبات کے گورنمنٹ ہاسٹل ڈے (شیڈولڈ کاسٹ) کی تقریب کے موقع پر مخاطب کرتے ہوئے سری این - یچ سیتاراماشرما لکچرار سیاست سری وینکٹیشورا یونیورسٹی نے ساجی تبدیلی اور قومی یکجہتی میں ہاسٹل بحیثیت ایجنسی کے جو کردار ادا کرتے ہیں اس کی وضاحت کی - انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ ہندوستانی سماج میں کچلے ہوئے طبقات کے لئے ترجیحی اساس پر مواقعات کی فراہمی ایک ناگزیر امر ہے ، اور مساوی موقعوں کا سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ پہلے ہی سے مساوات کی فضا موجود ہو - مختلف طبقات میں ذات پات کی برائی کو مٹانے کا واحد راستہ بین قومی شادیوں کو بڑے پیمانے پر عام کرنا ہے -

مسٹر بی - ایس - رامچندر راؤ ڈسٹرکٹ سوشیل ویلفیر افسر نے تقریب کی صدارت کی شوشیل کارکن شری لنا راجہ نے بھی مخاطب کیا - مسٹر ای - وشویشورا راؤ نے لڑکیوں میں انعامات تقسیم کئے -

قبل ازیں شریمتی ٹی - جیا کماری میٹرن نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا -

چیف منسٹر نے کمزور طبقات میں پٹے تقسیم کئے :

چیف منسٹر آندھرا پردیش نے ۶- اگسٹ کو عمارات و شوارع کے گیسٹ ہاؤز کڑپہ میں منعقدہ ایک خصوصی جلسے میں ۵۸۲۴ ایکر اراضی پر مشتمل ۱۵۷۰ پٹے اور ۳۱۲ ایکر اراضی پر مشتمل ۶۱۰۳ رہائشی زمین کے پٹے تقسیم کئے - رہائشی حقوق کے آرڈیننس کے تحت ۶۵۷ افراد کو ملکیت کے حقوق عطا کئے گئے- مرکزی وزیر شری ٹی - اے - پائی نے ۱۴۳۶ افراد کو ۱۹،۱۵ لاکھ روپئے قرض کے منظورہ کاغذات تقسیم کئے- قبل ازیں ڈسٹرکٹ کلکٹر مسٹر بی - ایل - سنجیواریڈی نے ضلع میں نئے معاشی پروگرام کی پیش رفت سے متعلق وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد سے ۲۰۱۹۱ خاندانوں کو معاشی امداد فراہم کی گئی- ۱۶۵۱ ایکر پر مشتمل ۵۱۴۶۷ رہائشی زمینات بھی تقسیم کئے گئے- انہوں نے مزید کہا کہ ضلع کی جائزہ کمیٹی نے اکتوبر ۱۹۷۶ کے ختم تک ماہی ضرورتمندوں کو رہائشی اراضیات کے پٹے تقسیم کرنا طئے کیا ہے- کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے ۳۹۰۳۶ افراد کو زراعت، افزائش مویشیان اور اراضیات کی ترقی کیلئے اور خودروزگار اسکیم کے لئے مزید ۱۲،۷۴ کروڑ روپیوں کے قرض کا انتظام کیا گیا -

دیہاتوں کو برقیانے کی اسکیم کے تحت ضلع میں ۴۹،۱۸ فیصد گاؤں کو برقیایا گیا ہے - ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد سے ۲۴ دیہاتوں، ۷ چھوٹی بستیوں اور ۵۱ ہریجنواڑوں کو برقیایا گیا بشمول ۱۰۰۶ زرعی سروس کے ۴۰۰۹ سرویسس دیئے گئے - بعدازاں شام میں چیف منسٹر نے کلکٹریٹ کے احاطے میں ۱۰ لاکھ روپئے کی لاگت سے تعمیر کئے جانے والے کمرشیل کامپلکس کا سنگ بنیاد رکھا- اور مرکزی وزیر نے انڈسٹریل اسٹیٹ میں سینٹرل ٹیسٹنگ لیباریٹری کا سنگ بنیاد رکھا -

۲۰ - نکاتی پروگرام کا جائزہ :— شری پی - رنگاریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے ۱۷- اگسٹ کو ورنگل میں ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کا جائزہ لینے کے لئے ضلع جائزہ کمیٹی کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کہا کہ جن افراد کو حکومت کی جانب سے زمینات دی گئی ہیں ان افراد کو ایسی زمینات کا قبضہ دیا جانا چاہئے ورنہ زمینات کی تقسیم یا عدم تقسیم دونوں برابر ثابت ہونگے اور غرباء میں زمینات کی تقسیم کا مقصد ہی ختم ہو جائیگا - یاد ہوگا کہ ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کا جائیزہ لینے کے لئے مئی میں منعقدہ کمیٹی کو مخاطب کرتے ہوئے وزیر فینانس نے ارکان اسمبلی، بلاک ڈیولپمنٹ افسروں اور تحصیلداروں کو مشورہ دیا تھا کہ وہ مختلف ترقیاتی اسکیمات کے اثرات کا مشاہدہ کرنے کے لئے دیہات کا دورہ کریں اور یہ دیکھیں کہ کسطرح پروگراموں کو روبہ عمل لایا جارہا ہے- اس مشورے پر عمل کرتے ہوئے ارکان اسمبلی کی رہنمائی میں اسٹڈی ٹیموں نے چند دیہات کا دورہ کرکے مختلف ترقیاتی پروگراموں کی عمل آوری میں عوام اور سرکاری عہدہداروں کی عملی دشواریوں سے متعلق نوٹ تیار کیا- اس نوٹ کو جائزہ

کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ وزیرفینانس نے ممبروں کو مشورہ دیا کہ وہ کمیٹی کے آئندہ اجلاس کے موقع پر کام کا جائزہ لینے کے لئے اسٹڈی گروپوں کی تشکیل عمل میں لائیں۔ انہوں نے ڈسٹرکٹ کلکٹر کو بھی مشورہ دیا کہ وہ سرکاری بنجر اراضی کے تعلق سے مناسب اقدامات کرے ۔ کمیٹی نے زرعی زمینات اور رہائشی زمینات کی تقسیم کا تفصیلی جائزہ لیا اور ترقی کی رفتار کو تیزتر کرنے کے لئے مختلف اقدامات کرنے کا مشورہ دیا۔

کھمم میں خاتون ادیبوں کی کانفرنس : کھمم میں ۸ ۔ اگسٹ کو خاتون ادیبوں کی آٹھویں کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے ڈاکٹر بی ۔ گوپال ریڈی صدرنشین آندھرا پردیش ساھتیہ اکیڈیمی نے اس بات پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سماج میں اچھی تبدیلیاں لانے کے لئے ہمارے ملک کی خواتین اہم کردار ادا کرر ہی ہیں ۔ ٹامل زبان کی مشہور ادیب مسز راجن کرشنن نے کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے کہا کہ آندھرا پردیش کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہے کہ یہاں خواتین کی اسوسی ایشن موجود ہے جو بالکلیہ طور پر خاتون ادیبوں کے لئے کام کرتی ہے اور انہیں یہ جان کر مسرت ہوی کہ خاتون ادیبوں کی جانب سے ریاست میں ہر ماہ ایک ناول لکھی جاتی ہے۔ مسز منگلا کنڑا ادیب نے کہا کہ آجکل کی ناولیں معیاری نہیں ہیں انکے معیار کو بلند کیا جانا چاہئے ۔ قبل ازیں مسز گوپیکاپرشاد صدر استقبالیہ کمیٹی نے خیر مقدم کیا ۔ شریمتی یم ۔ چڈا منی اور سیتادیوی نے اس موقع پر مخاطب کیا ۔

سرواشری ڈی ۔ رامانجا راؤ ، یم ۔ کوڈنڈارامی ریڈی ، بوما کنٹی ستیا نارائن راؤ ، پی ۔ وی ۔ آر ۔ کے ۔ پرشاد کلکٹر، بی ۔ بھیمنا ، پی ۔ سباراپا شاستری، سی ۔ سبناستوادھانی ، پی ۔ سامبا سیوا راؤ نے کانفرنس میں شرکت کی ۔

ہریجنوں کو قرضوں کی تقسیم : شری بتینا سباراؤ وزیر امداد باھمی نے ۹ ۔ اگسٹ کو ہوتونورو میں منعقدہ ایک تقریب میں ایلورو کوآپریٹیو اگریکلچر ڈیولپمنٹ بینک کی جانب سے فراہم کردہ قانون تحدید اراضی کے تحت مہیا کی گئی زمینوں کو ترقی دینے کیلئے ۴۳ ہریجنوں میں ۱۰۰۵۰ روپئے بطور قرض تقسیم کئے ۔

ویسٹ گوداوری ڈسٹرکٹ شیڈولڈ کاسٹ سرویس کوآپریٹیوسوسائٹی نے شری جی ۔ کاراسوامی ریڈی ڈسٹرکٹ کلکٹر کی رہنمائی میں ان غریب ہریجنوں کے لئے حصص کی رقم مہیا کی۔

شری ماگنتی سیتارام‌داس پریسیڈنٹ ایلورو کوآپریٹیو اگریکلچر بینک نے تقریب کی صدارت کی ۔

انوکھے انداز میں یوم آزادی کی تقاریب کا انعقاد : جسمانی اعتبار سے معذور اشخاص کے فنی باز آباد کاری مرکز حیدر آباد نے معذور افراد کے لئے کھیل کود اور موسیقی کے مقابلے منعقد کرکے ایک نئے انداز میں اس سال یوم آزادی کی تقریب منائی ۔ فنی مرکز کے عملے نے ایک اپاھج شخص کو ہاتھ سے چلنے والا سیکل رکشا' کا عطیہ دیا تاکہ اسے گھومنے پھرنے میں آزادی حاصل ہوسکے۔ انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔

ورنگل میں ترقیاتی سرگرمیاں : پلاکرتی حویلی ھنمکنڈہ میں موضع جینتی کی جانب سے منعقدہ ایک تقریب میں شری پی ۔ دھرماریڈی وزیر ھاؤزنگ اینڈ ایگرو انڈسٹریز نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہم سب کو چاھئے ضلع ورنگل میں ترقیاتی پروگراموں کو روبہ عمل لانے کے لئے متحدہ طور پر کوشش کریں ۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ وہ ضلع ورنگل کے ارکان اسمبلی کی میٹنگ بلانا چاھتے ہیں ۔ شری پی ۔ اوما ریڈی یم ۔ ایل ۔ اے نے جلسے کی صدارت کی ۔ شری شنکریا سرپنچ نے جنکی دانشمندانہ قیادت میں پلاکرتی پنچائت مسلسل دو سال سے ضلع کی بہترین پنچائت قرار دی جارہی ہے، خیر مقدمی خطبہ پڑھا ۔

عوام سے ملاقات کا پروگرام : شری ٹی ۔ وی ۔ آنند کمار ڈسٹرکٹ کلکٹر نظام آباد نے صبر و تحمل کے ساتھ جب انفرادی و اجتماعی نمائندگیاں حاصل کیں اور عوامی شکایت کو دور کرنے کے لئے نمائندوں کے مناسب جوابات دئے تو تقریباً ۳ ہزار اشخاص نے دلی سکون اور خوشی و مسرت کا اظہار کیا ۔ کلکٹر نظام آباد ۲۶ ۔ اگسٹ کو تعلقہ بانسواڑہ ضلع نظام‌آباد میں یوم عوامی نمائیندگی کا اہتمام کررہے تھے۔ ضلع میں یہ پروگرام اپنی قسم کا پہلا پروگرام ہے جو تمام پنچائت سمیتیوں میں منایا جائیگا ۔ اس پروگرام کے دوران ۹۹ دیہاتوں کی جانب سے کلکٹر کے ہاں نمایندگیاں کی گئیں ۔ ۷۰۴ درخواستیں تحریر میں دی گئیں جس میں ۱۵۰ زرعی زمینات، ۲۲ رہائشی اراضیات ، ۹۱ ہل چلانے کے بیلوں کی فراہمی ، ۱۵۰ دودھیارے جانوروں کی فراھمی، ۱۰ پینے کے پانی کی باولیوں کی کھدوائی اور سرکاری زمینات پر قبضوں کی بحالی کے لئے دی گئی تھیں ۔ جبریہ محنت کا ایک واقعہ کلکٹر کے علم میں لایا گیا ۔

ہریجن نوجوانوں کے لئے ویلیج افسروں کی ٹریننگ کا پروگرام : شری پی ۔ مہیندرناتھ وزیر ہریجن ویلفیر و مارکیٹنگ نے ۲۰ ۔ اگسٹ کو منگاریڈی میں ویلیج آفیسرز ٹریننگ پروگرام کا افتتاح کرتے ہوئے ٹریننگ حاصل کرنے والے نوجوانوں کو مشورہ دیا

حیدرآباد میں
یوم آزادی
کی جھلکیاں

کہ وہ پٹواری کے عہدے پر سامورہونےکے بعد بھرپور خلوص کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیں اور دیہات میں کمزور طبقات کے ساتھ سماجی انصاف روا رکھیں ۔ وزیر مارکٹنگ نے درج فہرست اقوام کے لڑکوں کےلئے اسٹینوگرافر، ٹائپسٹ اور ڈرائیور وغیرہ جیسے کارآموزی کے پروگرام پر عمل آوری کی ستائش کی ۔ انہوں نے کہا کہ حکومت ضلع میں ان اسکیمات پر ۳۰ ہزار روپئے خرچ کررہی ہے ۔

قبل ازیں شری راما راؤ پی ۔ اے ۔ ٹو کلکٹر نے وزیر موصوف کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ ویلیج افسروں کی ٹریننگ کےلئے منتخب شدہ ۲۰ امیدواروں میں سے ۱۴ امیدواروں کا تعلق درج فہرست اقوام سے ہے ۔ ٹریننگ کی مدت ۴ ماہ کی ہے ۔ ڈسٹرکٹ کلکٹر شری وی ۔ چانگ سین نے جلسے کی صدارت کی ۔

جلیرو ذخیرۂ آب کا سنگ بنیاد : چیف منسٹر شری جے ۔ وینگل راؤ نے ۲۸ ۔ اگسٹ کو گریجن پنچایت سمیتی کے مستقر بتیا گوڈم میں ایک بڑے جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ قبل ازیں الیویرو میں ۲،۵ کروڑ کی لاگت سے تعمیر کئے جانے والے جلیرو ذخیرہ آب کے لئے انہوں نے جو سنگ بنیاد رکھا اس کا مقصد قبائلی علاقوں میں رہنے والوں کو ڈیلٹا علاقے کی سہولتیں مہیا کرنا ہے ۔ اس ذخیرہ آب سے ۳،۵۰۰ ایکر زمین سیراب ہوگی ۔ انہوں نے کہا کہ وزیراعظم کو قبائلیوں کی ترقی سے خصوصی دلچسپی ہے ۔

چیف منسٹر نے ایک انٹیگریٹیڈ ٹرائبل ڈیولپمنٹ کارپوریشن کا بھی افتتاح کیا ۔ انہوں نے ۱۸۳ قبائلیوں کو ۲،۴۰ لاکھ روپئے مالیت کی معاشی فوائد پہنچانے والی اشیاء تقسیم کیں ۔ انہوں نے دودھ دینے والی ۹۱ بھینسیں، ۱۰۰ بھیڑیں، ۱۴۰ آئل انجن، ۲۹ کیڑے مار دوا چھڑکنے کے آلات، ۵ الکٹرک موٹریں تقسیم کئے ۔ اس کے علاوہ چیف منسٹر نے زمین کو ترقی دینے اور باؤلیوں کی کھدوائی کے لئے قبائلی خاندانوں میں قرضے تقسیم کئے ۔ نیز ۵۰ رہائشی پٹے اور ۳۰ ایکر پر مشتمل ۲۲ زرعی اراضی کے پٹے تقسیم کیئے ۔

شری جی ۔ کمارا سوامی ریڈی کلکٹر نے اس موقع پر تقریر کی ۔

شری جے ۔ راجاراؤ چیف انجنیر اوسط آبپاشی نے کہا کہ سال رواں کے دوران میں ۱۴ پراجکٹوں پر کام شروع کیا جارہا ہے جن سے قبائلیوں اور پسماندہ طبقات کو فائدہ پہنچے گا اس کے مقابلے میں سال گزشتہ ۶ پراجکٹوں پر کام شروع کیا گیا تھا ۔ شری وی ۔ کرشناسورتی نائیڈو وزیر اوسط آبپاشی نے تقریب کی صدارت کی ۔ شری وائی ۔ نارائن سوامی وزیر اسمال اسکیل انڈسٹری شری کے ۔ راملو ایم ۔ ایل ۔ اے ۔، شری اے ۔ بابی نیڈو ایم ۔ ایل ۔ سی ۔ نے بھی اس موقع پر مخاطب کیا ۔ بعدازاں چیف منسٹر نے یراکالوا ذخیرہ آب کا سنگ بنیاد رکھا جس کی تخمینہ لاگت ۱۰ کروڑ روپئے ہے اور توقع ہے کہ اس سے ۳۰ ہزار ایکر زمین سیراب ہوگی ۔

* * * *

ڈسپلن سے قوم طاقتور بنتی ہے

آندھرا پردیش میں فنی تعلیم

آندھرا پردیش میں ریاستی حکومت کی فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم سے متعلق پالیسیوں کو رو بہ عمل لانے کی ذمہ داری محکمہ فنی تعلیم پر ہے اور یہ محکمہ حکومت ہند اور کل ہند کونسل برائے فنی تعلیم کی جانب سے مرتبہ رہنمایانہ خطوط کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوتا ہے۔ یہاں اس امر کا اضافہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ محکمہ ۱۹ سرکاری پالی ٹیکنکس۔ ۳ خانگی پالی ٹیکنکس جن میں تروپتی میں حال ہی میں آغاز کردہ لڑکیوں کا ایک پالی ٹیکنک بھی شامل ہے۔ ایک سرکاری معدنیاتی ادارہ۔ ایک مرکزی ادارہ کامرس۔ ۱۲ ٹیکنیکل ہائی اسکولوں۔ آندھرا پالی ٹیکنک کاکی ناڈا سے ملحق ایک صنعتی اسکول۔ رقص و موسیقی کے ۸ سرکاری کالجوں۔ گھریلو سائنس کا ایک تربیتی کالج۔ لڑکیوں کے دو پیشہ ورانہ ادارے اور خانگی انتظام کے تحت ایک فوڈ کرافٹ انسٹیٹیوٹ کے کاموں کی نگرانی اور ان کی سرگرمیوں کو ایک دوسرے سے مربوط کرتا ہے۔ جواہر لال نہرو ٹکنالوجیکل یونیورسٹی کا ۲۔ اکتوبر ۱۹۷۲ کو قیام کے بعد سے کاکی ناڈا اور اننت پور کے انجنیرنگ کالجوں۔ ناگرجناساگر انجنیرنگ کالج حیدرآباد اور کالج آف فائن آرٹس اینڈ آرکیٹکچر حیدرآباد کے انتظامات حکومت کے پاس منتقل کرکے یونیورسٹی کے تحت دیدئے گئے۔

ریاستی حکومت نے ایس۔ وی گورنمنٹ پالی ٹیکنک میں الکٹریکل کیمونیکیشن انجنیرنگ کا نصاب (ڈپلوما) اور سریکاکلم اور نیلور کے گورنمنٹ پالی ٹیکنکس میں کمرشیل پراکٹیس کا ڈپلوما نصاب ۷۶-۱۹۷۵ع سے آغاز کرنیکی منظوری دی تھی اور ہر نصاب میں ۳۰ طلبا کے داخلے کے لئے گنجائش رکھی گئی تھی۔ حکومت کے حسب منشا ان نصابوں کا آغاز ہوچکا ہے۔ حکومت نے تروملا تروپتی دیوستھانم کے زیر انتظام ۷۶-۱۹۷۵ع سے تروپتی میں عورتوں کا ایک پالی ٹیکنک کھولنا منظور کیا ہے۔ دیوستھانم کے انتظامیہ نے اس پالی ٹیکنک کی ضمن میں ۷۶-۱۹۷۵ع - ۷۷-۱۹۷۶ع اور ۷۸-۱۹۷۷ع کے دوران میں عائد ہونے والے اخراجات کا پچاس فیصد حصہ برداشت کرنا قبول کرلیا ہے۔ یہ پالی ٹیکنک شروع شروع میں کمرشیل پراکٹیس اور کیٹرنگ و فوڈ ٹیکنالوجی میں ڈپلوما نصاب کی تعلیم دے رہا ہے۔ ہر نصاب میں ۳۰ طلبا شریک ہیں حکومت نے ۷۶-۱۹۷۵ع میں تروملا تروپتی دیوستھانم کے زیرانتظام تروپتی میں عورتوں کے لئے ایک پالی ٹیکنک آغاز کرنیکی منظوری دی ہے۔ دیوستھانم کے انتظامیہ نے ۷۶-۱۹۷۵ع - ۷۷-۱۹۷۶ع اور ۷۸-۱۹۷۷ع کے دوران میں متوالی اور غیر متوالی اخراجات کا ۵۰ فیصد برداشت کرنے کی رضامندی ظاہر کی ہے۔ ابتداً اس پالی ٹیکنک میں کمرشیل پراکٹیس اور کیٹرنگ اور فوڈ ٹیکنالوجی کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ اور ہر نصاب میں ۳۰ طالبات کو داخلہ دیا گیا ہے۔ اندازہ ہے کہ اس پالی ٹکنیک پر بالآخر ۴۵،۴۷ لاکھ روپیے غیر متوالی اور ۴،۲۰ لاکھ روپیے متوالی اخراجات سالانہ در پیش آئینگے۔

تعلیم کے نصابات

ریاست کے پالی ٹیکنک اداروں میں ڈپلوما سطح پر انجینیرنگ اور ٹکنالوجی کے ۲۰ مختلف شعبوں کی تعلیم دی جاتی ہے جیسے الکٹریکل اینڈ میکانیکل انجینیرنگ۔ کیمیکل انجینیرنگ۔ فارمیسی۔ آٹو موبائیل انجینیرنگ۔ الکٹریکل۔ کمیونیکیشن انجینیرنگ۔ آرکیٹکچر۔ کمرشیل پراکٹیس۔ میٹالرجی۔ ٹیکسٹائل ٹیکنالوجی۔ ڈریس میکنگ اینڈ کاسٹیوم ڈیزائن۔ سرامکس اور مائینینگ۔ ریاست کے انجینیرنگ کالجوں میں ۹ مختلف نصابوں (سیول۔ الکٹریکل اینڈ میکانیکل انجینیرنگ۔ الکٹرانکس اینڈ کمیونیکیشن انجینیرنگ۔ کیمیکل انجینیرنگ۔ میرین انجینیرنگ۔ میٹالرجی۔ مائینِنگ اینڈ آرکیٹکچر) کی تعلیم دی جاتی ہے۔ انجینیرنگ کالجوں میں طلبا کی تعداد ۱۲۸۰ اور پالی ٹیکنک اداروں میں ۳۶۳۰ ہے۔

محکمہ پرنٹنگ ٹیکنالوجی۔ شوگر ٹیکنالوجی۔ پروڈکشن ٹیکنالوجی۔ انڈسٹریل انجینیرنگ۔ لیدر ٹیکنالوجی اور فلم ٹیکنالوجی جیسے نصابات آغاز کرنے کے منصوبے رکھتا ہے لیکن فنڈ کی کمی کے باعث ان نصابوں کو ابھی تک شروع نہیں کیا جاسکا کل ہند کونسل برائے فنی تعلیم کی سدرن ریجنل کمیٹی اور حکومت ہند نے تخمیناً ۲۸،۷۶ لاکھ روپیے غیر متوالی اور ۱،۹۷ لاکھ روپیے سالانہ متوالی اخراجات سے سکندرآباد میں

ایک پرنٹنگ ٹیکناکالوجی ادارہ قائم کرنے کی تجویز منظور کر لی ہے ۔ مطلوبہ سرمایہ فراہم ہو جانے کے بعد اس اسکیم کو روبعمل لایا جائیگا ۔

کارگزار فن‌دان

کارگزار فن‌دانوں کی فنی قابلیت کو بہتر بنانے کے لئے اور انکو اپنے روزگاری زمروں میں ترقی کے مواقع فراہم کرنے کے لئے حیدرآباد ۔ وجے‌واڑہ ۔ کاکیناڈا اور وساکھا پٹنم کے پالی‌ٹیکنک اداروں میں سیول ۔ الکٹریکل ۔ میکانیکل اور الکٹریکل کمیونیکیشن انجینیرنگ کی مختلف شاخوں میں جز وقتی ڈپلوما نصابات کی تعلیم کے انتظامات روبہ عمل لائے گئے ہیں ان نصابوں میں ۲۴۰ طلباء کی شمولیت کی گنجائش ہے ۔ سیول ۔ الکٹریکل ۔ میکانیکل انجینیرنگ ۔ الکٹرانکس اور کمیونیکیشن انجینیرنگ میں جز وقتی ڈگری نصابات کی تعلیم حیدرآباد ۔ والٹیر ۔ کاکیناڈا ۔ اننت‌پور اور تروپتی کے انجینیرنگ کالجوں میں دی جاتی ہے جس سے ۳۶۰ طلباء مستفید ہوئے ہیں ۔

عثمانیہ انجینیرنگ کالج حیدرآباد ۔ آندھرا یونیورسٹی انجینیرنگ کالج والٹیر ۔ ایس ۔ وی یونیورسٹی انجینیرنگ کالج تروپتی اور ریجنل انجینیرنگ کالج ورنگل اور جواہرلال نہرو ٹیکنالوجیکل یونیورسٹی کالیجس کاکناڈا اور اننت‌پور میں پوسٹ گرائجویٹ انجینیرنگ نصابات کی تعلیم کے انتظامات موجود ہیں ان نصابات کی تعداد ۱۶ ہے اور زیر تعلیم طلباء کی تعداد ۳۲۵ ہے ۔

محکمہ ایک صنعتی ادارے کے اشتراک سے جس نے طلباء کے لئے عملی تربیت کی سہولتیں فراہم کرنیکا پیشکش کیا ہے ۔ گورنمنٹ پالی ٹیکنک وجے‌واڑہ میں آٹوموبائیل انجینیرنگ ڈپلوما کورس آغاز کرنے سے متعلق ایک اسکیم کا جائزہ لے رہا ہے اس نصاب کے سلسلے میں حکومت کو پالی ٹیکنک ادارے میں عملی تعلیم کے لئے درکار آلات و اوزار فراہم کرنیکی ضرورت در پیش نہیں آئیگی ۔

ڈیلور میں ایک کریکیولم ڈیولپمنٹ سنٹر قائم کیا گیا ہے جہاں سیول ۔ الکٹریکل اور میکانیکل انجینیرنگ کی ڈپلوما سطح کی تعلیم کے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اساتذہ اور طلباء کے کے لئے وسائلی مواد سے متعلق درس و تدریس کا انتظام عمل میں لایا گیا ہے ۔

ٹیکنیکل ٹیچرس ٹریننگ انسٹیٹیوٹ مدراس اور دوسرے اداروں میں ۱۲ / ۱۸ ماہ کی مدت کے تربیتی نصابوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے اساتذہ کو بھیجا جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ ان کو ۲ تا ۴ ہفتوں کے قلیل مدتی نصابوں میں تربیتی تعلیم فراہم کرنیکے مواقع بھی فراہم کئے جاتے ہیں ۔ گذشتہ سال خود محکمہ نے وشاکھاپٹنم ۔ کاکیناڈا ۔ وجے‌واڑہ اور نیلور کے پالی ٹیکنک اداروں میں سیول انجینیرنگ ۔ الکٹریکل انجینیرنگ اور آٹو موبائیل انجینیرنگ سے متعلق اساتذہ کے لئے گرمائی اسکولوں اور سرمائی ورکشاپس کے چلانے کا انتظام کیا تھا ۔ اساتذہ کے لئے مختلف صنعتوں میں عملی تربیت کے حصول کے لئے ایک اسکیم کو بھی رو بہ عمل لایا جارہا ہے ۔ ریاست میں ڈگری ۔ ڈپلوما اور سرٹیفکیٹ سطح پر فنی افرادکی عملی تربیت کے پروگراموں کو مربوط کرنیکی خاطر حکومت ہند کے بورڈ آف اپرنٹس‌شپ ٹریننگ کی ایک آندھرا پردیش اسٹیٹ سب کمیٹی قائم کی گئی ہے جس میں حکومت کے چند عہدہ‌دار اور بعض صنعتی اداروں کے نمائندے اراکین کی حیثیت سے شامل ہیں اور ناظم فنی تعلیم اس کمیٹی کے صدر نشین ہیں ۔

فنی اساتذہ اور طلباء کو عملی تربیت دینے کیلئے پروگرام میں صنعتی اداروں کا اشتراک حاصل کرنیکی غرض سے اور فنی اداروں میں تال میل پیدا کرنیکی نیت سے ایک صنعتی رابطہ بورڈ تشکیل دیا گیا ہے جسکے صدر نشین فنی تعلیم کے وزیر ہیں ۔

ریاست کے اندر حیدرآباد ۔ سکندرآباد ۔ نظام آباد ۔ ورنگل ۔ کرنول ۔ گنٹور ۔ وجے‌واڑہ اور وجیانگرم میں رقص و موسیقی کے ۸ سرکاری کالج ہیں جن میں جملہ ۱،۰۳۵ طلباء کو تعلیم دینے کی گنجائش ہے اسکے علاوہ راجمندری اور محبوب نگر کے خانگی کالجوں کو حکومت کی تحویل میں لے لینے کی درخواستیں وصول ہوئی ہیں اور حکومت ان درخواستوں پر ہمدردانہ غور کررہی ہے اس لئے کہ حکومت کی یہ خواہش ہے کہ ریاست میں کم سے کم دو ضلعوں کے لئے ایک کالج فراہم کیا جائے ۔ ضلع کھمم میں ایک میوزک کالج کے قیام سے محکمہ کی تجویز کو ابھی تک مالی وسائل کی کمی کے باعث قطعیت نہیں دی جاسکی ۔ امید کی جاتی ہیکہ جیسے ہی مالیہ اجازت دیگا اس ضلع میں ایک کالج قائم کردیا جائیگا ۔ ۔ بمقام کوٹہ تعلقہ گوڈور ضلع نیلور میں حال ہی میں قائم شدہ ایک خانگی میوزک کالج کو تسلیم کرنے کے بارے میں بھی محکمہ کے زیرغور ایک تجویز ہے ۔

کمزور طبقات کی امداد

پالی ٹیکنک اداروں اور انجینیرنگ کالجوں میں زیر تعلیم کمزور طبقات کے طلباء کی امداد کے لئے محکمہ کی جانب سے تعلیمی وظائف ۔ فیس کی رعائتیں اور آندھرا پردیش تعلیمی قرضوں کی اسکیم کے تحت بلاسودی قرضے فراہم کئے جاتے ہیں ۔ آندھرا پردیش تعلیمی قرضوں کے تحت موازنے میں سالانہ ۱۲،۵ لاکھ روپیوں

کی گنجائش فراہم کی گئی ہے اور محکمہ کی جانب سے وظائف کی منظوری کے لئے ۲.۰۲ لاکھ روپئے مختص کئے گئے ہیں ۔

گورنمنٹ پالی ٹیکنک برائے خواتین کاکیناڈا کے سوائے تمام سرکاری پالی ٹیکنک اداروں کی اپنی عمارتیں ہیں ۔ حکومت نے کاکیناڈا کے گورنمنٹ پالی ٹیکنیک برائے خواتین کے لئے عمارت کی تعمیر کی غرض سے ۱۸،۱۵ لاکھ روپیئے منظور کئے ہیں اور عمارت کی تعمیر کا کام جاری ہے ۔ اس عمارت کی تعمیر کے سلسلے میں نومبر ۱۹۷۵ ع کے ختم تک ۶،۳۳ لاکھ روپیے خرچ کئے جا چکے ہیں اور توقع ہیکہ ۱۹۷۷-۷۸ ع میں تعمیر کا کام مکمل کرلیا جائیگا اور اگر ضروری سالیہ فراہم ہو گیا تو ۱۹۷۶-۷۷ ع میں ہی اس کام کی تکمیل ہو جائیگی ۔ وسا کھا پٹنم گڈور ۔ تروپتی ۔ اور حیدرآباد کے پالی ٹیکنک اداروں کی عمارتوں میں مزید گنجائش فراہم کی جارہی ہے ۔ اضافہ سالیہ همدست ہوجانے کی صورت میں گورنمنٹ پالی ٹیکنک برائے خواتین گنٹور۔ گورنمنٹ پالی ٹیکنک وجے واڑہ ۔اننت پور اور ورنگل کی عمارتوں میں توسیع عمل میں لائی جائیگی ۔

سریکاکلم ۔ گنٹور ۔ نیلور ۔ نندیال اور پالی ٹیکنک برائے خواتین کاکیناڈا اور گنٹور کے سوائے تمام سرکاری پالی ٹیکنکس کے لئے اقامت خانوں کی موزوں اور مناسب عمارتیں موجود ہیں حکومت نے ۱۹۷۳-۷۴ ع میں گورنمنٹ پالی ٹیکنکس ۔ سریکاکلم گنٹور ۔ نیلور اور نندیال کے لئے ۲،۳۳ لاکھ روپیوں کی تخمینی لاگت سے اقامت خانوں کی تعمیر کی منظوری دی تھی ۔ سریکاکلم اور نیلور کی عمارتیں تعمیر ہو چکی ہیں اور ان کا افتتاح علی الترتیب نومبر ۱۹۷۵ ع اور فروری ۱۹۷۶ ع میں چیف منسٹر اور فینانس منسٹر کے ہاتھوں عمل میں آ چکا ہے ۔ باقیماندہ ۲ اقامت خانوں کی تعمیر تکمیل کے قریب ہے اور قریب ۳ ماہ کے اندر ان اقامت خانوں کو شروع کردیا جائیگا ۔ کاکیناڈا اور گنٹور کے گورنمنٹ پالی ٹیکنکس برائے خواتین کے لئے فی اقامت خانہ تقریباً ۱،۵۰ لاکھ روپیئے لاگت سے اقامت خانے تعمیر کرنے کے سلسلے میں مرکزی و ریاستی حکومتیں غور کررہی ہیں ۔

موسیقی کے کالج

آٹھ سرکاری میوزک کالجوں میں سے صرف حیدرآباد اور وجیانگرم کے کالجوں کی اپنی مستقل عمارتیں ہیں جبکہ سکندرآباد کے کالج کو ٹیکنیکل ہائی اسکول سکندرآباد کی عمارت کے ایک حصے میں جگہ فراہم کی گئی ہے ۔ وجےواڑہ اور کرنول کے کالج کرایہ کی عمارتوں میں کام کررہے ہیں ۔ گنٹور کا میوزک کالج لڑکوں کے سرکاری ہائی اسکول میں واقع ہے ۔ ورنگل اور نظام آباد کے میوزک کالجوں کو وہاں کے پالی ٹیکنک اداروں کی عمارتوں میں جگہ فراہم کی گئی ہے ۔ اس قسم کے عارضی انتظامات اطمینان بخش نہیں ہیں اور جلد ہی ان ٦ میوزک کالجوں کے واسطے مستقل عمارتیں تعمیر کرنی ہونگی ۔ حکومت نے وجےواڑہ کے گورنمنٹ میوزک کالج کی عمارت کے واسطے جگہ حاصل کرلی ہے اور عمارت کی تعمیر کے لئے معقول سرمایہ فراہم کرنا باقی ہے ۔

* * * * * * *

ضلع کا خبرنامہ

سریکا کلم ترقی کی راہ پر

یکم جولائی ۱۹۷۵ ع کے بعد سے ۲۰ - نکاتی معاشی پروگرام کی عمل آوری کے نتیجہ میں ضلع سریکاکلم زندگی کے تمام شعبوں میں تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کر رہا ہے اس ترقی کی بدولت دیہاتی عوام پر زبردست اور خوشگوار اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

چاول اور شکر جیسی اشیائے ضروریہ کی فراہمی کا انتظام امداد باہمی انجمنوں ، پڑھے لکھے بے روزگاروں اور دوسرے خانگی افراد کے ذریعہ روبہ عمل لایا جا رہا ہے ۔ قبائلی علاقوں میں اشیائے ضروریہ روزمرہ کی ضروریات کے ڈپوز کے ذریعہ فراہم کی جارہی ہیں ان ڈپوز کو گریجن کوآپریٹیو کارپوریشن کی جانب سے چلایا جارہا ہے ۔ ۶۳۰ ٹن لیوی شکر ، ۲۵۰ ٹن گیہوں ، ۵۳۰ تھیلے روا اور ۸۳۰ تھیلے میدا ہر ماہ تحصیلداروں کے توسط سے فراہم کیا جاتا ہے ۔

بازار ضلع میں اشیائے ضروریہ کی کوئی قلت نہیں ہے اور یہ اشیاء بازار میں واجبی قیمتوں پر بہ آسانی ہمدست ہو سکتی ہیں۔ مختلف تدابیر کے اختیار کرنے کے نتیجے میں غذائی اجناس ، تیلوں ، دالوں اور دوسری ضروری چیزوں کی قیمتوں میں کمی کا قابل لحاظ رجحان پیدا ہو گیا ہے ۔

تحصیل اور تقسیم کا کام

خریف ۱۹۷۵ کے دوران میں کوئی ۲۶۰۷۳۷ ہیکٹر رقبہ پر دھان کی کاشت کی گئی تھی اس رقبے میں سے ۱۰۷۰۰۰ ہیکٹر پر زیادہ پیداوار دینے والی قسم کا دھان بویا گیا تھا ۔ ۱۹۷۶ ع کے خریف میں پیداوار کا اندازہ ۵۲۷۹۹۲ میٹرک ٹن ہے جو پیداوار کی عام سطح کے مقابلے میں ۱۹ فی صد اور ۷۵-۱۹۷۴ کی پیداوار کی سطح کے مقابلہ میں ۱۳۹ فی صد زیادہ ہے ۔

خریف اور ربیع کے مختلف پروگراموں کو مناسب طور پر روبہ عمل لانے کیلئے مختلف ایجنسیوں نے کاشتکاروں میں ۳٫۶۱ کروڑ روپے مالیت کے طویل مدتی اور قلیل مدتی قرضے تقسیم کئے

ربیع پروگرام کے تحت قرضوں کی منظوری اور تقسیم ابھی جاری ہے اور اندازہ ہے کہ اس سلسلے میں امداد باہمی انجمنوں اور ترقیاتی ایجنسیوں کی جانب سے مزید ۴۰ لاکھ روپیوں کے مساوی رقومات کی تقسیم عمل میں آئیگی ۔

محکمہ جاتی قرضوں کا ۶۰ فی صد حصہ بالکلیہ طور پر چھوٹے کاشتکاروں کو اور ۱۰ فی صد حصہ گریجنوں کو دیا جاتا ہے ۔

بیجوں کی وصولی کے پروگرام کے تحت ضلع میں ماہ مارچ تک دھان کی زیادہ پیداوار دینے والی قسم کے ۳۶۷ میٹرک ٹن وصول کئے گئے اور اپریل، مئی میں خریف پروگرام کے لئے تقسیم کئے گئے۔

تحدید اراضی

زمینداروں کی جانب سے داخل کردہ جملہ ۱۳۲۹۲ اقرار ناموں میں سے ایک ہزار زمینداروں کے پاس فاضل اراضی نکلیگی جو ۲۰ ہزار ایکڑ کے قریب ہوگی اور زیادہ تر خشکی ہوگی ۔

جملہ ۵۸۸۳ اقرار ناموں کے تصفیے ٹریبیونلز نے کردئیے ہیں اور ۵۸۱۸ ایکڑ خشکی اراضی فاضل قرار دی گئی ہے ۔ فاضل اراضی کو حاصل کر کے مستحق کاشتکاروں میں تقسیم کر دیا جائیگا ۔

سماجی بھلائی اور کمزور طبقات

حکومت کی تحویل میں موجود ۱۱۶۲۲۳٫۹۰ ایکڑ بنجر اراضی ماب تک درج فہرست اقوام ، قبائل اور پسماندہ طبقات کے حوالے کی گئی جس سے ۹۰۳۴۲ خاندانوں کو فائدہ پہنچا ۔

بے زمین اور کمزور طبقات کے لئے رہائشی جگہیں ۔

ضلع کے بلاک ڈیولپمنٹ افسروں کی جانب سے روبہ عمل لائے ہوئے ایک سروے کے مطابق ضلع سریکاکلم میں درج فہرست

اقوام کے ۲۳۳۸۰ خاندان بے گھر ہیں جو ۱۸۰۹ مواضعات میں منتشر ہیں - ۷۶-۱۹۷۵ کے دوران میں ۶۳۲۵۰۰ روپیے کی رقم فراہم کی گئی تھی جس سے ۲۰۸٫۹۲ ایکڑ اراضی حاصل کرکے ۲۰۱۹ درج فہرست اقوام کے افراد کو رہائشی جگہیں فراہم کی گئیں -

تحصیلداروں کی جانب سے ۲۶۱٫۹۱ ایکڑ سرکاری زمین ہریجنوں ، گریجنوں اور کمزور طبقات کے ۹۵۹۶ ضرورتمند خاندانوں میں رہائشی اغراض کے لئے تقسیم کی گئی۔

تجویز ہے کہ ۷۷-۱۹۷۶ کے دوران میں تقریباً ۵۰ لاکھ روپیوں کے خرچ سے کوئی ایک ہزار ایکڑ اراضی حاصل کی جائے جس سے کمزور طبقات کے تقریباً ۱۰ ہزار بے گھر خاندانوں کو مستفید ہونے کا موقع ملے گا -

ضلع کے اندر مکفول محنت کے تین واقعات علم میں آئے یعنی تعلقہ پاروتی پورم میں ایک ، تعلقہ سیلور میں ایک اور تعلقہ نرسنا پیٹھ میں ایک - متعلقہ اشخاص کو اس لعنت سے نجات دلا کر ان کو مالی امداد دی گئی تاکہ منفعت بخش کاروبار انجام دے سکیں -

* * * * * * *

شری ابو محمد صائم صدر بنگلہ دیش ۱۶ - اگسٹ کو کولمبو جاتے ہوئے حیدرآباد میں ٹھیرے - شری آصف پاشا وزیر قانون اور ڈاکٹر بھگوان داس چیف سکریٹری حکومت آندھرا پردیش نے ان کا استقبال کیا -

عابد سلطان شاهین
ام ۔ اے (عثمانیہ)

کلیم الدین احمد شخصیت اور فن

پروفیسر کلیم الدین احمد اردو کے وہ ممتاز نقاد ہیں ، جنہوں نے مغربی انداز فکر سے اثرات قبول کرتے ہوئے اردو تنقید نگاری کو نئی جہتوں سے روشناس کیا ۔ انہوں نے قدیم و جدید ادب کے نئے پیمانوں سے جانچنے اور پرکھنے کی کوشش کی اور ہمارے ادب میں انقلاب کا مژدہ سنایا ۔

کلیم الدین احمد کی جدت پسندی اور مغرب پرستی پر سخت اعتراضات کئے گئے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ انہوں نے اردو ادب کو نقد و نظر کے سانچے دئے ہیں ۔اور اردو تنقید کی نئی ٹکنیک سے آشنا کیا اردو تنقیدنگاری کے لئے نئے دور کے آغاز کا پیش خیمہ ہی ثابت نہیں ہوا بلکہ اس کی باز گشت صدا بہ صحرا ثابت ہوئی ۔ انہوں نے ہمارے ادیبوں اور شاعروں کی تخلیقات کو مغربی ادب کے اصولوں سے پرکھنے کی سعی کی اور قدیم و جدید ادب پر سے بےلاگ اور پرخلوص تنقید کر کے ہمارے ذہنوں پر چھائی ہوئی عقیدت اور روایت کی گرد کو صاف کیا ۔ وہ مشرقی تنقید نگاری کے جسم میں مغربی ادب کی روح پھونکنا چاہتے تھے ۔ تاکہ ہمارے ادب کو عالمی ادب کی صف میں لا کھڑا کیا جاسکے ۔ اپنی انتہا پسندی کے باوجود وہ اردو کے ممتاز نقادوں میں شمار کئے جاتے ہیں ۔

پروفیسر کلیم الدین احمد ۱۵ ۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۸ ع کو خواجہ کلاں عظیم آباد میں پیدا ہوئے سنہ ۱۹۲۸ ع میں پٹنہ کالج سے بی اے کی ڈگری اور یم ۔ اے کی ڈگری سنہ ۱۹۳۰ ع میں پٹنہ یونیورسٹی سے حاصل کی ۔ وہ اعلی تعلیم کے لئے لندن گئے ۔ کیمرج یونیورسٹی میں انگریزی میں ٹرائی پوس کیا ۔ سنہ ۱۹۳۳ ع میں حصول تعلیم سے فارغ پاکر پٹنہ یونیورسٹی میں شعبہ انگریزی میں بحیثیت کلرک ملازمت کا آغاز کیا ۔ حکومت ہند نے سنہ ۱۹۴۷ ع میں ڈپٹی ڈائرکٹر آف انسٹرکشن بہار کے عہدہ پر مامور کیا ۔ کلیم صاحب کی شخصیت کا نمایاں پہلو ان کی وضع داری ہے ۔ عام طور پر یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ وہ کم آمیز ہیں اور محفلوں میں کم شریک ہوتے ہیں ۔ لیکن اس خاموشی میں بھی انکی شخصیت کا تلاطم پنہاں ہے ۔ انہوں نے ابتدا ہی سے اپنی ذہنی افتاد کو نیے زاوئے دئے ۔ اور بے باکی اور جرأت کے ساتھ اردو زبان اور اس کے پڑھنے والوں کو نئی فکر عطا کی اور صاف ستھرا شعور دیا ۔ وہ اس روایت اور ماضی پرستی کے مخالف ہیں جو تغیر اور عصری آگہی کا شعور نہیں رکھتی بلکہ ذہن کو فکر کا حقیر بنائے رکھنے پر مائل ہے ۔ اردو تنقید میں مغرب کے اثرات قبول کرنے والے گروہ میں وہ نمایاں حیثیت رکھتے ہیں ۔ وہ ایک اعلی معلم و اعلی عہدہ دار کی حیثیت سے ہی ممتاز نہیں بلکہ وہ تصنیف و تالیف سے غافل نہیں رہے ۔ بلکہ وہ ایک بہترین مصنف بھی ہیں ۔ انہوں نے بالخصوص مغربی مطالعہ سے اردو تنقید میں نئے تصورات کا اضافہ کیا ۔ وہ انگریزی ادب کے علاوہ فارسی اور عربی ادب سے بھی کما حقہ واقفیت رکھتے تھے ۔ اسطرح کی عالمانہ صلاحیت اور مختلف زبانوں پر عبور اور درسگاہ اور وسعت علم و آگہی اردو کے نقادوں میں بہت کم نظر آتی ہے ۔ کلیم الدین احمد کو علمی کام سے جو شغف اور تنقید سے جو محبت ہے وہ بذات خود ایک نظیر ہے ۔ اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ آفس فائل کے انبار ہجوم اور بے پناہ ذمہ داریوں کے باوجود وہ شب کے دوسرے اور تیسرے پہر تک تصنیف و تالیف اور علمی مسائل کی چھان بین میں مصروف رہتے ۔ یہی وجہ ہے کہ دور حاضر کے سبھی ناقدین کی نگاہ میں ان کی انفرادیت مسلمہ ثبوت ہے ۔

ان کے تنقیدی تصورات ان کی مختلف تصانیف میں ظاہر ہوئے ہیں ۔ جن میں قابل ذکر اردو تنقید پر ایک نظر ۔ اردو شاعری پر ایک نظر ۔اردو زبان اور فن داستان گوئی سخن ہائے گفتنی عملی تنقید و تذکرے دیوان جہاں ۔ گلزار ابراہیم ۔ دیوان خاص ہیں ۔ اس کے علاوہ کلچرل اکیڈمی اینڈ ہاؤس کے زیراہتمام جنوری سنہ ۱۹۷۴ ع میں خود نوشتہ سوانح عمری اپنی تلاش میں کلیم الدین احمد چھپ چکی ہے ۔

پروفیسر کلیم الدین احمد کی اولین تصنیف اردو شاعری پر ایک نظر سنہ ۱۹۴۰ ع میں منظر عام پر آئی ہے ۔ یہ کتاب ان کے شعوری مطالعہ کا نچوڑ معلوم ہوتی ہے ۔ اردو تنقید پر ایک نظر سنہ ۱۹۴۲ ع میں چھپی یہ اردو ادب میں شاہکار کا درجہ رکھتی ہے اس میں نقادوں کے غلط افکار کا بے باکی سے جائزہ لیا گیا ۔ اردو زبان اور فن داستان گوئی میں قصہ گوئی کردار نگاری واقفیت اور تخلیق پر صاف اور صحیح رائے دی گئی ہے جو اس طالب علم کے لئے خاص طور پر اہم اور بصیرت افروز ہے ۔ عملی تنقید انہوں نے

سائنسی تنقید کی بنیاد پر تحریر کیا ہے ۔ لیکن انہیں خصوصی اہمیت مذکورہ تنقیدی کتاب کی بدولت حاصل ہوئی ۔ اور ان کی شخصیت کو ممتاز کر دیا پہلے تو یہ کہ انہوں نے اردو ادب کا عالمانہ جائزہ لینے کی کوشش کی ۔ اصناف ادب میں فن تنقید کی روشنی میں نہایت وضاحت اور مکمل خود اعتمادی سے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور ہر فن کا خواہ ترقی پسند ہو یا رجعت پسند ۔ غزل گو ہو کہ نظم نگار، ناقد ہو کہ تبصرہ نگار اردو کے ہر نمائندہ شاعر اور ادیب کی نگارشات پر سخت تنقید کر کے واضح کردیا اور اپنے منطقی دلائل سے اس کی خامیوں کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ انکی شہرت میں نیک نامی سے زیادہ بدنامی ہے اور ظاہر بیں اور سہل پسند کلیم الدین احمد کی تنقید کو جذبہ تحقیر کا عمل تخریب تصور کرتے ہیں ۔ اپنی تلاش میں ان کی خود نوشت سوانح عمری ہے جو جنوری سنہ ۱۹۷۵ ع میں شائع ہوئی ۔

اس سوانح عمری میں ایک محقق کی حق شناس نگاہیں شاعر کا حساس دل ، ایک نقاد کا جرات مند حوصلہ، اور ایک دانشور کی فکر پرواز کا زبردست تخیل کا امتزاج ملتا ہے۔ ہر انسان کی سیرت خوبیوں اور خامیوں کا امتزاج ہوتی ہے اور یہ احساس کی تمازت کا نور ہر دل میں انفرادیت کا لوہا منواتا ہے۔ عام طور پر سوانح نگاری میں خوبیوں کو معراج سمجھا جاتا ہے اور سوانح کا ہیرو قاری کے لئے ایک مافوق البشر شخصیت کا روپ دھار لیتا ہے ۔ لیکن کلیم صاحب کی سوانح عمری ایک انسان کی سوانح عمری ہے ۔ جس میں احساس کے تمازت کی نویش بھی ہیں اور معراج ادب کے کارنامے بھی ۔

پروفیسر کلیم الدین احمد اچھے شاعر بھی ہیں ان کے کلام کے '' مجموعے ۲۳ نظمیں اور ۲۵ نظمیں منظر عام پر آ چکے ہیں ۔ شاعری میں بھی مغرب کی پیروی ملتی ہے۔ ان کی شاعری زندگی کے بے شمار تجربات سے عبارت ہے اپنی شاعری میں غم زندگی کے سارے موضوعات کو پورے شعور کے ساتھ سمیٹے نظر آتے ہیں ۔

انہوں نے شاعری کے ذریعہ معلومات ھی نہیں دئے بلکہ ان معلومات کو تاثرات دئے ہیں ۔ اور نظر کو نظریہ ہی نہیں دیا بلکہ علم کو عرفان کی دولت سے مالامال کیا ۔ ان کی نظموں میں روایت شکنی اور جدت پسندی آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہے ۔ انہوں نے اردو میں نثری نظموں کا انوکھا اور دلچسپ تجربہ کیا ہے ۔ وہ اپنی نظموں کو عنوان کا محتاج نہیں سمجھتے اور بغیر کسی عنوان ہی کے نظمیں لکھی گئی ہیں ۔ کلیم صاحب اس خیال کے حامی نہیں کہ عنوان پر انحصار کرلینا ایک طرح کی کم مائیگی ہے ۔ جسطرح موسیقی اور مصوری کے لئے موضوع کی چنداں ضرورت نہیں اسطرح نظموں کے لئے عنوان کی ضرورت لازمی نہیں قاری کو خود موضوع کی تہہ تک پہنچنا چاہئے وہ اردو شعراء کو پیام دیتے ہیں ۔

شہپر سے فکر کی پرواز سے ڈرتے کیوں ہو
پرائے پرواز کو شاہین کے کترتے کیوں ہو
سیر افلاک کرو گنبد مینا پہ چڑھو
برق شب تاب بنو عرش بریں پر چمکو
بال جبریل کو پرواز سکھائے کوئی

کلیم الدین احمد جمالیاتی اور تاثراتی تنقید کے دبستان سے وابستہ ہیں ۔ ادب کے بارے میں اس نقطہ نظر سے عامل ہیں کہ ادب ہیئت پر مبنی ہے اور انہوں نے سواد کی اہمیت اور افادیت سے انکار کیا ہے اردو کی ہستی تاریخ میں حالی کے بعد ان کا مرتبہ بلند ہے ۔ ادب کی مقصدیت اور افادیت کے مخالف ہیں ۔ وہ ادب کو فنی اصولوں کی کسوٹی پر پرکھ کر اس کی قدر و قیمت متعین کرنا چاہتے ہیں ۔ اور مغربی ادب کے بدلتے ہوئے رجحانات اور تحریکات ان کے پیش نظر رہے اپنی مشہور تصنیف '' اردو تنقید پر ایک نظر '' میں لکھتے ہیں ۔

اردو میں تنقید کا وجود محض فرضی ہے یہ اقلیدس کا خیالی نقطہ یا معشوق کی موہوم کمر ۔

پروفیسر کلیم الدین احمد اپنی بعض خامیوں کے باوجود اردو کے بڑے نقاد ہیں اور اردو تنقید نگاری میں نئے سنہرے احساس شعور اور عصری قدروں کے وہ محرک بھی ہیں اور نقیب بھی ۔

* * * * * * *

شری سی ۔ ارجن راؤ کلکٹر نیلور ڈسٹرکٹ نے کوٹا کے بی ۔ڈی۔او۔ شری وینکٹ سبیا کو سال ۷۶ - ۱۹۷۵ کے دوران نیشنل سیونگس کے میدان میں انکی بہترین کارکردگی کے صلہ میں ۱۵ - اگسٹ کو یوم آزادی کی تقریب کے موقع پر انہیں ایک چاندی کا میڈل اور ستائشی مراسلہ دیا ۔

خبریں تصویروں میں

شری کے ۔ راجملو وزیر صحت و طبابت نے ۷ - اگسٹ کو سنگاریڈی میں پہلے لیپر اسکوپک ٹیوبکٹمی کیمپ کا افتتاح کیا ۔

شری جے ۔ بی ۔انوالا ڈیویژنل مینجر سنٹرل بنک آف انڈیا نے حال ہی میں موضع اناوا ضلع گنٹور کے غریب کسانوں میں قرضے تقسیم کئے ۔

شری جے ۔ وینگل راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش یکم اگسٹ کو ضلع مغربی گوداوری میں رائیس ملرز ایسوسی ایشن کی جانب سے منعقد کی جانے والی ایک تقریب میں ضلع کے عہدہ داروں اور ملاروں کو مرکزی پول کے لئے مقررہ نشانے سے زیادہ ۳۰ لاکھ ٹن چاول جمع کرنے پر مبارکباد دے رہے ہیں ۔

شری پی ۔ رنگاریڈی وزیر فینانس و اطلاعات نے یکم اگسٹ کو کھمم میں ڈسٹرکٹ انفارمیشن سنٹر کا افتتاح کیا ۔ شری جھمسری راما مورتی وزیر سوشیل ویلفیر نے تقریب کی صدارت کی ۔

شری پی ۔ دھرما ریڈی وزیر امکنہ و ایکرو انڈسٹریز کو انکے پہلے دورے ورنگل کے موقع پر ۲۲ - اگسٹ کو ضلع پریشد ہال میں گورنمنٹ اینڈ پنچایت راج کے درجہ چہارم کے ملازمین کی ایسوسی ایشن نے انکے اعزاز میں تہنیتی جلسہ منعقد کیا ۔

ظفر ادیب

غزل

نہ جانے ہم نے اٹھائے ہیں کتنے غم تنہا
کہ آج خود کو نہیں دیکھتے ہیں ہم تنہا

نہیں ہے اس کے سوا اور کوئی راز حیات
شریک سب ہیں کرم کے مگر ستم تنہا

امید و بیم سے کس کو مفر زمانے میں
یہ زیست کرنی ہے تجھکو بھی بیش و کم تنہا

بگڑتی دیکھی جو منزل تو ساتھ چھوڑ گئے
ازل سے بخشے گئے ہم کو پیچ و خم تنہا

کسی نے بھی یہ نہ دیکھا کہ ہم بھی ہیں کہ نہیں
ہمارے غم کی طرح ہے ہمارا دم تنہا

کہاں کہاں نہ ہمارے جنوں کے تھے آثار
مگر دکھائی دئے ہم قدم قدم تنہا

رہا بلاؤں کا ہر وقت ارد گرد ہجوم
کہو، ظفر رہے کب تم بہ ایں کرم تنہا

* * * * * *

نازش پرتاب گڈھی

غزل

لپکے تھے خود سے ملنے کو بے اختیار ہم
اب مل کر اپنے آپ سے ہیں شرمسار ہم

دامن کی طرح رہتے ہیں کیوں تار تار ہم
پہلے تو اس قدر نہ تھے باختیار ہم

یہ کیا ہوا کہ زخموں کو کہنے لگے گلاب
اے درد ! اسقدر تو نہ تھے وضعدار ہم

کیا رہگذر میں اب کوئی کانٹا نہیں رہا
کیوں رک گئے ہیں راہ میں بے اختیار ہم

اپنے پہ طنز کرنے کا ہے حوصلہ ہمیں
دشت جنوں میں ٹھہرے ہیں باغ و بہار ہم

ہنسنے میں اپنے ہونٹوں پہ لیکر جراحتیں
زندہ ہیں اپنے دل میں چھپا کر شرار ہم

پلکوں پر اشک آئے نہ ہونٹوں پہ کوئی آہ
نازش دیار غم میں رہے با وقار ہم

* * * * *

محمد شاھد عظیم

گدھا ___ (احمق نہیں ذھین اور زیرک)

لمبے لمبے بے ہنگم کھڑے ہوئے کان، بڑی بڑی آنکھیں جن میں اکثر میل کچیل بھرا رہتا ہے لمبوترا چہرہ ، گردن پر ایال ، پیٹھ پر سیاہ لکیر سی اور سینے پر کراس کا نشان، پھولا ہوا پیٹ، چھوٹا قد، رنگ خاکستری یا گہرا بھورا بلکہ سفید بھی، چھوٹی سی دم جس کے آخری سرے پر بالوں کا ایک گچھا سا ہوتا ہے یہ ہے گدھا جسے جانوروں کی دنیا میں سب سے زیادہ حقیر اور قابل نفرت خیال کیا جاتا ہے ۔ انسان گدھے کو حماقت کا علمبردار خیال کرتا ہے اور ہم ان تحریروں کو پڑھکر بہت لطف اندوز ہوتے ہیں جن میں گدھے کی حماقتیں درج ہوتی ہیں ۔

دنیا زمانہ قدیم سے گدھے سے نفرت کرتی آئی ہے مگر دنیا کے تقریباً تمام بڑے مذاھب نے اس کو احترام اور عزت کا مقام دیا ہے ذرا تصور کیجئے وہ گھڑی گدھے کیلئے کتنی فرحت بخش تھی جب وہ حضرت عیسی کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کر یروشلم (اسرائیل) میں داخل ہوا اور لوگوں نے خوشی و مسرت سے نعرے لگائے حضرت عیسی کی گدھے کی سواری کا مطلب عجز و انکسار کا اظہار نہیں تھا بلکہ اسے فاتحانہ سواری کے طور پر موزوں اور مناسب وقت پر منتخب کیا گیا تھا ۔

قرون وسطی میں مغربی ممالک کے گرجاؤں میں گدھے کی ایک تقریب منائی جاتی تھی جو حضرت یوسف اور مریم کے اس فرار کی یاد تازہ کرتی تھی جب وہ ننھے مسیح کو لیکر امن و سلامتی کی تلاش میں مصر پہنچے ۔ ان دونوں مثالوں میں گدھے نے ایک بے ضرر اور باربردار جانور کا پارٹ ادا کیا تھا ۔ توریت میں گدھے کے ذھنی مکارم و محاسن کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ کیسے اس نے اپنے مالک کو رضائے الہی کے خلاف ایک زبردست غلطی کرنے سے بچالیا، مصری گدھے کو خدا کی برگزیدہ اور پاک مخلوق خیال کرتے تھے ۔ ہندو روایات کے مطابق گدھا چیچک کی دیوی " شیتلا ماتا "، کی سواری ہے ۔ چین ادب میں گدھے کے بارے میں کہا گیا ہے وہ ایک انتہائی ذھین اور باشعور جانور ہے، ہندوستان کے عظیم مدبر چانکیہ کا یہ کہنا کہ انسان میں گدھے کے گن یعنی خوبیاں ہونا چاہئے ، گدھے کے اوصاف اور خوبیوں کا اعتراف ہے ۔

گدھے کا سلسلہ نسب ابی سینا (ایتھوپیا) کے جنگلی گدھے سے ملتا ہے یہ گھوڑے اور زیبرا کا رشتہ دار ہے۔ گدھا دھول اور مٹی کو بہت پسند کرتا ہے اور پانی کیچڑ سے ممکنہ حد تک بچنے کی کوشش کرتا ہے اور بارش سے تو بہت ڈرتا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے آبا و اجداد صحرا میں رہتے تھے ۔ اسے پینے کیلئے بہت کم پانی کی ضرورت پڑتی ہے مگر پینا صاف پانی ہے ۔ وہ معمولی خوراک کھا کر بھی ایک طویل مدت تک بہت زیادہ محنت کر سکتا ہے کمہار اور دھوبی اس سے نہایت سخت محنت و مشقت کا کام بیدردی سے لیتے ہیں اور بری طرح مارتے پیٹتے ہیں مزید یہ کہ اسے کھانے کے لئے نہیں دیتے ۔ یہ خود ہی ادھر ادھر چر پھر کر اپنا پیٹ بھر لیتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں قناعت پسندی اور حالات پر صابر و شاکر رہنے کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے ۔ عام جانوروں کی بہ نسبت وہ اس وقت تک آرام کیلئے نہیں بیٹھتا جب تک وہ بہت زیادہ تھک نہ جائے بلکہ وہ اکثر کھڑے کھڑے نیند کے مزے لیتا ہے۔ نہ جانے کیا وجہ ہے کہ وہ آم سے بہت زیادہ نفرت کرتا ہے اور کاغذ کو نہایت رغبت سے کھاتا ہے۔ گدھے کی ایک اہم خصوصیت اس کا اڑیل پن ہے۔ جب اڑ جاتا ہے تو تو لاکھ مارنے پیٹنے پر بھی اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوتا یعنی مار بھی کھاتا ہے اور بوجھ بھی ڈھوتا ہے انسان گدھے کو احمق کاہل اور نہ جانے کیا کیا سمجھتا ہے لیکن گدھا اتنا ذھین اور عقلمند ہوتا ہے کہ وہ جنگلوں اور پہاڑوں میں ہمیشہ محفوظ راستہ اختیار کرتا ہے ۔

اسے باربردار جانوروں میں سب سے آگے رکھا جاتا ہے وہ بہت زیادہ بھیڑ بھاڑ میں بھی اپنے مالک کو پہچان لیتا ہے ۔ فارسی کی ایک کہاوت ہے کہ گدھے میں اتنی دانائی ضرور ہوتی ہے کہ وہ گم نہیں ہوجاتا عرب اس سے بار برداری سواری، اور کھیتی باڑی کا کام لیتے ہیں ۔ قاہرہ میں آج بھی اس پر سواری کی جاتی

ہے ۔ کراچی کی سڑکوں پر ''گدھا گاڑی،، عام طور پر دکھائی دیتی ہے ۔

افریقہ کے بعض ملکوں میں تو گدھے کا گوشت کھایا بھی جاتا ہے ۔ اس کا چمڑا اگرچہ کہ گائے کے چمڑے کی طرح مضبوط اور قیمتی نہیں ہوتا پھر بھی بہت سے کاموں میں استعمال ہوتا ہے ۔ انگلستان میں تقریباً سو برس پہلے اسکی ہڈیوں سے بانسریاں بنائی جاتی تھیں ۔ پرانے زمانے میں ہندوستان اور یونان میں گدھے کے دودھ سے مفرح ادویات تیار کی جاتی تھیں اس کا دودھ امراض معدہ اور تپ دق کے لئے مفید خیال کیا جاتا ہے جن بچوں کو بدلی کی شکایت ہوتی ہے انہیں گدھے کا دودھ پلانے کا رواج آج بھی دیہاتوں میں عام ہے ۔

مشہور ہے کہ رومن حسینائیں گدھے کے دودھ سے نہاتی تھیں ان کا خیال تھا کہ اس طرح ان کی جلد کی رنگت اور بھی نکھر جائے گی یہی وجہ تھی کہ انگلستان میں آج سے ایک سو سال پہلے گدھی کے ایک کوارٹ دودھ کی قیمت چار شلنگ تھی ۔

زمانہ قدیم میں سب سے پہلے گدھے کو سوہزار سال قبل مسیح میں مصریوں نے پالتو جانور کی حیثیت سے پالا اور قدیم تہذیبوں میں اسے بہت بلند مقام دیا گیا ۔ رومنوں نے یورپ کی تعمیر و ترقی کیلئے جو کام کیا اس میں ایک طرح گدھے کو بہت حد تک دخل رہا ۔ کہا جاتا ہے کہ رومن منڈیوں میں گدھے کی قیمت پانچ سو پونڈ کے لگ بھگ تھی گدھا عرب سے ہوتا ہوا مصر ، یونان ، روم ، فرانس ، جرمنی اور سویڈن پہنچا ، غالباً انیسویں صدی میں پہلی مرتبہ برطانیہ لے جایا گیا ، دراصل صلیبی لڑائیاں لڑنے والے عیسائی اسے مغربی ایشیا سے یورپ لائے تھے ۔ اسپین سے گدھا شمالی افریقہ پہنچا ، یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ ہندوستان میں گدھا کب اور کیسے آیا تاہم چند قدیم کتابوں میں اس کی آمد کا تفصیلی ذکر ملتا ہے ۔

گدھے کی دم چھوٹی ہوتی ہے جس کے سرے پر بالوں کا ایک گچھا سا ہوتا ہے ، چہرہ چبوترا اور رنگ عموماً خاکستری اور سیاہی مائل ہوتا ہے گھوڑے کی طرح چمکیلا نہیں ہوتا ۔ سفید اور سیاہ رنگ کے گدھے بھی عام طور پر پائے جاتے ہیں ۔ گدھی کا بچہ بڑا ہی خوبصورت ہوتا ہے اور جیسے جیسے بڑا ہوتا جاتا ہے بے ڈھنگا اور بدصورت ہوتا جاتا ہے ۔

گدھی کا زمانہ حمل ۱۲ مہینے یعنی گھوڑے سے ایک مہینہ زیادہ ہوتا ہے ۔ گرم علاقوں میں گدھی صرف موسم بہار اور سرما میں بچہ جنتی ہے اور عموماً ایک ہی بچہ جنتی ہے بہت کم جڑواں بچے جنم لیتے ہیں بچہ چھ مہینے کی عمر تک دودھ پیتا ہے ۔ گھوڑے اور گدھے کے اختلاط سے جو بچے پیدا ہوتے ہیں ان میں اپنے ماں باپ کی خوبیاں مشترک ہوتی ہیں یعنی انتہائی طاقتور اور سخت محنتی یہ خچر کہلاتے ہیں ۔ گدھے کا وزن صرف ۳۵ پونڈ ہوتا ہے اور قد لگ بھگ ۴½ فیٹ ۔

گدھا عام طور پر گھوڑے سے زیادہ مدت تک جیتا ہے اسکی اوسط عمر ۳۰ سال ہوتی ہے سنہ ۱۹۲۷ء میں ایک مصری گدھا جس وقت مرا اسکی عمر ۸۶ سال تھی ۔ ترکی ، شام اور ایران کے گدھے خوبصورت ہوتے ہیں ۔ ان ملکوں میں عورتیں انہیں پالتو جانور کی حیثیت سے پالتی ہیں ۔ گنی (افریقہ) کے گدھے وہاں کے گھوڑوں سے اونچے اور خوبصورت ہوتے ہیں مگر ہندوستان اور افریقہ کے گدھے دبلے پتلے اور پست قامت ہوتے ہیں ۔

گدھے کی زندگی دراصل الم و مزاح سے معمور ہے اسے صبر و محنت کا نشان سمجھا جاتا ہے ۔ وہ اتنی صعوبتیں اور اور مشکلات برداشت کرتا ہے کہ اس معاملہ میں انسان اس کے سامنے ہیچ دکھائی دیتا ہے ۔ امریکہ کی ری پبلکن پارٹی کا انتخابی نشان گدھا ہے ۔ یہ پارٹی امریکہ کی دو بڑی سیاسی پارٹیوں میں سے ایک ہے ۔ مغربی جرمنی کے ایک کارخانہ نے حال ہی میں ایک ٹرک تیار کیا ہے جس کا نام گدھا ہے ۔ یہ ٹرک دنیا کے دشوار ترین راستہ پر بھی بآسانی سے دوڑ سکتا ہے ۔ اس طرح اس کارخانہ نے شعوری طور پر گدھے کی صلاحیتوں کا اعتراف کیا ہے ۔

ترقی یافتہ ملکوں میں گدھے کو بار بردار جانور کی حیثیت سے ترک کردیا گیا ہے مگر مالٹا ، ایران ، ترکی ، ہندوستان ، پاکستان ، اور عرب ملکوں میں اس سے اب بھی کام لیا جا رہا ہے ۔ مگر ان ممالک میں اس جانور کی اچھے ڈھنگ سے دیکھ بھال نہیں کی جاتی جسکے نتیجہ میں اس کا قد روز بروز پست ہوتا جارہا ہے ۔ سب سے زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ اس کا سماجی مقام بھی کم ہورہا ہے ۔ اب آخر میں ایک بات رہ گئی ہے جس کے بغیر گدھے کی داستان تشنہ رہ جائیگی اور وہ ہے گدھے کے رینکنے کی آواز ڈینچوں ڈینچوں ، جس میں موسیقی کے زیر و بم موجود ہیں ۔

* * * * * *

واحد پریمی

باپو کے نام

(قطعات)

دشمن تفریق مذهب ، خوگر انسانیت
دیش کا جانباز تھا ہر قوم کا تھا راهبر
تونے مر کے بھی دیا دنیا کو پیغام خلوص
پیکر اخلاص تھا تو امن کا پیغامبر

* * * *

... ما کے پجاری ، اے پرستار خلوص
اے مددگار حقیقت ، اے بہی خواہ وطن
تیرے دم سے تھی حقیقت میں بہار صبح نو
تو نہیں تو آج ہے کچھ اور ہی رنگ چمن

* * * *

هم قوم کے جانباز وطن کے هیں پرستار

پھر کوئی اگر هم سے هوا بر سر پیکار
دراصل یه اسکی هی تباهی کے هیں آثار
اب هوش میں آجائیں سبھی دشمن و غدار
هم قوم کے جانباز ، وطن کے هیں پرستار

توپوں کی گرج هو که بموں کی هوں صدائیں
ممکن نہیں هم ان سے هراساں هوں دهل جائیں
مٹی کے گھروندے نہیں ، لوهے کے هیں مینار
هم قوم کے جانباز ، وطن کے هیں پرستار

ٹیپو هیں بھگت سنگھ هیں ، شیواجی هیں هم لوگ
پرتاب هیں سوبھاش هیں اکبر بھی هیں هم لوگ
عظمت کی نشانی هیں شجاعت کے هیں شہکار
هم قوم کے جانباز ، وطن کے هیں پرستار

ممکن نہیں فردوس یه بن جائے جہنم
ممکن نہیں اب پھولوں سے چھن جائے تبسم
ممکن نہیں ویران هو پامال هو گلزار
هم قوم کے جانباز ، وطن کے هیں پرستار

* * * *

سید نعیم الدین

خلیل جبران

" جب میں ' النبی ، لکھ رہا تھا تو گویا ' النبی ، مجھے لکھ رہی تھی ،، - اس طرح جی جان سے تصنیفی کاموں میں مگن ، مفکر اور شاعر (خلیل جبران) لبنان کے ایک دورافتادہ دیہات بشری میں پیدا ہوا تھا - (۱۸۸۳ ع)-تحصیل علم کی خاطر وہ بیروت چلا آیا اور مدرسہ حکمت میں داخل ہوا جہاں عربی زبان و ادب کے علاوہ طب ، موسیقی اور تاریخ ادیان کا مطالعہ کیا - پیرس کے دوران قیام (۱۹۰۱ - ۱۹۰۳) میں فن مصوری پر توجہ مرکوز کی - پیرس سے وہ امریکہ چلا گیا - ۱۹۰۸ میں پیرس واپس آیا - ۱۹۱۰ تک یہیں مقیم رہا - اس زمانے میں پیرس کی ممتاز شخصیتوں کی تصویریں بنائیں جن کی پیرس کے " سالون ،، میں دو بار نمائش ہوئی - ۱۹۱۰ میں اس نے بوسٹن کا رخ کیا - اسی سال کے اواخر میں وہ نیویارک گیا جہاں ۱۹۳۱ میں اس کا انتقال ہوا - مغربیت کے اس مرکز میں بھی آداب مشرقیت نہیں چھوٹے - وہ نیویارک میں رہ کر بھی نیویارک کی سر بفلک عمارتوں کے مقابلے میں تتلی اور شبنم کی برتری کے نغمے الاپتا رہا - اسے افسوس تھا کہ شہروں کے شور و غوغا سے مانوس کانوں پر کھیتیوں کے راگ حرام ہوتے جا رہے ہیں- فطرت پرستی کا یہ مبلغ ، سادگی کی مورتی بنا زندگی کے باقی ۲۰ ، ۲۱ سال ایک ہی نہج پر گذارتا رہا :

ملال عالمیاں دمبدم دگر گونست
منم کہ مدت عمرم بیک ملال گذشت

اسے شروع سے مصوری کی دھن تھی - بچپن کا قصہ ہے ، اس نے اپنے باغ میں تڑے مڑے کاغذ کے ٹکڑے اس غرض سے لگائے کہ وہ اگیں ، ان پر کاغذ لگے اور وہ ان کاغذات پر تصویریں بنائے - چھ برس کا تھا کہ والدہ نے اسے لینارڈو کی تصاویر کا البم پیش کیا جسے وہ حیرت کے عالم میں گھنٹوں دیکھتا رہتا تھا - مصوری کے شوق میں رنگوں کی بجائے سب سے پہلے اس نے برف اور پتھروں میں نقش و نگار بنائے - حقیقی تصویریں بھی تیار کیں - پھر یہ سوچ کر انہیں مٹادیا کہ ان تصویروں میں وہ بات کہاں جو اس کے تخیل میں بسی ہوئی تصویروں میں ہے - جب خود پر اعتماد آیا تو عمدہ تصویریں بنائیں - آگسٹ روڈین ان تصویروں کا بہت مداح تھا - انہیں اس نے ولیم بلیک کی تصاویر کی طرح عظیم اور دلچسپ قرار دیا ہے - خلیل جبران نے اپنی کتابوں کو اپنی ہی بنائی ہوئی تصاویر سے مزین کیا ہے - اپنے شاہکار النبی میں اس کی اپنی تیار کردہ بارہ تصویریں ہیں-

خلیل جبران بقول خود بچپن میں ایک ننھا سنا جوالہ مکھی تھا اسکی سیماب وش طبیعت کو اسکی ماں ' کاملہ رحمی ، ہی برداشت کرسکتی تھی - وہ خود کہتا ہے " معلوم نہیں لوگوں نے مجھے کیونکر برداشت کیا میری ماں ہی مجھ کو سمجھ سکتی تھی،، - وہ بلا کی ذہین تھی - خلیل کے حوصلوں اور حسرتوں کو خوب سمجھتی تھی - آواز غضب کی شیریں پائی تھی - ابو نواس کی غزلیں سناتی تو ایک سماں بندھ جاتا - ہارون الرشید کے قصے بھی خلیل جبران نے اپنی ماں ہی سے سنے - وہ سرتاپا شعر تھی اگرچہ اس نے کبھی شعر نہیں کہا - کئی زبانوں کی ماہر تھی اور سب سے بڑی بات بہت ہی رقیق القلب واقع ہوئی تھی - ماں ہی کی طرح خلیل سراپا رحمتؐ وشفقت تھا - دشمنوں کی بھی دل آزاری اسے منظور نہ تھی - لوگ اسے دھوکا دیتے - وہ جان بوجھ کر دھوکا کھاتا اور ہنس کر ٹال دیتا - وہ طبعاً خلوت پسند تھا - اسے اکثر خیال آتا " کیا مجھے ان لوگوں سے ملنا چاہیئے ؟ کیا مجھے ٹیلیفون کا جواب دینا چاہیئے،، اسے خود گاہے گاہے یہ احساس ستاتا کہ وہ اچھا انسان نہیں ہے - " مجھے اس اچھی دھرتی کی ہر چیز سے ہم آہنگ رہنا چاہیئے مگرمیں اپنے آپ کو اس دنیا کے سانچے میں ڈھالنے سے قاصر ہوں ،، - ایک دفعہ اس کی زبان پر یہ بھی آیا :

"I am a false alaram, I don't ring as true as I would."

بہر حال اسکے دل میں دریا کی سی وسعت تھی - وہ دوست و دشمن ، غریب و امیر ، عیسائی و مسلم کسی میں تفریق نہیں کرتا تھا - ' ریت اور جھاگ ، میں کہتا ہے کہ تم اگر اپنی

وہ انسان کے بوئے تھے۔ ہاں ! وہ غیر معمولی طور پر ذہین ، سمجھ دار اور خوش مزاج تھے (۸) ۔

ایمان مذہب کی جان ہے ۔ ایمان و عرفان میں جو بات ہے وہ عقل و ادراک میں کہاں ۔

'' ایمان دل کے صحرا میں ایک سر سبز و شاداب قطعہ زمین ہے جہاں فکر کے قافلے نہیں پہنچ سکتے '' (۹) ۔

یہ عقل ہے جو غم و مسرت اور سود و زیاں میں تفریق کرتی ہے یہ صحیح ہے کہ دنیا میں غم بھی ہے اور مسرت بھی ۔ مگر کیا مسرت اور غم میں اس قدر فرق ہے کہ انسان مسرت سے ناچنے لگے اور غم کے بوجھ سے دب کر پریشان ہو جائے ؟ خلیل جبران کے مفکرانہ دماغ نے اس موضوع پر بڑی نکتہ آفرینی کی ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ تمہاری مسرت درحقیقت تمہارا غم ہی ہے جس کا نقاب اتار دیا گیا ہے ۔ غم و مسرت نا قابل تفریق ہیں ۔ اپنے دل کے اندر دیکھو۔ تم جس چیز کے لئے رنجیدہ ہو وہی تم کو خوش بھی کرتی ہے۔ پھر مسرت کو غم سے بہتر اور غم کو مسرت سے کمتر سمجھنے کے کیا معنی ؟

ہاں ! فطرت کے قریب رہ کر انسان ہر حال میں آسودہ رہ سکتا ہے۔ جبران فطرت کا جانداده ہے۔ اپنی نظم '' میرا اور تمہارا لبنان '' میں حب الوطنی کے راگ الاپنے کے علاوہ اس کا سارا زور اس پر ہے کہ لبنان کی سر سبز و شاداب وادیاں مجھے اس کی آرام بخش عمارتوں اور با رونق بازاروں سے زیادہ عزیز ہیں ۔ نہ غم کی کوئی حقیقت ہے ، نہ ان آسائشوں کی جو وسیع اور عالیشان عمارتوں میں میسر ہوتی ہیں ۔ بقول خلیل جبران آسائش کی طلب اور تمنا روح کے جذبہ اعلی کا خون کر ڈالتی ہے ۔ وہ آسائشوں کو ٹھکرا کر کسی نصب العین کی لگن میں زندگی گذارنے کا قائل ہے۔ '' ریت اور جھاگ میں کہتا ہے : '' زندگی عیش کوشی نہیں ، زندگی صرف مقصد اور اس کی امنگ ہے۔ بےکار ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے سے تو یہ بہتر ہے کہ انسان کانٹوں کا تاج ہی بنائے ۔ وہ نٹیشے کی طرح عینیت پرست ہے ۔ اس کی طرز میں یہ مقولہ ملاحظہ ہو :''انسان کی قدر و قیمت اس سے نہیں جو اسے حاصل ہو جائے ، بلکہ اس چیز سے ہے جس کے حصول کے لئے وہ تڑپتا رہے۔ دل کو قناعت سے کیا مطلب ؟ وہ تو خوب سے خوب تر کی جستجو میں مگن ہے (۱۰) عینیت پرست ہونے کے باوجود اس نے شادی ، تربیت اطفال ، خیر و شر ، جرم و سزا وغیرہ پر جو کچھ کہا ہے اس سے اس کی عملی سوجھ بوجھ کا پتہ چلتا ہے ۔ ازدواجی زندگی کے تقدس کا کون اهل مشرق قائل نہیں ؟ مگر خلیل جبران کے خیال میں ' اتصال ' کا لطف تھوڑا ' فصل ' رکھنے میں ہے ۔ جس طرح دو تارے کے دوتار جو بیک وقت ایک ہی راگ سے مرتعش ہوتے ہیں لیکن ایک دوسرے سے جدا رہتے ہیں ۔ ، اسی طرح بچوں کے سلسلے میں یہ ضروری ہے کہ ہم ان کے جسم کو آرام سے رکھیں مگر ان کی روح آزاد رہے۔ یعنی انہیں اپنی مخفی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لئے سہولتیں مہیا کی جائیں اور اپنے خیالات و خواہشات ان پر عائد نہ کئے جائیں ۔ اسی طرح وہ کچھ تخلیق کر سکتے ہیں ۔

روح کی آزادی اور خلاقی پر زور دیتے ہوئے وہ کہتا ہے کہ زندگی کا راز کچھ تخلیق کرنے میں ہے۔ '' انسان جن تھوڑی چیزوں کا موجد ہے انہیں میں اس کی عظمت کا راز مضمر ہے ۔ ان بہت ساری چیزوں میں نہیں جن کا وہ مالک ہے۔ '' (۱۱) اشیاء کی فراوانی اور دولت کی کثرت سے خلیل کو نفرت ہے ۔ دولت کی کمی ایک عارضی بیماری ہے تو دولت کی زیادتی مستقل مرض۔ اسیری کی مذمت کرتے ہوئے اس نے ایک نیا پہلو نکالا ہے وہ کہتا ہے کہ '' بعض اسیروں کا یہ فیض ہے کہ ان کی وجہ سے دولت سے نفرت ہو جاتی ہے ! '' (۱۲)

اسے موجودہ تہذیب اور اس کی چکاچوند کردینے والی ترقیوں سے کوئی دلچسپی نہیں ۔

وہ تو ایک علاقہ ایسا بھی چاہتا تھا جہاں بجلی کی مصنوعی روشنی نہ ہو ، جہاں صرف چاند تاروں کی فطری روشنی پر اکتفا کیا گیا ہو ۔ کیا موجودہ تہذیب نے کوئی ایسی سہولت بھی دی ہے جو انجام کار باعث زحمت نہ ہو ۔ البتہ قوم کیلئے اپنی صنعت و حرفت ضروری ہے ۔ ہم اس قوم کو صحیح معنوں میں آزاد نہیں کہہ سکتے جو وہ پہنتی ہے جو خود نہیں بنتی ۔ اس کی 'ایک نظم'' ترکی ٹوپی اور آزادی '' کا بھی یہی موضوع ہے ۔

ہاتھ سے کام کرنے پر اس نے بے حد زور دیا ہے ۔ یہ وہی بات تھی جس پر اس زمانے میں مہاتما گاندھی بھی زور دے رہے تھے ۔ اغلب ہے کہ اسی ہم خیالی کی بنا پر گاندھی جی کے متبعین کو خلیل جبران بے حد پسند آیا ۔ اس ایک کتاب کے مراٹھی مترجم نے کہا ہے کہ ستیہ گرہ کرنے والے اور آشرم کے رہنے والے خلیل جبران کی تصانیف کو بڑے ذوق و شوق سے پڑھتے تھے ۔ مہاتما گاندھی کے پرچے ' هریجن ' کے

(۸) ' ریت اور جھاگ ' : ص ۸۵ ۔

(۹) ایضاً : ص ۷۳ ۔

(۱۰) ' گریہ و تبسم ' (انگریزی) : ص ۸۷

(۱۱) روحانی مقولے : ص ۴۰

(۱۲) ایضاً : ص ۳۹

پادری کے غیر انسانی سلوک کو بڑے عبرت انگیز طریقے سے پیش کیا گیا ہے ۔ راہب دل سے راہب نہیں ۔ وہ زہد و پاکبازی کے ظواہر سے ضرور آراستہ و پیراستہ ہے، مگر اس کے دل میں درد نہیں ۔ وہ ایک نوجوان راہب کو راہب خانے سے اس لئے نکال دیتا ہے کہ اس نے باغی روح پائی تھی اور وہ راہب خانے کی بے معنی رسموں اور غیر مساویانہ سلوک سے تنگ آگیا تھا ۔ نام تو اس نوجوان کا بھائی مبارک رکھا گیا تھا لیکن پادری اسے صحیح معنوں میں اپنا بھائی بنانے کے لئے تیار نہیں تھا ۔ وہ خود تو پر تکلف کھانا کھاتا تھا لیکن مبارک کو سوکھی روٹیوں پر ٹرخا دیتا تھا ۔ فقر کے معنی پادری کیلئے کچھ اور تھے اور اس نوجوان راہب کے لئے کچھ اور ۔ پادری خود صحیح راستے سے واقف نہیں تھا ۔ وہ دوسروں کو صحیح سعادت کا راستہ کیسے بتلا سکتا تھا ۔ وہ جسم کو ویران کر کے روح کو آباد کرنے کا بے کار خواب دیکھتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ اس طرح تو روح بھی ویران ہو جاتی ہے ۔ وہ ہمیں اس ممکنات کی دنیا سے دور لے جانا چاہتا ہے ۔ اسے پتہ نہیں کہ اصلی روحانیت زمین پر رہ کر سعادت حاصل کرنے میں ہے ۔ ” جس شخص نے اس زندگی میں ملائکہ آسانی کا مشاہدہ نہیں کیا وہ اگلی زندگی میں بھی انہیں نہیں دیکھ سکتا “ ۔ (۳)

خلیل اسی دنیا کو سنوارنے کی سوچتا ہے ۔ چنانچہ وہ راہب خانے کی وسیع زمینوں کو غریبوں میں تقسیم کرنے کی بات کرتا ہے ۔ افسوس کہ غلط اقتصادی نظام کے باعث ایک انسان دوسرے انسان کا محتاج بنا ہوا ہے ۔ یہ ظلم بقول جوش ملیح آبادی خدا ہی دیکھ سکتا ہے :

جز خدا اس ظلم کو برداشت کرسکتا ہے کون

مگر خلیل جبران کا ایسا خیال نہیں ۔ خدا ہم سے محبت کرتا ہے ۔ اسے یہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے کہ اس کا محبوب مظلوم ہو ۔ اس نے ہماری روح کو بال و پر عطا کئے کہ وہ محبت و آزادی کی فضاء میں پرواز کرے ، نہ کہ کیڑے مکوڑوں کی طرح زمین پر رینگتی رہے ۔ انسان قسمت سے مجبور نہیں ۔ قسمت نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ میں رات بھر روتا رہوں کہ سحر کب ہو گی ۔ اور سحر ہو تو اس فکر میں گھلتا رہوں کہ دن کب ختم ہوگا ۔ بے کار الجھنوں سے دور ، مسرور رہنا ہمارا فرض ہے ۔ خدا کی عظمت ہماری مسرت میں ہے ۔

خلیل جبران نے بڑا درد بھرا دل پایا تھا ۔ عورتوں کے علاوہ اسے بالخصوص غریبوں سے بڑی ہمدردی تھی ۔ اور وہ کسانوں اور مزدوروں کی سخت کوشی کا بے حد معترف تھا ۔ حریت و مساوات کے علاوہ خلیل جبران کے ایوان فکر کے دو اہم ستون حسن اور حق ہیں ۔ حسن عاشق کے دل میں ، حق کسان کے بازو میں ۔ لوگ کام کے سلسلے میں تفریق کرتے ہیں کہ یہ کام افضل ہے یہ حقیر ۔ خلیل جبران نے اپنی شاہکار تصنیف ’ النبی ، میں اس کا یوں جواب دیا ہے :

” میں نے اکثر تم کو یہ کہتے سنا ہے — اس طرح کہ گویا تم عالم خواب میں بول رہے ہو ۔ کہ وہ شخص جو مرمر کے حسین مجسمے بناتا ہے اس شخص کے مقابلے میں ضرور عالی مقام ہے جو کاشت کاری کرتا ہے ....
مگر میں — حالت خواب میں نہیں بلکہ نصف النہار کے وقت اور کامل بیداری کی حالت میں کہتا ہوں کہ

ہوا عظیم الشان شاہ بلوط کے ساتھ جس قدر
شریں زبان ہے اسی قدر چھوٹے سے گھاس
کے تنکے کے ساتھ بھی ہے ۔

اور افضل وہی ہے جو ہوا کو اپنی محبت کے
جادو سے موسیقی کا ایک آسانی گیت بنادے “ (۴)

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ محنت میں محبت کا جذبہ کارفرما ہو تو ہر کام چاہے وہ کتنا ہی حقیر ہو ، قیمتی ہے ، اور لگن کے بغیر کوئی کام چاہے وہ کتنا ہی بڑا ہو ، بے معنی اور بے اثر ہے ۔ کام میں ” سوزدروں “ لازمی ہے ۔ اس لحاظ سے روزآنہ زندگی کا معمولی کام بھی عبادت ہے اگر وہ نیک جذبے کے تحت لگن کے ساتھ کیا گیا ہو ۔ (۵) ” تم پتھر توڑ رہے ہو تب بھی — اور تم کرگھے میں کام کررہے ہو تب بھی — کیا وہ مذہب کے سوا کچھ اور ہے ؟ “ (۶)

خلیل کے نزدیک سبزی چننے والے کی گنگناہٹ عالمو کی تقاریر سے بڑھ کر ہے ۔ (۷)

مذھب دنیا سے الگ کوئی چیز نہیں ہے ۔ اس کی فطرت کا رنگ وہی ہے ۔ جو انسانی فطرت کا ہے ۔ عیسٰی خدا کے بیٹے نہ تھے ۔

---

(۳) سرکش روحیں : ص ۲۳

(۴) قاضی عبدالغفار (مترجم) ’ اس نے کہا ، ۔ امرتسر ، ۱۹۳۵ ، ص ۳۵ ۔

(۵) جدید ترکی شاعر توفیق فکرت نے بھی کہا ہے کہ میرے نزدیک دین ، حیات سے عبارت ہے ۔

(۶) ’ اس نے کہا ، ص ۹۷ ۔

(۷) روحانی مقولے ، ص ۸۴ ۔

قوم اور اپنی ذات کی حدود سے بالا ہوجاؤ تو اپنے خالق کے
مانند عظیم بن جاؤ ۔ اس کا خیال تھا کہ دشمنوں نے سنی ،
شیعہ ، اور عیسائی ، مسلمان میں جھگڑے پیدا کئے ہیں ۔ (۱)
آخر کب تک خدا کے حضور میں صلیب و ہلال ایک دوسرے
سے جدا رہیں گے ؟

وہ اکثر اس قبیل کی باتیں سوچتا ۔ سوچتے سوچتے غائب
الذہن ہوجاتا ۔ اس پر اکثر وجد طاری رہتا اور وہ گھنٹوں
خاموش رہتا ۔ جب کام کرنے لگتا تو خوب کام کرتا ۔ ذہانت
کا یہ عالم تھا کہ بیک وقت تین کاتبوں کو تین مختلف موضوعوں
پر مضمون لکھوا سکتا تھا ۔ کام کرنے کے بعد تھک جاتا ۔ پھر
کھیل کھیلنے لگتا ۔ نئی امریکن شاعری کی طرز میں نئے اشعار
لکھتا ۔ جو سنتا اسکی طبیعت خوش ہوجاتی ۔ خود بھی خوش
ہوتا اور مسرت کے عالم میں ناچنے لگتا ۔ مگر دراصل بیشتر
اس پر سنجیدگی غالب رہتی اور وہ غور و فکر میں ڈوبا رہتا ۔
اسی کا نتیجہ تھا کہ اس نے ۱۵ برس کی عمر میں ' النبی ' کا
پہلا نسخہ لکھ ڈالا اور ۱۶ برس کی عمر میں ' الحقیقت ' نام کا
فلسفیانہ رسالہ ترتیب دیا ۔ ۱۷ برس کی عمر میں ایک نثری
نظم لکھی جو لبنان کے ایک اخبار میں چھپی اور اسی زمانے
میں ایام جاہلیت کے شعراء کی تصویریں بنائیں ۔

پیرس کے دوران قیام (۱۹۰۱ - ۱۹۰۳) میں اسنے
''الارواح المتمردہ '' لکھی ۔ یہ انقلاب آفریں کتاب حکومت برداشت
نہ کرسکی ۔ بر سر بازار اسے نذر آتش کیا گیا ۔ خلیل کو جلاوطنی
کا حکم ملا اور کلیسا سے بھی اسے خارج کردیا گیا ۔ الزام یہ
تھا کہ اس نے ایسی کتاب لکھی جو نوجوانوں کے لئے
خطرناک اور زہرناک تھی ۔ اس کتاب میں چار کہانیاں ہیں
چاروں میں ظالم سماج کے خلاف آواز اٹھائی ہے ۔ پہلی ہی کہانی
(گلبدن) ایسی لڑکی کی داستان ہے جو دولت مند بے حس شوہر
سے بھاگ کر نادار عاشق کے ساتھ رہنا پسند کرتی ہے ۔ لوگ
اسے بدکار سمجھتے ہیں ۔ لیکن مصنف یہ سوال اٹھاتا ہے کہ
کسی ایسے شخص کے ہاں قیام و طعام کہاں تک مناسب ہے
جسے ہم محبت نہیں دے سکتے ۔ مگر مشرقی ممالک میں کتنی
عورتیں ہیں جو اسی طرح زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں ۔
اگر وہ ذرا بھی رسم و رواج سے منحرف ہوتی ہیں تو دنیا انہیں
حقارت سے گنہگار کہتی ہے ۔ خلیل جبران پوچھتا ہے کیا
کوئی گنہگار ایسا بھی گناہ کرتا ہے جس کی ذمہ داری میں
ہمارا آپ کا ضمیر مخفی شریک نہ ہو ؟ کیا اکثر خطاکاریوں کا
ذمہ دار ریاکار و جفاکار سماج نہیں ہے ؟ اسی خیال کو پس منظر
میں رکھکر '' سرکش روحیں '' کی تیسری کہانی ''حجلہ عروسی''
لکھی گئی ہے ۔ اس میں ایک دلہن کا ذکر ہے جو اپنی شادی
کی خوشیوں کے موقع پر سہانوں کی آنکھ بچاکر اپنے عاشق سے
ملنے چلی جاتی ہے ۔ عاشق ذہنی کشمکش میں گرفتار ہوجاتا
ہے ۔ دلہن کہتی ہے کیا تم یقین نہیں کرتے کہ میں اپنے
دلہا اور اپنے ماں باپ کو چھوڑکر لباس عروسی میں تمہارے
ساتھ بھاگ چلنے کے لئے آئی ہوں ۔ '' دلہن کی آواز میں ایک
ایسا نغمہ پنہاں تھا جو زندگی کی سرگوشیوں سے زیادہ شیریں ،
موت کی فریاد سے زیادہ درد ناک اور موجوں کی طغیانی سے زیادہ
گہرا تھا ۔ یہ نغمہ اسکی نبض کو امید و یاس ، لذت و الم ،
فرحت و غم کے مابین مرتعش کررہا تھا ۔ نوجوان اسکی باتیں
سن رہا تھا اور اس کے دل میں محبت اور شرافت کے درمیان
جنگ ہورہی تھی ۔ وہ محبت جو دشواریوں کو سہل کردیتی ہے
وہ شرافت جو انسان کے سامنے آکر اسے اپنی خواہشوں اور ارادوں
سے روکتی ہے '' (۲)

بالآخر حسن شرافت غالب ہوتی ہے ۔ وہ معشوقہ کو ٹھکرا
دیتا ہے ۔ معشوقہ غصے میں آکر اس کے سینے میں خنجر گھونپ
دیتی ہے ۔ موت کے سائے میں پہنچ کر عاشق کہتا ہے آؤ اب
میرے نزدیک آؤ ۔ میرے ہونٹوں کو بوسہ دو جنہوں نے جھوٹ
کہا اور میری دلی محبت کو تم سے مخفی رکھنا چاہا ۔ جب میری
روح پرواز کرجائے تو خنجر کو میرے پہلو میں رکھکر ان
لوگوں سے کہہ دینا کہ اس شخص نے حسد کی وجہ سے
خود کشی کی ۔ میری جان ! میں تیرا ہی عاشق ہوں لیکن اس
وقت میری شرافت نے اجازت نہیں دی کہ تمہاری شادی کی
رات میں تمہیں بھگا لے جاؤں ۔ دلہن یہ سن کر ایک دوسرے
ہی عالم میں پہنچ گئی ۔ اس نے براتیوں کو بلایا اور چلاکر
کہا کہ اس بسمل کی طرف نگاہ ڈالو کہ یہ میرا دولہا ہے اور
میں اسکی دلہن ہوں ۔ وہ شخص میرا دولہا نہیں جس کے ساتھ
ابھی تم نے اپنی جہالت سے میری شادی رچائی ہے ۔ اور یہ
کہکر اس نے خنجر اپنے سینے میں گھونپ لیا ۔

عورت کے ساتھ انصاف اس وقت تک ممکن ہی نہیں
جب تک قانون و مذہب کی لا یعنی بیڑیاں پیروں میں پڑی ہوئی
ہوں ۔ قانون بدن کا محافظ بنتا ہے تو مذہب کے ٹھیکے دار
محافظ روح بننے کے دعوے دار ہیں ۔ مگر قانون بے جان ہو کر
رہ گیا ہے اور مذہب میں روح باقی نہیں رہی ہے ۔ سرکش
روحیں ، کی کہانی '' خلیل کافر '' معاشرے کے انہیں ناسوروں
کو بے نقاب کرتی ہے ۔ اس میں شیخ عباس زمین دار اور ایک

---

(۱) اسپری چوئل سے ئنگز (روحانی مقولے) ص ۱۱۸

(۲) سرکش روحیں : ص ۸۵-۸۶

ایک شمارے میں سہادیو دیسائی نے ' النبی ' کی بہت تعریف کی ہے ۔ اسی طرح سانے گروجی نے دھولیہ کی جیل میں یہ کتاب پڑھی اور دوسروں کو پڑھ کر سنائی ۔ مشہور کانگریسی دانشور اچاریہ بھاگوت نے بھنت کا فلسفہ سمجھاتے ہوئے 'النبی' سے اقتباسات پیش کئے ۔ آر-جی- جوشی خلیل جبران کی اس تصنیف سے اچاریہ بھاگوت کے توسط سے روشناس ہوئے اور انہوں نے اچاریہ جی سے یہ کتاب لے کر اس کا مراٹھی میں ترجمہ اور بڑی مناسبت سے اس ترجمے کا نام ' جیون درشن ' رکھا۔ دنیا کی دیگر زبانوں کی طرح مراٹھی میں بھی خلیل جبران کی تقریباً دس کتابوں کا ترجمہ ہو چکا ہے ۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ خلیل جبران کی ایک کتاب کا مراٹھی ترجمہ اردو ترجمے پر مبنی ہے۔

اردو میں خلیل جبران کے مندرجہ ذیل ترجمے ہو چکے ہیں :

(۱) اس نے کہا (ترجمہ "النبی) مترجم قاضی عبدالغفار (۱۹۳۵)

(۲) مسائل حیات (النبی ہی کا ایک اور ترجمہ) مترجم نامعلوم۔

(۳) سرکش روحیں (ترجمہ' الارواح المتمردہ) مترجم ابوالعلا چشتی ۔

(۴) پاگل (ترجمہ المجنون) مترجم بشیر ہندی ۔

(۵) تخلیقات خلیل جبران (افسانوں کے ترجمے) مترجم رشید سہسوانی ۔

(۶) بنفشے کے پھول مترجم حبیب اشعر

(۷) ٹوٹے ہوئے پر (ترجمہ جنحة المتکسرہ) مترجم حبیب اشعر

(۸) ریت اور جھاگ (ترجمہ ' سینڈ اینڈ فوم ') مترجم حبیب اشعر ، لاہور ، ۱۹۴۹ع

انکے علاوہ کچھ مضامین اور افسانوں کے تراجم صلاح الدین قریشی اور رضا انصاری نے کئے ہیں جو رسائل میں شائع ہوچکے ہیں ۔ بشیر ہندی کی ' جبران ' کے فیلپ پر پبلیشر کی جانب سے جو کچھ لکھا گیا ہے ، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مقبولیت خلیل جبران کو حاصل ہے وہ کسی اور غیر ملکی مصنف کو نصیب نہیں ہوئی ۔ مگر اس کی مقبولیت کسی خاص خطے سے مخصوص نہیں وہ دنیا کے ہر متمدن ملک میں جانا اور مانا جاتا ہے ۔

اس کی مقبولیت کا راز ان تعمیری روحانی اقدار میں مضمر ہے جن پر اس کا بھر پور ایمان ہے ۔ اس کی ارضیت میں روحانیت اور روحانیت میں ارضیت ہے ۔ اس کا فلسفہ مکمل نہ سہی مگر جس والہانہ شعریت کے ساتھ وہ پیش کیا گیا ہے ، اسے رد کرنے کی کسے مجال ہے ۔ '' ریت اور جھاگ '' میں شعر اور فلسفے کی تعبیر اس نے جن الفاظ میں کی ہے ، انہیں الفاظ کا اطلاق اس کے شعر اور فلسفے پر ہوتا ہے ۔ یعنی اس کی شاعری ایسا فلسفہ ہے جو دلوں کو مسحور کرتا ہے اور اس کا فلسفہ ایسی شاعری ہے جس کے نغمے ساز فکر سے بلند ہوتے ہیں ۔

* * *

وحید اختر

سیل بے چہرگی

میرے اطراف گنجان جنگل ہے انسانوں کا
بوجھ اتنا زمیں سے سنبھلتا نہیں

روشنی اور تازہ ہوا جنس نایاب ہے
پیٹ کشکول دریوزہ گر ، سرد ، ویراں ، تہی

پھٹ نہ جائے زمیں بوجھ سے
اتنے چہرے کہ ہر چہرہ گم ہوگیا

اتنی آبادیاں ہیں کے انسان جنگل میں گم

میرے چاروں طرف جسم کا دشت ہے نوحہ خواں
یہ امڈتے ہوئے تند سیلاب کی طرح بے چہرہ آبادیاں

مجھ کو ڈر ہے
بہا لے نہ جائیں کہیں زندگی کے نشاں

* * * * * *

محمد نعیم صبا

مداوا

پھول کمھلائے ہوئے تھے
حسن کا چہرہ تھا زرد
جسم دھرتی کا تھا گھائل
آسماں پر تھا دھواں
زور پر تخریب کا طوفان تھا
لوگ تھے حیران
مداوا کچھ نظر آتا نہ تھا
بے بسی آنکھوں میں تھی

کر رہے تھے خود غرض من مانیاں
ظلم کے گہرے اندھیرے چھا گئے تھے ہرطرف

دیکھتے تھے خواب خوشیوں کے
مصائب میں گھرے اہل وطن

تھے کروڑوں
زندگانی جن کی بےآرام تھی
بےکیف تھی
پھر ہوا یوں

خواب خوشیوں کے حقیقت بن گئے
ظلم کے سارے اندھیرے نذر زنداں ہو گئے

آسماں کے رنگ پر آیا نکھار
اک نئی تعمیر نے پایا جنم
زخم دھرتی کے بھرے
اک نئے انداز سے آئی بہار

پھول زیر لب تبسم کر اٹھے
زرد چہرے لالہ گوں ہونے لگے

نظم نو اور عزم محکم نے مداوا کردیا
نظم نو اور عزم محکم نے مداوا کردیا

* * * * *

ڈاکٹر سیدہ جعفر

دکن کے موسم اور محمد قلی

محمد قلی کے کلام میں جہاں دکنی تہذیب ، یہاں کے رسم و رواج اور میلوں اور تہواروں کی عکاسی ملتی ہے وہیں دکن کے مختلف موسموں کے بھی دلکش مرقعے اپنی جھلک دکھاتے ہیں ۔ محمد قلی کو موسموں کی کیفیات بیان کرنے اور مختلف موسموں میں انسانی جذبات کی تصویر کشی سے خاص دلچسپی ہے ۔ اردو کے بہت کم شعرا' نے مناظر قدرت کو موضوع سخن بنا کر اسکی نت نئی کیفیات کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے ۔ سنسکرت شاعری میں یہ رجحان موجود ہے ۔ کالی‌داس نے اپنی تخلیقات میں مناظر قدرت کی بڑی اچھی مصوری کی ہے ۔ وہ مظاہر قدرت کے پس منظر میں انسانی جذبات و احساسات کو بڑی چابکدستی کے ساتھ ابھارتا اور انہیں ایک نئی معنویت عطا کرتا ہے ۔ انگریزی کے شاعروں نے مناظر قدرت کی عکاسی میں جس پنہاں اشاریت اور رمزیت سے کام لیا ہے اسکا شائبہ بھی محمد قلی کی شاعری میں موجود نہیں ہے لیکن کالی‌داس کی طرح وہ قدرتی مناظر سے فطری لگاؤ اور گہری دلچسپی ضرور رکھتا ہے ۔ موسموں کے سحر اور ان کی دلکشی میں ڈوب جانے کا رجحان محمد قلی کو سنسکرت اور ہندی کے شاعروں سے قریب کردیتا ہے ۔

محمد قلی نے دکنی کلچر کے پس منظر میں مختلف موسموں کی گوناگوں کیفیات و خصوصیات کو واضح کیا ہے ۔ محمد قلی قطب شاہ کے عہد میں موسم بہار کا شایان شان استقبال کیا جاتا تھا اور جشن شاہی منعقد ہوتا تھا ۔ اس پر بہار موقع کو اس نے ایک عوامی تقریب بنا کر ہندوستان کے ایک رومانی موسم سے لطف اندوز ہونے اور قدرت کی نیرنگیوں سے محظوظ ہونے کا درس دیا ہے ۔ " رت سمہار ،، میں کالی‌داس نے ہندوستان کے مختلف موسموں کا جو پر اثر نقشہ کھینچا ہے اس میں نہ صرف موسم آب و ہوا اور مناظر کی مرقع کشی ملتی ہے بلکہ قدیم ہندوستان کے کلچر کی ہلکی سی جھلک بھی موجود ہے ۔ مختلف موسموں میں عورتوں کے لباس و زیورات اور ان کی آرائش کے انداز پر روشنی ڈالی ہے ۔ محمد قلی نے مختلف موسموں کی جو تصویر کشی کی ہے اس میں بھی یہ رنگ پایا جاتا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ بسنت کے موسم میں " ترلوک ،، "رنگیلا،، ہو جاتا ہے ۔ اس رت میں عورتوں کے لباس ، ان کے سنگھار اور موسم کی پرلطف کیفیت ملاحظہ ہو —

نچل کندن کے تاراں انگ جھونا
بندی ہوں چھند بندسوں کر سنگارا
جوبن کے حوض خانے انگ مدن بھر
سورو ماروم چرکیاں لا کے دھارا
بھنگی چولی میں بھئیں نس نشانی
عجب سورج‌میں ہے کیوں ٹس کونھارا
بسنت رت جھند کندن گال
پھولایا آگ کیر کی بھارا
نبی صدقے بسنت کھیلا
رنگیلا ہو رہیا ترلوک سارا

بسنت کا موسم محمد قلی کے لئے " آنند ،، کی خوشخبری لاتا ہے اور اسکے فطرت پرست مزاج کو موسم کی دلفریبیوں میں محو ہوجانے کی طرف راغب کرتا ہے ۔ بسنت رت کے بارے میں شاعر نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے اسکی بڑی اچھی مرقع کشی کی ہے وہ کہتا ہے ۔

پپیہا کوکتا ہے میٹھے بیناں
مدھ لاس دے ادھر لاس کا پیالا
کنٹھی کوئل سرس ناداں سناوے
تنن نن تن تنن تن تن تنالا
گرج بادل تھے داؤر گیت گاوے
کوئل کوکے سو بھل بن کے چنالا
سدا سیوا کریں ایسی گھٹائیں
دلار دور کر کرتا نہالا

ماحول کی رنگینی ، تفریحات کے ہجوم اور موسم کی بدمستی شاعر کی حیات کو برانگیختہ کرکے ، اپنے جذبات کو نظم کی صورت

میں پیش کرنے پر اسے آکساتا ہے ۔ بسنت رت کی دلکشی سے متاثر ہو کر محمد قلی کہتا ہے ۔

او منگاں سوں بسنت آیا نورانی
کریاں کسوت سکیاں سب آرو سانی
بسنت کے پھول کھلے ہیں اپ رنگیلے
ہوا حیران دیکھ اس تائیں سانی
کوھک کوئل بسنت کے راگ گائی
کہ پائی ہے اے رت میں سک نشانی
ہوا آکر صفا پھل بن کوں توں دے
کہ دکھ او نقش ہوئے حیران سانی

بسنت رت میں محمد قلی کی '' پیاریوں ،، کی مصروفیات انکی سج دھج اور قطب شاہی محلات کی چہل پہل قابل دید ہوتی ۔ بسنت کا موسم محلات میں رنگ رلیوں اور مسرت و شادمانی کا پیغام لے کر آتا ہے ۔ محمد قلی نے اس موقع پر اپنی محبوباؤں کے ملبوسات ان کے زیورات اور نزئین کی بڑی اچھی مصوری کی ہے ۔

شفق رنگ جھینے میں تارے مگٹ جوں
سرج کرنا ہمن زر نار تارا
بسنت باس چن چن کے چنری بندھے
جواہر کے لہراں سوں آیا بسنت
بھیں چنری پر تنگٹ ناریاں کا کر کے آئے انگن
چیر کنارے کے تئیں ابر کمال لایا بسنت

بسنت کا تہوار ہندوستان میں موسم بہار کا پیش خیمہ سمجھا جاتا اس لئے محمد قلی اس کو عیش و عشرت کی نوید سمجھتا اور اسکا پرتپاک خیر مقدم کرتا ہے ۔ وہ جشن بہاراں خاص اہتمام سے مناتا ۔ قطب شاہی محلات کی آرائش کی جاتی ، بازاروں دکانوں اور راستوں کو سجایا جاتا اور عوام و خواص بسنت کی بہاروں کا پرتپاک خیر مقدم کرتے ۔ حوضوں میں رنگ گھول دئے جاتے اور پھولوں اور پانی سے بسنت '' کھیلا جاتا ،، محمد قلی نے اپنے کلام میں اسکی بڑی اچھی تصویر کشی کی ہے ۔

بسنت کھیلیں عشق کا آپیارا
ہمیں ہیں چاند میں ہوں جوں ستارا
بسنت کھیلیں ہمن ہور ساجنا یوں
کہ آسماں رنگ شفق پایا ہے سارا
پیا بگ پر ملا کر لائی پیاری
بسنت کھیلی ہوا رنگ رنگ سنگارا

جوبن کے حوض خانے انگ مدن بھر
سوروسا روم چرکیاں لائے دھارا
چرکیاں کے نیر بند تھے سب فلک پکڑیا ہے رنگ
اس گھر ابراں کے رنگ تھے سوتی برسایا بسنت

موسم سرما بھی اپنی ایک خاص آن بان رکھتا ہے ۔ محمد قلی کہتا ہے کہ اس رنگین موسم میں '' پیاباج دیکھے ،، نہیں رہ سکتا ہوں ''سیتل ہوا،، اور ''چندنی،، ''پیا بن ،، بے کیف معلوم ہوتے ہیں یہاں تک کہ مجھے شمع کے '' مکھ ،، پر بھی '' اجالا ،، نظر نہیں آتا ہے ۔

ہوا آئی لے کر ٹھنڈ کالا
پیا بن سہنا تا مدن بالے کالا
رہن نا سکے من پیا باج دیکھے
ہووے من کوں سکھ جب ملے پیو بالا
اے سیتل ہوا منجے گلے نا پیا بن
مگر پیو کنٹھ لا کرے منجے نہالا
سجن مکھ شمع باج اوجالا نہ بھاوے
بھلایا ہے منجے جیو کوں او او جیالا
جورات آوے چندنی کی منجے کوں ستاوے
کہ چندنا منجے تئیں نین سوز لالا

محمد قلی نے ایک جگہ موسم سرما کی کیفیت بیان کرتے ہوئے اپنی ایک محبوبہ کی تصویر اس طرح پیش کی ہے ۔

تن تھنڈت لرزت جوبن گرجت
پیا مکھ دیکھت ننچکی تسن بکسے آج
ناری مکھ جھمکے جیسے بجلی
آنچل داوت میں سہے اس لاج

دکن کی برسات میں محمد قلی اور اسکی رعایا کیا کیا تفریحات مناتی تھی اس کا اندازہ ہم اس شاعر کے کلام سے کر سکتے ہیں ۔ محمد قلی نے اپنی ذاتی دلچسپی سے '' مرگ ،، یا آغاز بارش کو ایک قومی تہوار بنادیا تھا ۔ گرمی کی شدت اور بے کیفی کے بعد بارش کا پہلا قطرہ انسانوں کے لئے مسرت کا پیام لاتا اور انسانوں حیوانوں اور نباتات کے لئے نئی زندگی اور شادمانی کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے ۔ باغات کے پودوں میں جان پڑجاتی ہے اور جنگلوں میں ہرطرف سبز مخمل کا فرش نظر آنے لگتا ہے ۔ مختصر یہ کہ ہرطرف زندگی کی لہریں موجزن دکھائی دیتی ہیں اور سارے ماحول پر رنگینی اور شادابی کا احساس چھا جاتا ہے

س پر فضا اور رومان خیز تہوار سے محمد قلی کو خاص دلچسپی
ھی ۔ یہ ایک خالص هندوستانی اور غیر مذھی تہوار تھا جس
یں قومی یگانت ، یکجہتی اور هم آهنگی کا مظاهرہ هوتا ۔
مد قلی نے اس موضوع پر بڑے اچھے شعر کہے هیں اور برسات کی
مد کا ایک دلکش اور نظر نواز نقشہ کھینچ دیا ھے پروفیسر
عجاز حسین لکھتے هیں :—

" اسکی رومان پسند طبیعت کے علاوہ دکن کی برسات نے
بی اسکو جذبات کی ترجمانی کے لئے مائل کیا کہ اس موسم کی
مد کا استقبال اس رنگ سے کرے کہ برسات کو بھی اپنی اهمیت
ا اندازہ هوجائے اور قدردانی کا احساس زیادہ سے زیادہ اسکو
ائل بہ کرم کرے "۔

محمد قلی نے مرگ کی آمد پر اپنی پیاریوں کے سنگار ، ان کے
نگین لباس اور تزین و آرائش اور موسم کی رنگینی کے بھر پور
رقع پیش کئے هیں ۔

مرگ سال آئیا پھر تھے مرگ نینی سنگاراں کر
جڑت مانک بھوٹیاں لعل موتیاں ایکر دھاراں کر
بدل جوڑے سیں کیوڑے بھکڑیاں جھمکاؤ بجلیاں جیر
چھپانکو بنے سیں پھل تر رے بدل کے اندھاراں کر
رسیلے کنٹھ سوں الاپ اب کوئل کے کہکارے
پپیہے ناد سوں مد پیو نت کرنا خماراں کر
هریا شتا هریا پیالہ هریا کسوت هریا جوبن
هریا جوانی هریالی سیں ندیاں سونیاں کی باراں کر
هوا آینہ د لہا کر چونپ سوں کر ساز ماہارا
اجھالے شاہ کوں بہاری بجا کر جیو کے تاراں کر

مرگ کے دن قطب شاهی محلات میں سبز مخمل
فرش کیا جاتا اور سبز لباس زیب تن کرتے تھے ۔ طوائف
رخ لباس میں ملبوس هوتیں ۔ شہنائی بجائی جاتی ، مئے ارغوان
ے جام گردش میں آتے ۔ " نوبلیاں " جھولے پر بیٹھتیں اور
لہار گاتی تھیں محلات کے صحن میں نٹ اپنے فن کا مظاهرہ کرتے
"من هرن" کے گھنگرو اور "بیجن کی جھنکار" دلوں کو لبھاتی
ر پیاریاں "بتیس برن سازوں" سے خود کو سنوارتیں ۔ یہ اور
س طرح کے دلچسپ مرقعے جن میں قطب شاهی تہذیب کی
جھلک نظر آتی ھے محمد قلی کے کلام میں موجود هیں ۔ محمد قلی
نے عهد کی ثقافت کا بہترین ترجمان ھے اور اپنے عهد کا سچا
مورخ نظر آتا ھے ۔ چند شعر ملاحظہ هوں ۔

جھاڑاں کوں پھول هوا پھل هستے هیں جیوں جواهر
صدراں زمردی رنگ هر اک محل بچھاؤ
رنگ بیر بہوٹی کسوت کریاں هیں پاتراں سب
آن کاس کے کنارے بجلیاں کا رت جگاؤ
بکھایاں پھوئی سوں چولے سب کے بیس هنڈولے سب
لگیاں کہانے کوں جھولے سب نویلیاں اچھلیاں بالیاں
گرجیا مرگ خوشیاں سوں سنگار آؤ سکیاں
پڑتا ھے میگھ پھوئی پھوئی چولی بھگاؤ سکیاں
جیوں لال پھول ڈالیاں پر تیوں زنداں پر اپنے
بازو بنداں کے سر تھے پھندنے پھلاؤ سکیاں
کتویاں کوں نین پتلیاں کی مد بلا متی کر
همشہ کے مند هر انگن میں نٹ سوں نچاؤ سکیاں
سر تھے پگ لک جو مکلل هو زرنے سے سکیاں
من هرن مجے لبدایاں گھنگرو هور بیجناں میں
چنری جو چن کے باندھے رو چیر اس کوں سہتا
بتیس برن سازن اب تن اپر سجاؤ

برسات کے موسم میں پھنوار کی دلکشی کیفیت ، پودوں
کی سبزی ، بادل کی گرج ، قوس قزح کی خوبصورتی ، پپیہے کی پیو
پیو ، مینڈکوں کی شہنائی ، کوئل کی کوک ، مور کا ناچ اور
برسات کے پھولوں کی خوشبو ، موسم کی دلفریبی میں اضافہ کرتی
ھے ۔ محمد قلی کی ان تصویروں کو مقامی رنگ نے ایک نئی
آب و تاب اور واقعیت عطا کی ھے ۔

جوند پیر کرجت هوا مینوں برست
عشق کے چمنے چمن موراں کا ھے راج
عشق کے بنے بن سو پک ناد کوے
بمبہا کے بولاں سوں پیو پیو فغانی
ڈنک نیں کر گرانا مست ھے هست
کند سد کے درخماں کوں کرتے پامال
کماں قوس قزح دینے فلک کوں
دندیاں ساوں کوں لاهور کے تھیں بھال
دستاں جھڑاں سبھوں کیاں موساں لڑاں کے کنے
اس موتیاں کا سہرا گند کر سنجے بنداؤ
برسات کے پھولاں کا بھید با ھے باس روں روں
دھپ کالے بھوں باساں اب من تھے گنواؤ

کوکے چوندھیر تھے میوراں ہرے بن میں چوطرفاں دیکھ
رنگا رنگ نغمیں کریں مست ہے چمناں میں

کالی داس نے بارش کو ” پارس راجہ ،، کے روپ میں پیش کیا ہے جو بادلوں کے کالے ہاتھی پر چڑھ کر، بجلی کا جھنڈا ہاتھ میں لئے، گرج کے ڈھول بجاتا، بڑی شان و شوکت کے ساتھ آتا ہے، پارس، کدم کے پھولوں، ارجن کے پھولوں اور کیتکی کے پھولوں سے جنگل کے دامن کو بھر دیتا ہے۔ کالی داس کہتا ہے کہ اپنے جسم کو چمکدار ریشمی ملبوسات سے سجانے والی عورتیں جو پھولوں کی مالا پہنتی ہیں بارش کے ٹھنڈے قطروں سے جذباتی بن جاتی ہیں ۔ محمد قلی یہاں کالی داس کا ہم خیال نظر آتا ہے وہ کہتا ہے ۔ ع

سہیلی بنی تیلی رت میں شوانی
میگھا چھائے انبر رنگا رنگ نہانی
سہے سیس آنچل دھو کو رجیوں گگن پر
مرگ میں مرگنیاں کی کسوت شہانی

یہاں یہ بتانا مقصود نہیں کہ محمد قلی، کالی داس جیسا بلند پایہ شاعر تھا اور اس نے کالی داس کی پیروی کی ہے یا اس کی شاعری سے اثرپذیر ہو کر شعر کہے ہیں ۔ اس سے صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ ہندوستان کے طول و عرض میں فاصلوں اور جغرافیائی ماحول کی تھوڑی بہت تبدیلی کے باوجود ہر موسم کی خاص کیفیات کم و بیش یکساں ہوتی ہیں ۔ جن شاعروں میں مشاہدے کی قوت تیز ہوتی ہے اور جو مظاہر قدرت سے اثر پذیر ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ فطری مناظر کی بڑی متحرک اور جاندار تصویریں پیش کرنے پر قادر ہوتے ہیں محمدقلی اور کالی داس چونکہ ایک ہی ملک کے مختلف موسموں کا نقشہ پیش کر رہے ہیں اس لئے ان کی توضیحی بیانات میں اگر کہیں ہم آہنگی موجود ہو تو یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے اور اس ہم آہنگی کی طرف اشارہ کرنا بے محل نہیں معلوم ہوتا ۔

محمدقلی کی شاعری میں مسلسل اور باقاعدہ منظر نگاری نہیں پائی جاتی لیکن متفرق اشعار کو مربوط کریں تو موسموں کی ایک واضح تصویر ضرور نظر آتی ہے ۔ اگر محمدقلی کا یہ کلام منظریہ شاعری کی تعریف میں نہیں آسکتا ہو تو بھی ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ محمدقلی کی شاعری میں منظرنگاری کے دھندلے نقش ضرور دکھائی دیتے ہیں ۔ ان تصویروں میں تخیل کی کارفرمائی بھی ہے اور مشاہدے کی صداقت بھی ۔ مناظر قدرت سے لطف اندوز ہونے کا رجحان اس کی شاعری میں نمایاں ہے ۔

* * * * *

PRINTED BY THE DIRECTOR OF PRINTING. GOVT. OF ANDHRA PRADESH, AT THE GOVT. CENTRAL PRESS HYDERABAD
PUBLISHED BY THE DIRECTOR OF INFORMATION & PUBLIC RELATIONS ANDHRA PRADESH, HYDERABAD.

Regd. No. H./HD-76.

کسی بھی ملک کے لئے جمہوریت بے حد اہم ہے لیکن جمہوریت بذات خود کوئی مقصد نہیں ہے بلکہ یہ کچھ مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہے اور ہم اپنے ملک میں کن مقاصد کے حصول کے لئے کوشاں ہیں؟ ہم اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ ۶۰ کروڑ کی آبادی والے ملک کو ایک دور سے نکال کر ایک نئے دور میں داخل کردیں۔ ہم اپنے عوام کی مادی اور جسمانی زندگی کو محض بہتر بنانا ہی نہیں چاہتے بلکہ انہیں اس سے بھی کچھ زیادہ دینا چاہتے ہیں — ایک ایسی نئی زندگی جس میں ان کی شخصیت کو پوری طرح فروغ حاصل ہو سکے۔

— اندرا گاندھی